

کتاب



التکمیل



یعنی

تقریظ

حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین شمس الملۃ والدین شمس العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ بانی مدرسۃ الواعظین

باسمہ سبحانہ

تاریخی واقعات کا دیانت کیساتھ اصول مسلمہ پر جائزہ لینا ان کے اطراف و جوانب پر فلسفیانہ نظر کرنا اور مختلف واقعات کو سنجیدہ طور سے ترتیب دیکر جدید نتائج کا استخراج کرنا نہ صرف ممدوح ہی ہے بلکہ ایک مورخ کے اعلےٰ کمال کی دلیل بھی ہے لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ کسی خاص مقصد کو پہلے ہی سے پیش نظر رکھکر کتب تاریخ کی ورق گردانی کیجائے اور تائید کیلئے اقوال شاذہ کی تلاش میں ناوک تشنیع چلائیں یا واقعات کو توڑ مروڑ کر حسب منشا و مقصود بنا کر پیش کیا جائے اور پھر انکو صحیح ثابت کرنے میں صرف قوت انشاپردازی کا سہارا کافی سمجھا جائے اور دلنشین کرنے کی غرض سے شوخی تحریر کا رنگ بھر کر اطمینان کر لیا جائے جیسا کہ ہمارے ملک کے بعض مشہور مصنفین کی عام عادت تھی اور وہ ایں نازیبا تصرفات کو اپنے لئے سرمایہ ناز بلکہ معراج کامیابی تصور کرتے تھے۔

واقعہ غدیر خم بھی جو اسلامی واقعات میں ایک خاص اہمیت کا مالک ہے انہی ستم ظریفیوں کے ہاتھوں مجروح ہوئے بغیر نہ رہ سکا چنانچہ نزول آیہ الکمال دین کا شرف غدیر خم سے چھین کر عرفات کو دیدیا گیا اور بجائے پنجشنبہ واقعہ غدیر جمعہ کے دن لکھدیا گیا۔ اسی قسم کی بعض فریب کاریوں کی قلعی کھولنے کیلئے جناب مستطاب سلالۃ الاطباء حکیم سید مرتضیٰ حسین صاحب ساکن امروہہ نے کمال عرق ریزی و جانفشانی سے یہ لطیف و منقح کتاب تصنیف فرمائی ہے میں نے اسکے بعض مقامات پڑھوا کر سنے مجھے قوی امید ہے کہ جن مسائل پر اس میں بحث کیگئی ہے انکی تنقیح و تحقیق اور دوسرا ذکار دلائل کے رد و ابطال میں یہ کتاب کافی و وافی ہوگی۔ خداوند عالم جناب مصنف کو جزائے خیر دے آپ نے باوجود دیگر مشاغل ضروریہ کے اپنا معتدبہ وقت اس کتاب کی ترتیب و تصنیف میں صرف کیا ہے۔

نجم الحسن عفی عنہ

تقریظ

سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام العلماء آیۃ اللہ مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہت سے مذہبی حقائق ایسے ہیں جنکی بنیاد تاریخی معلومات پر ہے اس بنا پر ایک غلط فہمی یا مغالطہ جو تاریخی واقعہ کو مشتبہ بنادے ایک عظیم حقیقت کے پامال ہوجانے کا ذریعہ ہوسکتا ہے ایک مورخ کا فرض ہے کہ وہ واقعات کی چھان بین بالکل تاریخی اعتبار سے کرے اور اس میں ذاتی جذبات یا اپنے مذہبی

نظریات کی روشنی میں نگاہ کرتے رہتے ہیں تاریخ اہمیت نہیں

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کو اس حیثیت سے اتنا بے جان دلدادہ ہمیشہ تاریخ مذہب کی جانب رہتے ہیں [illegible]

تاریخی مسائل کے حقیقی حل سے زیادہ مقدم سمجھتے ہیں وہ اکثر اپنے نقطہ نظر کی تائید کو پیش نظر رکھتے ہوئے تاریخی حقائق [illegible]

کر ڈالتے ہیں تاکہ کسی نہ کسی طرح اپنا پیش نظر مطلب حاصل ہو جائے۔

آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول متند تصریحات کے مطابق روز غدیر یعنی ۱۸ ذی الحجہ کو غدیر خم میں امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے اعلان کے موقع پر تھا لیکن مولانا شبلی نے آیۂ مذکورہ کے نزول کو یوم عرفہ جمعہ ۹ ذی الحجہ کو جو بعض قدیم مفسرین کا ایک کمزور قول ہے مرجح قرار دیا ہے۔ اور اسکے یوم نزول سے تا وفات ۸۱ ہی یوم زندہ رہنا جناب رسالتمآب کا ثابت کیا ہے اور اس سلسلہ میں خلاف تقویمی نقشوں سے اسکی جد وجہد کی ہے کہ آیۂ اکمال دین کا نزول یوم عرفہ ہی صحیح قرار پائے اور چونکہ ۹ ذی الحجہ یوم جمعہ کی مراجعت سے ۲۶ ذی القعدہ کو یوم شنبہ واقع ہوتا ہے اسلئے حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی تاریخ بھی ۲۶ ذی القعدہ یوم شنبہ قرار دی ہے۔

زیر نظر کتاب میں اسکے مصنف جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب متوطن قصبہ اریان ساداں نے تاریخی حیثیت سے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش اور مولانا شبلی کے بیانات پر محققانہ انداز سے تبصرہ کیا ہے میں نے اس کتاب کو اکثر مقامات سے دیکھا اور مصنف کتاب کی جانفشانی و عرق ریزی کی قدر کی۔ اس کتاب کا سرسری بھی مطالعہ کرنے والا اس بات کا اندازہ کر سکتا ہے کہ مصنف نے بہت کافی وقت اس کتاب کی تصنیف اور تتبع کتب میں صرف کیا ہے اور کامل محنت کے ساتھ اس فرض کو انجام دیا ہے۔ امید ہے کہ تحقیق پسند افراد اس کتاب کا مطالعہ کرینگے اور اس سے بہرہ مند ہونگے۔ جزاہ اللہ عن المؤلف خیر الجزاء

سید علی نقی النقوی عفی عنہ

تقریظ حضرت حجۃ الاسلام عمدۃ العلماء مولانا سید کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر مد ظلہ

باسمہ سبحانہ

دنیائے تصنیف و تالیف میں قدم رکھنا جسقدر آسان ہے اسیقدر دیانت و انصاف سے قلم اٹھانا مصنفین کی فہرست میں اپنا نام شمار کرا دینے کا متحمل ہے اسیقدر مشکل ہے نتائج وہ سے اکثر لوگ بے خبر یا ان کی غلطیاں نا دیدہ کر کے قلم کی عیب پوشی میں ساعی ہیں مگر کتاب کا ثبات بساوقات ان لغزشوں کی یاد تازہ کر دیتا ہے جو کسی مصنف کے قلم کو پیش آئی ہوں۔ اسمیں شبہ نہیں کہ شبلی نعمانی نے اپنے خیالات کو حق کا لباس پہنانے کے واسطے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا اور تاریخی میدان میں بھی اپنے عقائد کے جذبات سے متاثر ہو کر قلم کو صراط مستقیم سے برگشتہ ہی رکھا۔ کبھی روایات ضعیفہ سے تمسک کر کے معصومین کو گناہگار ثابت کیا جاتا ہے کبھی گورکھ دھندے میں پھنسا کر جاہل گروہ کو بہکانا چاہا۔ شاید ذکا یہ تھا کہ تمام دنیا بصارت سے بے بہرہ ہوگی جس سے ان کے قلم کی لغزشوں سے غافل رہے گی مگر یہ انکا خیال ہی تھا جس کا بین ثبوت پے در پے تصانیف مع صاحبان حق کی طرف سے ظلمت ضلالت مٹانے کے واسطے درخشاں ستاروں کی طرح افق صداقت پر ظاہر ہو رہے ہیں کئی کتابیں مقصود کو ادا کرتے ہوئے اہل ایمان کی نظر سے گذر چکی ہیں اور انشاء اللہ آئندہ پیش نگاہ آتی رہینگی اسی سلسلہ کی بے نظیر کڑی یہ جدید کتاب ہے جو تکمیل کے نام سے موسوم ہے ازالہ تکمیل ابطال ہے اور ان کی درستی کے واسطے جنکو جناب شبلی نے انتہائی استحکام کیساتھ منظر عام پر پیش کیا تھا میں نے اس کتاب کو بعض مقامات سے دیکھا اور میں اسکو تیار ہوں کہ جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب نے اس کتاب کی تالیف اور تصنیف میں اپنے بیش قیمت اوقات کو صرف کر کے صاحبان ایمان و انصاف کے واسطے ایسا گرانبہا ذخیرہ فراہم کر دیا ہے جو مدتوں کی زحمت کے بعد بھی بدقت فراہم ہوگا۔ اور علامہ شبلی نعمانی نے جو گرد مصلحت افق حق پر پھیلا دی تھی اسکو تحقیق کے ٹھنڈے جھونکوں سے یوں ہٹا دیا ہے کہ انکا دھبہ لگنے کے قابل نہ رہے خداوند عالم موصوف کو اجر جمیل اور مومنین کو اس بیش بہا کتاب سے استفادہ کرنے کی توفیق عنایت کرے واللہ الموفق۔

ع سید کلب حسین

کتاب التکمیل اور اسکے بعض اقتباسات

سیرۃ النبی شبلی کے آیہ تکمیل یوم عرفہ جمعہ اور ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ تاریخ سفر حجۃ الوداع پر تقویمی نقشہ تنبیح ماہا وغیرہ سے ابطال

حاشیہ ص۱۴ و ۱۲ و ص۱۸ و ۲۰ و حاشیہ ص۲۴ و ۲۵ و ۲۷ و ص۲۴۳ و ۲۴۷

۲- الفاروق شبلی کے تاریخ مرض النبی کے مراجعت سے ۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ یوم غدیر پنجشنبہ (عشیۂ جمعہ) کو آیہ تکمیل کا نزول اور ۲۵ ذیقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع کا صحیح حدیثوں سے اثبات

ص۸ و ۱۸ و ۱۴ و ۳۰ و ۳۱ مع حاشیہ ۳۹ و ۴۴ و ۶۴ و ۶۶ و حاشیہ ص۵ و ص۲۳۶

۳- ۱۸- ذیحجہ پنجشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ۷۰ یوم کا ارباب سیر و محدثین سے تطبیق اور گیارہ ۱۱ ربیع الاول دوشنبہ پر اکیاسی ۸۱ یوم کی تصحیح

حاشیہ ص۸ و ص۸ و ۱۷۶ و ۱۷۹ و ۱۸۶ و ۲۵۰ و ۲۵۴ و ۲۵۵

۴- گیارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کی شام شب بارہویں ۱۲ ربیع الاوّل سے بائیسویں ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ دو ۲ سال تین ۳ مہینہ دس ۱۰ راتوں تک ابوبکر کے زندہ رہنے کی مطابقت۔

ص۱۴ و حاشیہ ص۵ ص۱۰ و ۱۴۲ و ۱۴۴ و ۲۰۴ و ۲۳۴ و ۲۴۹

۵- بارہ ۱۲ تاریخ گذر کر شب تیرہویں ۱۳ ربیع الاوّل سنہ ۱۱ھ سے بائیسویں ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ دو ۲ سال تین ۳ مہینہ نو ۹ شبوں تک مدت خلافت ابوبکر میں روایۃً و درایۃً موافقت

ص۱۱۸ و ۲۰۳ و ۲۳۹

۶- بارہ ۱۲ ربیع الاوّل کا شبانہ روز یعنی بیاسیواں ۸۲ دن جناب امیرؑ کی اصل خلافت و امامت اور رسول خدا کے غسل و کفن میں حضرت جبرئیلؑ کی شرکت و اعانت سے ایک تاریخی خصوصیت

ص۱۰۷ و ۲۳۲

۷- یکم صفر پنجشنبہ بارہ ۱۲ صفر دوشنبہ پھر یکم ربیع الاوّل پنجشنبہ بارہ ربیع الاوّل دوشنبہ سے سنہ ۱۱ھ کا سال گیارہ ۱۱ مہینے سے محدثین کی تخلی۔

حاشیہ ص۱۲۸ و ۲۲۹ و ص۲۳۴ و ۲۵۵ و ۲۷۹ و ۲۸۴

۸- پنجشنبہ کا اکاسیواں ۸۱ دن دوشنبہ بیاسیواں ۸۲ دن سہ شنبہ اور جمعہ کا اکاسیواں ۸۱ دن سہ شنبہ بیاسیواں ۸۲ دن چہار شنبہ ہونیکی حقیقت۔ ص۹ و ۱۷ و ۲۴۵

۹- گیارہ ۱۱ ربیع الاوّل دوشنبہ سے تین مہینہ قبل نو ۹ ذیحجہ عرفہ کو سہ شنبہ ۸۰ یوم قبل ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ ہونیکی واقعیت ص۱۹ و ۲۲۴ و ۲۴۹ و ۲۵۹

۱۰- طلب قرطاس سے ۹۰ دن پہلے آیہ تکمیل کے نزول کی تغلیط اور اکاسی ۸۱ یوم پہلے روایت صحیحہ سے تصدیق ص۱۰۷ و ص۱۳۶ و ۲۳۷

۱۱- واقعہ قرطاس سے تین ۳ مہینہ پہلے یوم عرفہ کو مہر ختم وحی کی آیہ تکمیل پر غلط تعبیر اور اکاسی ۸۱ یوم قبل یوم غدیر کو مہر ختم وحی احکامی کی صحیح تطبیق

ص۱۷۰ و ۱۹۷

۱۲- طلب قرطاس پیغمبر سے اکاسی ۸۱ یوم قبل ۱۸ ذیحجہ (یوم غدیر) کو کامل سورہ مائدہ اور اوس کے اٹھارہ ۱۸ احکام کا نزول۔

حاشیہ ص۲۰ و ۶۷ و ص۱۸۸ و ۱۹۱ و ۲۸۵ تا ص۲۸۸



فہرست اُن کتابوں کی جن کا مضمون خود دیکھ کر اس کتاب تکمیل میں لکھا گیا علاوہ موجودہ کتب کے مختلف کتبخانوں سے مدد لی گئی مثل کتبخانہ نواب احمد حسین خان صاحب رئیس پریانواں ضلع پرتاب گڈھ و کتبخانہ خدا بخش خان صاحب کیبل مرحوم بانکی پور پٹنہ و کتبخانہ مولوی عبد الباری صاحب مرحوم و کتبخانہ مولوی عبد الحی صاحب مرحوم فرنگی محل لکھنؤ و کتبخانہ ندوۃ العلما لکھنؤ و کتبخانہ ممتاز العلما سید محمد تقی صاحب طاب ثراہ و کتبخانہ مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ (شمس العلماء) لکھنؤ اور کتبخانہ مدرستہ الواعظین لکھنؤ وغیرہ۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۱	مناقب آل ابیطالب عربی	ابن شہر آشوب رح	بمبئی
۲	چہار باب فارسی	شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث	محمود نگر لکھنؤ سنہ ۱۲۵۸ھ
۳	سبل الہدیٰ و الرشاد المعروف بہ سیرت شامی عربی	شیخ شمس الدین محمد بن یوسف دمشقی صالحی	قلمی
۴	قاموس عربی	.	مطبوعہ
۵	منتہی الارب عربی	عبد الرحیم بن عبد الکریم	لاہور
۶	زرقانی علی المواہب عربی	محمد بن عبد الباقی	مصر سنہ ۱۲۷۸ھ
۷	تفسیر در منثور سیوطی عربی	جلال الدین سیوطی	مصر سنہ ۱۳۱۴ھ
۸	تفسیر جلالین عربی	جلال الدین محلی	بمبئی سنہ ۱۲۹۴ھ
۹	اسباب النزول عربی	امام واحدی	مصر سنہ ۱۳۱۵ھ
۱۰	تفسیر ثعلبی عربی	ابو اسحق	قلمی نوشتہ سنہ ۷۱۹ھ
۱۱	تفسیر معالم التنزیل عربی	امام محی السنہ حسین بن مسعود بغوی	بمبئی سنہ ۱۳۰۹ھ
۱۲	تفسیر لباب التاویل عربی	علاء الدین خازن	مصر
۱۳	تفسیر مدارک التنزیل عربی	عبد اللہ بن احمد نسفی	دلیا لی
۱۴	تفسیر سراج المنیر عربی	خطیب شربینی	مصر
۱۵	تفسیر کشاف عربی	علامہ جار اللہ زمخشری	״
۱۶	تفسیر بیضاوی عربی	ناصر الدین عبد اللہ بن عمر	اسلامبول
۱۷	تفسیر جامع البیان عربی	ابن جریر طبری	مصر سنہ ۱۳۲۱ھ
۱۸	تفسیر مجمع البیان عربی	علامہ شیخ امین الدین طبرسی	طہران
۱۹	تفسیر مفاتیح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر عربی	علامہ فخر الدین رازی	مصر سنہ ۱۳۰۸ھ
۲۰	تفسیر اتقان فی علوم القرآن	شیخ جلال الدین سیوطی	مصر سنہ ۱۳۰۶ھ
۲۱	تفسیر فتح القدیر عربی	قاضی شوکانی یمنی	قلمی نوشتہ سنہ ۱۲۴۸ھ در عہد مصنف
۲۲	تفسیر فتح البیان عربی	نواب صدیق حسن خاں	مصر سنہ ۱۳۰۱ھ
۲۳	تفسیر حافظ ابن کثیر عربی	ابن کثیر شامی	مصر سنہ ۱۳۰۱ھ
۲۴	تفسیر غرائب القرآن عربی	نظام الدین حسن بن محمد	مصر سنہ ۱۳۲۱ھ
۲۵	تفسیر احمدی عربی	ملا احمد ملا جیون	کلکتہ سنہ ۱۲۶۳ھ
۲۶	تفسیر بحر مواج فارسی	شہاب الدین عمر دولت آبادی	نولکشور سنہ ۱۲۹۷ھ
۲۷	تفسیر مواہب علیہ معروف بہ تفسیر حسینی فارسی	کمال الدین حسین	کلکتہ سنہ ۱۲۳۸ھ
۲۸	تفسیر منہج الصادقین فارسی	ملا فتح اللہ کاشانی	طہران
۲۹	تفسیر فتح الرحمن فارسی	شاہ ولی اللہ محدث	دہلی و میرٹھ
۳۰	تفسیر فتح العزیز فارسی سورۂ بقر	شاہ عبد العزیز	چھاپہ محمدی سنہ ۱۲۶۴ھ
۳۱	تفسیر فتح العزیز پارہ ۲۹ فارسی	״	لاہور
۳۲	تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ اردو	״	محمود نگر لکھنؤ سنہ ۱۲۶۴ھ
۳۳	تفسیر موضح القرآن اردو	شاہ عبد القادر دہلوی	دہلی سنہ ۱۳۰۸ھ و کانپور سنہ ۱۳۴۴ھ
۳۴	تفسیر تنویر البیان اردو ترجمہ خلاصۃ المنہج		آگرہ
۳۵	قرآن معجز نما متوسط اردو		دہلی سنہ ۱۳۲۵ھ
۳۶	تفسیر عمدۃ البیان اردو	مولوی عمار علی صاحب مرحوم	دہلی
۳۷	مناقب مرتضوی ترجمہ خصائص نسائی	مولوی ابو الحسن مصنف فیض الباری اردو	لاہور سنہ ۱۳۱۰ھ
״	خصائص	امام نسائی	کلکتہ سنہ ۱۳۰۳ھ
۳۸	الفاروق	شبلی نعمانی	کانپور و لکھنؤ و دہلی ۱۸۹۹ء و سنہ ۱۳۲۵ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۳۹	الفارق	مرزا حیرت دہلوی	دہلی سنہ ۱۸۹۶ء
۴۰	سیرت النبی	شبلی نعمانی اعظم گڈھی	کاپیوں اعظم گڈھ
۴۱	سیرت ابن ہشام	عبد الملک	مصر سنہ ۱۲۹۵ھ
۴۲	طبقات ابن سعد (۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ جلدیں)	محمد ابن سعد کاتب واقدی	لیڈن یورپ
۴۳	مسند امام احمد	احمد بن حنبل	مصر سنہ ۱۳۱۳ھ
۴۴	صحیح بخاری	محمد بن اسمعیل بخاری	مصر سنہ ۱۳۱۲ھ
۴۵	تاریخ معارف	ابن قتیبہ	فرنگستان
۴۶	〃	〃	مصر سنہ ۱۳۱۳ھ
۴۷	صحیح مسلم مع شرح نووی	مسلم بن الحجاج	دہلی سنہ ۱۳۰۲ھ
۴۸	سنن	امام نسائی	مصر و دہلی
۴۹	تاریخ الرسل والملوک	ابن جریر طبری	لیڈن یورپ
۵۰	الارشاد	علامہ محمد بن محمد بن نعمان الشیخ المفید	لکھنؤ
۵۱	تاریخ ابن خلدون	قاضی عبد الرحمن بن محمد الحضرمی المالکی	مصر سنہ ۱۲۸۴ھ
۵۲	فتح الباری شرح صحیح بخاری	حافظ ابن حجر عسقلانی	دہلی سنہ ۱۳۰۷ھ
۵۳	ارشاد الساری شرح صحیح بخاری	امام قسطلانی	مصر سنہ ۱۳۰۷ھ
۵۴	عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	امام عینی حنفی	مصر سنہ ۱۳۰۸ھ
۵۵	تحفہ اثنا عشریہ	شاہ عبد العزیز	ثمر ہند لکھنؤ سنہ ۱۲۹۶ھ
۵۶	ہادی التواریخ	محمد ابن محمد الہمدانی	لکھنؤ سنہ ۱۳۱۰ھ
۵۷	روض الانف	عبد الرحمن سہیلی	مصر سنہ ۱۳۳۲ھ
۵۸	سرور المحزون	شاہ ولی اللہ محدث	مطبع محمدی سنہ ۱۲۵۷ھ
۵۹	قرۃ العیون شرح سرور المحزون	نواب محمد علیخاں والی ٹونک	آگرہ
۶۰	انسان العیون حلبی	علی بن ابراہیم حلبی	مصر سنہ ۱۳ھ
۶۱	عقد الفرید	شہاب الدین احمد	مصر سنہ ۱۲۹۳ھ
۶۲	تاریخ کامل	ابن اثیر جزری	مصر سنہ ۱۳۰۳ھ
۶۳	اسد الغابہ فی الصحابہ	〃	مصر سنہ ۱۲۸۶ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۶۴	تاریخ المختصر فی اخبار البشر	ملک ابی الفدا	لیڈن یورپ
۶۵	تاریخ تتمہ المختصر	شیخ زین الدین عمر بن مظفر الوردی	مصر
۶۶	قصیدہ عظمیٰ	مولانا امین اللہ	دہلی سنہ ۱۳۰۳ھ
۶۷	بحار الانوار آخر حصہ ششم	علامہ محمد باقر مجلسی	طہران
۶۸	سیرت دمیاطی	حافظ عبد المومن	قلمی پٹنہ سنہ ۸۰ھ
۶۹	سیرت مغلطائی	حافظ علاء الدین	مصر سنہ ۱۳۲۶ھ
۷۰	مواہب لدنیہ	امام قسطلانی	قلمی پٹنہ سنہ ۸۹۸ھ
۷۱	ینابیع المودۃ	شیخ سلیمان قندوزی بلخی	اسلامبول سنہ ۱۳۰۱ھ
۷۲	صحیح ترمذی اردو	امام ابو عیسیٰ ترمذی	نولکشور سنہ ۱۳۱۹ھ
۷۳	معارج النبوۃ	مولانا معین الدین	لاہور سنہ ۱۲۹۲ھ
۷۴	〃	〃	نولکشور سنہ ۱۸۸۵ء
۷۵	عین العیون ترجمہ اردو سرور المحزون	ابو القاسم ہنسوی	لکھنؤ سنہ ۱۳ھ
۷۶	ناسخ التواریخ	مرزا محمد تقی سپہر مستوفی	طہران سنہ ۱۳۱۲ھ
۷۷	تاریخ احمدی	شیخ احمد حسین خاں	لکھنؤ
۷۸	صواعق محرقہ	ابن حجر مکی	مصر
۷۹	سر الشہادتین	شاہ عبد العزیز	لکھنؤ
۸۰	الاکمال فی اسماء الرجال	مشکوٰۃ	دہلی
۸۱	تاریخ یعقوبی	ابن واضح کاتب عباسی	لیڈن یورپ سنہ ۱۸۸۳ء
۸۲	ریاض النضرہ	محب الدین طبری	مصر سنہ ۱۳۲۷ھ
۸۳	عبقات الانوار غدیریہ	علامہ سید حامد حسین صاحب	لودھیانہ و لکھنؤ
۸۴	عبقات الانوار ولایت	〃	لکھنؤ
۸۵	استقصاء الافحام فی نقض منتہی الکلام	〃	لودھیانہ
۸۶	جواہر العقدین	علامہ سمہودی	
۸۷	منصب امامت	محمد اسمعیل شہید دہلوی	فاروقی دہلی
۸۸	تذکرہ خواص الامۃ	سبط ابن جوزی	قلمی پٹنہ سنہ ۱۰۶۷ھ
۸۹	تاریخ مرآۃ الزمان	〃	قلمی پٹنہ سنہ [illegible]ھ
۹۰	تاریخ البدایۃ والنہایۃ	حافظ ابن کثیر	قلمی پٹنہ کتابت سنہ ۹۲ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۹۰	تاریخ بدایۃ والنہایۃ	حافظ ابن کثیر	لکھنؤ کتابت ۱۳۵۱ھ
۹۱	ازالۃ الخفا	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	بریلی ۱۲۸۶ھ
۹۲	کشف الظنون	مصطفےٰ ابن عبداللہ القسطنطینی	مصر
۹۳	اصابہ فی تمیز الصحابہ	حافظ ابن حجر عسقلانی	کلکتہ ۱۸۷۳ و ۱۸۸۸ء
۹۴	روضۃ الندیہ	سید محمد بن اسمٰعیل صنعانی	دہلی ۱۳۲۲ھ
۹۵	مشکوٰۃ المصابیح	ولی الدین خطیب	دہلی ۱۳۲۷ھ
۹۶	مودۃ القربیٰ	سید علی ہمدانی	بمبئی ۱۳۱۰ھ
؍؍	؍؍	؍؍	قلمی
۹۷	زاد العقبیٰ اردو ترجمہ مودۃ القربیٰ	مترجمہ مولوی سید شریف حسین	لاہور
۹۸	غنیۃ الطالبین	شیخ عبدالقادر جیلانی	لاہور ۱۳۰۹ھ
۹۹	المامون	شبلی نعمانی	دہلی
۱۰۰	ما نزل من القرآن	حافظ ابونعیم صاحب حلیہ	قلمی
۱۰۱	انتباہ فی سلاسل اولیا	شاہ ولی اللہ محدث	۔
۱۰۲	نفحات الانس	ملا عبدالرحمٰن جامی	قلمی
۱۰۳	منہج المقال	۔	طہران
۱۰۴	طبقات الحفاظ	امام سیوطی	قلمی
۱۰۵	تاریخ حبیب السیر	غیاث الدین	بمبئی ۱۸۵۷ء
۱۰۶	ارجح المطالب	مولوی عبیداللہ بسمل امرتسری	لاہور
۱۰۷	حجج الکرامہ فی آثار القیامہ	مولوی صدیق حسن خان	بھوپال ۱۲۹۱ھ
۱۰۸	جامع عباسی	علامہ بہاء الدین محمد عاملی	نولکشور ۱۳۱۹ھ
۱۰۹	عبقات الانوار منزلت	علامہ سید حامد حسین صاحب رح	لکھنؤ
۱۱۰	کتاب المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار	مقریزی	مصر
۱۱۱	تاریخ اعثم کوفی اردو	اعثم	یوسفی دہلی ۱۹۱۰ء
۱۱۲	کنز العمال	شیخ علاء الدین علی بن متقی	حیدرآباد دکن ۱۳۱۵ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۱۱۳	تاریخ مرآۃ الجنان	یافعی	حیدرآباد دکن ۱۳۳۸ھ
۱۱۴	تاریخ دول الاسلام ذہبی	علامہ ذہبی	؍؍ ۱۳۳۷ھ
۱۱۵	مسند ابو داؤد	حافظ ابو داؤد طیالسی	۱۳۲۱ء
۱۱۶	تاریخ روضۃ المناظر	ابن شحنہ حلبی	مصر ۱۳۰۳ھ
۱۱۷	السراج المنیر شرح جامع الصغیر بحاشیہ شیخ محمد بن سالم حنفی	شیخ علی بن احمد الشہیر بالعزیزی	مصر ۱۳۰۵ھ
۱۱۸	تاریخ روضۃ الصفا	محمد بن خاوند شاہ بن محمود	بمبئی ۱۲۶۶ھ
؍؍	؍؍	؍؍	نولکشور لکھنؤ ۱۸۹۱ء
۱۱۹	عیون الاثر حصہ اول	حافظ فتح الدین ابن سید الناس	قلمی
۱۲۰	تاریخ الخلفا عربی	جلال الدین سیوطی	مصر ۱۳۰۵ھ
۱۲۱	ترجمہ اردو تاریخ الخلفا		لاہور ۱۳۲۴ھ
۱۲۲	فصول المہمہ	ابن صباغ مالکی	طہران ۱۳۰۲ھ
۱۲۳	روضۃ الشہدا	کمال الدین حسین	بمبئی ۱۳۰۹ھ
	؍؍	؍؍	نولکشور لکھنؤ ۱۸۷۳ء
۱۲۴	گلزار الشہدا	مترجمہ نور الدین	بمبئی ۱۳۰۳ھ
۱۲۵	حیوٰۃ الحیوان	علامہ دمیری شافعی	مصر
۱۲۶	تاریخ خمیس	شیخ حسین دیار بکری	مصر ۱۳۰۲ھ
۱۲۷	نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض	شہاب الدین خفاجی	مصر ۱۲۶۷ھ
۱۲۸	تاریخ وفیات الاعیان	قاضی ابن خلکان	مصر ۱۳۱۰ھ
۱۲۹	مطالب السؤل فی مناقب آل رسول	محمد بن طلحہ	لکھنؤ ۱۳۰۲ھ
۱۳۰	نظم درر السمطین	شیخ جمال الدین محمد بن یوسف	قلمی
۱۳۱	المنتقیٰ من سیرۃ المصطفےٰ	سعید کازرونی	قلمی مدینہ ۱۲۵۷ھ
۱۳۲	تاریخ صغیر	محمد بن اسمٰعیل بخاری	الٰہ آباد ۱۳۲۵ھ
۱۳۳	روضۃ الاصفیا فی ذکر الانبیا	محمد طاہر صاحب	نولکشور ۱۸۷۰ء
۱۳۴	دہ مخزن	حکیم نصر اللہ صاحب	دہلی ۱۲۸۸ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۱۳۵	تقریب التہذیب	حافظ ابن حجر عسقلانی	دہلی
۱۳۶	تہذیب التہذیب	"	حیدرآباد دکن
۱۳۷	استیعاب	ابو عمر ابن عبد البر	سنہ ۱۳۱۹ھ
۱۳۸	مرقاۃ المفاتیح	ملا علی قاری	مصر
۱۳۹	خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال	صفی الدین خزرجی	سنہ ۱۳۰۱ھ
۱۴۰	تذکرۃ الحفاظ	حافظ ابو عبد اللہ ذہبی	حیدرآباد
۱۴۱	انساب سمعانی	حافظ عبد الکریم	یورپ
	بستان المحدثین	شاہ عبد العزیز	.
۱۴۳	تدریب الراوی	سیوطی	.
۱۴۴	غیاث اللغات		
۱۴۵	وسیلۃ النجاۃ	ملا مبین سہالوی لکھنوی	لکھنؤ سنہ ۱۳۱۳ھ
۱۴۶	وجیزہ	علامہ سبحان علیخان	نولکشور لکھنؤ سنہ ۱۲۷۹ھ
۱۴۷	احیاء المیت	سیوطی	لاہور
۱۴۸	کتاب الارشاد الی سبیل الرشاد فی امر التقلید والاجتہاد	حکیم ابو یحیی محمد	دہلی سنہ ۱۳۱۹ھ
۱۴۹	شواہد النبوۃ	عبد الرحمن جامی	بمبئی سنہ ۱۸۸۶ء
۱۵۰	رسالہ حج	حاجی علیم الدین	لکھنؤ سنہ ۱۸۹۲ء
۱۵۱	گیارھویں نامہ	عابد علی فتحپوری	چمن پریس فتحپور ۱۹۲۹ء
۱۵۲	حدیقۃ الحقیقۃ	حکیم سنائی	نولکشور لکھنؤ سنہ ۱۸۸۲ء
۱۵۳	تہذیب الاسماء	علامہ محی الدین نووی	غوتنغن
۱۵۴	سنن ابن ماجہ	قزوینی	دہلی سنہ ۱۳۲۳ھ
۱۵۵	کتاب وفاء الوفا باخبار دار المصطفی	علامہ سید سمہودی	مصر سنہ ۱۳۲۶ھ
۱۵۶	کشف الغطا ترجمہ کتاب موتی	.	دہلی سنہ ۱۲۹۶ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۱۵۷	تقویم المحسنین	اخوند ملا محسن کاشی	قلمی
۱۵۸	احتجاج	ابو منصور علامہ طبرسی	طہران و قلمی
۱۵۹	کتاب فہرست	ابن الندیم	یورپ
۱۶۰	مدارج النبوۃ	عبد الحق محدث دہلوی	نولکشور سنہ ۱۲۹۱ھ
۱۶۱	اشعۃ اللمعات	"	" سنہ ۱۳۰۸ھ
۱۶۲	شرح وقایہ ترجمہ اردو نور الہدایہ	.	کانپور مطبع رزاقی
۱۶۳	مستدرک	حاکم	قلمی کہنہ
۱۶۴	ملل و نحل	محمد بن عبد الکریم شہرستانی	مصر سنہ ۱۲۶۳ھ
۱۶۵	امامت والسیاست	ابن قتیبہ	مصر سنہ ۱۳۲۲ھ
۱۶۶	حلیۃ الاولیا	حافظ ابو نعیم	قلمی
۱۶۷	میزان الاعتدال علی نقد الرجال	حافظ ابو عبد اللہ ذہبی	لکھنؤ سنہ ۱۳۱۱ھ
۱۶۸	مفتاح الرشاد	مسیح الدین خاں بہادر	کلکتہ سنہ ۱۲۶۴ھ
۱۶۹	مثنوی	مولانا روم	بمبئی
۱۷۰	روضۃ الاحباب	محدث شیرازی	انوار محمدی لکھنؤ سنہ ۱۳۱۰ھ
"	"	"	امین آباد لکھنؤ سنہ ۱۲۹۷ھ
"	"	"	قلمی
۱۷۱	رجال نجاشی	"	بمبئی
۱۷۲	تمدن عرب	ترجمہ سید علی بلگرامی	.
۱۷۳	عربی کی دوسری کتاب درس ہائی اسکول	شمس العلماء قاضی امیر احمد شاہ رضوانی	لاہور سنہ ۱۹۲۴ء
۱۷۴	تشکید المطاعن	علامہ محمد قلیخاں رح	لودھیانہ سنہ ۱۲۸۳ھ
۱۷۵	حملۂ حیدری	ملا باذل رح	لکھنؤ
۱۷۶	نہایہ	ابن اثیر جزری	مصر
۱۷۷	تاریخ الانبیا	شیخ احمد صاحب دیوبندی	لکھنؤ سنہ ۱۳۱۷ھ
۱۷۸	معجم صغیر	سلیمان بن احمد طبرانی	دہلی سنہ ۱۳۱۱ھ

الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی



الحمد للہ کما ھو اھلہ و مستحقہ والصلوۃ والسلام علی محمد ن المصطفی و آلہ الاصفیاء

امابعد عبد خاکسار سید مرتضی حسین ابن حکیم سید بدعلی مرحوم و مغفور متوطن قصبۂ ایرایان سادات ضلع فتح پور قسمت آلہ باد عفا اللہ عنہ وعن والدیہ خدمت مین حضرات ناظرین کے عرض کرتا ہے کہ۔

شمس العلما شبلی نعمانی مولف سیرۃ النبی نے آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ کا نزول یوم عرفہ جمعہ ۹۔ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ قرار دیا ہے اور روایات صحیحہ و احادیث موثقہ مستندہ سے قطع نظر کرکے یوم نزول سے تا وفات النبی ۸۱ اکاسی یوم زندہ رہنا رسول اللہ صلعم کا دکھایا ہے اور اسی ضمن مین ایک نقشہ سہ ماہ ذیحجہ، محرم، صفر تا ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ بصورت مفروضہ آٹھ اقسام کا تیار کرکے اپنے نقطۂ نظر سے بیان کیا ہے جسمین مولف موصوف نے ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول یوم عرفہ بقید جمعہ صحیح قرار پا جائے اور اپنے خیال مین نقشہ مفروضہ کو صحیح ثابت کیا ہے، اور جسکی ابتدا حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی ۲۶ ذیقعد یوم شنبہ سے کی ہے کیونکہ ذیحجہ یوم جمعہ کی مراجعت سے ۲۶ ذوقعدہ کو یوم شنبہ واقع ہوتا ہے۔

اسلئے اس کتاب مین مولف سیرت النبی کے اسی حصہ پر تبصرہ کیا گیا ہے جو کہ حقیقت مین آیہ شریفہ موصوفہ اکمال دین واتمام نعمت و انتخاب دین اسلام کا نزول بمقام غدیر خم[1] ۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ یوم پنجشنبہ[2] صحیح الاسناد احادیث و روایات موثقہ سے ثابت ہے جبکہ سرور کائنات علیہ السلام کی واپسی حجۃ الوداع بیت اللہ سے بعد گزرنے تیسری منزل جحفہ[3] مابین مکہ و مدینہ کے آیہ جلیلہ یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس سورہ مائدہ کی یہ

---

[1] قال فی القاموس غدیر خم موضع بالجحفۃ بین الحرمین ۱۲۔

[2] مناقب آل ابیطالب (للعلامہ ابن شہر آشوب رح) ج ۲ ص ۲۳۳ مطبوعہ بمبئی فی روایت الخدری (انہ کان یوم الخمیس۔ یعنی ابوسعید خدری کے روایت سے ۱۸ ذیحجہ غدیر خم مین پنجشنبہ تھا۔

[3] جحفہ جائے است میان مکہ و مدینہ کہ میقات اہل شام باشد و کانت قریۃ علی ثنتین و ثمانین میلاً (منتہی الارب) جحفہ بتقدیم جیم بر حاء حطی بر سہ منزل از مکہ میقات شامیان است (ص ۲۳ کتاب چہار باب شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مطبوعہ مطبع مصطفائی محمود نگر لکھنؤ سنہ ۱۲۵۸ھ)

الجحفۃ بالضم الجیم و سکون الحاء المہملۃ والفاء قریۃ کبیرۃ علی خمس مراحل ونحو ثلثی مرحلۃ من المدینۃ الشریفۃ یعنی جحفہ جس کے حرف جیم کو ضمہ اور حاء حطی ساکن ہے یہ ایک بڑا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے کچھ اوپر پانچ مرحلہ پر واقع ہے۔ (منقول از سیرت شامیہ ج ۲۔ الباب السادس سریۃ سعد بن ابی وقاص)

نازل ہوا اور حضور سرورِ عالم بغیر نزول وحی مذکورہ ذہن فرد کش ہو کر بتعمیل حکم رب جلیل بمقام خم غدیر جو منزل جحفہ سے تین میل پر واقع ہے تشریف لا کر ایک لاکھ بیس ہزار[۱] اصحابہ حجاج مہاجرین و انصار کے مجمع میں باظہار ولایت جناب علی علیہ السلام بحدیث مشہور من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث وحدیث ثقلین و خلیفتین[۱] الحدیث حدیث لا یؤدی عنی الا انا او علی[۲] یا قال ہذا ولیی والمؤدی عنی الحدیث وغیرہ باہتمام مخصوص عمل میں لائی گئی جس آخری جلسہ پر آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا اور حضرت صلعم اس عبارت سے شکریہ اکمال دین و اتمام نعمت بجا لائے اللہ اکبر الحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی من بعدی جس کے بعد اکیاسی شبانہ روز رسول اللہ زندہ رہے جس اکیاسی[۳] یوم کی روایت کو ہمارے علمائے اعلام کثر اللہ امثالہم نے احادیث و روایات کے ہوتے ہوئے توجہ نہیں فرمائی اس لئے اس کتاب میں اسی روایت اکیاسی[۳] یوم کے مطابق تحقیقات کی گئی ہے تاکہ ارباب سیر و اصحاب تفاسیر کا بیان روایات صحیحہ کے استناد کے ساتھ تاریخ وفات النبی بقید دوشنبہ بعد نزول آیہ اکمال دین سے اکیاسیویں روز صحیح آجائیں اور ساتھ ہی اس کے ارباب سیر[۳] و شبلی صاحب کے اول تصنیف الفاروق سے ابتدا مرض النبی اخیر ماہ صفر[۳] اور سیرت النبی[۴] یوم چہارشنبہ اور تیرہ[۱۳] دن علیل رہ کر وفات فرمانا۔ آغاز علالت سے ایک روز پہلے اسامہ بن زید کا جنگ روم پر جانے کے لئے سردار فوج ہو کر مامور ہونا سب کا سب مطابق واقعہ کے پایا جائے۔

پس نوعیت مذکورہ کے موافق جس روایت سے ۹ ذی الحجہ عرفہ جمعہ کے دن آیہ شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم کا یوم نزول بتایا جاتا ہے اگر بصورت مذکورہ بعد نزول آیہ موصوفہ تا وفات النبی اکیاسی روز بقید دوشنبہ پورے نہ آویں گے اور عشرہ ثالثہ ماہ صفر کا آخری چہارشنبہ جس میں تیرہ[۱۳] دن شامل کرنے سے اکیاسی دن مطابق نہ ہوں گے تو وہ روایت یوم عرفہ والی قطعی وضعی متصور ہوگی جو کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ اور آیہ اکمال دین[۵] دونوں سورہ مائدہ کی ہیں سورہ[۵] مائدہ کے آخر نزول سے ہیں جس کے بعد احکام شرعیہ میں

---

[۱] مسنی حدیث زید بن ارقم السابق قریبا بہ ؍ والثقلین) الروایۃ ثقلین بدون آل و فی روایۃ خلیفتین در زرقانی ۔ ج ہفتم ص۵ مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ) ایضاً تفسیر درمنثور سیوطی جزو الثانی سورہ آل عمران ص۶۰ بہ تفسیر آیہ قولہ تعالیٰ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً) اخرج احمد عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزوجل حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اہلبیتی وانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض تفسیر درمنثور سیوطی میں بہ تفسیر آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کے امام احمد نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ میں تم لوگوں میں دو خلیفہ چھوڑتا ہوں ایک کتاب اللہ قرآن مجید جو ایک مضبوط رسی درمیان آسمان اور زمین کے ہے دوسرے عترت اہلبیت میرا اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے تا آنکہ حوض کوثر پر وارد ہوں (مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ)

[۲] عن عائشۃ بنت سعد عامر بن سعد عن سعد ان رسول اللہ صلعم خطب فقال اما بعد ایہا الناس فانی ولیکم قالوا صدقت ثم اخذ بید علی فرفعہا ثم قال ہذا ولیی والمؤدی عنی الحدیث۔ ایضاً عن عائشۃ بنت سعد قالت سمعت ابی یقول سمعت رسول اللہ صلعم یوم الجحفۃ واخذ بید علی فخطب فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس انی ولیکم قالوا صدقت یا رسول اللہ ثم اخذ بید علی فرفعہا فقال ہذا ولیی والمؤدی عنی الحدیث (خصائص نسائی حدیث نمبر ۹۲ حدیث نمبر ۸)

[۳] الفاروق ج۔ اول مطبوعہ نامی پریس کانپور ۱۸۹۹ء ص۴۲ میں ہے۔ ماہ صفر میں آنحضرت نے رومیوں کے مقابلہ کے لئے اسامہ بن زید کو مامور کیا اور تمام اکابر صحابہ کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ جائیں لوگ تیار ہو چکے تھے کہ اخیر صفر میں آنحضرت بیمار ہو گئے اور یہ تجویز ملتوی رکھی ۔ آنحضرت بروایت مشہور تیرہ[۱۳] دن بیمار رہے ۔ اور اسی کتاب کے ص۶۹ میں ہے کہ آنحضرت نے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت حضرت عائشہ کے گھر انتقال فرمایا شنبہ کو دوپہر ڈھلے پر مدفون ہوئے۔" اور ص۷۲ میں ہے کہ حضرت ابوبکر کے خلافت کی مدت سوا دو برس ہے کیونکہ انہوں نے جمادی الثانی ۱۳ھ میں انتقال کیا لیکن ہے و فی فتح الباری سنتین وثلاثۃ اشہر وایاماً یعنی فتح الباری میں دو سال تین مہینہ اور چند روز ہیں زرقانی ج ۳ ص۳۵۴)

[۴] سیرت شبلی ج۔ ثانی ص۱۱۲ میں ہے۔ آغاز علالت سے ایک روز پہلے آپ نے اسامہ بن زید کو مامور کیا کہ وہ فوج لیکر جائیں اور ان شریروں سے اپنے باپ کا انتقام لیں الخ

[۵] تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی ص۲۵۲ میں ہے۔ اخرج ابو عبید عن محمد بن کعب القرظی قال نزلت سورۃ المائدۃ علی رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ الحدیث یعنی ابو عبید نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ رسول اللہ صلعم پر حجۃ الوداع میں درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا۔"

کسی قسم کی ترمیم یا تنسیخ نہین ہوئی اسلئے سعظم مقاصد کتاب ہذا شبلی صاحب کے فرضی یوم جمعہ ۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ اور نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم مقام عرفات عین خطبہ یا ختم خطبہ بعد نماز عصر قطعاً غلط اور غیر صحیح دکھانا ہے چونکہ نعمانی صاحب، آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو وفات النبی تک اکیاسی یوم دوشنبہ پر تبول کیا ہے اس لئے نزول آیہ موصوفہ سے تا وفات اور یوم دفن تک کے واقعات لازم ملزوم قرار پاتے ہین یہی وجہ ہے کہ کتاب ہذا مین درمیانی حالات مع اُن واقعات کے جو مؤلف سیرۃ النبی اور الفاروق نے کتمان حق مین کی ہین ضبط تحریر مین لائے گئے

اور جو اصول شبلی نعمانی نے متعلق وفات النبی قائم کئے یا ازین قسم ظاہر و تسلیم کئے ہین وہ سب بغرض تسلیم مان کر اُنکی تردید احسن واکمل وجوہ کے ساتھ بحجت ظاہرہ وادلہ باہرہ کیگئی ہے ۔

اس تحقیق مین چند اقسام کے نقشے جنتری نما ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ لغایت ربیع الاول پنج ماہ دئے گئے ہین ازان جملہ پہلا نقشہ جنتری نمبر ایک علامہ ابن سعد صاحب طبقات کے بیان و روایت دو، دو خانون سے ہے جسکا پہلا خانہ تاریخ سفر حجۃ الوداع ۲۵ ذیقعدہ سے ۱۲ ربیع الاول تک بروئیت ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ کے ہے اور دوسرا خانہ انھین ابن سعد کے مخرجہ روایت ابتداء مرض النبی کے تاریخ سے پلٹ کر تا یوم ابتداے سفر حجۃ الوداع اور تاریخ مرض النبی سے بارہ ربیع الاول تک ہے۔

اور نقشہ جنتری نمبر (ایک) مذکورہ کے ہر دو خانون کا تائیدی نقشہ ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ جو کثیر الوقوع مسلمہ شبلی صاحب جو وفات حضرت ابوبکر تک کا ہے نقشہ اول پہلے خانہ کا مؤیدہے اور نقشہ دوم دوسرے خانہ کا تائید کنندہ ہے اور ہر دو نقشون سے چھ ماہ پر وفات جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے تاریخ بقید دن کے اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تاریخ وفات حضرت ابوبکر بقید دن کے مطابق ہر دو نقشون کے صحیح یا غیر صحیح ہونا ظاہر ہوگا۔ واقدی کی تحقیق تیسری ماہ رمضان یوم سہ شنبہ پر جمہور ارباب سیر و محدثین نے اتفاق کیا ہے قطع نظر مدت وفات جناب موصوفہ کے جسمین سخت اختلاف ہے لیکن یہی ایک تاریخ ہے جس کے دنین باہم ارباب سیر و حفاظ حدیث کے کچھ اختلاف نہین ہے۔

دوسرا نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی صاحب جسکا پہلا خانہ ۲۶۔ ذیقعدہ یوم (شنبہ) ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ کے ہے اور دوسرا خانہ الفاروق شبلی سے ابتداے مرض النبی اخیر صفر یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) سے پلٹتے ہوئے اُنکی تاریخ معینہ ۲۶ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع تک ہے اور ۲۸ صفر سے ۱۲ ربیع الاول تک کا ہے جسکا پہلا خانہ صفحہ ۱۵۳ سیرۃ شبلی کے نمبر ۳، ۴، ۵ کے مطابق یکم، ۸، ۱۵ ربیع الاول (دوشنبہ) ہے۔

تیسرا نقشہ جنتری حرف (ب) ممکن الوقوع مجوزہ شبلی صاحب جسمین ذیقعدہ ۳۰ اور ذیحجہ ۲۹، محرم ۳۰ اور ماہ صفر ۳۰ کا

---

(۱) سیرۃ النبی صفحہ ۱۵۳ مین ہے "یہ مین اسوقت جب آپ فرض نبوت ادا کر رہے تھے یہ آیت اُتری الیوم اکملت لکم دینکم خطبہ سے فارغ ہو کر آپنے حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا اور ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی پھر ناقہ پر سوار ہو کر موقف تشریف لائے اور وہان کھڑے ہو کر دیر تک قبلہ رو دعامین مصروف رہے جب آفتاب ڈوبنے لگا تو آپنے وہان سے چلنے کی تیاری کی" لیکن جمہور مفسرین ثعلبی۔ واحدی۔ بغوی۔ خازن۔ مدارک التنزیل۔ سراج المنیر۔ حسینی وغیرہ سب کے سب شبلی صاحب کے خلاف آیہ موصوفہ کا نزول بعد عصر کے اور ناقہ عضوا پر لکھتے ہین جس سے دونون بیان ایک دوسرے کو باطل کرتے ہین۔ نیز یوم (جمعہ) کا اکیاسیوان دن (روز دوشنبہ) ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی کا پہلا خانہ جسمین یکم ربیع الاول (دوشنبہ) ۸۰ دن پر اور دوسری ربیع الاول (سہ شنبہ) اکیاسی دن پر پہونچتا ہے اور دوسری ربیع الاول کو (دوشنبہ) فرض کرنے سے مراجعت مین ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۱۵ ذیقعدہ کو پنجشنبہ اور ۲۶ ذیقعدہ کو (جمعہ) ہوتا ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف (جیم) مسلم کا پہلا خانہ اس لئے یہی دونون بیان غلط اور باطل ہین تفصیل آگے آئیگی۔

لیکر، ۱۴،۷ ربیع الاول (دوشنبہ) ص۱۳۶ سیرت النبی کے نمبر ۶، ۷، ۸ کے مطابق ہے یہ جنتری کا پہلا خانہ ہے جو ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ پر ختم ہے یہی خانہ نقشہ جنتری نمبر (ایک) کا پہلا خانہ جو کثیر الوقوع سے ۷، ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) ہی جسکی تائید امام سہیلی کے قول سے ۶، ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے اور ۷، ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے جو وفات حضرت ابوبکر تک مطابق ہوتا ہے یہ دوسرا خانہ ہے جو ۲۵ ذیقعدہ یوم شنبہ سے بنایا گیا ہے جس کا فائدہ شبلی صاحب کے فرضی ۲۶ ذوقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع کو غلط اور باطل کرتا ہے

چوتھا نقشہ جنتری حرف (ج) دو خانوں سے ہے جسکا پہلا خانہ ۲۹، ۲۹ سے اور دوسرا خانہ ۳۰، ۳۰ کے رویت سے ہی یہ نقشہ مفروضہ مرتبہ شبلی ص۱۳۵ کے نمبر شمار ایک و دو کے مطابق ہے چنانچہ نمبر شمار ایک میں ہی کہ ذیحجہ، محرم، صفر سب ۳۰ کے ہوں تو ۶، ۱۳ دوشنبہ (اسی کو امام سہیلی نے ممکن الوقوع سے بیان کیا ہے) اور جسکا حساب ۲۵ ذوقعدہ شنبہ سفر حجۃ الوداع ۲۹۔ ذوقعدہ (چہارشنبہ) ۳۰۔ ذوقعدہ (پنجشنبہ) سے ہوتا ہے جسکو شبلی صاحب ۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع قرار دیکر ۳۰ ذوقعدہ (چہارشنبہ) لائے ہیں یہ ۳۰ ذیقعدہ کا (چہارشنبہ) اہل مکہ و مدینہ کی رو سے غلط ہے۔ کیونکہ ارباب سیر اور محدثین نے اسکا بھی ذکر کیا ہے۔ کہ اہل مکہ نے ۲۹۔ ذیقعدہ (چہارشنبہ) شب پنجشنبہ میں ہلال دیکھا اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ (پنجشنبہ) شب جمعہ کو ہلال دیکھا پس تاریخ سفر حجۃ الوداع ۲۵۔ ذوقعدہ اس قول سے صحیح اور ۲۶۔ ذوقعدہ غلط ہی پس چار دن مہینے ذوقعدہ، ذیحجہ، محرم، صفر سب ۳۰ کے ہوں تو ۵ و ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ جس سے یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ہوتا ہے۔ اگر چار دن مہینے ۲۹، ۲۹ کے ہوں تو ۲، ۹، ۱۶ ربیع الاول دوشنبہ ہوگا ۔ اس نمبر شمار ۲ سے بھی شبلی صاحب کا

۱؎ اصل تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ۲۵ ذوقعدہ ہے جبکہ ذوقعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں چنانچہ امام زہری۔ موسی ابن عقبہ۔ ابن اسحاق۔ امام مالک۔ واقدی۔ حافظ ابن ہشام۔ ابن سعد۔ امام احمد۔ بخاری۔ مسلم۔ ابن قتیبہ صاحب معارف۔ امام نسائی۔ ابن جریر طبری۔ جناب شیخ مفید رح فی الارشاد۔ تاریخ ابن خلدون (خمس لیال بقین من ذی القعدۃ) یعنی ۲۵ ذوقعدہ جب اس تاریخ سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (جمعہ) نہیں آیا تو لوگوں نے اختلاف مطالع کا حساب پیش کردیا جسمیں ۲۵ ذوقعدہ کو سنیچر رکھکر (۲۹ ذوقعدہ چہارشنبہ) کی رویت اہل مکہ سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ اور واپسی پر اہل مدینہ کے رویت ۳۰ ذیقعدہ (پنجشنبہ) سے یکم ذیحجہ کو (جمعہ) جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو سنیچر ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو (دوشنبہ) اگر تینوں مہینے ۳۰، ۳۰ کے ہوں تو ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔

چنانچہ فتح الباری شرح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی ج۔ ۸ باب مرض النبی میں ہے وقد استشکل ذلک السہیلی ومن تبعہ اعنی کونہ مات یوم الاثنین ثانی عشر شہر ربیع الاول وذلک انہم اتفقوا علی ان ذی الحجۃ کان اولہ یوم الخمیس فمہما فرضت الشہور الثلاثۃ توام او نواقص او بعضہا لم یصح وہو ظاہر لمن تامل واجاب البارزی ثم ابن کثیر باحتمال وقوع الاشہر الثلاثۃ کوامل وکان اہل مکۃ والمدینۃ اختلفوا فی رؤیۃ ہلال ذی الحجۃ فراٰہ اہل مکۃ لیلۃ الخمیس ولم یرہ اہل المدینۃ الا لیلۃ الجمعۃ فحصلت الوقفۃ برؤیۃ اہل مکۃ ثم رجعوا الی المدینۃ فارخوا برؤیۃ اہلہا فکان اول ذی الحجۃ الجمعۃ واخرہ السبت واول المحرم الاحد واخرہ الاثنین واول الصفر الثلاثاء واخرہ الاربعاء واول ربیع الاول الخمیس فیکون ثانی عشرہ الاثنین۔ لیکن امام سہیلی اور ان کے تابعین نے اس قول پر کہ حضرت کی وفات ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ ہوئی بڑا بھاری اشکال وارد کیا ہے کیونکہ اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ غرہ ذیحجہ پنجشنبہ تھا اگر تینوں مہینے پورے ۳۰ کے لئے جائیں یا ۲۹ کے یا بعض ۳۰ کا اور بعض ۲۹ کا تو کسی صورت سے تاریخ و دن ٹھیک نہیں ہوتا شیخ بارزی اور حافظ ابن کثیر نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ ہو سکتا ہے تینوں مہینے پورے ۳۰ دن کے ہوں مگر اہل مکہ و مدینہ میں اختلاف ہوا ہو باین طور کہ اہل مکہ نے ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) کے شام شب پنجشنبہ میں ذیحجہ کا چاند دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کے شام شب جمعہ کو تو بسبب رویت اہل مکہ نزد وہو اجب مدینہ آئے تو یہاں کی رویت سے جمعہ پہلی ذیحجہ قرار پائی (۸ ذیحجہ جمعہ ۹ ذیحجہ سنیچر) ۲۹ ذیحجہ جمعہ ۳۰ ذیحجہ سنیچر یکم محرم یکشنبہ ۳۰ محرم (دوشنبہ) اول صفر (سہ شنبہ) ۳۰ صفر (چہارشنبہ) یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا۔ یہ بھی صحیح نہیں ہی علاوہ خلاف اصول ہونیکے یکم ربیع الاول کا پنجشنبہ ۲۹ صفر کا تھا۔ چنانچہ تحفۂ اثناعشریہ باب دہم میں ہے روز بست و ششم صفر روز دوشنبہ آنحضرت امر فرمود مردم را کہ ساختگی لشکر کنند برائے جنگ رومیان وانتقام زید بن حارثہ در روز سہ شنبہ اسامہ بن زید را امیر لشکر ساخت در روز چہارشنبہ بست و ہشتم صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد

۲۶ ذوقعدہ و سفر حجۃ الوداع کو غلط کرتا ہے۔

پانچواں سادہ نقشہ حرف (د) جو پہلے خانہ نقشہ جنتری حرف (الف) کیثر الوقوع کے تائیدمیں ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکر تک کا بنایا گیا ہے جس سے ۲۵ ذوقعدہ (جمعہ) ۲۹ صفر (یکشنبہ) کم ربیع الاول (دوشنبہ) کو غلط کرتا ہے

چھٹواں نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم اور حرف (نون) نووی شارح مسلم سے پہلا خانہ ہے جسکا تائیدی نقشہ (سیوم) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تک کا ہے اور خانہ (دوم) موافق روایت مخرجہ ابن سعد جس کو علامہ زرقانی نے شرح مواہب مین اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے جس کا تائیدی نقشہ (دوم) ہے۔

ساتواں نقشہ جنتری حرف (طار) طبری نمبر(۱۷) تاریخ وتفسیر میں دو دو خانون سے مرتب ہے جسکا پہلا خانہ ۲۵ ذوقعدہ یوم (دوشنبہ) سے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) تک اور دوسرا خانہ ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) تک کا ہے۔

نمبر مذکورہ کے پہلے خانہ کا تائیدی نقشہ (چہارم) ۲۵ ذوقعدہ (دوشنبہ) سے تا وفات حضرت ابوبکر یعنی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تک کا ہے اور جسکے دوسرے خانہ کا تائیدی نقشہ (دوم) ہے اسی خانہ دوم کے ۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک (۷۰ دن) اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) تک اکیاسی روز ہوئے جس کی آنے والی شب سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ سے ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ دو سال تا ۱۲ جمادی الثانی تین مہینے تا ۲۲ جمادی الثانی دس راتین کل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی مطابق روایت کے ٹھیک ٹھیک مل جاتی ہے۔

توضیح

ناظرین کو تعجب ہوگا کہ آیہ موصوفہ اکمال دین یوم عرفہ مین نازل ہوا یا یوم غدیر خم کو ہر دو صورت سے تکمیل دین کا اظہار ہوتا ہے اسقدر طوالت سے تحقیق کی کیا ضرورت تھی، نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اپنے ہر سہ مطالب کے ساتھ خاص غدیر خم ۱۸ ذی الحجہ مین بالکل جناب امیر المومنین وامام المتقین علی ابن ابیطالب کی شان مین تکمیل ولایت وتتمیم نعمت پہ نازل کی گئی جسکی تصدیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شکریہ اور آیہ موصوفہ کے مفہوم اور الیوم کی تخصیص سے یعنی آج کے روز تبلیغ رسالت اور تتمیم نعمت اور اظہار ولایت علی علیہ السلام پہ خداوند عالم راضی وخوشنود ہوا اسلیے یوم غدیر خم بہت بڑی عید ہے۔

اسی تاریخی دن کو رب العزت نے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی فضیلت جلیلہ او منقبت رفیعہ اور منزلت مخصوصہ قرار دی ہے اسیوجہ سے رسول اللہ نے حاضرین جلسہ سے عموماً اور امہات مومنین سے خصوصاً ولایت علی علیہ السلام پہ سلام اور مبارکباد ی خیمہ خاص مین بھجوا کر دلائی ہے اور خود جناب سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے ملک الشعرا حسان بن ثابت سے اشعار تہنیت سماعت فرمائے ہین۔

یہ صرف مبارکبادی نہین تھی بلکہ یہ اوس قسم کا عہد وقرار تھا جیسا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے

اپنے آخر عمر[1] میں اسی ۱۸ ذیحجہ کو بنی اسرائیل سے وصایت اور خلافت جناب یوشع علیہ السلام مین لیا تھا جسکی آیت ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا شاہد ہے جو اسی سورۂ مائدہ مین ہے اور جو اٹھارہ[2] فریضہ یا احکام پر مشتمل ہے جس اثنا عشر نقیباً کے اول نقیب جناب یوشع علیہ السلام جو خلیفہ اور وصی جناب موسیٰ علیہ السلام ہین۔ ویسے ہی جناب علی علیہ السلام وصی اور خلیفہ جناب احمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اثنا عشر ائمہ اہل بیت علیہم السلام مین اول نقیب یا وصی یا خلیفہ بلکہ ابو الائمۃ الطاہرین ہین اُسی طرح عہد و قرار امت اور حاضرین جلسہ غدیر خم سے بتاریخ ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ کے دن بعد نازل ہونے آیہ مبارکہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے لیا گیا جس عہد و قرار کے بعد اٹھارھوان فریضہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم سے پورا کر دیا گیا اور اسی روز کے اہمیت جلیلہ کو خیال کرتے ہوے یوم عرفہ کو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا یوم نزول بتایا جاتا ہے جسکی نسبت یہ نکتہ فرضی قرار دیا جاتا ہے کہ یوم عرفہ کو دین کا اکمال اور قرآن مجید کا اتمام ہو چکا جسکے بعد واجبات باقی نہین رہے اور قصۂ غدیر خم محض شکایات بریدہ[3] اور بعض اصحاب متعینہ یمن جو بمانحتی جناب امیر علیہ السلام متعین کیے گئے تھے کہا جاتا ہے کہ رسول خدا نے صرف تاکید محبت علی علیہ السلام مین خطبہ ارشاد فرما دیا۔

یہی وجہ ہے کہ شمس العلما شبلی نعمانی نے یوم غدیر خم کا خطبہ الوداعی آخر عمر والا جو مجموعی خطبہ عرفات وغیرہ سے کم نہ تھا ایک سطر بھی نہین بیان کی صرف حدیث ثقلین کی عبارت ایک جزو اور اُسی کے ضمن مین حدیث غدیر کا ایک حصہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ نقل کر دیا۔

اسی سلسلہ مین حضرت عمر کا وہ مشہور قول حسبنا کتاب اللہ جو عین وفات النبی کے روز طلب

---

[1] اُردو ترجمہ قرآن مجید موسوم موضح القرآن شاہ عبد القادر محدث دہلوی مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور ۱۳۴۲ھ کے صفحہ ۱۰۱ مین تفسیر آیہ لقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنا عشر نقیبا کے مرقوم ہے۔ یہ بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰ کے آخر عمر میں یہ قرار لیے مین یہ سورت (مائدہ) حضرت کے آخر عمر مین نازل ہوئی الخ

ایضاً سورۂ اعراف صفحہ ۱۸۹ بہ تفسیر آیہ ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون اور موسیٰ کی قوم مین ایک فرقہ راہ بتاتی ہے حق کی اور وہی پر انصاف کرتے ہین اور مشہور یہ ہے کہ بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور بعد وفات خلیفہ اُنکے کے کہ یوشع تھے بنی اسرائیل مین ہرج و مرج ظاہر ہوا اور بیچ قتل کرنے پیغمبروں کے اور اقسام گناہون کے مشغول ہوے۔

[2] ہادی التواریخ مطبوعہ مطبع اثنا عشری لکھنؤ ۱۹۲۸ء اٹھارھوین ذیحجہ از روے کتاب تاریخ شیخ مفید اس تاریخ حضرت موسیٰ ساحرون پر غالب آئے اور احزاب کفر وضلال فرعون مخذول ومغلوب ہوے اور حضرت ابراہیم پر آتش نمرود سرد ہوئی اور حضرت موسیٰ نے یوشع کو اپنا وصی کیا اور فضائل اُن کے ظاہر کیے اور حضرت عیسیٰ نے شمعون الصفا کو وصی ظاہر کیا اور سلیمان بن داؤد نے آصف بن برخیا کو خلیفہ کیا اور فضائل ظاہر کیے۔

[3] تفسیر معالم التنزیل امام محی السنۃ بغوی تفسیر سورہ مائدہ یہ حدیث مرقوم ہے۔ روی عن ابی میسرہ قال انزل اللہ تعالیٰ فی ھذہ السورۃ ثمانیۃ عشر حکما لم ینزلھا فی غیرھا۔

ایضاً تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی مطبوعہ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۸ مین ہے (فائدہ) روی عن ابن مسعود قال انزل اللہ تعالیٰ فی ھذہ السورۃ ثمانیۃ عشر حکماً لم ینزلھا فی غیرھا تفسیر معالم التنزیل مین ابو میسرہ سے اور تفسیر سراج المنیر مین ابن مسعود سے مروی ہے کہ سورۂ مائدہ مین اٹھارہ فریضہ یا احکام مین جو دوسرے سورہ مین نہین نازل ہوئے۔

ایضاً تفسیر احمدیہ ملا احمد الشہیر بملا جیون مطبوعہ اخوان الصفا کلکتہ ۱۲۶۳ھ ص ۱۲۱ مین ہے وعن ابی میسرۃ فیھا ثمانی عشرۃ فریضۃ ولیس فیھا منسوخ (ماحصل ترجمہ)

قرطاس کے مقدمہ مین ٹھیک اکیاسوین روز زبان سے جاری ہوا تھا جسکے بجاے تین مہینے یعنی (۹۰ دن) کی فرضی مدت بلاسند آنحضرت صلعم کے آخر عمر کی بتائی جاتی ہے کیونکہ اکیاسی دن مین نو دن شامل کرنے سے نوّے دن کی مدت ہوجاتی ہے پس اس تحقیق اور تنقید مین ارباب سیر اور احادیث کے دفتر کے چھان بین کی ضرورت ہوئی جس سے حق و باطل راست و دروغ اور صراط مستقیم کا صحیح مفہوم واضح ہوگا حتی الامکان خالص بے طرفداری کا لحاظ کرتے ہوے واقعات صحیحہ کو مسانید و تفاسیر اور سیر معتبرہ سے منتہائی کوشش کے ساتھ تلاش کیا گیا ہے انشاءاللہ ناظرین مطلع ہونگے۔
وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

قبل اس کے دیباچہ کے حاشیہ مین الفاروق شبلی سے رسولخدا کا اخیر صفر میں علیل ہونا اور ۱۳ دن بیمار رہکر ۱۲ ربیع الاول کو وفات فرمانا اور سہ شنبہ کے دن دوپہر ڈھلنے پر مدفون ہونا نقل ہوچکا ہے۔ اسی اخیر صفر یوم چہارشنبہ کو ابتدائی شکایت ہونا شبلی صاحب کے رفیق سفر مولوی امین اللہ عظیم آبادی نے فرمائی ہے (جو مصنف سیرت منظوم موسومہ قصیدۂ عظمی ہین) جس سے ۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن حضرت کے بیمار ہونے کی تائید ہوتی ہے جو ذیل کی اُردو کتابون سے بھی ۲۸ صفر چہارشنبہ کا دن مؤید ہوتا ہے۔

چنانچہ روضۃ الاصفیا فی ذکر الانبیا اُردو قصص الانبیا مولفہ محمد طاہر صاحب مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۶ھ صفحہ ۱۵۹ مین ہے۔

چارشنبہ کے دن اٹھائیسوین تاریخ صفر کی حضرت کے دردسر بشدت ہوا چودہ روز حضرت صلعم بیمار رہے دو روز ماہ صفر کے بارہ روز ماہ ربیع الاول کے (یہ کُل ۱۴ دن ہوئے۔

ایضاً دہ مخزن مولفہ حکیم نصر اللہ خان متخلص بوصال ابن حکیم ثناءاللہ خان مطبوعہ مطبع محمدی محمد مرزا خان دہلی ۱۲۹۹ھ صفحہ ۴۰ مین ہے۔ اٹھائیسوین صفر کو بدھ کے دن آنحضرت صلعم کے مرض لاحق ہوا یعنی تپ اور دردسر عارض ہوا اکثر یہ کہتے ہین کہ تیرہ ۱۳ دن بیمار رہے۔ بعضے کہتے ہین چودہ دن۔ تاریخ مولف (غم یار ۱۲۵۶ھ)۔

مذکورہ بالا کتابون سے الفاروق شبلی کے اخیر صفر یعنی (۲۸ صفر چہارشنبہ کو) حضرت صلعم کے بیمار ہونے کی تائید ہوگئی

باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ - ابی مرۃ سے مروی ہے کہ (سورۂ مائدہ) مین اٹھارہ فریضہ ہین اور اسمین کچھ منسوخ نہین ہے۔

۱ - ایضاً یہ تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کی ہے وعاش علیہ السلام بعدہ احدی وثمانین لیلۃ (حاصل ترجمہ) یعنی رسولخدا علیہ السلام بعد نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی رات زندہ رہے۔

۲ - تفسیر فتح القدیر شوکانی مین ہے۔ فمکث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعد نزول ہذہ الایۃ احدی وثمانین یوماً ثم قبضہ اللہ تعالیٰ (حاصل ترجمہ تفسیر فتح القدیر شوکانی میں ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی ۸۱ روز ٹھہرے پھر وفات ہوئی۔

۳ - تفسیر بحر مواج علامہ شہاب الدین شمس عمر دولت آبادی مطبوعہ نولکشور ۱۲۹۹ھ صفحہ ۶۰۲ مین ہے بعد نزول این آیت پیغمبر صلعم ہشتاد و یکشب یا ہشتاد و دو شب درحیات بود۔ روایت ہے کہ بعد نازل ہوئے آیہ موصوفہ کے رسولخدا ۸۱ یا ۸۲ شب زندہ رہے۔

۴ - تفسیر مفاتیح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر ج ۳ صفحہ ۳۵۷ مین ہے۔ قال اصحاب الآثار انہ لما نزلت ہذہ الایۃ علی النبی صلعم لم یعمر بعد نزولہا الا احد وثمانین یوماً او اثنین وثمانین یوماً۔ اصحاب حدیث نے کہا ہے کہ جب آیہ مذکورہ نازل ہوا تو رسولخدا نہین زندہ رہے مگر ۸۱ یا ۸۲ روز۔

۵ - تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے باب دہم قصہ طلب قرطاس ہے ہے قبل ازین واقعہ بسہ ماہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل شدہ بود یعنی رسالتمآب صلعم طلب قرطاس کے دن سے تین مہینے یعنی ۹۰ روز پہلے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوچکی تھی۔

جس کے پلٹنے سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ اور ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذوقعدہ کو سہ شنبہ ہوا یہی سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو آتا ہے کیونکہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا تیرھوان دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور چودھوان دن ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوا کیونکہ ہر چہارشنبہ کا پندرھوان روز چہارشنبہ چودھوان روز سہ شنبہ تیرھوان روز دوشنبہ ہونا بدیہات سے ہے۔

اور ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک ستر دن جسمین گیارہ ربیع الاول کے گیارہ روز شامل کرنے سے ۸۱ شبانہ روز کامل ہوتے ہین۔

تنبیہ واضح ہو کہ ہر پنجشنبہ کی اکیاسوین رات دوشنبہ جسکی صبح یوم دوشنبہ اور ہر جمعہ کی اکیاسوین شب شب سہ شنبہ جسکی صبح یوم سہ شنبہ ہونا بھی بدیہی ہے۔

اور ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر مین نو راتون کا فصل ہے جب ۱۸ ذیحجہ مین ۹ دن کم کیے جائین تو ۹ ذیحجہ ہوگا ایسے ہی ۲۸ صفر مین ۹ دن گھٹا دینے سے ۱۹ تاریخ صفر کی ہوگی۔

لیکن شبلی صاحب نے اپنی مصنفہ کتاب الفاروق کے خلاف سیرۃ النبی جلد ثانی مطبوعہ معارف اعظم گڈھ کے صفحہ ۱۴۳ مین رسول اللہ کا بیمار ہونا اسطرح تحریر فرمایا ہے۔

"(۱۸ یا ۱۹) صفر ۱۱ھ مین آدھی رات کو آپ جنۃ البقیع مین (جو عام مسلمانون کا قبرستان تھا) تشریف لیگئے وہان سے واپس تشریف لائے تو مزاج ناساز ہوا (یہ حضرت میمونہ کے باری کا دن تھا اور روز چہارشنبہ تھا) پانچ دن تک آپ اس حالت مین بھی ازراہ عدل وکرم باری باری ایک ایک بیوی کے حجرے مین تشریف لیجاتے رہے)

پھر اسی عبارت کے زیر حاشیہ نمبر ۱ مرقوم ہے۔ آنحضرت صلعم کے ابتداے مرض کے دن یا مدت علالت اور تاریخ وفات کے تعین مین روایات مختلف ہیں، امر مختلف فیہ سے پہلے اُن امور کو بتا دینا چاہیے جنپر تمام روایات کا اتفاق ہے اور جنپر گویا تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے اور وہ یہ ہین۔

(۱) سال وفات ۱۱ھ ہجری ہے۔

(۲) مہینہ ربیع الاول کا تھا۔

(۳) یکم سے ۱۲ تک کوئی تاریخ تھی۔

(۴) دوشنبہ کا دن تھا (صحیح بخاری ذکر وفات کتاب الجنائز) زیادہ تر روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کل ۱۳ دن بیمار رہے' اس بنا پر اگر یہ تحقیقی طور سے متعین ہو جائے آپ نے کس تاریخ کو وفات فرمائی تو تاریخ آغاز مرض بھی متعین کیجا سکتی ہے حضرت عائشہ کے گھر بروایت صحیح آٹھ روز (ایک دوشنبہ سے دوسرے دوشنبہ تک) بیمار رہے اور وہین وفات فرمائی اسلیے علالت کی مدت آٹھ روز تو یقینی ہے، عام روایات کے رو سے پانچ دن اور چاہئے ہین اور یہ قرائن سے بھی معلوم ہوتا ہے اسلیے ۱۳ دن مدت علالت صحیح ہے، علالت کے پانچ دن آپ نے دوسرے ازواج کے حجرون مین بسر فرمائے اس حساب سے علالت کا آغاز چہارشنبہ سے ہوتا ہے۔"

سلہ ۱۸ صفر (چہارشنبہ) کے لیے دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی کا پہلا خانہ —
اور ۱۹ صفر (چہارشنبہ) کے لیے دیکھو نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم وحرف (نون) نووی شارح مسلم کا پہلا خانہ۔

تاریخ وفات کے تعین میں راویوں کا اختلاف ہے کتب حدیث کا تمام تر دفتر چھان ڈالنے کے بعد بھی تاریخ وفات کی کوئی روایت مجکو احادیث میں نہیں مل سکی ارباب سیر کے یہاں تین روایتیں ہیں۔ یکم ربیع الاول، دوم ربیع الاول اور ۱۲ ربیع الاول ان تینوں روایتوں میں باہم ترجیح دینے کیلئے اصول روایت و درایت دونوں سے کام لینا ہے۔"

یکم ربیع الاول کی روایت کا متقدمین میں وجود نہیں لیکن متاخرین میں بھی کوئی روایت نہیں ہے مجرد کسی کا یکم ربیع الاول کہدینا کافی نہیں ہے خود شبلی صاحب نے لفظاً تین روایتیں لکھی ہیں لیکن سند کسی روایت کی نہیں لکھی۔

پھر لکھتے ہیں :- روایۃً دوم ربیع الاول کی روایت ہشام بن محمد بن سائب کلبی اور ابو مخنف کے واسطہ سے مروی ہے (طبری صہ ۱۸۱۵) اس روایت کو اکثر قدیم مورخوں نے (مثلاً یعقوبی وغیرہ نے) قبول کیا ہے لیکن محدثین کے نزدیک یہ دونوں مشہور دروغ گو اور غیر معتبر ہیں یہ روایت واقدی سے بھی ابن سعد و طبری نے نقل کی ہے۔ (جزو وفات)"

بیشک ابن سعد نے دوسری ربیع الاول کی روایت کو واقدی سے نقل کیا ہے لیکن طبری نے اس روایت کو ابو مخنف کے واسطے سے لیا ہے چنانچہ طبری صہ ۱۸۱۵ میں ہے عن هشام ابن محمد بن السائب عن ابو مخنف قال ثنا الصقعب بن زهير عن فقهاء اهل الحجاز قالوا قبض رسول الله صلعم نصف النهار يوم الاثنين بليلتين مضتا من شهر ربيع الاول۔ ہشام بن محمد بن سائب نے ابو مخنف سے کہا انھوں نے بیان کیا ہم سے صقعب بن زہیر نے فقہاء حجاز سے کہا انھوں نے وفات فرمائی رسول اللہ صلعم دوسری ربیع الاول یوم دوشنبہ کو دوپہر کے وقت اور قال الواقدی توفی یوم الاثنین لثنتی عشر لیلة خلت من شهر ربيع الاول و دفن من الغد

لہ سیرۃ النبی ج۔ اول صہ ۱۷ و ۱۸ میں ہے۔ محمد ابن اسحاق تابعی ہیں متعدد صحابہ کو دیکھا تھا علم حدیث میں کمال تھا۔ ابن سعد مشہور محدث ہیں۔ محدثین نے عموماً لکھا ہے کہ گو انکے استاد (واقدی) قابل اعتبار نہیں لیکن وہ خود قابل سند ہیں۔

اور المامون شبلی مطبوعہ کانگریس پریس دہلی کے صہ ۱۲۶ میں ہے۔ تاریخ میں اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے پیش کرنے پر ناز کر سکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر میں سب سے مرجح ثابت ہوگا فقہا اور محدثین میں یحیی ابن معین، امام بخاری، محمد بن سعد کاتب واقدی ×× حافظ ابن ہشام ×× امام واقدی ×× الخ یہ لوگ ہیں کہ آج مذہبی علوم کے ارکان انھیں کی روایتوں پر قائم ہیں اور سیرۃ النبی ج اول صہ ۱۹ میں ہے۔ تاریخی سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین انکے فضل و کمال وثقہ اور وسعت علم کے معترف ہیں انکی تفسیر احسن التفسیر خیال کی جاتی ہے پھر صہ ۳۶ میں لکھتے ہیں کہ سیرت پر آج بھی سیکڑوں تصنیفیں۔ موجود ہیں لیکن سب کا سلسلہ جا کر صرف تین چار کتابوں پر منتہی ہوتا ہے سیرت ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد، طبری انکے علاوہ جو کتابیں ہیں وہ ان سے متاخر ہیں واقدی کے سوا تینوں مصنفین اعتبار کے قابل ہیں ابن سعد اور طبری میں کسی کو کلام نہیں "۔ یہ ہیں وہ لوگ جنکی مخرجہ احادیث پر شبلی صاحب کی نظر نہیں پڑی پھر کتب حدیث کا دفتر کون سی کتابیں ہیں جنمیں وفات النبی یا مرض النبی کی تاریخ ہوتی۔ محمد ابن اسحاق نے صرف ۱۲ ربیع الاول کی روایت اخراج کی ہے۔

واقدی نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ دوسری ربیع الاول کا اضافہ کیا جن سے ابن سعد اور بقول خود شبلی صاحب کے طبری نے اخذ کیا لیکن یکم ربیع الاول کی روایت کا طبری تک کوئی وجود نہیں ہے۔

عہ یہ حافظ ابن ہشام مصنف سیرۃ ابن ہشام المتوفی سنہ ۲۱۳ ہجری ہیں۔ حافظ موصوف سیرۃ ابن اسحاق کے شارح ہیں جنکی توثیق شبلی صاحب نے سیرۃ النبی میں ان الفاظ سے کی ہے کہ ابن ہشام کا نام عبدالملک ہے وہ نہایت ثقہ اور نامور محدث اور مورخ تھے، جنکا حافظ (حدیث) ہونا بھی لکھ چکے جنھوں نے حضرت کا اخیر صفر کے باقی شب میں بیمار ہونے کی روایت کی ہے جو الفاروق شبلی صاحب کے تحریر کے مطابق اور مؤید ہے۔

سہ دوم ربیع الاول کی روایت کو طبری نے واقدی سے نہیں لیا یہ شبلی صاحب کا افترا ہے چنانچہ روض الانف سہیلی ج ثانی صہ ۳۷۲ میں ہے وذکر الطبری عن ابن الکلبی وابی مخنف انه توفی فی الثانی من ربیع الاول یعنی طبری نے ابن کلبی اور ابو مخنف کے واسطہ سے دوسری ربیع الاول کا ذکر کیا ہے

نصف النهار حین زاغت الشمس وذلک یوم الثلاثاء واقدی نے کہا ہے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ بارہ راتین گزرین ماہ ربیع الاول کی اور دوسرے روز بروز سہ شنبہ دوپہر بعد مدفون ہوے - اسی کو شبلی صاحب نے الفاروق مین اختیار کیا ہے -

ایضاً صفحہ ۱۶۹۵ مین ہے - وقال الواقدی بدی رسول اللہ صلعم وجعہ للیلتین بقیتامن صفر - اور واقدی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو شروع ہوا درد جبکہ دو راتین ماہ صفر کی باقی تھین - ان دونون قول واقدی سے حضرت کا بیمار رہنا چودہ روز ہوتا ہے -

پھر صفحہ ۱۷۹۹ مین ہے - عن ہشام بن محمد عن ابی مخنف قال ثنا الصقعب بن زہیر عن فقہاء اہل الحجاز ان رسول اللہ صلعم وجع وجعہ الذی قبض فیہ فی اخر صفر فی ایام بقین منہ - ہشام بن محمد نے ابی مخنف سے کہا اُنھون نے کہ حدیث کی ہم سے صقعب بن زہیر نے فقہاء حجاز سے کہ رسول اللہ صلعم کو درد ہوا وہ درد جسمین حضرت نے وفات فرمائی وہ ماہ صفر کی آخری دنون مین ہے اس روایت نے دوسری ربیع الاول کی روایت کو غلط کردیا اور یہ روایت شبلی صاحب کے مصنفہ کتاب الفاروق کے مطابق ہوتی ہے اور جس سے ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد کے ۲۸ صفر چہارشنبہ ابتداے مرض النبی اور ۲۹ صفر پنجشنبہ کے ہونے کی تصدیق ہوتی ہے - پھر شبلی صاحب قمطراز ہین

"لیکن واقدی کی مشہور ترین روایت جسکو اُس نے متعدد اشخاص سے نقل کیا ہے وہ ۱۲ ربیع الاول کی ہے"

اس روایت سے واقدی کی دوسری ربیع الاول کی روایت خود واقدی کے قول سے باطل ہوگئی -

"البتہ بیہقی نے دلائل مین لبسند صحیح سلیمان التیمی سے دوم ربیع الاول کی روایت نقل کی ہے (نور النبراس)"

ارباب نظر شبلی صاحب کے اس دوم ربیع الاول کے صحیح السند روایت پر توجہ فرمائین جس روایت کے لکھنے پر قدیم مورخون یعقوبی و مسعودی کو دروغ گو اور غیر معتبر لکھ چکے ہین جنکی نسبت الفاروق مین لکھتے ہین "مورخ یعقوبی احمد بن یعقوب بن واضح کاتب عباسی یہ تیسری صدی کا مورخ ہے اسکی کتاب خود شہادت دیتی ہے کہ وہ بڑے پایہ کا مصنف ہے الخ"

اور مورخ مسعودی کے حال مین ہے "ابو الحسن علی بن حسین مسعودی المتوفی ۳۳۶ھ فن تاریخ کا امام ہے اسلام مین آج تک اسکے برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہین ہوا وہ دُنیا کی اور قومون کی تواریخ کا بہت بڑا ماہر تھا"

لیکن اسوجہ سے کہ انھون نے مثل سلیمان تیمی کے دوسری ربیع الاول تاریخ وفات نقل کی تو دروغ گو ہونے کا تمغہ عطا ہو

یہ دوسری ربیع الاول دوشنبہ کی وہی روایت ہے جسکو ۱۹ صفر چہارشنبہ یعنی گیارہ راتین ماہ صفر کے باقی رہنے پر حضرت کا بیمار ہونا ہے جسمین دو راتین شامل کرنے سے تیرہ راتین حضرت بیمار رہے جسکے مراجعت سے ۱۱ صفر (سہ شنبہ) ۸ و یکم صفر (شنبہ) ۳۰ محرم (جمعہ) ۲۹ و یکم (پنجشنبہ) ۲۹ و یکم و ۸ ذیحجہ (چہارشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (پنجشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ ذیقعدہ (پنجشنبہ) ۲۶ ذیقعدہ (جمعہ) ہوا اسی تاریخ کو شبلی صاحب نے حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی قرار دی ہے جس تاریخ کے سفر فرمانے کی کوئی روایت نہین ہے اور یوم (جمعہ) واقع ہوتا ہے اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے دوسری ربیع الاول تک ۸۱ شبانہ روز ہوتے ہین

اسی دوسری ربیع الاوّل سے یکم ربیع الاول تصنیف کی گئی ہے جسکی اصل روایت طبقات ابن سعد جزو وفات مین یہ ہے۔ اخبرنا محمد ابن عمر حدثنی ابو معشر عن محمد ابن قیس ان رسول الله صلعم اشتکی یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ لیلۃ بقیت من صفر الخ۔ خبردی ہم کو محمد بن عمر واقدی نے کہا حدیث کی مجھ سے ابومعشر نے محمد بن قیس سے کہ رسول الله صلعم کو شکایت ہوئی چہارشنبہ کے دن جبکہ گیارہ راتین ماہ صفر کی باقی تھین۔ اس روایت مین لفظ (بقیت من صفر) ہے جسکی جگہ لفظ (مضت من صفر) یعنی گذرے ماہ صفر کے کرکے یکم ربیع الاول دوشنبہ لایا گیاہے تاکہ ۹ ذیحجہ (جمعہ) صحیح ہوجائے۔

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۸ مطبوعہ دہلی ۱۳۰۷ھ باب مرض النبی کے صـ۹۹ مین ہے وفی المغازی لابی معشر عن محمد بن قیس قال اشتکی رسول الله صلعم یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ مضت من صفر (یعنی مغازی ابومعشر مین محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول الله صلعم کو شکایت ہوئی بروز چہارشنبہ جبکہ گیارہ گذرے ماہ صفر کے۔ گیارہ صفر کو (چہارشنبہ) ۱۵ صفر (یکشنبہ) ۱۶ صفر (دوشنبہ) ۱۷ صفر (سہ شنبہ) ۱۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۲ و ۲۹ صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا جسکی مراجعت سے یکم صفر (یکشنبہ) ۳۰ محرم (شنبہ) ۲۹ و یکم محرم (جمعہ) ۲۹ و یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (جمعہ) ۲۶ ذوقعدہ (شنبہ) ہوا اسلئے شبلی صاحب نے الفاروق کے خلاف سیرت النبی مین ۱۸ یا ۱۹ صفر چہارشنبہ کو حضرت کا مزاج ناساز ہونا درمیان مین مشتبہ لفظ (یا) سے لکھا ہے لیکن ۹ ذیحجہ عرفہ سے یکم ربیع الاول تک ۸۰ شبانہ روز ہوتے ہین اسلئے یکم ربیع الاول کی وفات غلط اور دروغ ہے۔

علاوہ اس کے اسی سیرت النبی مطبوعہ معارف اعظم گڈھ کے صـ۱۳۳ سطر ۹ مین ہے "تجہیز وتکفین کا کام دوسرے دن سہ شنبہ ۳ ربیع الاول کو شروع ہوا" یعنی دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) کو وفات النبی تیسری ربیع الاول (سہ شنبہ) کو تجہیز وتکفین کے کام کا آغاز ہوا۔

پھر شبلی صاحب یہ لکھتے ہین "لیکن یکم ربیع الاول کی روایت ثقہ ترین ارباب سیر موسی بن عقبہ اور مشہور محدث امام لیث مصری سے مروی ہے (فتح الباری وفات) امام سہیلی نے روض الانف مین اسی روایت کو اقرب الی الحق لکھاہے (جلد دوم وفات) سب سے پہلے امام مذکور ہی نے درایۃً اس نکتہ کو دریافت کیا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کی روایت قطعاً ناقابل تسلیم ہے کیونکہ دو باتین یقینی طور سے ثابت ہین روز وفات دوشنبہ کا دن تھا (صحیح بخاری ذکر وفات صحیح مسلم کتاب الصلوۃ)" بیشک ۱۲ ربیع الاول کی روایت مین ایک دن کا اضافہ ہوگیا ہے کیونکہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا چودہوان روز ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) اور تیرہوان روز ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) تھا اور علامہ سہیلی ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول تک تجاوز کرگئے دیکھو جلد دوم صـ۳۷۲ روض الانف مطبوعہ ۱۳۳۲ھ سنہ ۱۹۱۶ء پھر اسی کتاب مین امام سہیلی نے خوارزمی کے حوالہ سے وفات النبی یکم ربیع الاول کہاہے جسکو اقرب فی القیاس لکھاہے۔ اسی فقرے کو شبلی صاحب نے اوپرا قرب الی الحق کا غلط اور دروغ لفظ اپنی طرف سے بڑہایاہے اور سہیلی

کے جانب نسبت دی ہے

نیز امام سہیلی[۱] کے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) ہے جبکی شام کو وفات النبی فتح الباری مین ہے یہ وہی روایت ہے جسمین موسیٰ بن عقبہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے عند موسیٰ بن عقبہ والليث والخوارزمی وابن زبر مات لهلال ربيع الاول یعنی موسیٰ بن عقبہ اور لیث اور خوارزمی اور ابن زبر کے نزدیک (وفات النبی) ہلال ربیع الاول کے وقت واقع ہوئی اور جو صحیح بخاری[۲] کے حدیث سفر حجۃ الوداع مین موسیٰ بن عقبہ کے وسطہ اور ابن عباس کے سند سے اور ۲۵ ذیقعدہ کو یوم شنبہ فرض کرنیسے یکم ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ (شنبہ) ۸ اذیحجہ (دوشنبہ) ۲۹ صفر (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے اور ۳۰ صفر (سہ شنبہ) یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے آتا ہے اور علامہ حلبی نے ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول تک کل مدت ۹۳ دن حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زندہ رہنے کی قرار دی ہے۔

غرضکہ ۲۹ صفر (دوشنبہ) تک ۷۹ دن اور ۱۸ ذیحجہ سے ۲۹ صفر تک (۷۰ دن) ہوئے جس سے شبلی صاحب کا یکم ربیع الاول ہر صورت سے باطل اور غلط ہوگیا۔

پھر شبلی صاحب لکھتے ہین "اس سے تقریباً تین مہینہ پہلے ذیحجہ سنہ ۱۰ھ کے نوین تاریخ کو جمعہ کا دن تھا (صحاح قصہ حجۃ الوداع صحیح بخاری تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم) ۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ روز جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ تک کا حساب لگاؤ ذیحجہ، محرم، صفر ان تینون مہینون کو خواہ ۲۹، ۲۹ کو خواہ ۳۰، ۳۰ خواہ بعض ۲۹ بعض ۳۰ کسی حالتمین اور کسی شکل سے ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن نہین پڑسکتا اس لئے درایۃً بھی یہ تاریخ قطعاً غلط ہے دوم ربیع الاول کو حساب سے اسوقت دوشنبہ پڑسکتا ہے جب تینون مہینہ ۲۹ کے ہون"

سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ ۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ سے ۱۲ ربیع الاول تک کثیر الوقوع یعنی دو ۲۹ اور ایک مہینہ ۳۰ سے تین مہینہ یعنی نوے ۹۰ دنکی مدت بھی ہوتی ہے یا نہین چنانچہ علامہ حلبی نے ۱۴ ربیع الاول تک ۹۳ دن کثیر الوقوع سے حساب کیا ہے

---

[۱] امام سہیل روضۃ الانف ج ثانی مین لکھتے ہین۔ وقال اكثرهم فی الثانی عشر من ربیع الاول ولا یصح ان یکون توفی صلی اللہ علیہ وسلم الا فی الثانی من الشهر او الثالث عشر او الرابع او الخامس عشر لاجماع المسلمین ۔ ماحصل ترجمہ ۔ اکثر قول وفات النبی ۱۲ ربیع الاول ہے اور یہ صحیح نہین ہے مگر دوم ربیع الاول یا ۱۳ یا ۱۴ یا ۱۵ ربیع الاول اسلئے کہ اسپر اجماع مسلمین کا ہے۔ لیکن سیرت حلبی ج ۳ صفحہ ۳۹۲ مین قول سہیلی دوم و ۱۵ ربیع الاول کو خارج کرکے لکہا ہے۔ وقال السہیلی ان یکون وفاتہ یوم الاثنین الا فی ثالث عشر او رابع عشر لاجماع المسلمین ۔ یعنی سہیلی نے وفات النبی ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ کو اجماع مسلمین سے کہا ہے جس سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے ہوا جس سے یکم و دوم و ۱۵ ربیع الاول باطل ہوگئے۔

[۲] صحیح بخاری ج ثانی مین ہے۔ قال موسی بن عقبۃ قال اخبرنی کریب عن عبد اللہ بن عباس قال انطلق النبی صلعم من المدینۃ لخمس بقین من ذی القعدہ فقدم مکۃ لاربع لیال خلون من ذی الحجۃ (ماحصل ترجمہ) موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ خبردی مجکو کریب نے عبد اللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ صلعم چلے مدینے سے جبکہ پانچ راتین ماہ ذیقعدہ کی باقی تہین اور مکہ معظمہ مین داخل ہوئے جبکہ چار راتین ذیحجہ کی خالی ہوکین یعنی ۲۵ ذیقعدہ کو مدینہ منورہ سے چلے چار ذیحجہ صبح کو مکہ معظمہ پہونچے۔

جس سے گیارہ ربیع الاول کو (۹۰ دن) یعنی تین مہینہ ہوتے ہیں اور جمہور مفسرین نے دوم ربیع الاول کو (۸۱ دن) کہا ہے دیکھو تفسیر معالم التنزیل بغوی ولباب التاویل خازن وتفسیر فتح البیان صدیق حسن خان وغیرہ) پس دوم ربیع الاول اور (۸۱ دن) میں ۹ دن شامل کرنے سے گیارہ ربیع الاول کو (۹۰ دن) یا تین مہینے ہوئے اور ۱۲ ربیع الاول کو اکانوے دن یعنی تین مہینے ایک دن ہوتے ہیں جسکو نعمانی صاحب نے ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۱۲ ربیع الاول تک تین مہینہ غلط حساب کیا ہے پھر بھی ۱۲ ربیع الاول کو ۳۰، ۳۰ کے حساب سے دوشنبہ کا روز واقع ہو سکتا ہے جبکہ رسول اللہ صلعم کے سفر حجۃ الوداع کی صحیح تاریخ ۲۵ ذیقعدہ کو یوم شنبہ فرض کیا جائے جو موسی بن عقبہ کے ۲۹ صفر (دوشنبہ) کے مراجعت سے ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو (شنبہ) کا روز ہوتا ہے جسکو حافظ ابن کثیر وغیرہ نے بیان کیا ہے اور امام سہیلی کے ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کی مراجعت سے واقع ہوتا ہے۔

پہلی بات ۹ ذیحجہ کو (جمعہ) اہالی مکہ کے ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) کے شام شب پنجشنبہ میں چاند دیکھنے سے اول ذیحجہ پنجشنبہ اور اہالی مدینہ کے ۳۰ ذوقعدہ (پنجشنبہ) کے شام شب جمعہ میں چاند دیکھنے سے اول ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) ہوا اگر تینوں مہینے ۳۰، ۳۰ کے ہوں تو ۵ و ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔

اسی طرح اہالی مکہ کے ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) کے حساب سے یکم و ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ (جمعہ) سے تینوں مہینے ۲۹، ۲۹ کے ہوں تو دوم ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا جو خلاف اصول ہے اور اسی دن ہونے سے یہ دونوں تاریخیں غلط ہیں جسکو شبلی صاحب نے ۳۰ ذوقعدہ (چہارشنبہ) سے اختیار فرمایا ہے جو حدیث وروایت صحاح ستہ کے خلاف اور اہالی مکہ اور مدینہ کے مخالف ہونے سے قطعاً غلط اور دروغ ہے۔

اور ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ تین مہینے ۳۰، ۳۰ کے قرار دینے سے ۹۳ دن کی مدت ہوتی ہے ۹ ذیحجہ سے ۳۰ ذیحجہ تک (۲۱ دن)، ماہ محرم (۳۰ دن)، ماہ صفر (۳۰ دن) ربیع الاول کے ۱۲ دن یہ کل ۹۳ دن ہوئے اور ۲۸ صفر کو بھی (دوشنبہ) آتا ہے جسکی مراجعت میں ۱۸ ذیحجہ کو (دوشنبہ) ہوا چنانچہ حضرت ابن عباس کے سند سے اس ۱۸ ذیحجہ کو سورۂ مائدہ اور اسکی آیت الیوم اکملت لکم دینکم کا نازل ہونا محقق ہوتا ہے۔

جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر کے ج ۸ صفحہ ۱۶۸ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم میں ہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لھیعۃ عن ابن عباس ان ھذہ الایۃ نزلت یوم الاثنین۔ یعنی طبری نے ابن لھیعہ کے طریق اور ابن عباس کے سند سے کہا ہے کہ۔ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول دوشنبہ کے روز ہوا یہ دوشنبہ ۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے روز موسی بن عقبہ کے ۲۹ صفر (دوشنبہ) اور سہیلی کے ۱۲ یا ۱۴ ربیع الاول کے دوشنبہ کے حساب سے آتا ہے

(دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ)

اور یہی حساب قرۃ العیون شرح سرور المحزون نواب محمد علی خان صولت جنگ والی ٹونک کے حصہ ششم مطبوعہ مفید عام آگرہ کے صفحہ ۱۵ سے آتا ہے

کوچ کیا حضرت نے مدینہ طیبہ سے واسطے حجۃ الوداع کے ہفتہ کے روز پچیسوین تاریخ ذوقعدہ کو دسوین سال ہجرت مین۔

لیکن حقیقت مین سورۂ مائدہ اور اسکی آیت موصوفہ کا نزول (پنجشنبہ) کے دن ۹-۱۰ ذالحجہ غدیر خم مین واقع ہوا اور یہی ۱۸ ذیحجہ کا (پنجشنبہ) کثیر الوقوع سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو ۷۰ دن پر پہونچتا ہے جسکو امام حلبی نے بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ سیرت انسان العیون حلبی مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ جلد ثالث صفحہ ۲۲۹ مین ہے

سریہ اسامہ بن زید الی ابنی فی کلام السہیلی رحمہ اللہ وھی قریۃ عند مونۃ التی قتل عندھا زید بن حارثۃ رضی اللہ تعالی عنہ لما کان یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ أمر صلی اللہ علیہ وسلم بالتھیؤ لغزو الروم × × × فلما کان یوم الاربعاء بدأ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد ہ صلی اللہ علیہ وسلم لاسامۃ لواء بیدہ۔

حاصل ترجمہ۔ سریہ اسامہ ابن زید طرف مقام ابنی کے جو ایک گاون ہے مونہ کے قرب مین جہان زید بن حارثہ قتل ہوئے ہین جبکہ ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ (دوشنبہ) یعنی چار راتین ماہ صفر کی باقی تھین واقع ہوا تو رسول اللہ صلعم نے مسلمانون کو جنگ روم کے تیاری کا حکم دیا اور جب چہارشنبہ ۲۸ صفر کا آیا تو رسول اللہ صلعم کو بخارا ور درد سر شروع ہوا اور جب ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ہوا تو حضرت صلعم نے اپنے دست مبارک سے اسامہ کیلئے جھنڈا یعنی نشان فوجی درست فرماکر مرحمت فرمایا جسکو علامہ حلبی نے امام سہیلی سے لیا ہے۔ اور سہیلی نے ابن اسحاق سے جنکی سیر کے شارح ہین:-

یہ وہی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ہے جسکو شبلی صاحب نے اپنے الفاروق مین حضرت کا آخر صفر مین بیمار ہونا اور بروایت مشہور ۱۲ روز بیمار رہنا نقل کیا ہے جس سے یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۹ ربیع الاول (شنبہ) - ۱۰ ربیع الاول (یکشنبہ) ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔ یہی (دوشنبہ) ہے جو ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۸۱ یوم ہے اور جسکی شام کو وفات النبی اور ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کی شب سے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳ھ تک دو سال اور ۱۲ جمادی الآخر تک تین مہینے اور ۲۲ جمادی الآخر سنہ ۱۳ھ تک دس راتین مدت خلافت حضرت ابوبکر کا حساب روایت مین ہے دیکھو طبقات ابن سعد عقد الفرید ابن عبد ربہ اندلسی تاریخ کامل ابن اثیر جزری و تاریخ ابو الفدا و تاریخ ابن شہادی وغیرہ۔

اس تاریخ سے یکم اور دوم ربیع الاول دونون کا ابطال ہوگیا اور شبلی صاحب کے اصول معینہ کے مطابق جس پر تمام روایات کا اتفاق اور تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے وہ بھی گیارہ ربیع الاول

دوشنبہ پر صادق اور مطابق ہے۔

(۱) سال وفات ۱۱ھ (۲) مہینہ ربیع الاول ہے (۳) یکم سے ۱۲ ربیع الاول تک ہے (۴) دوشنبہ (۵) عرفہ ۹ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک تین مہینے اور ۱۸ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک ۸۱ یوم اور ۲۸ صفر سے ۱۱ ربیع الاول تک ۱۳ دن اور اسی تاریخ پر ۶۳ سال عمر کے اور تبلیغ رسالت کے بیس سال کامل ہوئے یعنی اول تبلیغ سنہ ۳ نبوی سے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) سنہ ۱ تک دس سال مکہ معظمہ مین اور گیارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ یوم (دوشنبہ) تک دس سال مدینہ منورہ مین کل بیس سال کامل ہوگئے۔

اور دیباچہ کتاب ہذا مین جس نقشہ مرتبہ شبلی نعمانی مولفہ سیرت النبی جلد ثانی کے صفحہ ۱۳۵ و صفحہ ۱۳۶ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بجنسہ نقل ہے جسکو ۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا قرار دیکر سنیچر کے دن سے شروع کیا گیا ہے جسکی رو سے ۲۹ ذوقعدہ (سہ شنبہ) ۳۰ ذوقعدہ چہارشنبہ کامل ۳۰ یوم کا لیکر یکم ذیحجہ و ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) ہوا لیکن ۲۶ ذوقعدہ یعنی ماہ ذوقعدہ کی چار راتین باقی رہنے پر حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرمانے کی کوئی روایت نہین اور ذیحجہ و محرم و صفر سے شبلی صاحب نے دکھایا ہے جسمین ماہ ذیقعدہ کا ذکر خصوصاً تاریخ سفر حجۃ الوداع تحقیق طلب کو قطعاً چھوڑ دیا ہے جس کا یہ نقشہ ہے

قال "نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا کہ اگر ۹ ذیحجہ کو جمعہ ہو تو اوائل ربیع الاول مین اس حساب سے دوشنبہ کس کس دن واقع ہوسکتا ہے "

اقول اگر ابن اسحاق[۱] اور واقدی[۲] اور ابن سعد[۳] اور ابن جریر طبری[۴] اور صحیح بخاری[۵] اور صحیح مسلم[۶] اور سنن نسائی[۷] کے مطابق ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا لیکر یوم (شنبہ) فرض کیا جائے تو کن کن تاریخون ربیع الاول کے دوشنبہ واقع ہوگا جن ہر دو نقشون مفروضہ سے یہ امر محقق ہوتا ہے کہ سفر حجۃ الوداع کا یوم مفروضہ غلط ہے جس کے ایک دن پہلے یا بعد یوم جمعہ نہین تھا۔

نمبر شمار	صورت مفروضہ (یوم شنبہ ۲۶ ذوقعدہ کامل سے ہے کل نمبرون مین کامل ذوقعدہ ہے۔	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	صورت مفروضہ یوم شنبہ ۲۵ ذوقعدہ کامل سے صرف نمبر شمار (۲) مین ذوقعدہ ۲۹ کا لیا گیا ہے
۱	ذیحجہ، محرم اور صفر سب ۳۰ کے ہون	۶	۱۳	۰	ذیحجہ، محرم، اور صفر سب ۳۰ کے ہون دوشنبہ ۵-۱۲
۲	ذیحجہ، محرم اور صفر سب ۲۹ کے ہون	۲	۹	۱۶	ذلقعدہ، ذیحجہ، محرم صفر سب ۲۹ کے ہون ۲-۹-۱۶
۳	ذیحجہ ۲۹ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو	۱	۸	۱۵	ذیحجہ ۲۹، محرم ۲۹، اور صفر ۳۰ کا ہو تو ۷-۱۴
۴	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۲۹ کا ہو	۱	۸	۱۵	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۲۹ کا ہو ۷-۱۴
۵	ذیحجہ ۲۹ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو	۱	۸	۱۵	ذیحجہ ۲۹ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو ۷-۱۴
۶	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو	۷	۱۴	۰	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو ۶-۱۳
۷	ذیحجہ ۳۰ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو	۷	۱۴	۰	ذیحجہ ۳۰ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو ۶-۱۳
۸	ذیحجہ ۲۹ اور محرم و صفر ۳۰ کے ہون	۷	۱۴	۰	ذیحجہ ۲۹ اور محرم و صفر ۳۰ کا ہو ۶-۱۳

قال ان مفروضہ تاریخون مین ۶ - ۷ - ۸ - ۱۳ - ۹ - ۱۴ - ۱۵ خارج از بحث ہین کہ علاوہ اور وجوہ کے ان کی تائید کی کوئی روایت نہین، رہ گئین یکم اور دوم تاریخین، دوم تاریخ صرف ایک صورت مین پڑسکتی ہے جو خلاف اصول ہے یکم تاریخ تین صورتون مین واقع ہوسکتی ہے اور تینون کثیر الوقوع ہین۔ اور روایات ثقات ان کی تائید مین ہین اسلئے وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہے اس حساب مین فقط رویت ہلال کا اعتبار کیا گیا ہے جس پر اسلامی قمری مہینون کی بنیاد ہے اصول فلکی سے ممکن ہے کہ اس پر خدشات وارد ہوسکتے ہون۔ کتب تفسیر مین تحت آیت الیوم اکملت لکم دینکم حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس آیت کے یوم نزول (۹ ذیحجہ ۱۰ھ) سے روز وفات تک ۸۱ دن ہین دیکھو (ابن جریر و ابن کثیر و بغوی وغیرہ) ہمارے حساب سے ۹ ذیحجہ ۱۰ھ سے لیکر یکم ربیع الاول تک دو ۲۹، اور ایک مہینہ ۳۰ لیکر جو ہماری مفروضہ صورت ہے پورے ۸۱ دن ہوتے ہین"

شبلی صاحب لکھتے ہین کہ "ابونعیم نے بھی دلائل مین بسند یکم ربیع الاول تاریخ وفات نقل کی ہے اور تفسیر ابن جریر مین ۸۱ رات اور بعد نزول آیہ موصوفہ ہے کسی خاص تاریخ و دن کی قید نہین ہے البتہ تفسیر ابن کثیر مین بعد یوم عرفہ اور تفسیر معالم التنزیل مین بعد نزول آیت کے ۸۱ دن ہین جسکو دوسری اور ۱۲ ربیع الاول پر منحصر کیا ہے یعنی ۹ ذیحجہ عرفہ سے دوسری ربیع الاول تک یا ۸ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول تک لیکن صورت مفروضہ نمبر ۳-۴-۵ اگر اہالی مکہ کے ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) کے شب پنجشنبہ مین چاند دیکھنے کے رو سے یوم عرفہ جمعہ فرض کیا جائے اور پھر دو ۲۹ اور ایک ۳۰ بھی اختیار ہو تو ذیحجہ و محرم و صفر یکم ربیع الاول تک ۸۹ دن جسمین ۹ دن علیحدہ کرنے سے کل ۸۰ شبانہ روز ہوئے پس صورت مفروضہ باطل اور اس سے قبل الفاروق کے سے یکم ربیع الاول جمعہ سے دوشنبہ باطل ہوچکا ہے نیز قصیدہ عظمی سے بھی یکم ربیع الاول (جمعہ) اور (یکشنبہ) ہے

اور یہ کہ ہر جمعہ کے بعد ۸۰ دن پر (دوشنبہ) ہر پنجشنبہ کے بعد ۸۱ دن پر (دوشنبہ) ہر (سہ شنبہ) کے بعد ۹۰ دن پر (دوشنبہ) اور ۹۱ دن پر (سہ شنبہ) اور پنجشنبہ کے بعد بیاسی دنون پر (سہ شنبہ)۔ یہی وجہ ہے کہ اکاسی ۸۱ دن کے بجائے تین مہینے یعنی ۹۰ دن کئے گئے۔

اور فتح الباری جز و فاتحین جہان سے موسی بن عقبہ اور امام لیث مصری کا ہلال ربیع الاول شبلی صاحب نے یکم ربیع الاول بیان کیا ہے اسی کے بعد علامہ رافعی کے حوالے سے ۸۰ و ۸۱ دن اور روضہ کے حوالہ سے ۹۰ یا ۹۱ دن ہین جسکو فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین ۸۱ یا ۸۲ دن اور شہاب الدین دولت آبادی نے تفسیر بحر مواج مین ۸۱ یا ۸۲ شب زندہ رہنا نقل کیا ہے جو حدیث صحیح سے ۸۱ شب ہین اور باقی سب فرضی اور غلط ہین ہر دو نقشون مفروضہ کا صحیح نہ ہونا صریح ظاہر ہے الفاروق شبلی کی رو سے ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک ۷۰ دن یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) تک صحیح صحیح ۸۱ شبانہ روز ہوئے جو امام سہیلی کے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا تیرہوان روز وفات النبی محقق ہوتا ہے۔ آگے ابن اسحاق۔ واقدی۔ ابن سعد وغیرہ سے یہی تاریخ صحیح آئیگی۔ انشاء اللہ

نقشہ جنتری بنمبر (ایک) کے پہلے خانہ کا سادہ نقشہ کثیر الوقوع ۲۵ ذوقعدہ (شنبہ) سے ایک ۳۰ ایک مہینہ ۲۹ کے روسے ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکر تک کا ہے جسمین یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ کا دوشنبہ اور یکم ربیع الاول کا (سہ شنبہ) ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو (دوشنبہ) اور ۲۳ جمادی الثانی کو (سہ شنبہ) آیا جسمین بعد مغرب وفات حضرت ابوبکر کا ہونا بیان کیا گیا ہے

نقشہ اول

(سنہ ۱۰ھ)

۲۵ ر ذوقعدہ (شنبہ)...۲۹ ذیقعدہ (چہار شنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (پنجشنبہ) یکم و ۸ ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ (شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۲۹ ذیحجہ جمعہ

یکم و ۲۹ محرم (یوم شنبہ) ۳۰ محرم (یکشنبہ) سنہ ۱۱ھ یکم و ۲۹ صفر المظفر (دوشنبہ)

یکم و ۲۹ ربیع الاول (سہ شنبہ) ۳۰ ربیع الاول چہار شنبہ یکم و ۲۹ ربیع الثانی (پنجشنبہ)

یکم و ۲۹ جمادی الاولی (جمعہ) ۳۰ جمادی الاولی شنبہ یکم و ۲۹ جمادی الثانی (یکشنبہ)

یکم و ۲۹ ماہ رجب (دوشنبہ) ۳۰ رجب (سہ شنبہ) یکم و ۲۹ ماہ شعبان المعظم (چہار شنبہ)

یکم ماہ رمضان (پنجشنبہ) ۳ ماہ رمضان (شنبہ) ۲۹ (پنجشنبہ) ۳۰ ماہ رمضان (جمعہ) یکم و ۲۹ شوال المکرم یوم (سہ شنبہ)

یکم و ۲۹ ذیقعدہ (یکشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ دوشنبہ یکم و ۲۹ ذیحجۃ الحرام (سہ شنبہ)

سنہ ۱۲ ہجری

یکم و ۲۹ محرم سنہ ۱۲ھ (چہار شنبہ) ۳۰ محرم (پنجشنبہ) یکم و ۲۹ صفر المظفر سنہ ۱۲ھ (جمعہ)

یکم و ۲۹ ربیع الاول (شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (یکشنبہ) یکم و ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۲ھ (دوشنبہ)

یکم و ۲۹ جمادی الاول (سہ شنبہ) ۳۰ جمادی الاول (چہار شنبہ) یکم و ۲۹ جمادی الآخرہ (پنجشنبہ)

یکم و ۲۹ رجب (جمعہ) ۳۰ رجب (شنبہ) یکم و ۲۹ شعبان المعظم (یکشنبہ)

یکم و ۲۹ ماہ رمضان (دوشنبہ) ۳۰ ماہ رمضان (سہ شنبہ) یکم و ۲۹ شوال المکرم (چہار شنبہ)

یکم و ۲۹ ذوقعدہ (پنجشنبہ) ۳۰ ذوقعدہ (جمعہ) یکم و ۲۹ ذیحجۃ الحرام سنہ ۱۲ھ (شنبہ)

سنہ ۱۳ ہجری

یکم و ۲۹ محرم سنہ ۱۳ھ (یکشنبہ) ۳۰ محرم سنہ ۱۳ھ (دوشنبہ) یکم و ۲۹ صفر المظفر سنہ ۱۳ھ (سہ شنبہ)

یکم و ۲۹ ربیع الاول (چہار شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (پنجشنبہ) یکم و ۲۹ ربیع الثانی (جمعہ)

یکم و ۲۹ جمادی الاول (شنبہ) ۳۰ جمادی الاول (یکشنبہ) یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ جمادی الآخرہ (دوشنبہ) ۲۳ (سہ شنبہ) ۲۹ جمادی الآخرہ (دوشنبہ)

اور نقشہ جنتری نمبر ایک کے دوسرے خانہ کا سادہ نقشہ کثیر الوقوع ۲۵ ذوقعدہ (شنبہ) سے ایک ۳۰ اور
ایک مہینہ ۲۹ کے روسے ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکرؓ تک کا ہے جسمیں یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹
صفر سنہ ۱۱ھ کا (پنجشنبہ) اور یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کا (جمعہ) یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ (پنجشنبہ) اور
۲۳ جمادی الثانی (جمعہ) کے مطابق وفات حضرت ابوبکر ابن اسحاق[1] اور ابن اثیر جزری[2] اور علامہ عینی حنفی[3]
اور جمال الدین محدث[4] وغیرہ کے روسے اور تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) وفات جناب فاطمہ
سلام اللہ علیہا واقع ہوتا ہے اس لئے یہ نقشہ صحیح آتا ہے۔

نقشہ دوم

سنہ ۱۰ھ

۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۹ (شنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (یکشنبہ) یکم و ۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (سہ شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ ذیحجہ (دوشنبہ)

سنہ ۱۱ھ

یکم و ۲۹ محرم سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) ۳۰ محرم (چہارشنبہ) یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ صفر سنہ ۱۱ھ (پنجشنبہ) ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ (پنجشنبہ)
یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) ۲۹ (جمعہ) ۳۰ ربیع الاول (شنبہ) یکم و ۲۹ ربیع الثانی (یکشنبہ)
یکم و ۲۹ جمادی الاول (دوشنبہ) ۳۰ جمادی الاول (سہ شنبہ) یکم و ۲۹ جمادی الثانی (چہارشنبہ)
یکم و ۲۹ رجب المرجب (پنجشنبہ) ۳۰ رجب المرجب (جمعہ) یکم و ۲۹ شعبان المعظم (شنبہ) (شنبہ)
یکم ماہ رمضان (یکشنبہ) ۳ ماہ رمضان (سہ شنبہ) ۲۹ (یکشنبہ) ۳۰ (دوشنبہ) یکم و ۲۹ شوال المکرم (سہ شنبہ)
یکم و ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (پنجشنبہ) یکم و ۲۹ ذیحجۃ الحرام (جمعہ)
یکم و ۲۹ محرم سنہ ۱۲ھ (شنبہ) ۳۰ محرم الحرام (یکشنبہ) سنہ ۱۲ھ یکم و ۲۹ صفر المظفر سنہ ۱۲ھ (دوشنبہ)
یکم و ۲۹ ربیع الاول (سہ شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (چہارشنبہ) یکم و ۲۹ ربیع الثانی (پنجشنبہ)
یکم و ۲۹ جمادی الاول (جمعہ) ۳۰ جمادی الاول (شنبہ) یکم و ۲۹ جمادی الثانی (یکشنبہ)
یکم و ۲۹ ماہ رجب المرجب (دوشنبہ) ۳۰ ماہ رجب المرجب (سہ شنبہ) یکم و ۲۹ ماہ شعبان المعظم (چہارشنبہ)
یکم و ۲۹ ماہ رمضان (پنجشنبہ) ۳۰ ماہ رمضان (جمعہ) یکم و ۲۹ ماہ شوال المکرم (شنبہ)
یکم و ۲۹ ذیقعدہ (یکشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (دوشنبہ) یکم و ۲۹ ماہ ذیحجہ (سہ شنبہ)

سنہ ۱۳ھ

یکم و ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۳ھ (چہارشنبہ) ۳۰ محرم الحرام (پنجشنبہ) یکم و ۲۹ صفر المظفر (جمعہ)
یکم و ۲۹ ربیع الاول (شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (یکشنبہ) یکم و ۲۹ ربیع الثانی (دوشنبہ)
یکم و ۲۹ جمادی الاول (سہ شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (چہارشنبہ) یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ جمادی الثانی (پنجشنبہ) ۲۳ جمادی الثانی (جمعہ) ۲۹ (پنجشنبہ)

نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ ابن سعد صاحب طبقات کے ۲۵ ذیقعدہ یوم شنبہ کے روسے دوسرا خانہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ابتدائے مرض النبی صلعم صحیح الاسناد حدیث کی مراجعت سے ۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) تک بنایا گیا ہے اسی ۲۵ ذیقعدہ کا یوم سہ شنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۱۲ ربیع الاول اور تیسری ماہ رمضان میں واقع ہوتا ہے ۔

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		ذیحجہ سنہ ۱۰ھ		نمبر شمار	محرم الحرام ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		نمبر شمار	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	
۱	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱	سہ شنبہ	جمعہ
۲			شنبہ	سہ شنبہ	۲	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲	چہارشنبہ	شنبہ
۳			یکشنبہ	چہارشنبہ	۳	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۳	پنجشنبہ	یکشنبہ
۴			دوشنبہ	پنجشنبہ	۴	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۴	جمعہ	دوشنبہ
۵			سہ شنبہ	جمعہ	۵	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۵	شنبہ	سہ شنبہ
۶			چہارشنبہ	شنبہ	۶	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۶	یکشنبہ	چہارشنبہ
۷			پنجشنبہ	یکشنبہ	۷	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۷	دوشنبہ	پنجشنبہ
۸	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۸	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۸	سہ شنبہ	جمعہ
۹			شنبہ	سہ شنبہ	۹	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۹	چہارشنبہ	شنبہ
۱۰			یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۰	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۰	پنجشنبہ	یکشنبہ
۱۱			دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۱	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۱	جمعہ	دوشنبہ
۱۲			سہ شنبہ	جمعہ	۱۲	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱۲	شنبہ	سہ شنبہ
۱۳			چہارشنبہ	شنبہ	۱۳	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۴	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵			جمعہ	دوشنبہ	۱۵	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			شنبہ	سہ شنبہ	۱۶	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۷	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۷		
۱۸			دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۸	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			سہ شنبہ	جمعہ	۱۹	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱۹		
۲۰			چہارشنبہ	شنبہ	۲۰	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۱	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۲	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			شنبہ	سہ شنبہ	۲۳	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۴	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۲۴		
۲۵	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۵	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲۶	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۲۷	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۸	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۹	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	پنجشنبہ	دوشنبہ	×	×	۳۰	یکشنبہ	چہارشنبہ	×	×	۳۰		

نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی نعمانی ۲۵ ر ذوقعدہ جمعہ کے بعد ۲۶ ر ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ سفر حجۃ الوداع پہلا خانہ ہے جس سے ۹ ر ذی الحجہ عرفہ جمعہ ۱۲ ربیع الاول جمعہ یکم و ۱۵ ربیع الاول دوشنبہ دوسرا خانہ الفاروق شبلی کے اخیر صفر یعنی ۲۸ صفر چہارشنبہ مرض النبی کے رو سے ہی جسکے مراجعت سے ۲۵ ر ذوقعدہ (سہ شنبہ) ۲۶ ر ذوقعدہ (چہارشنبہ) ۹ ر ذی الحجہ عرفہ (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ۴-۱۱ ربیع الاول دوشنبہ واقع ہوتا ہے جو ۹ ر ذی الحجہ عرفہ سے ۱۱ ربیع الاول تک تین مہینہ

اور ۱۸ ر ذی الحجہ پنجشنبہ سے ۱۱ ربیع الاول تک اکیاسی شبانہ روز کامل ہوتے ہیں۔

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ		تاریخ	محرم الحرام سنہ ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	
۱	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۱	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۱	دوشنبہ	جمعہ
۲			جمعہ	سہ شنبہ	۲	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۲	سہ شنبہ	شنبہ
۳			شنبہ	چہارشنبہ	۳	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۳	چہارشنبہ	یکشنبہ
۴			یکشنبہ	پنجشنبہ	۴	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۴	پنجشنبہ	دوشنبہ
۵			دوشنبہ	جمعہ	۵	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۵	جمعہ	سہ شنبہ
۶			سہ شنبہ	شنبہ	۶	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۶	شنبہ	چہارشنبہ
۷			چہارشنبہ	یکشنبہ	۷	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۷	یکشنبہ	پنجشنبہ
۸	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۸	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۸	دوشنبہ	جمعہ
۹			جمعہ	سہ شنبہ	۹	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۹	سہ شنبہ	شنبہ
۱۰			شنبہ	چہارشنبہ	۱۰	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۱۰	چہارشنبہ	یکشنبہ
۱۱			یکشنبہ	پنجشنبہ	۱۱	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۱۱	پنجشنبہ	دوشنبہ
۱۲			دوشنبہ	جمعہ	۱۲	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۱۲	جمعہ	سہ شنبہ
۱۳			سہ شنبہ	شنبہ	۱۳	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			چہارشنبہ	یکشنبہ	۱۴	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵			پنجشنبہ	دوشنبہ	۱۵	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			جمعہ	سہ شنبہ	۱۶	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			شنبہ	چہارشنبہ	۱۷	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۱۷		
۱۸			یکشنبہ	پنجشنبہ	۱۸	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			دوشنبہ	جمعہ	۱۹	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۱۹		
۲۰			سہ شنبہ	شنبہ	۲۰	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			چہارشنبہ	یکشنبہ	۲۱	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۲۲	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			جمعہ	سہ شنبہ	۲۳	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			شنبہ	چہارشنبہ	۲۴	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۲۴		
۲۵			یکشنبہ	پنجشنبہ	۲۵	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۲۶	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۲۷	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۲۸	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۲۹	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	چہارشنبہ	یکشنبہ	×	×	۳۰	شنبہ	چہارشنبہ	×		۳۰		

نقشہ حرف (د) ایک ۳۰ اور ایک ۲۹ کے رو سے

۲۲ ر جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات ابوبکر تک پہلا خانہ

سنہ ۱۰ھ

۲۶ ر ذیقعدہ شنبہ ۲۹ ر سہ شنبہ ۳۰ ذیقعدہ چہارشنبہ یکم و ۲۹ ر ذی الحجہ پنجشنبہ

سنہ ۱۱ھ

یکم و ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۱ھ (جمعہ) ۳۰ محرم شنبہ۔ یکم و ۲۹ صفر (یکشنبہ)

" ربیع الاول (دوشنبہ) ۳۰ ر سہ شنبہ۔ " ربیع الثانی چہارشنبہ

" جمادی الاول پنجشنبہ ۳۰ ر (جمعہ)۔ " جمادی الثانی (شنبہ)

" رجب یکشنبہ ۳۰ ر (دوشنبہ)۔ " شعبان المعظم (سہ شنبہ)

یکم رمضان چہارشنبہ سوم جمعہ ۲۹ ر رمضان چہارشنبہ ۳۰ پنجشنبہ۔ " شوال المکرم (جمعہ)

یکم و ۲۹ ذیقعدہ شنبہ ۳۰ ر (یکشنبہ)۔ " ذی الحجہ (دوشنبہ)

" محرم الحرام سہ شنبہ ۳۰ چہارشنبہ سنہ ۱۲ھ۔ " صفر المظفر (پنجشنبہ)

" ربیع الاول جمعہ ۳۰ (شنبہ)۔ " ربیع الثانی (یکشنبہ)

" جمادی الاول دوشنبہ ۳۰ ر سہ شنبہ۔ " جمادی الثانی (چہارشنبہ)

" ماہ رجب پنجشنبہ ۳۰ جمعہ۔ " شعبان المعظم (شنبہ)

" ماہ رمضان یکشنبہ ۳۰ ر دوشنبہ۔ " شوال المکرم (سہ شنبہ)

" ذیقعدہ چہارشنبہ ۳۰ ر پنجشنبہ۔ " ذی الحجہ الحرام یوم (جمعہ)

سنہ ۱۳ھ

یکم و ۲۹ ر محرم الحرام شنبہ ۳۰ محرم یکشنبہ۔ یکم و ۲۹ ر صفر المظفر دوشنبہ

" ربیع الاول سہ شنبہ ۳۰ ر چہارشنبہ۔ " ربیع الثانی پنجشنبہ

" جمادی الاول جمعہ ۳۰ ر شنبہ۔ یکم و ۲۲ و ۲۹ ر جمادی الثانی یکشنبہ

نقشہ جنتری حرف (ب) ممکن الوقوع مجوزہ مرتبہ شبلی نعمانی جو آٹھویں نمبر شمار صـ۱۳۶ کے مطابق ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ پہلا خانہ ہے۔ یہی ابن سعد اور سہیلی کا کثیر الوقوع ہے دیکھو نقشہ جنتری نمبر ا ایک کا پہلا خانہ۔

دوسرا خانہ ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع سے مطابق قول سہیلی کے ۶ ر ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے واقع ہوتا ہے

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		ذیحجہ سنہ ۱۰ھ		تاریخ	محرم الحرام سنہ ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	
۱	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۱	سہ شنبہ	چہارشنبہ
۲			جمعہ	شنبہ	۲	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲	چہارشنبہ	پنجشنبہ
۳			شنبہ	یکشنبہ	۳	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۳	پنجشنبہ	جمعہ
۴			یکشنبہ	دوشنبہ	۴	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۴	جمعہ	شنبہ
۵			دوشنبہ	سہ شنبہ	۵	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۵	شنبہ	یکشنبہ
۶			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۶	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۶	یکشنبہ	دوشنبہ
۷			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۷	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۷	دوشنبہ	سہ شنبہ
۸	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۸	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۸	سہ شنبہ	چہارشنبہ
۹			جمعہ	شنبہ	۹	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۹	چہارشنبہ	پنجشنبہ
۱۰			شنبہ	یکشنبہ	۱۰	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۰	پنجشنبہ	جمعہ
۱۱			یکشنبہ	دوشنبہ	۱۱	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۱	جمعہ	شنبہ
۱۲			دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۲	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱۲	شنبہ	یکشنبہ
۱۳			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۳	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۱۳	یکشنبہ	دوشنبہ
۱۴			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۴	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۱۴	دوشنبہ	✗
۱۵			پنجشنبہ	جمعہ	۱۵	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۱۵		
۱۶			جمعہ	شنبہ	۱۶	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۶		
۱۷			شنبہ	یکشنبہ	۱۷	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۷		
۱۸			یکشنبہ	دوشنبہ	۱۸	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۸		
۱۹			دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۹	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱۹		
۲۰			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۰	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۲۰		
۲۱			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۱	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۲۱		
۲۲	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۲	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۲		
۲۳			جمعہ	شنبہ	۲۳	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۳		
۲۴			شنبہ	یکشنبہ	۲۴	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۴		
۲۵		شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۵	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۵		
۲۶	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۶	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۶		
۲۷	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۷	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۲۷		
۲۸	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۸	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۲۸		
۲۹	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۹	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۹		
۳۰	چہارشنبہ	پنجشنبہ	✗	✗	۳۰	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۳۰		

نقشہ جنتری حرف (ج) جس کا پہلا خانہ چار دن مہینے ۲۹/۲۹ سے ۲، ۹، ۱۶ ربیع الاول (دوشنبہ) جو ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کے دا اور صحیح حدیث کے مطابق ہے اور سہیلی وغیرہ نے قیاس کیا ہے کہ اہل مکہ کے رویت ہلال ۲۹ ذوقعدہ شب پنجشنبہ سے اور دوسرا خانہ ۳۰ ذوقعدہ شب جمعہ بن رویت ہلال اہالی مدینہ کے مطابق چار دن مہینے ۳۰، ۳۰ سے یکم ربیع الاول پنجشنبہ ۵، ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔

تاریخ	ذوالقعدہ سنہ ۱۰ھ (ا)	ذوالقعدہ سنہ ۱۰ھ (ب)	ذوالحجہ سنہ ۱۰ھ (ا)	ذوالحجہ سنہ ۱۰ھ (ب)	تاریخ	محرم الحرام سنہ ۱۱ھ (ا)	محرم الحرام سنہ ۱۱ھ (ب)	صفر المظفر سنہ ۱۱ھ (ا)	صفر المظفر سنہ ۱۱ھ (ب)	تاریخ	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (ا)	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (ب)
۱			پنجشنبہ	جمعہ	۱	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۱	یکشنبہ	پنجشنبہ
۲			جمعہ	شنبہ	۲	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲	دوشنبہ	جمعہ
۳			شنبہ	یکشنبہ	۳	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۳	سہ شنبہ	شنبہ
۴			یکشنبہ	دوشنبہ	۴	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۴	چہارشنبہ	یکشنبہ
۵			دوشنبہ	سہ شنبہ	۵	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۵	پنجشنبہ	دوشنبہ
۶			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۶	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۶	جمعہ	سہ شنبہ
۷			چہارشنبہ	پنجشنبہ	-	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۷	شنبہ	چہارشنبہ
۸			پنجشنبہ	جمعہ	۸	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۸	یکشنبہ	پنجشنبہ
۹			جمعہ	شنبہ	۹	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۹	دوشنبہ	جمعہ
۱۰			شنبہ	یکشنبہ	۱۰	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۰	سہ شنبہ	شنبہ
۱۱			یکشنبہ	دوشنبہ	۱۱	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۱۱	چہارشنبہ	یکشنبہ
۱۲			دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۲	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۲	پنجشنبہ	دوشنبہ
۱۳			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۳	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۳		
۱۴			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۴	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱۴		
۱۵			پنجشنبہ	جمعہ	۱۵	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۱۵		
۱۶			جمعہ	شنبہ	۱۶	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۶		
۱۷			شنبہ	یکشنبہ	۱۷	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۷		
۱۸			یکشنبہ	دوشنبہ	۱۸	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۱۸		
۱۹			دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۹	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۹		
۲۰			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۰	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۰		
۲۱			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۱	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۱		
۲۲			پنجشنبہ	جمعہ	۲۲	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۲		
۲۳			جمعہ	شنبہ	۲۳	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۳		
۲۴			شنبہ	یکشنبہ	۲۴	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۴		
۲۵	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۵	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲۵		
۲۶	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۶	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۲۶		
۲۷	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۷	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۷		
۲۸	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۸	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۸		
۲۹	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۹	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۹		
۳۰	X	پنجشنبہ	X	شنبہ	۳۰	X	دوشنبہ	X	چہارشنبہ	۳۰		

نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم و حرف (نون) نووی شارح مسلم پہلا خانہ ہے اور دوسرا خانہ بروایت ابن سعد عمر بن علی ابن ابی طالب عن ابیہ مطابق زرقانی علی المواہب ہے جس روایت میں ۲۸ صفر چہارشنبہ کو حضرت صلعم کا بیمار ہونا اور روایت ثانیہ میں تیرہ دن بیمار رہنا وارد ہے جس سے گیارہ ربیع الاول کو دوشنبہ آتا ہے۔

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ		تاریخ	محرم الحرام سنہ ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	
۱	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۱	یکشنبہ	جمعہ
۲			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۲	دوشنبہ	شنبہ
۳			جمعہ	چہارشنبہ	۳	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۳	سہ شنبہ	یکشنبہ
۴			شنبہ	پنجشنبہ	۴	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۴	چہارشنبہ	دوشنبہ
۵			یکشنبہ	جمعہ	۵	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۵	پنجشنبہ	سہ شنبہ
۶			دوشنبہ	شنبہ	۶	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۶	جمعہ	چہارشنبہ
۷			سہ شنبہ	یکشنبہ	۷	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۷	شنبہ	پنجشنبہ
۸	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۸	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۸	یکشنبہ	جمعہ
۹			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۹	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۹	دوشنبہ	شنبہ
۱۰			جمعہ	چہارشنبہ	۱۰	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۱۰	سہ شنبہ	یکشنبہ
۱۱			شنبہ	پنجشنبہ	۱۱	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۱۱	چہارشنبہ	دوشنبہ
۱۲			یکشنبہ	جمعہ	۱۲	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱۲	پنجشنبہ	سہ شنبہ
۱۳			دوشنبہ	شنبہ	۱۳	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			سہ شنبہ	یکشنبہ	۱۴	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱۵	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۱۶	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			جمعہ	چہارشنبہ	۱۷	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۱۷		
۱۸	پنجشنبہ		شنبہ	پنجشنبہ	۱۸	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			یکشنبہ	جمعہ	۱۹	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱۹		
۲			دوشنبہ	شنبہ	۲۰	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			سہ شنبہ	یکشنبہ	۲۱	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۲۲	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲۳	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			جمعہ	چہارشنبہ	۲۴	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۲۴		
۲۵	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۲۵	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۲۶	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۲۷	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۲۸	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۲۹	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	سہ شنبہ	یکشنبہ	×	×	۳۰	جمعہ	چہارشنبہ	×	×	۳۰		

نقشہ سیوم پہلا خانہ جنتری حرف (میم) مسلم و حرف (نون) نووی شارح مسلم ایک ۳۰ اور ایک ۲۹ ہے تا وفات حضرت ابوبکر ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ

	سنہ	
یکم و ۲۹ ذیقعدہ دوشنبہ ۳۰ ذیقعدہ سہ شنبہ	سنہ ۱۰ھ	یکم ذی الحجہ و ۲۹ (چہارشنبہ)
یکم و ۲۹ محرم پنجشنبہ ۳۰ محرم (جمعہ)	سنہ ۱۱ھ	یکم و ۲۹ صفر (یوم شنبہ)
یکم و ۲۹ ربیع الاول یکشنبہ ۳۰ (دوشنبہ)	"	یکم و ۲۹ ربیع الاول (سہ شنبہ)
یکم و ۲۹ جمادی الاول چہارشنبہ ۳۰ جمادی الاول (پنجشنبہ)	"	یکم و ۲۹ جمادی الثانی (جمعہ)
یکم و ۲۹ رجب شنبہ ۳۰ رجب (یکشنبہ)	"	یکم و ۲۹ شعبان دوشنبہ
یکم ماہ رمضان سہ شنبہ یوم پنجشنبہ ۲۹ (سہ شنبہ) ۳۰ چہارشنبہ	"	یکم و ۲۹ شوال پنجشنبہ
یکم و ۲۹ ذیقعدہ جمعہ ۳۰ ذیقعدہ شنبہ	"	یکم و ۲۹ ذی الحجہ یکشنبہ
یکم و ۲۹ محرم دوشنبہ ۳۰ محرم سہ شنبہ	سنہ ۱۲ھ	یکم و ۲۹ صفر چہارشنبہ
یکم و ۲۹ ربیع الاول پنجشنبہ ۳۰ جمعہ	"	یکم و ۲۹ ربیع الثانی شنبہ
یکم و ۲۹ جمادی الاول یکشنبہ ۳۰ دوشنبہ	"	یکم و ۲۹ جمادی الثانی سہ شنبہ
یکم و ۲۹ رجب چہارشنبہ ۳۰ رجب پنجشنبہ	"	یکم و ۲۹ شعبان المعظم جمعہ
یکم و ۲۹ ماہ رمضان شنبہ ۳۰ یکشنبہ	"	یکم و ۲۹ شوال دوشنبہ
یکم و ۲۹ ذیقعدہ سہ شنبہ ۳۰ چہارشنبہ	"	یکم و ۲۹ ذی الحجہ پنجشنبہ
یکم و ۲۹ محرم الحرام جمعہ ۳۰ محرم شنبہ	سنہ ۱۳ھ	یکم و ۲۹ صفر یکشنبہ
یکم و ۲۹ ربیع الاول دوشنبہ ۳۰ سہ شنبہ	"	یکم و ۲۹ ربیع الثانی چہارشنبہ
یکم و ۲۹ جمادی الاول پنجشنبہ (۳۰) یوم جمعہ	"	یکم و ۲۲ و ۲۹ جمادی الثانی شنبہ

ساتواں نقشہ جنتری کثیر الوقوع حرف طا د طبری جسکا پہلا خانہ جو ۲۵ ذیقعدہ (دوشنبہ) و ۹ ذیحجہ عرفہ (دوشنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) تک منتہی ہوتا ہے اور تیسری ماہ رمضان (دوشنبہ) سے دیکھو نقشہ چہارم اور دوسرا خانہ جو ۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (سہ شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) تک پہونچتا ہے۔ اور تیسری ماہ رمضان (سہ شنبہ) بھی ہے دیکھو نقشہ دوم ۲۔

تاریخ	ذیقعدہ ۱۰ھ		تاریخ	ذیحجہ ۱۰ھ		محرم الحرام ۱۱ھ		صفر المظفر ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول ۱۱ھ	
۱			۱	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱	پنجشنبہ	جمعہ
۲			۲	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲	جمعہ	شنبہ
۳			۳	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۳	شنبہ	یکشنبہ
۴			۴	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۴	یکشنبہ	دوشنبہ
۵			۵	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۵	دوشنبہ	سہ شنبہ
۶			۶	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۶	سہ شنبہ	چہارشنبہ
۷			۷	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۷	چہارشنبہ	پنجشنبہ
۸			۸	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۸	پنجشنبہ	جمعہ
۹			۹	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۹	جمعہ	شنبہ
۱۰			۱۰	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۱۰	شنبہ	یکشنبہ
۱۱			۱۱	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۱۱	یکشنبہ	دوشنبہ
۱۲			۱۲	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۱۲	دوشنبہ	سہ شنبہ
۱۳			۱۳	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			۱۴	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵			۱۵	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			۱۶	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			۱۷	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۱۷		
۱۸			۱۸	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			۱۹	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۱۹		
۲۰			۲۰	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			۲۱	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲			۲۲	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			۲۳	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			۲۴	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۲۴		
۲۵	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۵	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۶	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۷	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	پنجشنبہ	جمعہ	۲۸	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	جمعہ	شنبہ	۲۹	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	شنبہ	یکشنبہ	۳۰	X	X	سہ شنبہ	چہارشنبہ	X	X	۳۰		

یہ نقشہ (چہارم) پہلے خانہ کا ہے اور نقشہ (دوم) دوسرے خانہ کا موید ہے

۲۵ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۹ ذیقعدہ (جمعہ) ۳۰ (شنبہ) سنہ ۱۰ھ یکم و ۸ ذیحجہ (یکشنبہ) ۹ ذیحجہ (دوشنبہ)
یکم و ۲۹ محرم (دوشنبہ) ۳۰ محرم الحرام (سہ شنبہ) سنہ ۱۱ھ یکم و ۲۹ صفر (چہارشنبہ)

" ربیع الاول (پنجشنبہ) ۳۰ ربیع الاول (جمعہ)	" ربیع الثانی (شنبہ)
" جمادی الاول (یکشنبہ) ۳۰ " دوشنبہ	" جمادی الثانی (سہ شنبہ)
" ماہ رجب المرجب (چہارشنبہ) ۳۰ (پنجشنبہ)	" ماہ شعبان (جمعہ)
یکم رمضان (شنبہ) سوم (دوشنبہ) ۲۹ (شنبہ) ۳۰ (یکشنبہ)	" شوال المکرم (دوشنبہ)
" ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۳۰ " (چہارشنبہ)	" ذیحجہ الحرام (پنجشنبہ)
" محرم (جمعہ) ۳۰ محرم (شنبہ) سنہ ۱۲ھ	" صفر المظفر (یکشنبہ)
" ربیع الاول (دوشنبہ) ۳۰ " (سہ شنبہ)	" ربیع الثانی (شنبہ)
" جمادی الاول (پنجشنبہ) ۳۰ " (جمعہ)	" جمادی الثانی (شنبہ)
" ماہ رجب (یکشنبہ) ۳۰ " (دوشنبہ)	" شعبان المکرم (سہ شنبہ)
" ماہ رمضان (چہارشنبہ) ۳۰ " (پنجشنبہ)	" شوال المعظم (جمعہ)
" ذیقعدہ (شنبہ) ۳۰ " (یکشنبہ)	" ذیحجہ الحرام (دوشنبہ)
" محرم الحرام (سہ شنبہ) ۳۰ " (چہارشنبہ) سنہ ۱۳ھ	" صفر المظفر (پنجشنبہ)
" ربیع الاول (جمعہ) ۳۰ " (شنبہ)	" ربیع الثانی (یکشنبہ)
" جمادی الاول (دوشنبہ) ۳۰ " (سہ شنبہ)	۲۲ جمادی الثانی (چہارشنبہ) ۲۱ [illegible] (پنجشنبہ)

(یکشنبہ) [illegible] ۲۹ (سہ شنبہ) [illegible] ۱۸ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

اس کتاب مین آیہ شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ کے نزول کی صحیح صحیح کامل تحقیقات کی جائے گی تاکہ منا اشبان حق پر کماحقہ روشن و عیان ہوجائے کہ حقیقت مین آیہ مبارکہ صدر کا نزول کب اور کس وقت اور کس روز اور کس سورہ کی جز ہوکر بقید تاریخ و مہینہ و یوم کے اور کیون ہوا اور ساتھ ساتھ حدیث تصدیق پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام بھی مطابقت کرے۔

اور یہ کہ وہ سورہ جسکے آیات مین سے ایک آیت آیہ موصوفہ ہے وہ قرآن مجید موجودہ مابین دفتین کی ہے یا مدنی ہے اور مفسرین و محدثین نے عموما اور روایت کرنیوالے اصحاب ثقات سے خصوصا وہ حضرات جو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع کے سفر مین از مدینہ منورہ تا مکہ معظمہ زاد اللہ شرفا و تعظیما تشریف لیگئے اور بعد فراغ حج و عمرہ و دیگر فرائض متعلقہ کے مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اس لئے خاص انھین اصحاب موصوف الذکر کے مرویات باسند سے ارباب ناظرین کو دکھایا ہے۔

واضح ہو کہ اس تحقیق کا سلسلہ آنحضرت صلعم کے ابتدا تاریخ سفر حجۃ الوداع ماہ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ سے کیجائیگی کیونکہ تاریخ آغاز سفر حجۃ الوداع کے صحت پر دارومدار آیہ اکمال دین اور اتمام نعمت کے صحیح نزول کا ہے اسی سے یوم و تاریخ ابتدا مرض النبی کے صحت اور ارباب سیر کا بیان صحیح میلان کے ساتھ بقید یوم وفات النبی سب کا سب متحقق ہوجائے گا۔

حالانکہ یہ تحقیق طلب امر زائد از تیرہ سو سال کے گذرا اور گذر رہا ہے چونکہ تاریخ و سیر نے کوئی امر فرو گذاشت نہین کیا البتہ بعض حضرات نے اپنے نقطہ نظر سے تصرفات کئے ہین جسکی وجہہ سے آنحضرت کی تاریخ وفات ۱۲ وفات سے مشہور ہوکر غیر محقق رہی۔ یہانتک کہ خود شمس العلما شبلی صاحب کا بیان ہے کہ کم سے بارہ ربیع الاول تک کوئی تاریخ تھی طرفہ یہ ہے کہ جب تاریخ سفر حجۃ الوداع بقید یوم اور پہنچنے مکہ معظمہ بقید و تاریخ و یوم اور یوم عرفہ اور یوم النحر ایام التشریق (۱۱ و ۱۲ و ۱۳) ذیحجہ تا واپسی مدینہ منورہ اور پانچوین روز سر راہ ۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے مقام پر نزول آیہ جلیلہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ۔ سورہ مائدہ کے ہواجس کے بعد جناب رسالت مآب صلعم کا ارشاد خطبہ عظیمہ اور دستار بندی جناب ولایت مآب علی مرتضی علیہ السلام بقید مقام و یوم و تاریخ

فی الحدیث غرض جملہ امورات تحقیق طلب کتب سیر و تاریخ و مناقب و صحاح و مسانید مین لفظاً لفظاً موجود ہین پھر بھی صحیح تاریخ بقید یوم وفات النبی صحت مع الحساب سے حتمی نہ ہوا یا جو کچھ یوم بقید و تاریخ کے ہے اوس کا حساب اپنے ہی مطابق احادیث و روایات موثقہ کے موافق درست نہ آنا تصرفات مذکورہ پر اثر ڈالتا ہے۔

جب جمہور ارباب سیر کے بیان اور احادیث مستندہ و روایات موثقہ سے تاریخ و یوم نزول آیہ تکمیل و سبب نزول اور کل تاریخہائے موقوعہ بقید ایام جنکا ذکر ضروری و لازمی ہے مثل تاریخ بقید یوم حکم آنحضرت صلعم برائے تہیہ اسباب سفر جنگ روم یا اسامہ بن زید کیلئے ایک خاص دن و تاریخ مین آنحضرت صلعم کا بنفس نفیس نشان فوجی بناکر اُسامہ کو عطا فرمانا اور سب سے بڑھ کر بعد نزول آیہ کریمہ۔ الیوم اکملت لکم دینکم کے رسالتمآب صلعم کا صرف اکیاسی شب یا یوم زندہ رہنا مطابق واقع اور تاریخ بقید یوم کے از روی حساب کے صحیح و درست آجانا پایا جائے تو پھر کوئی گنجائش کلام کرنیکی باقی نہ رہیگی۔

کتاب ہذا علامہ شبلی کے سیرت النبی کا تبصرہ ہے جو علیگڈھ کالج کے معزز پروفیسران مین سے تھے جنکی طرز جدید کی پہلی کتاب الفاروق بھی ہے جسکا وہ حصہ جو آنحضرت صلعم کے حالات کے متعلق ہے وہ دراصل سیرت نبوی ہے اس لئے اس الفاروق سے نیز مولانا امین اللہ تلامذہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے جنھون نے سیرت منظوم موسومہ قصیدہ عظمی تحریر فرمایا ہے اور جو فاضل مخاطب سے ایک سو سال پہلے گذرے ہین۔ اور جو سفر حجۃ الوداع مین رفیق سفر بھی ہین اس لئے ہم ہر دو سنی المذہب کے بیان سے ابتدا کرینگے۔

"ناظرین سے التماس عرض ہے کہ ذیل کے آیہ کریمہ کے مفہوم کو بلحوظ خاطر رکھین"

قولہ تعالےٰ فقد خاب من افتری ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا۔ اور تحقیق نامراد ہوا جس نے جھوٹ باندھا جو شخص خدا پر جھوٹ بہتان باندہے اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا۔

قبل اس کے کہ سیرت النبی شبلی سے لکھا جائے۔ سیرت منظوم قصیدہ عظمی سے ابتدا سفر ۲۶ ذوقعدہ ۱۰ھ تا وفات النبی تمام و کمال امورات لکھے جاتے ہین یہ سب کے سب شبلی صاحب کے بیان کے مطابق ہین بلکہ جن بعض امور کو سیرت مین فروگذاشت کر گئے ہین وہ بھی ارباب سیر اور مفسرین کے اقوال کے موافق تائید و تصدیق مین آجائینگے چونکہ ہم کو امورات تحقیق طلب بوجوہ کامل حساب کے ساتھ دکھانا ہے اس لئے ہم کسی امر کو ترک کرنا یا اخفا کرنا نہین چاہتے جس کے بعد حقیقت کا انکشاف ارباب نقد و انصاف پر روز روشن کی طرح عیان ہوجائیگا۔

اس ابتدا سے پہلے مصنف (قصیدہ عظمی) کا ترجمہ جو اسی سیرت (منظوم) کے آخر کتاب پر نقل ہے لکھا جاتا ہے تاکہ ناظرین کو مولانا امین اللہ مصنف سیرت منظوم کے منزلت اور پایہ سند کا اعتبار واضح ہوجائے۔

(قصیدہ عظمی مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۳ھ ہے)

ترجمہ

مولف علامہ رحمۃ اللہ علیہ ماخوذ از کتاب تذکرۃ النبلا مولفہ مولوی ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب عظیم آبادی

مولانا امین اللہ بن سلیم اللہ بن علیم اللہ الانصاری بوالدای نگرنہسوی العظیم آبادی علوم متعارفہ بحضور والد ماجد خود و دیگر اجلۂ کرام مثل الشیخ الاجل محدث الہند ولی اللہ بن عبد الرحیم الدہلوی وحضرت شیخ عبد العزیز بن ولی اللہ الدہلوی حاصل ساخت پس ازان بمسند افادہ نشست و تا مدت دراز در مدرسہ عالیہ کلکتہ درس داد فیوض و برکات خود بطلبا رو مستفیدان ریخت وصف این شیخ اجل شہرۂ آفاق بودہ است در علم ادب و بلاغت و فصاحت در عصر خود نظیرے نداشت بعض قصائد مولفۂ حضرت ایشان کہ در کتاب حدیقۃ الافراح موجود است شاہد این مدعا است و تصانیف مفیدہ دارد ومنہا قصیدۂ عظمی کہ درآن داد فصاحت دادہ و بتبیان احوال حضرت احمد مجتبیٰ محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از بدو مولد تا وفات آن صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ بلاغت رسانیدہ ومنہا حاشیہ بر میرزاہد رسالہ و میرزاہد شرح مواقف وحاشیہ بر مسلم الثبوت و رسالہ در بیان فصاحت آیہ کریمہ و فی القصاص حیوٰۃ الخ و دیوان فارسی وغیر ذلک کہ از مطالعہ آنہا قدر علم این شیخ معلوم میشود تاریخ ۲۷ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۳ھ در کلکتہ رحلت فرمود۔ وہما نجا مدفون شد تلامذہ او کثیر اند منہم علامہ مدین اللہ ابن وی رح ومنہم مولانا عبید اللہ بن غلام بدر بن سلیم اللہ برادر زادہ حقیقی قاضی لکمکرن ضلع مدراس و قاضی فضل الرحمن البردوانی و مولوی غلام مخدوم لیانی وغیرہم و بزرگان ایشان ہم از فضلای نامدار و علمای کبار بودند والد ماجد ایشان شیخ سلیم اللہ بن مولانا علیم اللہ کتب درسیہ از والد ماجد خود حاصل ساختند و بر شاہ عبد اللہ حسنی رحمۃ اللہ علیہ بیعت کردند ومنجملہ تلامذہ ایشان مولانا امین اللہ و مولوی غلام بدر پسران ایشان ہستند و سنہ ۱۱۹۱ھ سال وفات ایشان است و مرقد ایشان ہمین موضع نگرنہسہ است و اولاد و امجاد ایشان و احفاد برادر ایشان ہم صاحب فضل و کمال شدند ابن وی مولانا مدین اللہ از اعاظم علما بود و مولانا محمد ابراہیم بن مولانا مدین اللہ از کملا دہر و متفننات عصر شمردہ میشد و او را تصانیف نافعہ است مجملی شرح دیوان متنبی وضابطۃ الادباء وغیر ذلک المتوفی سنہ ۱۲۸۲ھ و مولانا قاضی عبید اللہ بن غلام بدر بن سلیم اللہ المتوفی سنہ ۱۲۲۳ھ و مولانا تصدق حسین المتخلص بہ خلاق ابن قاضی عبید اللہ مذکور المتوفی سنہ ۱۲۶۸ھ این ہر دو حضرات ہم وحید عصر و فرید دہر بودند للہ الحمد والمنۃ کہ الان در خاندان ایشان صاحب فضل و کمال موجود اند مولانا علیم الدین حسین بن تصدق حسین مرحوم کہ تلمیذ رشید مولانا نعمت اللہ لکہنوی و مفتی صدر الدین خان دہلوی و مولانا شیخنا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی ہستند از یکتای دہر اند حق تعالیٰ جناب ایشان را بحفظ امان دارد و خلائق را از ذات ایشان منتفع گرداند

قصیدۂ عظمی کے ختم پر قطعۂ تاریخ نتیجہ نقاد سخن یر دوران فخر زمان جناب مولوی حکیم میر شاہ جہان انصاری صاحب المتخلص بہ کامل سلمہ خویش جناب شیخنا رئیس المحدثین والفقہا مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی سلمہ اللہ تعالے

خدا کے فضل سے طبع مجدد	جو پایا ہے قصیدہ نے نصیب
کہا کامل نے تاریخ مجید ۱۳۰۲	کسی نے اسکا سال طبع پوچھا

قطعہ تاریخ محی السنۃ قامع البدعۃ جناب مولوی ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب عظیم آبادی سلمہ اللہ تعالے

فلک بگفت چیست ترا	شمس را چون بدید در حیرت
کہ جمال قصیدۂ عظمی ۱۳۰۲	چہ تجلی بدیدہ گفتا

قصۂ حجۃ الوداع

(صفحہ ۸۶ و ۸۷)

بروز شنبہ و بست و ششم[۱] ز ذی قعدہ (۱) بسوئے مکہ روان شد رسول یزدانی

کہ تا فریضۂ حج را ادا شتاب کند (۲) حیات را چہ وفا تا بموسم ثانی

درین سفر زن و فرزند جملہ ہمراہش (۳) نود ہزار برون شد ز خویش و اعوانی

بہ ذی الحلیفہ[۵] خود احرام بہر حج بستہ (۴) برانکہ ہدی بہ تقلید و شق کوہانی

خیار داد بہمراہیان بخواہش شان (۵) بانفراد حج و عمرہ و باقرانی

بہشت روزہ رہ مکہ قطع کرد و بدید (۶) صباح چہارم ذی الحجہ بیت ربانی

طواف کعبہ نمود و بماند با احرام (۷) کہ حل صاحب ہدی است بعد قربانی

کسے کہ کردہ بُد از حج بانفراد احرام (۸) ولے نہ کرد پئے ہدی حج بغنم رانی

مباح کرد شکستن بر آن کس آن احرام (۹) بکار عمرہ و بستن برائے حج ثانی

ہمین است متعہ حج کان زمان شد آن مشروع (۱۰) کہ تا بیک سفر آمد دو کار ز آسانی

بروز ہا کہ نبی داشت در حرم منزل (۱۱) علی ہم از یمن آمد بمکہ سرعانی

بساحت عرفہ روز جمعہ کرد آگاہ (۱۲) نزول آیہ تکمیل دین حقانی

کہ یافت تکملہ امروز دین اسلامی (۱۳) گرفت خاتمہ زین وقت وحی فرقانی

بدرک آیہ ز مفہوم آن عمر بگریست (۱۴) نبی چو دید بہ پرسید وجہ گریانی

بگفت عمر بوحی است اشارہ تودیع (۱۵) غم فراق تو کرد است اشکبارانی

نبی بگفت حق است آنچہ فہمیدی (۱۶) طلب ہمی کندم رب السنی و جانی

عہ ۱: ۲۶ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ شنبہ مذکورہ جو چار شبوں باقی رہنے پر حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی قرار دی ہے وہ صحیح نہیں ہے اسلئے کہ دوسری ربیع الاول یوم دوشنبہ وفات النبی کی مراجعت سے ۲۶ ذوقعدہ کو جمعہ ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف میم مسلم و حرف (نون) نووی شارح مسلم کا پہلا خانہ نیز حضرت کے اخیر صفر یعنی ۲۸ صفر چہارشنبہ کے مراجعت سے ۲۶ ذوقعدہ چہارشنبہ واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری مذکورہ کا دوسرا خانہ نیز ۲۶ ذوقعدہ یعنی چار شبوں کے ماہ ذیقعدہ کی باقی پر سفر حجۃ الوداع فرمانیکی کوئی روایت نہیں ہے تمام محدثین اور مورخین نے ۲۵ ذوقعدہ کے سفر حجۃ الوداع فرمانیکی روایت اخراج کی ہے۔ (دیکھو حاشیہ صـ ۴ کتاب ہذا)

چنانچہ امام زہری[1] نے حضرت عائشہ سے اور موسیٰ[2] بن عقبہ نے حضرت ابن عباس سے اور ابن[3] اسحاق اور امام[4] مالک و امام احمد[5] بن حنبل اور بخاری[6] اور مسلم[7] نے اپنے اپنے صحیح میں اور امام[8] نسائی نے اپنے سنن میں علاوہ حضرت جابر کے حضرت عائشہ سے اور ابن[9] جریر طبری نے حضرت عائشہ سے اس عبارت سے روایت کی ہے (خرج رسول اللہ صلعم الی الحج لخمس لیال بقین من ذی القعدہ) نکلے رسول اللہ حج کیلئے جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں یعنی ۲۵ ذوقعدہ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے (اور دیکھو صـ ۱۴ کتاب ہذا قرۃ العیون شرح سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

عہ ۵ - اور اسی قرۃ العیون کے صفحہ ۱۵ میں ہے۔ مدینہ سے کوچ فرمایا اور ذوالحلیفہ میں آکر اترے اور وہاں عصر کی نماز قصر کی اور ایک شب وہاں رہے۔

(باقی حاشیہ صـ ۲۹ پر ہے)

بخطبۂ عرفات آنچنان مواعظ کرد ۱۷ کہ پند ہائے مودع بر جمیع خلانی

بگفت ہر کہ دمہ حجۃ الوداع این است ۱۸ چو سعی کرد نبی در بلاغ زینسانی

روایتے است کہ اندر منیٰ درین موسم ۱۹ چو سرور از عرفات آمدہ بر جانی

فرود آمد اذا جاء نصر و یافت اذان ۲۰ نزول وحی کتاب خدائے یا یانی

نبی بفاطمہ طلبید و گفت سورۂ نصر ۲۱ خبر ہمی دہدم از لقائے رحمانی

شنیدہ فاطمہ این حرف گریہ کرد کہ چون ۲۲ ز فرقت پدر آید بدرد ہجرانی

نبی بگفت کہ اے نور دیدہ گریہ مکن ۲۳ کسے کہ سوئے من آید نخست تو آنی

چو فاطمہ بشنید این نوید خندان شد ۲۴ چنانکہ از پس شش ماہ یافت لقیانی

فراغ یافتہ پیغمبر از مناسک حج ۲۵ مدینہ کرد مع الخیر باز گردانی

رسید بر لب آبے کہ بود نامش خم[۵] ۲۶ بداد حکم پئے جمع قوم ایمانی

بخواند خطبۂ تودیع[۶] اندر آن مجمع ۲۷ بہر شمار نصائح مزود جولانی

کہ زود بیابت قضا سوئے من ہمی آید ۲۸ پیام می دہدم از وصال ربانی

شما عمل بنماید بر نکوکار سے ۲۹ کہ بعد من کنند از گمرہی نگہبانی

بقیہ حاشیہ گذشتہ

مغرب اور عشا اور فجر اور ظہر وہان پڑھی × × ہو اور منقول نہیں ہے کہ احرام سے پہلے سوای نماز ظہر کے کوئی نماز خاص واسطے احرام کے پڑھی ہو ابو الفضل کرمانی نے لکھا ہے کہ ذو الحلیفہ مکہ سے دس منزل ہے اور مدینہ سے دو فرسخ ہے۔

سیرت شبلی حصہ ثانی میں ہے وہ مدینہ سے مکہ تک یہ سفر نو دن میں طے ہوا ذیحجہ کی چار تاریخ کو صبح کے وقت مکہ معظمہ میں داخل ہوئے جسکو مولانا امین اللہ نے ۸ روز میں طے ہونا ۸ ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ لکھا ہے جس سے یہ سفر شبانہ روز میں طے ہونا پایا جاتا ہے جو بالکل ناممکن ہے کہ دس منزل کا سفر ایک ہفتہ میں پورا ہو سکے اس لئے ۲۶ ذیقعدہ قطعاً غلط ہے۔

۵ خم فی صحیح مسلم قال زید بن ارقم قام رسول اللہ صلعم یوماً فینا خطیباً بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ یعنی کہا زید بن ارقم نے کہ قیام فرمایا جناب رسول اللہ صلعم نے ایک روز ہم میں درحالیکہ خطبہ پڑھا حضرت نے بمقام خم غدیر درمیان مکہ اور مدینہ کے یعنی ۱۸ ذیحجہ کو اسی مقام اور تاریخ سے آخر عمر کا حساب ہے۔

۶ خطبۂ تودیع یعنی الوداعی فحمد اللہ و اثنی علیہ و وعظ و ذکر ثم قال اما بعد ایہا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین (صحیح مسلم) پس بعد حمد و ثنا خدا اور وعظ و پند کے فرمایا آگاہ ہو ایہا الناس کہ نہیں ہوں میں مگر بشر اور قریب آیا چاہتا ہے رسول رب میرا یعنی ملک الموت پس اجابت کرونگا اور میں چھوڑے جاتا ہوں ثقلین یعنی دو شے نفیس و عظیم الخ اور غنیۃ الطالبین شیخ عبد القادر جیلانی مترجمہ اردو مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۳۰۹ھ کے صفحہ ۲۹ میں بتفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے ہے ثم مکث رسول اللہ صلعم بعد نزولہا احدی و ثمانین یوماً ثم قبضہ اللہ تعالی الی رحمۃ و رضوانہ مروی ذلک عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ من المفسرین یعنی پھر ٹھہرے حضرت رسول اللہ صلعم اس آیت (الیوم اکملت) کے اترنے کے بعد اکیاسی روز پھر انکو قبض کیا اللہ تعالے نے اپنی رحمت اور رضامندی کیطرف عبد اللہ بن عباس اور سوا اون کے مفسرین سے یہ روایت مروی ہے۔ اور تفسیر فتح البیان مولوی صدیق حسن خان بھوپالی مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ کے ج ۳ ص ۱۶ میں ہے قال ابن عباس مکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بعد نزول ہذہ الآیۃ احدی و ثمانین یوماً یعنی کہا ابن عباس نے پس ٹھہرے رسول اللہ صلعم بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم اکیاسی (۸۱ یوم) روز۔ اور مناقب آل ابیطالب علامہ ابن شہر آشوب علیہ الرحمۃ مطبوعہ بمبئی ج ۱ ص ۲۳ میں ہے عن ابن عباس ان النبی علیہ السلام توفی ہذہ الآیۃ باحدی و ثمانین یوماً یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بتحقیق حضرت رسول علیہ السلام بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی روز پر وفات فرمائی۔

بجنب عترت من اعتصام باید کرد ۳۰ زنید چنگ بحبل المتین قرآنی

علی قافلہ سالار اہل بیت منی ۳۱ بخطبہ یافتہ تشریف ہا فراوانی

بگفت سرور دین ہر کرا منم مولیٰ[۵۱] ۳۲ وراست خواجہ و مولیٰ علی صمدانی

گرفتہ دست علی را عمر بجنبانید ۳۳ بداد تہنیت و دستانہ شادانی

کہ اے بخٍ لک اصبحت انت مولی الکل ۳۴ فزود قدر تو سر دربہ چشم اعیانی

مدینہ آمدہ سرور بماند چند ایام ۳۵ باعتدال مزاج و صلاح ابدانی

در ذکر مرض و وفات رسول صلعم

بچار شنبہ[۵۲] از عشرہ اخیر صفر ۳۶ زسال یازدہم موسم زمستانی

زدرد سر مرض الموت ابتدا گردش ۳۷ بعارض تپ مطبق کہ داشت پنہانی

---

[۵۱] سورہ نحل پارہ ۱۴ رکوع ۱۰ مین ہے وضرب اللہ مثلا رجلین احدھما ابکم لا یقدر علی شیٔ وھو کل علی مولٰہ اینما یوجھہ الخ ترجمہ فارسی تفسیر فتح الرحمن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و بیان کرد خدا داستانی دیگر دو مرد یکے از ایشان گنگ است قدرت ندارد و بر چیزے او گران است بر خواجہ خود ہر کجا کہ فرستدش (ترجمہ اردو) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی اور بیان کی اللہ نے دو مرد کی ایک ان دونوں کا گونگا ہے نہین قدرت رکھتا اوپر کسی چیز کے اور وہ بوجھ ہے اوپر مالک اپنے کے جدھر بھیجے۔

شاہ عبد القادر محدث دہلوی موضح القرآن مین فرماتے ہین وھو . یوجھہ (ترجمہ) اور وہ بوجھ ہے اپنے صاحب پر جس طرف اسکو بھیجے۔

اور تفسیر حسینی مواہب علیہ مین ہے وھو کل علی مولٰہ اینما یوجھہ (ترجمہ) و باین ہمہ گران است بر کسے کہ متولی امر او باشد۔

[۵۲] معجز نما متوسط قرآن شریف مترجم بہ دو ترجمہ مطبوعہ دہلی ۱۳۲۵ھ کے ابتدائے کتاب تاریخی حصہ کے صفحہ ۲۶ مین ہے صفر سنہ ۱۱ھ (مطابق سنہ ۶۳۲ء) کی دو راتین باقی تہین کہ حضرت صلعم کے درد پیدا ہوا یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) آپنے بعمر ۶۳ سال ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو انتقال فرمایا۔ دو دن اخیر صفر کے بارہ دن ربیع الاول کے کل چودہ دن ہوئے اسی مدت کو شاہ ولی اللہ نے سرور المحزون مین حضرت کا بیمار رہنا لکھا ہے۔ اور قرۃ العیون (حصہ ششم) شرح (سرور المحزون شاہ ولی اللہ) کے صفحہ مین ہے اور اسی گیارہوین سال مین صفر کی چھبیسوین تاریخ دوشنبہ کے روز حضرت نے فرمایا کہ درستی سامان لشکر کیواسطے لڑائی روم کی کرین۔

سیرۃ حلبیہ ج ۳ صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ۔ سریہ اسامۃ بن زید الی اُبنیٰ فی کلام السہیلی رحمۃ اللہ وھی قریۃ عند موتۃ التی قتل عندھا زید بن حارثۃ رض لما کان یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنہ احدی عشرۃ من الہجرۃ امر صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد صلی اللہ علیہ وسلم لاسامۃ لواء بیدہ

اسامہ بن زید کی مقام اُبنیٰ کیطرف بغرض جنگ روانگی سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے مطابق اُبنیٰ ایک قریہ کا نام ہے جو موتہ کے قریب واقع ہے جہان زید بن حارثہ شہید ہوگئے۔ ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ روز دوشنبہ کا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے روم کی چڑہائی کیلئے آمادگی کا حکم دیا جب بدہ کے دن (۲۸ صفر سنہ ۱۱ھ) ہوا تو آنحضرت کو درد کی شکایت پیدا ہوئی اور آپ بخار و درد سر مین مبتلا ہوگئے اور دوسرے دن پنجشنبہ (۲۹ صفر) کو آنحضرت نے خود اپنے دست مبارک سے اسامہ کیلئے لواء جنگ درست فرمایا۔

نیز سیرۃ حلبیہ مذکورہ کے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی تائید مین بحار الانوار۔ ج ششم نصف آخر صفحہ ۸۶۵ مطبوعہ طہران سے یہ عبارت نقل ہے۔ کانت سریۃ اسامۃ بن زید وذلک ان رسول اللہ امر الناس بالتہیؤ لغزو الروم لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ فلما کان من الغد دعا اسامۃ بن زید فقال سر الی موضع مقتل ابیک واوطئھم الخیل فقد ولیتک ھذا الجیش فاغز صباحا علی اھل اُبنیٰ فلما کان یوم الاربعاء بدأ رسول اللہ مرضہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ۔

ترجمہ۔ سریہ اسامہ بن زید کا واقعہ یہ ہے کہ بتاریخ ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ رسول اللہ نے لوگون کو روم پر چڑہائی کیلئے آمادہ ہونیکا حکم دیا دوسرے روز (۲۷ صفر) اسامہ بن زید کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے باپ کے قتلگاہ کیطرف جاؤ اور وہان کے لوگون کو گھوڑون سے کچل دو میتے[illegible] باقی ترجمہ دیکھو[illegible]

بازدیاد مرض اشتداد حمی شد ۳۸ کز احتراق همی کرد آب پاشانی
بانتها شده غشی وافاقه مستبدل ۳۹ ردارة مرض آورد سوء بحرانی
دگر اسامه بن زید را امارت داد ۴۰ که داشت سروری دین مهربادی ارزانی
بگفت باکبرا[۵۱] ئے مهاجر وانصار ۴۱ کنند جمله به همراهیش شتابانی
رسیده در حد ابنی نواحی بلقا ۴۲ ز رومیان بستانند کین اعیانی
که زید وجعفر وابن رواحه را کشتند ۴۳ بجنگ موته ودارند عزم طغیانی
بدست خویش لوائے اسامه را بسته ۴۴ برون شهر نداشد به جمع شجعانی
اکابران بوداع رسول می رفتند ۴۵ همی شدند بعسکر بحال گریانی
زدند طعنه جوانان که چون امیر شود ۴۶ غلام زاده بر مجمع نوینانی
نبی شنیده ببالائے منبر مسجد ۴۷ برفت وکرد خدا را ثنا فراوانی
خطاب کرد از آن پس به مجمع انسان ۴۸ که گفت وگوئے چه دارند بعض شبانی
بر آن که میری لشکر اسامه را دادم ۴۹ که هست زاده زید شهید میدانی
مدار طعن شما بر اسامه تنها نیست ۵۰ نه پیش ازین پدرش شد امیر سیرانی
به آن خدائے که جانم بدست قدرت اوست ۵۱ که زید بد بامارت حقیق وشایانی
اسامه را که بجانش عزیز میدارم ۵۲ به از شماست بسالاریش چه نقصانی
همان به است که در خیر خواهیش کوشید ۵۳ بکار جنگ شویدش مطیع فرمانی
شنیده جمله سران[۵۲] خیمه ابرون کردند ۵۴ فضائے بطن جرف شد ز فوج ملانی
گذشت کار چو از اشتداد بیماری ۵۵ ازآن که جانب مسجد رود بآسانی
براد حکم که بوبکر امام وقت شود ۵۶ نماز مقتدیان را کند نگهبانی

بقیہ حاشیہ گذشتہ میں لے اس لشکر کا سردار جس کو بنایا ہے تو اہل ابنی پر کل صبح ہی سے چڑہائی کر دے فرمایا جب بدھ (۲۸ صفر) کا دن ہوا تو رسول اللہ تپ اور درد سر میں مبتلا ہوگئے اور بروز پنجشنبہ (۲۹ صفر) اسامہ کے لئے اپنے دست مبارک سے علم تیار فرمایا۔
اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے باب دہم مطبوعہ ثمر ہند ۱۲۹۶ھ آخر صفحہ ۴۲۰ میں ہے۔ روز چہار شنبہ بست وہشتم صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد یعنی ۲۸ صفر چہار شنبہ کو رسول اللہ مرض میں مبتلا ہوئے جسکا تیرہواں روز گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات کا اور چودہواں دن (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول ہوا۔
[۵۱] سیرت النبی شبلی ج ۲ ۔ ثانی حاشیہ صفحہ ۱۴۴ میں ہے واقدی اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس غزوہ میں آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر کو بھی جانیکا حکم دیا تھا۔ یہ پہلا حکم چہار شنبہ ۲۸ صفر (پنجشنبہ) کو ہوا دوسرا حکم لوگوں کا طعن سنکر وفات سے دو دن پہلے ہوا۔ (مولف)
[۵۲] اسی سیرت النبی شبلی کے صفحہ میں ہے دوسرا ۱۱ھ زمانہ مرض الموت میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسامہ بن زید کے زیر افسری رومیوں کے مقابلہ کیلئے پھر فوجیں روانہ فرمائیں ۔ یہ دوبارہ حکم وفات کے دو یوم قبل سنیچر کے دن نو ربیع الاول (دوشنبہ) کو جو (۲۹ صفر) پنجشنبہ کا دیا ہوا تھا روزانہ دیا گیا۔ الفاروق صفحہ مطبوعہ [illegible] میں ہے کہ مرض میں آنحضرت نے رومیوں کے مقابلہ کیلئے اسامہ بن زید کو افسر کیا اور تمام اکابر کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ جائیں لوگ تیار ہو چکے تھے [illegible] آنحضرت صلعم بیمار ہو گئے اور [illegible]

بوقت فجر دوشنبہ بروز استحضار ۵۷ تن مبارکش آمد زتپ بآسانی

پئے نماز جماعت برفت تا مسجد ۵۸ کہ از افاقہ در آمد دلش بفرحانی

نہادہ دست زیکجانبی بدوش علی ۵۹ بشانۂ بن عباس جانب ثانی

زپیش خواست ابوبکر تا بصف آید ۶۰ اشارہ کرد نبی تا بجائے خود مانی

نبی بیسار ابی بکر رفت بنشستہ ۶۱ نشستہ کرد امامت بقول رجحانی

باذن رفت ابی بکر اندرین رخصت ۶۲ بخانۂ کہ بدش از مدینہ بالائی

کہ بنت خارجہ جفتش مقیم بد آنجا ۶۳ دگر کسانش نبی را بدند جیرانی

خطاب کرد بہمان روز پیش استحضار ۶۴ بالتفات سوئے جمع خویش اخوانی

بگفت پارۂ قرطاس سوئے من آرید ۶۵ پئے شما نویسم سطور چندانی

کہ بعد ازان نرود کس براہ گمراہی ۶۶ باقتضای طبیعی دلیل نفسانی

عمر کہ کن مکن او ببارگاہ نبی ۶۷ پسند بود و مؤید بوحی قرآنی

بگفت منع کنان حسبنا کتاب اللہ ۶۸ نبی زشدت حمی است در سخن رانی

ـ۵ شبلی صاحب سیرت النبی صـ۱۲۷ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ جن صحابی نے قلم دوات لانے میں گفتگو کی، بخاری میں ان کا نام نہیں لیکن حدیث کی اور کتابوں میں (مثلاً صحیح مسلم) بتصریح حضرت عمر کا نام ہے۔ صحیح مسلم میں انکے یہ الفاظ ہیں قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ (صحیح مسلم کی دوسری روایتوں کے یہ الفاظ ہیں) قالوا ان رسول اللہ صلعم یہجر) تو لوگوں نے کہا رسول اللہ صلعم بے حواسی (ہجر) کی باتیں کرتے ہیں۔ الفاروق کے صـ۱۶ میں (ہجر) کے معنی ہذیان ہیں بخاری و مسلم کی بعض روایتوں میں ایسے صاف الفاظ ہیں جن میں اس تاویل کا احتمال نہیں مثلاً ہجر ہجر (دو دفعہ) ۶ غرض صحیحین (بخاری و مسلم) کی سب حدیثوں میں حضرت عمر کا نام ہے جس کا جواب سیرت النبی میں انکار ہے۔

طلب قرطاس فرمانے کی روایت تائیداً فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی کے جز (۲۰) مطبوعہ انصاری دہلی صـ۸ باب کراہتہ الاختلاف سے بخاری کی یہ حدیثیں جن میں بالخصوص حضرت عمر کا نام ہے لکھی جاتی ہیں۔ حدثنا ابراہیم بن موسی قال اخبرنا ہشام عن معمر عن الزہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس قال لما حضر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وفی البیت رجال فیہم عمر بن الخطاب قال ہلم اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ قال عمر ان النبی صلعم غلبہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ واختلف اہل البیت واختصموا فمنہم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلعم کتابا لن تضلوا بعدہ ومنہم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغط والاختلاف عند النبی صلعم قال قوموا عنی الخ۔

بخاری کہتے ہیں حدیث کی مجھ سے ابراہیم بن موسی نے کہا خبر دی مجھکو ہشام نے معمر سے اسنے زہری سے اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اس نے حضرت ابن عباس سے کہ جب جناب رسالتمآب صلعم پر حالت احتضار طاری ہوئی تو بہت سے لوگ آپ کے پاس گھر میں حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا مجھے سامان کتابت لادو کہ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں کہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو حضرت عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ پر مرض نے غلبہ کیا ہے ہم لوگوں کے پاس قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے خدا کی کتاب کافی ہے اس بات پر حضار جلسہ میں اختلاف واقع ہوا بعض تو کہتے تھے کہ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا ضروری ہے تاکہ حضرت جو کچھ چاہیں تمہارے لئے تحریر فرمائیں اور بعض حضرت عمر کے ہم زبان تھے جب اس بات پر بہت شور اور اختلاف ہونے لگا تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ الخ۔ (باقی حدیثیں آگے بجز ۱ صحیح مسلم میں لکھینگے)

الفاروق شبلی کے صـ۴۹ میں ہے (نعوذ باللہ) روایت میں ہجر کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہذیان کے ہیں ۱۱ طرہ یہ کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر نے آنحضرت کے اس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا تھا (نعوذ باللہ)

آخر صـ۴۹ میں ہے ۱۲ تمام روایتوں میں مذکور ہے کہ جب آنحضرت نے کاغذ و قلم مانگا تو لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ بہکی ہوئی باتیں کر رہے ہیں

مراد وش آنکه بفحوای آیۂ تکمیل — ۶۹ — نماند واجبی از واجبات ایمانی

برائے مصلحت ما کنون که اندیشد — ۷۰ — کجاست طاقتش اندر قوائے جسمانی

ازین سخن چو درین کار اختلاف افتاد — ۷۱ — نه کرد کار کسے جز بلند افغانی

نبی ہم از شغب مردان برنج آمد — ۷۲ — برون روید ازینجا بگفت سرعانی

برآمدند چو مردان زحجرۂ نبوی — ۷۳ — بحجرۂ عائشہ بنہاد سر بہ نکلانی

اسامه کش نبی آن روز کرده بد رخصت — ۷۴ — ندائے کوچ بداد او بجمع اعیانی

عمرؓ ہم از بر سرور میان لشکر رفت — ۷۵ — که تا ہمی او کند شتابانی

بران بدند که بندند رخت کوچ آن روز — ۷۶ — بر پشت اشتر واسپ وبعیر نوقانی

که ام ایمنہ ام اسامه کس بفرست — ۷۷ — براسامه که سرور ہمی شود فانی

اسامه با عمر آمد مدینہ بشنید — ۷۸ — که بست رخت اقامت بملک روحانی

باختلال در آمد شنیده ہوش عمر — ۷۹ — درون حجره درآمد باذن نسوانی

بدید روئے نبی را وگفت درغشی [illegible] ه است ونمیرد رسول ربّانی

حاشیہ صفحہ گذشتہ ؎ علامہ قرطبی نے یہ تاویل کی ہے اور اس پر انکو ناز ہے کہ ان لوگون نے یہ لفظ (ہجر ہذیان) انکار واستعجاب کے طور پر کہا تھا یعنی یہ کہ آنحضرت کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے خدانخواستہ آنحضرت کا قول ہذیان تو نہین ہے کہ اسپر لحاظ نہ کیا جائے یہ تحریر کرکے شبلی صاحب لکھتے ہین یہ تاویل لگتی ہوئی ہے لیکن بخاری ومسلم کی بعض روایتون مین ایسے صاف الفاظ ہین جس مین اس تاویل کا احتمال نہین مثلاً ہجر ہجر دو دفعہ"

پھر لکھتے ہین وہ اس تمام مدت (۱۳ دن) بیماری مین آنحضرت کی نسبت اور کوئی واقعہ اختلال حواس کا کسی روایت مین نہین "

سیرت شبلی جلد ۲ صفحہ ۱۳ مین ہے غزوات مین گزرچکا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ کو حدود شام کے عربون نے شہید کرڈالا تھا آنحضرتؐ اون سے اسکا قصاص لینا چاہتے تھے آغاز علالت سے ایکروز پہلے (یعنی ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ) آپ نے اسامہ بن زید کو مامور کیا کہ فوج لیکر جائین اور ان شریرون سے اپنے باپکا انتقام لین "

آخر صفر سنہ ۱۱ھ مین رسول اللہ نے اسامہ بن زید کو سردار بناکر شام کی مہم پر بھیجا اور چونکہ ایک عظیم الشان سلطنت کا مقابلہ تھا حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ اور بڑے بڑے نامور صحابہ مامور ہوئے کہ فوج کے ساتھ جائین اسامہ ابھی روانہ نہ ہوئے تھے کہ رسول اللہ نے بیمار ہوکر انتقال فرمایا " (الفاروق صفحہ ۱۹)

یہی اول حکم ہے جو ۲۶ صفر (پنجشنبہ) کو مہاجرین کبار کا اسامہ بن زید کی ماتحتی مین مامور ہوا ہے جسکے بعد ۹ ربیع الاول (دوشنبہ) کو جو ۲۹ صفر کا دسوان روز تھا رسول اللہ نے لوگون کے طعن آمیز کلمات سماعت فرماکر غضباً شدیداً سے خطبہ فرمایا ہے اور بار دیگر اسامہ کی ہمراہی مین جانے کے لئے تاکید اکید کی ہے جسکی ہی تعمیل نہین کی گئی بالآخر عین وفات کے دن کلمہ (حو مواعمی) حضرت کا ارشاد سنکر حضرت عمر کا لشکرگاہ تک جانا ہوا جسکو ہی شبلی صاحب قبول نہین کرتے اور لکھتے ہین وہ لیکن حضرت عمر وفات کے وقت تک موجود رہے " لیکن ابن اسحاق اور واقدی وغیرہ اسامہ کے ہمراہ حضرت عمر کی واپسی لشکرگاہ جرف سے لکھتے ہین (دیکھو نمبر ۳ ابن اسحاق نمبرہ واقدی) اور دیکھو سیرت دمیاطی اور مغلطائی صفحہ ۹۰ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۶ھ اور مواہب لدنیہ ان سب کتابون مین ۱۲ ربیع الاول کی واپسی ہے)

اسی وفات کی صبح حضرتؐ نے یہ حدیث ارشاد کی ہے چنانچہ ینابیع المودۃ سیخ سلیمان مدوزی بلخی کی حدیث نمبر (۸ ۲) نقل ہے جسکا ترجمہ آگے نمبر ۱۳ صحیح ترمذی مین آئیگا ۔

واخرج سید ابو الحسن یحیی بن الحسن فی کتابہ اخبار المدینۃ عن محمد بن عبد الرحمن بن خلاد عن جابر بن عبد اللہ قال اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید علی والفضل ابن عباس فی مرض وفاتہ فیعتمد علیہما حتی جلس علی المنبر فقال ایہا الناس قد ترکت فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی فلا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا وکونوا اخوانا کما امرکم اللہ ثم اوصیکم بعترتی اہل بیتی — عین وفات کے دن حضرتؐ کا ابن عباس وجناب علی کے سہارے مسجد جانا) دیکھو صفحہ ۵۹ کتاب ہذا

بہ دون ستادہ ہمی گفت من حوالہ کنم ۸۱ بہر کہ گفت نبی مُرد تیغ بُرّانی

خبر شنیدہ [۵۱] ابوبکر شد بر اسپ سوار ۸۲ رسید دیگر ز سالم چو حال پرسانی

بگفت این ست عمر تیغ کشیدہ بدست ۸۳ چگونہ با تو شوم حرف موت گویانی

بحجرہ رفت و ز روی نبیؐ نقاب کشود ۸۴ بدید و بوسہ ز حسرت زدش بہ پیشانی

بگفت با عمر اے مرد تیغ را افگن ۸۵ بیا بسخنم گوش دار تا دانی

بگفت ہر کہ پرستندۂ محمد را ۸۶ بداند آنکہ محمد بمرد و شد فانی

بداند آنکہ پرستندۂ خدا باشد ۸۷ کہ اوست زندہ نمیرد بصرف ازمانی

بخواند آیت موت نبیؐ و جملہ بشر ۸۸ کہ خواہ نخواہ تو میرندۂ و ایشانی

شنیدہ گفت عمر وائے حال من چون شد ۸۹ تو گوئی این ہمہ نشنیدہ ام الی الآنی

دوم [۵۲] عزہ ماہ ربیع الاول بود ۹۰ کہ یافتہ است ز اہل حدیث رجحانی

ولے دوازدہم شہر شد آن تاریخ ۹۱ باختلاف روایات غیر اذعانی

۵۱۔ وفی روایۃ ان سالم بن عبید ذھب وراء الصدیق الی السنح فاعلم موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سیرت النبی حلبی۔ ج۔۳ صفحہ ۳۸۲) یعنی سالم بن عبید نے جاکر ابوبکر کو موت رسول کی خبر دی۔ اور حضرت ابوبکر مقام سنح (مدینہ سے دو میل پر ہے) میں تھے۔

۵۲ مولانا امین اللہ نے وفات النبی کی دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) از روئے حدیث اور ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) از روئے شہرت کے لکھی ہے دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) کے مراجعت سے ۱۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع یعنی (پنجشنبہ) اور ۲۶ ذوقعدہ (جمعہ) واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف میم (مسلم حرف (نون) نووی شارح مسلم جسکی یہ حدیث طبقات ابن سعد جزو وفات کی نقل ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابو معشر[۵] عن محمد بن قیس ان رسول اللہ صلعم اشتکی یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ فاشتکی ثلاث عشرۃ لیلۃ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر واقدی نے کہ بیان کیا مجھے ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ہوئی چہارشنبہ کے دن جبکہ گیارہ راتین باقی تھین ماہ صفر ۱۱ھ کی یعنی (۱۹ صفر) کو چہارشنبہ اور ۲۲ و ۲۹ صفر (شنبہ) یکم ربیع الاول (یکشنبہ) دوم ربیع الاول (دوشنبہ) جسکی مراجعت مین ۲۹، ۲۲، ۱۵، ۸ و یکم صفر (شنبہ) پس گیارہ صفر مین (سہ شنبہ) ہوا جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو پنجشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (پنجشنبہ) ہوا۔ اسی حدیث مذکورہ مین لوگون نے تصرف کرکے لفظ (بقیت) کو جسکے معنی باقی رہنے کے ہین لفظ (مضت) جسکے معنی گذر نے کے ہین بدلدیا ہے اور مغازی ابومعشر کا حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ کتاب المغازی جزو ۱۸ صفحہ ۹۹ فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ دہلی اور زرقانی علی المواہب ج۔ ثالث آخر صفحہ ۱۳۱ مین ہے۔

فی المغازی لابی معشر عن محمد بن قیس قال اشتکی رسول اللہ یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ مضت من صفر و ھذا موافق لقول سلیمان التیمی المقتضی کان اول صفر کان السبت یعنی مغازی ابومعشر مین محمد بن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ کو شکایت ہوئی چہارشنبہ کے دن جبکہ گیارہ گذر گئے صفر کے اور یہ موافق قول سلیمان تیمی کے ہے اسلئے کہ اول صفر (شنبہ) تھا ترجمہ تمام ہوا۔

ہم کہتے ہین کہ گیارہ صفر کو چہارشنبہ سے ۸ و یکم صفر (چہارشنبہ) ہوا پس ۲۹ صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کثیر الوقوع مرتبہ ثبلی کا پہلا خانہ جسمین ۲۵ ذوقعدہ (جمعہ) ۲۶ ذوقعدہ (شنبہ) ہے جسکو شبلی صاحب نے اختیار کیا ہے۔ اور مولانا امین اللہ نے اول ۲۶ ذوقعدہ (جمعہ) کے بجائے یوم شنبہ اور اول اخیر صفر یعنی ۲۸ صفر کو (چہارشنبہ) لائے ہین جس سے دوسری ربیع الاول کو یوم شنبہ ہوتا ہے اور مراجعت مین ۲۶ ذوقعدہ (چہارشنبہ) دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کا دوسرا خانہ جسمین کیا ربیع الاول (دوشنبہ) وفات اور مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے دس راتین حدیث کے مطابق ٹھیک ٹھیک ہین لہذا پہلا خانہ نقشہ جنتری حرف الف اور حرف میم دونون غلط اور باطل ہین اور دوسرا خانہ صحیح ہے جسکی صحیح روایت سے تائید ہوتی ہے۔

---

[۵] ترمذی نے اپنے شیخ محمد بن اسمٰعیل بخاری سے روایت کی ہے کہ مین ابومعشر سے کوئی روایت نہین لیتا (ج۔ اول صحیح ترمذی)

اب ہم نعمانی صاحب کے بیان سیرت النبی۔ ج ثانی کے ص۱۵۱ سے ابتدا کرتے ہین۔

قال

آنحضرت صلعم نے ہجرت کے زمانہ سے ابتک فریضۂ حج ادا نہین فرمایا تھا ایک مدت تک قریش سدراہ رہے صلح حدیبیہ کے بعد موقع ملا لیکن مصالح اسکے مقتضی تھے کہ یہ فرض آخر مین ادا کیا جائے۔

بہرحال ذوقعدہ مین اعلان ہوا کہ آنحضرت حج کے ارادے سے تشریف لے جارہے ہین۔ یہ خبر دفعتاً پھیلگئی اور تمام عرب امنڈ آیا (سنیچر) کے دن ذوقعدہ کی ۲۶ تاریخ کو آپ نے غسل فرمایا اور چادر تہمد باندہی نماز ظہر کے بعد مدینے سے باہر نکلے تمام ازواج مطہرات کو ساتھ چلنے کا حکم دیا مدینے سے چھ میل کے فاصلہ پر ذوالحلیفہ ایک مقام ہے جو اہالی مدینہ کی میقات ہے جہان پہونچکر (شب بھر اقامت) فرمائی دوسرے روز دوبارہ غسل فرمایا حضرت عائشہ نے اپنے ہاتھ سے آپکے جسم مبارک پر عطر ملا اسکے بعد آپ نے دو رکعت نماز ادا کی پھر قصوا پر سوار ہوکر احرام باندہا اور بلند آواز سے یہ الفاظ کہے۔

لبيك لبيك اللهم لبيك لاشريك لك وان الحمد والنعمة والملك لك لاشريك لك۔

اے خدا ہم تیرے سامنے حاضر ہین ایخدا تیرا کوئی شریک نہین ہم حاضر ہین تعریف و نعمت سب تیری ہے اور سلطنت مین تیرا کوئی شریک نہین حضرت جابر رضی جو اس حدیث کے راوی ہین انکا بیان ہے کہ مین نے نظر اوٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے داہنے بائین جہان تک نظر کام کرتی تھی آدمیون کا جنگل نظر آتا تھا آنحضرت صلعم جب لبیک فرماتے تھے تو ہر طرف سے ایک صدائے غلغلہ انگیز کی آواز بازگشت آتی تھی اور تمام دشت و جبل گونج اوٹھتے تھے۔

سرف پہونچکر غسل فرمایا دوسرے دن اتوار کے روز ذیحجہ کی ۴ تاریخ کو صبح کے وقت مکہ معظمہ داخل ہوئے۔ مدینے سے مکہ تک یہ سفر نو دن مین طے ہوا۔

سلہ شبلی صاحب کا سنیچر ۲۶ ذوقعدہ کا قطعی غلط اور دروغ ہے تمام محدثین اور مورخین نے ۲۵ ذوقعدہ کی روایت کی ہر علاوہ اسکے اسی ۲۵ ذوقعدہ سے نو شبانہ روز چار ذیحجہ کی صبح تک ہوتے ہین جسکو خود مخاطب نے بیان کیا ہے تاریخ روضۃ الصفا چھاپہ بمبئی سنہ ۱۲۶۶ھ ص۱۷۱ مین ہے بروایتے روز شنبہ بست و پنجم ذیقعدہ و بقولے روز دوشنبہ از مدینہ بیرون آمد۔

سلہ ۲ کتاب معارج النبوۃ مولانا معین الدین فراہی مطبوعہ مطبع نور لاہور سنہ ۱۲۹۳ھ رکن چہارم ص۲۱۳ مین ہے بست و پنجم ذیقعدہ روز دوشنبہ و بروایتے روز شنبہ از مدینہ بیرون آمد

سلہ ۳ ناسخ التواریخ ۔ ج ۔ اول از کتاب دوم مطبوعہ طہران ص۲۹۳ مین ہے ۔ روز شنبہ بست و سیوم ۲۳ و بروایتے دوشنبہ بست و پنجم ۲۵ از مدینہ منورہ خیمہ بیرون زد

سلہ ۴ عین العیون ترجمہ اردو سرور المحزون (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) معروف بہ نور علی نور مترجمہ مولوی ابوالقاسم بن عبدالعزیز ہنسوی مطبوعہ مطبع مصطفائی محمود نگر لکھنؤ سنہ ۱۲۸۰ھ ص۱۲۰ مین ہے۔ آپ حجۃ الوداع مین دوشنبہ کے دن بالونمین کنگھی کئے ہوئے اور بدن مبارک پر تیل اور خوشبو ملے ہوئے اپنے دولتسرا سے تشریف لائے آخرش ذوالحلیفہ مین فروکش ہوئے

تنبیہہ۔ واضح ہو کہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ سے ۵ ہر ذوقعدہ (دوشنبہ) اور ۲۰ صفر (چہارشنبہ) کے پلٹنے سے ۲۵ ہر ذوقعدہ (شنبہ) آتا ہے (دیکھو ساتوان نقشہ جنتری حرف طا و طرح کا بر فقدا ۲۰)

اَقُولُ

شبلی صاحب نے ۲۶ ذوقعدہ کو حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرمانا نماز ظہر کے بعد قرار دیا ہے یعنی ماہ ذوقعدہ کی چار راتین باقی تھین جسمین بھی اس ۲۶ ذوقعدہ کو صرف چھ میل یعنی تین کوس کا سفر ذوالحلیفہ تک کا ہوا اور ۲۷ ذوقعدہ کو ظہر کے بعد سے مسلسل روانگی اور چار ذیحجہ کی صبح تک ایک ہفتہ کو ۹ دن مین طے ہونا بتایا ہے۔ اگر ۲۶ تاریخ کے سفر کو جو صرف چھ میل کی مسافت کا تھا شامل کر لیا جائے تو آٹھ روز ہوتے ہین جیسا کہ امین اللہ صاحب جو شبلی صاحب کے رفیق سفر ہین ۸ دن مین یہ سفر طے ہونا لکھا ہے پس یہ سفر ایک ہفتہ مین طے ہونا بالکل ناممکن ہے اگر ۲۵ تاریخ سے یہ سفر ہو تو نو شبانہ کی مدت ہوگی اسلئے شبلی صاحب اور اُن کے رفیق سفر کا ۲۶ ذوقعدہ تاریخ سفر بالکل غلط اور ہرگز صحیح نہین ہے چنانچہ حضرت جابر[۵] کی یہ صحیح روایت سنن نسائی کی جو آخر کتب صحاح ستہ سے ہے لکھی جاتی ہے

اخبرنا یعقوب بن ابراھیم قال حدثنا یحیی بن سعید قال حدثنا جعفر بن محمد[۱] حدثنی ابی

---

[۵] توثیق حضرت جابر اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام جن کے سند کی حدیث امام نسائی نے ۲۵ ذوقعدہ کی وارد کی ہے۔ سیرت شبلی حصہ ثانی صہ۱۸ مین ہے ابوداود اور صحیح مسلم مین حجۃ الوداع کا واقعہ نہایت تفصیل سے مذکور ہے جسکا شان نزول یہ ہے کہ حضرت امام باقرؑ حضرت جابر سے جو اسوقت نابینا ہو گئے تھے آنحضرت صلعم کے حج کا حال پوچھا حضرت جابر نے آل رسول کی محبت سے امام باقرؑ کے گریبان کے تکمے کھولے اور اُن کے سینے پر محبت سے ہاتھ رکھکر کہا بھتیجے پوچھ کیا پوچھنا ہے پھر نہایت تفصیل سے حج نبوی کے تمام حالات بیان کئے۔

اخرج ابن جریر فی تاریخہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال جاء نی جابر بن عبد اللہ فقال لی اکشف لی عن بطنک فکشفت لہ عن بطنی فقبلہ ثم قال ان رسول اللہ صلعم امرنی ان اقرئک السلام (حاصل ترجمہ) تاریخ ابن جریر مین امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن جابر بن عبد اللہ نے میرے پاس آکر کہا کہ اپنا سینہ کھولو مین نے کھولدیا اونہون نے میرے سینہ پر بوسہ دیکر کہا کہ رسول اللہ نے تم کو سلام کہا ہے۔

وفی الصواعق عن جابر قال کنت عند رسول اللہ صلعم والحسین فی حجرہ فقال یا جابر یولد لابنی الحسین ابن یقال لہ علی فاذا کان یوم القیمۃ ینادی مناد لیقم سید العابدین فیقوم علی بن الحسین ابن یقال لہ محمد یا جابر ان ادرکتہ فاقرأہ منی السلام۔ (حاصل ترجمہ) صواعق محرقہ ابن حجر مکی مین جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ مین ایک دن جناب رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہوا حسین بن علی رسول اللہ صلعم کی گود مین بیٹھے تھے آنحضرت صلعم نے مجھسے فرمایا اے جابر حسین کا ایک فرزند ہوگا علی اور جب بروز قیامت منادی ندا کریگا کہ اُٹھو اے زین العابدین تو وہ اُٹھیگا اور اسکا ایک فرزند ہوگا محمد اے جابر اگر تم اس سے ملنا تو میرا سلام کہنا۔

در روضۃ الاحباب از امام محمد باقر مروی است کہ گفت روزے پیش جابر بن عبد اللہ در آمدم واو مکفوف البصر بود سلام کردم در جواب مبادرت نمودہ پرسید کہ تو کیستی گفتم محمد بن علی بن الحسین ام گفت نزدیک بی پیش او رفتم دست مرا بوسید وچون خواست کہ پاے مرا بوسہ دور تر شدم گفت حضرت رسول صلعم ترا سلام می رساند گفتم علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ این صورت چگونہ بود یا جابر وچہ کیفیت مرا یاد کردہ گفت روزے درخدمت حضرت رسول اللہ صلعم بودم فرمود۔ یا جابر لعلک تبقی حتی تلقی رجلا من ولدی یقال لہ محمد بن علی بن الحسین یھب اللہ لہ النور والحکمۃ فاقرأہ منی السلام (حاصل ترجمہ) روضۃ الاحباب مین امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز مین اگذر جابر بن عبد اللہ کے پاس ہوا جبکہ وہ نابینا ہو گئے تھے مین نے انکو سلام کیا اونہون نے میرا نام پوچھا مین نے کہا محمد بن علی بن الحسین جابر نے مجھے اپنے قریب بلاکر میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور چاہا کہ پاؤن کو بھی بوسہ دین

قال اتینا جابر بن عبد اللہ فسالناہ عن حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثنا ان رسول اللہ صلعم مکث بالمدینہ تسع حجج ثم اذن فی الناس ان رسول اللہ صلعم حاج فی ھذا العام فنزل المدینۃ بشر کثیر کلہم یلتمس ان یاتم برسول اللہ صلعم و یفعل ما یفعل فخرج رسول اللہ صلعم لخمس بقین من ذی القعدۃ وخرجنا معہ۔

(حاصل ترجمہ) خبر دی ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے کہا حدیث کی ہم سے یحیی بن سعید نے کہا حدیث کی ہم سے امام جعفر صادق نے انھون نے اپنے باپ امام محمد باقر سے کہا انھون نے کہ مین جابر بن عبد اللہ کے پاس گیا ان سے رسول صلعم کے حج کا حال دریافت کیا اونھون نے کہا آپ نو سال تک مدینہ مین زمانہ حج مین رہے پھر لوگون اطلاع کی گئی کہ رسول اللہ اس سال حج کیلئے تشریف لیجائین گے تو کثرت سے لوگ مدینہ مین آئے اس خیال سے کہ آپ کی پیروی کرین پھر آپ ذیقعدہ کی ۲۵ تاریخ (جبکہ ذوقعدہ کے مہینہ کی پانچ راتین باقی تھین)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مین اون سے علیحدہ ہوگیا انہون نے کہا کہ رسول اللہ نے تم کو سلام کہا ہے مین نے کہا علیہ السلام رحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر جابر سے اسکی تصریح دریافت کی انہون نے کہا کہ مین ایک دن رسول مقبول کیخدمت مین حاضر ہوا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے جابر ممکن ہے کہ تم ایسے وقت تک زندہ رہو کہ میرے ایک فرزند کو دیکھو جسکا نام محمد بن علی بن الحسین ہوگا اور خدا اسکو نور و حکمت عطا کرے گا اگر تم اس سے ملو تو میرا سلام کہنا (تاریخ احمدی)

یہ امام محمد باقر علیہ السلام آل محمد ہین جن پر نماز مین درود و سلام بھیجنا فرض ہے اور یہی صالحین سے ہین کیونکہ یہی ذوات مصطفی و مجتبی ہین اور یہی وارث کتاب اللہ ہین قولہ تعالی ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا۔ پھر وارث کیا ہم (خدا) نے کتاب کا ان بندونکو جن کو مصطفی کیا ہے اسی وجہ سے ان حضرات کے نام کیساتھ علیہ السلام ہونا چاہیئے قرآن مین یہ حکم ہے قولہ تعالی قل الحمد سلام علی عبادہ الذین اصطفی. خدا فرماتا ہے ہم کو حمد کے ساتھہ اور بندگان مصطفی کو سلام کے ساتھہ مخاطبت کرو۔

تفسیر جز سیوم شوکانی موسومہ فتح القدیر سورہ والصافات مین قولہ تعالی سلام علی آل یسین کے تفسیر مین ہے قال الکلبی المراد بآل یاسین آل محمد۔

ایضاً تفسیر درمنثور سیوطی ج پنجم مطبوعہ مصر ۱۳۱۲ھ کے ص۲۸۵ کے حاشیہ پر سلام علی ال یاسین علیحدہ علیحدہ لکھا ہے اور آخر ص۲۸۶ سطر ۲۵ پر ہے واخرج ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس رض فی قولہ تعالی سلام علی ال یاسین قال نحن ال محمد ال یاسین ابن عباس سے اس آیت سلام علی ال یسین کے تفسیر مین مروی ہے کہ سلام ہو اوپر آل یاسین کے اس سے مراد ہم آل محمد ہین۔

ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی کے اول صفحہ مین ہے۔ اخرج ابو نعیم الحافظ وجماعۃ المفسرین عن مجاھد وابی صالح ھما عن ابن عباس قال ال یاسین ال محمد ویاسین من اسماء محمد صلی اللہ علیہ وسلم (حافظ ابونعیم اور ایک جماعت مفسرین قرآن نے) بحوالہ ابن عباسؓ لکھا ہے کہ آل یاسین سے مراد آل محمد ہے اور یاسین بھی حضرت کا ایک نام ہے امام محمد باقر علیہ السلام اور سب آبا و اجداد جناب علی علیہ السلام تک سب کے سب مصطفی ہین اس لئے موافق آیہ سلام علی عبادہ الذین اصطفی علیہ السلام کے ساتھہ خطاب کیا جانا ضروری چنانچہ صحیح بخاری باب فی المشیۃ والارادہ مین ہے عن ابن شہاب عن علی بن حسین ان حسین بن علی علیھما السلام (لکھا ہوا ہے)

اور خصائص نسائی حدیث ۱۱۲ مین ہے۔ عن ابن یحیی قال قال علی علیہ السلام کان لی من رسول اللہ صلعم مدخلان مدخل باللیل ومدخل بالنھار یعنی ابن یحیی سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا میرے لئے حضرت صلعم کے پاس آنیکے دو وقت تھے ایک وقت رات کے آنیکا اور ایک وقت دن کے آنے کا۔

ایضاً حدیث ۱۲۲ مین ہے عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال خطب ابو بکر وعمر فاطمۃ علیھا السلام فقال رسول اللہ صلعم انھا صغیرۃ فخطبھا علی علیہ السلام فزوجھا منہ یعنی عبد اللہ نے اپنے باپ بریدہ سے روایت کی ہے کہ پیغام بھیجا نسبت کا ابوبکر و عمر نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے ساتھہ حضرت نے فرمایا وہ چھوٹی ہے پھر حضرت علی علیہ السلام نے نکاح کا پیغام بھیجا پس نکاح کر دیا حضرت نے فاطمہ علیہا السلام کا علی علیہ السلام کیساتھ

سر الشہادتین شاہ عبد العزیز دہلوی مین ہے۔ ابو نعیم عن اصبغ بن نباتہ [illegible] اتینا مع علی علیہ السلام علی موضع قبر الحسین

مدینہ منورہ سے نکلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔
جسطرح حدیث مذکو یحیی بن سعید نے جعفر بن محمد اور اُن کے باپ امام محمد باقرؑ کے طریق اور حضرت جابر بن عبداللہ کے سند سے ۲۵ ذوقعدہ کو حضرت صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا روایت کی ہے ویسے ہی صحیح بخاری و صحیح مسلم میں یحیی بن سعید نے عمرۃ بنت عبد الرحمن کے واسطہ اور حضرت عائشہ کے سند سے اور یحیی بن سعید نے قاسم بن محمد کے طریق اور حضرت عائشہ کے سند سے اسی ۲۵ ذوقعدہ کو حضرت صلعم کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی روایت اخراج کی ہے جس نے ۲۶ ذوقعدہ کو غلط کر دیا اور شبلی صاحب کے نزدیک ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) تھا وہ صحیح نہ رہا کیونکہ اُن کا خود بیان ہے کہ حضرت صلعم نماز ظہر کے بعد مدینے سے باہر نکلے جس سے یہ بھی متحقق ہو گیا کہ ۲۵ ذوقعدہ سے پہلے یا بعد یوم جمعہ نہیں تھا اور الفاروق کی تحقیق کے مطابق جبکہ حضرت آخر صفر میں بیمار ہوئے جس میں ۲۸ صفر (چہارشنبہ) تھا جس کے مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ کو (شنبہ) ہو لیس ۹ ذیحجہ عرفہ ۱۲ ربیع الاول و تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ (شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) جو ۲۸ صفر کا تیرہواں روز اور ۱۸ ذیحجہ کا اکیسواں روز کامل تھا صحیح مطابق آگیا۔

قال

عرفہ میں حاجیوں کا قیام حضرت ابراہیم کی یادگار ہے

اور اونھین نے اس مقام کو اس غرض کے لئے متعین کیا ہے عرفات میں ایک مقام نمرہ ہے وہاں آپنے ایک کمل کے خیمہ میں قیام فرمایا۔ دوپہر ڈھل گئی تو ناقہ پر جسکا نام (قصوا) تھا سوار ہو کر میدان میں آئے اور ناقہ کے اوپر ہی سے خطبہ پڑھا۔
پھر صفحہ ۱۲۵ کے سلسلہ خطب میں ہے۔ یہ فرما کر آپنے مجمع کیطرف خطاب کیا انتم مسئولون عنی فما انتم قائلون

حاشیہ صفحہ گذشتہ
فقال ههنا مناخ رکابهم وموضع رحالهم ومهراق دماءهم فتية من آل محمد يقتلون بهذه العرصة تبكي عليهم السماء والارض۔ ابو نعیم نے اصبغ بن نباتہ سے کہا کہ ہم آئے تھے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ قبرگاہ حسین پر سو کہا جناب امیر نے کہ شہیدوں کے اونٹ بندھنے کا مقام ہے اور یہ کجاوہ رکھنے کی جگہ ہے اور یہ اون کے خون بہنے کا مقام ہے کتنے جوان محمد کے اہل بیت اس میدان میں مارے جاوینگے جن پر روئے گا آسمان و زمین
ایضاً ینابیع المودۃ صفحہ ۱۲۶ میں ہے۔ وفی المناقب عن الاصبغ بن نباتة عن علي عليه السلام قال نزل القرآن على اربعة ارباع ربع فينا وربع في عدونا وربع سنن وامثال وربع فرائض واحكام ولنا كرائم القرآن۔ مناقب میں اصبغ بن نباتہ نے جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ قرآن چار حصوں پر نازل ہوا ایک چہارم ہم آل محمد کے حق میں اور ایک چہارم ہمارے دشمنوں کی مذمت میں اور ایک چہارم سنن و امثال میں ایک چہارم فرائض و احکام میں اور ہمارے لئے کرائم قرآن ہے۔
الاکمال فی اسماء الرجال مشکوٰۃ میں ہے۔ جعفر الصادق هو جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب الصادق كنيته ابو عبد الله كان من سادات اهل البيت روى عن ابيه وغيره وعنه الائمة الاعلام نحو يحيى بن سعيد وابن جريج ومالك ابن انس والثوري وابن عيينة وابو حنيفة ولد سنة ثمانين ومات سنة ثمان واربعين ومائة سنہ ۱۴۸ھ

(صحیح مسلم وابو داؤد) تم سے خدا کے یہاں میری نسبت پوچھا جائیگا تم کیا جواب دوگے صحابہ نے عرض کیا ہم کہینگے آپنے خدا کا پیغام پہونچا دیا اور اپنا فرض کر دیا آپ نے آسمان کیطرف انگلی اُٹھائی اور تین بار فرمایا اے خدا گواہ رہنا (اللھم اشھد) عین اسوقت جب آپ یہ فرض نبوت ادا کر رہے تھے تب یہ آیت اُتری الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے مذہب اسلام کو انتخاب کر لیا۔"

اَقُولُ

شبلی صاحب نے عین خطبہ کے اندر یعنی دوران خطبہ میں آیۂ اکمال دین کا نازل ہونا بلا سبب کے ظاہر کر دیا اور وہ خدا کا پیغام یا پیغمبر کا فرض جسکی بابت رسول اللہ نے فرمایا کہ خدا کے یہاں میری نسبت پوچھا جائیگا وہ نہیں بتایا کہ کون سا ضروری پیغام اور پیغمبر کا فرض تھا کہ جسکے ظاہر فرمانیکے بعد آیہ موصوفہ نازل ہوگیا کیونکہ ابھی پورا خطبہ ختم نہ ہوا تھا اور جس خطبہ کو حضرت نے ناقہ (قصوا) پر فرمایا تھا اوسی پر آیہ موصوفہ کا نازل ہونا پایا جاتا ہے لیکن اس آیت کے نزول پر حضرت کا ناقہ سے اُترآنا اور آیہ موصوفہ کے نزول کو اعلان فرمانا ناقہ ہی کے اوپر سے خطبہ کے ساتھ حضرت کا فرمانا شبلی صاحب نے نہیں ظاہر کیا اور حضرت جابر جو حدیث حجۃ الوداع کے راوی ہیں جنہوں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے حج نبوی کے حالات میں منجملہ احادیث کے حدیث ثقلین کو بھی بتایا تھا اور جسکو ترمذی نے اپنے صحیح میں وارد کیا ہے اُسکو بھی اخفا کر گئے وہ حدیث یہ ہے جو صحیح ترمذی کے ج ثانی ابواب مناقب سے نقل کیجاتی ہے

حدثنا نصر بن عبد الرحمن الکوفی نا زید بن الحسن عن جعفر بن محمد عن ابیہ[ع] عن جابر[س] بن عبد اللہ قال رأیت رسول اللہ صلعم فی حجۃ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی وفی الباب عن ابی ذر[ل] وابی سعید وزید بن ارقم وحذیفۃ بن اسید ھذا حدیث

لیکن تاریخ یعقوبی[ع] میں ہے۔ وقد قیل انہ آخر ما نزل علیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وھی الروایۃ الصحیحۃ الثابتۃ الصریحۃ وکان نزولہا فی یوم النص علی امیر المومنین علی بن ابیطالب صلوات اللہ علیہ بغدیر خم" اور تحقیق کہا گیا ہے کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول اللہ پر جو آیت سب کے آخر میں نازل ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ ہے یہ آیت غدیر خم میں درباب امیر المومنین علی ابن ابیطالب نازل ہوئی۔ (جلد ۲ صفحہ ۴۳ مطبوعہ لیدن ۱۸۸۳ء)

عہ محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا جعفر المعروف بالباقر سمع اباہ وجابر بن عبد اللہ روی عنہ ابنہ جعفر الصادق وغیرہ ولد سنۃ ست وخمسین (سنہ ۵۶ھ) ومات بالمدینۃ سنۃ سبع عشرۃ ومائۃ قیل ثمانی عشرۃ مائۃ وھو ابن ثلث ستین وقیل غیر ذلک ودفن بالبقیع وسمی الباقر لانہ تبقر فی العلم ای توسع اکمال فی اسماء الرجال

سہ ۔ جابر بن عبد اللہ کنیتہ ابو عبد اللہ الانصاری السلمی من مشاھیر صحابۃ واحد المتکثرین من الروایۃ شھد بدرا وما بعدھا مع النبی صلعم ثمان عشر غزوۃ وقدم الشام ومصر وکف بصرہ فی آخر عمرہ روی عنہ خلق کثیر مات بالمدینۃ سنۃ اربع وسبعین ولہ اربع وتسعون سنۃ وھو آخر من مات بالمدینۃ من الصحابۃ ۔

لہ ابواب المناقب ترمذی میں ہے عن عبد اللہ بن عمرو قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق

غریب حسن من هذا الوجہ و زید بن الحسن وقد روی عنہ سعید بن سلیمان وغیر واحد من اھل العلم۔

(حاصل ترجمہ) حدیث کی ہم سے نصر بن عبد الرحمن کوفی نے کہا حدیث کی ہم سے زید بن حسن نے جعفر بن محمد سے انہون نے اپنے باپ امام محمد باقر سے روایت کی انہون نے جابرؓ بن عبد اللہ سے کہا انہون نے کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ کے دن حج مین اپنی اونٹنی (قصوا) پر خطبہ پڑھتے دیکھا سو مین نے آپ سے سنا کہ فرماتے تھے اے لوگو مین نے تم مین ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسکو پکڑو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ ایک تو کتاب اللہ دوسرے عترت یعنی اہلبیت اور اس باب مین ابوذر و ابو سعید اور زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید سے یہ حدیث غریب حسن ہے اس طریق سے اور زید بن حسن نے سعید بن سلیمان اور کئی ایک اہل علم سے روایت کی ہے۔

حضرت ابوذر کی روایت آگے آئیگی ابو سعید اور زید بن ارقم کی روایت جو حضرت جابر کی روایت مذکورہ کے بعد صحیح ترمذی مین تفصیل کے ساتھ ہے وہ یہ ہے۔

حدثنا علی بن المنذر الکوفی نا	حدیث کی ہم سے علی بن منذر کوفی نے محمد بن فضیل سے
محمد بن فضیل نا الاعمش عن عطیۃ	اوس نے اعمش سے اوس نے عطیہ سے اوس نے
عن ابی سعید والاعمش عن حبیب بن	ابو سعید سے اور نیز اعمش نے حبیب بن ابی ثابت سے
ابی ثابت عن زید بن ارقم قال قال	اوس نے زید بن ارقم سے کہا اوس نے فرمایا نبی صلی اللہ
رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم ما	علیہ وسلم نے مین تم مین ایسی چیز چھوڑتا ہون کہ اگر تم
ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما	اس کے ساتھ تمسک کرو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے
اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود	ایک دوسرے سے بڑا ہی کتاب اللہ تو ایک لمبی رسی ہے
من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی	جو آسمان سے زمین تک ہے اور عترت یعنی اہلبیت میرے
ولم یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا	اور یہ دونو ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہان تک کہ حوض
کیف تخلفونی فیھما ھذا حدیث حسن غریب	(کوثر) پر میرے پاس آئینگے پس دیکھو کہ میرے بعد ان دونون کیساتھ کیونکر متمسک ہوتے ہو یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تنبیہ۔ حدیث مذکورہ مین محمد بن فضیل رواۃ حدیث سے ہین جنکی مخرجہ حدیث کے فقرات معلوم ہو گئے آگے یہی حدیث (ثقلین) جسکو شبلی صاحب صحیح مسلم سے مناقب علی کی روایت لکھین گے اور یہ بھی لکھین گے کہ نسائی۔ مسند امام احمد ترمذی۔ طبرانی۔ طبری۔ حاکم وغیرہ مین کچھ اور فقرے بھی ہین اور صحیح مسلم کی حدیث مین ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن فضیل کے

من ابی ذر وفی الباب عن ابی الدرداء وابی ذر ھذا حدیث حسن۔ عبد اللہ بن عمرو کہتے ہین سنا مین نے رسول خدا سے کہ فرماتے تھے نہین سایہ ڈالا آسمان نے اور نہین اوٹھایا زمین نے کوئی آدمی سچا ابوذر سے اور اس باب مین روایت ہے ابو درداء اور ابوذر سے یہ حدیث حسن ہے۔

طریق سے روایت کی ہے انھیں فقرات مذکورہ کو حذف و اسقاط کر کے یعنی رسول اللہ صلعم کی حدیث کو اپنے نقطہ نظر کے مطابق اخراج کی ہے جسکو شبلی صاحب تم غدیر خم میں آگے لکھیں گے جسمیں سند نہ دیں گے اور فقرات کے ہونے کا ترمذی میں قبول کرینگے۔ اور حدیث ثقلین صحیح مسلم میں لفظ کتاب اللہ کے بعد اہلبیتی ہے جس سے شبلی صاحب نے لفظ دمناقب حضرت علی کی روایت کی ہے، لکھا ہے اور حدیث مذکورہ صحیح ترمذی میں عترتی اہلبیتی ہے اور لفظ عترۃ سے بھی علی علیہ السلام ہی مراد ہیں چنانچہ کنز العمال ج ۶ ص ۳۹۳ مطبوعہ حیدر آباد دکن میں ہے۔

(مسند الصدیق) عن معقل بن یسار المزنی	یعنی مسند صدیق میں معقل بن یسار مزنی سے
قال سمعت ابا بکر الصدیق یقول	روایت ہے کہ ابوبکر صدیق کہتے تھے کہ علی بن
علی بن ابی طالب عترۃ رسول اللہ صلی	ابی طالب عترت رسول اللہ صلعم ہیں۔
اللہ علیہ وسلم۔	

ترمذی نے جس حدیث کا حضرت ابوذر کی جانب اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے جسکو حضرت صلعم نے حجۃ الوداع میں فرمایا ہے ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی بلخی مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۲ھ ج اول ص ۲۸ میں ہے۔

والسمعانی ایضاً عن سلیم بن قیس الہلالی	اور سمعانی نے بھی سلیم بن قیس ہلالی سے روایت
قال بینا انا وحنش بن المعتمر بمکۃ	کیا ہے اور کہا ہے کہ میں حنش بن المعتمر کہ میں تھے
اذ قام ابوذر واخذ بحلقۃ باب الکعبۃ	اور حضرت ابوذر نے زنجیر در خانہ کعبہ کو پکڑ کر کہا کہ اے حاضرین
فقال من عرفنی فقد عرفنی ومن لم	جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے لیکن جو مجھے نہیں جانتا
یعرفنی فانا جندب بن جنادۃ ابوذر	وہ اب جان لے کہ میں جندب بن جنادہ ابوذر ہوں
فقال ایہا الناس انی سمعت نبیکم صلعم	اور کہ اے جماعت حاضرین میں رسول خدا صلعم کو
یقول مثل اہلبیتی فیکم کمثل سفینۃ	یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہلبیت تم لوگوں میں
نوح علیہ السلام من رکبہا نجا ومن ترکہا	مثل کشتی حضرت نوح کے ہیں اور کہ تم میں سے جو اس کشتی میں
ہلک ویقول مثل اہلبیتی مثل باب	سوار ہو گیا وہ بچ گیا اور جسنے ترک کیا وہ ہلاک ہوا اور یہ بھی
حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہ	فرماتے تھے کہ میرے اہلبیت مثل باب حطہ بنی اسرائیل ہیں،
ویقول انی تارک فیکم ما ان تمسکتم	تم میں سے جو اس حطہ میں داخل ہوا وہ بخشا گیا اور یہ بھی
بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی ولن	فرماتے تھے کہ تم لوگوں کے درمیان ایسی چیزیں چھوڑتا ہوں
یفترقا حتی یردا علی الحوض۔	کہ اگر تم انکی پیروی کرتے رہو تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہوگے
	وہ کتاب خدا یعنی قرآن، اور میری عترت (یعنی علی) اور یہ
	دونوں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں کبھی علیحدہ نہ ہوں گے
	تا آنکہ وہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں۔

ایضاً جواہر عقدین سمہودی مین ہے۔

وعن ابی اسحاق السبیعی عن حنش بن المعتمر الصنعانی عن ابی ذر رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلعم یقول مثل اهلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح فی قومہ من رکبھا نجا و من تخلف عنھا غرق مثل باب حطۃ لبنی اسرائیل۔

ابی اسحاق سبیعی نے حنش بن معتمر صنعانی کے طریق اور ابوذر کے سند روایت کی ہے کہ حضرت ابوذر نے کہا کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہلبیت کشتی نوح کے مثال ہین بیچ قوم یعنی اُمت کے جو اُسپر سوار ہوا نجات پاگیا جو مخالف ہوا وہ ہلاک ہوا اور اہلبیت میرے کی مثال باب حطہ یعنی دروازہ توبہ کے مانند ہین جو بنی اسرائیل مین تھا جو اسمین داخل ہوا وہ بخشا گیا۔

ایضاً جواہر عقدین سمہودی مین بسلسلہ حدیث ثقلین ابوسعید خدری کے سند سے احمد اور طبرانی اور ابویعلی نے یہ حدیث اخراج کی ہے۔

واخرج الحافظ ابو محمد عبد العزیز بن الاخضر فی معالم العترۃ النبویۃ و فیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ذلک فی حجۃ الوداع وزاد مثل یعنی کتاب اللہ کمثل سفینۃ نوح علیہ السلام من رکبھا نجا و مثلھم یعنی اهلبیتہ کمثل باب حطۃ من دخل غفرت الذنوب

حافظ ابو محمد عبد العزیز بن اخضر نے اپنے کتاب معالم العترۃ النبویہ مین رسول اللہ صلعم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے حجۃ الوداع مین فرمایا کہ کتاب خدا یعنی (قرآن مجید) مثل کشتی نوح کے ہے جو شخص اوسپر سوار ہو نجات پائے اور میرے اہلبیت کی مثال باب حطہ (دروازہ توبہ) کے ہے جو شخص اوسمین داخل ہوا اوسکے جمیع گناہ بخشے گئے۔

(منقول از عبقات جزء حصہ اول ص ۵۶۶ ۔ ۵۶۷)

جسکی تائید کی یہ حدیث تفسیر فتح العزیز سورۂ بقر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی مطبوعہ چھاپہ محمدیہ حاجی ولی محمد ۱۲۶۴ھ ص ۲۷۷ سے بتفسیر آیہ۔ ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ لکھی جاتی ہے۔ ابو بکر بن ابی شیبہ بروایت صحیح از علی کرم اللہ وجہہ آوردہ انما مثلنا ھذہ الامۃ کسفینۃ نوح وکباب حطۃ فی بنی اسرائیل۔

حاصل ترجمہ۔ یعنی ابو بکر بن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے ہماری مثال اس اُمت مین مثل سفینۂ نوحؑ اور مثل باب حطہ یعنی توبہ کا دروازہ بنی اسرائیل کے ہے۔

اور اسی حجۃ الوداع مین رسول اللہ صلعم نے یہ حدیث بھی ارشاد فرمائی ہے جسمین ترمذی اور نسائی نے لفظ (حجۃ الوداع) کو نہین لکھا تاکہ یہ حدیث ایک سال قبل ۹ھ کے واقعہ تبلیغ سورۂ براۃ کی سمجھی جائے جسکو امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند مین لفظ حجۃ الوداع سے روایت کی ہے۔

چنانچہ ریاض النضرہ محب الدین طبری ج ثانی مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ کے صہ ۱۷۴ مین یہ ہے اور مسند احمد بن حنبل مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ ج چہارم صہ ۱۶۴ اور صہ ۱۶۵ مین ہے جسکو آگے لکھا جائیگا۔

عن حبشی بن جنادہ کان قد	حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ مین حجۃ الوداع مین
شہد حجۃ الوداع قال قال رسول	موجود تھا کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ علی مجھسے
اللہ صلعم علی منی وانا منہ ولا یؤدی	اور مین علی سے ہون نہ ادا کرے میری طرف سے
عنی الا انا او علی اخرجہ الحافظ السلفی	کوئی مگر مین یا علی جسکو حافظ سلفی نے اخراج کی ہے۔

اتنی حدیثین حضرت صلعم نے خطبۂ عرفہ سے لیکر ۱۲ ذیحجہ تک فرمائین چنانچہ ۱۲ ذیحجہ کے خطبہ کے ثبوت مین یہ بیان شبلی صاحب دیتے ہین۔

قال

بقیہ ایام تشریق یعنی ۱۲ ذیحجہ تک آپ نے مستقل اقامت منیٰ مین فرمائی ہر روز زوال کے بعد رمی جمار کی غرض سے تشریف لیجاتے رہے پھر واپس آجاتے ابو داؤد (باب الخطبہ بمنیٰ) مین ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۲ ذیحجہ کو منیٰ مین بھی ایک خطبہ دیا تھا جسکے الفاظ مختصراً وہی ہین جو پہلے خطبون مین گذر چکے ہین۔ ۱۳ ذیحجہ (سہ شنبہ) کے دن زوال کے بعد آپ نے یہان سے نکلکر وادی محصب مین قیام کیا اور شب کو اسی مقام پر آرام فرمایا پچھلے پہر اٹھکر مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور خانۂ کعبہ کا آخری طواف کرکے صبح کی نماز ادا کی اُسکے بعد قافلہ اسی وقت اپنے مقام کو روانہ ہوگیا یعنی (۱۴ ذیحجہ صبح چہار شنبہ) اور آپ نے تمام مہاجرین و انصار کے ساتھ مدینہ کیطرف مراجعت فرمائی۔

اور صہ ۱۲۲ مین لکھتے ہین "بہر حال صحاح ستہ اور مسانید کے تمام روایات کو یکجا کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اس حج مین تین دفعہ خطبہ دیا ۹ ذیحجہ عرفہ کو ۱۰ ذیحجہ یوم النحر کو اور تیسرا خطبہ ایام التشریق ۱۱ یا ۱۲[1] مین"

اقول

صحاح ستہ صحیح ترمذی کی حدیث خطبہ عرفہ والی حضرت جابر اور ابوذر و ابوسعید و زید بن ارقم کے اسناد کی گذر چکی اور مسانید کی حدیث حبشی بن جنادہ والی مسند امام احمد بن حنبل سے صہ ۱۶۵ کی یہ ہے۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا ابو احمد	باسناد مذکورہ حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ
(الزبیری) ثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن	مین حجۃ الوداع مین حاضر تھا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ

[1] ۱۱ ذیحجہ کا خطبہ جمعہ کے دن کا تھا۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کثیر الوقوع کا دوسرا خانہ۔ جسکو حضرت نے مسجد خیف (یہ مسجد منا مین واقع ہے) مین فرمایا تھا۔ اسی خطبہ مین رسول اللہ نے بار دیگر حدیث ثقلین ارشاد کی ہے دیکھو نمبر (۱) صحیح مسلم

حبشی بن جنادۃ السلولی وکان قد شہد حجۃ الوداع قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منہ ولا یؤدی عنی الا انا او علی ۔	علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون کوئی نہین ادا کر سکتا مجھ سے مگر مین خود ہی یا علی علیہ السلام ۔

حدیث مذکورہ کو رسول مقبول نے اس حجۃ الوداع کے موقع پر کیون ارشاد فرمایا کیونکہ اس سے پہلے سورۂ براۃ کے تبلیغ پر اسکا اظہار اس وقت فرما چکے تھے جبکہ حضرت نے پہلے ابوبکر کو بھیجا پھر جبرئیل علیہ السلام کے نازل ہونے اور فرمانے سے کہ خدائے تعالی کا حکم ہے کہ تبلیغ تمہارا کام ہے یا اوس کا جو تم سے ہو اور حضرت ابوبکر ذوالحلیفہ تک یعنی چھ میل تک گئے تھے کہ واپس بلائے گئے جیساکہ ابواب تفسیر القرآن صحیح ترمذی میں ہے ۔

حدثنا بندار نا عفان بن مسلم وعبد الصمد قالا نا حماد بن سلمۃ عن سماک بن حرب عن انس بن مالک قال بعث النبی صلعم ببراءۃ مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعا علیاً فاعطاہ ایاہ ھذا حدیث حسن غریب من حدیث انس ۔	باسناد مذکورہ انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ براۃ کے ساتھ حضرت ابوبکر کو مکہ مین بھیجا پھر حضرت نے ابوبکر کو بلالیا اور فرمایا کہ کسی کو لائق نہین کہ اسکی تبلیغ کرے سوائے اس مرد کے جو میرے اہل سے ہو پس بلایا حضرت علی کو تو اُنکو وہ سورت دیدی یہ حدیث حسن ہے غریب ہے طریق انس سے ۔

اس ثبوت مین کہ ذوالحلیفہ تک جو تین کوس مدینے سے ہے حضرت ابوبکر گئے تھے کہ بلالئے گئے چنانچہ تاریخ کامل ج ۔ ثانی مطبوعہ مصر ۱۳۰۳ھ صفحہ ۱۱۱ مین ہے ۔

وفیھا حج ابوبکر بالناس ومعہ عشرون بدنۃ لرسول اللہ صلعم ولنفسہ خمس بدنات وکان فی ثلثمائۃ رجل فلما کان بذی الحلیفۃ ارسل رسول اللہ صلعم فی اثرہ علیاً وامرہ بقراءۃ سورۃ براءۃ علی المشرکین فعاد ابوبکر وقال یا رسول اللہ صلعم انزل فی شئ قال لا ولکن لا یبلغ عنی الا انا او رجل منی ۔	اسی سال مین ابوبکر نے لوگون کے ساتھ حج کیا۔ اور اُن کے ساتھ بیس اونٹ تھے رسول اللہ صلعم کے لئے اور خود پانچ اونٹ اپنے لئے اور وہ تین سو آدمیون کے ہمراہ گئے۔ جب مقام ذوالحلیفہ مین پہونچے تو رسول اللہ صلعم نے اُنکے پیچھے علی کو بھیجا اور اُنکو سورۂ براۃ کے پڑہنے کا مشرکین پر حکم دیا پس ابوبکر پلٹ آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ کیا میرے بارے مین کوئی چیز نازل ہوئی ۔ فرمایا نہین لیکن میری طرف سے نہین پہونچا سکتا ہے کوئی مگر مین یا کوئی ایسا شخص جو مجھ سے ہو ۔

حدیث مذکورہ سورہ براۃ کے تبلیغ کی ہے جسکے لئے اوّل حضرت ابوبکر اس کام کے لئے متعین ہوئے۔ لیکن خدا کے حکم سے رسول اللہ صلعم نے ابوبکر کو واپس بلالیا اور جناب علی علیہ السّلام کو اس تبلیغ پر مامور فرمایا اور یہ کہ جبرئیل علیہ السّلام نے نازل ہو کر کہا رسالت کی تبلیغ تمہارا کام ہے یا اُس مرد کا جو تم سے ہو چنانچہ حضرت نے جناب علی علیہ السلام کو بھیجا اسی حکم خدا کی تعمیل مین رسول اللہ نے حجۃ الوداع کے خطبہ مین اس حدیث سے اعلان فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون کوئی مجھ سے نہ ادا کریگا مگر مین خود ہی یا علی علیہ السلام یہ اسلئے فرمایا تاکہ لوگون کو خوب طرح سے معلوم ہو جائے کہ وہ حکم جو سورہ براۃ تے موقع پر آیا تھا وہ وقتی نہ تھا بلکہ دائمی تھا اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خطبۂ عرفہ مین حدیث ثقلین کتاب اللہ اور عترتی اہلبیتی یعنی علی علیہ السلام کی راہ پر چلنے کا اعلان عام فرمایا ہے اور یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ یہی اہلبیت سفینۂ نوح اور مثل باب حطۂ بنی اسرائیل ہین اور وہ عترت اہلبیت مع کتاب اللہ ایک حبل اللہ (خدا کی رسّی) ہین جو باہم ایک دوسرے سے (قیامت تک بلکہ) اسوقت تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہون جدا نہین ہو سکتے اور اسی لئے جناب علی علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین قرآن ناطق ہون۔

جیسا کہ کتاب منصب امامت مین محمد اسمٰعیل شہید نبیرۂ شاہ ولی اللہ محدث مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ مین لکھتے ہین اسکا ترجمہ اسی کتاب مطبوعہ کا ہے۔ مثل انچہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؑ منقول است۔

انا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی	مین بڑا سچا ہون میرے پیچھے نہین کہے گا
الا کذاب وانا القران الناطق	اسکو مگر جھوٹا اور میری باتین قرآن کے موافق ہین
ایضاً صفحہ ۷۴ قال النبی صلعم لعلی اللھم	فرمایا نبی صلعم نے حضرت علی کے حق مین اے
ادر الحق معہ حیث دار وقال النبی	اللہ تعالیٰ حق جاری کر اسکے ساتھ جس جگہ وہ جائے
القران مع علی و علی مع القران و	اور فرمایا نبی صلعم نے کہ قران تفسیر ساتھ
قال النبی صلعم انی تارک فیکم الثقلین	علی کے اور علی ساتھ قرآن کے اور فرمایا نبی صلعم نے
کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی	مین چھوڑے جاتا ہون تمہارے اندر دو بھاری
ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔	چیزین قرآن شریف اور اہلبیت اپنے اور جدا
	نہین ہونگے وہ یہان تک کہ حوض پر آوین۔

یہ آخری حدیث ثقلین جسکو صحیح ترمذی سے خطبۂ عرفہ مین ناقہ قصوا پر حضرت جابر اور ابوسعید اور زید بن ارقم کے بیان سے سُن چکے لیکن نعمانی صاحب قبل اس کے کہ حضرت صلعم اصولی احکام کا اعلان فرمائین۔

حدیث ثقلین کا ایک ٹکڑا بلا سند جسمین صرف لفظ (صحاح) ہے وارد کی ہے۔

وانی قد ترکت فیکم مالن تضلوا	مین تم مین ایک چیز چھوڑے جاتا ہون اگر تم نے

نعم ما ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ — اسکو مضبوط پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہوگے اور وہ چیز کیا ہے کتاب اللہ۔

حدیث مذکورہ میں کوئی سند نہیں ہے اور نہ لفظ صحاح سے کسی جلد کا پتہ چلتا ہے کہ صحاح ستہ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ نسائی سے کونسی صحاح مراد ہے۔

اب اس کے بعد شبلی صاحب رقمطراز ہین

قال

اسکے بعد چند اصولی احکام کا اعلان فرمایا۔ جس کے بعد عین اسوقت جب آپ یہ فرض نبوت ادا کر رہے تھے۔ یہ آیت اتری۔

الیوم اکملت لکم دینکم	آج مین نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا
واتممت علیکم نعمتی ورضیت	اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے
لکم الاسلام دینا۔	مذہب اسلام کو انتخاب کر دیا۔

اقول

یعنی خطبہ کے سلسلہ مین آیہ موصوفہ کا نزول ہو گیا جو اُسی ناقہ پر نازل ہوتا پایا جاتا ہے اسمین بھی سند نہین دیگئی معلوم نہین کہ انہون نے کہان سے لکھا ہے۔

قال

خطبہ سے فارغ ہو کر آپ نے حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی پھر ناقہ پر سوار ہو کر موقف تشریف لائے اور وہان کھڑے ہو کر دیر تک قبلہ رو دعا مین مصروف رہے جب آفتاب ڈوبنے لگا تو آپ نے وہان سے چلنے کی تیاری کی۔"

اقول

غرضکہ ظہر اور عصر کے نماز کے بعد سے مغرب کے قریب تک اب مطلع صاف ہے جسمین مفسرین ثعلبی واحدی۔ معالم التنزیل بغوی۔ لباب التاویل خازن۔ مدارک التنزیل۔ حسینی۔ سراج المنیر خطیب شربینی

وغیرہ آیہ موصوفہ کا نازل ہونا بعد عصر کے لکھتے ہین جس کے بعد اکیاسی یوم رسول اللہ کا زندہ رہنا دوسری یا ۱۲ ربیع الاول پر منحصر کرتے ہین جس سے دونون بیان ایک دوسرے کو باطل کرتے ہین چونکہ ہر دو بیانات مین اکمال دین اور اتمام نعمت پر رسول اللہ صلعم کا کوئی شکریہ نہین ہے جس سے آیہ اکمال دین کا عرفہ کے روز نازل ہونا کسیطرح صحیح نہین آتا کیونکہ یہ امر بالکل ناممکن تھا اور ہے کہ خداوند تعالی اپنے رسول پر اکمال دین اور اتمام نعمت فرمائے اور رسول اللہ خاموش رہین بس عرفہ کے روز آیہ موصوفہ کا نزول یقیناً نہین ہوا اور یہی تکبیر حمد وثنا کا نہ ہونا اس آیت کے عدم نزول کیلئے کافی دلیل ہے۔

حالانکہ مراجعت مین جبکہ سواد مدینہ پر نظر پڑی تو یہ الفاظ فرمائے "جسکے زیر حاشیہ صد ۱۳۲ مین ہے حجۃ الوداع کے واقعات تمام تر صحیح بخاری صحیح مسلم سنن ابو داؤد اور نسائی سے لئے گئے ہین۔

اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ	خدا بزرگ و برتر ہے اُس کے سوا کوئی خدا نہین
لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد	کوئی اسکا شریک نہین بس اسی کی سلطنت ہے
ھو علی کل شیٔ قدیر ائبون تائبون	اُسی کیلئے مدح وستائش ہے وہ ہر بات پر قادر ہے
عابدون ساجدون لربنا حامدون	لوٹے آرہے ہین توبہ کرتے ہوئے فرمانبردار زمین پر
صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ	پیشانی رکھکر اپنے پروردگار کی مدح وستائش مین
وھزم الاحزاب وحدہ۔	مصروف ہوکر خدا نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندے کی
	نصرت کی اور تمام قبائل کو تنہا شکست دی۔

عبارت مذکورہ جو شکریہ کے جگہ پر کتب اربعہ صحیح بخاری ومسلم وابو داؤد ونسائی سے لیگئی ہے لیکن اکمال دین جیسی جلیل آیت کے عین خطبہ مین نازل ہونیکا کوئی شکریہ نہین ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے تفسیر فتح الرحمن مین بہ تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے یہ عبارت لکھتے ہین۔

این آیت آخر آیات قرآن است بعد ازین ہیچ آیت نازل نہ شد۔ یعنی یہ آیت آخر آیات قرآن سے ہے جسکے بعد کوئی آیت نہین اُتری اور اُن کے بیٹے شاہ عبد القادر تفسیر موضع القرآن پر تفسیری حاشیہ دیتے ہین کہ یہ آیت آخر کو اُتری ہے کہ سب احکام اللہ کے نازل ہوچکے تھے اس کے بعد حضرت تین مہینے زندہ رہے ہین اوپر لکھا گیا ہے کہ تفاسیر مین کل اکیاسی دن حضرت زندہ رہے جسکی دوسری یا ۱۲ ربیع الاول ہے دونون کے مدت اور دن مین کچھ تغیر نہین کیا گیا۔ شاہ عبد القادر تین مہینے (۹۰ دن) زندہ رہنا بتاتے ہین اس گیارہ ربیع الاول کو ۹۰ دن ہوتے ہین جسکے مراجعت سے عرفہ ۹ ذیحجہ کو (سہ شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ کو (پنجشنبہ) ہوا۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف الف مرتبہ شبلی کا دوسرا خانہ۔

جس میں ۱۸ ذیحجہ سے ۲۹ صفر تک (۷۰ دن) اور گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی دن کامل ہوئے یہ صحیح حدیث کے سند کے مطابق ہے اسلئے آیہ موصوفہ کا نزول ۱۸ ذیحجہ غدیر خم میں حتماً وجزماً ویقیناً ثابت ہو گیا۔

اب ہم پھر اپنے سلسلہ بیان پر آگئے شبلی صاحب لکھتے ہیں "کہ رسول خدا صلعم ۱۴ ذیحجہ کی صبح نماز کے بعد تمام مہاجرین و انصار کے ساتھ مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی، جسکے بعد پانچویں دن ۱۸ ذیحجہ کو ظہر کے وقت غدیر خم میں داخل ہوئے جو کہ مکہ معظمہ سے تیسری منزل پر ہے۔ یہاں سے ذوالحلیفہ سات منزل پر ہے

قال

راہ میں ایک مقام خم پڑا جو جحفہ سے تین میل پر ہے یہاں ایک تالاب ہے عربی میں تالاب کو غدیر کہتے ہیں اور اس لئے اس مقام کا نام غدیر خم آتا ہے"

اقول

اس عبارت سے جحفہ کا اول راستہ پر واقع ہونا پایا جاتا ہے جو ایک قریہ یعنی ایک آبادی ہے جو میقات اہل شام ہے یہ قافلہ کے ٹھہرنے کی جگہ ہے جس کے علاقہ میں غدیر خم کا میدان ہے جو راستہ سے علیحدہ ۱½ کوس پر واقع ہے یہ مقام ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے جہاں اوسر اور شدید گرم جگہ ہے چنانچہ علامہ حازمی نے لکھا ہے۔ ھو واد بین مکۃ والمدینۃ عند الجحفۃ غدیر وھذا الوادی موصوف بکثرۃ الوخامۃ و شدۃ الحر یعنی وہ غدیر ایک میدان بیابان جنگل ہے درمیان مکہ اور مدینہ اور جحفہ کے قریب اور وہ جنگل موصوف ہے ایک قسم گھاس سے اور شدت گرمی سے۔ پس رسول خدا صلعم جب جحفہ کے قریب پہنچے تو وہاں سے تین میل جاکر غدیر خم کے میدان میں تمام صحابہ کو روک دیا جو آگے بڑھ گئے تھے ان کو واپس بلایا اور جو پیچھے آرہے تھے ان کا انتظار ہوا کیونکہ یہ مجمع ایک لاکھ بیس ہزار حجاج[۱] کا تھا جس کے لئے وسیع میدان کی ضرورت تھی تاکہ یہ مجمع سما سکے۔

قال

"آپ نے یہاں تمام صحابہ کو جمع کر کے ایک مختصر[۲] سا خطبہ دیا"

---

[۱] اتفق علماء السیران قصۃ الغدیر کانت بعد رجوع النبی صلعم من حجۃ الوداع فی الثامن عشر من ذی الحجۃ جمع الصحابۃ و کانوا مائۃ وعشرین الفاً۔ الخ (تذکرہ خواص الائمہ سبط ابن جوزی قلمی نوشتہ [illegible]ھ کتبخانہ پٹنہ)

[۲] تاریخ حافظ ابن کثیر قلمی جسکا سنہ کتابت ۷۹۲ھ کتب خانہ بانکی پور پٹنہ ورق ۲۲۴ پر ہے " لما تفرغ علیہ السلام من بیان المناسک ورجع الی المدینۃ من ذلک فی اثناء الطریق فخطب خطبۃ عظیمۃ فی الیوم الثامن عشر من شھر ذی الحجۃ "

[۳] صفحہ ۲۳ کتاب چہار باب مولانا شاہ اہل اللہ مطبوعہ محمد مصطفیٰ خان ۱۲۵۸ھ میں ہے۔ ذوالحلیفہ دہ منزل از مکہ میقات مدنیان است ۱۲

اقول

یہ مختصر خطبہ نہین تھا بلکہ ایک بڑا عظیم الشان خطبہ تھا دیکھو حاشیہ صفحہ جسمین مقام اور تاریخ اور تعداد صفحات ہے جس کے اظہار سے آپنے گریز کیا ہے صرف ۱۸ ذیحجہ تک تاریخ بقید دن کے بتایا ہے اب آنحضرت صلعم کے داخلہ مدینہ منورہ تک تاریخ اور دن دونون ندارد ہین۔

وہ مختصر خطبہ صحیح مسلم کے حوالہ کا جو زید بن ارقم کے سند سے ہے جسکا ابتدائی حصہ چھوڑ کر مولف مخاطب نے لکھا ہے وہ یہ ہے جسکی ابتدائی عبارت لکھنے کے بعد سیرت شبلی سے نقل کیجائیگی جسمین اصل حدیث صحیح مسلم کے بعضے الفاظ ساقط کر کے لکھا ہے نیز اول بیان مین لفظ ثقلین) ہے۔ دوسرے بیان زید بن ارقم مین ثقلین ہے جسکے بعد عبارت (احدھما کتاب اللہ ھو حبل اللہ من اتبعہ کان علی الھدیٰ ومن ترکہ کان علی الضلالۃ۔ ہے اور اول حدیث مین بعد لفظ ثقلین کے (اولھما کتاب اللہ وفیہ الھدیٰ والنور فخذ وابکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی الخ) اور دونون حدیث کے درمیان مین (قال مسلم) حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ ثنا محمد بن فضیل ح بھی ہے یعنی مسلم بن الحجاج صاحب صحیح نے کہا حدیث کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن فضیل نے اسی حدیث محمد بن فضیل کو ترمذی نے علی بن المنذر کوفی کے واسطہ اور ابوسعید اور زید بن ارقم کے اسناد سے خطبہ عرفہ حجۃ الوداع کے حدیث مین وارد کیا ہے جسکو ہم نقل کر آئے ہین۔

مولف مخاطب نے لاپرواہی کیساتھ حدیث پیغمبر کو غلط نقل کیا ہے۔

قال زید بن ارقم قام رسول اللہ صلعم یوماً فینا خطیباً بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ووعظ وذکر ثم قال۔	کہا زید بن ارقم نے کہ قیام فرمایا رسول خدا صلعم نے ایک روز ہم مین در آنحالیکہ خطبہ پڑھا حضرت نے بمقام غدیر خم درمیان مکہ و مدینہ پس بعد حمد وثنائے خدا اور وعظ وپند کے فرمایا۔
اما بعد الا ایھا الناس فانما انا بشر یوشك ان یاتی رسول ربی فاجیب وانا تارك فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی ؀	حمد وثنا کے بعد اے لوگون مین بھی بشر ہون ممکن ہے کہ خدا کا فرشتہ جلد آجائے اور مجھے قبول کرنا پڑے یعنی (موت) مین تمہارے درمیان دو بھاری چیزین چھوڑتا ہون ایک خدا کی کتاب جس کے اندر ہدایت اور روشنی ہے خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسری چیز میرے اہلبیت ہین مین اپنے اہلبیت کے بارہ مین تمہین خدا کو یاد دلاتا ہون

آخری جملہ کو آپ نے تین بار مکرر فرمایا یہ صحیح مسلم (مناقب حضرت علی) کی روایت ہے۔ نسائی ، مسند امام احمد ، ترمذی ، طبرانی ، طبری ، حاکم وغیرہ میں کچھ اور فقرے بھی ہیں جنمیں حضرت علی رض کی منقبت ظاہر کی گئی ہے"

محمد بن فضیل نے اعمش کے واسطہ ابو سعید خدری اور زید بن ارقم کے سند سے جو حدیث وارد کی ہے وہ خطبہ حجۃ الوداع عرفہ میں نقل ہو چکی جسمیں وہ فقرے جو مسلم کے مخرجہ حدیث مذکورہ سے نکلگئے تاہم لفظ (الثقلین) جسمیں ایک قرآن دوسرے اہلبیت نبی جو عرفہ والی حدیث میں کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی ہیں جن ہر دو لفظوں سے ایک حضرت علی علیہ السلام مراد ہیں جنکے منقبت کی حدیث تسلیم کیگئی ہے جبکہ نو دن پہلے ۹ ذی الحجہ کو خطبہ عرفہ میں حدیث مذکورہ مع اون فقرات کے جنکو مسلم نے نہیں لکھا تو پھر اُسی حدیث (ثقلین) کو عین شدت گرما جنگل بیابان میں مکرر ارشاد فرمانے کی کونسی ضرورت شدید پیش آئی کیونکہ وہی سامعین صحابہ عرفہ کے روز والے مہاجرین و انصار وغیرہ تھے

البتہ شہر مکہ معظمہ اور اسکے اطراف کے اپنے اپنے وطن کیطرف گئے ہوں گے اور مکہ معظمہ سے شمال کی جانب مدینہ منورہ جاتے ہوئے اکتالیس کوس پر جحفہ کا مقام جو درمیان مکہ و مدینہ کے واقع ہے کہ حضرت صلعم آگے گئے ہوئن کو واپس بلوایا اور عقب آنیوالے قافلہ کا انتظار فرمایا اور جحفہ سے تین میل آگے جا کر میدان میں صفائی کرا کے منبر تیار کیا گیا۔

جسکی وجہ ہم علامہ عینی حنفی کے شرح صحیح بخاری ۔ ج ۔ ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ ص ۵۸۳ باب تفسیر سورہ مائدہ سے لکھتے ہیں۔

وذکر ابوعبیدۃ عن محمد بن کعب القرظی قال نزلت سورۃ المائدۃ علی سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ وھو علی ناقۃ فانذقت کتفھا فنزل عنھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	یعنی ابو عبیدہ نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ رسول اللہ پر حجۃ الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ نازل ہوا جبکہ حضرت اپنے ناقہ پر سوار تھے پس جلدی کی اوس ناقہ نے اپنے گھٹنے ٹیکنے میں پس رسول اللہ صلعم اتر پڑے
وقال السخاوی ذھب جماعۃ الی ان المائدۃ لیس فیھا منسوخ لانھا متاخر النزول	اور علامہ شیخ علم الدین سخاوی نے کہا ہے کہ ایک جماعت اسطرف گئی ہے کہ سورہ مائدہ میں کچھ منسوخ نہیں ہے اسلیے کہ آخر نزول سے ہے۔

یعنی سورہ مائدہ آخر عمر میں رسول اللہ صلعم کے حجۃ الوداع میں درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا چنانچہ اسی سورہ مائدہ کی آخری آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک جو اواخر نزول سے ہے جسکے بارے میں عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۸ ص ۵۸۴ میں ہے

---

[1] کشف الظنون میں ہے۔ شیخ علم الدین ابی الحسن علی بن محمد بن عبد الصمد السخاوی سنۃ ثلاث واربعین وستمائۃ ۔۔

ذکر الواحدی من حدیث الحسن بن محمد قال حدثنا علی بن عباس عن الاعمش و ابی الجحاف عن عطیہ عن ابی سعید قال نزلت هذه الآیۃ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك الآیۃ یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب۔

امام واحدی نے حسن بن محمد کی حدیث سے بروایت ابوسعید (خدری) ذکر کیا ہے کہ آیہ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك بروز خم غدیر حضرت علی علیہ السلام کے شان مین نازل ہوا۔

پس رسول اللہ صلعم کا درمیان مکہ و مدینہ متصل موضع جحفہ کے ناقہ سے اُترنا اسی فرمان باری عز اسمہ سے ہوا اور رسول اللہ تین میل مقام غدیر خم پر تشریف لائے اور تمام صحابہ کو وہان ٹھہرا کر منبر پالان شتر سے تیار کرایا اور سب سے پہلے جو عمل کیا گیا وہ جناب علی علیہ السلام کے سر مبارک پر عمامہ بندی ہے جسکو رسولخدا صلعم نے خود اپنے دست مبارک سے جناب علی علیہ السلام کے سر پر باندہا۔

جیساکہ ریاض النضرہ حافظ محب الدین طبری المکی۔ ج۔ ثانی مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ کے صفحہ ۲۱۷ مین ہے

عن عبد الاعلی بن عدی النهروانی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیا یوم غدیر خم فعممہ وارخی عذبۃ العمامۃ من خلفہ۔

عبد الاعلی سے مروی ہے کہ حضرت علی کے سر پر رسول اللہ صلعم نے بروز خم غدیر عمامہ باندھا اور اُسکا شملہ پیچھے کے جانب لٹکا دیا۔

اور کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ۔ ج۔ ثانی۔ حافظ ابن حجر قسطلانی مین ہے۔

اخرج البغوی عن علی قال عممنی رسول اللہ صلعم یوم غدیر خم بعمامۃ سوداء طرفیها علی منکبی الحدیث

امام بغوی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم نے بروز خم غدیر میرے سر پر ایک سیاہ عمامہ باندھا اور اُسکے دونون کنارون کو دوش پر ڈال دیا۔

پس سورہ مائدہ کا نزول مابین مکہ و مدینہ اور اُسکی آیت یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك کا نزول یوم خم غدیر یعنی درمیان مکہ و مدینہ ۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) کے روز (دیکھو نقشہ جنتری حرف الف مرتبہ علامہ شبلی کا دوسرا خاتمہ تحقیق ہوگیا)

ع۵۔ حدیث مذکورہ اسباب النزول واحدی مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ کے صفحہ ۱۵۰ مین باسناد مذکورہ ابوسعید خدری سے ہے جنکی توثیق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۵ مین کی ہے وہ یہ ہے۔ "وہم چنین قرأ سبع در قرأت و شیخ ابوالحسن اشعری در علم کلام و ثعلبی و واحدی و امثال ایشان در تفسیر محمد بن اسحاق در سیرت"

جب کہ ۱۸ ذی الحجہ کو آیہ موصوفہ کا نزول واحدی کے اسباب النزول سے ثابت ہوگیا تو شاہ ولی اللہ کے شرط کے مطابق آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے بعد کوئی آیت نہین اُتری پس اسی یوم غدیر خم مین اس آیہ اکمال دین کا نزول بعد آیہ بلغ کے ثابت ہوگیا۔ جہان سے ۱۲ ربیع الاول تک بیاسی روز شاہ ولی اللہ کے سر در المحزون کے مطابق ہوگئے۔

اب زید بن ارقم کی مخرجہ حدیث ثقلین خصائص نسائی سے ملاحظہ ہو جسمین وہ حدیث بھی ہے جسکو آنحضرت صلعم نے خطبہ عرفہ حجۃ الوداع مین فرمایا تھا اور ترمذی نے اپنے صحیح مین وارد کیا ہے اور جس کے عمدہ فقرات کو جامع صحیح مسلم نے نہین اخراج کیا وہ یہ ہے۔

اخرج النسائی عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع النبی صلعم من حجۃ الوداع ونزل خم غدیر امر بدوحات فقمن ثم قال کانی دعیت فاجبت انی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ مولای وانا ولی کل مومن ثم انہ اخذ بید علی فقال من کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقلت لزید سمعتہ من رسول اللہ قال ما کان فی الدوحات احد الا راہ بعینیہ وسمعہ باذنیہ۔

امام نسائی نے کتاب خصائص مین بروایت ابو الطفیل زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولخدا نے حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور مقام خم غدیر مین نزول اجلال فرمایا تو حکم دیا کہ منبر تیار کیا جائے چنانچہ منبر تیار کیا گیا اور آنحضرت نے اسپر رونق افروز ہو کر فرمایا کہ مین جناب باری مین بلایا گیا ہون اور مین نے حکم الٰہی کو قبول کیا ہے اب مین تم مین دو عظیم چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب اللہ دوسرے اپنے اہلبیت اور یہ دونون ایک دوسرے سے جُدا نہ ہون گے یہان تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون پس دیکھو اور غور کرو کہ میرے بعد قرآن اور اہلبیت سے کیونکر برتاو کرتے ہو پھر آن حضرت نے ارشاد فرمایا۔ سنو میرا مولا اللہ تعالے ہے اور مین کل مومنین کا ولی ہون بعد ازان حضرت علی کا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ دیکھو جسکا مین ولی ہون علی بھی اوسکا ولی ہے خداوندا دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے

ابو الطفیل کہتے ہین کہ مین نے یہ حدیث سُنکر زید بن ارقم سے پوچھا کہ کیا تم نے اسکو جناب رسول خدا سے سنا ہے زید بن ارقم نے کہا کہ ایک مین کیا جو لوگ منبر کے گرد جمع تھے اُن سب نے یہ آنحضرت کو ارشاد کرتے ہوئے دیکھا اور اپنے کانون سے سُنا۔

ایضاً عن عائشۃ بنت سعد قالت سمعت ابی یقول سمعت رسول اللہ صلعم یوم الجحفۃ واخذ بید علی فخطب فحمد اللہ

عائشہ بنت سعد اپنے باپ سعد بن وقاص سے روایت کرتے ہین کہ کہا سعد نے سنا مین حضرت صلعم نے جحفہ کے دن کہ رسول اللہ نے حضرت علی کا ہاتھ

عہ حافظ نسائی مسلم بن الحجاج سے حافظ تر ہین۔ زرقانی شرح مواہب مین ہے۔ النسائی ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی الخراسانی ثم المصری الحافظ احد الائمۃ المبرزین والاعلام الطوافین والحفاظ المتقنین حتی قال الذہبی ھو احفظ من مسلم مات سنۃ ثلث وثلثمائۃ۔

واثنی علیہ ثم قال یا ایھا الناس	پکڑا اور خدا کی تعریف اور ثنا کی پھر فرمایا کہ اے لوگو
انی ولیکم قالوا صدقت یا رسول	میں تمہارا ولی ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت
اللہ ثم اخذ بید علی فرفعھا فقال	آپنے سچ کہا اور پھر رسول خدا صلعم نے جناب علیؑ کا
ھذا ولیی والمؤدی عنی وان اللہ	پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا کہ یہ میرا ولی ہے اور میری
موالی من والاہ ومعاد من عاداہ	طرف سے احکام پہونچانیوالا ہے جو علی کو دوست رکھے
	اسکو اللہ دوست رکھتا ہے اور جو اسکو دشمن رکھے
	خدا اسکو دشمن رکھتا ہے۔

اور اسی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج۔ ۸ صفحہ ۵۸۴ میں تفسیر ثعلبی کے حوالہ سے منقول ہے

قال ابو جعفر محمد بن علی بن حسین	حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے
معناہ بلغ ما انزل الیک من ربک	کہ آیت کا مقصود (شان نزول) یہ ہے کہ اے رسول
فی فضل علی بن ابیطالب فلما نزلت	پہونچا دو اس امر کو جو تمہارے ربنے علی بن ابیطالب کے
ھذہ الایۃ اخذ بید علی وقال من کنت	فضل میں نازل فرمایا پس جب یہ آیت نازل ہوئی
مولاہ فعلی مولاہ۔	تو آنحضرت نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے فرمایا
	کہ جسکا میں مولا ہوں اسکے مولا علی علیہ السلام ہیں

اور آنحضرت صلعم نے سورہ مائدہ اور اسکی آخری آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے نازل ہونے پر منزل جحفہ سے تین میل میدان خم غدیر میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا جسکو کتاب روضہ ندیہ مولفہ علامہ سید محمد بن اسمعیل امیر یمنی صنعانی مطبوعہ انصاری دہلی کے صفحہ ۶۸-۶۹ سے لکھا جاتا ہے

واخرج الخطبۃ بطولھا الفقیہ العلامۃ	روایت کیا ہے خطبہ غدیر خم کو پورا فقیہ علامہ حمید شہید
حمید الشھید رحمہ اللہ فی المحاسن	رحمہ اللہ نے کتاب محاسن میں امام منصور کے
فی شرح قول الامام المنصور باللہ۔	اس شعر کی شرح میں۔
ایھا ناض بھا احمل۔ لعلی المکی والیثربی	ایھا ناض بھا احمل۔ لعلی المکی والیثربی۔ اپنی سند سے
بسندہ الی زید بن ارقم قال اقبل النبی	زید بن ارقم تک کہا زید بن ارقم نے مراجعت فرمائی
صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع حتی نزل	آنحضرت نے حجۃ الوداع سے اور راہ میں مکہ و مدینہ کے
بغدیر الجحفۃ بین مکۃ والمدینۃ فامر بالدوحات	مقام غدیر خم میں نزول فرمایا پس حکم دیا اور درختوں کے
فقم ما تحتھن من شوک ثم نادی الصلوۃ	نیچے جگہ صاف کیگئی پھر ندا دیگئی۔
جامعۃ فخرجنا الی رسول اللہ صلعم فی یوم	کہ الصلوۃ جامعۃ یعنی سب نماز جماعت کو حاضر ہوں پس
شدید الحر ان منا لمن یضع بعض ردائہ	ہم سب آنحضرت کی طرف چلے بڑی شدت کی گرمی تھی

علی راسه وبعضه علی قدمیه من
شدة الرمضاء حتی اتینا الی رسول الله
صلعم فصلی بنا الظهر ثم انصرف الینا
فقال الحمد لله نحمده ونستعینه ونؤمن
به ونتوکل علیه ونعوذ بالله من شرور
انفسنا ومن سیئات اعمالنا الذی لا هادی
لمن اضل ولا مضل لمن هدی واشهد
ان لا اله الا الله وان محمدا عبده و
رسوله اما بعد ایها الناس فانه لم یکن لنبی
من العمر الا النصف من عمر الذی قبله
وان عیسی بن مریم لبث فی قومه اربعین
سنة وانی اشرعت فی العشرین الاولی
یوشك ان افارقکم الا وانی مسئول و
انتم مسئولون فهل بلغتکم فماذا انتم
قائلون فقام من کل ناحیة من القوم
مجیب یقولون نشهد انك عبد الله ورسوله
قد بلغت رسالته وجاهدت فی سبیله
وصدعت بامره وعبدته حتی اتاك
الیقین جزاك الله عنا خیر ما جزی نبیا عن
امته فقال الستم تشهدون ان لا اله
الا الله وان محمدا عبده ورسوله
وان الجنة حق وان النار حق وتؤمنون
بالکتاب کله قالوا بلی قال فانی
اشهد ان قد صدقتکم وصدقتمونی
الا وانی فرطکم وانتم تبعی توشکون
ان تردوا علی الحوض فاسئلکم حین
تلقونی عن الثقلین کیف خلفتمونی

ہم میں بعض لوگوں کی یہ حالت تھی کہ چادر کا
ایک سرا سر پر اور دوسرا زمین کے تپنے کی
وجہ سے اپنے قدموں کے نیچے رکھتے تھے اسطرح
اکر سب جمع ہوئے پس آنحضرت نے نماز ظہر پڑھائی
پھر ہم لوگوں کیطرف متوجہ ہو کر بعد حمد و ثنا جو متن میں
مذکور ہے فرمایا۔۔۔۔۔
ایہا الناس ہر نبی کی عمر اس نبی کی عمر سے
نصف ہوتی ہے جو اس سے پہلے گذرا ہے اور
تحقیق کہ عیسی اپنی قوم میں چالیس برس رہے
اور میرے زمانۂ نبوت کا اب بیسواں سال شروع ہوا وہ
زمانہ قریب ہے کہ میں تم سے جدا ہو جاؤنگا آگاہ
ہو جاؤ کہ مجھ سے بھی سوال کیا جائیگا اور تم سے بھی
بازپرس ہو گی آیا میں نے احکام الٰہی تمہیں پہونچا دیے
پس تم کیا کہنے والے ہو چاروں طرف سے لوگوں نے
بالاتفاق جواب دیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے
برگزیدہ بندے اور اسکے رسول ہیں اور آپ نے
رسالت خدا کو پہونچایا اور مجاہدہ فرمایا راہ خدا میں
اور آشکارہ کیا اسکے امر کو اور اس معبود حقیقی کی
عبادت کی یہانتک کہ زمانہ وفات قریب آیا۔ انشاء اللہ
آپکو اس ہدایت کے عوض ان سب انبیا سے بہتر جزا عطا
فرمائے جنھیں بعوض ہدایت انکی امت سے ملی ہے
پس آنحضرت نے فرمایا آیا تم نہیں گواہی دیتے ہو کہ
نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمد اسکا بندہ
اور رسول ہے اور بہشت و دوزخ حق ہیں اور ایمان لائے
ہو تم پوری کتاب خدا پر سب نے کہا بیشک ہم ان سب کے
مقر ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ
البتہ میں نے تم کو سچا جانا اور تم نے میری تصدیق کی

فیھا قال فاعمل علیا ماندری ما الثقلان حتی قام رجل من المھاجرین فقال بابی انت وامی یا رسول اللہ ما الثقلان قال الاکبر منھما کتاب اللہ سبب طرف بید اللہ وطرف بایدیکم فتمسکوا بہ ولا تولوا ولا تضلوا والاصغر منھما عترتی من استقبل قبلتی واجاب دعوتی فلا تقتلوھم ولا تقھروھم ولا تقصروا عنھم فانی قد سالت لھم اللطیف الخبیر فاعطانی وناصرھما لی ناصر وخاذلھما لی خاذل ووليهما لی ولی وعدوھما لی عدو الا فانھا لن تھلک امة قبلکم حتی تدین باھوائھا وتظاھر علی نبوتھا وتقتل من قام بالقسط ثم اخذ بید علی بن ابیطالب۔

آگاہ ہو کہ مین تمہارا بشیر دہون اور تم میرے پیچھے ہو قریب ہے کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو گے پس جب تم مجھ سے ملاقی ہو گے تو مین تم سے ثقلین کی بابت سوال کرونگا کہ تم نے میرے بعد اون دونون کیساتھ کیا عمل کیا (راوی) کہتا ہے کہ ہم نہ سمجھے کہ ثقلین سے آنحضرت کی کیا مراد ہے حتی کہ مہاجرین مین سے ایک شخص اُوٹھا اور اُس نے کہا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون یا رسول اللہ ثقلین سے آپکی کیا مراد ہے آنحضرت نے فرمایا ثقل اکبر ان دونون مین کتاب خدا ہے وہ ایک رسی ہے جسکا ایک سرا خدا کے ہاتھ مین اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ مین ہے پس اس کے ساتھ متمسک ہو اور نہ پھرو اور نہ ضلالت اختیار کرو اور ثقل اصغر میری عترت ہے جس نے عبادت خدا کیلئے میرے قبلہ کیطرف منہ کیا اور میری دعوت قبول کی اُسے چاہیئے کہ نہ قتل کرے اور نہ ذلیل کرے اُنکو اور نہ تقصیر کرے ان کے حقوق مین کیونکہ مین نے اُن کے حق مین حضرت لطیف وخبیر سے مسئلت کی اور رب العزت نے اس میری مسئلت کو قبول فرمایا جو کتاب خدا اور میری عترت کی مدد کرنیوالا ہے وہ میرا ناصر ہے اور جو اونھین چھوڑنیوالا ہے وہ مجھ چھوڑنیوالا ہے اور انکا دوست میرا دوست ہے اور اُنکا دشمن میرا دشمن ہے بات یہ ہے کہ تمہارے پہلے اسوقت تک کوئی قوم ہرگز ہلاک نہین ہوئی جبتک اوس نے برخلاف احکام شرع اپنی ہوائے نفس کا اتباع اور اپنے سچے رہنماؤن اور پیشواؤن کو قتل نہین کیا[۲]

فرفعھا وقال من کنت مولاہ فھذا مولاہ من کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ قالھا ثلثا۔

※ کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا اور فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون اُسکا یہ مولا ہے جسکا مین ولی ہون اُسکا یہ ولی ہے، پھر تین مرتبہ جناب علی علیہ السلام کے حق مین یہ دعا فرمائی کہ خدایا دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔

اور کتاب جواہر العقدین مولفۂ علامہ سمہودی مین ہے

عن عامر بن ليلى وحذيفة بن اسيد
رضى الله عنهما قال لما صدر رسول
الله صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع
ولم يحج غيرها اقبل حتى اذا كان
بالجحفة نهى اصحابه عن شجرات بالبطحاء
متقاربات لا تنزلوا تحتهن حتى اذا نزل
القوم واخذوا منازلهم سواهن ارسل
اليهن فقم ما تحتهن وشذب عن
رؤس القوم حتى اذا نودى للصلوة غدا
اليهن فصلى تحتهن ثم انصرف الى الناس
وذلك يوم غدير خم وخم من الجحفة
وله بها مسجد معروف فقال ايها الناس
انه قد نبأنى اللطيف الخبير انه لم يعمر
نبى الا نصف عمر الذى يليه من قبله
وانى لاظن ان ادعى فاجيب وانى مسئول
وانتم مسئولون هل بلغت فما انتم
قائلون قالوا نقول قد بلغت وجهدت
ونصحت فجزاك الله خيرا قال لستم
تشهدون ان لا اله الا الله وان محمدا
عبده ورسوله وان جنته حق وان
ناره حق والبعث بعد الموت حق قالوا
بلى نشهد قال اللهم اشهد ثم قال
ايها الناس الا تسمعون الا فان الله
مولاى وانا اولى بكم من انفسكم الا
ومن كنت مولاه فهذا مولاه

کہ عامر بن لیلی اور حذیفہ بن اسید سے مروی ہے
کہ جب آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع سے مراجعت
فرمائی اور مقام جحفہ مین پہونچے تو اُن میدانین
جہان چند شجار ثمرہ تھے آنحضرت نے صحابہ سے
کہا کہ اُن کے نیچے نہ اُترو چنانچہ صحابہ نے اُن سے
علیحدہ قیام کیا بعد ازان آنحضرت نے حکم فرمایا
اور اُن اشجار کے نیچے صاف کیا گیا اور جو شاخین
ایسی جھکی ہوئی تھین جو سرون پر لگین وہ چھانٹ
ڈالی گئین یہانتک کہ اذان نماز دیگئی اور لوگ
اُن اشجار کے نیچے جمع ہوئے پس آنحضرت نے
نماز پڑھی پھر لوگونکی طرف متوجہ ہوئے اور یہ روز
غدیر خم تھا اور خم متعلقات جحفہ سے ہے اور اُس
ذکی یادگار مین وہان ایک مسجد بنائی گئی ہے جو
مشہور و معروف ہے اور فرمایا کہ بتحقیق حضرت
لطیف خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر نبی نے
اوس نبی سے جو اوس سے پہلے گذرا نصف عمر
پائی ہے پس مین گمان کرتا ہون کہ میرا زمانہ
رحلت قریب ہے اور مجھ سے سوال کیا جائیگا اور
تم سے بھی کہ آیا مین نے احکام الٰہی کو پہونچایا پس
تم کیا کہنے والے ہو سب نے کہا کہ ہم اسکے قائل ہین
کہ آپنے کما حقہ ابلاغ رسالت کیا اور سعی بلیغ کی
پس آپکو خدا جزائے خیر عطا فرمائے آنحضرت نے فرمایا
آیا تم اسکی گواہی نہین دیتے کہ نہین ہے کوئی معبود
سوا اللہ کے اور محمد اُسکا بندہ اور رسول ہے اور بہشت
دوزخ حق ہین اور بعث بعد موت حق ہے سب نے کہا

واخذ بيد علي فرفعها حتى عرفه القوم
اجمعون ثم قال اللهم وال من والاه
وعاد من عاداه ثم قال ايها الناس
اني فرطكم وانتم واردون على الحوض
اعرض مما بين بصرى وصنعاء فيه
عدد نجوم السماء قدحان من فضة الا
واني سائلكم حين تردون علي عن
الثقلين كيف تخلفوني فيهما
حين تلقوني قالوا وما الثقلان يا
رسول الله قال الثقل الاكبر كتاب الله
سبب طرفه بيد الله وطرف بايديكم
فاستمسكوا به لا تضلوا ولا تبدلوا
الا وعترتي فاني قد نبأني اللطيف
الخبير ان لا يتفرقا حتى يلقياني و
سألت الله ربي لهم ذلك فاعطاني
فلا تسبقوهم فتهلكوا ولا تعلموهم
فهم اعلم منكم۔

بیشک ہم سب ان امور کا اقرار کرتے ہین
اسپر آنحضرت نے کہ خدایا تو شاہد رہ پھر
فرمایا یا ایہا الناس آگاہ ہو کہ اللہ میرا مولا ہے
اور مین تمہارے لئے تمہارے نفسون سے اولی
ہون آگاہ ہو جسکا مین مولا ہون اوسکا یہ مولی
ہے اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا یہانتک
کہ پہچان لیا اونکو تمام قوم نے پھر حضرت علی کے
حق مین یہ دعا دی کہ خدایا دوست رکھ علی کے
دوست کو اور دشمن رکھ علی کے دشمن کو پھر
فرمایا کہ ایہا الناس مین تم سے پہلے پہونچونگا اور
تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگے اوسکا
عرض زیادہ ہوگا فاصلہ مابین بصری وصنعاء
سے اور اوسمین ہم عدد ستارہاے آسمان چاندی
کے پیالے ہونگے تو مین تم سے ثقلین کے بارے
مین سوال کرونگا کہ میرے بعد تم نے اون دونون
کے حق مین کیا کیا سب نے کہا ثقلین سے آپکی کیا مراد
ہے فرمایا ثقل اکبر کتاب خدا ہے وہ ایک رسن ہے
جسکا ایک سرا تمہارے ہاتھون مین ہے۔

پس اُس سے تمسک کرو تبدل اور ضلالت سے محفوظ رہوگے اور ثقل اصغر میری عترت ہے تحقیق کہ حضرت لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونون ایک دوسرے سے جُدا نہ ہونگے یہانتک کہ مجھسے ملاقی ہون اور مین نے اپنے عترت کے حق مین خدا سے سُلت کی تھی چنانچہ اللہ تعالی نے میری التجا کو اُنکے حق مین قبول فرمایا پس میری عترت پر سبقت نکرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤگے اور اُنکو تعلیم نہ دینا کیونکہ وہ تم سے علم مین

وعن ام سلمة رضي الله عنها قالت
اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم
بيد علي رضي الله عنه بغدير خم فرفعه
حتى ابنا بياض ابطه فقال من كنت مولاه
فعلي مولاه الحديث وفيه قال يا ايها الناس اني
مخلف فيكم الثقلين كتاب الله وعترتي ۔

اور حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ فرمایا انہون نے
کہ آنحضرت صلعم نے غدیر خم مین علی کا ہاتھ پکڑکر
اتنا بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل مشاہدہ ہوئی پس
فرمایا جسکا مین مولا ہون اُسکا علی مولا ہے الحدیث
اور اسی حدیث مین ہے کہ فرمایا آنحضرت نے ایہا الناس
مین تم مین دو عظیم القدر چیزین چھوڑنیوالا ہون ایک

لن يتفرقا حتى يردا علی الحوض۔ | کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت اور یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہ ہون گے یہان تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون۔

وفی المشکوٰۃ قال خرجہ احمد بن حنبل فی مسندہ عن البراء بن عازب و زید بن ارقم قال کنا مع رسول اللہ صلعم فی سفر فنزلنا بغدیر خم فنودی فینا الصلوٰۃ جامعۃ وکسح لرسول اللہ صلعم تحت شجرتین فصلی الظہر و اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ھنیئا لک یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولا کل مومن و مومنۃ۔

اور مشکوٰۃ مین بروایت مسند احمد بن حنبل براءؑ بن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم لوگ جناب رسولخدا کے ساتھ سفر مین تھے جب غدیر خم مین وارد ہوئے تو منادی نے ندا کی کہ الصلوٰۃ جامعہ اور پیغمبر صاحب کے لیے درختون کے نیچے زمین صاف کیگئی پسآنحضرت نے بعد نماز ظہر علی بن ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگون سے ارشاد کیا کہ ایھا الناس کیا تم نہین جانتے کہ مین مومنین کیلئے اون کے نفوس سے اولی ہون سب نے فرمایا درحقیقت یا رسول اللہ آپ ہر مومن کیلئے اس کے نفس سے اولی ہین تب آپ نے ارشاد کیا جسکا مین مولی ہون علی بھی اُسکا مولی ہے الٰہی دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے علی علیہ السلام سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو تم کو اے فرزند ابوطالب کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

در معارج النبوۃ گفتہ گویند کہ بیشتر اصحاب حتی امہات المومنین امیر المومنین علی را تہنیت بجا آوردند | اور کتاب معارج النبوۃ مین ہے کہ اُس روز اکثر اصحاب حتی کہ اُمہات المومنین نے حضرت علیؑ کیخدمت مین مبارکباد عرض کی۔

(تاریخ احمدی للشیخ احمد حسین خان بریانوان)

چونکہ مولف مشکوٰۃ نے امام احمد بن حنبل کے مخرجہ روایت براء بن عازب کے سند سے واقعہ غدیر مین حضرت عمر کا جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کو تہنیت دینا نقل کیا ہے اس لئے براء بن عازب کے سند سے آیہ بلغ ما انزل الیک من ربک کے نزول کا ثبوت لکھا جاتا ہے۔ جس سے رسول اللہ صلعم کا دفعتًہ درمیان مکہ اور مدینہ کے عین دوپہر کے وقت تپتی زمین پر فروکش ہونا اور تمام مہاجرین و انصار کے ساتھ غدیر خم پر ایک خاص اہتمام سے قیام فرمانا معلوم ہو جائے چنانچہ تفسیر مفاتح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر امام فخر الدین الرازی ج۔۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین بتفسیر آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک اورجناب علی کو علیہ السلام سے لکھا ہے دیکھو ص ۴۳۸

العاشر

نزلت الآیة فی فضل علی بن ابی طالب علیہ السلام ولما نزلت هذه الآیة اخذ بیده وقال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فلقیه عمر رضی الله عنه فقال هنیئا لك یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنة وهو قول ابن عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی۔

یہ آیت جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کے فضیلت مین اتری ہے جسوقت اسکا نزول ہوا تو پیغمبر صاحب نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ پس ملاقات کی جناب علی علیہ السلام سے حضرت عمر نے اور کہا کہ مبارک ہو اے ابن ابیطالب آج تم نے ایسی صبح کہ میرے اور جملہ مومنین اور مومنات کے مولا ہوئے اور یہ قول ابن عباس اور براء بن عازب ور امام محمد بن علی علیہ السلام کا ہے

اور رسالہ مودۃ القربی سید علی ہمدانی مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۱۰ھ کے مودۃ خامسہ کے ص۱۷ مین ہے۔

عن البراء بن عازب قال اقبلت مع رسول الله صلعم من حجة الوداع فلما کان بغدیر خم نودی الصلوٰة جامعة فجلس رسول الله صلعم تحت الشجرة واخذ بید علی وقال الست اولی بالمومنین من انفسهم قالوا بلی یا رسول الله فقال الا من انا مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فلقیه عمر فقال هنیئا لك یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنة وفیه نزلت یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك۔

براء ابن عازب سے مروی ہے کہ مراجعت کی مین نے ہمراہ پیغمبر خدا کے حجۃ الوداع سے جب آنحضرت مقام غدیر خم پر پہونچے تو بحکم آنحضرت ندا دیگئی کہ الصلوۃ جامعہ چنانچہ سب لوگ جمع ہوئے اور آنحضرت صلعم ایک درخت کے سایہ مین تشریف فرما ہوئے اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ کیا مین مومنین پر اون کے نفسون سے اولی نہین ہون تو لوگون نے کہا سچ کہا یا رسول اللہ تو فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے الخدا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے جناب علی علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہا کہ اے ابن ابیطالب مبارک ہو تمتے اس حال مین صبح کی کہ میرے اور تمام مومنین و مومنات کے مولا ہوئے اور اسی بارے مین آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک نازل ہوا۔

اور تفسیر در منثور سیوطی حصہ ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۸ اور تفسیر فتح القدیر قاضی شوکانی حصہ اول اور تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن خان مطبوعہ مصر ج۔۳ ص۵۹ مین ہے۔

اخرج ابن مردویه عن ابن مسعود

ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے

قال کنا نقرأ علی عھد رسول اللہ	کہ ہم رسالت مآب صلعم کے زمانہ مین اس آیت کو اس طرح
صلی اللہ علیہ وسلم یا ایھا الرسول	پڑہتے تھے کہ اے رسول پہونچا دے اوس چیز کو کہ تیرے
بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً	رب کی طرف سے تیرے طرف اوتاری گئی یہ کہ علی کل
مولی المومنین وان لم تفعل فلما	مومنین کا مولا ہے اور اگر اوسکا ابلاغ نہوا تو گویا تمنے میری رسالت
بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ۔	ہی کو نہین پہونچایا اور اللہ تجھے لوگون سے بچائیگا ۔

عبداللہؓ بن مسعود کی روایت مذکورہ مین ابتدای آیت مین یاایھا الرسول بلغ اور آخر حصہ واللہ یعصمک من الناس تک ہے جسکے فرداً فرداً ہر حصہ سے خواہ اول حصہ آیت کا خواہ آخر حصہ آیہ موصوفہ کا ذکر کیا جائے اوس سے پوری آیت مذکورہ مراد ہوگی اور یہ آیت سورہ مائدہ کی ہے اور یہ سورہ مائدہ پورا نازل ہوا جسکے نازل ہونے کے ذکر مین تین الفاظ ہین ۔ ایکلّھا جمیعًا ۔ کاملاً اور جبکا نزول ناقہ پر سواری کی حالت مین رسول اللہ پر ہوا صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا مع اسکے جزکے ناقہ پر نہین ہوا ۔

روایت مذکورہ سے واللہ یعصمک من الناس جو آیہ یاایھا الرسول بلغ کا آخری جز ثابت و متحقق ہے اور یہ آیت یوم غدیر خم مین نازل ہوئی اور غدیر خم ایک مقام ہے جو درمیان مکہ اور مدینہ کے ہے اور رسول اللہ صلعم و الیسی حجۃ الوداع سے اسی دن دفعتہً راہ مین ٹہر گئے اور یہ کہ آیہ موصوفہ سورہ مائدہ کا آخری جز ہے اور جس سورہ کا نزول سفر مین درمیان مکہ اور مدینہ کے اور حجۃ الوداع مین ہوا پس آیہ بلغ ما انزل الیک بھی درمیان مکہ و مدینہ کے حجۃ الوداع مین سواری ناقہ پر نازل ہوا اور اسی وجہ سے حضرت کو اُترنا پڑا وہ خم غدیر کا روز اٹھارہ ہوین ذیحجہ تھی ۔

اور یہ کہ آیۂ واللہ یعصمک من الناس جو سورۂ مائدہ کا جز ہے جسکا نزول سفر مین ہوا جو سورۂ مائدہ کے نزول سفر حجۃ الوداع کی تائید مین ہے چنانچہ کتاب اتقان فی علوم القرآن سیوطی مطبوعہ مصر ۱۳۰۶ھ کے ج اول صفحہ ۳۲ تفسیر سورہ مائدہ کے نزول مین ہے ۔

واللہ یعصمک من الناس فی صحیح	صحیح ابن حبان مین ابو ہریرہ سے مروی ہے
ابن حبان عن ابی ھریرۃ انھا	کہ آیہ واللہ یعصمک من الناس رسول اللہ صلعم پر
نزلت فی السفر ۔	بحالت سفر نازل ہوا ۔

۱؎ سیرت النبی شبلی ج اول مین ہے عبداللہ بن مسعود مشہور صحابی اور مجتہدین صحابہ مین داخل ہین ۔ اور جلد ثانی مین ہے ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود مشہور صحابی ہین فقہ حنفی کے بانی اول گویا وہی ہین امام ابوحنیفہ کے فقہ کا سلسلہ ان ہی کی روایات اور استنباطات پر منتہی ہوتا ہے مکہ معظمہ مین قرآن مجید کی اشاعت آنحضرتؐ کے ابتدائی زمانہ مین ان ہی نے کی ستر سورتین خود آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے سنکر یاد کین تھین ۔ الفاروق مین ہے ۔ فقہ کا بہت بڑا حصہ جو منقح ہوا اور جو فقہ عمری کہلاتا ہے ان ہی علمی مجلسون کے بدولت ہوا اس مجلس کے بڑے ارکان ابی بن کعب زید بن ثابتؓ عبداللہؓ بن مسعود عبداللہ بن عباس ۔ عبدالرحمن بن عوف ۔ حرؓ بن قیس عبداللہ بن مسعود کی بھی نہایت قدر کرتے تھے ۲۱ھ مین انکو کوفہ کا مفتی اور افسر خزانہ مقرر کرکے بھیجا تو اہل کوفہ کو لکھا ،، کہ مین انکو معلم اور وزیر بنا کر مقرر کرکے بھیجتا ہون ،،

جسکی تائید کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی کے ج۔ اوّل ص۱۲۰ سے بہ تفسیر آیہ یا ایّھا الرّسول بلغ ما انزل الیک من ربّک وان لم تفعل فما بلّغت رسالتہ واللہ یعصمک من النّاس۔

اخرج الثعلبی عن ابی صالح[عل۵] عن ابن عبّاس وعن محمد الباقر رضی اللہ عنھما قال نزلت ھذہ الآیۃ فی علی ایضاً الحموینی فی فرائد السمطین اخرجہ عن ابوھریرۃ ایضا المالکی اخرج فی فصول المھمۃ عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیۃ فی غدیر خمّ ھکذا ذکرہ الشیخ محی الدّین النووی۔

ثعلبی نے ابی صالح کے واسطہ اور ابن عباس کے سند اور امام محمد باقر علیہ السلام کے سند سے روایت کی ہے کہ آیۃ یا ایّھا الرسول بلغ جناب علی کی شان مین نازل ہوئی۔ اور بھی علامہ حموینی نے فرائد السمطین مین ابوہریرہ کے سند سے اور ابن صباغ مالکی نے فصول المھمہ مین ابوسعید خدری کے سند سے کہا ہے کہ آیہ موصوفہ کا نزول غدیر خم کے روز ہوا اور ایسا ہی شیخ محی الدین نووی نے ذکر کیا ہے۔

اور تفسیر معالم التنزیل بغوی اور تفسیر لباب التاویل علاء الدّین خازن اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی وغیرہ مین بذکر آیہ واللہ یعصمک من النّاس مرقوم ہے کان سورۃ المائدۃ من آخر ما نزل من القرآن یعنی سورہ مائدہ از روی تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے۔

اور تفسیر فتح القدیر قاضی شوکانی مین بہ تفسیر سورۂ مائدہ یہ روایت ہے

عن محمد بن کعب القرظی قال نزلت فی حجۃ الوداع بین مکۃ والمدینۃ وھکذا اخرج ابن جریر عن الربیع بن انس بھذہ الزیادۃ

محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ سورۂ مائدہ درمیان مکہ اور مدینے کے حجۃ الوداع مین نازل ہوا اور اسیطرح ابن جریر نے ربیع بن انس سے اسی زیادتی کیساتھ روایت کی ہے

پس ان مجموعی روایات سے کل سورۂ مائدہ اور اسکی آخری آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من النّاس۔ ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کے روز نازل ہونا متحقق و بیّن ہو گیا جس سورۂ مائدہ مین اٹھارہ فریضہ (احکام) ہین

عل۵ توثیق ابی صالح غنیۃ الطالبین شیخ عبد القادر جیلانی ص۲۳۳ مین اسی سند سے یہ روایت ہے دعن ابی صالح عن ابن عباس قال انما سمیت ترویۃ وعرفۃ لان ابراھیم رای اللیلۃ الترویۃ فی منامہ انہ یؤمر بذبح ابنہ۔ ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ترویہ اور عرفہ اس لئے نام رکھا گیا کہ ابراہیم نے ترویہ کی رات کو خواب مین دیکھا کہ وہ حکم کئے گئے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے مین۔

اب رہ گئی دوسری آیت الیوم اکملت لکم دینکم اس کے اثبات کی ضرورت نہ تھی جبکہ کل سورہ کا سورہ (مائدہ) مابین مکہ و مدینہ حجۃ الوداع میں نازل ہوا لیکن چونکہ شبلی صاحب نے اسلاف کی تقلید کرتے ہوئے بلکہ دس قدم آگے بڑھ کر آیہ اکمال دین کا نزول ۱۸ ذیحجہ سے ۹ دن پہلے قبل از ادائے حج اور پہلے ہی خطبۂ عرفہ کے دوران میں یوم جمعہ کے قید کے ساتھ لکھا ہے تاکہ عید غدیر محو ہو جائے اس لئے ہم کو وضاحت کے ساتھ اس حقیقت کے انکشاف کی ضرورت ہوئی جیسا کہ ظاہر کیا گیا اور آگے بھی پوری توضیح ہوگی انشاء اللہ۔

مؤرخ یعقوبی[عـ٥] جو تیسری صدی کے مؤرخ ہیں جنکی دوسری جلد ۲۵۹ھ پر ختم ہے جس سے اُن کا سنہ وفات ۲۶۰ھ ہوتا ہے جس تاریخ کے سند سے شبلی صاحب نے المامون اور الفاروق میں بکثرت اور اس سیرت النبی میں متعدد جگہ خصوصاً خطبۂ حجۃ الوداع کے ایک فقرے کے سند میں زیر حاشیہ صـ۱۲۲ لکھتے ہیں۔

"البتہ مؤرخ یعقوبی نے جو تیسری صدی ہجری میں تھا، یہ فقرا خطبۂ حجۃ الوداع میں نقل کیا ہے"

(صـ۱۲۳ طبع یورپ)

چنانچہ اسی کتاب کے صـ۴۳ میں آیہ اکمال دین کا ذکر بھی ہے

وقد قیل انہ اخر ما نزل علیہ الیوم اکملت	یعنی تحقیق کہا گیا کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ
لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی	رسول اللہ صلعم پر جو آیت سب سے آخر میں نازل
ورضیت لکم الاسلام دینا وھی	ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
الروایۃ الصحیحۃ الثابتۃ الصریحۃ و	نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ہے اور یہ
کان نزولھا فی امیر المومنین علی	آیت غدیر خم میں درباب امیر المومنین علی
بن ابیطالب صلوۃ اللہ علیہ بغدیر	بن ابیطالب علیہ الصلوۃ والسلام نازل
خم۔	ہوئی۔

(تاریخ یعقوبی ج ۲ مطبوعہ لیدن ۱۸۸۳ء)

ناسخ التواریخ۔ ج۔ اول از کتاب دوم مطبوعہ طہران صـ۵۱۲ میں ہے۔ ۱۸۔ ذیحجہ غدیر خم کے روز یکصد وبست ہزار تن بشمار میرفت (یعنی ایک لاکھ بیس ہزار ۱۲۰۰۰۰ آدمیوں کا مجمع تھا) جبرئیل فرود شد این آیت مبارک بیاورد (جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیت لائے) الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت

عـ٥ شبلی صاحب المامون میں لکھتے ہیں وہ امین کا قتل ۲۵ محرم ۱۹۸ھ میں ہوا، مامون الرشید کی مستقل خلافت اسی تاریخ سے شروع ہوتی ہے ابن واضح کاتب عباسی جو مامون الرشید سے قریب تر زمانہ میں تھا اس نے اپنی تاریخ (یعقوبی) میں مامون کی خلافت مستقل کا اسی تاریخ سے حساب کیا ہے اور نجوم کے قاعدے کے موافق مسند نشینی کا ایک زائچہ نقل کیا ہے

مامون الرشید کے زمانے سے نہایت قریب تر تاریخ جو آج دستیاب ہو سکتی ہے ابن واضح عباسی کی تاریخ ہے یہ مصنف مامون کے زمانے کے واقعات ان لوگوں کی زبانی روایت کرتا ہے جو خود مامون کے عہد میں موجود تھے

(صـ۴۳، ۴۴ مطبوعہ کانگریس پریس دہلی بار چہارم)

علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

جس کے بعد رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ۔

الحمد للہ علی کمال الدّین وتمام النعمۃ ورضی الرّب برسالتی والولایۃ لعلی من بعدی۔

پس مردمان فوج فوج بر آنحضرت در آمدند و بدینگونہ سلام دادند و گفتند السلام علیك یا امیر المومنین ۔

پس صحابہ کے گروہ کے گروہ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت مین آئے اور السلام علیك یا امیر المومنین کہتے

عمر بن الخطاب برین تہنیت سخنے چند براز ود گفت بخ بخ لك اصبحت مولای ومولی کل مومن ومؤمنۃ

اور حضرت عمر نے اس تہنیت مین چند کلمہ اور اضافہ کرکے کہا مبارک ہو مبارک ہو ایسی صبح کی کہ مولا ہوئے میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے ۔

اور رسول خدا صلعم نے فرمایا

انہ سید المسلمین وامام المتقین و قائد الغر المحجلین وھذا ولی کل مومن بعدی وان علیاً منی وانا منہ وھو ولی کل مومن ومومنۃ

بتحقیق تو مسلمانون کا سردار اور متقیون کا امام ہے اور سفید منھ والونکا قائد ہے اور میرے بعد کل مومنین اور مومنات کا ولی ہے، اور بتحقیق علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون اور وہ ولی ہے کل مومنین کا اور مومنہ کا

کتاب مفتاح النجا مولفہ علامہ مرزا محمد بن معتمد خان بدخشی مین ہے ۔

اخرج عبد الرزاق الرسعنی عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الایۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك اخذ النبی صلعم بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخرج ابن مردویہ عن ابی سعید الخدری مثلہ وفی اخرہ فنزلت الیوم اکملت لکم دینکم الایۃ فقال النبی اللہ اکبر علی اکمال الدّین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ

عبد الرزاق رسعنی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب نازل ہوئی یہ آیت یا ایھا الرّسول بلغ ما انزل الیك من ربك تو پیغمبر صاحب نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جس کا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے اے خدا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے اور مثل اس حدیث کے ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے جسکے آخر مین یہ فقرہ اور ہے کہ جب آنحضرت نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی

لعلی بن ابی طالب ۔ اليوم اكملت لكم دينكم الخ پس آنحضرت نے کہا اللہ اکبر (تکبیر کہتا ہون) اکمال دین اور اتمام نعمت پر راضی ہونے خداوند عالم کے میری رسالت اور علی کی ولایت سے ۔

اور کتاب ما نزل من القران فی علی بن حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی نے یہ روایت اخراج کی ہے ۔

عن قيس بن الربيع عن ابی هارون العبدی عن ابی سعيد الخدری ان رسول الله صلعم دعا الناس الی علی فی غدیر خم وامر بما تحت الشجرة من شوك فقم وذلك فی يوم الخميس فدعا عليا فاخذ بضبعيه فرفعها حتى نظر الناس بياض ابطی رسول الله صلعم ثم لم يفترقوا حتى نزلت هذه الاية اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتی ورضيت لكم الاسلام دينا فقال رسول الله صلعم الله اكبر علی اكمال الدين واتمام النعمة ورضی الرب برسالتی وبالولاية لعلی من بعدی

باسناد مذکورہ ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے واپسی مین پنجشنبہ کے دن غدیر خم مین رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ درخت کے نیچے سے کانٹے وغیرہ صاف کئے جائین پھر وہان لوگون کو جمع کرکے) سب کو علی کی ولایت کیطرف بلایا اور حضرت علی کے دونون بازو پکڑکے اٹھین اسقدر بلند کیا کہ لوگون نے رسول خدا کے بغلون کی سفیدی مشاہدہ کی پس لوگ ابھی متفرق نہ ہوئے تھے کہ آیہ اليوم اكملت لكم دينكم الآیہ نازل ہوا آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ اکبر (خدا کا شکر ادا کرتا ہون) اکمال الدین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پر کہ خداوند کریم میری رسالت اور میرے بعد علی کی ولایت سے خوشنود ہوا ۔

اور سند مذکورہ سے حافظ ابن کثیر نے اپنے تفسیر ج ۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ جو حاشیہ فتح البیان مولوی صدیق حسن خان پر طبع ہے جس کے صفحہ ۲۸ مین بہ تفسیر آیہ اليوم اكملت لكم دينكم یہ ہے ۔

وقد روی ابن مردويه من طريق ابی هارون العبدی عن ابی سعيد الخدری انها نزلت علی رسول الله صلعم يوم غدير خم حين قال لعلی

حافظ ابن مردویہ نے ابی ہارون عبدی کے طریق ابو سعید خدری کے سند سے روایت کی ہے کہ آیہ اليوم اكملت لكم دينكم غدیر خم کے روز اسوقت نازل ہوا جبکہ حضرت نے

ع ۵ ابن مردویہ کی توثیق خود تفسیر ابن کثیر مذکورہ کے ج ۱ سورۃ النساء بتفسیر صلاۃ الخوف صفحہ ۵۴۸ مین ہے وقد اجاد الحافظ ابوبکر بن مردويه فی سرد طرقه والفاظه وكذا ابن جرير ولنحرره فی كتاب الاحكام الكبير ان شاء الله وبه الثقة ۔ حاصل ترجمہ

حافظ ابن مردویہ نے اپنے طرق کے نظم اور الفاظ کو بہت جید کیا ہے ۔ اور اسی طرح ابن جریر بھی جسکو ہم کتاب الاحکام الکبیر مین لکھین گے انشاء اللہ اسی خدا پر اعتماد ہے

من كنت مولاه فعلي مولاه ثم	علی کے لئے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں
رواه عن ابی هريرة و فيه انّه	اس کا علی مولا ہے اور حافظ ابن مردویہ نے
اليوم الثامن عشر من ذی الحجة	ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ یہ اٹھارہویں
مرجعه عليه السلام من حجة الوداع	ذیحجہ تھی یعنی حجۃ الوداع کے مراجعت میں

وفی التاریخ البدایة والنهایة للحافظ ابن کثیر (کتب خانہ بانکی پور پٹنہ کے صفحہ ۲۱۳ میں ہے)

روايه ضمرة[1] عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شهر بن حوشب عن ابی هريرة قال لما اخذ رسول الله صلی الله عليه وسلم بيد علي قال من كنت مولاه فعلي مولاه فانزل الله عز وجل اليوم اكملت لكم دينكم قال ابو هريرة وهو يوم غدير خم من صام يوم ثماني عشرة من ذي الحجة كتب له صيام ستين شهراً۔

ترجمہ۔ ضمرہ نے ابن شوذب سے اس نے مطر وراق سے اوس نے شہر بن حوشب سے اس نے ابوہریرہ کے سند کو روایت کی ہے کہا ابوہریرہ نے جبکہ پکڑا ہاتھ علی کا رسول اللہ نے اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا کہا ابوہریرہ نے یہ دن غدیر کا تھا۔ (یعنی ۱۸ ذیحجہ تھی۔ جو اٹھارہویں ذیحجہ کو روزہ رکھے تو اس کے واسطے ساٹھ مہینہ کے روزہ کا ثواب لکھا جائے گا۔

اور حدیث مذکورہ کے تائید کی یہ حدیث کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی مودۃ خامسہ صفحہ ۱۶ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۱۰ھ سے نقل کیجاتی ہے

عن ابی هريرة رض قال من	ابوہریرہ رض سے مروی ہے کہ جو شخص اٹھارہ
صام يوم الثامن عشر من ذی الحجة كان	ذیحجہ کو روزہ رکھے تو اس کا ثواب ساٹھ مہینہ
له كصيام ستين شهراً وهو اليوم الذی	کے روزہ کے برابر ہوگا اور وہ دن غدیر خم کا ہے
اخذ فيه رسول الله صلی الله عليه وآله	جس میں رسالت مآب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر

[1] توثیق (ضمرہ) طبقات جزء ہفتم قسم دوم میں ہے، ضمرة بن ربيعة دمشقی (ابا عبد الله) كان ثقة مامونا خيراً لم يكن هناك افضل منه مات اثنين ومائتين ۲۰۲ھ
ایضاً روایت مذکورہ کے کل رواۃ کی توثیق غنیۃ الطالبین شیخ عبد القادر جیلانی صفحہ ۲۳۴ فصل ۲۷ رجب کے روزہ کے بیان مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور سنہ ۱۳۰۹ھ سے ہوتی ہے۔ اخبرنا ضمرة بن ربيعة القرشی عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شهر بن حوشب عن ابی هريرة عن النبی صلعم قال من صام يوم السابع والعشرين من رجب كتب له ثواب صيام ستين شهراً واول يوم نزل فيه جبرئيل عليه السلام على النبی صلعم بالرسالة ايضاً۔ فی سيرة الحلبية ج اول صفحہ ۲۵۴ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ) فقد اورد الحافظ الدمياطی فی سيرته عن ابی هريرة رض قال من صام يوم سبع وعشرين من رجب كتب الله تعالى له صيام ستين شهراً وهو اليوم الذی نزل فيه جبرئيل على النبی صلعم بالرسالة واول يوم هبط فيه جبرئيل (ترجمہ روایت اول) ضمرہ بن ربیعہ قرشی نے ابن شوذب سے اس نے مطر وراق سے اس نے شہر بن حوشب سے اس نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ جو شخص ماہ رجب کے ستائیسویں دن کا روزہ رکھے گا تو لکھا جاتا ہے اس کے لئے ثواب ساٹھ مہینہ کے روزہ کا اور وہ پہلا دن ہے جس میں نزول فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے نبی صلعم پر ساتھ پیغمبری کے (اس روایت کو حافظ دمیاطی نے اختیار کیا ہے)
اور حافظ ابن کثیر ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کو قبول کرتے ہوئے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کے شام شب جمعہ سے کم و آٹھ ذیحجہ جمعہ ۹ ذیحجہ عرفہ کو شنبہ ۱۸ ذیحجہ دوشنبہ لائے ہیں (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۲ اور صفحہ ۱۲ کتاب ہذا) اور دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ صفحہ ۱۴ اور نقشہ جنتری حرف جیم کا دوسرا خانہ صفحہ ۲۲ کتاب ہذا
اور حضرت ابن عباس کی روایت سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول بروز دوشنبہ ہوا جو ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر میں واقع ہوتا ہے (دیکھو صفحہ ۱۳ کتاب ہذا)

وسلم بيد علی فی حد يد خم فقال عليه الصلوة والسلام من كنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واخذل من خذله وانصر من نصره وعن الامام الباقر عليه السلام مثل ذلك بل يروی عن كثير الصحابة فی اماكن مختلفة هذا الخبر۔

ارشاد فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون اُس کا مولا علی ہے الٰہی دوست رکھ اُسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو اور چھوڑ دے اسکو جو چھوڑ دے علی کو اور نصرت کر اُسکی جو نصرت کرے علی کی اور مثل اس حدیث کے امام محمد باقر علیہ السلام سے بلکہ کثیر صحابہ سے اور مختلف مقامات سے یہ حدیث مروی ہے۔

اور اسی مودۃ خامسہ سید علی ہمدانی[1] کے صفحہ ۱۸ مین ہے۔

عن فاطمة عليها الصلوٰة والسلام قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من كنت وليه فعلی وليه ومن كنت امامه فعلی امامه

جناب فاطمہ علیہا السلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جسکا مین ولی ہون اوسکا علی ولی ہے اور جسکا مین امام ہون اوسکا علی امام ہے۔

اور تاریخ مذکورہ حافظ ابن کثیر (جسکا قلمی نسخہ کتبخانہ مولوی عبدالباری ستا لکھنوی نوشتہ ۱۲۵۶ھ) مین ہے

توفی صلی الله عليه وسلم يوم الاثنين ثانی عشر ربيع الاول على المشهور وذلك سنة احدى عشرة من الهجرة ذلك فی ذلك اليوم فاشتغل الناس ببيعة الصديق فی سقيفة بنی ساعدة ثم فی المسجد النبوی ٭ كانت الدعة العامة فی بقية يوم الاثنين وكانت خلافة الصديق سنتين وثلاثة اشهر وعشرة ايام وكانت وفاة الصديق يوم الاثنين لثمان بقين من جمادی الآخرة سنة ثلاث عشرة۔ ترجمہ۔ یعنی وفات فرمایا رسول اللہ نے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ دوشنبہ کے دن جبکہ اسی دن لوگونکا سقیفہ بنی ساعدہ مین شغلہ بیعت ابوبکر کا ہوا پھر مسجد نبوی مین بیعت تام باقی یوم دوشنبہ مین واقع ہوئی اور خلافت ابوبکر صدیق کی دو سال تین مہینہ دس دن ہوئے اور وفات ابوبکر صدیق کی ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ مین واقع ہوئی۔

روایت صحیح سے مدت خلافت ابوبکر دو سال تین مہینے دس راتین ہین اور بخاری کی روایت انس سے وفات النبی آخر یوم دوشنبہ کے آخر وقت مین واقع ہوئی جس سے ۱۲ ربیع الاول کو وفات النبی کے بعد سے بارہوین شب سے ۲۲ جمادی الآخرہ کا حساب لگانے سے دس راتون کا ہوتا ہے۔

[1] شاہ ولی اللہ رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیا اللہ مین لکھتے ہین۔ ثم الامیر السید علی الهمدانی اخذ الطريقة عن الشيخ شرف الدين محمود بن عبدالله المزدقانی والشيخ تقی الدين الدوستی السمنانی كلاهما عن الشيخ علاء الدولة احمد بن محمد السمنانی الخ۔ ملا عبدالرحمن جامی نفحات الانس مین لکھتے ہین کہ امیر سید علی شہاب الدین بن محمد الہمدانی قدس سرہ جامع بودہ است میان علوم ظاہری و باطنی و برادر علوم اہل باطن مصنفات مشہورہ است ٭ ٭ ٭ سہ نوبت ربع مسکون را سیر کرد و صحبت ہزار و چہار صد ولی را دریافت کرد و چہار صد ولی را در یک مجلس دریافت سادس ذی الحجہ سنہ ست وثمانین وسبعمائة نزدیک بولایت کبر دسوار فوت شدہ از آنجا بختلان نقلش کردند۔

چنانچہ سیرت شبلی ۔ ج ۔ ثانی صفحہ ۱۴۳ پہلی سطر مین ہے ۔

اب وفات کا وقت قریب آرہا تھا ۔ سہ پہر تھی زیر حاشیہ نمبر ایک مرقوم ہے ۔ ابن اسحاق نے سیرت مین لکھا ہے کہ وفات دوپہر کو ہوئی لیکن انس بن مالک سے بخاری اور مسلم مین یہ روایت ہے کہ آخر یوم یعنی دوشنبہ کے آخر وقت وفات فرمائی "

پس یہ وفات ۱۱ ربیع الاول دوشنبہ کے شام مین واقع ہوئی ۔ اور تجہیز و تکفین کا کام دوسرے دن یعنی بارہ (۱۲) ربیع الاول سہ شنبہ کو شروع ہوا ۔ اسی دن دن چڑھے صحابہ اپنے اپنے مقام سے آئے اسلئے وفات النبی دن چڑھے بعض لوگون نے قرار دیا ہے جو صحیح نہین ہے اور بلا سند ہے ۔ اسی یوم سہ شنبہ کو رسول اللہ صلعم بعد دوپہر دفن ہوگئے "

(دیکھو الفاروق شبلی ص ۶۰ مطبوعہ کانپور ۱۸۹۹ء)

جس حدیث کو حافظ ابن کثیر نے ابن مردویہ کے طریق ابی ہارون عبدی اور ابوسعید خدری کے سند سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم ۔ کا نازل ہونا غدیر خم مین نقل کیا ہے اسی کو حافظ ابو نعیم نے کتاب ما نزل من القرآن فی علی بن قیس بن الربیع اور ابی ہارون العبدی کے طریق اور ابوسعید خدری کے سند سے آیہ موصوفہ کا نزول غدیر خم مین پنجشنبہ کے دن تکبیر و شکریہ کے ساتھ وارد کیا ہے ۔

اسی حدیث کو علامہ طبرسی[۵۱] نے اپنے تفسیر مجمع البیان مطبوعہ طہران ص ۲۸۲ مین علامہ ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ حسکانی[۵۲] (جو پانچوین صدی کے علما اعلام سے ہین) کے سند سے نقل کیا ہے ۔ وہ یہ ہے ۔

وقد حدثنا السید العالم ابو الحمد مہدی بن نزار الحسینی قال حدثنا ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ الحسکانی[۵۲] قال اخبرنا ابو عبد اللہ الشیرازی قال اخبرنا ابو بکر الجرجانی قال حدثنا ابو احمد البصری قال حدثنا احمد بن عمار بن خالد قال حدثنا یحیی[۵۳] بن عبد الحمید قال حدثنا قیس بن الربیع عن ابی ہارون العبدی عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلعم لما نزلت ہذہ الآیۃ الیوم

---

[۵۱] الشیخ الامام امین الدین ابو علی الفضل بن الحسن الفضل الطبرسی ثقۃ فاضل دین عین لہ تصانیف منہا مجمع البیان فی تفسیر القرآن عشر مجلدات × × × قال ابن شہر آشوب شیخی ابو علی الطبرسی لہ مجمع البیان فی معانی القرآن المتوفی ۵۴۸ھ (منہج المقال مطبوعہ طہران ص ۲۶۰)

[۵۲] طبقات الحافظ سیوطی مین ہے ۔ الحسکانی القاضی المحدث ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن الحسکانی القرشی العامری النیسابوری ویعرف بابن الحذاء و شیخ متقن ذو عنایۃ تامۃ بعلم الحدیث عمر و علا اسنادہ وصنف فی الابواب وجمع حدث عن جدہ والحاکم وابی طاہر بن محمش وتفقہ بالقاضی ابی العلاء الخ المتوفی سنہ ۴۷۰ھ ۔

[۵۳] ترجمہ یحیی حمانی ، تراجم الحفاظ مرزا محمد بن معتمد خان مین ہے ۔ قال ابو حاتم الرازی سألت یحیی بن معین عن الحمانی یعنی یحیی بن عبد الحمید فقال ثقۃ و قال سألتہ کان یسرد مسندہ اربعۃ آلاف سرداً وذکر ابو حاتم نحو عشرۃ آلاف و قال کان احمد المحدثین صدوق مشہور بالکوفۃ ما ینال فیہ الا من حسد و قال العباس الدوری لم یزل یحیی بن معین یقول یحیی بن عبد الحمید ثقۃ حتی مات ۔

اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا قال اللّٰہ اکبر علی کمال الدین و اتمام النعمۃ و رضا الرب برسالتی و ولایۃ علی بن ابی طالب من بعدی و قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم وال من والاہ و عاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ

اور اسی تفسیر مجمع البیان کے صفحہ ۲۸۷ مین سورہ مائدہ کے کامل نازل ہونیکی یہ روایت ہے،

عن ابی حمزۃ الثمالی قال سمعت باعبداللّٰہ یقول نزلت المائدۃ کملا و نزل معہا سبعون الف ملک

ابی حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ نازل ہوا سورہ مائدہ کامل جسکے ہمراہ ستر ہزار فرشتے اُترے

اور تفسیر مجمع البیان طبرسی کے صفحہ ۲۸۱ اور کتاب تشیید المطاعن کے صفحہ ۳۸۸ ج۔ اول مطبوعہ مجمع البحرین لودہیانہ ۱۲۸۳ھ مین ہے

وانہ علیہ السلام مضی بعد ذلک باحد وثمانین لیلۃ و المروی عن الامامین ابی جعفر وابی عبداللّٰہ علیہما السلام انہ انما نزل بعد ان نصب النبی صلعم علیاً علماً للانام یوم غدیر خم منصرفہ عن حجۃ الوداع قالا و ھو آخر فریضۃ انزل اللّٰہ تعالیٰ ثم لم ینزل بعدھا فریضۃ۔

تحقیق رسول اللہ صلعم گذر گئے بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی راتوں پر یہ روایت کی گئی ہے دونون اامون یعنی امام جعفر اور امام محمد باقر علیہما السلام سے اس بات کی کہ جز این نیست کہ نازل ہوئی آیت (الیوم اکملت لکم دینکم) بعد اسکے کہ منصوب کیا علی علیہ السلام کو سردار واسطے خلق کے غدیر خم کے روز واپسی حجۃ الوداع مین ہر دو اامون نے فرمایا کہ یہ آخر فریضہ تھا کہ نازل کیا تھا اسکو اللہ جل شانہ نے جس کے بعد کوئی فریضہ نہین اُترا۔

اور مناقب آل ابی طالب ابن شہر آشوب[ع] واقعہ غدیر۔ ج۔ ۳ صفحہ ۲۳ مطبوعہ بمبئی مین ہے۔

وفی روایت الخدری انہ کان یوم الخمیس و قال ابن عباس ان النبی علیہ السلام توفی بعد ھذہ الآیۃ باحدی وثمانین یوماً۔

اور روایت ابوسعید خدری سے غدیر خم مین یوم پنجشنبہ تھا اور ابن عباس سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلعم آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد ۸۱ یوم پر وفات فرمائی۔

[ع]۔ تاریخ وافی بالوافیات (صفدی) مین ہے۔ محمد بن علی بن شہر آشوب ثانیہ سین مہملۃ ابو جعفر السروری المازندرانی رشید الدین الشیعی احد شیوخ الشیعۃ حفظ اکثر القرآن ولہ ثمان سنین و بلغ النہایۃ فی اصول الشیعۃ کان یرحل الیہ من البلاد ثم تقدم فی علم القرآن والغریب والنحو و واعظ علی المنبر ایام المقتفی ببغداد فاعجبہ و خلع علیہ و کان بہی المنظر حسن الوجہ والشیبۃ صدوق اللہجۃ ملیح المحاورۃ واسع العلم کثیر الخشوع والعبادۃ والتہجد لایکون الا علی وضوء اثنی علیہ ابن ابی طے فی تاریخہ ثناءً کثیراً توفی فی سنۃ ثمان وثمانین وخمسمائۃ ۵۸۸ھ۔

ور علامہ سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ مین لکھا ہے محمد بن علی بن شہر آشوب ابو جعفر السروری المازندرانی رشید الدین الشیعی من بعد کان رسالی والد والادب والنحو اسالسلم کثیر اسارۃ والحج الدالشیوخ النحو سبب النزول القرآن متشابہ القرآن مناقب علی بن ابی طالب المکنون المخزون الفائدۃ فی بہور الفرقہ مات سنۃ

نقل کی ہے اس نے سنا اپنے باپ رجحا سے اس کے باپ نے اپنے باپ عمر سے اور اس کے باپ نے سنا امیر المومنین علیہ السلام سے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کی بعض آیتیں ناسخ ہیں اور منسوخ آخر سورہ جو رسول خدا پر نازل ہوئی وہ سورہ مائدہ ہے۔ یہ سورہ ناسخ اپنے ما قبل کے ہے پر کوئی آیت اسکی ناسخ نہین ہے شان نزول اسکا یہ ہے کہ رسول خدا ناقہ عضبا پر سوار تھے اسوقت آپ پر وحی سورہ مائدہ کی نازل ہوئی الخ۔

جسکی تائید کی حدیث ارشاد الساری شرح صحیح بخاری قسطلانی (ج ۷ صفحہ ۸۵ مطبوعہ مصر ۱۳۲۳ھ) مین ہے وقد روی الامام احمد عن اسماء بنت یزید قالت انی لآخذۃ بزمام العضباء ناقۃ رسول اللہ صلعم اذ انزلت علیہ المائدۃ کلہا وکادت تثقلہا تدق عضد الناقۃ امام احمد نے اسماء بنت یزید سے روایت کی ہے کہ میں ناقہ عضبا رسول اللہ کی مہار کو پکڑے ہوئے تھی کہ آنحضرت رسول اللہ پر پورا سورہ مائدہ نازل ہوا جس قریب تھا کہ بوجھ

جب یہ امر حدیث سے یعنی ابوسعید خدری کے بیان سے ثابت ہو گیا کہ ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کے دن پنجشنبہ کے آخر روز آیہ اکمال دین نازل ہوا اور یہی پنجشنبہ آگے یکم ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹ صفر تک ابن اسحاق، واقدی ابن سعد کے بیان سے مطابقت کرتا ہے۔

اور گیارہ ربیع الاول کو (دوشنبہ) کے دن ۱۸ یوم بھی ہوتے ہیں اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے تیرہویں دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) چودھوان روز ہوتا ہے تو آیہ اکمال دین کا شأن سورہ مائدہ اور اصلی آخری آیت آیہ بلغ کا مدینہ ہونا بالکل ٹھیک ٹھیک ثابت ہو گیا

حافظ ابن کثیر اپنے تفسیر ج۔ ۲ صفحہ ۴۷۹ میں بہ تفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک تحریر فرماتے ہیں

والصحیح ان ھذہ الآیۃ مدنیۃ بل ھی من اواخر ما نزل بھا۔	اور صحیح اور متحقق یہ ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک مدنی ہے بلکہ آیہ موصوفہ بحسب تنزیل قرآن کی آخری آیتوں سے ہے۔

یہ امر بالاتفاق مسلم ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول تکمیل تبلیغ کے بعد ہوا صرف بحث اس بات کی ہے کہ آیا دین اسلام اور تبلیغ رسالت کی تکمیل بروز عرفہ ہوئی یا بروز غدیر خم اور آیہ موصوفہ الیوم اکملت لکم دینکم خطبہ عرفہ میں نازل ہوا یا خطبہ غدیر خم کے بعد۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ! آپ کا بیان ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول عین عرفہ میں ہوا۔

لیکن ہم عرض کرتے ہیں کہ اگر خطبہ عرفہ میں تبلیغ رسالت کی تکمیل ہو چکی تھی تو پھر اسکی کیا وجہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خطبہ کے تمام مقاصد و معارف کو خطبہ غدیر خم میں دوبارہ ادا فرمایا! اور جو کلمات مواعظ و احکام اصولی کے آنحضرت نے خطبہ عرفہ میں فرمائے تھے انکا اعادہ بھی خطبہ غدیر خم میں کیا چنانچہ

روضۃ الصفا صفحہ ۱۷۳ ج دوم مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۶ھ میں ہے

بعد از قطع منازل بغدیر خم که نواحی جحفہ است رسیدہ در آن مرحلہ نزول فرمود و آنحضرت نماز پیشین گذاردہ روی باصحاب آورد فرمود الست اولی بالمومنین	کہ جب رسول مقبول حجۃ الوداع سے مراجعت فرما کر منزل غدیر خم علاقہ جحفہ میں پہونچے تو وہاں قیام پذیر ہو کر نماز ظہر اول وقت ادا فرمائی پھر آپ نے اپنے اصحاب کی جانب مخاطب ہو کر ارشاد کیا

من انفسهم آیا نیستم من اولی بمومنان
از نفسهای ایشان وبقولی فرمود که
گوئیا مرا بعالم بقا استدعا نمودند من
اجابت کردم معلوم شما باد که من درمیان
شما دو امر عظیم می گزارم که یکی از دیگری
اعظم است قران و اهلبیت من ببینید
که بعد از من چگونه و بچه کیفیت با آن دو
امر سلوک خواهید کرد و رعایت آن
دو امر بچه نوع بجای خواهید آورد و
آن دو امر از هم متفرق نخواهند گشت تا
در کنار حوض کوثر بمن رسند بعد از آن
بر زبان معجز بیان گزرانید که بدرستیکه
خدای تعالی مولای من است و من
مولای مومنان آنگاه دست علی را
گرفته فرمود من کنت مولاه فعلی مولاه
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه
واخذل من خذله وانصر من
نصره وادر الحق معه حیث کان

کہ کیا مین کل مومنین کیلئے انکے نفسون سے اولیٰ
نہین ہون اور دوسری روایت مین یون
ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مین عالم بقا کیطرف
بلایا گیا ہون اور مین نے اس حکم الٰہی کو
قبول کیا ہے۔ پس آگاہ ہو کہ مین تم مین
دو امر عظیم چھوڑتا ہون جو ایک دوسرے
سے بزرگ تر ہین قران مجید اور اہلبیت
میرے پس تم دیکھو اور احتیاط کرو کہ میرے
بعد ان دونون سے کیا سلوک کرو گے
اور اُن کے حقوق کی رعایت کس طرح
ملحوظ رکھو گے اور یہ دونون جب تک میرے
پاس حوض کوثر پر وارد ہون ایک دوسرے
سے جُدا نہ ہون گے۔ بعد ازان فرمایا کہ
خدا تعالیٰ میرا مولا ہے اور مین کل مومنین
کا مولا ہون یہ فرما کر پیغمبر صاحب نے حضرت
علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ جسکا مین مولا
ہون اسکا علی مولا ہے خدایا دوست رکھ
اسکو جو علی کو دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ

اس کا ثبوت کہ ۲۵۔ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ سفر حجۃ الوداع مین یوم شنبہ اور ۹ ذیحجہ عرفہ مین دوشنبہ اور ۱۸۔ ذیحجہ یوم غدیر خم مین پنجشنبہ تھا۔ یہی پنجشنبہ سترون بہ ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ کو ہوتا ہے جس کا دسوان دن ۹ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو یوم شنبہ تھا چنانچہ دوقایع سنہ ۱۱ھ روضۃ الصفا ج۔ ۲ صفحہ ۲۰۱ ۔ در روز دوشنبہ سادس عشرین صفر فرمانداد کہ طایفۂ از مسلمانان تہیہ اسباب مقابلہ ومقاتلہ لشکر روم پردازند و بعد دیگر اسامہ بن زید بن حارثہ فرمود کہ ترا امیر این لشکر ساختہ ام بر و تا بنواحی موتہ کہ پدرت را کشتہ اند و بر سر آن جماعت تاختن کن و آتش در اماکن و امتعہ ایشان زن و در رفتن تعجیل نمائی تا پیش از وصول خبر بر سر آن قوم رسی و اگر خدای تعالی نور ا بر ایشان ظفر دہد زیادہ توقف منمائی و زود باز آئی و جاسوسان از پیش روان کن و راہ بران ہمراہ خویش گردان و در روز چہارشنبہ ثامن عشرین ان سرور را شب و درد سر عظیم روی نمود و در روز پنجشنبہ ہمین ماہ با وجود انحراف مزاج مبارک لوای بدست فرخندہ جہت اسامہ بستہ باو گفت اغز بسم اللہ و فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ و اسامہ لوا را برگرفتہ و بیرون رفتہ بہ بریدہ بن الحصیب داد تا صاحب لوا آن لشکر او باشد و اسامہ موضع جرف را منزل ساخت تا سپاہ در آنجا مجتمع کردند و از موقف نبوت فرمان واجب الاذعان صادر گشت کہ صدیق و فاروق و ذی النورین وغیرہم از اعیان مہاجر و اشراف انصار در آن سفر با اسامہ موافقت نمایند بر خاطر بعضی از یاران گران آمدہ زبان طعن دراز کردہ گفتند رسول اللہ این غلام را بر مہاجرین اولین وجماعتی این چنین حاکم گردانیدہ سخن طاعنان بسمع حبیب ملک منان رسید عظیم خشمناک شد و عصابہ بر سر مبارک بست با وجود صداع از منزل مقدس بیرون آمد بر منبر رفتہ بعد از شکر و سپاس فرمود کہ یا معشر الناس

باقی حاشیہ صفحہ ۷۱

محصل آنچه در کتاب اعلام الوری و ربیع الابرار
درین باب مسطوره مذکور شده این است
که حضرت مقدس نبوی در وقت مراجعت
از مکه چون بغدیر خم رسید فرمود تا زیر
درختان آن موضع را صفا دادند و پالانهای
شتران را جمع کرده بر زبر یکدیگر نهادند
آنگاه باشارت آنحضرت بلال موذن ندا
کرد الصلوة جامعة و بروایتے ندا کرد حیّ
علی خیر العمل خلق مجتمع گشته رسول
الله بر بالائے آن پالانها بر آمد و علی
نیز بامر آن سرور بر آن موضع بر آمد در
پہلوئے راست او بایستاد و حضرت
ختمی پناه زبان خجسته بشکر و سپاس حضرت
عزت کشود و خلائق را نصیحت فرمود و
از مرگ خویش ایشان را خبر داده فرمود که
مرا بدار باقی میخوانند و زود باشد که
اجابت کنم۔

اسکو جو علی کو دشمن رکھے اور مخذول فرما
اسکو جو علی کو مخذول کروانے اور نصرت
کر اسکی جو علی کی نصرت کرے اور پھیر دے
حق کو علی کی جانب جدہر علی پھر جائے
اس باب مین اعلام الوری اور ربیع الابرار
مین جو کچھ ہے اسکا محصل یہ ہے کہ جناب
رسول جب مکہ سے پلٹتے وقت غدیر خم
مین پہونچے تو ارشاد فرمایا کہ ان درختون
کے نیچے صفائی کیجائے اور پالان
شتر کو ایک دوسرے پر رکھ کر منبر بنایا
جاوے اسوقت حضرت کے حکم سے
بلال نے الصلوۃ جامعہ سے بروایت
دیگر حیّ علی خیر العمل کی ندادی جب
سب لوگ مجتمع ہوگئے تو رسول اللہ بالائے
منبر رونق افروز ہوئے۔ اور حضرت علی
بھی داہنے جانب کھڑے ہوگئے اور ختمی
مرتبت نے حمد و سپاس الٰہی سے لب کشائی فرمائی
اور حضار کو وعظ و نصیحت کی اور اپنی رحلت کی پیشینگوئی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ عالم جاودانی سے میری طلبی
ہو رہی ہے۔ عنقریب مین قبول دعوت کرلون گا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ این چه سخن است که در باب امارت اسامه از شما بمن رسیده اگر امروز طعن در امارت وے می کنند البته طعن
در امارت پدر وے یعنی زید بن حارثه طعن کرده اید بخدا سوگند که زید شائسته امارت بود و بعد از وے پسرش نیز شائسته امارت است
اکنون وصیت مرا در شان بخیر و نیکوئے قبول کنید که او از جمله اخیار شما است پس چون حضرت مقدس نبوی ازین حدیث فارغ گشت از منبر
زود آمده بجانب حجره همایون شتافته و این قضیه در روز شنبه عاشر ربیع الاول دست داد و در دین روز طائفه که مامور گشته بودند که
با اسامه بروند فوج فوج بمنزل اقدس می آمدند و آنحضرت را وداع کرده بلشکر گاه می شتافتند و در آن روز مرض بر رسول الله
سمت تزاید پذیرفته روز یکشنبه یازدهم ماه مذکور اسامه از لشکر خویش بعزم وداع آنحضرت بیرون آمد و بر بالین مبارکش حاضر شده
سر و دست آنحضرت را بوسید و مرض رسول الله در آن روز چنان اشتداد یافت که قوت تکلم نداشت اما دستهاے مبارک بر آسمان
می داشت و بر اسامه فرود می آورد و اسامه گوید که معلوم کردم که مرا دعا میکند بعد از آن اسامه از حجره رسول الله بیرون آمده بلشکر گاه
رفت و شب در آنجا توقف کرده صباح دوشنبه بار دیگر بخدمت آنحضرت مبادرت نمود در آن زمان رسول الله را خوشی روی نموده بود
و اسامه را وداع کرده فرمود اعزم علی برکة الله۔
بنابر فرموده پیغمبر بمعسکر معاودت نموده فرمان داد تا لشکر بآن کوچ کنند و چون خواست که خود سوار شود مادرش ام ایمن باو پیغام داد که رسول الله

و از میان شما بیرون روم و در میان
شما دو چیز میگذارم که اگر دست بران
زنید گمراه نشوید و آن دو چیز
کتاب خداست و عترت من و این هر دو
جدا نشوند تا بر لب حوض کوثر بمن رسند
آنگاه فرمود که ای گروه مردم کیست
اولی بشما از نفسهای شما مجموع جواب
دادند که خدای عزوجل و رسول او
فرمود که هر که من بدو اولی ام از نفس
او علی بدو اولی است از نفس او
دست علی را گرفته از پالانهای
شتر برداشت چنانچه قدم امیر
بر سر زانوی پیغمبر رسید فرمود هر کرا
من مولای اویم علی مولای اوست
بار خدایا دوست دار آنرا که او را دوست
دارد و دشمن دار آن را که او را دشمن
دارد و یاری ده آنکس را که او را
یاری دهد و مخذول گردان آنکس که
او را مخذول دارد و فرو گذارد پس
فرود آمد و در خیمۂ خاص بنشست و فرمود
که امیر المومنین علی در خیمۂ دیگر بنشیند
بعد از آن طبقات خلائق را امر کرد
که بخیمۂ علی رفتند و زبان تهنیت
بحضرت کشادند و چون مردم

اور تمہارے درمیان سے دوسرے
عالم کا عازم ہونگا اور تم میں دو
چیزین کو چھوڑجاونگا اور وہ دو چیزین
کتاب اللہ اور میری عترت ہے
یہ دونوں حوض کوثر تک ایک دوسرے
کا ساتھ نہ چھوڑین گے اس کے بعد
ارشاد ہوا کہ اے حاضرین وقت تمہارے
نفسوں سے تمہارے نزدیک اولی
کون ہے سب نے باتفاق لفظ جواب
دیا کہ خدا اور اس کا رسول۔ ارشاد
فرمایا کہ ہر وہ شخص جس کے نفس سے
میں اولی ہون علی بھی اس کے نفس سے
اولی ہے اور علی کا ہاتھ پکڑ کر پالان شتر سے
اوٹھالیا اتنا بلند کیا کہ علی کے قدم
رسول کے زانون تک پہونچ گئے اور
ارشاد فرمایا جس شخص کا مین مولا
ہون علی بھی اس کے مولا ہین معبود
انکو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے
اور اوسے دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے
اور انکی نصرت کر جو علی کی نصرت
کرے اور انکو چھوڑ دے جو علی کو چھوڑ دے
اس کے بعد خیمۂ خاص مین فروکش ہوئے
اور حکم دیا کہ امیر المومنین علی دوسرے
خیمہ مین نشست فرمائین اس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ درحالت نزع است لاجرم اسامہ بازگشته اصحاب نیز مراجعت کردند صفحہ ۲ مین بذکر خلافت حضرت ابوبکر مرقوم ہے۔ وکانت خلافته مدت سنتین وثلاث اشهر وعشر لیال وکان مولده بعد عام الفیل بثلاث سنین۔ یعنی مدت خلافت (حضرت ابوبکر) دو سال تین مہینے دس راتین انکی ولادت سنہ فیل کے تین برس بعد واقع ہوئی۔

ازین امر فارغ شد امہات	گروہ خلائق کو ماموں فرمایا کہ علی کے
بفرمودہ خواجۂ کائنات نزد	خیمہ مین جاکر تہنیت دین جب لوگ
علی رفتہ اورا تہنیت گفتند وان	اس سے فارغ ہوگئے تو اُمہات
جملہ اصحاب عمر بن الخطاب گفت	(مومنین) کو حکم دیا کہ علی کے پاس
خوشا حال تو اے علی کہ صباح کردی	جاکر تہنیت ادا کرین اور منجملہ تمام صحابہ
مولاے من و مولاے جمیع مومنین	کے عمر بن خطاب نے کہا اے علی
و مومنات۔	خوشا حال آپ پر آپ تو ہیں بیگر
	اور تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہوگر

مورخ حبیب السیر اپنی تاریخ جز سوم جلد اول مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ھ کے صفحہ ۷۶، ۷۷ مین لکھتے ہین

درکشف الغمہ[۵] مسطور است۔ این آیہ نازل شد یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی فی استخلاف علی والنص علیہ بالامامۃ فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس و بلال باشارت آنحضرت ندا کرد کہ الصلوۃ جامعۃ و بر روایتے آوردہ اند کہ حی علی خیر العمل و خلائق مجتمع گشتہ رسول اللہ صلعم بر بالاے آن پالانہا برآمد و علی مرتضی نیز بفرمودہ آنحضرت بالا رفتہ بر یمین سید المرسلین بایستاد و آن سرور بعد از حمد و ثناے باریتعالی از انتقال خویش بعالم بقا مردم را آگاہ گردانید و فرمود کہ من درمیان شما دو امر عظیم میگذارم اگر دست در آن زنید گمراہ نہ شوید و یکے از آن دو بزرگ تر است از دیگرے و آن دو چیز گرانمایہ قرآن است و اہلبیت من و این ہر دو از یکدیگر جدا نشوند تا در لب حوض کوثر بمن رسند پس فرمود کہ ایھا الناس الست اولی بکم من انفسکم آیا نیستم من اولی بشما از نفسہاے شما از اطراف و جوانب آواز برآمد کہ بلے آنحضرت فرمود ہر کہ من اولی ام با و از نفس او علی بدو اولی است از نفس او و آنگاہ دست شاہ ولایت پناہ را گرفتہ گفت من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ و ادر الحق معہ حیث کان۔

پس امیر المومنین کرم اللہ وجہہ بموجب فرمودہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم در خیمہ نشست تا طوائف خلائق بملازمت رفتہ لوازم تہنیت بتقدیم رسانیدند و از جملہ اصحاب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب ولایت مآب را گفت بخ بخ یا ابن ابی طالب اصبحت مولای و مولا کل مومن و مومنۃ خوشا حال تو

---

۵ ترجمہ (کشف الغمہ) فی تاریخ الائمہ لعلی بن عیسی الاربلی المتوفی ۶۹۳ھ (کشف الظنون)

اے پسر ابوطالب بامداد کردی در وقتیکہ مولائے من و مولائے ہر مومن و مومنہ بودی بعد از آن امہات مومنین برحسب اشارت سید المرسلین بخیمۂ امیر المومنین رفتہ شرط تہنیت بجا آوردند و بروایت علمائے مذہب امامیہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ درین روز نازل گشت وحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔

اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی بن ابیطالب

حاصل ترجمہ۔ مورخ حبیب السیر[۵] تاریخ کشف الغمہ کے حوالہ سے لکھتے ہین کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یعنی اے رسول پہونچا دو اس امر (حکم) کو جو تم پر تمہارے خدا کیطرف سے نازل ہوا یعنی (جناب علی علیہ السلام کے خلافت اور امامت کے نص ہین) پس اگر ایسا نہ کیا پس نہ پہونچایا تم نے ہماری رسالت کو اور خدا تم کو لوگون کے شر سے بچائیگا۔ جب حضرت بلال نے الصلوۃ جامعۃ سے بروایت لفظ حی علی خیر العمل سے موافق اشارہ حضرت رسول صلعم کے ندا دی اصحاب جمع ہوئے اس کے بعد رسول مقبول بالائے منبر تشریف فرما ہوئے اور علی مرتضی موافق فرمانے کے حضرت صلعم کے داہنے جانب کھڑے ہوگئے اسوقت رسول خدا صلعم حمد و ثنائے الٰہی کے بعد اپنے رحلت آخرت سے لوگون کو آگاہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تم مین دو امر عظیم چھوڑتا ہون جو ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے اگر دونون چیزونکو پکڑو گے تو گمراہ نہ ہوگے۔ وہ دونون نفیس چیزین قرآن اور اہلبیت ہمارے ہین اور وہ دونون ایک دوسرے سے میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونے تک جدا نہ ہون گے۔

پھر فرمایا کہ (ایہا الناس کیا مین کل مومنین کے لئے اُن کے نفوس سے اولی نہین ہون) ہر جانب سے آواز آئی کہ سچ فرمایا آپنے آنحضرت نے فرمایا جس کے نفوس سے مین اولی ہون علی اولی ہے اون کے نفسون سے اُسوقت جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑکر کہا کہ جسکا مین مولا ہون پس یہ علی بھی اوسکا مولا ہے خدایا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے اور مخذول فرما اسکو جو علی کو مخذول گردانے اور نصرت کر اُسکی جو علی کی نصرت کرے اور پھیر دے حق کو علی کیجانب جدہر علی پھر جائے۔

پھر علی علیہ السلام موافق فرمانے رسول مقبول صلعم کے خیمہ مین بیٹھے اور گروہ خلائق کا حضور ولایت مآب مین پہونچکر مراسم تہنیت بجالایا منجملہ اصحاب کے امیر المومنین عمر بن الخطاب نے جناب ولایت مآب سے کہا کہ مبارک ہو اے فرزند ابوطالب تم نے اس حال مین صبح کی کہ میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہوئے، بعد اس کے امہات مومنین موافق اشارہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کے خیمہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام مین جاکر رسم تہنیت بجالائین علمائے امامیہ کے روایت سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا

---

[۵] ترجمہ (تاریخ حبیب السیر) حبیب السیر فی اخبار افراد البشر، فارسی لغیاث الدین بن ہمام الدین المدعو بخواندمیر وہو تاریخ کبیر لخصہ من تاریخ والدہ المسمی بروضۃ الصفا × × × × وہو ثلث مجلدات کبار من الکتب الممتعۃ المعتبرۃ الخ المتوفی ۹۴۲ھ (کشف الظنون)

اور رسول مقبول نے ارشاد فرمایا کہ تکبیر کرتا ہون اکمال دین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پر کہ خداوند عالم میری رسالت اور علی ابن ابی طالب کی ولایت سے راضی ہوا

پوشیدہ نرسہے کہ خطبہ مین من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ کے بعد اصحاب کبار اور ازواج رسول مختار کا حضرت علی علیہ السلام کو مولائے مومنین ہونے کی مبارک باد دینا اور تقریب غدیر خم کو یوم عید ورود تہنیت گردانا واضح طور پر حضرت علی علیہ السلام کی مولائیت کا جو عظیم المرتبت مقصود ظاہر کرتا ہے وہ ارباب بصیرت کے لئے ہرگز محتاج شرح نہین ہے علی الخصوص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا رسم تہنیت ادا اور ازواج مین حضرت عائشہ اور حفصہ دختران حضرت ابوبکر و عمر کا آنحضرت صلعم کے اشارہ سے خیمۂ امیر المومنین مین جا کر تعمیل حکم رسول مقبول سے تہنیت ادا کرنا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہ جناب علی علیہ السلام کے ولایت اور خلافت کے باب مین عہد لیا گیا ہے

فی تاریخ حبیب السیر جزسیوم جلد اول ص ۹ مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ء۔

درکشف الغمہ مسطور است کہ محمد بن اسحاق راعقیدہ آنست کہ واقعۂ ہائلہ حضرت خیر البریہ علیہ السلام والتحیہ در دوازدہم ربیع الاول سمت وقوع پذیرفتہ۔ روایت اشہر اکثر آنکہ دوازدہم بودہ۔

تاریخ کشف الغمہ میں ہے کہ محمد بن اسحاق (صاحب سیرت) کا اعتقاد ہے کہ واقعہ وفات رسول خدا بارہ ربیع الاول کو واقع ہوئی۔ زیادہ تر مشہور یہی بارہ ربیع الاول کی ہے۔

ایضاً ص۱۱ در کتاب (روضۃ الاحباب) سمت تحریر پذیرفتہ کہ وفات فاطمہ رض در شب سہ شنبہ سوم ماہ رمضان وقوع یافتہ پس از وفات پیغمبر شش ماہ۔

کتاب روضۃ الاحباب (جمال الدین محدث) مین نقل کرکے قبول کیا ہے کہ وفات جناب فاطمہ علیہا السلام تیسری شب ماہ رمضان مین بعد وفات رسول خدا کے چھ مہینے پر واقع ہوئی۔

بیشک ابن اسحاق نے بارہ ربیع الاول وفات النبی جو ۲۰ صفر کا جو دہوان روز ہے اختیار کیا ہے۔ اور اسی کو مورخ روضۃ الصفا پدر حبیب السیر نے بالکل اسی نہج سے لکہا ہے دیکھو حاشیہ ص۸ کتاب ہذا

در عمدہ القاری شرح صحیح بخاری للعلامہ عینی حنفی جلد ۸ ص۴۵۲ مطبوعہ مصر ۱۳۴۸ھ باب بعث النبی اسامہ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ

قال ابن اسحاق لما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامہ لواء بیدہ الخ۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ (۲۸) صفر چہارشنبہ کو رسول اللہ صلعم کے تپ اور درد سر کا آغاز ہوا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو حضرت نے اسامہ کے لئے اپنے دست مبارک سے لواء جنگ درست فرمایا۔ باقی تفصیل آگے نمبر (۳) ابن اسحاق مین اگلی اسی ۲۹ ر صفر (پنجشنبہ) کے راجعت سے ۱۸ ر ذیحجہ یوم غدیر کو (پنجشنبہ) اور ۹ ر ذیحجہ عرفہ کو (دوشنبہ) ۲۵ (ذیقعدہ) کو سہ شنبہ یہی سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول اور تیسری ماہ رمضان میں واقع ہوتا ہے۔ (دیکھو نقشہ دوم)

لیکن تمام ارباب سیر نے غلط طور سے ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) کی جگہ بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) لکہا ہے اور دوسری حدیث کے موید جو مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے دس راتو نکی ہے وہ اسی ۱۱ ربیع الاول ۱۱ھ کے شام یعنی بارہوین شب (دوشنبہ) سے ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ تک دس راتین ٹھیک ہوتی ہین۔

اور نواب محمد علی خان والی ٹونک نے قرۃ العیون شرح سرور المحزون (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) کے حصہ ششم ص۸۱ مین انہین تاریخون کے حساب سے لکھا ہے کہ اسی گیارہوین سال صفر کی ۲۶ تاریخ دوشنبہ کے روز حضرت نے فرمایا کہ درستی سامان لشکر کے واسطے لڑائی روم کی کرین دوسرے دن (۲۷ صفر سہ شنبہ) اسامہ بن زید کو بلا کر فرمایا کہ تم کو مین اس لشکر کا امیر کرتا ہون × × × × × × × اور حضرت اسی مہینہ کی ۲۸ صفر تاریخ کو بیمار ہوئے اور عارضہ تپ اور درد سر کا تھا اور دوسرے دن (۲۹ صفر) باوجود بیماری کے آپ نے اپنے

(باقی آیندہ)

چنانچہ زرقانی علی المواہب جلد ہفتم صـ۱۵ مین ہے

ورویٰ الدارقطنی عن سعد (بن ابی وقاص) قال لما سمع ابوبکر وعمر ذلک قالا امسیت یا ابن ابی طالب مولیٰ کل مومن ومومنۃ

حافظ دارقطنی نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے جبکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے حضرت کا ارشاد (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) سنا تو کہا کہ اے فرزند ابوطالب تم نے اس حال مین شام کی کہ تمام مومنین مرد اور تمام مومنات عورت کے مولا ہوئے۔

نیز کتاب ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری مین مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے حوالہ سند سے یہ حدیث مرقوم ہے

عربی	اردو
عن عمر بن الخطاب قال نصب رسول	جناب عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ سرور عالم
الله عليا فقال من كنت مولاه فعلی مولاه	صلعم نے علی علیہ السلام کو کھڑا کر کے
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه	ارشاد کیا کہ جسکا مین مولا ہون اسکا
واخذل من خذله وانصر من	علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست
نصره اللهم انت شهيدی عليهم قال	رکھ اُسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ
عمر وكان فی جنبی شاب حسن	اُسے جو اُسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے اُسے
الوجه طيب الريح فقال لی يا عمر لقد	جو اُسے چھوڑ دے اور نصرت دے اُسے
عقد رسول الله صلعم عقدا لا يحله	جو اُسے نصرت دے اے میرے پروردگار
الا منافق فاحذر ان تحله قال عمر	تو میرا ان پر گواہ ہے عمر رضی اللہ عنہ کہتے
فقلت يا رسول الله انك حيث قلت	ہین میرے پہلو مین ایک نوجوان خوبصورت

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ دست مبارک سے ایک لوا یعنی نشان اسامہ کے واسطے بنایا اور بڑے بڑے سردارن مہاجرین والانصار کو مثل صدیق اکبر[۱] اور فاروق اعظم[۲] اور عثمان[۳] ذوالنورین اور سعد[۴] بن ابی وقاص اور ابوعبیدہ[۵] بن الجراح اور سعید[۶] بن زید اور قتادہ[۷] بن نعمان اور سلمہ[۸] بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہم کو حکم کیا کہ اس لشکر مین ہمراہ اسامہ کے جاوین یہ بات بعضون پر شاق و دشوار ہوئی۔ اور از روے طعن کے کہنے لگے کہ اس غلام کو حضرت نے مہاجرین اولین اور انصار نصرت شعار پر امیر کیا ہے رفتہ رفتہ یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گذار ہوئی آپ کمال غضب مین آئے غرضکہ یہ معاملہ ارشاد حضرت کا دسوین تاریخ ۱۰ ربیع الاول کو ہوا۔

نوٹ۔ یہ دسوین ربیع الاول نہین تھی بلکہ ۹ ربیع الاول یوم شنبہ تھا جو ۲۹ صفر (چہارشنبہ) کا دسوان دن تھا جبکہ حضرت نے صحابہ کے کلمات طعن کے سماعت فرماکر کمال غضب مین آئے تو یہ جملہ بھی فرمایا تھے جہزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا۔

(دیکھو کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان مطبوعہ مطبع شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۱ھ)

فی علی کان فی جنبی شاب — سوندھی خوشبو والا کھڑا تھا مجھ سے
حسن الوجه طیب الریح قال — کہنے لگا اے عمر البتہ سرور دین پناہ
کذا و کذا قال نعم — صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی گرہ لگائی
یا عمر انه لیس من ولد آدم — ہے کہ منافق کے سوا اُسکو کوئی نہین
لکنہ جبرئیل اراد یؤکد — کھولے گا پس تو اس کے کھولنے سے
علیکم ما قلته فی علی۔ — ڈر تا رہ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

کہ پھر مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جبکہ حضور نے علی علیہ السلام کے حق مین ارشاد کیا تھا میرے پہلو مین ایک نوجوان خوبصورت سوندھی بو والا موجود تھا۔ اُس نے مجھ سے ایسے اور ایسے کہا حضرت صلعم نے فرمایا اے عمر وہ شخص آدم کی اولاد مین سے نہین تھا۔ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور میرے کہنے کی تائید کرنے کیلئے آئے تھے جو کچھ مین نے تم سے علی کے بارہ مین کہا تھا۔

(صفحہ ۵۶۵ ارجح المطالب باب چہارم)

حدیث مذکورہ سے صاف صاف خود حضرت عمر کا بیان واضح کرتا ہے کہ واقعہ غدیر جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کے مقدمہ مین عہد و اقرار کا تھا جیسے جناب موسیٰ علیہ السلام کے آخر عمر مین اسی ۱۸۔ ذیحجہ کو جناب یوشع علیہ السلام کے وصایت و خلافت کے عہد و اقرار مین تھا جس کے ثبوت مین شاہ عبد القادر محدث دہلوی بہ تفسیر آیہ اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا مین یہ تفسیری حاشیہ تفسیر موضح القران صفحہ ۱۰۱ سنہ ۱۲۴۲ھ مین لکھتے ہین "

یہ بیان فرمایا بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰ کے آخر عمر مین یہ قرار لے رہین۔
یہ سورت مائدہ[۱] حضرت کے آخر عمر مین نازل ہوئی شاید ہم کو سنایا اسواسطے ہم کو بھی تقید ہے ایک عہد اُس اُمت سے تھا کہ جو رسول بعد پیدا ہون اُنکی مدد کرو اُسکی بدل ہم سے یہ ہے کہ خلفا کی اطاعت کرو۔ یہ مذکور بارہ سرداروں کا بیان فرمایا اسی اشارہ کو حضرت نے بتایا ہے کہ میری امت مین بارہ[۱۲] خلیفہ ہون گے قوم قریش سے اور فرمایا جو خرابی ہو گی پہلے

[۱] تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن خان۔ ج۔ ۳ صفحہ ۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ مین بہ تفسیر سورہ مائدہ یہ مضمین این جو آخر عمر رسول اللہ میں نازل ہونے کی تائید و تصدیق کرتی ہین عن محمد بن کعب القرظی قال انھا نزلت فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ۔ محمد بن کعب قرظی نے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ (۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم) کے نازل ہوا۔
و اخرج ابو عبید عن ضمرۃ بن حبیب و عطیۃ بن قیس قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المائدۃ من آخر القرآن تنزیلا ابو عبید نے ضمرہ بن حبیب و عطیہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ سورہ مائدہ از روی تنزیل قرآن کا آخر سورہ ہے صفحہ ۱۶ مین بہ تفسیر آیہ اکمال دین یہ روایت مرقوم ہے۔ قال ابن عباس مکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نزول ھذہ الآیۃ

(باقی آئندہ)

امت مین سو ہو گی تم مین وہ خراب ہوئے پیغمبر دن کی مخالفت سے یہ امت خراب ہوئی خلیفہ پر خروج کر کے۔"

اور کتاب جامع عباسی پانزدہ بابی مولفہ علامہ بہاء الدین محمد عاملی المتوفی سنہ ۱۰۳۰ھ صفحہ ۴۹ مطبوعہ نولکشور

واقعہ ۱۸۔ ذیحجہ یوم غدیر خم مین مذکور ہے۔

روز نصب آنحضرت (علی علیہ السلام) بامامت بحجۃ ہم ذیحجہ سال دہم از ہجرت × × × و

ہمین روز موسیٰ ع بر ساحران غالب آمد ودر ہمین روز ابراہیم از آتش نجات یافت ودر ہمین روز موسیٰ ع وصی خود یوشع

وسلیمان آصف را تعیین نمودند وسایر اوصیا درہمین روز تعیین شدہ اند۔

اسی غدیر خم مین بہت سی باتین حضرت نے فرمائین چونکہ یہان بہت بڑا عظیم الشان خطبہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ احد وثمانون یوما ثم قبض اللہ الیہ۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی دن ٹھہرے پھر لے لیا اللہ نے اپنے طرف یعنی وفات کی آپ نے۔

اور صفحہ ۸۹ سطر ۹ و ۱۰ مین تفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک یہ حدیث مرقوم ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال نزلت ہذہ الآیۃ یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب۔ یعنی ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک یوم غدیر خم مین جناب علی علیہ السلام کے درولایت و خلافت یا امامت حقہ نازل ہوا

وعن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ہم لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آیہ تبلیغ کو یون پڑہتے تھے کہ اے رسول پہونچا دو اس حکم کو جو تم پر نازل کیا گیا ہے کہ علی کل مومنین کا مولا ہے اور اگر تم نے اس حکم کو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی نہ ادا کی۔

تفسیر فتح العزیز (شاہ عبد العزیز محدث دہلوی) پارہ عم مترجمہ اردو مطبوعہ مطبع مصطفائی محمد مصطفی خان لکہنو سنہ ۱۲۶۷ھ۔ بہ تفسیر سورہ والشمس والضحاہا صفحہ ۱۵۰ مین ہے النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی دیکھنا حضرت علی کے منہ کی طرف عبادت ہے۔ بہ اسوقت وجود شریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مثل وجود شریف نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تہا۔

سنہ ۴۰ھ۔ اور یہ مقدمہ چالیس سال ہجری مین واقع ہوا اور آپ کی شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہوگئی اور کوئی قائم مقام اس رتبہ کا نہ رہا × × × اور نور اس ولایت کا جسکے آپ حامل تھے نسلا بعد نسل آپکی اولاد میں ہوتا رہا اور امام اپنے وقت کا ہوتا رہا۔

اور ایک سوانحہ عجیبہ سے آپکی شہادت کے یہ ہے کہ اوس دن بیت المقدس مین کوئی پتھر نہ تہا جس کے نیچے سے خون جوش نہ مارتا تہا۔ (واللہ اعلم)

اور تفسیر موضح القرآن شاہ عبد القادر محدث دہلوی کے صفحہ ۲۵۵ سورہ اعراف مین ہے، ف فائدہ حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی امت مین امام تھے الخ

عبقات الانوار جلد کے صفحہ ۱۴۲ مین محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب مین بعد ذکر حدیث منزلت لکہا ہے۔

قال الحاکم النیسابوری ہذا حدیث دخل فی حد التواتر وقد نقل عن شعبۃ بن الحجاج انہ قال فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ وکان ہارون افضل من موسی فوجب ان یکون علی افضل من کل من محمد (صلی اللہ علیہ) صیانۃ لہذا النص الصحیح الصریح۔ (ترجمہ)

کہا حاکم نیشاپوری نے کہ یہ حدیث داخل ہے حد تواتر مین اور بیشک نقل کیا ہے شعبہ ابن حجاج سے اسلئے کہ اس نے کہا ہے اپنے قول مین جو علی کے لئے ہے۔ فرمایا حضرت نے کہ اے علی تو مجہسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی کے اور ہارون امت موسیٰ مین سب سے افضل تھے لہذا امت محمدی مین بنا بر اس حدیث کے علی سب سے افضل ہوئے۔ حفاظت کرتی ہے یہ نص صحیح صریح۔



حضرت نے فرمایا جسکو جو بات یاد تھی اُس نے اُسکی روایت کر دی ۔

چنانچہ تاریخ وفیات الاعیان قاضی ابن خلکان حصہ ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۴ . ۱۳۱۰ھ مین بذکر مستنصر باللہ یہ مرقوم ہے ۔

كانت ولادة المستنصر صبيحة	مستنصر اللہ کی ولادت سہ شنبہ کی صبح جبکہ
يوم الثلاثاء لثلاث عشرة	ماہ جمادی الآخرہ ۴۲۰ھ کی تیرہ راتین
بقيت من جمادى الآخرة سنة	باقی تھین اور وفات پائی پنجشنبہ مین
عشرين واربعمائة وتوفي ليلة	جبکہ بارہ راتین باقی تھین ماہ ذیحجہ ۴۸۷ھ
الخميس لاثنتي عشرة ليلة بقيت	کی رحمت کرے اللہ تعالی (قاضی ابن
من ذي الحجة سنة سبع وثمانين	خلکان لکھتے ہین) کہ یہ شب پنجشنبہ
واربعمائة رحمه الله تعالى	شب عید غدیر یعنی شب ۱۸ ذیحجہ تھی اور یہ
(قلت) وهذه الليلة هي ليلة	غدیر خم جس کے حرف خا کو ضمہ اور حرف میم کو
عيد الغدير اعني ليلة الثامن عشر	تشدید ہے دیکھا مین نے مجمع کثیر کو
من ذي الحجة وهو غدير خم بضم الخاء	سوال کرتے اس شب ۱۸ ذیحجہ سے جبکہ
وتشديد الميم ورأيت جماعة	وہ شب غدیر ۱۸ ذیحجہ مین واقع ہو اور
كثيرة يسألون عن هذه الليلة متى	غدیر خم ایک جگہ ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے
كانت من ذي الحجة وهذا المكان	اُنھین تالاب پانی کا ہے کہا جاتا ہے اُس کیلئے
بين مكة والمدينة وفيه غدير ماء	کہ وہ اُس جگہ ایک جھاڑی ہے جبکہ واپس
يقال انه غيضة هناك ولما	ہوئے رسول صلعم مکہ شریف سے سنہ حجۃ الوداع
رجع النبي صلعم من مكة شرفها	مین اور پہونچے اس مقام غدیر خم پر
الله تعالى عام حجة الوداع ووصل	تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنی اخوت
الى هذا المكان واخى علي	کا شرف عطا کرکے ارشاد فرمایا
بن ابي طالب رضي الله عنه قال	کہ علی میرے لئے اُسی منزلت پر ہین
علي مني كهارون من موسى	جس منزلت پر موسی کیلئے ہارون تھے
اللهم وال من والاه وعاد من	الٰہی دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے
عاداه وانصر من نصره واخذل	اور دشمن رکھ اس سے جو علی سے دشمنی
من خذله قال الحازمي هو واد بين	رکھے اور نصرت فرما اُسکی جو علی کی نصرت
مكة والمدينة عند الجحفة غدير	کرے اور چھوڑ دے اُس کو

عندہ خطب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔	جو چھوڑ دے علی کو کہا ہے حافظ حاذقی نے کہ یہ غدیر خم میدان ہے درمیان مکہ اور مدینے کے علاقہ جحفہ میں جس کے نزدیک رسول خدا صلعم نے خطبہ دیا تھا ۔



اس حدیث منزلت کو یوم غدیر میں فرمانے کی تصدیق اس قول جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ہوتی ہے جو ۱۸۔ ذیحجہ غدیر خم کے روز اپنے پدر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ موجود تہین ۔

چنانچہ ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری شمس الدین صاحب اسنی المطالب وحصن حصین کے سند سے لکھتے ہین ۔

عن ام کلثوم بنت فاطمۃ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم قالت انسیتم قول رسول اللہ یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ ۔	اسنی المطالب شمس الدین جزری مین بروایت ام کلثوم بنت فاطمہ مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم نے ارشاد کیا کہ کیا تم لوگ رسول اللہ کا وہ قول بہول گئے جو انحضرت نے بروز غدیر خم علی کے باب مین فرمایا تھا کہ من کنت

مولاہ فعلی مولاہ نیز فرمایا تھا کہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ ۔

ایضاً

اور کتاب المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار مین ہے

قال ابن زولاق وفی یوم ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ سنۃ اثنتین وستین وثلثمائۃ وھو یوم الغدیر تجمع خلق من اہل مصر والمغاربۃ ومن تبعہم للدعا لانہ یوم عید لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد الی امیر المومنین علی بن ابی طالب فیہ واستخلفہ فاعجب المعز ذلک من فعلہم وکان	ابن زولاق کہتے ہین کہ زمانہ معز باللہ ۳۶۲ھ اٹھارہوین ذیحجہ کو جو یوم عید اہل مصر اور مغاربہ اور اُن کے تبعین دعا کیلئے مجتمع ہوتے تھے اس لئے کہ اس روز رسول اللہ نے امیر المومنین کو اپنا خلیفہ وجانشین بنایا تھا اور عہد خلافت اُن سے متعلق کیا تھا پس معز باللہ اہل مصر کے اس فعل سے اور اس روز دعا کرنے اور عید منانے سے نہایت متعجب ہوا اور یہ اہل

هذا اول ما عمل بمصر۔ مصر کا پہلا عمل تھا۔

مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری اپنے ارجح المطالب جلد۔ ثانی باب چہارم مین بسلسلہ تفسیر آیہ کریمہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔ حافظ ابوعبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی کے کفایۃ الطالب کے حوالہ سے لکھتے ہین۔

هکذا ذکرہ شیخ محی الدین نووی فقال ابوبکر النقاش[1] انھا نزلت فی بیان الولایۃ لعلی

ایسے ہی شیخ محی الدین نووی نے ذکر کیا ہے اور ابوبکر نقاش لکھتے ہین کہ یہ آیت حضرت علی کی ولایت مین نازل ہوئی۔ ارجح المطالب باب چہارم اور صفحہ ۶۶ آیت نمبر (۲۱) باب دوم

حسان بن ثابت کا قصیدہ غدیریہ

جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی اس تقریب ولایت (ولیعہدی) کے موقع پر دربار رسالت کے ملک الشعراء حضرت حسان بن ثابت نے ذیل کا قصیدہ رسول اللہ صلعم کی اجازت سے انشاء فرما کر عین جلسہ غدیر مین پڑھا۔

جسکو حافظ ابوبکر ابن مردویہ نے مناقب مین حافظ ابونعیم نے ما نزل من القرآن فی علی مین اخطب خوارزم نے مناقب مین۔ سبط ابن جوزی[2] نے تذکرہ خواص الائمہ مین امام سیوطی نے اپنی کتاب الازہار فیما عقدۃ الشعراء من الاشعار[3] مین تحریر فرمایا ہے۔

یناديھم یوم الغدیر نبیھم (۱) بخم فاسمع بالرسول منادیا

ندا فرماتے تھے رسول مقبول بروز غدیر خم پس کسقدر قابل سماعت ہے آنحضرت کی ندا

وقال فمن مولاکم و ولیکم (۲) فقالوا ولم یبدوا ھناک التعامیا

درانحالیکہ آنحضرت نے لوگون سے استفسار فرمایا کہ تمہارا ولی اور مولا کون ہے

الھک مولانا و انت ولینا (۳) وما لک منا فی الولایۃ عاصیا

---

[1] ترجمہ ابوبکر نقاش اور اُنکا حافظ حدیث ہونا۔ زرقانی۔ ج ۳۔ صفحہ ۱۲ مطبوعہ مصر مین ہے "وروی النقاش والحافظ ابوبکر محمد بن الحسن بن محمد بن زیاد الموصلی ثم البغدادی المقری المفسر احد الاعلام صاحب التصانیف"

[2] مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ مین لکھتے ہین کہ یوسف بن قزعلی سبط الحافظ ابن الجوزی ولد سنۃ ۵۸۱ ببغداد وتفقھا وبرع وسمع من جدہ ابن الجوزی وکان فی صغرہ حنبلیا فصار حنفیا وکان عالما فقیھا واعظا الخ اور تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل لہ مرآۃ الزمان تاریخ جامع ولہ تذکرۃ الخواص الامۃ فی ذکر مناقب الائمۃ۔

[3] کشف الظنون مین ہے کہ الازہار فیما عقدۃ الشعراء من الآثار رسالۃ لجلال الدین سیوطی۔

چنانچہ سب نے (جو نا واقف نہ تھے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا معبود ہمارا مولا اور آپ ہمارے ولی ہین اور ہم مین سے کوئی شخص در باب ولایت آپ کا نافرمان و برادار نہین ہے۔

فقال لہ قم یا علی فاننی (۴) رضیتک من بعدی اماما وھادیا

پس آنحضرت نے فرمایا کہ اے علی اٹھو کہ مین نے پسند کیا تم کو اپنے بعد امام اور ہادی

فمن کنت مولاہ فھذا ولیہ (۵) فکونوا لہ انصار صدق موالیا

پھر فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون علی اوسکا ولی ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ علی کے سچے مددگار اور فرمان بردار رہو۔

فقال رسول اللہ صلعم یا حسان لا تزال مؤیدا بروح القدس (یعنی) رسول مقبول نے ان اشعار کو سن کر فرمایا کہ اے حسان ہمیشہ روح القدس تیرا مؤید ہے۔

حسان بن ثابت کے تیسرے[۳] شعر کے لفظ ولایۃ کے تائید مین یہ روایت

ابو سعید خدری کی تفسیر دُر منثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۲۵۹ سے نقل کیجاتی ہے

واخرج ابن مردویہ وابن عساکر عن ابی سعید الخدری قال لما نصب رسول صلی اللہ علیہ وسلم علیا یوم غدیر خم فنادی لہ بالولایۃ ھبط جبرئیل علیہ بھذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم۔

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جب رسول خدا نے جناب علی کو غدیر خم کے روز نصب کیا اور علی ابن ابیطالب کے ولایت کی ندا کی تو جبرئیل آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لیکر نازل ہوئے۔

اور عقد الفرید شہاب الدین احمد ابن عبد ربہ اندلسی[۱] مطبوعہ مصر ۱۲۹۳ھ جلد ۳ صفحہ ۴۷ مین ہے،

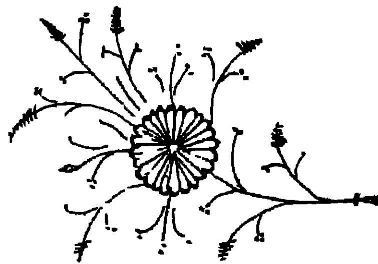
احتجاج مامون الرشید مین ہے۔ قال المامون یا اسحاق ھل تروی حدیث الولایۃ قلت نعم یا امیر المؤمنین۔

مامون الرشید نے کہا اے اسحاق کیا تم حدیث ولایت بھی روایت کرتے ہو اسحاق نے کہا ہان یا امیر المؤمنین۔

---

[۱] ابو الفدا نے اپنی تاریخ مین واقعہ ۳۲۸ھ مین لکھا ہے۔ وبہا ابو عمر احمد بن عبد ربہ بن حبیب القرطبی مولی ھشام بن عبد الرحمن الداخل الی الاندلس الاموی وکان من العلماء المکثرین من المحفوظات کتاب العقد وھو من الکتب النفیسۃ ومولدہ فی سنۃ ست واربعین ومائتین ۲۴۶ھ

قال اروہ ففعلت قال یا اسحاق ارایت ھذا الحدیث (فقال رسول اللہ صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ)۔	مامون الرشید۔ اچھا بیان کرو
	اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث موصوف پڑھی۔
قال یا اسحاق ارائت ھذا الحدیث ھل اوجب علی ابی بکر وعمر مالم یوجب لھما علیہ	تو پھر مامون نے کہا کہ اسحاق تمہارے نزدیک یہ حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ حضرت ابوبکر اور عمر پر جو حق علی کو حاصل ہے وہ ابوبکر اور عمر کو علی پر نہیں ہے۔
اسحاق ان الحدیث انما کان بسبب زید بن حارثۃ لشئ جری بینہ وبین علی وانکر ولاء علی فقال رسول اللہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث۔	اسحاق کہتے ہیں کہ اس حدیث کا باعث تو وہ امر ہے جو زید بن حارثہ اور علی کے درمیان واقع ہوا اور زید نے ولاء علی سے انکار کیا زید کے انکار پر رسول اللہ نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث۔
قال المامون فی ای موضع قال ھذا الیس بعد منصرفہ من حجۃ الوداع	مامون نے کہا کہ رسول اللہ نے یہ حدیث کہاں فرمائی کیا واقعہ حجۃ الوداع سے مراجعت کے وقت کا نہیں ہے۔
قلت اجل	اسحاق نے کہا ہاں۔
قال (مامون) فان قتل زید بن حارثۃ قبل الغدیر کیف رضیت لنفسک بھذا۔	مامون نے کہا زید تو حجۃ الوداع سے پہلے شہید ہو چکے تھے اسحق تم نے یہ لغویات کس طرح پسند کئے۔ الخ۔



اب ہم پھر اپنے سلسلہ بیان پر آگئے

قال

ان روایتون مین ایک فقرہ اکثر مشترک ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

احادیث مین خاص تصریح نہین کہ ان الفاظ کے کہنے کی کیا ضرورت پیش آئی

اقول

یہ شبلی صاحب کا جدید سوال نہین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیات مین خود حضرت سے ایسا ہی سوال کیا گیا ہے یہ وہی ولایت ہے جسکو حضرت نے خدا کے حکم سے آیہ تبلیغ کے نازل ہونیکے بعد فرمایا جسکے بغیر تکمیل دین کا اظہار موقوف تھا اسی کے بعد خدا نے دین کو کامل کرکے اتمام نعمت رسالت وولایت فرمادیا یہ وہی ولایت ہے جسکا سوال موقف حشر مین اُمت سے ہوگا۔

جیسا کہ صواعق محرقہ ابن حجر مکی آیہ رابعہ وقفوھم انھم مسئولون اور ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی کے ص۱۱۲ مین ہے

اخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری ان النبی صلعم قال وقفوھم انھم مسئولون عن ولایۃ علی واھلبیتہ۔

ایضاً

ص۱۱۲ ینابیع المودۃ مین ہے۔ ابو نعیم اخرج بسندہ عن الشعبی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن النبی صلعم فی ھذہ الآیۃ قال عن ولایۃ علی بن ابیطالب۔

اور جسکو محمد اسمعیل شہید دہلوی اپنے کتاب منصب امامت مطبوعہ فاروقی دہلی کے ص۲۷ مین لکھتے ہین

قال النبی صلعم الستم تعلمون	فرمایا رسول خدا نے کیا تم کو معلوم نہین
انی ولی بالمومنین من انفسھم	کہ مین مومنین کے جانون سے بہتر ہون
قالوا بلی فقال اللھم من کنت	کہا کیون نہین پھر فرمایا اے اللہ جسکا مین
مولاہ فعلی مولاہ قال اللہ تعالی	ولی ہون علی بھی اوسکا ولی ہے اور
ویوم ندعو کل ناس بامامھم	فرمایا اللہ تعالی نے اور جسدن بلاوینگے
وقفوھم انھم مسئولون قال النبی	ہم سب کو اُن کے امامون کے ساتھ

ما عمر انهم مسئولون عن ولاية علی ۔	اور ٹھہرا کر و اُن کو اُن سے دریافت ہوگا۔ فرمایا رسول اللہ نے حضرت علی کی ولایت کے بابت دریافت ہوگا ۔

یہ وہی ولایت و امامت ہے جسکو خلفا کے خلافت کے معنون مین محدثین نے بیان کیا ہے ۔ چنانچہ ابن اسحاق اور ابن واضح کاتب عباسی صاحب تاریخ یعقوبی اور صاحب معارف ابن قتیبہ اور امام ابن جریر طبری اور صاحب تاریخ روضۃ المناظر اور صاحب سیرت انسان العیون حلبی وغیرہ نے اپنے اپنے تصنیفات مین ذکر کیا ہے ۔

معارف ابن قتیبہ صہ۵ مطبوعہ مصر ۱۳۰۰ھ مدت خلافت حضرت ابوبکر مین ہے

قال ابن اسحاق فکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشھر وتسع لیال	(حاصل ترجمہ) ابن اسحاق نے کہا ہے کہ کل مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے نو راتین ہین

اور صہ خلافت حضرت عمر بن خطاب مین ہے ۔

قال ابن اسحاق کانت ولایتہ عشر سنین وستۃ اشھر وخمس لیال ۔	ابن اسحاق نے کہا ہے کہ کل مدت ولایت یعنی خلافت حضرت عمر بن خطاب دس سال چھ مہینہ پانچ راتین ہین ۔

(جس کو شبلی صاحب نے الفاروق مین دس برس چھ مہینہ چار دن لکھا ہے)

اور تاریخ ابن واضح کاتب عباسی المعروف بیعقوبی مین مدت خلافت حضرت ابوبکر یہ ہے

وکانت ولایتہ سنتین و اربعۃ اشھر ۔	اور تاریخ یعقوبی مین مدت ولایت یعنی خلافت حضرت ابوبکر دو سال چار مہینہ ہین

اور تاریخ الرسل والملوک طبری جلد اول صہ۲۱۲۹ مطبوعہ لیدن مدت خلافت حضرت ابوبکر مین ہے

کانت ولایۃ ابی بکر سنتین و ثلاثۃ اشھر وعشرین یوما ویقال عشرۃ ایام ۔	اور تاریخ کبیر طبری مین مدت ولایت (خلافت) حضرت ابوبکر دو سال تین مہینہ بیس دن یا دس دن ہین

اور تاریخ روضۃ المناظر ابن شحنہ مین معاویہ اور بنی امیہ کے خلافت مین ہے ۔

(واستقل) معاویۃ بالخلافۃ و ولی بعدہ من بنی امیۃ ثلاثۃ عشر نفرا مدۃ ولایۃ الجمیع الف شھرا .	(حاصل ترجمہ) مستقل بخلافت ہوا معاویہ اور حاکم ہوے بعد اس کے بنی امیہ مین ۱۳ اشخاص مدت ولایت یعنی خلافت کل ہزار مہینہ رہی ۔

اور سیرتِ حلبیہ جلد ۳ ص ۳۴۶ مین ہے۔

وماتت ام سلمة رض في ولاية يزيد بن معاوية۔

سیرت حلبیہ مین حضرت ام المومنین ام سلمہ رض کی وفات، ولایت (حکومت) یزید بن معاویہ مین واقع ہوئی۔

پس حدیث غدیر (ولایت) مذکور کو منافقین صحابہ نے رسول اللہ سے سنکر دررو یہ کہا جس کو ہم سراج المنیر شرح جامع الصغیر شیخ علی بن شیخ احمد الشہیر بالعزیزی کے حاشیہ شیخ محمد بن سالم حفنی شافعی مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ جلد ۲ ص ۳۴۶ سے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے شرح سے لکھتے ہین۔

ولما سمع ذلك بعض الصحابة قال اما يكفي رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نأتي بالشهادة واقام الصلوة وايتاء الزكوة حتى يرفع علينا ابن ابي طالب فهل هذا من عندك ام من عند الله فقال صلى الله عليه وسلم والله الذي لا اله الا هو انه من عند الله فهو دليل عظم فضل علي

جب حضرت نے خطبہ مین حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا تو اُسے سنکر بعض صحابہ نے کہا کہ کیا ہم لوگون کا کلمہ شہادت ادا کرنا صلوٰۃ و زکوٰۃ کا پابند ہونا کافی نہین ہے کہ اب ہم پر ابوطالب کے بیٹے کو بلند کیا جاتا ہے پس آیا یہ امر آپ کی جانب سے ہے یا رسول اللہ یا خدا کے جانب سے ہے آنحضرت نے فرمایا کہ قسم ہے اُسکی جس کے سوا کوئی معبود نہین یہ امر خدا کے جانب سے ہے (علامہ حفنی فرماتے ہین) یہ امر حضرت علی کی عظیم الشان فضیلت پر دال ہے۔

اور ایسے ہی علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ کے جلد ہفتم ص ۱۵ مین لکھتے ہین

وفي تفسير الثعلبي عن ابن عيينة ان النبي صلعم لما قال ذلك من كنت

(حاصل ترجمہ) علامہ زرقانی نے تفسیر ثعلبی کے حوالہ سے ابن عیینہ سے روایت کی ہے

ع۵ سیرت النبی شبلی ج ۱ اوّل مین ہے "سیرت حلبی مشہور متداول ہے"

ع۶ محمد خلیل مرادی کے سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشرہ مین ہے۔ شیخ محمد الحفنی بن سالم بن احمد الشافعی المصری الشہیر بالحفنی الشیخ العالم المحقق المدقق العارف باللہ تعالے قطب وقتہ ابو المکارم نجم الدین ولد بحفنة قرية من قرى مصر سنة احدى ومائة الف × × × وكانت وفاته احدى وثمانين سنة ۱۱۸۱ھ ومائة الف رحمة الله تعالى۔

ع۷ سلک الدرر مذکورہ مین ہے۔ محمد الزرقانی بن عبد الباقی بن یوسف الازہری المالکی الشہیر بالزرقانی الامام المحدث الناسك النحرير الفقيه العلامة۔

ایضا۔ کشف الظنون مین ہے وشرح المواهب المولى العلامة خاتمة المحدثين محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني المصري المالكي المتوفى سنة ۱۱۲۲ھ اثنتين وعشرين ومائة والف شرحا حافلا في اربعة مجلدات جمع فيه اكثر الاحاديث المروية في شمائل المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم وسيره وصفاته الشريفة جزاه الله خيرا ورحمه ورحمة واسعة۔

مولاہ فعلی مولاہ طار فی الآفاق
فبلغ الحارث ابن النعمان فاتی
رسول اللہ صلعم فقال یا محمد
امرتنا عن اللہ بالشہادتین فقبلنا
وبالصلوۃ وبالزکوۃ والصیام
والحج فقبلنا ثم لم ترض حتی رفعت
بضبعی ابن عمک تفضل علینا
فھذا شئ منک ام من اللہ فقال
والذی لا الہ الا ھو انہ من اللہ
فولی وھو یقول اللھم ان کان
مایقول محمد حقا فامطر علینا
حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب
الیم فما وصل الی راحلتہ حتی رماہ
اللہ بحجر فسقط علی ھامتہ فخرج
من دبرہ فقتلہ۔

کہ جب رسول خدا صلعم نے حدیث من
کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد
فرمایا اور یہ بات اطراف عالم مین مشہور ہوئی
اور حارث ابن نعمان فہری کو معلوم ہوئی
تو رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور کہا کہ
اے محمد آپنے ہمکو خدا کی وحدانیت کے
شہادت کا حکم دیا ہم نے قبول کیا نماز اور
زکوۃ روزہ حج کا حکم دیا ہم نے قبول کیا
پھر بھی راضی نہ ہوئے یہان تک کہ آپنے
اپنے چچازاد بھائی کے بازوؤن کو بلند
کرکے ہم پر فضیلت دی، پس یہ امر آپ کی
جانب سے ہے یا خدا کے جانب سے ہے جناب
رسول خدا نے فرمایا کہ قسم ہے اُس خدا کی
جسکے سوا کوئی اور خدا نہین ہے یہ حکم
(مولائیت علی) خدا کے جانب سے ہے پس

حارث یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ خداوندا جو کچھ محمد نے کہا حق ہے۔ تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی درد عذاب نازل کر پس وہ اپنی سواری تک نہین پہونچا کہ خداوند تعالے نے آسمان سے ایک پتھر گرایا جو اُس کے سر سے نکل گیا اور وہ واصل جہنم ہوا۔



واقعہ حدیث غدیر جو حدیث ولایت کے نام سے ہے اور جسکو آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اور جس تبلیغ رسالت کے تکمیل پر آیہ اکمال دین اوسوقت نازل ہوا جبکہ حضرت رسالت مآب نے جناب علی علیہ السلام کے ولایت کا اعلان عام فرمایا اور جو ابوسعید خدری کے روایت سے محقق ہوچکا ہے اور جسکا شکریہ رسول اللہ نے ادا فرمایا اور حسان بن ثابت کی نظم جو عین جلسہ غدیر مین ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ کے مجمع مین پڑھی گئی اور جسمین لفظ ولایت اور امام ہادی جناب علی علیہ السلام کے لئے وارد ہین اور جسپر صحابہ اور امہات مومنین نے رسول اللہ کے فرمانے کے بموجب خیمہ جناب امیر مین جاکر تہنیت ادا کی ہے۔

ان تمام مجموعی واقعات پر نظر ڈالتے ہوئے صحابہ کا حضور نبوی میں عرض کرنا کہ یہ امر حضور کی جانب سے ہوا یا
خداوند عالم کے حکم سے جسپر رسالت مآب علیہ السلام کا بہ قسم ارشاد فرمانا کہ یہ مولائیت وغیرہ رب العزت کے
حکم سے کیا گیا۔

چنانچہ رسالت مآب علیہ السلام نے جیسا کہ مقام غدیر خم میں عام تبلیغ فرما کر تمام حاضرین سے ان
الفاظ کے ساتھ اعلان فرمایا کہ حاضرین غائبین کو اس خبر کو پہونچادیں۔

اور جیسے حضرت صلعم نے خاص تبلیغ مدینہ منورہ میں فرمائی ہے یعنی حدیث غدیر کو دوہرایا ہے
جسکو رسول اللہ نے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے

کتاب مودۃ القربی (سید علی ہمدانی) کے مودۃ خامسہ سے جسکو مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری نے بھی اپنے کتاب ارجح المطالب باب چہارم میں نقل کیا ہے

مودۃ خامسہ ص۱۰ مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۰ھ (لکھی جاتی ہے)	ارجح المطالب ص۵۵۲ باب چہارم
عن ابی الحمراء رض خادم رسول اللہ	ابوحمرا خادم رسول اللہ صلعم سے منقول ہے
صلعم قال بعد ما کبر سنه لواحد	اس نے اپنے زمانہ پیری میں بعض رفقا
من رفقائه لاحدثنك ما سمعت	سے کہا کہ میں تم سے وہ واقعہ بیان کرتا ہوں
اذنای ورأت عینای اقبل رسول	جسے میرے کانوں نے سنا اور آنکھوں نے
اللہ صلعم حتی دخل علی عائشة	دیکھا (ایکدن) رسالت مآب عائشہ رض کے
فقال لها ادعی لی سید العرب فبعثت	پاس آئے اور فرمایا کہ سید العرب کو بلواؤ
الی ابی بکر فدعته فجاء حتی کان	انہوں نے ابوبکر کے پاس آدمی بھیجا اور
کرای العین علم ان غیره دعی	بلوایا اور وہ آئے یہانتک کہ جس وقت وہ
فخرج من عندها حتی دخل علی	سامنے آئے تو حضرت نے جانا کہ جسکو بلوایا
حفصة فقال لها ادعی لی سید	گیا تھا یہ شخص وہ نہیں ہے پس آپ ان
العرب فبعثت الی عمر فدعته حتی	کے یہاں سے واپس ہوئے اور حفصہ کے
اذا صار کرای العین علم	پاس تشریف لائے اور ان سے کہا کہ
ان غیره دعی فخرج من عندها	سید العرب کو بلواؤ انہوں نے عمر رض کے
حتی اذا دخل علی ام سلمة کانت	پاس آدمی بھیجا اور بلوایا جسوقت وہ
من خیرهن وقال ادعی لی سید	سامنے آئے تو حضرت نے دیکھا کہ یہ بھی وہ

سید العرب فبعثت الی علیؓ فدعته
ثم قال لی یا ابا الحمراء رُح وائتنی
بمائۃ من قریش وثمانین من
العرب وستین من الموالی واربعین
من اولاد الحبشۃ فلما اجتمع الناس
قال ائتنی بصحیفۃ من ادیم فاتیتہ
بها ثم اقامهم مثل صف الصلوٰۃ
فقال یا معشر الناس لیس الله اولی
بی من نفسی یامرنی وینهانی ما لی
علی الله امرٌ ولا نهی قالوا بلی یا
رسول الله فقال الست اولی بکم
من انفسکم امرکم وانهاکم
لیس لکم علیَّ امر ولا نهی قالوا
بلی یا رسول الله قال من کان
الله وانا مولاه فهذا علیٌّ مولاه یأمرکم
وینهاکم ما لکم علیه من امر ولا
نهی اللهم وال من والاه وعاد
من عاداه وانصر من نصره واخذل
من خذله اللهم انت شهیدی
علیهم انی قد بلغت ونصحت ثم
امر فقرأت الصحیفۃ علینا ثلثا
ثم قال من شاء ان یقیل ثلثا
فقلنا نعوذ بالله وبرسوله ان
نستقیله ثلثا ثم ادرج الصحیفۃ
وختمها بخواتیمهم ثم قال یا علی
خذ الصحیفۃ الیک فمن نکث
لک فاتل بالصحیفۃ فاکون

نہین ہین، پس حفصہ کے پاس سے بھی واپس
ہوئے اور ام سلمہؓ کے پاس آئے اور یہ
حضرتؐ کے بہترین ازواج سے تھین
اور فرمایا کہ سید العربؑ کو بلوا دو انھون نے
علی کے پاس آدمی بھیجا اور بلوایا پھر حضرتؐ نے
فرمایا کہ اے ابو الحمرا، جاؤ ایکسو آدمی قریش
کے اور اسی عرب کے اور ساٹھ غلام اور
چالیس حبشیون کو لاؤ۔ پس جو وقت سب لوگ
جمع ہوئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ چمڑے والا صحیفہ
لاؤ مین نے لاکر حاضر کیا پھر حضرتؐ نے
اُن لوگون کو مثل صف نماز کھڑا کیا اور
فرمایا اے گروہ مردم کیا خدا میری جان پر
مجھ سے بہتر و افضل نہین ہے مجھے
امر کرتا ہے اور نہی کرتا ہے اور مجھے خدا
پر نہی اور امر کرنے کا کوئی حق نہین ہے
لوگون نے کہا ہان یا رسول اللہ پھر حضرتؐ نے
فرمایا کہ کیا مین تمھارے نفسون سے بہتر و افضل
نہین ہون کہ مین امر کرتا ہون تمہین اور نہی
کرتا ہون اور تمہین مجھ پر امر و نہی کرنے کا کوئی
حق نہین ہے لوگون نے کہا ہان یا رسول اللہؐ
پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا، اور مین، جسکا
مولی (یا ولی بالتصرف) ہون یہ علی بھی اوس کے
مولی (یا ولی بالتصرف) ہین یہ امر کرینگے
تمہین اور نہی کرینگے اور تمہین ان پر نہی و
امر کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا بار الہا دوست
رکھ اسکو جو اُسے دوست رکھے اور دشمن
رکھ اسکو جو اُس سے دشمنی رکھے اور مدد کر

انا خصیمہ ثم تلا ھذہ الآیۃ	اوسکی جو اُس کی مدد کرے اور چھوڑ دے اُسکو
ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا	جو اُس کو چھوڑ دے بار الٰہا تو گواہ ہے میرا
وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا	اِن لوگوں پر کہ مین نے تیرے حکم کو پہونچا دیا
فتکونوا کبنی اسرائیل اذا شددوا	اور نصیحتین کین۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت نے
علی انفسھم فشدد اللہ علیھم	حکم دیا اور وہ صحیفہ پڑھ کر ہم لوگون کو تین مرتبہ
ثم تلا فمن نکث فانما ینکث	سنایا گیا پھر حضرت نے تین مرتبہ فرمایا جس کا
علی نفسہ الآیۃ	دل چاہے وہ اپنے اقرار ون کو واپس لے

پس ہم نے تین بار کہا کہ ہم پناہ مانگتے ہین خدا اور رسولؐ سے اس امر مین کہ ہم واپسی چاہین۔ پھر حضرت نے اس صحیفہ کو لپیٹ دیا اور حضرت نے مہر لگائی اُن سب کی مہرون سے پھر فرمایا کہ اے علی لو اس صحیفہ کو پس جو شخص عہد شکنی کرے پس آپ اس صحیفہ کو پڑھ دینا پس مین اوس کے مقابلہ مین مدعی ہون گا۔ پھر یہ آیت تلاوۃ فرمائی ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا۔ پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ الآیۃ۔

اور روایت مذکورہ کو علامہ عبدالقادر ابن محب الطبری کتاب حسن السریرۃ فی حسن السیرۃ مین بھی وارد کیا ہے

آخر اس روایت طویلہ کا یہ ہے۔ فقال لستُ اولیٰ بکم من انفسکم و امرکم و انھاکم فما لکم امر و لا نھی قالوا بلی یا رسول اللہ فقال من کان اللہ و انا مولاہ فھذا علی مولاہ بامرکم و یبھاکم و ما لکم علیہ امر و لا نھی لاحد بعدی۔ پس یہ روایت مع امور مذکورہ بالا دلالت واضحہ رکھتی ہے خلافت اور ولایت علیؑ پر بعد رسولؐ اسی کو خلافت بلافصل کہتے ہین۔ ۴۔ (اس کا ترجمہ دیکھو صفحہ ۸۹)

یہان سے ابتدائے سفر حجۃ الوداع کی تاریخ تقید یوم کے تحقیق کیجاتی ہے

شبلی صاحب اعظم گڑھی اور اُن کے رفیق سفر مولانا امین اللہ تاریخ سفر کی ۲۶۔ ذوقعدہ سنیچر کا دن بیان کرتے ہین جس سے ۲۹۔ ذلقعدہ (سہ شنبہ) ۳۰۔ ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۴۔ ذیحجہ (یکشنبہ) داخلہ مکہ معظمہ اور ۹۔ ذیحجہ عرفہ کو (یوم جمعہ) لائے ہین یہی جمعہ ۲۵۔ ذوقعدہ اور ۱۲۔ ربیع الاول وتیسری ماہ رمضان مین آتا ہے۔ (دیکھو نقشہ خبری حرف (الف) کثیر الوقوع ترتیبہ شبلی صاحب کا بیان خلاف واقعہ ہے) دوم نو ذیحجہ عرفہ کو جمعہ کا دن لانے کیلئے ۲۶۔ ذوقعدہ کو (سنیچر) کا دن لایا گیا ہے چنانچہ شبلی صاحب اعظم گڈھی اپنے سیر مین اسطرح بیان کرتے ہین۔

(سنیچر) کے دن ذوقعدہ کی ۲۶ تاریخ کو آپ نے غسل فرمایا اور چادر تہمد باندھی نماز ظہر کے بعد مدینہ سے باہر نکلے پھر لکھتے ہین ذیحجہ کی چار تاریخ کو صبح کے وقت مکہ معظمہ مین داخل ہوئے۔ مدینہ سے مکہ تک یہ سفر نو دنین طے ہوا۔

چونکہ رسالت آپ علیہ السلام نے دوسرے وقت سفر فرمایا ہے اس لئے آنیوالی شب سے حساب کیا گیا ہے اور یہ کہ اُس دن صرف ذوالحلیفہ تک ۶ میل کا سفر ہے شب کو ذوالحلیفہ مین قیام رہا پھر ظہر کے بعد احرام وغیرہ سے فارغ ہو کر روانگی مسلسل ہوئی اور ۲۸۔ ذوقعدہ کی صبح کو ۸ و ۹ بجے ایک منزل پر پہونچے جو ۲۹ و ۳۰ ذوقعدہ تک مین دن اور چوتھی ذیحجہ کی

صبحکو سات دن ہوتے ہین جسکو نعمانی صاحب ۹ دن کا سفر اور مولانا امین اللہ آٹھ روز کا سفر لکھتے ہین
دیکھنا یہ ہے کہ یہ مسافت کتنے دنون کی ہے اور محدثین نے کس تاریخ سے اس سفر کا ہونا بیان کیا ہے
اور اونٹ کی سواری سے قافلہ کے ساتھ یہ سفر کتنی مدت مین طے ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے۔
شبلی صاحب باوجود سیرۃ مین ملک عرب کا نقشہ دینے کے میلون کا پیمانہ نہین لکھا۔ ہم نے تمدن عرب
مترجمہ سید علی بلگرامی مین نہایت عمدہ صحیح نقشہ دیکھا ہے جس کے حساب سے کہ سے مدینہ کا فاصلہ تخمیناً ۲۵۶ میلون کا آتا ہے۔
اور ہائی اسکول مین جو عربی کی دوسری کتاب مولفہ شمس العلما قاضی میر احمد شاہ رضوانی مطبوعہ لاہور ۱۹۲۴ء
ہے جسکے صفحہ ۵۵ مین یہ عبارت ہے

المدینۃ المنورۃ ھی المشھورۃ بمدینۃ النبی	یعنی مدینہ منورہ جو مدینۃ النبی صلعم سے
صلعم × × × وموقعھا الی جانب	مشہور ہے اور جو کہ معظمہ سے جانب شمال
الشمال من مکۃ بمسافۃ نحو اثنتی	بارہ مرحلہ پر واقع ہے۔
عشرۃ مرحلۃ۔	

اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون نواب محمد علیخان والی ٹونک کے صفحہ ۵۱ مین ہے " ابوالفضل کرمانی نے
لکھا ہے کہ ذوالحلیفہ مکہ سے دس منزل ہے اور مدینہ سے دو فرسخ ہے "
اور کتاب چہار باب مولفہ شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مطبوعہ مطبع محمد مصطفی خان ۱۲۵۸ھ کے
صفحہ ۲۲ مین ہے۔ ذوالحلیفہ دہ منزل از مکہ میقات مدینیان ۱۲ ۔
اور اردو ترجمہ صحیح ترمذی حصہ اول مطبوعہ نولکشور صہ ۲۶۰ کے حاشیہ مین ہے " ذوالحلیفہ ایک جگہ ہے
چھ میل ہے مدینہ سے اور دس منزل ہے مکہ سے) "
ایضاً حضرت ظہر کی نماز پڑھکر مدینہ سے روانہ ہوئے اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ مین کہ میقات اہل مدینہ ہے
پڑھی اور رات کو وہان رہے اور صبحکو احرام باندھا۔
اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حصہ ششم جلد اول مطبوعہ لکھنؤ صہ ۲۰ و ۲۱
مین ہے " غرضکہ جب حضرت نماز ظہر پڑھ کر اور احرام باندھ کر اور لبیک کہکر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے پھر اونٹنی اٹھی تب دوسری بار
آپنے لبیک کہی پھر جب ٹیلے پر کہ برابر بیدا کے ہی چڑھے تب پھر لبیک کہا اور ابتدا لبیک کہنے کی بعد نماز ظہر ہی کے تھی "
غرضکہ ظہر اور عصر کے درمیان سے سلسل روانگی ہوئی۔ چنانچہ رسالہ حج یعنی مفصل حالات سفر حرمین شریفین مع
ادعیہ ماثورہ مروجہ از وقت روانگی تا آخر سفر مولفہ حاجی علیم الدین صاحب مقیم جدہ (عرب) بار اول مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ
۱۸۹۶ء صہ ۷۲ مین ہے "
مدینہ منورہ کا سفر اکثر گیارہ دن مین طے ہوتا ہے بعض منزلین بہت سخت ہین ظہر سے سوار ہوتے ہین اور تمام
رات چلتے ہین اور دوسرے دن آٹھ نو بجے جائے قیام پر پہونچتے ہین۔ صہ ۶۳ مین ہے۔ شغدف کے اوپر دری یا کپڑا

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں لگانا لازم ہے کیونکہ یہاں گیارہ دن کا سفر ہوگا دن کی دہوپ اور رات کی شبنم سے بچنا نہایت ضروری ہے"۔

یہاں تک کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک یہ سفر گیارہ دنوں میں طے ہونا معلوم ہوگیا تقریباً یہی مدت ہجرت کے زمانہ میں جو صرف دو تین شخصوں سے کیا گیا اور حضرت صلعم بارہویں روز بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن صبحکو دن چڑھے مدینہ منورہ پہونچے اور یہ بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کا پہونچنا متفق علیہ ہے۔ اور حضرت شب دوشنبہ میں گھر سے نکلکر غار میں داخل ہوئے اور تین شبانہ روز غار میں رہے۔ اور بشب پنجشنبہ یکم ربیع الاول غار سے نکلکر مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔

سیرت حلبی جلد ثانی صـ۴۴ میں ہے

(وفی الفصول المهمة) واقام رسول الله صلعم ثلاثة ایام بلیالیها فی الغار	فصول المہمہ میں ہے کہ رسول خدا صلعم غار میں تین شبانروز ٹھہرے۔

تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ صـ۷۴ میں ہے۔

عن ابن عباس ولد نبیکم صلعم یوم الاثنین وخرج من مکة ودخل المدینة یوم الاثنین۔	ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت صلعم دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ سے نکلکر دوشنبہ ہی کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

ایضاً تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۳ صـ۲۸ میں ہے۔

عن ابن عباس قال ولد النبی صلعم یوم الاثنین وخرج مهاجراً من مکة الی المدینة یوم الاثنین و قدم المدینة یوم الاثنین۔	حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم دوشنبہ کے روز پیدا ہوئے اور دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ سے ہجرت کیا دوشنبہ کے روز مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

تفسیر معالم التنزیل بغوی صـ۲۷ میں ہے

وکانت هجرة فی الثانی عشر من شهر ربیع الاول۔	۱۲ ربیع الاول سنہ کو ہجرت کر کے پہونچے

اور تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ثانی صـ۴۴ میں ہے۔

فنزل علی عمرو بن عوف لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول	رسول اللہ صلعم ربیع الاول کے بارہ راتوں گذرے عمرو بن عوف کے یہاں تشریف لائے
قال ابو الفدا قدم رسول الله المدینة لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول سنة احدی۔	تاریخ ابو الفدا میں ہے کہ رسول خدا صلعم بارہویں ربیع الاول سنہ ۱ ہجری کو مدینہ منورہ پہونچے۔

جبکہ بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہونچے تو یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) تھا اور ۲۷ صفر شب (دوشنبہ) کو حضرت صلعم مکہ معظمہ سے نکلکر داخل غار ہوئے۔

چنانچہ معارج النبوۃ رکن چہارم مطبوعہ لاہور ۱۲۹۲ھ صفحہ ۵ مین ہے۔

ودر شب دوشنبہ بست وہفتم صفر از راہ دریچہ	شب دوشنبہ ستائیسوین صفر آنحضرت صلعم چھوٹے
خانہ بیرون رفتند ومتوجہ غار ثور شدند۔	دروازہ سے نکلکر غار ثور کے جانب روانہ ہوئے۔

بہر حال یہ سفر ہجرت کا بارہ روز مین طے ہوا جو گیارہ دن حال کے مدت سفر کی تائید مین ہے جسکو شبلی صاحب نے نو دن مین طے ہونا لکھا ہے جو حساب سے کل ایک ہفتہ ہوتے ہین جسکو مولوی امین اللہ اپنے سیرت منظوم (قصیدہ عظمیٰ) مین آٹھ دن کا سفر لکھا ہے جس مین اونھون نے ۲۶ ذیقعدہ کا مدینہ منورہ سے ذوالحلیفہ تک ۶ میل والا سفر بھی شامل کیا ہے جس سے آٹھ دن ہوتے ہین اور چوتھی ذی الحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ ہے۔

پس شبلی صاحب کے نو دن ۲۵ ذیقعدہ سے ہو سکینگے اسلئے اونکا ۲۶۔ ذیقعدہ خود اونہین کے قول سے باطل اور غلط ہو گیا گو یہ مدت اس سفر کے طے ہونیکی کافی نہین ہوتی لیکن محدثین نے پانچ راتون باقی پر حضرت صلعم کا سفر فرمانا لکھا ہے اسلئے ہم اسی ۲۵ ذیقعدہ کو سفر فرمانا مانے لیتے ہین جو شبلی صاحب کے ماہ ذیقعدہ کامل ۳۰ دن سے ہے کیونکہ ۲۹ کی رویت سے وہی حساب سات آٹھ دن کا ہوگا جیسا کہ ۲۶۔ ذیقعدہ مین گزر چکا۔ اور محدثین نے کامل ۳۰ دن کا لیا ہے جسکو ہم تفصیل سے بیان کرتے ہین۔

ذیل مین مخرجین حدیث سفر حجۃ الوداع اور وفات النبی کے روایت کنندگان کی فہرست نمبروار دیجاتی ہے یہی وہ محدثین اور مورخین ومفسرین وارباب سیر سے ہین جن مین آراکین قوم واساطین اور حفاظ حدیث بھی داخل ہین جنپر دار و مدار مذہب اسلام ہے۔

(۱) امام ابن شہاب محمد بن مسلم الزہری المتوفی ۱۲۴ھ (۲) موسی بن عقبہ امام مغازی المتوفی ۱۴۱ھ (۳) محمد ابن اسحاق امام ورئیس مغازی المتوفی ۱۵۱ھ (۴) امام مالک بن انس المتوفی ۱۷۹ھ (۵) محمد بن عمر واقدی صاحب مغازی قاضی بغداد المتوفی ۲۰۷ھ (۶) امام عبدالملک بن ہشام المعروف بابن ہشام تلخیص سیرت ابن اسحاق المتوفی ۲۱۳ھ (۷) محمد ابن سعد کاتب واقدی صاحب طبقات المتوفی ۲۳۰ھ (۸) امام احمد بن حنبل الشیبانی صاحب مسند المتوفی ۲۴۱ھ (۹) امام والحافظ ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل جامع صحیح بخاری المتوفی ۲۵۶ھ (۱۰) احمد بن ابی یعقوب بن واضح کاتب عباسی صاحب تاریخ یعقوبی (۱۱) امام والحافظ مسلم بن الحجاج صاحب صحیح مسلم المتوفی ۲۶۱ھ (۱۲) صاحب (معارف) ابن قتیبہ ابی محمد عبداللہ بن مسلم الدینوری المتوفی ۲۷۶ھ (۱۳) امام والحافظ محمد بن عیسی صاحب جامع صحیح ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ (۱۴) امام والحافظ ابی عبدالرحمن احمد بن شعیب جامع وخصائص المتوفی ۳۰۳ھ (۱۵) امام والحافظ ومجتہد مطلق ابو جعفر ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ (۱۶) امام وناقد وحافظ ابن حافظ ابو محمد عبدالرحمن بن محمد الشہیر بابن ابی حاتم المتوفی ۳۲۷ھ (۱۷) شہاب الدین احمد المعروف بہ ابن عبد ربہ الاندلسی المالکی المتوفی ۳۲۸ھ (۱۸) حافظ ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد صاحب الصحیح المتوفی ۳۵۴ھ (۱۹) حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی المتوفی ۳۶۰ھ (۲۰) ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم المتوفی ۴۰۵ھ (۲۱) ابوبکر احمد بن عبدالرحمن

شیرازی المتوفی ۴۰۷ھ (۲۲) حافظ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی المتوفی ۴۱۰ھ (۲۳) ابو اسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبی صاحب تفسیر کشف والبیان عن علوم القرآن المتوفی ۴۲۷ھ (۲۴) تاج الحفاظ حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ (۲۵) امام والحافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی المتوفی ۴۵۸ھ (۲۶) امام والحافظ ابو عمر ابن عبد البر صاحب استیعاب المتوفی ۴۶۳ھ (۲۷) حافظ ابوبکر احمد بن ثابت الخطیب المتوفی ۴۶۳ھ (۲۸) امام ابو الحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب تفسیر اسباب النزول المتوفی ۴۶۸ھ (۲۹) ابو الحسن علی بن محمد بن الخطیب الجلابی المعروف بابن المغازلی المتوفی ۴۸۳ھ (۳۰) امام محمد بن محمد ابو حامد غزالی صاحب کتاب سر العالمین المتوفی ۵۰۵ھ (۳۱) حسین بن مسعود بغوی امام محی السنۃ صاحب تفسیر معالم التنزیل المتوفی ۵۱۶ھ (۳۲) امین الدین ابو علی فضل بن حسن طبرسی صاحب تفسیر مجمع البیان المتوفی ۵۴۸ھ (۳۳) ابو الفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی (۳۴) ابو المؤید موفق بن احمد بن اسحاق المعروف باخطب خوارزم المتوفی ۵۶۸ھ (۳۵) حافظ الکبیر ابو القاسم علی بن الحسن المعروف بابن عساکر الدمشقی المتوفی ۵۷۱ھ (۳۶) صاحب روض الانف امام عبد الرحمن السہیلی شارح سیرت ابن اسحاق المتوفی ۵۸۱ھ (۳۷) صاحب کتاب الوفا الحافظ جمال الدین ابو الفرج ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ھ (۳۸) للشیخ والامام مجد الدین صاحب نہایہ وجامع الاصول المعروف بابن اثیر جزری المتوفی ۶۰۶ھ (۳۹) امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی صاحب تفسیر کبیر وغیرہ المتوفی ۶۰۶ھ (۴۰) صاحب تاریخ الکامل واسد الغابہ فی الصحابہ للامام علامہ عز الدین ابو الحسن علی بن محمد ابن الاثیر جزری المتوفی ۶۳۰ھ (۴۱) صاحب تاریخ مظفری قاضی شہاب الدین ابراہیم بن عبد اللہ بن ابی الدم المتوفی ۶۴۲ھ (۴۲) صاحب مطالب السئول فی مناقب آل الرسول محمد بن طلحہ شافعی المتوفی ۶۵۲ھ (۴۳) علامہ سبط ابن الجوزی صاحب تاریخ مرآۃ الزمان وتذکرہ خواص الامۃ المتوفی ۶۵۴ھ (۴۴) صاحب کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابیطالب الشیخ الحافظ ابی عبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد الکنجی الشافعی المتوفی ۶۵۸ھ (۴۵) تاریخ وفیات الاعیان امام قاضی شمس الدین ابو العباس المعروف بابن خلکان المتوفی ۶۸۱ھ (۴۶) ریاض النضرہ فی فضائل العشرۃ للحافظ محب الدین احمد بن عبد اللہ بن محمد الطبری الشافعی المکی المتوفی ۶۹۴ھ (۴۷) حافظ ابو محمد عبد المومن بن خلف الدمیاطی المتوفی ۷۰۵ھ (۴۸) صاحب تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التاویل شیخ الاسلام حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی المتوفی ۷۱۰ھ (۴۹) صاحب فرائد السمطین للشیخ ابو المجامع صدر الدین ابراہیم بن محمد بن المؤید الحموینی المتوفی ۷۲۲ھ (۵۰) صاحب تاریخ المختصر فی اخبار البشر المعروف بتاریخ ابی الفدا المتوفی ۷۳۲ھ (۵۱) عیون الاثر للحافظ فتح الدین محمد المعروف بابن سید الناس المتوفی ۷۳۴ھ (۵۲) صاحب تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف بہ تفسیر خازن امام علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم الخازن المتوفی ۷۴۱ھ (۵۳) حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ (۵۴) صاحب تاریخ تتمۃ المختصر الشیخ والامام زین الدین ابن عمر ابن الوردی المتوفی ۷۴۹ھ (۵۵) صاحب کتاب نظم درر السمطین للشیخ والامام والعلامہ جمال الدین محمد بن یوسف محدث الحرم المتوفی ۷۵۰ھ (۵۶) صاحب کتاب منتقی من سیرۃ المصطفیٰ سعید کازرونی المتوفی ۷۵۸ھ (۵۷) کتاب الاشارہ فی سیرۃ المصطفیٰ للحافظ علاء الدین عبد اللہ مغلطای المتوفی ۷۶۲ھ (۵۸) صاحب تاریخ بدایۃ والنہایۃ وتفسیر للحافظ عماد الدین اسمعیل بن عمر المعروف بہ حافظ ابن کثیر الدمشقی الشامی المتوفی ۷۷۴ھ (۵۹) علامہ سید علی ہمدانی صاحب کتاب مودۃ القربیٰ وغیرہ المتوفی ۷۸۶ھ (۶۰) قاضی عبد الرحمن

بن محمد الحضرمی المالکی مورخ ابن خلدون المتوفی ۸۰۸ھ (۶۱) صاحب کتاب حیوۃ الحیوان دمیری شافعی المتوفی ۸۰۸ھ (۶۲) صاحب روضۃ المناظر ابن شحنہ حنفی المتوفی ۸۱۵ھ (۶۳) صاحب تصحیح المصابیح واسنی المطالب شیخ الاسلام قاضی القضاۃ شمس الدین محمد الجزری المتوفی ۸۳۳ھ (۶۴) صاحب فتح الباری شارح صحیح بخاری الحافظ ابن حجر عسقلانی شافعی المتوفی ۸۵۲ھ (۶۵) صاحب عمدۃ القاری شارح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی المتوفی ۸۵۵ھ (۶۶) صاحب کتاب فصول المہمہ ابن صباغ مالکی المتوفی ۸۵۵ھ (۶۷) مورخ روضۃ الصفا فارسی محمد خاوند شاہ المتوفی ۹۰۳ھ (۶۸) صاحب معارج النبوۃ فارسی مولانا معین الدین فراہی المتوفی ۹۰۷ھ (۶۹) صاحب روضۃ الشہداء فارسی وتفسیر مواہب علیہ المعروف بہ تفسیر حسینی حسین بن علی الکاشفی وواعظ البیہقی المتوفی ۹۱۰ھ (۷۰) صاحب تاریخ الخلفا سیوطی وتفسیر درمنثور واتقان وغیرہ للشیخ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ (۷۱) صاحب مواہب اللدنیہ وارشاد الساری شرح صحیح بخاری للشیخ شہاب الدین احمد قسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ (۷۲) صاحب تاریخ حبیب السیر فارسی غیاث الدین بن ہمام الدین المتوفی ۹۴۲ھ (۷۳) سبل الہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد محمد بن یوسف الشامی الدمشقی ۹۴۲ھ (۷۴) تاریخ الخمیس شیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری المتوفی ۹۶۶ھ (۷۵) صاحب تفسیر سراج المنیر للامام محمد بن احمد الخطیب الشربینی المتوفی ۹۷۷ھ (۷۶) صاحب کتاب اربعین وروضۃ الاحباب فارسی جمال الدین عطاء الدین فضل اللہ محدث الشیرازی المتوفی ۱۰۰۰ھ (۷۷) انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون المعروف بہ سیرت حلبی نور الدین علی بن ابراہیم الحلبی الشافعی المتوفی ۱۰۴۴ھ (۷۸) مدارج النبوۃ للشیخ عبدالحق دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ (۷۹) مناقب مرتضوی محمد صالح الحسینی الترمذی کشفی فارسی (۸۰) نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض شہاب الدین خفاجی حنفی المتوفی ۱۰۶۹ھ (۸۱) زرقانی شرح علی المواہب للشیخ محمد بن عبدالباقی الزرقانی المتوفی ۱۱۲۲ھ (۸۲) سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ (۸۳) شیخ محمد بن سالم حفنی شافعی المتوفی ۱۱۸۱ھ (۸۴) سید محمد بن اسمعیل یمنی صاحب روضۃ الندیۃ المتوفی ۱۱۸۲ھ (۸۵) مولوی امین اللہ صاحب سیرت منظوم قصیدہ عظمیٰ المتوفی ۱۲۲۳ھ (۸۶) شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ وتفسیر عزیزی المتوفی ۱۲۳۹ھ (۸۷) شاہ عبدالقادر صاحب موضح القران اردو مع تفسیر المتوفی ۱۲۴۳ھ (۸۸) تفسیر فتح القدیر للشوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ (۸۹) صاحب تاریخ حبیب اِلٰہ مولفہ محمد عنایت احمد کاکوروی مولفہ ۱۲۷۵ھ (۹۰) سیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ سید احمد دحلان مفتی مکہ معظمہ مولفہ ۱۲۸۷ھ (۹۱) صاحب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بلخی قندوزی المتوفی ۱۲۹۴ھ (۹۲) صاحب تفسیر فتح البیان نواب مولوی صدیق حسن خان بھوپالی المتوفی ۱۳۰۷ھ (۹۳) صاحب ناسخ التواریخ سپہر مستوفی لسان الملک طہرانی (۹۴) تاریخ الاسلام علامہ ابوالفضل محمد بن احسان اللہ گورکھپوری (۹۵) خاتمہ

فہرست مذکورہ میں ان چار لفظوں کا استعمال اکثر آیا ہوا ہے۔

حافظ، امام، شیخ، محدث وغیرہ جنکی اصطلاح فن رجال ومحدثین میں یہ ہے جسکو مجمع الوسائل شرح الشمائل نور الدین علی بن سلطان محمد القاری سے نقل کیا جاتا ہے۔ ثم الحافظ فی اصطلاح المحدثین من احاط علمہ بمائۃ الف حدیث متناً واسناداً والطالب هو المبتدی الراغب والمحدث والشیخ والامام هو الاستاذ الکامل والحجۃ من احاط علمہ بثلثمائۃ الف حدیث متناً واسناداً و احوال رواتہ جرحاً وتعدیلاً وتاریخاً والحاکم هو الذی احاط علمہ بجمیع الاحادیث المرویۃ کذلک۔

(۱) ابن شہاب محمد بن مسلم الزہری المتوفی ۱۲۴ھ

ابن شہاب زہری کے بیان سے سفر حجۃ الوداع فرمانیکی ابتدا کیجاتی ہے کہ حضرت صلعم ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ کو مدینہ منورہ سے حج کے لئے روانہ ہوئے۔

چنانچہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری علامہ قسطلانی مطبوعہ مصر ۱۳۰۴ھ ج ۶ باب حجۃ الوداع صفحہ ۴۹۲ مین ہی۔

(قال حدثنا اسمعیل بن عبد اللہ) الا ویسی	کہا حدیث کی مجھسے اسمعیل بن عبد اللہ اویسی نے
قال (حدثنا مالك) ھو ابن انس امام الائمۃ	کہا حدیث کی مجھسے امام مالک بن انس نے ابن
(عن ابن شہاب) محمد بن مسلم الزھری (عن	شہاب یعنی محمد بن مسلم زہری سے اونہون نے عروہ
عروۃ بن الزبیر) بن العوام (عن عائشۃ رض	بن زبیر بن عوام سے اونہون نے حضرت عائشہؓ
انھا (قالت خرجنا) من المدینۃ (مع	سے روایت کی ہے کہ نکلے ہم لوگ ساتھ
رسول اللہ صلعم) فی حجۃ الوداع	رسول اللہ صلعم کے مدینہ منورہ سے واسطے حجۃ الوداع
لخمس بقین من ذی القعدۃ۔	کے جبکہ پانچ (راتین) باقی تھین ماہ ذیقعدہ کی
	یعنی ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ کو

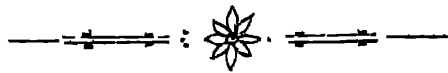
حدیث مذکورہ مین (۲۵ ذیقعدہ) تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم نہین ہے جس سے معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلعم نے کس دن سفر فرمایا جسکے تحقیق کے لئے رسول اللہ صلعم کے تاریخ ابتداء مرض اور تاریخ وفات ہر دو سے مراجعت کرکے صحیح پتہ لگایا جائے گا کہ دراصل حضرت نے کس دن سفر کیا۔ (صحیح بخاری ج اول باب وفات النبی)

قال البخاری حدثنا ابو نعیم حدثنا شیبان	کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے ابو نعیم نے
عن یحیی عن ابی سلمۃ عن عائشۃ	کہا حدیث کی ہمسے شیبان نے یحیی سے اوس نے
و ابن عباس رض ان النبی صلعم	ابی سلمہ سے اوسنے عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے کہ
بعث بمکۃ عشر سنین ینزل علیہ	رسولخدا صلعم مکہ معظمہ مین قرآن نازل ہونے کے بعد
القرآن و بالمدینۃ عشرا۔	دس برس اور مدینہ مین دس برس ٹھہرے۔
حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال حدثنا	حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف نے کہا حدیث
اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ	کی ہمسے لیث نے عقیل سے اونہون نے ابن شہاب
بن الزبیر عن عائشۃ ان رسول اللہ صلعم	زہری سے اونہون نے عروہ بن زبیر سے اونہون نے
توفی وھو ابن ثلث وستین قال	عائشہ رض سے بتحقیق رسول اللہ صلعم نے وفات پائی
ابن شہاب واخبرنی سعید	اور وہ ترسٹھ سال کے تھے اور مثل اسکے ابن شہاب
بن المسیب مثلہ۔	زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے۔

تاریخ صغیر بخاری مطبوعہ مطبع احمدی الہ آباد ۱۳۰۸ھ ص۱۵ و ۱۶ مین ہے۔

اخبرنا اسمعیل بن ابی اویس حدثنی اسمعیل بن ابراهیم بن عقبة عن موسی بن عقبة قال ابن شهاب اخبرنی عروة بن الزبیر عن عائشة زوج النبی صلعم وقالت توفی النبی صلعم وهو ابن ثلاث وستین وقال ابن شهاب حدثنا مثل ذلك سعید بن المسیب وحدثنا ابراهیم بن المنذر ثنا محمد بن فلیح عن موسی بن عقبة عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة مثله۔

خبر دی ہمکو اسمعیل بن ابی ادیس نے کہا حدیث کی مجھسے اسمعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسی بن عقبہ سے کہا اونھون نے ابن شہاب زہری سے خبر دی مجکو عروہ بن زبیر نے اونھون نے حضرت عایشہؓ زوج النبی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ترسٹھ سال پر وفات فرمائی اور مثل اسی حدیث کے کہا ہے ابن شہاب زہری نے کہ حدیث کی مجھسے سعید بن مسیب نے اسی طرح اور حدیث کی مجھسے ابراہیم بن المنذر نے اون سے محمد بن فلیح نے موسی بن عقبہ سے اونھون نے ابن شہاب زہری سے اونھون نے عروہ سے اونھون نے حضرت عایشہؓ سے مثل حدیث مذکورہ کے روایت کی ہے۔



صحیح مسلم ج ثانی ص۲۶۱ باب قدر عمرہ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۲ھ مین ہے۔

حدثنی عبد الملك بن شعیب بن اللیث قال حدثنی ابی عن جدی قال حدثنی عقیل بن خالد عن ابن شهاب عن عروة[۵۲] عن عائشة ان رسول الله صلعم توفی وهو ابن ثلاث وستین سنة وقال ابن شهاب اخبرنی سعید بن المسیب بمثل ذلك۔

حدیث کی مجھسے عبد الملک بن شعیب بن لیث نے کہا حدیث کی مجھسے میرے باپ شعیب نے اون سے میرے دادا لیث نے کہا حدیث کی مجھسے عقیل بن خالد نے ابن شہاب زہری سے اونھون نے عروہ سے اونھون نے حضرت عایشہ سے تحقیق رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اور وہ حضرت صلعم تھے ترسٹھ سال کے اور مثل اس حدیث کے ابن شہاب زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے۔

صحیح ترمذی ج ثانی۔ باب نبی صلعم کے عمر کے بیان مین اور جب آنحضرت فوت ہوئے تو کتنی عمر کے تھے۔

حدثنا العباس العنبری والحسین بن

حدیث کی ہم سے عباس عنبری اور حسین بن مہدی

---

[۵۱] اسی صفحہ کی شرح صحیح مسلم النووی مین یوم الوفاة ثانی عشر ضحی یعنی وفات النبی صلعم ۱۲ ربیع الاول بوقت صبح (دن چڑھے) مرقوم ہے (الفاروق) شبلی مین ہے

[۵۲] کہ عروہ بن زبیر اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور سعید بن المسیب مدینہ منورہ کے سات فقہا مین محسوب ہین جنپر حدیث وفقہ کا مدار تھا اور اونکے فتوی بغیر کوئی قاضی فیصلہ کرنے کا مجاز نہ تھا۔

مهدی البصری قال نا عبد الرزاق	بصری نے کہا دونون نے حدیث کی ہم سے عبدالرزاق
عن ابن جریج قال اخبرت عن	نے ابن جریج سے کہا اوسنے مجھے ابن شہاب زہری
ابن شہاب الزهری عن عروة	سے خبر ملی ہے اوسنے روایت کی عروہ سے اوس نے
عن عائشة وقال الحسین بن مهدی	عائشہ سے اور کہا حسین بن مہدی نے اپنی حدیث
فی حدیث ابن جریج عن الزهری عن	مین یہ روایت ہے زہری سے اوسنے روایت کی
عروة عن عائشة ان النبی صلی الله	عروہ سے اوس نے عائشہ سے یہ کہ نبی صلعم فوت ہوئے
علیه وسلم مات وهو ابن ثلاث وستین	اس حالت مین کہ ترسٹھ سال کے تھے یہ حدیث حسن
قال هذا حدیث حسن صحیح وقد رواه	صحیح ہے اور روایت کیا اسکو زہری کے بھتیجے یعنی
ابن اخی الزهری عن الزهری عن	ابن اخی الزہری (محمد بن عبد اللہ) نے زہری سے
عروة عن عائشة مثل هذا یعنی	اوس نے عروہ سے اوس نے حضرت عائشہ سے
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔	مثل اس کے۔

احادیث مذکورہ سے زہری نے عروہ کے طریق اور عائشہ کے سند سے آنحضرت صلعم کا ترسٹھ سال کی عمر مین فوت ہونا واضح ہوگیا جسکو موسی بن عقبہ نے زہری اور عروہ کے طریق اور عائشہ کے سند سے روایت کی ہے اور زہری نے سعید بن مسیب کی سند سے یہی روایت اخراج کی ہے۔ لیکن یہ وفات النبی صلعم کس تاریخ کو واقع ہوئی جسکے تحقیق کے بعد تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم استخراج کیا جاتا ہے۔

چنانچہ طبقات الکبیر ابن سعد جزو دوم قسم دوم مطبوعہ لیدن یورپ ۱۳۳۰ھ کے صـ۵۸ پہلی سطر سے پانچ سطر تک یہ حدیث وارد ہے۔

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابراهیم بن یزید	خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہ حدیث کی مجھسے
عن ابن طاؤس عن ابیه عن ابن عباس قال	ابراہیم بن یزید نے عبد اللہ ابن طاؤس سے اون
وحدثنی محمد بن عبد الله یعنی (ابن اخی	سے اونکے باپ طاؤس نے حضرت ابن عباس سے
الزهری) عن الزهری عن عروة عن عائشة	کہا حضرت ابن عباس نے اور حدیث کی مجھسے محمد
قالت توفی رسول الله صلعم یوم الاثنین	بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) زہری کے بھتیجے نے
لاثنتی عشرة مضت من ربیع الاول	زہری سے اون سے عروہ نے اون سے حضرت عائشہ
	نے کہا کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے ۱۲ ربیع الاول کو
سیرت المختصر من سیرة سید البشر حافظ دمیاطی کے	روایت مذکورہ کو حافظ دمیاطی نے اپنے سیرت المختصر من سیرة
جزو پنجم مین ہے۔	سید البشر کے جزو پنجم مین وارد کیا ہے۔
وعن ابن عباس وعائشة قالا توفی رسول الله	ابن عباس اور عائشہ نے روایت کی ہے کہ وفات

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول وقد توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین حین اشتد الضحی لثمان خلون من شہر ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ والصحیح انہ صلی اللہ علیہ وسلم توفی لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول

فرمائی رسول اللہ صلعم نے دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو کہا گیا ہے کہ ۸ ربیع الاول دوشنبہ ۱۱ھ کو دن چڑھے وفات ہوئی لیکن صحیح یہ ہے کہ بتحقیق وفات ہوئی ۱۲ ربیع الاول کو۔

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ صفحہ ۲۸ مین ہے

واخرج الواقدی من طرق عن عائشۃ وابن عمر وسعید بن المسیب وغیرہم رضی اللہ عنہم ان یوم قبض رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الہجرۃ۔

اور واقدی نے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور سعید بن مسیب وغیرہ کے طرق سے روایت کی ہے ابوبکر کی بیعت یوم دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو واقع ہوئی۔

تاریخ کبیر ابن جریر طبری ج - اول حصہ چہارم صفحہ ۱۸۳۴ مین ہے۔

صالح بن کیسان عن الزہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ عن عائشۃ قالت توفی رسول اللہ صلعم لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول فی الیوم الذی اقدم فیہ المدینۃ مہاجرا فاستکمل فی ہجرتہ عشر سنین کوامل۔

صالح بن کیسان نے زہری سے اونھون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے اونھون نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ بارہ راتین گزر بن ماہ ربیع الاول کی اسی تاریخ مین رسول اللہ صلعم ہجرت مین داخل مدینہ منورہ ہوئے پس اسی ۱۲ ربیع الاول کو دس سال کامل ہجرت کے ہوئے۔

طبقات کبیر ابن سعد جزو دوم قسم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۲۰ھ صفحہ ۱۸ مین ہے۔

اخبرنا سعید بن منصور نا سفیان بن عیینۃ عن الزہری سمع انس بن مالک یقول آخر نظرۃ نظرتہا الی رسول اللہ صلعم یوم الاثنین کشف الستارۃ والناس صفوف خلف ابی بکر فلما راہ الناس تخشخشوا فما وما الیہم ان امکثوا مکانکم

خبر دی مجکو سعید بن منصور نے سفیان بن عیینہ سے اونسے زہری سے اونسے سنا انس بن مالک سے کہ وہ کہتے تھے کہ آخیر نظر جو مین نے جناب رسالتمآب صلعم پر ڈالی تو وہ بروز دوشنبہ تھی تو حضرت نے پردہ کو ہٹایا اور لوگ ابوبکر کے پیچھے صف بصف تھے۔ جب حضرت کو لوگون نے دیکھا تو اون مین ایک انتشار سا

ف اسد الغابہ فی الصحابہ ابن اثیر جزری صفحہ ۳۳ جلد اول مین ہے۔

قال ابو عمر بدا برسول اللہ صلعم مرضہ الذی مات فیہ یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر سنۃ احدی عشرۃ

ابو عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ کو ابتداے مرض ۲۸ صفر چہارشنبہ ۱۱ھ کو ہوا جبکہ دو راتین ماہ صفر ۱۱ھ کی باقی تھین۔

فنظرت الی وجهه کانه ورقة مصحف ثم القی السجف و توفی من اٰخر ذلك الیوم۔

پیدا ہوا حضرت نے انکی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ثابت رہو انس کہتے ہین اوسوقت مین نے حضرت کے چہرہ کو دیکھا گویا کہ وہ قرآن مجید کا ورق ہے بعد اوسکے حضرت نے پردہ ڈالدیا اور اوسی دن کے آخر دن مین حضرت نے وفات پائی۔

ایضاً تاریخ صغیر بخاری مطبوعہ الہ آباد ج اول کے صفحہ ۱۵ مین ہے

عن ابن شهاب اخبرنی انس قال و توفی اٰخر ذلك الیوم

زہری سے روایت ہے کہ خبر دی مجکو انس رضی نے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے آخر یوم (دوشنبہ) پر۔

اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۸ صفحہ ۳۳۷ مین ہے۔

و فی حدیث ابو یعلی باسناده عن انس انه توفی اٰخر نهار یوم الاثنین۔

اور حدیث مین ابو یعلی نے اپنے اسناد کے ساتھ انس رضی سے روایت کی ہے کہ وفات فرمائی آنحضرت صلعم نے دوشنبہ کے آخر یوم پر یعنی شام کے وقت۔

اور اسد الغابہ فی الصحابہ ابن اثیر جزری حصہ اول صفحہ ۳۳ ذکر وفات و مبلغ عمرہ صلعم مین ہے۔

سفیان بن عیینة الهلالی عن الزهری عن انس و توفی اٰخر ذلك الیوم

سفیان بن عیینہ ہلالی نے زہری سے اونھون نے انس رضی سے روایت کی ہے کہ وفات فرمائی آنحضرت صلعم نے آخر دن (دوشنبہ) مین۔

اور تاریخ صغیر بخاری ج اول صفحہ ۱۹ مین حضرت ابوبکر کے ذکر مین ہے۔

قال ابو نعیم توفی ابو بکر لثمان لیال بقین من جمادی الاٰخرة سنة ثلاث عشرة۔

ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ وفات حضرت ابوبکر کی آٹھ راتون ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کے باقی پر واقع ہوئی یعنی ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو۔

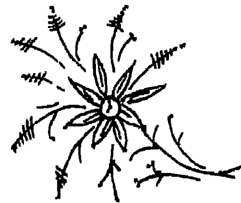
اور اسد الغابہ فی الصحابہ ج ۳ مطبوعہ سنہ ۱۲۸۶ھ کے صفحہ ۲۲۳ و صفحہ ۲۲۴ مین ہے۔

قال واخبرنی ابی باسناده عن محمد بن سعد حدثنا محمد بن عمر حدثنا محمد بن عبد الله (ابن اخی الزهری) عن الزهری عن عروة عن عائشة قالت کان اول مرض ابی بکر انه اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الاخرة و کان یوما باردا فحم خمسة عشر یوما لا یخرج الی صلوٰة و کان

کہا راوی نے کہ خبر دی ابی نے اسناد کہ محمد بن سعد سے کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہم سے محمد بن عمر نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن عبد اللہ ابن اخی الزہری نے زہری سے اونھون نے عروہ سے اونھون نے عائشہ سے کہا حضرت عائشہ نے کہ اول مرض ابوبکر کا یہ تھا کہ غسل کیا اونھون نے دوشنبہ کے دن ۷ جمادی الآخر کو اور وہ دن سرد تھا

یأمر عمر یصلی بالناس و یدخل الناس علیہ یعودونہ
وھو یثقل کل یوم وکان عثمان الزمھم لہ فی مرضہ
توفی ابو بکر رحمہ اللہ مساء لیلۃ الثلاثاء لثمان لیال
بقین من جمادی الاٰخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ من مھاجر
النبی صلعم فکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشھر وعشر
لیال وکان ابو معشر یقول سنتین واربعۃ اشھر الا
اربع لیال وتوفی رحمہ اللہ وھو ابن ثلاث وستین
سنۃ مجمع علی ذلک فی الروایات کلھا استوفی
سن رسول اللہ صلعم وکان ابو بکر
ولد بعد الفیل بثلاث سنین۔

پس بخار مین مبتلا رہے پندرہ روز تک نماز پڑھا نے
نہین جاتے تھے اور عمر کو حکم دیتے تھے کہ وہ لوگون کو
نماز پڑھائین اور لوگ آتے تھے اونکے پاس اعادت
کرنے کے لئے اور اونکی حالت روز بروز خراب ہوتی
جاتی تھی اور عثمان اونکے پاس ہر وقت رہتے تھے اور
وفات پائی ابو بکر نے شب سہ شنبہ کی شام کو ۲۲ر جمادی الآخرہ
۱۳ھ تھی اور مدت خلافت حضرت ابو بکر کی دو سال
تین مہینے دس شبانہ روز ہوئے اور ابو معشر کہتا ہے کہ
دو سال چار مہینے چار راتین کم (کل مدت خلافت ہے)
اور وفات پائی درانحالیکہ وہ ۶۳ سال کے تھے تمام
روایتین اس بات پر متفق ہین کہ ابو بکر نے سن رسول کو
پورا کیا اور حضرت ابو بکر واقعہ فیل کے تین سال بعد
پیدا ہوئے



احادیث وفات النبی ۱۲ر ربیع الاول یوم دوشنبہ کی ہین جن سے یکم ربیع الاول کو (پنجشنبہ) کا روز اور ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۲۵ر ذیقعدہ کو (دوشنبہ) کا دن آتا ہے جسکی تائید مین مورخ روضۃ الصفا اپنے تاریخ مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۶ھ صـ۱۷۱ مین لکھتے ہین بروایتے روز شنبہ بست و پنجم (ذیقعدہ) اور بقولے روز دوشنبہ از مدینہ بیرون آمد یعنی ایک روایت سے یوم شنبہ ۲۵ر ذیقعدہ اور ایک سے دوشنبہ کے روز حضرت کا سفر حج کیلئے برآمد ہونا محقق ہوتا ہے۔

ایضًا اور معارج النبوۃ مولانا معین الدین فراہی المتوفی ۹۰۷ھ مطبوعہ مطبع مطلع نور لاہور ۱۲۹۴ھ کے رکن چہارم صـ۳۲۳ سطر ایک مین ہے۔ بست و پنجم ذیقعدہ روز دوشنبہ و بروایتے روز شنبہ از مدینہ بیرون آمدند۔ یعنی ۲۵ ذیقعدہ یوم دوشنبہ یا بروایتے روز شنبہ (رسول اللہ صلعم) مدینہ سے باہر نکلے۔

ایضًا اور عین العیون ترجمہ سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی معروف بہ نور علی نور مترجمہ ابو القاسم بن عبد العزیز ہنسوی مطبوعہ مطبع مصطفائی محمود نگر لکھنؤ ۱۳۰۷ھ کے صـ۶ مین ہے۔ اور آپ حجۃ الوداع مین دوشنبہ کے دن بالون مین کنگھی کئے ہوے اور بدن مبارک پر تیل اور خوشبو ملے ہوئے اپنے در دولت سے تشریف لائے آخر ش ذوالحلیفہ مین فروکش ہوئے۔ اور رات کو وہین قیام فرمایا الخ"

اور صـ۲۸ مین ہے۔ آنحضرت صلعم جب ترسٹھ برس کے ہوئے بارھوین ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن چاشت کے وقت وفات پائی اور آپ چودہ روز بیمار رہے"

اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی باب دہم مطبوعہ نولکشور ۱۲۹۶ھ ۱۸۷۹ء کے آخر صـ۴۲ مین

مثل روضۃ الصفا اور معارج النبوۃ کے ہے کہ روز چہار شنبہ بست و ہشتم ۲۸ صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد یعنی روز چہار شنبہ ۲۸ صفر کو مرض رسولخدا صلعم پر ظاہر ہوا جس سے ۲۸ صفر (چہار شنبہ) اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) دو یوم آخر ماہ صفر کے اور بارہ روز ماہ ربیع الاول کے کل چودہ دن حضرت بیمار رہے جیسا کہ اوپر شاہ ولی اللہ محدث پدر شاہ عبد العزیز کے رسالہ سرور المحزون اور اوسکے ترجمہ عین العیون مین ہے۔

لیکن مواہب لدنیہ علامہ قسطلانی کے مقصد عاشر (دہم) مین ہے۔

قال الحافظ ابن رجب کان ابتداء مرضہ صلعم فی واخر صفر وکانت مدۃ مرضہ ثلث عشر یوماً

حافظ ابن رجب نے کہا ہے حضرت صلعم اخیر صفر مین بیمار ہوئے اور کل مدت بیماری کے تیرہ روز ہین۔

واضح ہو کہ ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کا تیرھوان روز گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور چودھوان روز ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوتا ہے۔ جو بدیہی ہے۔ گیارہ ربیع الاول کے آخر یوم پر وفات النبی ہے یہ تاریخ ۹۔ ذیحجہ سے نوے یوم پر اور ۸ ذیحجہ سے اکیاسی یوم پر پہونچتی ہے اور ۱۲ ربیع الاول کو بیاسیوان روز یا عرفہ کے بعد سے اکانوے یوم اور اسی ۱۲ ربیع الاول کی شب سے پہلی تاریخ حضرت ابوبکر کی خلافت کا حساب کیا گیا ہے کیونکہ حضرت عایشہ کی روایت مین ہے کہ کل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے دس راتین۔ جو گیارہ ربیع الاول کی شام سے بعد وفات النبی کے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم سہ شنبہ لغایت ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ دو سال تا ۱۲ جمادی الآخرہ تین مہینے تا ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ دس راتین کامل ہوئین۔

۱۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) قرار دینے سے ۲۹ صفر کا (پنجشنبہ) یکم ربیع الاول کو ہوجاتا ہے اور مدت خلافت کا حساب ۱۳ ربیع الاول سے ہوگا جس سے بجائے دس دن کے نو دن ہونگے جیسا کہ معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر ۱۳۰۰ھ صفحہ ۵۰ مین بحوالہ ابن اسحاق ہے وکانت خلافتہ سنتان وثلثۃ اشہر وتسع لیال یعنی مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے نو راتین ہین جو حضرت عایشہ کی روایت کے معارض ہے۔ اور علاوہ اسکے ۱۲ ربیع الاول کے (دوشنبہ) سے تیسری ماہ رمضان کو (دوشنبہ) آئیگا حالانکہ تیسری ماہ رمضان کو (سہ شنبہ) تاریخ وفات جناب فاطمہ علیہا السلام مسلمات ارباب محدثین وسیر ہے جسکو ہم آگے بیان کرینگے اور آخر عمر کی مدت مین حدیث کے خلاف ایک دن کا اضافہ ہوجاتا ہے۔

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے اصلی رسالہ سرور المحزون مطبوعہ چھاپہ محمدی ۱۲۵۷ھ کے صفحہ ۳۲ مین لکھتے ہین

وفات یافتند روز دوشنبہ وقتیکہ گرم شد چاشت بتاریخ دوازدہم ۱۲ از ربیع الاول وبیمار ماندند چہاردہ روز۔

یعنی حضرت صلعم نے ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے روز چودہ دن بیمار رہ کر وفات فرمائی۔

اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون حصہ ششم ج اول کے صفحہ ۳۵ سطر ۱۲ مین ہے۔ اور اسی گیارھوین سال صفر کی چھبیسوین تاریخ دوشنبہ کے روز آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ درستی سامان لشکر کی واسطے لڑائی روم کے کرین۔ اور اسی مہینہ کی اٹھائیسوین تاریخ کو آنحضرت صلعم بیمار ہوئے عارضہ تپ اور درد سر کا تھا اور دوسرے دن باوجود بیماری کے آپ نے اپنے دست مبارک سے

ایک لواے یعنی نشان اسامہؓ کے واسطے بنایا الخ

اور روضۃ الاحباب ج۔ اول مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۱۱ھ کے صفحہ ۳۳ مین ہے۔

درروز دوشنبہ بست وششم ماہ صفر سنہ مذکورہ حضرت امر فرمود مردم را کہ ساختگی لشکر کنید جہۃ حرب روم روز دیگر اسامہ بن زید راطلبید و فرمود ترا امیر لشکر میگردانم الخ

یعنی ۲۶ صفر دوشنبہ کے روز رسولخدا صلعم نے لوگونکو جنگ روم کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ اور ۲۷ صفر (سہ شنبہ) کو اسامہ بن زید کو بلاکر امیر لشکر فرمایا۔

درروز چہار شنبہ بست وہشتم ماہ مذکور آنحضرت را مرض طاری شد و روز دیگر باوجود مرض بدست مبارک خود لواے براى وے عقد فرمود۔

یعنی ۲۸ صفر چہار شنبہ کے دن آنحضرت صلعم کو مرض لاحق ہوا اور دوسرے دن (۲۹ صفر پنجشنبہ) کو باوجود مرض کے اپنے دست مبارک سے اسامہ بن زید کے لئے جھنڈا درست فرمایا۔

غرضکہ آخر ماہ صفر کے دو دن ۲۸ و ۲۹ صفر اور بارہ روز ماہ ربیع الاول کے سرور المحزون والے یہ کل چودہ دن ہوئے جو ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کا چودہوان روز (سہ شنبہ) ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوشنبہ کو وفات فرمایا ہے جو تیرھوان روز گیارہ ربیع الاول کو ہوتا ہے جسکی آخر یوم پر رحلت ہے اور حضرت ابوبکر غیر حاضر تھے چونکہ ۱۲ ربیع الاول کی صبح کو دن چڑھے اپنے مکان سے جو مدینہ سے دو میل پر تھا تشریف لائے اور تھوڑی دیر کے بعد طلب خلافت مین سقیفہ بنی ساعدہ کو گئے ہین اسلئے عام رواتیون مین وفات النبی گیارہ ربیع الاول کے بجائے ۱۲ ربیع الاول لکھا ہے جو تاریخ مرض النبی سے ایک روز کا فرق ہوجاتا ہے یہی نکتہ تحقیق سے صحیح آتا ہے۔ کیونکہ شاہ عبدالعزیز محدث اور شاہ عبدالقادر محدث پسران شاہ ولی اللہ محدث دہلوی عرفہ ۹ ذیحجہ سے حضرت صلعم کا زندہ رہنا تین مہینے یعنی نوے روز (۹۰ دن) فرماتے ہین جو حدیث مین الیوم اکملت یوم آخر عمر کے ہین چنانچہ نقشہ مرتبہ اور مسلمہ حضرت نعمانی کے مطابق ۹ ذیحجہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (۲۰ شبانہ روز) ماہ محرم (۳۰ شبانہ روز) ماہ صفر (۲۹ شبانہ روز) ماہ ربیع الاول (گیارہ شبانہ روز) جسکی میزان (۹۰ شبانہ روز) یعنی گیارہ ربیع الاول تک تین مہینے ہوگئے جس کا دوسرا حساب ۱۰ ذیحجہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (گیارہ شبانہ روز) اور ماہ محرم (۳۰ شبانہ روز) ماہ صفر (۲۹ شبانہ روز) ماہ ربیع الاول (گیارہ شبانہ روز) یہ کل میزان (۸۰ شبانہ روز) کی ہوئی جو صحیح حدیث کے مطابق ہے جس مدت کو جمہور مفسرین نے اختیار کیا ہے۔

اور ۱۲ ربیع الاول کو پہلے حساب سے (۹۱ روز) اور دوسرے حساب سے (۸۲ روز) ہوتے ہین جو خلافت کے پہلی تاریخ مین داخل ہے

اب ہم حضرت عائشہ کی مخرجہ روایت کی جانب توجہ کرتے ہین جس مین سات جمادی الثانی یوم دوشنبہ کو غسل کرنے سے اور سردی کی وجہ سے حضرت ابوبکر بیمار ہوئے اور ۲۲ جمادی الثانی کی شام کو بعد مغرب کے شب سہ شنبہ مین وفات فرمائی جس روز کل مدت خلافت کی دو سال تین مہینے دس شبانہ روز کے بتائے گئے ہین۔ یہ آخر کے دس شبانہ روز اوسی ۱۲ تاریخ کی شب سے یعنی

گیارہ تاریخ کی شام سے محسوب کئے گئے ہین ورنہ دس شبانہ یوم نہین ہوسکتے۔

جب پیغمبر صاحب کی وفات گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) کے آخر یوم پر واقع ہوی تو شب ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کے شام سے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تک دو سال تین مہینے دس راتین ہوئین۔

چنانچہ مورخ ابو الفدا وغیرہ اوسی حدیث حضرت عایشہ کے مطابق اپنی اپنی تاریخ مین لکھتے آئے جیسا کہ تاریخ المختصر فی اخبار البشر مین ہے۔

قال ابو الفدا ثم توفی (ابوبکر) مساء لیلۃ الثلاثاء بین المغرب و العشا لثمان بقین من جمادی الاخری سنۃ ثلاث عشرۃ فکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشھر وعشر لیال۔

مورخ ابو الفدا کہتے ہین کہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو درمیان مغرب اور عشا کی شب سہ شنبہ مین حضرت ابوبکر نے وفات پائی اور مدت خلافت کی دو سال تین مہینے دس راتین ہین۔

روایت حضرت عایشہ اور مورخ ابو الفدا وغیرہ ۲۲ جمادی الآخرہ کو (دوشنبہ) جسکی آنیوالی شب (سہ شنبہ) مین وفات ابوبکر بیان کرتے ہین حالانکہ روایت حضرت عائشہ مین سات جمادی الآخرہ کے دوشنبہ کے روز حضرت ابوبکر کو غسل کرنے سے سردی کی وجہ سے بیماری لاحق ہوئی۔ تو آٹھ جمادی الآخرہ کو (سہ شنبہ) پس ۱۵ و ۲۲ جمادی الآخرہ کو (سہ شنبہ) ہوا جسکی آنیوالی شب شب (چہارشنبہ) درمیان مغرب وعشا کے رحلت ابوبکر ثابت ہوتی ہے۔

جسکی تائید مین علامہ ابن شحنہ حلبی حنفی روضۃ المناظر مطبوعہ مصر ۱۳۰۳ھ صفحہ ۱۱۴ مین ۱۳ھ کے حال مین صحیح حساب وفات حضرت ابوبکر لکھتے ہین۔

وتوفی ابوبکر لیلۃ الاربعاء لثمان بقین من جمادی الاخرہ سنۃ ثلاث عشرۃ وکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشھر وعشر لیال۔

وفات فرمائی ابوبکر نے شب چہارشنبہ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو اور دو سال تین مہینے دس دن خلافت کی

علامہ موصوف کا یہ حساب ازروی حساب کی روایت سے ملتا ہے جس مین مدت خلافت کو بجائے دس راتون کے دس دن کئے ہین یعنی ۱۲ ربیع الاول کے دن سے شمار کیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم کی جگہ امامت یا خلافت ۱۱ ربیع الاول کی شام سے اور ۹ وا بجے دن تک خالی رہی کیونکہ ابھی سقیفہ بنی ساعدہ مین داخلہ نہین ہوا۔ غرضکہ وفات حضرت ابوبکر دوشنبہ اور سہ شنبہ کے درمیان مین ہونا اوسی حدیث حضرت عایشہ سے غلط ہوگیا۔ اور صحیح شب جمعہ ہے۔

چنانچہ روضۃ الاحباب ج ثانی آخر ص ۵۹ مطبوعہ مطبع نامی تیغ بہادر ۱۲۹۷ھ مین ہے۔

ارباب سیر وتواریخ رحمہم اللہ آوردہ اند کہ ابوبکر صدیق رض بعد از واقعہ فیل بدو سال وچہار ماہ متولد شد ودر آخر روز دوشنبہ وبقولے شب سہ شنبہ واصح انیست وبقولے روز جمعہ بست دوم یا سیوم جمادی الآخرہ سال سیزدہم از ہجرت وفات یافت۔

یعنی ارباب وتواریخ نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر صدیق بعد واقعہ فیل کے دو سال چار ماہ پر پیدا ہوے اور آخر یوم دوشنبہ اور بقولے شب سہ شنبہ اور صحیح یہ ہے اور بقولے روز جمعہ ۲۲ یا ۲۳ جمادی الآخر ۱۳ھ کو وفات فرمائی۔

اور مراۃ الجنان یافعی اور مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ملا علی قاری مین ولادت حضرت ابوبکر کی ابو معشر کی مدت خلافت کے لحاظ سے ہے۔ (حالانکہ ابوبکر کی ولادت سنہ فیل کے تین سال بعد ہوی۔ دیکھو عملا کتاب ہذا)۔

ولد رضی الله عنہ بعد عام الفیل بسنتین و اربعة اشهر الا ایاما۔

یعنی حضرت ابوبکر بعد واقعہ سنہ فیل دو سال کچھ دن کم چار مہینے پر پیدا ہوئے۔

اور حضرت عائشہ کی روایت مین بسلسلہ روایت گئے ہے کہ حضرت ابوبکر بعد واقعہ فیل کے تین سال پر پیدا ہوے جس سے رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت حضرت ابوبکر کچھ مہینے کم ۶۰ سال کے تھے اور وفات پر باسٹھ سال کے قرار پاتے ہین۔

اور اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ مین ہے۔

یعنی اکمال اسماء الرجال مشکوۃ مین ہے۔

ابوبکر صدیق کان مولده بمکة بعد الفیل سنتین و اربعة اشهر الا ایاما، ومات بالمدینة لیلة الثلثاء لثمان بقین من جمادی الآخرة سنة ثلاث عشرة کانت خلافته سنتین و اربعة اشهر۔

کہ ابوبکر صدیق بعد واقعہ فیل کے دو سال کچھ دن کم چار مہینے پر مکہ معظمہ مین پیدا ہوئے اور ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ شب سہ شنبہ کو مدینہ منورہ مین رحلت کی خلافت کا زمانہ دو سال چار مہینے ہوئے جسکو ابو معشر[۵۱] نے دو سال چار راتون کم چار مہینے کی کل مدت خلافت بیان کی ہے

جس سے ابو معشر کا قول ۲۶ صفر (دوشنبہ) سے مدت خلافت حضرت ابوبکر کا حساب اس طرح آتا ہے۔

۲۶ صفر ۱۱ھ لغایت ۲۶ صفر ۱۳ھ دو سال تا ۲۶ ربیع الاول ۱۳ھ ایک ماہ اور تا ۲۶ جمادی الآخرہ کل چار ماہ ہوئے چونکہ وفات ابوبکر کی آٹھ راتون باقی ماہ جمادی الآخرہ کو واقع ہوی یعنی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ جسکی ایک رات ۲۳ دوسری ۲۴ تیسری ۲۵ چوتھی ۲۶ جمادی الآخرہ کی یہ چار راتین چوتھے ماہ کی پورے ہونیکو باقی رہگئین تھین۔

حاصل مقصود ابو معشر کے قول سے یہ نکلا کہ ۲۶ صفر کو (دوشنبہ) تھا اسی تاریخ مین حضرت صلعم نے لوگون کو جنگ روم پر جانے کی تیاری کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور ۲۷ صفر (سہ شنبہ) کو حضرت نے اسامہ بن زید کو طلب فرماکر تین ہزار کے لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔ اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے روز حضرت کے دردسر اور بخار کا آغاز ہوا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی صبح کو حضرت علیہ الصلوۃ والسلام اپنے دست مبارک سے اسامہ بن زید کے لئے علم بناکر مرحمت کیا اور اکابرین صحابہ کو جن مین مہاجرین وانصار سب کے سب داخل تھے اسامہ کی ماتحتی مین جنگ روم پر جانے کے لئے مامور فرمایا۔

ا۵ سیرت النبی شبلی کے جلد اول مین ہے "اس زمانہ مین امام زہری نے مغازی پر ایک مستقل کتاب لکھی اور جیسا کہ امام سہیلی نے روض الانف مین تصریح کی ہے یہ اس کتاب کی پہلی تصنیف تھی، امام زہری اس زمانہ کے اعلم العلما تھے فقہ و حدیث مین انکا کوئی ہمسر نہ تھا امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہین۔ زہری کے تلامذہ مین سے دو شخصون نے اس فن مغازی مین نہایت شہرت حاصل کی اور یہی دو شخص ہین جن پر اس فن کا سلسلہ ختم ہوتا ہے موسی بن عقبہ اور محمد بن اسحاق ۱۲

۵۲ قدح ابو معشر صحیح ترمذی ج۔ اول باب ما بین المشرق والمغرب قبلة کی ہے۔ قال ابو عیسی قد تکلم بعض اہل العلم فی ابی معشر من قبل حفظه واسمه نجیح مولی بنی ہاشم قال محمد لا اروی عنه شیئا۔ یعنی ابو عیسی ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم نے ابو معشر کے حافظہ کی نسبت کلام کیا ہے اور نام اسکا نجیح مولی بنی ہاشم کا ہے کہا محمد (ابن اسمعیل بخاری) نے مین اس سے کوئی روایت نہین کرتا۔

جس کے بعد یکم ربیع الاول (جمعہ) لغایت ۸ ربیع الاول (جمعہ) اکابرین صحابہ اسامہ مذکور کے سردار ہونیکے متعلق چہ میگوئیاں کرتے رہے۔ ۹ ربیع الاول یوم (شنبہ) کو کہ دسواں روز ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا گزرا کہ حضرت صلعم کو خبر طعن صحابہ ماموربن اسامہ کی معلوم ہوئی یہ خبر سماعت فرماتے ہی حضرت کمال غضب مین آئے اور ویسے ہی سر مین پٹی باندھے ہوئے منبر پر تشریف لاکر خطبہ ارشاد فرمایا جسکی تفصیل آگے آئیگی پھر بیت الشرف مین داخل ہوگئے اور دس ربیع الاول (یکشنبہ) کے روز حضرت پر تپ اور درد کی شدت رہی جس سے حضرت بالکل کلام تک نہین کرسکے گیارہ ربیع اول (دوشنبہ) کی صبح کو افاقہ ہوا اس روز کا غالب حصہ ہدایت و وصیت وطلب قرطاس وغیرہ مین صرف ہوا آخر یوم پر حضور سرور کائنات نے رحلت فرمائی اوس وقت حضرت ابوبکر وغیرہ جو اسامہ کی ماتحتی مین مامور ہوئے وہ سب غیر حاضر تھے۔ ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) کی صبح کو دن چڑھے اطلاع ہوتے ہی سب سے پہلے حضرت عمر و ابوعبیدہ وغیرہ اور پھر حضرت ابوبکر آئے اور تھوڑی دیر کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ انصار کے مجمع مین تشریف لے گئے جنکی خلافت کا آغاز اسی بارہ ربیع الاول (سہ شنبہ) کے روز سے شمار کیا گیا ہے جس مین وہ وقت جو غیر حاضری مین گذرا وہ بھی محسوب کرلیا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ کی روایت جو پہلے لکھی گئی ہے اوس سے کل مدت خلافت دو سال تین مہینے دس راتین ہین۔ یہ دس راتین گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کی ختم پر بارھوین ربیع الاول کی شب (سہ شنبہ) سے شروع ہوتی ہے اور جو بارہ ربیع الاول سنہ ۱۳ھ تک دو سال تا ۱۲ جمادی الاخرہ سنہ ۱۳ھ تین مہینے تا ۲۲ جمادی الآخرہ دس راتین ہوئین۔

نمبر(۲) امام موسیٰ بن عقبہ

یہ امام موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب زہری کے تلامذہ سے ہین جن سے امام مالک کو تلمذ ہے اور جو زہری کے بھی شاگرد ہین بخاری نے اپنے صحیح میں انہین موسیٰ بن عقبہ کے واسطہ اور ابن عباس کی سند سے ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حجۃ الوداع فرمانے اور چوتھی ذیحجہ داخلہ مکہ معظمہ کی روایت کی ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری باب مایلبس المحرم مین ہے۔

حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی حدثنا فضیل بن سلیمان قال حدثنی موسی بن عقبۃ قال اخبرنی کریب عن عبد اللہ بن عباسؓ قال انطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ ××× وذلک لخمس بقین من ذی القعدۃ فقدم مکۃ لاربع لیال خلون من ذی الحجۃ۔

بیان کیا مجھسے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا فضیل بن سلیمان نے کہا حدیث کی ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا خبر دی مجکو کریب نے عبد اللہ بن عباس سے کہا اونھون نے کہ جب رسول اللہ صلعم مدینہ منورہ سے چلے تو وہ دن ۲۵ ذیقعدہ (پانچ راتین ذیقعدہ کی باقی تھین) کا تھا پس مکہ مین آپ پہونچے کہ ذیحجہ کی چار راتین گزر چکی تھین۔

روایت مذکورہ مین ۲۵ ذیقعدہ کا دن نہین بتایا گیا لوگون نے یوم (شنبہ) یا (دوشنبہ) فرض کیا ہے۔ یہ موسیٰ بن عقبہ

امام مغازی بھی ہین جنکی کتاب کو شبلی صاحب نے لکھا ہے کہ وہ آج موجود نہین چونکہ نعمانی صاحب نے اپنے مطالب کے ثبوت مین موسیٰ بن عقبہ کو ارباب سیر پر مقدم کرکے ثقہ ترین ارباب سیر سے لکھکر یکم ربیع الاول کی روایت کو منسوب کیا ہے اسلئے ہم ۲۵ ذیقعدہ کے دن کی تحقیق کرتے ہین۔

اور شبلی صاحب نے حضرت صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۶ ذیقعدہ (سینچر) نماز ظہر کے بعد مدینہ سے باہر نکلنا قرار دیا ہے جس سے ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) اور ۹ ذیحجہ (جمعہ) اور ۱۲ ربیع الاول (جمعہ) اور ۱۸ ذیحجہ (یکشنبہ) اور ۲۹ صفر (یکشنبہ) اور یکم ربیع الاول (دوشنبہ) اور ۱۵ ربیع الاول (دوشنبہ) لائے ہین۔ (دیکھو نقشہ مفروضہ شبلی صہ۵ کتاب ہذا نمبر ۱۰۵ و ۱۰۶)

لیکن ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) کا روز نہین تھا کیونکہ صحیح بخاری مین ابن جریج کے واسطہ انس کی سند سے رسول اللہ صلعم نے ظہر کی چار رکعت مدینہ منورہ مین پڑھی اور ذوالحلیفہ مین دو رکعت قصر کی گئی۔

چنانچہ صحیح بخاری جلد ثانی باب مذکورہ بالا مین ہے۔

حدثنی عبداللہ بن محمد حدثنا ہشام بن یوسف	حدیث کی مجھسے عبداللہ بن محمد نے کہا حدیث کی
اخبرنا ابن جریج حدثنا محمد بن المنکدر	ہم سے ہشام بن یوسف نے خبر دی ہمکو ابن جریج نے
عن انس بن مالک قال صلی النبی صلی اللہ	کہا حدیث کی ہم سے محمد بن منکدر نے انس بن مالک سے
علیہ وسلم بالمدینۃ اربعا وبذی	کہا اونھون نے کہ رسول اللہ نے مدینہ مین چار رکعت اور
الحلیفۃ رکعتین۔	ذوالحلیفہ مین دو رکعت (قصر) پڑھی۔

اگر ۲۵ ذیقعدہ کو یوم (شنبہ) فرض کیا جائے تو ۹ ذیحجہ اور ۱۲ ربیع الاول کو (شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۲۹ صفر (دوشنبہ) اور ۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے اور ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے آتا ہے۔

اور ۲۵ ذیقعدہ کو ابن عباس کی روایت مین یوم (شنبہ) حافظ ابن سعد[۱] اپنے طبقات کبیر مین اور بالکل یہی روایت حافظ دمیاطی نے المختصر من سیرۃ سید البشر مین وارد کی ہین۔

عن ابن عباسؓ یکرہ ان یقال حجۃ الوداع	ابن عباس حجۃ الوداع کہنے سے کراہیت کرتے
ویقول حجۃ الاسلام فخرج رسول اللہ صلعم من المدینۃ	تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے اور رسول اللہ صلعم مدینہ منورہ
وذلک یوم السبت لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ	سے سینچر کے دن جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین
فصلی الظہر بذی الحلیفۃ رکعتین۔	نماز ظہر پڑھکر نکلے اور ذوالحلیفہ مین دو رکعت ادا فرمائی

اور حضرت شبلی نے جس قول موسیٰ بن عقبہ سے یکم ربیع الاول وفات النبی فتح الباری دفات سے لکھا ہے وہ روایت

---

[۱] توثیق ابن سعد سیرت شبلی جلد اول صہ۱۱ مین ہے۔ ابن سعد مشہور محدث ہین محدثین نے عموماً لکھا ہے کہ اونکے استاد واقدی قابل اعتبار نہین لیکن وہ خود قابل سند ہین خطیب بغدادی نے انکی نسبت یہ الفاظ لکھے ہین کان من اہل العلم والفضل والفہم والعدالۃ لہ کتاباً کبیراً فی الطبقات الصحابۃ والتابعین اور الفاروق حصہ اول صہ۷ مین ہے۔ محمد بن سعد کاتب الواقدی المتوفی ۲۳۰ھ نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے اسکے ثقہ ہونے مین کسی کو کلام نہین اسلئے ایک کتاب آنحضرت صلعم اور صحابہ اور تابعین وتبع تابعین کے حالات مین نہایت بسط و تفصیل سے دس بارہ جلدون مین لکھی ہے اور تمام واقعات کو محدثانہ طور پر بہ سند لکھا ہے۔

یہ ہے جو فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ باب مرض النبی مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۵ھ اور زرقانی جلد ۳ مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ کے ص۱۳۱ مین یہ ہے۔

عند موسیٰ بن عقبہ واللیث والخوارزمی وابن زبر مات لهلال ربیع الاول۔

موسیٰ بن عقبہ اور لیث اور خوارزمی وابن زبر کے نزدیک رسول اللہ صلعم کی وفات چاندرات کے وقت یعنی (آخر یوم پر ہوئی)

ایضاً عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ ص۴۳۲ باب مرض النبی مین ہے

قال ابو نعیم الفضل بن دکین توفی یوم الاثنین مستهل ربیع الاول۔

ابو نعیم فضل بن دکین نے کہا ہے کہ وفات النبی دوشنبہ کے روز چاندرات ربیع الاول مین ہوئی۔

لفظ (ہل) برآمدن ہلال (اہلال) برآمدن ماہ نو و لفظ (استہلال) برآمدن ماہ نو (ہلال) ماہ نو دیدن (منتہی الارب)

چونکہ حضرت شبلی اُسی روایت موسیٰ بن عقبہ اور امام لیث مصری کی سند اور امام سہیلی کے بیان ۲۱ اقرب[ف۱] الی الحق سے یکم ربیع الاول کو بتایا ہے جسکو علامہ سیرت حلبیہ نے اونہین امام سہیلی کے قول سے وفات النبی ہونا ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول اپنے سیرت جلد ۳ ص۳۸۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین وارد کی ہے جس سے امام سہیلی کا موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کے قول کو چاندرات کے وقت مین وفات النبی کا واقع ہونا یعنی ۲۹ صفر کو (دوشنبہ) ہونا قبول کیا ہے چونکہ وفات النبی ماہ ربیع الاول مین واقع ہوئی ہے اسلئے امام سہیلی نے ۱۲ تا ۱۴ ربیع الاول قرار دیا۔

پہلی صورت ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے ہے جس سے یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) اور ۲۹ صفر (دوشنبہ) ہوا اور دوسری صورت اگر ماہ صفر کامل ۳۰ دن لیا جائے تو ۳۰ صفر (سہ شنبہ) یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے ہوا۔

ہر دو صورت سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ (شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (شنبہ) اور حضرت شبلی کا ۲۶ ذیقعدہ (یکشنبہ) ہوا جو موسیٰ بن عقبہ کی وفات النبی ہلال ربیع الاول سے واقع ہو گیا اور ۹ ذیحجہ عرفہ کا (جمعہ) اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول باطل اور غلط ہوا۔ دیکھئے شبلی صاحب کبھی دروغ کو فروغ نہین ہوتا۔

آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کا نزول ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر مین جناب علی علیہ السلام کی ولایت کے اظہار اور حضرت عمر اور حضرت ابوبکر اور حاضرین جلسہ اور امہات المومنین کے مبارکباد ادا کرنے کے بعد آخر دن پر نازل ہوا جس کے تائید کی یہ روایت ہے جو ابن عباس کی سند سے ہے۔

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ ص۱۶۵ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین ہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لهیعة عن ابن

طبری نے ابن لہیعہ کے طریق اور ابن عباس کی

ف۱ امام سہیلی کے روض الانف مطبوعہ مصر جلد ثانی کے ص۳۷۲ مین خوارزمی کے حوالہ سے یکم ربیع الاول کو "ھذا اقرب فی القیاس" لکھا ہے نہ کہ اقرب الی الحق کا غلط لفظ جسکو شبلی صاحب نے تصنیف کرکے بڑھایا ہے۔ اور سہیلی کے جانب نسبت دی ہے۔

عباس ان ھذہ الآیۃ نزلت یوم الاثنین۔ — سند سے روایت کی ہے کہ تحقیق یہ آیت دوشنبہ کے دن نازل ہوئی۔

حدیث مذکورہ سے اور ۲۵ ذیقعدہ یوم (شنبہ) کے فرض کرنے سے (۱۸ ذیحجہ کو دوشنبہ) آیا جس سے اس تاریخ مین آیہ موصوفہ کا نزول متحقق ہو گیا لیکن ۸ ذیحجہ سے اکیاسی یوم پر جمعہ ہوتا ہے اسلئے یوم صحیح نہین ہے اور ۱۲ ربیع الاول کو چوراسی دن ہوتے ہین علاوہ مدت کے خلاف ہونے کے خلاف اصول بھی ہے، کیونکہ شبلی صاحب نے اپنے سیرت النبی مین یہ طے کر دیا ہے کہ "تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے کہ یکم ربیع الاول سے بارہ ربیع الاول تک کوئی تاریخ تھی، اور دوشنبہ کا دن تھا"

اور سیرت حلبیہ مین ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) تک ۹۳ دن یعنی تین مہینے تین دن کی مدت حضرت کے آخر عمر کی لکھی ہے جسکا ذکر آگے آئیگا جس سے ۲۹ صفر تک ۷۹ دن یکم ربیع الاول کو ۸۰ روز ہوئے۔

اگر ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ کا دن بالفرض قرار دیا جائے تو یکم ربیع الاول تک ۸۰ شبانہ روز ہونے سے غلط ہے اسی یکم ربیع الاول کو شبلی صاحب نے ۸۱ یوم کا حساب دکھایا ہے جو قطعًا غلط ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع ۲ (ہر نمبر شبلی کا پہلا خانہ)

۹ ذیحجہ عرفہ سے ۲۹ ذیحجہ تک ۲۰ شبانہ روز ماہ محرم ۳۰ شبانہ روز ماہ صفر ۲۹ شبانہ روز تک ۷۹ دن یکم ربیع الاول کو ۸۰ روز ہوئے اس یکم ربیع الاول سے مدت خلافت حضرت ابو بکر کا حساب ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تک دو سال تین مہینے اکیس دن ہوتے ہین جسکے تائید کی کوئی روایت نہین ہے اسلئے بھی یکم و دوم غلط ہے۔

چونکہ موسیٰ بن عقبہ کے ۲۵ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع کے یوم شنبہ سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) ۱۸ ذیحجہ کو (دوشنبہ) ۲۹ صفر کو (دوشنبہ) ہوتا ہے اور وفات النبی ہلال ربیع الاول یعنی ۲۹ صفر کے آخر روز مین ہونے سے یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول (شنبہ) صرف ۷ ربیع الاول کو دوشنبہ واقع ہوتا ہے اور اس تاریخ مین وفات النبی کے تاریخ کی تاریخ اسلام مدعی نہین ہے اسلئے تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم غلط ہے جو محض عرفہ ۹ ذیحجہ مین یوم جمعہ لانیکے لئے اختلاف کیا گیا ہے۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے جس حدیث مخرجہ ابن جریر طبری کے حوالہ سے آیہ اکمال دین کا نزول یوم دوشنبہ کو کہا ہے اور جو ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم مین واقع ہوتا ہے اوس کی اصل حدیث یہ ہے جس مین پورا سورہ مائدہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا۔

قال ابن جریر حدثنی المثنی قال ثنا اسحاق	کہا ابن جریر نے حدیث کی مجھسے مثنی نے کہا حدیث
قال اخبرنا محمد بن حرب قال ثنا ابن لھیعۃ عن	کی ہم سے اسحاق نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن حرب نے
خالد بن ابی عمران عن حنش عن ابن عباس انزلت	کہا حدیث کی ہم سے ابن لہیعہ نے خالد بن ابی عمران
سورۃ المائدۃ یوم الاثنین الیوم اکملت لکم	سے اوسنے حنش سے اوسنے حضرت ابن عباس سے کہ
دینکم	سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا

جسکی تائید سیرت مغلطای سے بھی ہوتی ہے۔

ذکر یعقوب عن ابن عباس ولد علیہ السلام	یعقوب نے ابن عباس کے سند سے ذکر کیا ہے کہ

یوم الاثنین وخرج من مکہ یوم	رسول خدا علیہ السلام دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے
الاثنین ودخل المدینۃ یوم الاثنین	اور دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ سے ہجرت کی اور دوشنبہ ہی
وفتح مکۃ یوم الاثنین ونزلت سورۃ	مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ
المائدۃ یوم الاثنین۔	فتح ہوا، اور سورہ مائدہ کا نزول دوشنبہ کو ہوا۔

یہ علاء الدین مغلطائی بھی شارح صحیح بخاری ہیں یہ بھی اپنی کتاب سیرت المصطفےٰ میں حجۃ الوداع کا سفر ۲۵ ذیقعدہ شنبہ کے ساتھ وارد کیا ہے وہ یہ ہے۔

ثم حجۃ الوداع قال ابن الجزار	ابن الجزار نے کہا کہ پھر حجۃ الوداع جسکا نام
وسمی البلاغ وحجۃ الاسلام یوم السبت	البلاغ اور حجۃ الاسلام ہے اوسکے لئے سنیچر کے دن جبکہ
لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ	پانچ راتیں ذیقعدہ کے خاتمہ کو باقی تھیں یعنی ۲۵ ذوقعدہ
	(تو حضرت پیغمبر علیہ السلام نے سفر فرمایا) یہی ۲۵ ذیقعدہ

کا سنیچر تھا

۹ ذیحجہ عرفہ کے دن اور بارہ ربیع الاول کو آتا ہے دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک ابن سعد کا پہلا خانہ جس میں ۸ ذیحجہ (دوشنبہ) اور ۲۹ صفر ۱۱ھ (دوشنبہ) واقع ہے۔ یہی ۲۹ صفر کا (دوشنبہ) اور یکم ربیع الاول کا (سہ شنبہ) ۲۲ و ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکر دوشنبہ اور سہ شنبہ آتا ہے دیکھو نقشہ (اول) جو پہلے خانہ نقشہ جنتری نمبر (ایک) کی تائید میں ۱۳ھ تک ملتا ہے۔ دیکھو نقشہ تائید

اسی ۲۹ صفر ۱۱ھ (دوشنبہ) کی شام کو وفات النبی موسیٰ بن عقبہ کے قول کے مطابق یکم ربیع الاول ۱۱ھ سے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تک حضرت ابوبکر کی مدت خلافت دو سال تین مہینے بائیس دن ہوئے جسکی تائید میں یہ دو قول نقل کئے جاتے ہیں

چنانچہ قال الحاکم فی المستدرک (جلد ۳) توفی ابوبکر واستخلف عمر علی راس سنتین وثلاثۃ اشہر واثنین وعشرین یوما۔

یعنی حاکم نے مستدرک میں کہا ہے کہ وفات حضرت ابوبکر اور خلافت عمر دو سال تین مہینے بائیس دن پر ہوئی۔

ایضاً ترجمہ تاریخ اعثم کوفی بزبان اردو مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی ۱۹۱۸ء کے ص ۲۳ میں ہے۔

صدیق نے عایشہ کو اپنے پاس بلایا، اور کہا اے میری بیٹی میرا آخر وقت آ پہونچا، عمر کا کوئی لمحہ باقی ہے، جب میں شربت مرگ پی چکوں مجھے اچھی طرح غسل دینا، حنوط وکفن دیکر نماز جنازہ پڑھ ہونا (الی ان قال) جس دن یہ وصیت کی وہ اتوار کا دن تھا اور دوسرے دن پیر کو وفات پائی۔ پھر مرقد رسول کے پہلو میں دفن کیا، اوسوقت ۱۳ھ تھا، جمادی الآخر کی ساتویں تاریخ گذر کر بیماری لاحق ہوئی پندرہ روز بیماری میں گذرے اور بائیسویں جمادی الآخر کو وفات پائی ترسٹھ برس کی عمر تھی مدت خلافت دو برس تین مہینے بائیس دن، یہ مدت بالسند ہے۔

پس موسیٰ بن عقبہ کا قول کہ پیغمبر کی وفات ہلال ربیع الاول کے دخول کے وقت واقع ہوئی وہ ۲۹ صفر (دوشنبہ) کی شام کو

ہونا ثابت ہوگیا جنکے ساتھ نیت، خوارزمی اور ابن زبیر بھی ہین۔

لیکن امام سہیلی نے اس قول کو یعنی ۲۹ صفر کو (دوشنبہ) کا ہونا قبول کرتے ہوئے وفات النبی ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول قرار دیا ہے کیونکہ اسپر اجماع ہے کہ آنحضرت کی وفات (دوشنبہ) کے دن اور ماہ ربیع الاول مین واقع ہوئی۔

چونکہ ۲۹ صفر (دوشنبہ) کے بعد ۱۴ ربیع الاول کو (دوشنبہ) کثیر الوقوع ہے اور ۳۰ صفر (سہ شنبہ) کے بعد ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع ہے ہوتا ہے اسلئے دونون تاریخین قرار دیگئین جسکے تائید کی مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے آٹھ دن محسوب کئے گئے ہین۔

چنانچہ حیواۃ الحیوان کمال الدین محمد بن عیسیٰ الدمیری الشافعی جلد اول مطبوعہ مصر کے صـ۲۶۴ مین ہے۔

توفی ابوبکر رضی الله عنہ الثلاثا بین المغرب	یعنی وفات پائی حضرت ابوبکر نے منگل کی شب
والعشا لثمان بقین من جمادی الآخرۃ	مین درمیان مغرب اور عشا کے جبکہ آٹھ راتین ماہ
سنۃ ثلاث عشرۃ من الھجرۃ۔	جمادی الآخرہ ۱۳ھ کی باقی تھین یعنی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تھی۔
وکانت خلافتہ رضی الله عنہ	اور خلافت حضرت ابوبکر کی دو برس تین مہینے
سنتان وثلاثۃ اشھر وثمانیۃ	آٹھ دن ہوئے یہ مدت بھی بلا سند ہے یعنی اسکے تائید
ایام	کی کوئی روایت نہین ہے۔

لیکن یہ دونون مدت خلافت حضرت ابوبکر کی اوس حدیث حضرت عایشہ کے معارض ہے جس حدیث کو امام زہری (استاذ اور شیخ موسی بن عقبہ) نے حضرت عایشہ کی سند سے دو سال تین مہینے اور دس راتون تک بیان کیا ہے۔

یا ابن اسحاق نے اسی مدت خلافت کو دو سال تین مہینے نو راتین بیان کی ہین۔ یہ دونون آخری مدت امام زہری اور ابن اسحاق کے سند کی اوس روایت کے مطابق صحیح ملجاتی ہے جس مین ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم ۸۱ یوم زندہ رہے۔ کیونکہ ۲۹ صفر کو ۹ ذیحجہ سے ۷۹ دن اور ۱۸ ذیحجہ سے ستر دن تک ہوتے ہین۔ اور موسی بن عقبہ کی رو سے یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) لغایت ۱۲ ربیع الاول (شنبہ) مین صرف ۷ ربیع الاول کو (دوشنبہ) ہوتا ہے۔ اور سات ربیع الاول کی وفات النبی کے لئے تاریخ اسلام خاموش ہے، اسلئے یہ امر متحقق ہوگیا کہ ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا یوم (شنبہ) قطعاً غلط ہے نیز اس تاریخ کے ایک یا دو روز قبل اور بعد کو جمعہ کا دن نہین تھا۔

نمبر(۳) امام محمد ابن اسحاق رئیس اہل المغازی المتوفی ۱۵۱ھ

محمد ابن اسحاق نے جناب رسالتمآب صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذیقعدہ کی روایت کی ہے اسی روایت کو صحیح بخاری وصحیح مسلم مین یحیی بن سعید کے طریق حضرت عایشہ کی سند سے بیان کیا گیا ہے جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین تو رسالتمآب صلعم سفر حجۃ الوداع کے لئے مدینہ منورہ سے باہر نکلے جسکو ہم سیرت ابن ہشام ج۳ مطبوعہ مصر ۱۲۹۵ھ کے صـ۲۵۰ سے نقل کرتے ہین۔

قال ابن اسحاق فلمّا دخل علی رسول الله صلعم ذو القعدة تجهز للحج وامر النّاس بالجهاز له قال فحدثنی عبد الرّحمٰن بن القاسم عن ابیه القاسم بن محمّد عن عائشة زوج النّبی صلعم قالت خرج رسول الله صلعم الی الحج لخمس لیال بقین من ذی القعدة۔

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ جسوقت ماہ ذیقعدہ آیا تو رسول اللہ نے حج کے لئے تیاری کی اور لوگون کو بھی حج کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا ابن اسحاق نے کہا کہ بیان کیا مجھسے عبد الرحمن ابن قاسم نے اون سے اونکے باپ قاسم بن محمد نے اور راون سے عائشہ نے کہ جو زوجہ رسول اللہ صلعم تھین کہا اونھون نے کہ تشریف لے گئے رسول اللہ صلعم حج کو جبکہ پانچ راتین باقی تھین ماہ ذیقعدہ کی یعنی (۲۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ تھی)

حدیث مذکورہ مین محدثین نے ۲۵ ذوقعدہ کا دن نہین بتایا جسکو ہم تاریخ مرض النبی کے یوم سے اور تاریخ وفات النبی کے یوم سے دو طرح پر تحقیق کرینگے تاکہ سفر حجۃ الوداع کا روز صحیح صحیح متحقق ہو جائے۔

تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) اور مرض النبی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کی روایت کو ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔
۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) کی مراجعت سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (دوشنبہ) ۱۸ ذیحجہ کو (چہارشنبہ) اور ۲۵ ذوقعدہ کو (دوشنبہ) آتا ہے اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی مراجعت سے ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ (سہ شنبہ) ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) ہوتا ہے۔

تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری جلد اول حصہ چہارم مطبوعہ یورپ لیدن ص۱۷۹۴ مین ہے۔

عن محمّد بن اسحاق عن عبد الرّحمٰن بن الحارث بن عیاش بن ابی ربیعة ابتدی صلعم شکوه النّبی قبضه الله عزّ وجل الی ما اراد به من رحمته وکرامته فی لیال بقین من صفر۔

محمد ابن اسحاق سے مروی ہے کہ بیان کیا اون سے عبد الرحمن بن حارث ابن عیاش ابن ربیعہ نے کہ وہ شکایت کہ جس مین خداوند عالم نے آنحضرت صلعم کو اپنے جوار رحمت مین لیا وہ اواخر ماہ صفر مین جبکہ ایک شب باقی تھی پیدا ہوئی۔

ایضاً ص۱۸۳۷ مین ہے۔

عن ابن اسحٰق عن عبد الله بن ابی بکر بن محمّد بن عمرو بن حزم عن ابیه قال توفی رسول الله

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے سنا اپنے باپ سے کہ کہا

---

۵۱ توثیق (عبد الرحمن) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے۔ عبد الرحمن بن الحارث ابن عبد الله ابن عیاش ابن ابی ربیعة المخزومی ابو الحارث المدنی صدوق له اوہام من السابعة مات سنہ ۱۴۳ھ ثلث واربعین وله ثلث وستون (۶۳) ۵۲ توثیق (عبد الله) تقریب التہذیب مین ہے۔ عبد الله بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری المدنی القاضی ثقة من الخامسة مات سنہ ۱۳۵ھ خمس وثلاثین وهو ابن سبعین سنة۔ ایضاً تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے قال ابن عبد البر کان من اہل العلم ثقة فقیہا محدثا مامونا حافظا وہو حجة وقال مالک کان من اہل العلم والبصیرة۔ ۵۳ (ابوبکر بن محمد کے حال مین سیرت النبی شبلی جلد اول مین طبقات ابن سعد کے حوالہ سے ہے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری جو اس زمانہ کے بہت بڑے محدث اور امام زہری کے استاد اور مدینہ کے قاضی تھے (عمر بن عبد العزیز) نے انکو بھی خاص طور پر احادیث کے جمع کرنیکا حکم بھیجا۔

صلعم فی شہر ربیع الاول فی ثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول یوم الاثنین و دفن لیلۃ الاربعاء

اونھون نے کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے ماہ ربیع الاول مین بارہ راتین گذرین ماہ ربیع الاول کی دوشنبہ کا دن تھا اور دفن ہوئے شب چہارشنبہ مین۔

ایضاً عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی جلد ۸ باب مرض النبی مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ صفحہ ۴۳۷ مین ہے۔

قال ابن اسحاق توفی لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول فی الیوم الذی قدم فیہ المدینۃ مھاجرا

ابن اسحاق نے کہا کہ وفات پائی آنحضرت نے ۱۲ ربیع الاول کو اوسدن جسدن آپ مدینہ منورہ مین ہجرت کرکے تشریف لائے ہین اور پورے ہوگئے تھے آنحضرت صلعم کے دس سال کامل

ایضاً تاریخ الرسل والملوک جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۱۸۳۵ اسے یہ حدیث نقل ہے جسکے کل رواۃ صحیح بخاری اور صحیح ترمذی وغیرہ کے ہین۔

عن ابن اسحاق عن صالح بن کیسان عن الزہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ عن عائشۃ قالت توفی رسول اللہ صلعم لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول فی الیوم الذی اقدم فیہ المدینۃ مھاجرا واستکمل فی ھجرۃ عشر سنین کوامل۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ بیان کیا صالح بن کیسان نے زہری سے اون سے عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ نے اون سے حضرت عایشہ نے کہا کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ بارہ راتین گذرین ماہ ربیع الاول کی اوس روز جس روز آپ مدینہ منورہ مین ہجرت کرکے تشریف لائے ہین پس آنحضرت صلعم کے دس سال کامل پورے ہوگئے تھے

صحیح ترمذی جلد ثانی۔ باب نبی صلعم کے ولادت کے بیان مین محمد بن بشار العبدی ثنا وھب بن جریر ثنا ابی قال سمعت محمد بن اسحاق یحدث عن المطلب بن عبد اللہ بن قیس بن مخرمۃ عن ابیہ عن جدہ قال ولدت

ترمذی کہتے ہین حدیث کی ہم سے محمد بن بشار عبدی نے کہا حدیث کی ہم سے وہب بن جریر نے کہا حدیث کی ہم سے میرے باپ نے کہا سنا مین نے محمد بن اسحاق سے کہ حدیث کرتا تھا مطلب بن عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ سے اسنے روایت کی اپنے باپ سے اوسنے اپنے دادا سے

---

۵ (محمد بن اسحاق) عیون الاثر حافظ ابن سید الناس جلد اول صفحہ ۸ یہ نسخہ کتبخانہ مولوی عبد الحی صاحب ابو الحسنات لکھنوی فرنگی محلی مین ہے۔ محمد بن اسحاق بن یسار بن کوتان المدنی مولی قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف ابوبکر وقیل ابو عبد اللہ رأی انس بن مالک وسعید بن المسیب وسمع القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وابان بن عثمان بن عفان ومحمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالب وابا سلمۃ بن عبد الرحمن بن الاعرج ونافعا مولی ابن عمر والزہری وغیرہم وحدث عنہ ائمۃ من العلماء منہم یحیی بن سعید الانصاری وسفیان الثوری وابن جریج وشعبۃ والحمادان وابراہیم بن سعد وشریک بن عبد اللہ النخعی و سفیان بن عیینہ ومن بعدہم ذکر ابن المدینی عن سفیان بن عیینہ انہ سمع من شہاب یقول لایزال بالمدینۃ علم ما بقی ہذا یعنی ابن اسحاق وقال بن علیۃ بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵

انا و رسول اللہ صلعم عام الفیل۔

کہا اوسنے مین اور رسول اللہ صلعم ہاتھیون والے سال مین پیدا ہوئے ہین

اور عیون الاثر حافظ ابن سید الناس مین ہے۔

ولد سیدنا و نبینا محمد صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول

کہ ہی سردار ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ربیع الاول کی بارہ راتین گذر کر پیدا ہوئے۔

ایضاً تاریخ الخمیس دیار بکری مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ ج اول کے صــ۲۲۲ مین ہے و المشھور انہ ولد فی ثانی عشر ربیع الاول وھو قول ابن اسحاق وغیرہ

اور تاریخ خمیس دیار بکری مین ہے کہ محمد بن اسحاق کا قول مشہور یہ ہے کہ آنحضرت صلعم ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

ایضاً عقد الفرید فاضل وحید شہاب الدین احمد المعروف بابن عبد ربہ اندلسی مطبوعہ مصر ۱۲۹۳ھ جز ثانی صــ۲۴۵ مین ولادت باسعادت صلعم اور صــ۲۴۸ مدت خلافت حضرت ابوبکر یہ ہے۔

قالوا ولد رسول اللہ علیہ وسلم عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول۔

بہت لوگون نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم سنہ فیل یعنی ہاتھی والے سال مین بارہ ربیع الاول جبکہ بارہ راتین گذرین پیدا ہوئے ہین۔

صــ۲۴۸ مین وفات حضرت ابوبکر مع مدت خلافت کے یہ عبارت مرقوم ہے۔

توفی مساء لیلۃ الثلاثاء لثمان لیال بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشر من التاریخ فکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشھر وعشر لیال

وفات پائی (حضرت ابوبکر) نے شام شب سہ شنبہ جبکہ آٹھ راتین باقی تھین یعنی ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ تھی جنکی مدت خلافت دو سال تین مہینے دس راتین ہوئین۔

بقیہ حاشیہ صــ۱۱۳ سمعت شعبۃ یقول محمد بن اسحاق ہو صدوق فی الحدیث ومن روایۃ یونس بن بکیر عن شعبۃ محمد بن اسحاق امیر المحدثین الخ ایضاً (حدیث مذکور حسن صحیح) ہے چنانچہ ابن اسحاق کی مخرجہ روایت صحیح ترمذی جلد اول باب مغرب مین قراۃ کا بیان جو کتاب الصلوٰۃ مین ہے۔

حدثنا ھناد نا عبدۃ عن محمد بن اسحاق عن الزھری عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس عن ام الفضل قالت خرج الینا رسول اللہ صلعم وھو عاصب راسہ فی مرضہ فصلی المغرب فقرأ بالمرسلات الخ قال حدیث ام الفضل حسن صحیح۔ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ہناد بن عبدہ نے محمد ابن اسحاق سے اوس نے زہری سے اوسنے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اوس نے ابن عباس سے انہون نے ام الفضل سے کہا انہون نے کہ رسول اللہ اپنے مرض الموت مین نماز مغرب کیلئے برآمد ہوئے آپکے سر مین پٹی باندھی ہوئے تھی پس سورہ مرسلات کی تلاوت فرمائی۔ الفاروق مرزا حیرت مین ہے۔ زہری کہتا ہے کہ جو شخص ابتدائے مسلمانون کے فتوحات دیکھنا چاہتا ہے اس سے کہہ کہ وہ ابن اسحاق کی کتاب دیکھے۔ اسکے علاوہ خود بخاری بھی اپنی تاریخ مین اسکا قول نظیراً بیان کرتا ہے یا اسکے قول کا حوالہ دیتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے جو شخص مسلمانونکے ابتدائی فتوحات کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے اسے لازم ہے کہ ابن اسحاق کی کتاب پڑھے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ یحیٰی بن معین احمد بن حنبل اور یحیٰی بن سعید ابن اسحاق کو قابل اعتبار ... خیال کرتے تھے اور اسکی روایتون کو اپنے شرعی اصول کے ثبوت مین سنداً لاتے تھے،،

طبقات ج ہفتم قسم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۲۸ھ مین ہے۔ محمد بن اسحاق بن یسار مولی قیس بن مخرمہ بن عبد المطلب بن عبد مناف بن قصی ویکنی محمد اباعبد اللہ وکان جدہ یسار من سبی عین التمر وکان محمد ثقۃ وقد روی الناس عنہ روی عنہ الثوری وشعبۃ وسفیان بن عیینۃ ویزید بن زریع وابراھیم بن سعد واسمعیل بن علیہ ویزید بن ہارون ویکنی محمد ابا عبیدہ عبد اللہ بن نمیر وغیرہم الخ مات بسنہ احدی وخمسین ومائۃ ۱۵۱ھ۔

اور اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ابن اثیر

قال ابن اسحاق توفی ابو بکر رضی اللہ یوم الجمعۃ لسبع لیال بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ۔

جزری کے جلد ۳ مین ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ابوبکر یوم جمعہ مین جبکہ سات راتین ماہ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کی باقی تھین وفات فرمائی۔

یہان سے اس امر کا ثبوت لکھا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کس تاریخ اور دن مین بیمار ہوئے اور کب وفات پائی اور حضرت ابوبکر کی خلافت کس تاریخ سے محسوب ہو کر وفات تک دو سال تین مہینے دس یوم ہوتے ہین تاکہ پوری صحت تاریخ اور روایات کے مطابق ثابت ہو جائے۔ اور تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم محقق آجائے۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعلامہ بدر الدین محمود بن احمد العینی الحنفی جلد ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۴۸ھ صفحہ ۴۵۴ مین یہ عبارت مرقوم ہے۔

ص۔ باب بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسامۃ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ ش۔ ای ھذا باب فی بیان بعث النبی صلعم اسامۃ بن زید بن حارثۃ مولی النبی صلعم من ابویہ وکان تجھیز اسامۃ یوم السبت قبل موت النبی صلعم بیومین لانہ مات یوم الاثنین وکان بعثہ الی الشام۔

یہ بات اوس بیان مین ہے کہ بھیجا رسول اللہ صلعم نے اسامہ بن زید بن حارثہ کو جو غلام زادہ تھا رسول اللہ صلعم کا اور اسامہ کی تیاری شنبہ کے روز وفات النبی سے دو روز قبل تھی اسلئے کہ آنحضرت نے دوشنبہ کے روز وفات فرمائی۔

قال بن اسحاق لما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدی برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ ثم قال اغز بسم اللہ فقاتل من کفر باللہ وسر الی موضع مقتل ابیک فقد ولیتک علی ھذا الجیش فاغز صباحا علی اھل

ابن اسحاق کہتے ہین کہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے دن شروع ہوا رسول اللہ صلعم کو درد پھر بخار اور درد سر ہوا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی صبح حضرت صلعم نے خود اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھا اور اسامہ کو حوالہ کیا اوسکے بعد فرمایا کہ جاؤ لڑو خدا کا نام لیکر اور جنگ کرو کافرون سے اور جاؤ اپنے باپ کے مقام قتل پر تحقیق کہ مین نے سردار بنایا ہے تمکو اس لشکر پر پس جنگ کرو

ف۱ (ابن اسحاق) سیرت شبلی جلد ایک صفحہ ۱ و ۲۶۳ مین ہے۔ محمد بن اسحاق تابعی ہین۔ متعدد صحابہ کو دیکھا تھا علم حدیث مین کمال تھا + امام بخاری رسالہ جزء القراءۃ مین انکی سند سے روایتین نقل کرتے ہین۔ اور اونکو صحیح سمجھتے ہین۔ اور تاریخ مین تو اکثر واقعات انھین سے لیتے ہین۔ شعبہ بن الحجاج جنکو بخاری نے امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے دیکھو صحیح ترمذی کتاب العلل۔ اور شعبہ مذکور نے محمد ابن اسحاق کو امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے چنانچہ علامہ یافعی نے (مراۃ الجنان) مین لکھا ہے والامام محمد بن اسحاق بن یسار المطلبی مولاہم المدنی صاحب السیرۃ وکان بحراً من بحور العلم ذکیا حافظا طلابۃ للعلم اخباریا نسابۃ ثبتا فی الحدیث عند اکثر العلماء واما فی المغازی والسیر فلا تجہل امامتہ قال ابن شہاب الزہری من اراد المغازی فعلیہ بابن اسحاق ذکرہ البخاری فی تاریخہ وروی عن الشافعی انہ قال من اراد یتبحر فی المغازی فھو عیال علی محمد ابن اسحاق وقال سفیان ابن عیینۃ ما ادرکت احدا یتھم ابن اسحاق فی حدیثہ وقال شعبۃ بن الحجاج محمد بن اسحاق امیر المومنین یعنی فی الحدیث وحکی یحیی بن معین واحمد بن حنبل ویحیی بن سعید القطان انھم وثقوا محمد ابن اسحاق واحتجوا بحدیثہ الخ۔

ابنی وھی ارض الشراۃ ناحیۃ البلقاء فخرج بلوائہ
معقودا فدفعہ الی بریدۃ بن الحصیب الاسلمی
وعسکر بالجرف فلم یبق احد من المھاجرین الاولین
والانصار الا انتدب فی تلک الغزوۃ منھم ابو بکر و
عمر بن الخطاب وابو عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ
تعالی عنھم وغیرھم فتکلم قوم وقالوا یستعمل
ھذا الغلام علی المھاجرین الاولین فغضب
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم غضبا
شدیدا فخرج وقد عصب علی راسہ عصابۃ
قطیفۃ فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ
ثم قال ایھا الناس فما مقالۃ بلغتنی
عن بعضکم فی تامیری اسامۃ وان
طعنتم فی تامیری اسامۃ فقد طعنتم [لہ]
فی امارۃ ابیہ من قبلہ وایم اللہ ان
کان لخلیقا بالامارۃ وان ابنہ بعدہ
لخلیق للامارۃ ثم نزل فدخل بیتہ و
ذلک یوم السبت [لہ] لعشر خلون من

صحیح تک اہل اُبنی سے (یہ اطراف بلقا کے اشراۃ کی
زمین ہے) پس نکلا اسامہ جھنڈے کو لیکر اور اوس جھنڈے
کو بریدہ بن حصیب اسلمی کو دیدیا اور مقام جرف مین لشکر
جمع کیا پس نہین باقی رہا کوئی مہاجرین اور انصار سے
لیکن آیا وہ اس غزوہ مین ان مین سے ابو بکر و عمر بن خطاب
اور ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ تھے پس گفتگو کی قوم
نے اور کہا کہ کیا سردار بناتے ہین آنحضرت صلعم اوس
لڑکے کو مہاجرین اولین پر یہ سنکر رسالتمآب صلعم بہت
غضبناک ہوئے پس نکلے آنحضرت صلعم در آنحالیکہ
باندہ رکھی تھی اپنے سر اقدس پر ایک پٹی اور منبر پر
تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کی اسکے بعد فرمایا
پس اے لوگو کیا گفتگو ہے تمھاری کہ جو بعض لوگونکی
مجھ تک پہونچی ہے اسامہ کو سردار بنانیکے بارے مین
اگر تم طعنہ زنی کرتے ہو میرے سردار بنانے مین تو قسم
بخدا وہ قابل سرداری تھا اور اوسکے بعد اوسکا بیٹا
اسامہ سرداری کے لایق ہے اسکے بعد آپ منبر پر سے
اترے اور بیت الشرف مین داخل ہوئے یہ شنبہ کا دن

لہ ترمذی نے اپنے صحیح جلد ۲ مناقب زید بن حارثہ مین ربیع الاول یوم شنبہ کا یہ خطبہ حضرتؐ کے فرمانے کی وارد کی ہے اسی کو بخاری نے بھی اپنے صحیح مین لکھا ہے اسکے بعد یکشنبہ کے دن اسامہ لشکرگاہ سے سرور عالم سے رخصت ہونیکو آیا ہے جسکی روایت دوم ہے جو محمد ابن اسحاق کے طریق اور اسامہ بن زید کے سند کی حدیث ہو ۔ حدثنا احمد بن الحسن ثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک بن انس عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث بعثا وامر علیھم اسامۃ بن زید فطعن الناس فی امارتہ فقال ان تطعنوا فی امارتہ فقد کنتم تطعنون فی امارۃ ابیہ من قبل وایم اللہ ان کان لخلیقا للامارۃ وان کان من احب الناس الی وان ھذا من احب الناس الی بعدہ ھذا حدیث حسن صحیح ۔ باسناد مذکورہ ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر بھیجا اور اسامہ بن زید کو اوسپر حاکم کیا لوگون نے اوسکی حکومت پر طعن کیا پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اگر تم اسکی حکومت مین طعن کرتے ہو تو تم نے اسکے باپ کی حکومت مین بھی پہلے اس سے طعن کیا تھا حالانکہ قسم ہے خدا کی تحقیق کہ وہ لایق حکومت کے تھا اور وہ مجھے سب سے زیادہ پیارا تھا اور یہ بعد اوسکے سب لوگون سے مجھے پیارا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے یہ خطبہ فرماکر آپ منبر سے اترآئے اور بیت الشرف مین داخل ہوگئے یہ سنیچر کا دن اور ۹ ربیع الاول تھی پھر یوم الاحد یعنی یکشنبہ کے دن ۱۰ ربیع الاول کو اسامہ بن زید اپنے لشکر سے آیا اس روز حضرت صلعم شدت مرض سے کلام نہین کرتے تھے جسکی یہ حدیث صحیح ترمذی مناقب اسامہ بن زید مین یہ ہے ۔ حدثنا ابو کریب ثنا یونس بن بکیر عن محمد بن اسحاق عن سعید بن عبید بن السباق عن محمد بن اسامۃ بن زید عن ابیہ قال لما ثقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھبطت وھبط الناس المدینۃ فدخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد اصمت فلم یتکلم فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضع یدیہ علی ویرفعھما فاعرف انہ یدعو لی ھذا حدیث حسن غریب ترمذی کہتے ہین حدیث کی ہم سے ابو کریب نے کہا حدیث کی ہم سے یونس بن بکیر نے محمد ابن اسحاق سے اوسنے سعید بن عبید بن سباق سے اوسنے محمد بن اسامہ بن زید سے اوسنے اپنے باپ اسامہ سے کہا اسامہ نے رسول اللہ صلعم جب بیمار ہوئے تو مین اور اور لوگ بھی مدینہ مین داخل ہوئے پھر مین رسول اللہ کے پاس آیا اوس حالت مین کہ آپ خاموش تھے اور بات نہ کرتے تھے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھپر دست مبارک رکھتے تھے اور اوٹھاتے تھے سو مین نے معلوم کیا کہ آپ میرے لئے دعا کرتے ہین یہ حدیث حسن غریب ہے ۔

ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ قال	دس ربیع الاول سلسلہ تھی۔ ابن ہشام نے کہا ہے کہ
ابن ھشام انما طعنوا فی اسامۃ لانہ ابن	اسامہ کے بارے میں جو لوگوں نے طعنہ زنی کی وہ اسلئے کہ
مولی وکان صغیر السن وقیل انما	وہ غلام زادہ تھا اور صغیر السن تھا اور کہا گیا ہے کہ یہ
قال ذالک المنافقون ولما کان یوم	منافقین نے بیان کیا، اور یکشنبہ کے دن رسول اللہ
الاحد اشتد برسول اللہ صلعم وجعہ فدخل	صلعم کے درد میں شدت ہوئی پس اسامہ حاضر ہوا
اسامۃ من معسکرہ والنبی صلعم مغمور	اور رسول اللہ مرض میں سرشار و غرق تھے پس اسامہ
فطأطأ اسامۃ راسہ فقبلہ والنبی صلعم	نے سر اقدس کو بوسہ دیا، آنحضرت کلام نہیں کرتے
لا یتکلم ورجع اسامۃ معسکرہ ثم	تھے پس اسامہ اپنے لشکرگاہ کی طرف لوٹ گیا پھر
دخل یوم الاثنین فاصبح رسول اللہ	دوشنبہ کے دن حاضر ہوا اور رسول اللہ صلعم کو
صلعم مفیقا وامر اسامۃ الناس بالرحیل	صبح کے وقت افاقہ ہوا، اور حکم کیا لوگوں کو اسامہ
فبینما ھو یرید الرکوب اذا رسول ام	نے کوچ کرنے کا پس اس اثنا میں قاصد ام ایمن
ایمن قد جاءہ یقول ان رسول اللہ صلعم	پہونچا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ کی حالت نزع ہے
یموت فاقبل اسامۃ واقبل معہ عمر وابو عبیدۃ	پس لوٹے اسامہ اور انکے ساتھ عمر اور ابو عبیدہ
فانتھوا الی رسول اللہ صلعم فتوفی	بھی تھے پس پہونچے رسول اللہ کے پاس اور
حین زاغت الشمس یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ	رسول اللہ فوت ہو چکے تھے بعد دوپہر دوشنبہ کے
لیلۃ خلت من ربیع الاول۔	دن بارہ راتیں گزرے ماہ ربیع الاول کے۔

ابن اسحاق کے بیان مذکورہ کے مطابق ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۹ ربیع الاول (شنبہ) یہ شنبہ ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسواں دن جس کے بجائے ۱۰ ربیع الاول ہو گیا۔ حضرت نے شنبہ کو اسامہ کی امارت پر طعن کے کلمات سماعت فرما کر نہایت غیظ و غضب میں دیا ہے اس خطبہ یعنی حدیث کو بخاری اور ترمذی نے اپنے صحیح میں وارد کیا ہے بخاری کی حدیث مع شرح آگے نمبر (۱۴) میں اور ترمذی کی حاشیہ ص۱۱ میں نقل ہو چکی۔

پس ۹ ربیع الاول (شنبہ) کے بعد ۱۰ ربیع الاول (یکشنبہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا جس سے کل ۱۳ دن حضرت بیمار رہے یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا ایک دن اور اسکی شام شب ۲۹ صفر اور گیارہ شبیں ربیع الاول کی یہ بارہ شبیں حضرت بیمار رہکر وفات فرمائی۔ ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) خود ابن اسحاق کے بیان سے آتا ہے۔

چونکہ ابن اسحاق کے استاد و شیخ امام زہری وفات النبی کو انس بن مالک کی سند سے دوشنبہ کے آخر وقت یعنی شام کو بتا چکے اور نیز زہری کے طریق اور حضرت عائشہ کے سند سے کل مدت خلافت ابو بکر دو سال تین مہینے دس شبوں کی خبر ایک ابن شہاب زہری میں گذر چکی

دول الاسلام حافظ ابو عبد اللہ ذہبی میں ہے۔ محمد ابن اسحاق بن یسار المدنی صاحب السیرۃ الذی یقول فیہ شعبۃ کان ابن اسحاق امیر المومنین فی الحدیث۔

اور معارف ابن قتیبہ مین ابن اسحاق کی روایت سے مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے نو راتین ہین اور تاریخ صغیر بخاری اور حضرت عایشہ کی سند سے حضرت ابوبکر نے ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کا دن گذر کر بعد مغرب رحلت کی ہے اسلیئے مدت خلافت کا حساب ۱۲ ربیع الاول کا دن گذر کر شب ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ سے ۱۳ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال ۱۳ جمادی الآخرہ کو تین مہینے ۲۲ جمادی الآخرہ کو نو راتین ہوئین۔ اور ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو (پنجشنبہ) اور ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو (جمعہ) کا دن بھی قاعدہ سے آتا ہے۔ (دیکھو نقشہ دوم سے اکتاب ہٰذا)

یہ ۲۹ صفر کا (پنجشنبہ) مراجعت مین ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ کے روز اور ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کو (شنبہ) کا دن آتا ہے یہی (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول کو واقع ہوتا ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جسکا مؤید نقشہ دوم ہے۔

چونکہ ابن جریج جو ابن اسحاق کا معاصر ہے اپنے تفسیر مین آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کے نازل ہونیکے بعد اکیاسی شبون تک رسول اللہ صلعم کا ٹھہرنا اور اکیاسیوین روز رحلت فرمانا اپنی تفسیر مین وارد کیا ہے جسکا حساب اس طرح سے ٹھیک مطابق اور صحیح آتا ہے کہ ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ ذیحجہ (۲۱ راتین) ماہ محرم (۳۰ راتین) ماہ صفر ۲۹ راتین) یہ ستر راتین ہوئین جس مین گیارہ راتین شامل ہونے سے اکیاسی شبانہ روز پر رسول اللہ صلعم کا رحلت فرمانا حدیث مذکورہ کے موافق صحیح صحیح آگیا۔

اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن حضرت کے وفات کی صحیح تاریخ ابن اسحاق کے استاذ ابن شہاب زہری کے اوس حدیث کے مطابق ہے جسکو اونھون نے حضرت عایشہ کی سند سے حضرت ابوبکر کی کل مدت خلافت دو برس تین مہینے دس راتین بتائی ہین، جو گیارہ ربیع الاول کے شام شب بارہ ربیع الاول ۱۱ھ سے شب ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ دو سال تا شب ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ تین مہینے تا ۲۲ جمادی الآخرہ دس راتین ہین۔

اس مدت خلافت سے یہ لازم آتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ایک روز قبل وفات فرمانا مان لیا ہے یا ۲۹ صفر کا (پنجشنبہ) یکم ربیع الاول مین لایا گیا ہے اور ایسا ہونا ناممکن ہے۔ پھر چودہ دن بیماری کے بھی ہوتے ہین یعنی ۲۸ و ۲۹ صفر دو دن ماہ ربیع الاول ۱۲ دن یہ ۱۴ دن ہوئے اور ہر چہار شنبہ کا چودھوان روز (سہ شنبہ) اور تیرھوان دن (دوشنبہ) پس گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) حضرت کے وفات کی صحیح تاریخ ہے۔

نمبر (۴) امام مالک بن انس المتوفی ۱۷۹ھ

یہ امام مالک بن انس ائمہ اربعہ مین داخل ہین جنکی تقلید ایک مخصوص فرقہ اسلام (مالکیون) نے کی ہے جو اسدرجہ کے ہین کہ بخاری نے انکی سند سے اپنے صحاح کو مزین کیا ہے۔ یہ بھی جناب رسالتمآب صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا (۲۵ ذوقعدہ) کو پانچ راتین ماہ ذوقعدہ کے گذرنے کی باقی تھین یعنی آنیوالی رات ۲۶ ذیقعدہ تا ۳۰ ذیقعدہ اوسوقت حضرت صلعم سفر کیلیئے مدینہ منورہ سے چلے

روض الانف سہیلی۔ ج۔ اول صہ۲ مطبوعہ مصر ۱۹۱۴ء ۱۳۳۲ھ۔ قال ابن شہاب الزہری من اراد المغازی فعلیہ بابن اسحاق ذکرہ البخاری فی التاریخ × × × وذکر ایضاً عن شعبۃ بن الحجاج انہ قال ابن اسحاق امیر المومنین یعنی فی الحدیث۔
کشف الظنون مین ہے۔ اول من صنف فیہ الامام المعروف محمد ابن اسحاق رئیس اہل المغازی المتوفی ۱۵۱ھ احدی وخمسین ومائۃ۔

مثل اس حدیث کے امام مالک نے اپنے شیخ امام زہری کے طریق سے نمبر (۱) مین بیان کیا ہے۔

نیز صحیح بخاری۔ جلد ۱۱ باب الخروج آخر الشہر مین ہے۔

عن مالک عن یحیی بن سعید عن عمرۃ بنت عبد الرحمن انہا سمعت عائشۃ تقول خرجنا مع رسول اللہ صلعم لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ قال یحیی فذکرت ہذا الحدیث للقاسم بن محمد ہکذا للمسلم۔

مالک نے یحیی بن سعید سے اونھون نے عمرۃ بنت عبد الرحمن سے اونسے حضرت عایشہ سے روایت کی ہے کہ نکلے ہم لوگ ساتھ رسول اللہ صلعم کے جبکہ پانچ راتین ذیقعدہ کی باقی تھین یعنی ۲۵ ذیقعدہ تھی یحیی نے کہا ہے کہ ہم نے اس حدیث کو قاسم بن محمد کی سند سے بھی ذکر کیا ہے اور ایسی ہی صحیح مسلم مین ہے۔

یہ آخری حدیث جسکا اشارہ یحیی بن سعید نے کیا ہے وہ نمبر (۳) ابن اسحاق مین نقل ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہان پر امام مالک اور امام ابو یوسف کا وہ مکالمہ نقل کیا جائے جو ہارون الرشید کے مواجہہ مین عرفہ ۹ ذیحجہ کے نماز یوم جمعہ یا قصر ظہر کی بابت عین زمانہ حج مین بمقام مکہ معظمہ واقع ہوا۔

سیرت حلبی۔ جلد ۳ صفحہ ۲۹۳ مین ہے۔

وقد رایت ان مالکا رضی اللہ تعالی عنہ سأل ابا یوسف وقد کان حج مع ہارون الرشید وذلک بحضرۃ الرشید فقال لہ ما تقول فی صلوٰۃ النبی صلعم بعرفات یوم الجمعۃ أصلی جمعۃ ام صلی الظہر مقصورۃ فقال ابو یوسف صلی جمعۃ لانہ خطب بہا قبل الصلوٰۃ فقال مالک اخطأت لانہ لو وقف یوم السبت لخطب قبل الصلوٰۃ فقال ابو یوسف ما الذی صلی فقال مالک صلی الظہر مقصورۃ لانہ أسر بالقرأۃ فصوبہ ہارون فی احتجاجہ علی ابی یوسف ۔ قال واخبرنا محمد بن عمر حدثنا عبد الرحمن بن عمر عن نافع[۱] عن ابن عمر قال بویع ابو بکر الصدیق یوم قبض رسول اللہ صلعم یوم

(راوی کہتا ہے) مین نے مالک کو ابو یوسف سے سوال کرتے ہوئے دیکھا در آنحالیکہ ابو یوسف نے ہارون الرشید کے ساتھ حج کیا تھا۔ اور یہ سوال جواب ہارون الرشید کے روبرو ہوا۔ مالک نے ابو یوسف سے پوچھا کہ مقام عرفات مین یوم جمعہ رسول اللہ صلعم نے نماز جمعہ پڑھی تھی یا نماز ظہر قصر ابو یوسف نے کہا کہ نماز جمعہ پڑھی کیونکہ آپ نے نماز سے پہلے خطبہ پڑھا تھا مالک نے کہا کہ آپ غلطی پر ہین اسلئے کہ رسول اللہ صلعم ہفتہ کے روز بھی ٹھہرتے جب بھی نماز کے قبل خطبہ پڑھتے ابو یوسف نے کہا کہ پھر کون سی نماز پڑھی تھی مالک نے کہا نماز ظہر قصر پڑھی کیونکہ آپ نے آہستہ پڑھی تھی مالک کے اس استدلال کو ابو یوسف کے مقابلہ مین ہارون الرشید نے پسند کیا واللہ اعلم۔ کہا اور خبر دی مجکو محمد بن عمر نے کہا کہ حدیث کی

[۱] الفاروق شبلی حصہ ثانی مین ہے۔ نافع جو امام مالک کے استاد تھے اور جنکی روایت کے سلسلہ کو محدثین سلسلۃ الذہب یعنی سونیکی زنجیر سے تعبیر کرتے ہین یہ بزرگ غلام تھے اور اسی عہد (حضرت عمر کے) تربیت یافتہ تھے۔

الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ	ہم سے عبد الرحمن بن عمر نے نافع سے اوتھون نے ابن
خلت من ربیع الاول سنۃ	عمر سے کہا اونھون نے کہ ابوبکر صدیق پر وفات النبی
احدی عشرۃ وکان منزلہ بالسنح	دوشنبہ بارہ ربیع الاول سالہ ھجری کے روز بیعت کی گئی
عند زوجتہ حبیبۃ بنت خارجۃ	اور ابوبکر اپنے مکان سنح مین اپنے زوجہ حبیبہ بنت
بنت زید۔	خارجہ بنت زید کے یہان تھے۔

یوم وفات النبی صلعم سے دو یوم قبل یوم شنبہ جو ۲۹ صفر پنجشنبہ کا دسوان روز تھا جس پنجشنبہ کے روز اسامہ بن زید کے ماتحتی مین مہاجرین اولین وانصار تعنات کئے گئے اور بعدم امتثال امر پیغمبر یہ وہ سب زغضب رسول اللہ صلعم ہین آگئے جیساکہ نمبر(۱۳) ابن اسحاق سے معلوم کر چکے ہی دسوان روز ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا تھا جسکو یوم شنبہ ۱۰ ربیع الاول لاکر ۱۲ ربیع الاول وفات النبی روایات مین لایا گیا ہے چنانچہ اس واقعہ کو علامہ قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین بخاری کے اوسی حدیث کی شرح مین بیان فرماتے ہین جسکو (امام موسی بن عقبہ اور امام مالک) نے عبد اللہ بن عمر کی سند سے وارد کیا ہے۔ اور ہر دو صاحب (ابن شہاب زہری) کے تلامذہ سے ہین جنھون نے عروہ کے طرق اور حضرت عایشہ کی سند سے ۱۲ ربیع الاول کی روایت اور دو سال تین مہینے دس شبون مدت خلافت کی روایت کی ہے جسکو ہم نمبر (ایک) ابن شہاب مین بیان کر آئے ہین۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۶ (باب بعث النبی صلعم اسامۃ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ) یہ مطبوعہ مصر ۱۳۰۷ھ صفحہ ۴۶۵ سے ماخوذ ہے۔

قال (حدثنا ابو العاصم الضحاک بن	کہا روایت کی ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے
مخلد) بفتح میم وسکون الخاء المعجمۃ	اور اوس نے فضل بن سلیمان سے اور اوس نے کہا
(عن الفضل بن سلیمان) بضم الفاء وفتح	کہ مجھسے روایت کی موسی بن عقبہ نے اوس سے
الضاد المعجمۃ قال (حدثنی موسی بن	روایت کی سالم سے اور اوس نے اپنے باپ عبد اللہ
عقبۃ) الامام المغازی (عن سالم عن ابیہ)	بن عمر بن الخطاب سے اوس نے کہا امیر بنایا نبی صلعم
عبد اللہ بن عمر بن الخطاب ؓ انہ قال	نے اسامہ بن زید کو پس لوگون نے اونکے بارے مین
(استعمل النبی صلعم اسامۃ) ابن زید	کہا یعنی اونکی امارت (سرداری) مین طعن کیا اور کہا
امیرا (فقالوا فیہ) ای طعنوا فی	کہ یہ لڑکا مہاجرین پر امیر بنایا جاتا ہے پس نبی صلعم نے
امارتہ وقالوا یستعمل ھذا الغلام	منبر پر تشریف لیجاکر خطبہ پڑہا اور یہ فرمایا کہ مجکو خبر پہنچی
امیرا علی المہاجرین (وقال النبی صلعم)	ہے کہ تم لوگون نے اسامہ کے بارے مین وہ باتین
بعد ان صعد المنبر خطیبا (قد بلغنی	کہین جس سے تمکو اونکے بارے مین طعن مقصود ہے
انکم قلتم فی اسامۃ) ما نطعنونہ فیہ	حالانکہ وہ تمام اون لوگون سے کہ جنھون نے اونکے

(و انزاحب الناس) الذین طعنوا فیہ (الی، وینزل

(حدثنا اسمعیل) ابن ابی ادیس قال حدثنا

ولابی ذر حدثنی بالا فراد۔

(مالک، الامام (عن عبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ

بن عمر رضی اللہ عنہم ان رسول اللہ صلعم

بعث بعثاً الی ابنیٰ یغزو الروم مکان قتل

زید بن حارثۃ فیہ وجوہ المہاجرین والانصار

منہم ابو بکر و عمر و امّر علیہم اسامۃ بن زید)

فلمّا کان یوم الاربعاء بدأ برسول

اللہ صلعم وجعہ فحُمّ وصدع یوم

الخمیس عقد لہ لواء بیدہ الشریفۃ

فخرج فدفعہ الی بریدۃ الاسلمی

وعسکر بالجرف (فطعن الناس فی

امارتہ فقام رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم) لما بلغہ ذلک وخرج

وقد عصب راسہ وعلیہ قطیفۃ علی

المنبر خطیباً (فقال) بعد ان

حمد اللہ واثنی علیہ (ان تطعنوا

فی امارتہ فقد کنتم تطعنون

فی امارۃ ابیہ) زید (من قبل وایم اللہ)

بھمزۃ وصل (ان کان) زید (لخلیقاً) بالخاء

المعجمۃ والقاف ای جدیرا (للامارۃ و

ان کان لمن احب الناس الی وان) ابنہ

(ھذا لمن احب الناس الی بعدہ) زاد

اھل السیر مما ذکرہ فی عیون

الاثر وغیرہا فاستوصوا بہ خیرا

فانہ من خیارکم ثم نزل عن المنبر فدخل

بارے میں طعن کیا ہے۔ یہ زدیاب تہوب ترہویا منادمذکورہ

امام مالک نے عبد اللہ بن دینار سے اونہوں نے

عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت کی ہے کہ رسالتمآب صلعم

نے ایک لشکر مقام ابنیٰ کے جانب غزوہ روم کیلئے

بھیجا وہ مقام ابنیٰ جہان زید بن حارثہ قتل کئے گئے اور

اس لشکر مین مہاجرین اور انصار کی ممتاز دینی نفسین

تہین مین ابو بکر اور عمر بھی تھے۔ آنحضرت صلعم نے

اسامہ بن زید کو ان سب پر حاکم بنایا جب چہارشنبہ کا

دن آیا تو رسول اللہ صلعم کو درد شروع ہوا پھر تپ

آئی اور درد سر ہوا صبح پنجشنبہ مین اسامہ کے لئے

آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک علم آراستہ فرمایا

اور اسامہ کو عطا کیا پس اسامہ نکلے اور اوس علم کو

بریدہ اسلمی کے حوالہ کر دیا اور لشکر کو مقام جرف

(کمپ گاہ) مین جمع کیا پس طعن کیا لوگون نے اسامہ

بن زید کو حاکم بنانے مین حضرت صلعم اس خبر کو سنکر

اوٹھ کھڑے ہوئے اور نکلے اور آنحالیکہ سر مین پٹی بندھی

ہوئی تھی اور چادر اوڑھے ہوئے تھے اور منبر پر جاکر

بعد حمد و ثنا فرمایا کہ اگر تم اسامہ بن زید کی حکومت پر

طعن کرتے ہو تو تم اس سے قبل اسکے باپ زید کی

حکومت مین بھی طعنہ زن ہو چکے ہو اور قسم ہے خدا کی

کہ زید امارت کے قابل تھا اور محبوب ترین مردم تھا

میری طرف اور اوسکے بعد اسامہ اوسکا بیٹا محبوب

ترین مردم ہے اسکے علاوہ اہل سیر عیون الاثر وغیرہ

نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ تم لوگ اسامہ بن زید کی

اچھی وصیتون کو قبول کرو اسلئے کہ وہ [illegible]

شخص ہے پھر حضرت [illegible]

آنحضرت اپنے بیت الشرف مین ہفتہ یعنی [illegible] کے دن

بیتہ یوم السبت لعشر خلون من ربیع الاول سنہ احدی عشرۃ

ایضاً ارشاد الساری شرح صحیح بخاری صفحہ ۱۲۲ مین ہے۔

وبہ قال (حدثنا خالد بن مخلد) بفتح المیم وسکون المعجمۃ وفتح اللام ابو الہیثم البجلی القطوانی بفتح القاف والمہملۃ قال (حدثنا سلیمان) بن بلال (قال حدثنی) بالافراد (عبد اللہ بن دینار) العدوی مولاہم ابو عبد الرحمن المدنی مولی ابن عمر (عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) أنہ (قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثا) الی اطراف الروم حیث قتل زید بن حارثۃ والد اسامۃ المذکور وھو البعث الذی امر بتجہیزہ عند موتہ علیہ الصلوۃ والسلام وانفذہ أبو بکر رضی اللہ عنہ بعدہ (وامر علیہم اسامۃ بن زید) بتشدید المیم من أمّر (فطعن بعض الناس فی امارتہ) بکسر الہمزۃ وکان ممن انتدب مع اسامۃ کبار المہاجرین والانصار منہم ابوبکر وعمر وابو عبیدۃ وسعد وسعید وقتادۃ بن النعمان وسلمۃ بن اسلم فتکلم قوم فی ذلک کلاما عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی فقال یستعمل ھذا الغلام علی المہاجرین فکثرہ مقالۃ فی ذلک فسمع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعض ذلک فردہ علی من تکلم وجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ بذلک فغضب صلی اللہ علیہ وسلم غضباً شدیداً فخطب (فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان) بکسر الہمزۃ (تطعنوا فی امارتہ فقد کنتم تطعنون فی امارۃ ابیہ) زید (من قبل) فی غزوۃ موتۃ الخ

دسوین ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو یہ سنیچر یکم ربیع الاول پنجشنبہ سے ہوتا ہے حالانکہ یکم ربیع الاول کو یوم جمعہ تھا

روایت کی ہے ہم سے خالد بن مخلد نے اوس نے کہا روایت کی ہم سے سلیمان ابن بلال نے اوسنے کہا کہ مجھسے روایت کی عبد اللہ ابن دینار عدوی نے اور اوسنے عبد اللہ بن عمر سے اوسنے کہا کہ بھیجا نبی صلوات اللہ علیہ نے ایک لشکر کو اطراف روم کے جانب جس مقام پر کہ زید بن حارثہ انھین اسامہ مذکور کے والد قتل کئے گئے تھے اور وہ وہی لشکر تھا کہ حضرت نے جس کی روانگی کا حکم اپنے موت کے وقت دیا اور اوسکو ابوبکر نے بعد حضرت کے بھیجا اور امیر بنایا اسامہ بن زید کو پس بعض لوگون نے اونکی امارت مین طعن کیا اور منجملہ اون لوگون کے کہ اسامہ بن زید کے ساتھ بھیجے گئے بزرگان مہاجرین وانصار تھے جن مین ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ و سعد و سعید و قتادہ ابن نعمان و سلمہ بن اسلم تھے پس ایک قوم نے یعنی عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی نے اس بارے مین کچھ کلام کیا اور کہا کہ یہ لڑکا مہاجرین پر حاکم بنایا جاتا ہے پس اس بارے مین گفتگو بہت ہوئی پس عمر بن الخطاب نے کچھ سنا اور اون کہنے والونکی رد کی اور رسولخدا صلعم کے پاس آئے اور حضرت کو اس واقعہ کی خبر دی پس حضرت نہایت شدید غیظ و غضب مین آئے اور خطبہ پڑہا اور ارشاد فرمایا اگر تم لوگ اونکی امارت مین طعن کر رہے ہو تو کوئی عجب نہین اس لئے کہ تم لوگ انکے باپ زید کی امارت مین اس سے پہلے غزوہ موتہ مین طعن کرتے تھے۔

اور حدیث صحیح بخاری کی شرح مین علامہ زرقانی مالکی شرح مواہب لدنیہ قسطلانی ج ۳ صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۷ھ مین خطبہ پیغمبر صلعم کو یوم شنبہ دسوین ربیع الاول تحریر کرتے ہین - اور خود ہی ۲۶ صفر (دوشنبہ) اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) بیان

کرتے ہین جس سے ۹ ربیع الاول اثنینیہ ہوتا ہے جو ۲۹ صفر پنجشنبہ کا دسوان دن ہے -

أورده اهل المغازی مجزرہ وی امام مالك من طریقہ البخاری عن ابن عمر انہ صلی الله علیہ وسلم بعث بعثا وامّر علیهم اسامۃ بن زید فطعن الناس فی مارته فقام صلی الله علیہ وسلم فقال (الی ان قال) وان هذا لمن احب الناس لی بعده (فاستوصوا بہ خیرا فانہ من خیارکم) فیہ منقبۃ الظاهرة لاسامۃ ونصّ علی انہ من الخیار (ثم نزل عن المنبر فدخل بیتہ وذلك الیوم السبت لعشر خلون من ربیع الاول سنۃ احدی عشرة وجاء المسلمون الذین یخرجون مع اسامۃ یودّعون رسول الله صلعم ویخرجون الی العسکر) وهو ثلاثۃ الاف فیهم سبعمائۃ من قریش کما عند الواقدی

(زرقانی - ج - ۳ صفحہ ۱۳۰)

وارد کیا ہے ارباب سیر نے روایت صحیحہ سے روایت کی امام مالک نے اونہین کے طریقہ سے بخاری نے بھی روایت کی ہے ابن عمر رضی سے یہ کہ رسالتمآب صلعم نے ایک لشکر بھیجا اور امیر بنایا اون پر اسامہ بن زید کو پس لوگون نے طعنہ زنی کی اونکے امیر بنانے مین پس رسول اللہ صلعم کھڑے ہوے اور بیان فرماتے ہوئے یہان تک پہونچے کہ یہ (اسامہ بن زید) میرے نزدیک اپنے باپ کے بعد محبوب تر ہے پس اوسکے متعلق جو اچھی وصیت ہے اوسکو قبول کرو اسلئے کہ تم لوگون سے بہتر ہے اس حدیث مین منقبت ظاہرہ ہے اسامہ کیلئے اور نص ہے رسالتمآب صلعم کی اس بات پر کہ وہ برگزیدہ لوگون سے ہے آپ منبر سے اترے اور بیت الشرف مین داخل ہوئے اور یہ شنبہ کا روز دس ربیع الاول سنہ ۱۱ھ تھی آئے وہ مسلمین جو نکلے تھے اسامہ کے ساتھ وداع کر رہے تھے رسول اللہ کو اور لشکرگاہ جا رہے تھے اور یہ تین ہزار آدمی تھے جن مین سات سو قریشی تھے جیسا کہ واقدی کے نزدیک ہے -

(وکانت یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرة) من الهجرة الابتداء بالامر بها فقل العیون قالوا لما کان یوم الاثنین لاربع بقین من صفر سنۃ احدی عشرة أمر صلعم بالناس بالتهیؤ لغزو الروم فلما کان من الغد دعا اسامۃ فقال سر الی موضع مقتل ابیك فاوطئهم الخیل فقد ولیتك هذا الجیش فاغز صباحا علی اهل ابنی الخ

اور زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۲۸ مین ہے - اور تھا دوشنبہ کا دن ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ ابتدا ہوئی اس امر کی جیسا کہ عیون الاثر ابن سید الناس مین ہے) کہ کہا اونھون نے کہ جب دوشنبہ ۲۶ صفر ہوا تو حکم دیا رسول اللہ صلعم نے لوگونکو کہ وہ تیار ہوجائین غزوہ روم کیلئے جبکہ دوسرا دن (۲۷ صفر) ہوا تو بلایا رسول اللہ صلعم نے اسامہ کو اور فرمایا کہ اپنے باپ کے مقتل کی طرف جاؤ اور اونکو گھوڑون سے پامال کردو اور مین نے تمکو اس لشکر پر حاکم مقرر کیا پس لڑو تم صبح کے وقت اہل اُبنیٰ سے -

نمبر (۳) مین ابن اسحاق کی سند اور عمدۃ القاری عینی کی شرح صحیح بخاری سے اور نمبر (۴) مین شرح بخاری علامہ قسطلانی سے اور زرقانی شرح مواہب لدنیہ سے جن سب کی تائید مین فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی ہے اور جنکی تائید علامہ مغلطائی کے سیرت مغلطائی سے ہوتی ہے یہ بھی شارح صحیح بخاری ہین وہ یہ ہے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر جلد ۱۸ صفحہ ۱۱ باب بعث النبی صلعم اسامۃ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۰ھ

(قولہ باب بعث النبی صلعم اسامۃ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ) انما اخر المصنف ہذہ الترجمۃ لما جاء انہ کان تجہیز اسامۃ یوم السبت قبل موت النبی صلعم بیومین وکان ابتداء ذلک قبل مرض النبی صلعم فندب الناس لغزو الروم فی آخر صفر ودعا اسامۃ فقال سر الی موضع مقتل ابیک فاوطئہم الخیل فقد ولیتک ہذا الجیش واغز صباحا علی ابنی وحرق علیہم واسرع السیر تسبق الخبر فان ظفرک اللہ بہم فاقل اللبث فیہم فبدأ برسول اللہ صلعم وجعہ فی الیوم الثالث فعقد لاسامۃ لواء بیدہ فاخذہ اسامۃ فدفعہ الی بریدۃ وعسکر بالجرف وکان ممن انتدب مع اسامۃ کبار المہاجرین والانصار منہم ابوبکر وعمر وابو عبیدۃ وسعد وسعید وقتادۃ بن النعمان وسلمۃ بن اسلم فتکلم فی ذلک قوم منہم عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی فرد علیہ عمر واخبر النبی صلعم فخطب بما ذکر فی ہذا الحدیث ثم اشتد برسول اللہ صلعم وجعہ فقال انفذوا بعث اسامۃ فجہزہ ابوبکر بعد ان استخلف فسار عشرین لیلۃ الی الجہۃ التی امر بہا وقتل قاتل ابیہ ورجع بالجیش سالما وقد غنموا وقد قص اصحاب المغازی قصۃ مطولۃ فلخصتہا وکانت آخر سریۃ جہزہا النبی صلعم واول شیء جہزہ ابوبکر وقد انکر ابن تیمیۃ

باب اوس بیان مین کہ اسامہ بن زید کو جناب رسالتمآب صلعم نے عالم مرض الموت مین غزوہ روم پر جانے کے لئے معین فرمایا تھا صحیح بخاری نے اس مقصد کو وفات نبی صلعم کے بعد اسلئے بیان کیا ہے چونکہ اسامہ کی روانگی بروز شنبہ وفات النبی صلعم سے دو روز پہلے تھی اور آپکے اس حکم و ارادہ کی ابتدا آغاز مرض کے قبل سے ہو چکی تھی اور آپ نے تمام لوگونکو غزوہ روم کا حکم آخر ماہ صفر مین دیدیا تھا اس طرح کہ اسامہ بن زید کو اپنی خدمت مین بلاکر ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ کی قتل گاہ کی طرف جاؤ لشکر کو جمع کرو ہم نے تمکو اس لشکر کا حاکم و امیر مقرر کیا پس جنگ کرو صبح کو اہل اُبنی سے اور اونکو جلادو اور اسقدر جلد جاؤ کہ اپنی خبر سے پہلے پہونچو اگر تم کو خدا نے ان پر فتحیاب کیا تو اون مین بہت کم ٹھہرنا اور پھر تیسرے روز آپ کے درد شروع ہوا اور پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے اسامہ کے لئے ایک علم آراستہ کیا اسامہ نے اوسے خندان پیشانی سے لیا اور بریدہ کو دیدیا اور مقام جرف کو اپنا لشکرگاہ بنایا اور تمام مہاجرین وانصار کو اسامہ کی ہمراہی کا حکم دیا جن مین ابوبکر۔ عمر۔ ابو عبیدہ۔ سعد۔ سعید۔ قتادہ بن نعمان اور سلمہ بن اسلم شامل تھے اس امر مین لوگون نے کلام کیا جن مین عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی تھے عمر بن خطاب نے اون کے اعتراض کی رد کی اور آنحضرت صلعم کو اسکی خبر کر دی آپ نے اس باب مین خطبہ پڑھا جو اس حدیث مین

وکتاب لرد علی بن مطهران یکون ابوبکر و عمر کانا فی بعث اسامة ومستند ماذکره ما اخرجه الواقدی باسانیده فی المغازی وذکره ابن سعد فی واخر الترجمة النبویة بغیر اسناد وذکره ابن اسحاق فی السیرة المشهورة ولفظه بداء برسول الله صلعم وجعه یوم الاربعاء فاصبح یوم الخمیس فعقد لاسامة فقال اغز فی سبیل الله وسر الی موضع مقتل ابیك فقد ولیتك هذا الجیش فذکر القصة وفیها لم یبق احد من المهاجرین الاولین الا انتدب فی تلك الغزوة منهم ابوبکر وعمر ولما جهزه ابوبکر بعد ان استخلف سأله ابوبکر ان یاذن لعمر بالاقامة فاذن ذکر ذلك کله ابن الجوزی فی المنتظم جازما به وذکر الواقدی واخرجه ابن عساکر من طریقه مع ابوبکر وعمر و اباعبیدة وسعد اوسعید اوسلمة بن اسلم وقتادة بن النعمان والذی باشر القول من نسب الیهم الطعن فی امارة عیاش بن ابی ربیعة وعند الواقدی ایضا ان عدة ذلك الجیش کانت ثلاثة الاف منهم سبعمائة من قریش وفیه عن ابی هریرة کانت عدة الجیش سبعمائة۔

مذکور ہے اسکے بعد آنحضرت کے مرض مین شدت ہوگئی پس فرمایا یہ حکم میرا جو دربارہ روانگی اسامہ ہے جاری کرو پس اسکا نفاذ ابوبکر نے تخت خلافت کے بعد کیا پس سفر کیا اسامہ نے بیس راتون کا اوس جانب جدہر کا حکم ہوا تھا اور اپنے باپ کے قاتل کو مارا اور لشکر صحیح وسالم لیکر واپس ہوئے اور مال غنیمت بھی ہاتھ آیا اور ارباب سیر نے اس قصہ کو طولانی بیان کیا ہے ہمنے اسکا خلاصہ درج کیا ہے۔ اور یہ آنحضرت کا آخری سریہ تھا جسکا ساز وسامان رسالتمآب صلعم نے فرمایا تھا اور یہ پہلی لشکر کشی تھی جسکو ابوبکر نے نافذ کیا۔ اور ابن تیمیہ نے انکار کیا ہے اوس کتاب مین جو رد علی بن مطہر مین لکھی ہے اس مسئلہ سے کہ ابوبکر و عمر جیش اسامہ کے ساتھ نہین تھے لیکن مستند وہی امر ہے جو اوپر ذکر ہوچکا اور جسکو واقدی نے اپنے اسناد کے ساتھ لکھا ہے اور ابن سعد نے اواخر ترجمہ نبویہ مین بغیر سند ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق نے اپنے سیرۃ مشہورہ مین لکھا ہے اور اونکے الفاظ یہ ہین کہ چہارشنبہ کے روز آنحضرت صلعم کے درد شروع ہوا تو آپ نے صبح پنجشنبہ کو اسامہ کو تیار کیا اور فرمایا کہ جاؤ فی سبیل اللہ جہاد کرو اور اپنے باپ کی قتلگاہ کی طرف جاؤ ہمنے تمکو اس لشکر کا ولی (والی حاکم سردار) مقرر کیا پس تمام قصہ کو بیان کیا یہان تک کہ مہاجرین اور انصار کے طبقہ مین کوئی متنفس ایسا نہین بچا جو اس لشکر کے ہمراہ نہ بھیجا گیا ہو جن مین حضرت ابوبکر و عمر بھی تھے اور جب حضرت ابوبکر نے اپنے وقت مین اس لشکر کو بھیجا تو اسامہ بن زید سے حضرت عمر کے رہ جانیکی اجازت چاہی اسنے اجازت دیدی ان تمام باتون کو ابن جوزی نے کتاب منتظم کے ایک علیحدہ باب مین لکھا ہے اور واقدی نے



ذکر کیا ہے اور ابن عساکر نے اپنے طریقہ سے اخراج کیا ہے کہ ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ و سعد و سعید و سلمہ بن اسلم و قتادہ بن نعمان سمیت اور وہ لوگ جنکی طرف امارت اسامہ مین طعن و تشنیع منسوب کیا گیا ہے اون مین سے جس نے زبانی طعن و تشنیع کی ہے وہ عیاش ابن ابی ربیعہ ہے اور واقدی کے نزدیک تعداد لشکر تین ہزار کی تھی جن مین سات سو قریشی تھے اور ابوہریرہ ناقل ہین کہ سات سو تھے۔

ایضًا سیرت حافظ مغلطای علاء الدین بن قلیج مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ صفحہ ۹۷ و ۹۸ مین ہے۔

ثم سرية اسامة الى اهل ابنى بالسراة ناحية البلقا يوم الاثنين لاربع ليال بقين من صفر سنة احدى عشرة للغزو الروم مكان قتل ابيه ومعه ابوبكر وعمر وابوعبيدة وسعد وسعيد رضوان الله عليهم اجمعين فلما كان يوم الاربعاء بدأ بالنبي صلعم وجعه فحم وصدع فلما كان يوم السبت لعشر خلون من ربيع الاول ودع المسلمون النبي صلى الله عليه وسلم ومضوا الى الجرف ثقل النبي صلعم فجعل يقول انفذوا جيش اسامة

پھر سریہ ہے اسامہ کا اہل ابنی پر مقام سراۃ مین جو بلقا کے گوشہ مین واقع ہے ۲۶ صفر دوشنبہ ۱۱ھ کے دن واسطے غزوہ روم کے اپنے باپ کے قتل گاہ تک اور اسامہ کے ساتھ ابوبکر اور عمر و ابوعبیدہ و سعد و سعید تھے پس جب چہارشنبہ کا دن ہوا تو رسالتمآب صلعم کو درد اور بخار اور درد سر شروع ہوا اور جب ہفتہ کا دن دہم ربیع الاول ہوا تو وداع کیا مسلمین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مقام جرف کی طرف روانہ ہو چکے اور نبی صلعم پر گرانی ہوئی پس آپ نے فرمانا شروع کیا کہ جیش اسامہ کو روانہ کرو۔

نمبر(۵) علامہ محمد بن عمر واقدی صاحب مغازی المتوفی ۲۰۷ھ

علامہ واقدی نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا (۲۵ ذیقعدہ) بیان کیا ہے اسی کو ابن سعد کاتب واقدی نے بھی اختیار کیا ہے چنانچہ علامہ قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۳۸ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ کے باب ما یلبس المحرم من الثیاب مین بہ شرح اس حدیث ابن عباس کے لکھتے ہین۔

(واقدی) عیون الاثر ابن سید الناس حصہ اول مین ہے۔ واما الواقدی فهو محمد بن عمر بن واقد ابو عبد الله المدنی سمع ابن ابی ذیب و معمر بن راشد ومالک بن انس ومحمد بن عبد الله ابن اخی الزهری ومحمد بن عجلان وربیعة بن عثمان وابن جریج واسامة بن زید و عبد الحمید بن جعفر والثوری وابا معشر وجماعة روی عنه کاتبه محمد بن سعد وابو حسان الزیادی ومحمد بن اسحاق الصاغانی واحمد بن خلیل البرجلانی وعبد الله بن الحسن الهاشمی واحمد بن عبید بن ناصح ومحمد بن شجاع الثلجی والحارث بن ابی اسامة وغیرهم الخ۔ بطولہ۔

(موسی بن عقبة) بضم العین وسکون القاف (قال اخبرنی) بالافراد ایضا (کریب) مولی ابن عباس (عن عبد الله بن عباس رض) قال انطلق النبی صلعم من المدینة بین الظهر والعصر یوم السبت کما صرح به الواقدی الی ان قال لخمس بقین من ذی القعدة (فقدم) علیه الصلوٰة والسلام (مکة) منزلاها (لاربع لیال خلون من ذی الحجة)

موسی بن عقبہ سے مروی ہے کہا کہ خبر دی مجھکو کریب نے عبد اللہ بن عباس رض سے کہا انہون نے چلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے مابین ظہر اور عصر کے سنیچر کے دن جیسا کہ واقدی نے صراحت کی ہے یہانتک کہ پانچ راتین باقی تھین ماہ ذیقعدہ کی پس داخل ہوے آنحضرت صلعم مکہ معظمہ مین ۴ ذیحجہ کو یعنی جبکہ چار راتین گذرین ماہ ذیحجہ کی۔

اور نقشہ جنتری نمبر ایک این سعد مین ۲۵ ذوقعدہ (یوم شنبہ) کے حساب سے نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ ہے جو عرفہ ۹ ذیحجہ سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) تک اناسی [۷۹] یوم پر پہونچتا ہے جسکے بعد کثیر الوقوع سے ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) اور ممکن الوقوع سے ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) جو ترانوے [۹۳] یوم پر ختم ہوتا ہے اسی مدت کو سیرت حلبی نے اختیار کیا ہے چنانچہ سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۴ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ فی کلام بعضهم نزلت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی یوم الجمعة بعد العصر یعنی بعضون نے کہا کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ یوم جمعہ کو بعد عصر کے نازل ہوا وکانت هذه الایة نعی رسول الله صلی الله علیه وسلم فانه لم یعش بعدها الا ثلاثة اشهر وثلاثة ایام۔

اور یہ آیت خبر وفات حضرت رسول اللہ صلعم کی تھی اسلئے کہ رسولخدا صلعم بعد نزول اس آیت کے فقط تین مہینے تین دن یعنی (۹۳ روز) زندہ رہے یہ مدت ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (۲۱ دن) ماہ محرم (۳۰ دن) ماہ صفر (۲۹ دن) یہانتک (۷۹ دن) ہوے اسکے بعد یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) سے ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) تک ۹۳ دن ہوئے کیونکہ ۷۹ دن مین ۱۴ دن جمع کرنے سے ۹۳ دن یہ کثیر الوقوع سے اگر ماہ صفر کامل ۳۰ دن کا لیا جائے تو ممکن الوقوع ہوگا جس سے ۳۰ صفر (سہ شنبہ) یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۶ ربیع الاول اور ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع ہوا جس سے ۱۳ ربیع الاول تک ۹۳ دن ہوئے یعنی ۳۰ صفر تک (۸۰ دن) پھر بھی منگل آیا۔ اور یکم ربیع الاول چہارشنبہ سے ۱۳ ربیع الاول کو دوشنبہ ۹۳ دن پر ہوا۔

اور صفحہ ۳۸۲ اسی جلد ۳ سیرت حلبیہ مین ہے

توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو فی صدر عائشة [۱] وذلك یوم الاثنین حین زاغت الشمس لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول هکذا ذکره بعضهم وقال السهیلی لا یصح ان

یعنی وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے صدر عائشہ پر اور وہ یوم دوشنبہ بعد دوپہر کے جبکہ بارہ [۱۲] راتین گذرین ماہ ربیع الاول کی اسی طرح ذکر کیا ہے بعض لوگون نے اور سہیلی کہتے ہین نہین صحیح ہے کہ ہو

---

[۱] روی ابن سعد فی الطبقات عن علی بن الحسین قال قبض رسول الله وراسه فی حجر علی ونحوه ایضا عن ابی غطفان قال سئلت ابن عباس ارأیت رسول الله توفی وراسه فی حجر احد قال توفی رسول الله صلعم وهو لمستند الی صدر علی الخ۔ ابن سعد نے طبقات مین حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ جسوقت رسول اللہ نے وفات فرمائی انکا سر مبارک حضرت علی علیہ السلام کے آغوش مین تھا اور یہ ترکیب انکی گود مین ابو غطفان سے مروی ہے کہ مین نے عبد اللہ بن عباس سے پوچھا کہ آیا آپنے دیکھا کہ رسول اللہ کا سر مبارک وقت وفات کسکے آغوش مین تھا عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ جب رسول اللہ نے انتقال فرمایا تو آنحضرت کا سر علی بن ابیطالب کے سینے سے لگا ہوا تھا۔

وفات ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کو مگر ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ کو اجماع مسلمین سے

نقشہ جنتری نمبر ایک مین ۲۵ ذیقعدہ (یوم شنبہ اور عرفہ ۹ ذیحجہ شنبہ) سے ۲۹ صفر قرار دوشنبہ تک (۹۷ دن)

یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) سے ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) تک کل ۹۳ دن کثیر الوقوع سے ہوئے۔

اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری عینی حنفی باب مرض النبی ج ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین لکھتے ہین

قال الواقدی قالوا ابدی برسول	یعنی واقدی نے کہا ہے کہ شروع ہوا مرض رسول اللہ
اللہ صلعم یوم الاربعاء للیلتین بقیتا	صلعم کو چہارشنبہ کے دن جبکہ ماہ صفر کی دو راتین باقی
من صفر و توفی یوم الاثنین لثنتی عشرۃ	تھین اور وفات ہوی دوشنبہ کے روز یہان تک کہ
لیلۃ من ربیع الاول۔	بارہ راتین گذرین ماہ ربیع الاول کی۔

یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ)۔ دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جس مین ۲۹ صفر پنجشنبہ ہے جس کے مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) واقع ہوا پس ہر دو خانون مین چار یوم کا فرق ہوتا ہے (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ مطبوعہ حیدر آباد مین ہے)

الواقدی حدثنی عبد اللہ بن جعفر بن	واقدی نے کہا کہ مجھسے روایت کی عبد اللہ ابن
عبد الرحمن بن ازہر بن عوف عن الزہری	جعفر ابن عبد الرحمن ابن ازہر ابن عوف نے زہری سے
عن عروۃ عن اسامۃ بن زید ان النبی صلعم امرہ	اوسنے عروہ سے اوسنے اسامہ بن زید سے کہ نبی صلعم نے
ان یغیر علی اہل ابنیٰ صباحًا وان یحرق	حکم دیا کہ اہل ابنیٰ پر صبح کے وقت غارتگری کرین اور
قالوا ثم قال رسول اللہ صلعم لاسامۃ	اونکا مال و اسباب جلادین راویان حدیث نے کہا ہے
امض علی اسم اللہ فخرج بلوائہ معقودا	کہ پھر حضرت صلعم نے اسامہ سے فرمایا کہ خدا کا نام لیکر جاؤ
فدفعہ الی بریدۃ بن الحصیب الاسلمی	پس اسامہ اپنا نشان لئے ہوئے نکلا اور بریدہ بن حصیب
فخرج بہ الی بیت اسامۃ وامر رسول اللہ	اسلمی کو دیا وہ اسکو لیکر اسامہ کے گھر گئے اور رسول اللہ صلعم نے

سلہ فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن عسقلانی شافعی جلد ۸ باب مرض النبی مین ہے۔ واما رواہ ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابیطالب قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء للیلۃ بقیت من صفر یعنی ابن سعد نے عمر ابن علی کے واسطہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ابتدائی شکایت بروز چہارشنبہ جبکہ ایک شب ماہ صفر کی باقی تھی واقع ہوئی۔ یعنی (۲۸ صفر چہارشنبہ) اسی روایت کو علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ ج ۸ صفحہ ۱۳ مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ مین جناب علی علیہ السلام کے سند سے اسطرح وارد کیا ہے۔ عند ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیہ قال اشتکی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاربعاء للیلۃ بقیت من صفر یعنی ابن سعد نے بواسطہ عمر بن علی ابی طالب کے اُنھون نے اپنے پدر بزرگوار جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن جبکہ ایک شب ماہ صفر کی باقی تھی واقع ہوئی۔ پس ۲۸ صفر چہارشنبہ ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ہوا یہ ماہ صفر اونتیس یوم کا حدیث کے مطابق ہے جسکو جمہور مورخین وسیر نے اختیار کیا ہے جس سے اس ماہ صفر مین ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۲ - ۲۹ مین پانچ پنجشنبہ واقع ہوئے۔ اس کے بعد ربیع الاول مین پانچ جمعہ ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۲ - ۲۹ مین ہوتے ہین جس سے ماہ صفر مین بارہ ۱۲ صفر کو (دوشنبہ) اور ماہ ربیع الاول مین گیارہ ۱۱ ربیع الاول کو (دوشنبہ) بارہ ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوا۔ (دیکھو نقشہ جنتری نمبر ۱ صفحہ ۱۹ کا دوسرا خانہ)

صلعم اسامة فعسكر بالجرف وضرب
عسكره في موضع الى ان قال ولم
يبق احد من المهاجرين الاولين الا
انتدب في تلك الغزوة عمر[له] بن الخطاب
ابو عبيدة وسعد بن ابي وقاص ابو الاعور
وسعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل في رجال
المهاجرين والانصار عدة قتادة بن النعمان
وسلمة بن اسلم بن حريش فقال رجال المهاجرين
وكان اشدهم في ذلك قولا عياش بن ابي
ربيعة يستعمل هذا الغلام على المهاجرين الاولين
فكثرت المقالة في ذلك فسمع عمر بن الخطاب
بعض ذلك القول ممن قال فغضب رسول الله
صلعم غضبا شديدا فخرج قد عصب على
راسه عصابة وعليه قطيفة ثم صعد
المنبر فحمد الله واثنى عليه ثم قال اما
بعد ايها الناس فما مقالة بلغتني عن بعضكم
في تاميري اسامة والله لئن طعنتم في
امارتي اسامة لقد طعنتم في امارتي اباه
من قبله وايم الله ان كان للامارة
لخليق وان ابنه من بعده لخليق
للامارة وان كان لمن احب
الناس الي وان هذا لمن
احب الناس الي وانهما
لمخيلان لكل خير فاستو
صوا به خيرا فانه من خياركم
ثم نزل رسول الله صلعم

اسامہ کو حکم دیا پس اونہون نے مقام جرف مین لشکر
جمع کرنا شروع کیا بعد اسکے کہا ہے کہ کوئی مہاجرین اولین
مین سے باقی نہین رہا مگر یہ کہ سب اوس لڑائی مین جانے
کے لئے تیار ہوئے منجملہ اونکے عمر بن خطاب ابو عبیدہ
اور سعد بن ابی وقاص اور ابو الاعور و سعید بن زید بن
عمرو بن نفیل مردان مہاجرین سے اور انصار کے لوگون
مین قتادہ بن نعمان و سلمہ بن اسلم بن حریش پس مردان
مہاجرین نے کہنا شروع کیا اور سب سے زیادہ شدت سے
عیاش بن ابی ربیعہ کہہ رہا تھا کہ یہ لڑکا مہاجرین اولین
پر حاکم بنایا جا رہا ہے اس بارے مین گفتگو بہت زیادہ
ہوئی اور کچھ اس مین سے عمر بن خطاب نے سنا اونہون نے
اون کہنے والونکی روکی اور جناب سرور کائنات صلعم کے
پاس آکر حضرت کو خبر دی کہ لوگ یہ کہہ رہے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت شدید غضبناک ہوئے اور
اس حالت مین برآمد ہوئے کہ سر مبارک پر پٹی بندھی
ہوئی تھی اور چادر اوڑھے تھے بعد اسکے منبر پر تشریف
لے گئے اور حمد وثنای الٰہی بجا لاکر ارشاد فرمایا کہ اے
گروہ مردم یہ کیسی باتین ہین کہ تم لوگون مین سے بعض
کے متعلق مجکو خبر پہونچی ہے کہ وہ اسامہ کو میرے حاکم
بنانیکے متعلق طعن کر رہے ہین قسم خدا کی اگر تم لوگون نے
اسامہ کو میرے حاکم بنانیکے بارے مین طعن کیا تو کوئی
عجب نہین ہے اسلئے کہ تم نے اس سے قبل اونکے باپ
کو میرے امیر بنانے پر طعن کیا تھا اور قسم خدا کی وہ ضرور
امارت کے لایق تھا اور اوسکا بیٹا اوسکے بعد ضرور
قابل امارت ہے اور وہ تم لوگون مین سب سے زیادہ
مجکو محبوب تھا اور یہ بھی سب لوگون سے محبوب ہے اور

[له] سیرت النبی شبلی جلد ثانی حاشیہ ص۱۵۳ مین ہے واقدی اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس غزوہ مین آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر رض کو بھی جانیکا حکم دیا تھا۔

فدخل بيته وذلك يوم السبت لعشر ليال خلون من ربيع الاول × × × × × فلمّا اصبح يوم الاثنين غدا من معسكره واصبح رسول الله صلعم مفيقا فجاءه اسامة فقال اغز على بركة الله فودعه اسامة ورسول الله صلعم مفيق مريح وجعلت نساؤه يتماشطن سرورا براحته ودخل ابو بكر الصديق فقال يا رسول الله اصبحت مفيقا بحمد الله واليوم يوم ابنة خارجة فائذن لي فاذن له فذهب الى السنح وركب اسامة الى معسكره وصاح في اصحابه باللحوق الى العسكر فانتهى الى معسكره ونزل وامر النّاس بالرحيل وقد متع النّهار فبينا اسامة بن زيد يريد ان يركب من الجرف اتاه رسول الله صلعم يموت فاقبل اسامة الى المدينة معه عمر وابو عبيدة بن الجراح فانتهوا الى رسول الله صلعم يموت فتوفي صلعم حين زاغت الشمس يوم الاثنين لاثني عشرة ليلة خلت من ربيع الاوّل۔

یہ دونون ہر نیکی کے اہل ہین لہذا انکے ساتھ اچھا سلوک کرو اسلئے کہ یہ تمھارے پسندیدہ لوگون مین سے ہے یہ فرماکر حضرت صلعم منبر سے اترے اور دولت سرا مین تشریف لے گئے اور وہ دن دہم ربیع الاول یوم شنبہ تھا از ال انتقال جب بروز دوشنبہ صبح ہوئی تو اسامہ اپنے لشکر سے نکلے اوس روز رسول اللہ صلعم کو افاقہ تھا اسامہ حضرت صلعم کے پاس آئے حضرت نے فرمایا خدا سے برکت کے طالب ہو کر لڑنے جاؤ یہ فرماکر اسامہ کو رخصت کردیا اور رسول اللہ صلعم اوس روز افاقہ اور راحت کی حالت مین تھے اور امہات المومنین حضرت کے افاقہ کے خوشی کی وجہ سے سرون مین کنگھیان کررہی تھین ابوبکر صدیق حضرت کے پاس آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ شکر ہے خدا کا کہ آج آپکو افاقہ ہے اور بنت خارجہ کا دن ہے لہذا آپ مجکو اجازت مرحمت فرمایئے حضرت نے اجازت دی وہ مقام سنح مین گئے اور اسامہ اپنے لشکرگاہ مین روانہ ہوئے اور اپنے ساتھیون کو آواز دی کہ لشکر مین آکر جمع ہون جب لشکرگاہ مین پہونچے تو گھوڑے سے اترے اور لوگون کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ پس اسامہ ابن زید جرف سے روانگی کا قصد کرہی رہے تھے کہ اتنے مین ام ایمن کا قاصد یہ خبر لیکر آیا کہ رسول اللہ صلعم کی حالت اخیر ہے یہ سنکر اسامہ اور عمر اور ابو عبیدہ بن جراح کے ہمراہ مدینہ مین آئے اور رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ حضرت کی حالت نزع ہے بعد اسکے جسوقت آفتاب زوال کی حد تک پہونچا تو حضرت صلعم بروز دوشنبہ بارھوین ربیع الاول کو رحلت فرمائی۔

یہ ظاہر ہے کہ ہر روز کا پندرہواں دن وہی دن ہوگا مثلاً ۲۸ صفر (چہارشنبہ) اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) جو

۱۲ ربیع الاول تک چودہ دن اور ۱۳ ربیع الاول تک پندرہ روز ہوئے پس ۲۸ صفر کی پندرھوین تاریخ ۱۳ ربیع الاول ہوی اور چہار شنبہ ہوا اسلئے ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) جو ۲۷ صفر (سہ شنبہ) کا پندرھوان دن اور ۲۸ صفر چہار شنبہ کا چودھوان روز ہوا اور ۲۸ صفر کا تیرھوان دن ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات النبی کی صحیح تاریخ ہوئی جس کے چودھوین روز یا بارہ ربیع الاول جو خود واقدی کے قول سے غلط ہے یہ غلطی دس ربیع الاول سنیچر کے لانے سے ہوی جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسوان روز (شنبہ) ۹ ربیع الاول کے بجائے دس ربیع الاول شنبہ لکھا گیا۔

روایت مذکورہ مین حضرت ابوبکر کا نام نہین ہے حالانکہ اول نام اونہین کا حدیث مین آیا ہے جنکے بعد حضرت عمر پھر ابوعبیدہ بن الجراح وغیرہ ہین جو اسامہ بن زید کے سرداری مین مامور کئے گئے تھے جیسا کہ ہم لکھ آئے ہین حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین واقدی اور حافظ ابن عساکر کے سند سے یہی لکھا ہے یہان تک کہ زرقانی علی المواہب مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ جلد ثالث ص۱۲۸ مین ہے۔

(فلم یبق احد من وجوہ المہاجرین	پس نہین باقی رہا کوئی سرداران مہاجرین
والانصار الا انتدب) ای قام مسرعًا	وانصار سے مگر یہ کہ جلدی سے اوٹھکر کھڑا ہو گیا اونہین
المراد مسرعًا الخروج (فیہم ابوبکر وعمر)	لوگون مین حضرت ابوبکر اور عمر اور ابوعبیدہ و سعد
وابوعبیدۃ وسعد وسعید وسلمۃ بن اسلم	وسعید وسلمہ بن اسلم وقتادہ بن النعمان تھے جیسا کہ
وقتادۃ بن النعمان کما ذکرہ الواقدی و	واقدی نے ذکر کیا ہے اور ابن عساکر نے بھی اپنے طریق
اخرجہ ابن عساکر من طریقہ۔	سے روایت کی ہے۔

یہ نعناتی ۲۹ صفر پنجشنبہ کے دن واقع ہوئی جسکے دسوین روز ۹ ربیع الاول یوم شنبہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کا طعن سماعت فرما کر نہایت غضبناک ہوکر خطبہ فرمایا ہے اس ۹ ربیع الاول (سنیچر) کے روز کو واقدی نے دس ربیع الاول یوم شنبہ لکھکر ۱۲ ربیع الاول وفات النبی لائے ہین ۱۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) قرار دینے سے یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ہوتا ہے جسکو ۲۹ صفر مین لاچکے ہین اور یہ کہ ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے مراجعت سے ۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) اور ۹ ذی الحجہ عرفہ و ۲۵ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع کو (سہ شنبہ) وہی (سہ شنبہ) بارہ ربیع الاول کو اور آگے تیسری ماہ رمضان وفات جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا مین واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری نمبر (ایک) کا دوسرا خانہ ص۱۹ اور نقشہ دوم ص۳۱ کتاب ہذا۔

غرضکہ گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) کو گیارہ روز اور آخر ماہ صفر کے ۲۸ و ۲۹ صفر دو روز یہ کل ۱۳ دن اور ۱۹ ذی الحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک (۹ یوم) اور ۱۸ ذی الحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک (۸۱ یوم) کامل ہوئے۔

اسکے بعد واقدی سے وفات النبی کی دوسری روایت دوم ربیع الاول کے وفات کی وضع کی گئی ہے وہ یہ ہے جسکو ہم طبقات ابن سعد جزو دوم قسم دوم ۱۳۲۲ھ کے ص۵۷ سے نقل کرتے ہین۔ اور جمہور مفسرین نے اپنے اپنے تفاسیر مین دوسری اور بارہ ربیع الاول وفات النبی اور مدت وفات کی بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی یوم لکھا ہے جس مین ہر دو تاریخون کے لحاظ سے کوئی تغیر نہین کیا گیا ہر دو صورت مین (۸۱ یوم) اپنی جگہ پر بحال ہے۔

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابو معشر عن محمد بن قیس[۱] ان رسول اللہ صلعم اشتکی یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ فاشتکی ثلاث عشرۃ لیلۃ	ابن سعد نے کہا ہے کہ خبر دی مجکو محمد بن عمر واقدی نے کہ بیان کیا مجھسے ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہ رسول اللہ صلعم کو چہارشنبہ کے دن کہ گیارہ راتین ماہ صفر ۱۱ھ کی باقی تھین یعنی ۱۹ صفر ۱۱ھ یوم چہارشنبہ کو شکایت ہوئی اور یہ شکایت تیرہ راتون تک رہی۔

توفی صلعم یوم الاثنین لللیلتین مضتا من شهر ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ کہ وفات پائی رسول خدا صلعم نے دوشنبہ کے روز کہ دو راتین گزرین ماہ ربیع الاول ۱۱ھ یعنی دوسری ربیع الاول ۱۱ھ کو رحلت ہوئی

اس دوسری ربیع الاول کے (دوشنبہ) سے ۲۹ و ۲۲ و ۱۵ و ۸ و یکم صفر کو (سنیچر) ۳۰ محرم کو (جمعہ) ۲۹ و یکم محرم (پنجشنبہ) ۲۹ و یکم ذیحجہ (چہارشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۹ و ۲۲ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۳ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۴ ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (پنجشنبہ) ۲۶ ذیقعدہ (جمعہ) ہوا اسی تاریخ کو شبلی صاحب نے حضرت صلعم کا سفر حج فرمانا لکھا ہے اس روز یوم جمعہ واقع ہوتا ہے۔

سیرت النبی جلد ثانی صفحہ ۱۳۲ مین ہے (۱۸ یا ۱۹) صفر ۱۱ھ مین آدھی رات کو آپ جنۃ البقیع تشریف لے گئے وہان سے واپس تشریف لائے تو مزاج ناساز ہوا یہ حضرت میمونہ کے باری کا دن تھا اور یوم چہارشنبہ تھا ۱۳ دن مدت علالت صحیح ہے۔ واضح ہو کہ حدیث مین صرف ایک تاریخ ہے یعنی ماہ صفر کی گیارہ راتین باقی تھین جب حضرت بیمار ہوئے یعنی ۱۹ صفر ۱۱ھ اور یہ (۱۸ یا ۱۹) کی تصنیف کردہ عبارت آگے اسی سیرت جلد ثانی کے صفحہ ۱۴۳ سے صاف ہو جاتی ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔

"تجہیز و تکفین" تجہیز و تکفین کا کام دوسرے دن سہ شنبہ ۱۳ ربیع الاول کو شروع ہوا۔

گیارہ روز ماہ صفر کے اور دو دن ماہ ربیع الاول کے یہ کل ۱۳ دن بلکہ راتین ہوئین۔ اور ۲۵ ذیقعدہ و ۹ ذیحجہ عرفہ و ۱۲ ربیع الاول و تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ (پنجشنبہ) واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم و حرف (ن) نووی شارح مسلم کا پہلا خانہ جسکی تائید مولوی امین اللہ کے سیرت منظوم قصیدہ عظمی جو رفیق سفر شبلی صاحب ہین۔ نیز تفسیر معالم التنزیل بغوی اور لباب التاویل خازن اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی اور تفسیر فتح البیان مولوی صدیق حسن خان بھوپالی سے ہوتی ہے جنہون نے بعد نزول آیہ اکمال دین کے اکیاسی دن ٹھہرنا حضرت صلعم کا دوسری ربیع الاول یا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو مثل واقدی کے اپنے اپنے تفاسیر مین وارد کیا ہے اور ہر دو صورت مین ۸۱ یوم مین کوئی تبدیلی نہین کی ہے۔ بالآخر شبلی صاحب نے واقدی کی ضعیف السند حدیث سے دوسری ربیع الاول وفات النبی کو قبول کر لیا کیونکہ اسی تاریخ کا دوسرا دن تیسری ربیع الاول کو تجہیز و تکفین کا کام شروع ہونا لکھدیا یہی دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) ۱۹ صفر (چہارشنبہ) کا تیرھوان دن تھا۔ اسی کے متعلق سیرت النبی مین ہے۔

یہ روایت واقدی سے بھی ابن سعد و طبری نے نقل کی ہے۔ لیکن واقدی کی مشہور ترین روایت جسکو اوس نے متعدد

---

[۱] محمد بن قیس کی قدح تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے محمد بن قیس شیخ لابی معشر ضعیف من السادسۃ وهم۔

اشخاص سے نقل کیا ہے وہ ۱۲ ربیع الاول کی ہے۔

اور سیرت النبی جلد اول ص۳۳۶ مین ہے۔ سیرت پر اگرچہ آج بھی سیکڑون تصنیفین موجود ہین لیکن سب کا سلسلہ جا کر صرف تین چار کتابون پر منتہی ہوتا ہے۔ سیرت ابن اسحاق۔ واقدی۔ ابن سعد۔ طبری انکے علاوہ جو کتابین ہین وہ ان سے متاخر ہین ''

ابن اسحاق ۱۵۱ھ تک صرف ۱۲ ربیع الاول وفات النبی اور پھر واقدی ۲۰۷ھ نے دوسری ربیع الاول کا اضافہ کیا جو طبری تک انہین واقدی سے پہونچا جسکو واقدی نے بارہ ربیع الاول کی روایت متعدد اشخاص سے نقل کرکے خود دوسری ربیع الاول کو غلط کر دیا۔ لیکن یکم ربیع الاول کے وفات ہونے کا طبری تک کوی وجود نہین ملتا اور نہ شبلی صاحب نے کوئی روایت نقل کی ہے آگے امام سہیلی نے ۱۳ و ۱۴ ربیع الاول وفات النبی کو اجماع مسلمین سے لاکر یکم و دوم ربیع الاول کو بالکل دروغ و کذب ہونا ثابت کر دیا ہے۔

لیکن امام سہیلی کا دوسرا قول جو سیرت انسان العیون حلبی جلد ثالث کے ص۳۲۹ مین ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے روز حضرت کا بیمار ہونا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو حضرت صلعم کا بہ نفس نفیس اسامہ کے لئے علم بناکر مرحمت فرمانا لکھا ہے جس سے واقدی کی روایت ۲۸ و ۲۹ صفر کی تائید ہوتی ہے جسکا تیرھوان روز گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) یہی دن ۲۵ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع اور ۹ ذیحجہ عرفہ مین واقع ہوتا ہے اور جو اسی صورت ایک ۳۰ اور ایک ۲۹ کثیر الوقوع سے تیسری ماہ رمضان سہ شنبہ وفات جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر پہونچتا ہے جسکو حسب ذیل محدثین و ارباب سیر نے انہین واقدی کی تحقیق پر اتفاق کیا ہے چنانچہ حسب ذیل اساطین سے سند لکھی جاتی ہے۔

حافظ ابن سعد صاحب طبقات المتوفی ۲۳۰ھ۔ حافظ و امام ابن حریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ حافظ ابن عبد البر صاحب استیعاب المتوفی ۴۶۳ھ۔ حافظ ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ھ۔ علامہ سبط ابن جوزی المتوفی ۶۵۴ھ صاحب تذکرہ خواص الامۃ خاتم الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۵ھ۔ علامہ کمال الدین حسین صاحب روضۃ الشہدا و صاحب تفسیر حسینی المتوفی ۹۱۰ھ مورخ حبیب السیر المتوفی ۹۳۲ھ۔ علامہ دیار بکری صاحب تاریخ خمیس المتوفی ۹۶۶ھ۔ شیخ محمد بن عبد الباقی الزرقانی المتوفی ۱۱۲۲ھ

طبقات ابن سعد جلد ۸ مطبوعہ لیدن ۱۳۲۱ھ مین ہے۔

قال محمد بن عمر و هو الثبت عندنا توفیت	کہا محمد بن عمر (واقدی) نے اور یہ ثابت ہے میرے نزدیک کہ
لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من شهر رمضان	وفات (فاطمہ سلام اللہ علیہا) تیسری شب سہ شنبہ ماہ رمضان ۱۱ھ
سنۃ احدی عشرۃ و هی ابنۃ تسع و عشرین	مین ہوی اور وہ ۲۹ سالہ یا مثل اسکے تھین۔
سنۃ او نحوها۔ اخبرنا محمد بن عمر حدثنی	خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہا حدیث کی مجھسے ابن جریج نے عمرو بن دینار سے

---

[۱] توثیق عمرو بن دینار جو زہری سے عمر مین بڑا تھا اور جس نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے جیسا کہ آگے روایت مین ہے۔ طبقات ابن سعد جز پنجم مین ہے عمرو بن دینار مولی باذان من الابناء قال اخبرنا الفضل بن دکین قال مات عمرو بن دینار سنۃ ست و عشرین و مائۃ × × × × × وکان عمرو ثقۃ ثبتا کثیر الحدیث اور صحیح ترمذی حصہ اول مین ہے۔ قال ابو عیسی سمعت ابن ابی عمر یقول سمعت سفیان کان عمرو بن دینار اسن من الزهری۔ کہا ابو عیسی نے کہ مین نے ابی عمر سے سنا ہے کہ کہتا سنا مین نے سفیان بن عیینہ سے کہ کہتا عمرو بن دینار زہری سے عمر مین بڑا تھا۔

ابن جریج عن عمرو بن دینار عن ابی جعفر قال — سے سُنے ابی جعفر سے کہ وفات فرمائی جناب فاطمہ علیہا السلام

توفیت فاطمۃ بعد النبی صلعم بثلثۃ اشھر۔ — نے بعد وفات النبی صلعم کے تین مہینہ پر

۲۔ تاریخ الرسل الملوک ابن جریر طبری جلد اول حصہ چہارم ص۱۸۶۹ مطبوعہ لیدن یورپ مین ہے۔ ماتت فاطمۃ ابنۃ رسول اللہ صلعم فی لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من شھر رمضان وھی یومئذ ابنۃ تسع و عشرین سنۃ او نحوھا

۳۔ استیعاب حافظ ابو عمر ابن عبد البرج۔ ثانی مین بذکر وفات فاطمہ علیہ السلام ہے۔

و قال المدینی لیلۃ الثلاثاء لثلث خلون من — مدینی نے کہا ہے کہ وفات فاطمہ علیہا السلام تیسری شب

شھر رمضان سنۃ احدی عشرۃ۔ — سہ شنبہ ماہ رمضان ۱۱ھ مین واقع ہوی۔

۴۔ حافظ ابن جوزی فی التاریخ الصفوۃ[۱]۔ تاریخ خمیس دیار بکری جلد اول مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۲ھ ص۳۱۴ مین ہے۔

فی الصفوۃ توفیت فاطمۃ بعد وفات رسول اللہ صلعم بستۃ اشھر فی لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من رمضان سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ وھی بنت ثمان وعشرین سنۃ ونصف۔

تاریخ صفوۃ الصفوہ ابن جوزی مین ہے۔ کہ وفات فاطمہ علیہا السلام بعد وفات النبی صلعم کے چھ مہینہ پر شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ پر ہوی اور وہ جناب ۲۸ سالہ و شش ماہہ تھین جسکی تائید اوسی ۱۲ ربیع الاول سے جو ۲۸ صفر کا چودھوان روز (سہ شنبہ) تھا حافظ ابن جوزی کے قول سے ہوتی ہے۔

جیسا کہ اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ شریف جلد ۴ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مطبوعہ نولکشور ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء کے ص۶۱۶ مین ہے

ابن جوزی[۱] در کتاب الوفا گفتہ کہ ابتدای مرض — یعنی ابن جوزی نے اپنے کتاب الوفا مین کہا ہے کہ

در شہر صفر بودہ کہ دو شب ازان ماندہ بود و وفات — ابتدای مرض النبی صلعم صفر کے مہینہ مین کہ دو راتین باقی تھین

وے دوازدھم ربیع الاول بود۔ — وفات بارہ ربیع الاول کو ہوی۔

آخر ماہ صفر کے ۲۸ و ۲۹ صفر کے دن کی تصدیق تاریخ مراۃ الزمان[۲] سبط ابن جوزی سے جسکا قلمی نسخہ بانکی پور پٹنہ مین ۶۵۴ھ کا لکھا ہوا ہے جسکے ص۲۱۶ مین ہے۔

فلما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر — پس جب ۲۸ صفر چہار شنبہ کا روز کہ دو راتین

بدئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ المرض فصدع — ماہ صفر کی باقی تھین آیا تو حضرت صلعم کے مرض شروع ہوا

وحم فلما اصبح یوم الخمیس دعا اسامۃ فعقد — پس درد سر اور بخار ہوا صبح ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو اسامہ

لہ لواء بیدہ الخ" — بن زید کو بلا کر اپنے دست مبارک سے اوسکے لئے جھنڈا باندھ کر عنایت کیا۔

---

[۱] کشف الظنون حصہ اول مطبوعہ مصر ص۱۶۶ مین ہے۔ (تاریخ ابن جوزی المسمی بالمنتظم) یاتی فی المیم ولہ اعمار الاعیان وصفوۃ الصفوۃ وتلقیح المفہوم کلھا فی التاریخ وسبطہ مراۃ الزمان۔

[۲] تاریخ ابن الوردی مین ۶۵۴ھ کے واقعہ مین ہے۔ توفی الشیخ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل لہ مراۃ الزمان تاریخ جامع ولہ تذکرۃ الخواص من الامۃ فی مناقب الائمۃ۔

جسکے بعد یکم ربیع الاول جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول دسہ شنبہ تک چودہ دن ہوے یہی دسہ شنبہ امراجعت مین ۲۵ ذیقعد سفر حجۃ الوداع مین اور ۹ ذیحجہ عرفہ مین اور یہی سہ شنبہ آگے چھ ماہ پر تیسری ماہ رمضان وفات جناب فاطمہ علیہا السلام مین واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ (دوم) صدا کتاب ہذا

۵۔ تذکرہ خواص الامۃ علامہ سبط ابن جوزی جسکا نہایت عمدہ قلمی نسخہ بانکی پور پٹنہ کے کتبخانہ مین ہے جسکا سنہ کتابت ۷۶۶ھ ہے ذکر فاطمہ علیہا السلام مین ہے۔

وفاتہا وفات رسول اللہ علی اقوال احدھا	وفات جناب فاطمہ زہرا بعد رسولخدا مین چند
ستۃ اشھر العشرۃ ایام لانہا توفیت	اقوال ہین
لیلۃ الثلاثاء لثلث خلون من شھر رمضان	(۱) دس دن کم چھ مہینے اسلئے کہ فاطمہ زہرا کی وفات شب
سنۃ احدی عشر و رسول اللہ صلعم توفی	سہ شنبہ سیوم ماہ رمضان ۱۱ھ اور رسول اللہ صلعم نے
فی ربیع الاول فی الثانی عشر منہ فی ھذہ	بارہ ربیع الاول ۱۱ھ مین وفات پائی (۲) عمرو بن دینار
السنۃ والثانی ثلثۃ اشھر قالہ عمرو	نے کہا ہے کہ بعد وفات رسولخدا کے تین مہینے زندہ رہین۔
بن دینار والثالث شھران وعشرۃ	(۳) دو مہینے دس دن یعنی (۷۰ دن) بعد وفات رسول اللہ
ایام۔	صلعم کے زندہ رہین۔

۶۔ اصابہ فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۳ء جلد ۴ صلا۳۷ مین ہے۔

قال الواقدی توفیت فاطمۃ لیلۃ	واقدی نے کہا ہے کہ وفات فاطمہ علیہا السلام تیسری
الثلاثاء لثلث خلون من شھر	ماہ رمضان ۱۱ھ کو واقع ہوی یعنی چھ مہینہ پر جسکو عمرو بن
رمضان سنۃ احدی عشرۃ	دینار نے تین مہینے کی مدت روایت کی ہے جیسکا حوالہ سبط
	ابن جوزی نے بھی لکھا ہے

ابن سعد نے واقدی کے طریق اور عمرو بن دینار کے واسطے سے جناب امام باقر علیہ السلام کے سند سے بیان کیا ہے۔

اور عمرو بن دینار جو زہری سے عمر مین بڑے ہین اور جو حضرت عایشہ سے بھی روایت کرتے ہین چنانچہ اصابہ مذکورہ کے صلا۳۷ مین ہے

قال یزید بن زریع عن روح بن	کہا یزید بن زریع نے روح بن قاسم کہا اوس نے
القاسم عن عمرو بن دینار قالت عائشۃ	عمرو بن دینار کہا اوسنے حضرت عایشہ کی سند سے کہ کہا
ما رایت قط احدا افضل من فاطمۃ	اونہون نے کہ نہین دیکھا مین نے کسی کو جو افضل تھا ہو

لہ نورالدین علی بن شہاب الدین شافعی نے تاریخ خلاصۃ الوفا مین لکھا ہے ولابن الجوزی فی الوفا عن عائشۃ قالت لما قبض النبی اختلفوا فی دفنہ فقال علی ان ابغض البقاع الی اللہ ارض قبض فیہا نفس نبیہ (؟) ... فی الارض بقعۃ اکرم علی اللہ من بقعۃ قبض فیہا نفس نبیہ۔

سلہ کشف الظنون مین ہے ... المتھد (؟) لحسین بن علی الکاشفی المعروف بالواعظ المتوفی سنۃ عشر و تسعمائۃ
تفسیر حسین بن علی الکاشفی الواعظ المتوفی فی حدود سنۃ ۹۱۰ تسعمائۃ وھو تفسیر فارسی منہ اول فی مجلد سماہ بالمواہب العلیہ

غیر ابیها صحیح علی شرط الشیخین الی عمرو

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے سوا پدر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ شرط شیخین کے مطابق عمرو بن دینار کی حدیث صحیح ہے۔

وقد ثبت الصحیح عن عائشة ان فاطمة عاشت بعد النبی ستة اشهر فقال الواقدی وهو الثبت عندنا۔

اور حضرت عائشہ سے صحیح مین جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا بعد وفات النبی کے چھ مہینہ زندہ رہنا ثابت ہے اور واقدی نے کہا ہے کہ یہی مدت میرے نزدیک صحیح۔

وروی الحمیدی عن سفیان عن عمرو بن دینار انها بقیت بعد ثلثة ایام وقال غیره بعد اربعة اشهر وقیل شهرین وعند الدولابی فی الذریة الطاهرة بقیت بعده خمسة وتسعین یوماً

حمیدی نے سفیان کے طریق اور عمرو بن دینار کی سند سے روایت کی ہے کہ بعد حضرت صلعم کے تین دن (غالباً تین مہینے کی جگہ غلط لکھ گیا) حضرت فاطمہ زندہ رہین اور دوسرون کا قول ہے کہ چار مہینے اور کہا گیا ہے دو مہینے اور دولابی کے کتاب ذریہ الطاہرہ مین بعد حضرت صلعم کے (۹۵ روز) باقی رہین یعنی زندہ رہین۔

۷۔ روضۃ الشہدا کمال الدین حسین صاحب تفسیر حسینی مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۹ھ اور اونکے ترجمہ گلزار الشہدا مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۸ھ

روضۃ الشہدا صـ۹۹ مین ہے۔ در شب چہار شنبہ بست وہشتم ماہ صفر در سال یازدہم از ہجرت زیارت گورستان بقیع رفتند روز دیگر آنحضرت صلعم را صداع طاری گشتہ۔ صـ۱۴۳ مین ہے بروایات اہل بیت وفات آنحضرت شب سہ شنبہ بود سیوم ماہ مبارک رمضان سنہ ۱۱ھ احدی عشر من الہجرۃ

گلزار الشہدا ترجمہ روضۃ الشہدا کے صـ۱۲۶ مین ہے۔ آپ چہار شنبہ کی رات اٹھائیسوین تاریخ ماہ صفر گیارھوین سال ہجری مین زیارت جنۃ البقیع کو تشریف لے گئے دوسرے روز آنحضرت صلعم کے درد سر لاحق ہوا۔ صـ۱۸۵ مین بروایت اہلبیت وفات فاطمہؑ کی شب سہ شنبہ تاریخ تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ مین ہوی۔

۸۔ مورخ حبیب السیر مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ء جلد اول جزء سیوم صـ۸۹ مین ہے۔

در تلقیح ابن جوزی مذکور است کہ ولادت فاطمہؓ پنج سال قبل بعثت وقوع یافتہ و در روضۃ الاحباب درین باب دو روایت مذکور است روایت اول موافق آنچہ از تلقیح نقل کردہ شد و قول ثانی در سال چہل و یک از واقعہ فیل آن اختر سپہر نبوت از افق ولادت طلوع نمود۔

ایضاً در کتاب مذکور سمت تحریر پذیرفتہ کہ وفات فاطمہؓ در شب سہ شنبہ سیوم ماہ رمضان وقوع یافتہ۔

یعنی ابن جوزی نے تلقیح مین ولادت جناب فاطمہؑ بعثت سے پانچ سال پہلے ہونا مذکور ہے اور روضۃ الاحباب مین دو روایت لکھی ہین روایت اول موافق تلقیح کے ہے جو نقل کی گئی اور دوسرے واقعہ فیل کے اکتالیسوین سال اور یہ بھی کتاب روضۃ الاحباب مین ہے کہ وفات جناب فاطمہؑ شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان مین واقع ہوی۔

این دو روایت کہ از روضۃ الاحباب در باب ولادت فاطمہ نقل کردہ شد عمر آنجناب بست و ہشت سال یا بست و دو سال بودہ روایت روضۃ الاحباب والی جو ولادت جناب فاطمہؑ میں نقل کی گئی عمر حضرت فاطمہؑ کی ۲۸ سالہ یا ۲۲ سالہ ہوتی ہے

و در کشف الغمہ مسطور است کہ ابن خشاب ز ابی جعفر محمد بن علی الباقرؑ نقل نمودہ کہ تولد فاطمہؑ بعد از ظہور نبوت و نزول وحی بہ پنج سال اتفاق افتاد و در وقتیکہ ہژدہ سال و ہفتاد و پنج روز از عمر شریفش گذشتہ بود از عالم رحلت فرمود۔

اور کشف الغمہ میں لکھا ہے کہ علامہ ابن خشاب تاریخ موالید اہلبیت علیہم السلام میں اپنی اسناد سے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ولادت جناب سیدہ علیہا السلام کی بعثت اور نزول وحی کے پانچ سال بعد واقع ہوئی اور جب ۱۸ سال اور پچھتر دن کی ہوئیں تو رحلت فرمائی۔ (ص [illegible] جلد [illegible])

۹۔ تاریخ خمیس دیاربکری، جلد اول ص۳۱۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ تاریخ صفوۃ ابن جوزی کے حوالہ سے ہے

قال الدیاربکری فی الخمیس توفیت فاطمۃ بعد وفات رسول اللہ بستۃ اشہر فی لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من رمضان سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ وھی بنت ثمان وعشرین سنۃ و نصف و عن الزہری ماتت فاطمۃ بعد رسول اللہ صلعم بثلاثۃ اشہر و عن عائشۃ قالت کان بین النبی صلعم و بین فاطمۃ شہران۔

علامہ دیاربکری تاریخ خمیس میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ کی وفات سے چھ مہینے کے بعد ۱۱ھ میں تیسری ماہ رمضان شب سہ شنبہ کو حضرت فاطمہ نے وفات فرمائی اور زہری سے روایت ہے کہ جناب فاطمہؑ بعد رسول اللہ کے تین مہینے پر اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مابین حضرت صلعم اور جناب فاطمہ علیہا السلام دو مہینے کا فاصلہ ہوا۔

ذکر الامام ابوبکر احمد بن نصر بن عبد اللہ الداع فی کتاب تاریخ موالید اہل البیت انہا توفیت وھی ابنۃ ثمان عشرۃ سنۃ و خمسۃ سبعین یوماً منہا بمکۃ ثمان سنین والباقی بالمدینۃ و عاشت بعد ابیہا خمسۃ و سبعین یوماً۔

اور امام ابوبکر احمد بن نصر بن عبد اللہ الداع نے تاریخ موالید اہلبیت علیہم السلام میں ذکر کیا ہے کہ وفات فاطمہ علیہا السلام کی اٹھارہ سال پچھتر روز پر ہوئی جس میں ۸ سال مکہ میں باقی دس سال مدینہ میں بعد وفات اپنے باپ کے پچھتر روز زندہ رہیں۔
(ص۱۳۱ جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ)

۱۰۔ زرقانی۔ جلد تین مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ ص۲۰۵ میں ہے۔

(و توفیت بعدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بستۃ اشہر) کما قال فی الصحیح عن عائشۃ قال الواقدی و ھو الثبت قال و ذلک لثلاث خلون من شہر رمضان سنۃ احدی عشرۃ و ھی ابنۃ تسع و عشرین سنۃ۔

یعنی وفات فاطمہ علیہا السلام کی بعد وفات النبی صلعم کے چھ مہینے پر ہوئی جیسا کہ صحیح میں حضرت عائشہ سے مروی ہے واقدی نے کہا ہے کہ یہی ثابت ہے اور وہ تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ تھی اور وہ فاطمہ علیہا السلام ۲۹ سالہ تھیں۔ یعنی حضرت کی وفات پر ۲۸ یا سالہ چھ ماہ کی

۲۹ سال ہوئین۔

واقدی کی یہ تحقیق کہ جناب فاطمہؑ وفات کے وقت ۲۹ سالہ تھین جسکی تقلید اکثر مورخین و محدثین نے کی ہے جو اوس حدیث کی رو سے غلط ہے جس مین نبوت سے پانچ سال قبل ولادت ہونا وارد ہے کیونکہ پانچ سال قبل نبوت والے اور ۱۳ سال مکہ کے اور دس سال مدینہ منورہ کے بعد ہجرت کے یہ اٹھائیس سال ہوئے اور تیسری ماہ رمضان تک کچھ دن کم چھ ماہ سے ۲۸½ سال ابن جوزی کے حساب کے مطابق ہوگئے پس زرقانی کا قبول کر لینا بالکل غلط ہوگیا حالانکہ یہ ۲۸½ سال بھی غلط ہین جس سے حضرت فاطمہ کا حضرت عایشہ سے دس سال بڑا ہونا لازم آتا ہے حالانکہ وہ جنابؑ ایک سال حضرت عایشہ سے عمر مین چھوٹی تھین سیرت النبی شبلی جلد ثانی صـ۳۲۴ و ۳۲۵ مین ہے کہ حضرت عایشہ) بعثت کے چار برس بعد پیدا ہوئین سنہ ۱۰ نبوی مین آنحضرت کے ساتھ نکاح ہوا اوسوقت شش سالہ تھین نکاح کے بعد مکہ مین آنحضرت کا قیام تین سال تک رہا (اوسوقت حضرت عایشہؓ نہ سالہ تھین) اوسوقت زرقانی وغیرہ کے مطابق حضرت فاطمہ (۱۹ برس کی ہوگئین) حالانکہ امام ابوبکر احمد بن نصر بن عبداللہ نے تاریخ موالید اہل بیت سے لکھا ہے کہ اسوقت آٹھ سالہ تھین یعنی حضرت عائشہ سے ایکسال چھوٹی تھین پس وفات النبی صلعم کے وقت حضرت عایشہ ۱۹ سالہ اور حضرت فاطمہ ۱۸ سالہ تھین۔

غرضکہ واقدی کا تیسری ماہ رمضان کو (سہ شنبہ) ہونا حساب سے ضرور صحیح آتا ہے جو ۲۵ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ سفر حجۃ الوداع اور ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) کے مطابق تیسری ماہ رمضان (سہ شنبہ) واقع ہوتا ہے اور آگے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو (پنجشنبہ) جس کے بعد شب جمعہ ۲۳ جمادی الثانی مین رحلت ابوبکر ہے جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) اور یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (جمعہ) کے مطابقت مین ہے جیساکہ

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری عینی حنفی مطبوعہ مصر جلد چہارم صـ۲۴۳ مین ہے۔

یعنی وفات پائی حضرت ابوبکر نے یوم جمعہ یا شب جمعہ کو۔ جو ابن اسحاق کے ابن قول ہے ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو جمعہ ہوتا ہے۔

توفی ابوبکر رضی اللہ عنہ یوم	یعنی ابن اسحاق نے کہا ہے جیساکہ اسد الغابہ
الجمعۃ لسبع لیال بقین من جمادی	ابن اثیر جزری مین ہے کہ ابوبکرؓ نے ۲۳ جمادی الثانی
الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ	سنہ ۱۳ھ یوم جمعہ کو وفات کی۔ دیکھو نقشہ (دوم صـ۱ کتاب ہذا)

لـہ واقدی قاضی بغداد تھے جنکی قدح اور مدح دونون ہمارے مفید ہے لیکن یہ اس رتبہ کے ہین کہ تاریخ بقید یوم وفات فاطمہ علیہا السلام مین حفاظ حدیث نے اتفاق کیا ہے یہان تک کہ امام محیی السنۃ بغوی نے تفسیر معالم التنزیل مین لفظ (ظلمت والنور) جو آیۃ الکرسی اور سورہ انعام مین (جعل الظلمت والنور) ہے کی تفسیر واقدی کی سند سے بیان کی ہے۔ اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون نواب محمد علیخان مین ہے۔

(حدیث غدیر) کو اگرچہ روایت نہین کیا اسکو اہل حفظ و اتقان نے کہ طلب حدیث مین اونھون نے شہرون کا دورہ کیا مثل بخاری و مسلم و واقدی وغیرہم کے اکابر محدثین سے"

"اور یہ اگرچہ مخل صحت حدیث کو نہین ہے مگر دعوی تواتر کا اس کے مثل مین کرنا نہایت تعجب سے ہے"

نمبر (۶) صاحب سیرۃ ابن ہشام ابی محمد عبد الملک بن ہشام المتوفی ۲۱۳ھ

یہ ابن ہشام[1] بھی حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذیقعدہ (یا پانچ راتین ماہ ذیقعدہ کی باقی تھین) کی روایت کی ہے جلد ۳ مطبوعہ مصر ۱۲۹۵ھ صـ۲۷۵ مین ہے۔

قال ابن اسحاق حدثنی عبد الرحمن	ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حدیث کی مجھسے عبد الرحمن
بن القاسم عن ابیہ القاسم بن محمد	بن قاسم نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے اونہون نے
عن عائشۃ زوج النبی صلعم قالت خرج	عائشہ زوجہ رسول اللہ صلعم سے کہا اونھون نے
رسول اللہ صلعم الی الحج لخمس لیال بقین	نکلے رسول اللہ صلعم حج کی طرف جبکہ پانچ راتین ماہ
من ذی القعدۃ ۔	ذیقعدہ کی باقی تھین یعنی ۲۵ ذوقعدہ تھی۔

اور صـ۹۳ مین ہے ۔

قال ابن اسحاق ابتدای رسول اللہ صلعم	ابن اسحاق نے بیان کیا کہ شروع ہوئی شکایت
لشکوہ × × × فی لیال بقین من صفر۔	رسول اللہ صلعم کو کہ ماہ صفر کی اکیس رات باقی تھی۔

نمبر (۷) محمد ابن سعد کاتب واقدی صاحب طبقات المتوفی ۲۳۰ھ

یہ علامہ ابن سعد مورخ اور محدث[2] ہین جنہون نے رسول اللہ صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا (۲۵ ذیقعدہ) یوم شنبہ کی روایت وارد کی ہے اور چوتھی ذیحجہ داخلہ مکہ معظمہ باسند روایات سے بیان کیا ہے جو نقل کیجاتی ہین۔

طبقات الکبیر جلد ثانی قسم اول مطبوعہ لیدن ۱۳۲۵ھ صـ۱۲۴ مین ہے ۔

کان ابن عباس یکرہ ان یقال حجۃ الوداع	ابن عباس (لفظ) حجۃ الوداع کہنے سے
و یقول حجۃ الاسلام فخرج رسول اللہ صلعم	کراہت کرتے تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے اور رسول اللہ
من المدینۃ مغتسلا ومتدھنا ومترجلا	صلعم مدینہ منورہ سے غسل فرماکر بالون مین تدھین

---

[1] سیرت النبی شبلی جلد اول صـ۱۱ مین ہے ابن ہشام کا نام امام عبد الملک ہے وہ نہایت ثقہ اور نامور محدث اور مورخ تھے ۲۱۳ھ مین وفات پائی محمد ابن اسحاق کی کتاب کثرت سے پھیلی اور بڑے بڑے محدثون نے اسکے نسخے مرتب کئے اسی کتاب کو ابن ہشام نے زیادہ منقح اور اضافہ کرکے مرتب کیا جو سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے۔ اور ابن اسحاق نے فن مغازی مین اسقدر ترقی دی اور اسقدر دلچسپ بنایا کہ خلفاء عباسیہ جو زیادہ تر اور قسم کے تصنیفات کا مذاق رکھتے تھے ان مین مغازی کا مذاق پیدا ہوگیا چنانچہ ابن عدی نے ان کے اس احسان کا خاص طرح پر ذکر کیا ہے ابن عدی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس فن مین کوئی تصنیف انکے تصنیف کے رتبہ کو نہین ۔ لہ حاشیہ تہذیب التہذیب"

[2] المامون شبلی مطبوعہ کانگریس پریس دہلی کے صـ۱۲۶ مین ہے ۔ تاریخ مین اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے پیش کرنے پر ناز کرسکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر مین سب سے مرجح ثابت ہوگا فقہاء محدثین مین یحیی بن معین امام بخاری ، محمد بن سعد کاتب واقدی ، ابن علیہ ، سفیان ابن عیینہ عبد الرحمن بن مہدی یحیی القطان ، یونس ابن بکیر ، ابو مطیع البلخی ، حافظ ابن ہشام ، روح بن عبادہ ، ابو داود الطیالسی ، غازی بن قیس شاگرد امام مالک ، امام واقدی آلخ ۔ وغیرہ ہین۔

متجردًا فی ثوبین صحاریین ازار ورداء وذلك السبت لخمس ليال بقين من ذی القعدة فصلی الظهر بذی الحليفة ركعتين۔

اور کنگھی کئے ہوئے زیر جامہ اور ردا پہنے ہوئے باہر تشریف لائے اور وہ دن ہفتہ کا تھا اور ماہ ذیقعدہ کی پانچ تیں باقی تھیں حضرت نے نماز ظہر مقام ذوالحلیفہ میں دو رکعت ادا فرمائی۔

ص۱۲۶ مین ہے

اخبرنا عمرو حكام بن ابی الوضاح نا شعبة عن ايوب عن ابی العالية البراء عن ابن عباس قال اهل رسول الله صلعم بالحج فقدم لاربع مضين من ذی الحجة فصلی بنا الصبح بالبطحاء

خبر دی ہم کو عمرو حکام بن ابی الوضاح نے کہا اوس نے کہ ہم سے بیان کیا شعبہ نے ایوب سے اوسنے ابو العالیہ براء سے اوسنے ابن عباس سے فرمایا ابن عباس نے کہ لبیک کہی رسول اللہ صلعم نے ساتھ حج کے پس تشریف لائے چوتھی ذیحجہ کو اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی صبح کی بطحا میں۔

اخبرنا عفان بن مسلم نا حماد بن سلمة انا قيس بن سعد عن عطاء عن جابر بن عبد الله قال قدم رسول الله صلعم لاربع خلون من ذی الحجة۔

خبر دی ہمکو عفان بن مسلم نے اوسنے کہا کہ بیان کیا ہم سے حماد بن سلمہ نے اوسنے کہا کہ ہم سے بیان کیا قیس بن سعد نے عطا سے اونہون نے جابر بن عبد اللہ سے جابر کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم تشریف لائے چار ذیحجہ کو۔

ص۱۲۷ مین ہے

عبد الوهاب بن عطاء انا هشام بن ابی عبد الله عن قتادة عن ابی حسان عن ابن عباس ان النبی صلعم اهل عند الظهر من ذی الحليفة۔

عبد الوہاب بن عطا نے کہا خبر دی ہم کو ہشام بن ابی عبد اللہ نے قتادہ سے اونہون نے ابی حسان سے اونہون نے ابن عباس سے کہا اونہون نے کہ نبی صلعم نے حج کے لئے لبیک شروع فرمائی ظہر کے وقت (مقام) ذوالحلیفہ سے۔

ص۱۳۶ مین ہے

ثم سرية اسامة بن زيد بن حارثة الى اهل ابنی وهی ارض السراة ناحية البلقاء و قالوا لما كان يوم الاثنين لاربع ليال بقين من صفر سنة احدی عشرة من مهاجر رسول الله صلعم امر رسول الله صلعم الناس بالتهيؤ لغزو الروم فلما كان من الغد دعا اسامة بن زيد فقال

پھر لشکر اسامہ بن زید بن حارثہ اہل اُبنی کی طرف اور وہ سرزمین سراۃ ہے جو کنارے بلقا کے ہے) اور کہا ہے کہ جب یوم (دوشنبہ) ۲۶ صفر سلہ ھ ہوا تو رسول خدا صلعم نے حکم دیا لوگون کو آمادگی جنگ روم کے لئے پس جب صبح ہوئی تو اسامہ بن زید کو بلایا اور فرمایا اپنے باپ کے مقتل گاہ کی طرف جاؤ اور اون لوگون کو گھوڑون سے

سر الی موضع مقتل ابیك فاوطئهم
الخیل فقد ولیتك هذا الجیش فاغز
صباحًا علی اهل ابنی وحرق علیهم و
اسرع المسیر تسبق الاخبار فان ظفرك
الله فاقلل اللبث فیهم وخذ معك الا
دلاء وقدّم العیون والطلایع امامك
فلما کان یوم الاربعاء بُدیٔ برسول الله
صلعم فحمّ وصدع فلما اصبح یوم الخمیس
عقد لاسامة لواء بیده ثم قال اغز بسم الله
فی سبیل الله فقاتل من کفر بالله فخرج
بلوائه معقودا فدفعه الی بریدة بن
الحصیب الاسلمی وعسکر بالجرف فلم
یبق احد من وجوه المهاجرین الاولین
والانصار الا انتدب فی تلك الغزوة
فیهم ابو بکر الصدیق وعمر بن الخطاب
وابو عبیدة بن الجراح وسعد بن ابی
وقاص وسعید بن زید وقتادة بن النعمان
وسلمة بن اسلم بن حریش فتکلم
قوم وقالوا یستعمل هذا الغلام علی
المهاجرین الاولین فغضب رسول الله
غضبا شدیدا فخرج وقد عصب علی راسه

پامال کرو مین نے تمکو اس لشکر کا سردار بنایا پس
جنگ کرو صبح کے وقت اہل ابنی پر اور سختی کرو اور
بہت جلد جاؤ خبر پہونچنے سے قبل پہونچو رہنما اپنے
کو لے لینا اور دیدبان اور نگہبانون کو آگے
بھیجدینا پس جب ۲۸ صفر چہارشنبہ کا دن ہوا
تو رسالت مآب صلعم کو بخار اور دردسر شروع ہوا
پس جب (۲۹ صفر) صبح پنجشنبہ ہوا تو اسامہ کو
رسول مقبول نے اپنے دست مبارک سے نشان فوجی
بنا کر عطا فرمایا اور فرمایا خدا کے نام سے خدا کی راہ
مین جنگ کرو مشرکون کو قتل کرو پس اسامہ
نشان مذکورہ لئے ہوئے نکلے اور بریدہ بن
الحصیب اسلمی کو دیدیا او سوقت لشکر مقام
جرف مین تھا پس کوئی شخص مہاجرین وانصار
سے ایسا نہ تھا جو اس غزوہ کے لئے جلد آمادہ
نہوا ہو ان مین ابو بکر صدیق وعمر بن خطاب
اور ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ تھے پس آپس مین
گفتگو ہونے لگی کہ یہ لڑکا مہاجرین اولین پر سردار
لشکر بنایا جاتا ہے رسالتمآب صلعم اس خبر سے سخت
غضبناک ہوئے اور سر مین پٹی باندھے ہوئے اور
دوش پر بُرد یمانی ڈالے ہوئے باہر تشریف لائے
اور منبر پر تشریف لے گئے خدا کی حمد وثنا کے بعد

سے ابن سعد کا فقہا اور محدثین سے ہونا۔ (المامون شبلی صفحہ ۱۲۶ مطبوعہ کانگریس پریس دہلی) مین ہے تاریخ مین اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے بیش کیلئے پر ناز کرسکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر مین مرجح ثابت ہوگا فقہا اور محدثین مین یحییٰ ابن معین امام بخاری کے محمد بن سعد کاتب واقدی ابن علیہ سفیان ابن عیینہ عبد الرحمن بن مہدی یحییٰ القطان یونس بن کبیر ابو مطیع البلخی شاگرد امام ابو حنیفہ اسحاق بن الفرات قاضی مصر حسن بن زیاد اللولوی شاگرد امام ابو حنیفہ حماد بن اسامہ۔ حافظ ابن ہشام۔ روح بن عبادہ ابو داؤد الطیالسی غازی بن قیس شاگرد امام مالک۔ امام واقدی۔ ابو حسان زیادی محمد بن نوح العجلی علی بن ابی قاتل یہ لوگ ہین کہ آج مذہبی علوم کے ارکان انہین کی روایتون پر قائم ہین خصوصًا امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا تو وہ پایہ ہے کہ اسلامی دنیا کے بڑے حصون مین انہین کے اجتہادی مسائل گیارہ سو برس سے آج تک مذہبی قانون بنے ہوئے ہین ان فقہا ومحدثین کی تصنیفات مامون کے عہد خلافت کی وہ علمی یادگارین ہین جنکی نظیر کوئی دوسرا زمانہ بمشکل لا سکتا ہے۔

حمد الله واثنى عليه فقال اما بعد ايها الناس فلقد بلغني عن بعضكم في تاميري اسامة ولئن طعنتم في امارتي اسامة لقد طعنتم في امارتي اباه وان كان لمن احب الناس الي وانهما لمخيلان لكل خير فاستوصوا به خيراً فانه من خياركم

ثم نزل فدخل بيته وذلك يوم السبت لعشر خلون من ربيع الاول وجاء المسلمون الذين يخرجون مع اسامة يودعون رسول الله صلعم ويمضون الى العسكر بالجرف وثقل رسول الله صلعم فجعل يقول انفذوا بعث اسامة فلما كان يوم الاحد اشتد برسول الله صلعم وجعه فدخل اسامة من معسكره والنبي مغمور وهو اليوم الذي لدوه فيه فطأطأ اسامة فقبله ورسول الله صلعم لا يتكلم فجعل يرفع يديه الى السماء ثم يضعها على اسامة قال فعرفت انه يدعو لي ورجع اسامة الى معسكره ثم دخل يوم الاثنين واصبح رسول الله صلعم مفيقاً صلوات الله عليه وبركاته فقال له اغد على بركة الله فودعه اسامة وخرج الى معسكره فامر الناس بالرحيل فبينا هو يريد الركوب اذا رسول امه ام ايمن قد جاءه يقول ان رسول الله يموت فاقبل صلى الله عليه وسلم صلاة يحبها ويرضاها

...... اے لوگو تم میں سے بعض لوگوں کی نسبت یہ خبر پہونچی ہے کہ تم اس بات میں طعنہ زنی کرتے ہو کہ میں نے اسامہ کو لشکر کا سردار بنایا اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اسکے قبل بھی تم زید کے متعلق طعنہ زنی کرچکے ہو حالانکہ وہ میرے نزدیک محبوب ترین مردم تھا اور زید اور اسامہ دونوں نیکی کے اہل ہیں تم لوگ اسامہ کے ساتھ نیکی کا خیال رکھنا کیونکہ یہ اسامہ تم میں بہترین لوگوں میں سے ہے پھر حضرت منبر سے اتر آئے اور بیت الشرف میں داخل ہوئے اور یہ ہفتہ کا دن دسویں ربیع الاول تھی اور وہ مسلمان جو اسامہ کے ساتھ تھے رسولخدا سے رخصت ہوئے اور لشکر جرف کی طرف جانے لگے اور گرانی ہوئی طبیعت رسول اللہ صلعم میں پس آپ فرمانے لگے بھیجو لشکر اسامہ کو پس جب یوم یکشنبہ ہوا تو رسول اللہ کے درد میں شدت ہوئی اور اسامہ اپنے لشکرگاہ سے آیا اور خدمت رسولخدا میں حاضر ہوا اور نبی صلعم شدت مرض کی حالت میں تھے اور وہ وہی دن تھا کہ جسدن لوگوں نے حضرت کو بٹھا کر پیچھے وغیرہ سے دوا پلائی اور اسامہ نے اپنے سر کو جھکا لیا اور حضرت کو بوسہ دیا اور حضرت بات نہیں کرسکتے تھے لیکن ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرکے اسامہ کے سر پر رکھتے تھے اسامہ کہتے ہیں کہ میں سمجھا کہ رسولخدا میرے لئے دعا فرماتے ہیں پھر اسامہ اپنے لشکر کی طرف واپس آیا پھر دوشنبہ کا دن ہوا تو رسولخدا صلعم کو افاقہ ہوا پھر حضرت صلعم نے اسامہ کو فرمایا کہ برکت خدا کے ساتھ جنگ کرو پس اسامہ حضرت صلعم سے وداع ہوئے اور اپنے لشکرگاہ کی طرف گئے اور لوگوں کو

حين زاغت الشمس يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول ـ

کوچ کرنے کا حکم دیا ابھی سوار ہونے کا قصد کر رہے تھے کہ ام ایمن کا قاصد آیا اور کہنے لگا کہ رسالتآب صلعم کی نزع کی حالت ہے بعد اسکے رسول اللہ نے دوشنبہ کے دن زوال کے وقت جبکہ بارہ راتین گذر رہین رحلت کی ـ

طبقات الکبیر جزء ثانی قسم ثانی مطبوعہ لیدن ۱۳۲۳ھ صفحہ ۱۴۶ سطر ۱۲ مین ہے

حدثنا عبد الوهاب بن عطاء العجلي انا العمري عن نافع عن ابن عمران النبي صلعم بعث سرية فيهم ابو بكر وعمر واستعمل عليهم اسامة بن زيد فكانوا الناس طعنوا فيه اى فى صغره فبلغ ذلك رسول الله صلعم فصعد المنبر فحمد الله واثنى عليه وقال ان الناس قد طعنوا فى امارة اسامة وقد كانوا طعنوا فى امارة ابيه من قبله وانهما لخليقان لها وانه من احب الناس الى الا فاوصيكم باسامة خيرا ـ

بیان کیا ہم سے عبد الوہاب بن عطا عجلی نے اونھوں نے عمری سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے ایک بار ایسا لشکر بھیجا جس مین ابو بکر اور عمر بھی تھے اور اون پر اسامہ بن زید کو سردار بنایا، پس لوگون نے اسامہ کے متعلق طعنہ زنی کی یعنی اوسکے کم سنی کی وجہ سے پس یہ خبر رسولخدا کو پہونچی پس حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنای خدا کے بعد فرمایا کہ لوگون نے اس بات مین طعنہ زنی کی کہ مین نے اسامہ کو لشکر کا امیر بنایا اور اسکے قبل اسکے باپ زید کی امارت مین بھی طعنہ زنی کر چکے ہین حالانکہ یہ دونون

عہ ترجمہ (عبد الوہاب) طبقات جلد ۷ قسم دوم مطبوعہ ۱۳۲۳ھ مین ہے ـ

عبد الوهاب بن عطاء العجلي ويكنى ابا نصر وهو من اهل البصرة والزم سعيد بن ابي عروبة وقد روى عن يونس بن عبيد وخالد الحذاء وحميد الطويل وعوف الاعرابي وابن عون وداود بن ابي هند وعمران بن حدير وغيرهم وكان كثير الحديث معروفا صدوقا ـ

تقریب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے عبد الوهاب بن عطاء الخفاف ابو نصر العجلي مولاهم البصري نزيل بغداد صدوق ربما اخطأ انكروا عليه حديثا فى فضل العباس يقال دلسه عن ثور من التاسعة مات سنة اربع ويقال سنة ست ومائتين ـ

ترجمہ (ابن سعد) وقائع سنہ ۲۳۰ھ تاریخ مراۃ الجنان یافعی مطبوعہ حیدرآباد مین ہے توفى الامام الحبر الحافظ ابو عبد الله محمد بن سعد كاتب الواقدى وصاحب الطبقات والتواريخ ـ ایضاً حافظ عبد الکریم سمعانی (انساب) مین لکھتے ہین ـ ابو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الكاتب الزهري مولى بني هاشم وهو كاتب محمد بن عمر الواقدى سمع سفيان بن عيينة واسمعيل بن علية ومحمد بن ابي فديك وابا ضمرة انس بن عياض ومعن بن عيسى والوليد بن مسلم ومن بعدهم وكان من اهل الفضل والعلم وصنف كتابا كبيرا فى الطبقات الصحابة والتابعين والصالحين الى وقته فاجاد فيه واحسن وقال احمد بن حنبل يوجه فى كل جمعة حنبل بن اسحاق الى ابن سعد ياخذ منه جزئين من حديث الواقدى ينظر فيها الى الجمعة الاخرى ثم يردها ويأخذ غيرها وقال ابن ابى حاتم الرازى سألت ابى عن محمد بن سعد فقال يصدق فى روايته مات سنة ۲۳۰ھ وهو ابن اثنتين وستين سنة وكان كثير العلم والحديث والرواية وكتب الحديث وغيره من كتب الغريب والفقه ـ



امارت کے قابل ہین اور اسامہ میرے نزدیک
محبوب ترین مردم سے ہے آگاہ ہو جاؤ کہ
مین تمہین اسامہ کے ساتھ نیکی کی وصیت
کرتا ہون ۔

۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے دن حضرت کے درد شروع ہوا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دن صبح کو اسامہ بن زید کی ماتحتی مین حضرت ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ بن الجراح وغیرہ مامور کئے گئے اسی ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسوان روز یوم (شنبہ) ۹ ربیع الاول کو تھا اسی تاریخ مین رسول اللہ صلعم نے اسامہ بن زید کی سرداری سے صحابہ کا طعن سماعت فرما کر غضباً شدیداً اسے خطبہ فرمایا ہے جسکو مورخین و محدثین نے ۱۰ ربیع الاول لکھکر ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) لائے ہین ۱۰ ا لاتکہ (سہ شنبہ) تھا طبقات جزء ثانی قسم ثانی مطبوعہ لیدن ۱۳۲۱ھ سے حضرت صلعم کا بیمار ہونا ۲۸ صفر (چہارشنبہ) سے اور مدت مرض النبی صلعم تیرہ یوم لکھا جاتا ہے جسمین محدثین نے ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) کی جگہ ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) غلط لکھدیا ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) تھا ۔

مدت مرض النبیؐ کی روایت صلا سطر ۵ تا ۸ کی یہ ہے ۔

اخبرنا محمد بن عمر نا ابو معشر عن محمد بن قیس قال	خبر دی ہم کو محمد بن عمر (واقدی) نے کہا خبر دی ہم کو
محمد بن عمر اخبرنا عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی	ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہا محمد بن عمر واقدی نے کہ خبر دی ہمکو
عن ابیہ عن جدہ قال اول ما بدأ رسول	عبداللہ ابن محمد ابن عمر ابن علی نے ابا عن جدٍ کہا اول ابتدای
اللہ صلعم شکوہ یوم الاربعاء فکان شکوہ	مرض رسول اللہ صلعم بروز چہارشنبہ تھی پس مدت مرض حضرت
الی ان قبض صلعم ثلاثۃ عشر یوماً ۔	کی تا وقت وفات ۱۳ دن ہے ۔

ایضاً صـ۵۷ تا ۵۸ سے یہ حدیثین نقل کیجاتی ہین جو اول حدیث کی تاریخ مرض النبی صلعم کے تحت مین ہین

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی عبد اللہ[۵۱] بن محمد[۵۲]	خبر دی ہمکو محمد بن عمر (واقدی) نے وہ کہتے ہین کہ حدیث
بن عمر[۵۳] بن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہ	بیان کی ہم سے عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب نے

حدیث اول کے رواۃ کی توثیق (خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ) مین یہ ہے

۵۱ ترجمہ (عبد اللہ) عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی ابو محمد المدنی لقبہ داف عن ابیہ وخالہ جعفر الباقر وعنہ ابن المبارک و ابو اسامۃ وثقہ ابن حبان قال ابن سعد توفی فی خلافۃ المنصور ۔

۵۲ ترجمہ (محمد بن عمر) محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی عن ابیہ وعنہ ابن جریج و الثوری وثقہ ابن حبان ۔

۵۳ ترجمہ ۔ (عمر بن علی) عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی الاکبر عن ابیہ وعنہ محمد وعبید اللہ وعلی وثقہ العجلی قتل بالعراق مع مصعب سنہ ۶۷ھ ایضاً تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے ۔ عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی الاکبر امہ الصہباء بنت ربیعۃ من بنی تغلب روی عن ابیہ وعن اولادہ محمد وعبد اللہ وعلی وابو زرعۃ عمرو بن جابر الحضرمی ذکر الزبیر بن بکار ان عمر بن الخطاب سماہ و قال مصعب کان آخر ولد علی بن ابی طالب مات... وقال العجلی ثقۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات ۔ ار درشیر حافظ دمیاطی مین تینون حدیثون کی توثیق) اخبرنا محمد بن عمر عن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی عن ابیہ عن جدہ قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ و توفی صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من شہر ربیع الاول وعن ابن عباس وعائشۃ قالا توفی رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول (المختصر من سیرۃ سید البشر دمیاطی)

قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء للیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ وتوفی یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول۔

مسلسلاً ابا من جدّ کہا بیمار ہوئے رسول اللہ صلعم بروز چہار شنبہ (۲۸ صفر) جبکہ ایک رات ماہ صفر سنہ ۱۱ھ کی باقی تھی اور وفات پائی بروز دوشنبہ جبکہ بارہ راتین ربیع الاول کی گذر چکی تھین۔

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابراھیم بن یزید عن ابن طاؤس[۱] عن ابیہ[۲] عن ابن عباس[۳] قال وحدثنی محمد بن عبداللہ عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قالت توفی رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول۔

خبر دی ہمکو محمد بن عمر (واقدی) نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابراہیم بن یزید نے ابن طاؤس سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابن عباس سے (پھر کہا محمد بن عمر واقدی نے) کہ حدیث کی مجھسے محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) نے زہری سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عایشہ سے کہا حضرت عایشہ نے کہ وفات پائی رسول خدا صلعم نے بروز دوشنبہ بارھوین ربیع الاول کو۔

اور طبقات جلد ۸ مطبوعہ سنہ ۱۳۲۱ھ ص۱۸ مین ہے۔

قال محمد بن عمر وھو الثبت عندنا توفیت (فاطمۃ الزھراء) لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من شھر رمضان سنۃ احدی عشرۃ وھی ابنۃ تسع وعشرین سنۃ او نحوھا۔

کہا محمد بن عمر (واقدی) نے اور وہ ہمارے نزدیک معتبر ہے کہ وفات پائی فاطمہ زہرا علیہا السلام نے شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ کو اوسوقت سن مبارک اونتیس ۲۹ سال کا تھا یا مثل اس کے

مؤیدات مین زرقانی جلد ۸ ص۱۳ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۷ھ مین یہ حدیث ہے۔

عند ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابی طالب عن ابیہ قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء

ابن سعد نے عمر بن علی کے طریق اور علی علیہ السلام کی سند سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کے روز کہ ایک شب ماہ صفر کی

---

[۱] ترجمہ (ابن طاؤس) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے۔ عبداللہ بن طاؤس ابن کیسان الیمانی ابو محمد ثقۃ فاضل عابد من السادسۃ مات سنۃ ۱۳۲ھ [۲] ایضاً ترجمہ طاؤس (طاؤس بن کیسان الیمانی ابو عبدالرحمن الحمیری مولاھم الفارسی یقال اسمہ ذکوان وطاؤس لقب ثقۃ فقیہ فاضل من الثالثۃ مات سنۃ ست ومائۃ) [۳] ترجمہ (ابن عباس) کشف الظنون حصہ اول مین ہے عبداللہ بن عباس المتوفی سنۃ ۶۸ ثمان وستین بالطائف فھو ترجمان القرآن حبر الامۃ ورئیس المفسرین الخ

للسلسلۃ لقبیہ ۔ باقی تھی شکایت مرض ہوتی

یہ حدیث طبقات جلد ۳ قسم اول سے نقل کیجاتی ہے یہی حدیث نمبر (ایک) زہری کے بیان میں (اسد الغابہ ابن اثیر جزری) سے لکھی گئی ہے جسمیں شب ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ تا ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کل مدت خلافت دو سال تین مہینے دس راتیں ہوتی ہیں

اخبرنا محمد[۵۱] بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری)	محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) سے زہری
عن الزہری[۵۲] عن عروۃ[۵۳] عن عائشۃ قالوا کان	سے اونسے عروہ سے اونسے عایشہ سے کہا اونہوں نے
اول بدء مرض ابی بکر انہ اغتسل یوم	کہ شروع ہوا مرض ابوبکر کو ۷ جمادی الثانی کو دوشنبہ
الاثنین لسبع خلون من جمادی الآخرۃ	کے روز غسل کرنے سے اوس دن سردی تھی پس
وکان یوما باردا فحم خمسۃ عشر یوما لا یخرج	پندرہ روز تک بخار رہا جسکی وجہ سے نماز کے لئے
الی صلاۃ الا ان قال وتوفی ابوبکر رحمہ اللہ	نہیں نکل سکے یہانتک کہ وفات پائی ابوبکر رض
مساء لیلۃ الثلاثاء لثمان لیال بقین من جمادی	نے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو شام سب سہ شنبہ
الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ من مہاجر النبی صلعم فکانت خلافتہ سنتین و	کو پس ہوی خلافت دو سال تین مہینے دس راتین۔

حدیث اول سے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) متحقق ہوگیا جسکے مراجعت سے یکم صفر (پنجشنبہ) ۳۰ محرم (چہارشنبہ) ۲۹ و یکم محرم (سہ شنبہ) ۲۹ و ۲۲ و ۱۵ و ۸ و یکم ذوالحجہ (دوشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (یکشنبہ) ۲۹ و ۲۲ ذیقعدہ (شنبہ) ۲۳ ذیقعدہ (یکشنبہ)

[۵۱] ترجمہ محمد بن عبد اللہ، تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی میں ہے محمد بن عبد اللہ بن مسلم ابن عبید اللہ بن عبد اللہ ابن شہاب الزہری المدنی ابن اخی الزہری صدوق لہ اوہام من السادسۃ مات ۱۵۲ھ [۵۲] ترجمہ زہری۔ ایضا محمد بن مسلم بن عبید اللہ ابن عبد اللہ بن شہاب بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ القرشی الزہری وکنیتہ الفقیہ الحافظ متفق علی جلالتہ واتقانہ وہو من رؤس الطبقۃ الرابعۃ مات خمس وعشرین وقیل قبل ذلک بسنۃ او سنتین یعنی المتوفی ۱۲۳ھ یا ۱۲۴ھ یا ۱۲۵ھ۔

[۵۳] ترجمہ عروۃ مرقاۃ المفاتیح ملا علی قاری میں ہے۔ عروۃ بن الزبیر بن العوام من کبار التابعین واحد الفقہاء والسبعۃ من اہل المدینۃ

توثیق ابن سعد کاتب الواقدی صاحب طبقات۔ کشف الظنون میں ہے۔ طبقات الرواۃ لخلیفۃ بن خیاط ومسلم بن الحجاج ومحمد بن سعد الزہری البصری مات سنۃ ۲۳۰ھ ثلاثین ومائتین کتابہ اعظم ما صنف فی الصحابۃ والتابعین والخلفاء۔

خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال میں ہے۔ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی مولاہم ابو عبد اللہ البصری کاتب الواقدی نزیل بغداد وصاحب الطبقات واحد الحفاظ الکبار الثقات المتحرین عن الولید بن مسلم وہشیم ومعن بن عیسی وابن علیۃ وخلق وعنہ ابن ابی الدنیا واحمد بن یحیی البلاذری قال الخطیب کان من اہل العلم والفہم والفضل والعدالۃ وحدیثہ یدل علی صدقہ فانہ یتحری فی روایتہ توفی ببغداد ولہ اثنان وستون سنۃ

عبر ذہبی میں ہے الامام الحبر ابو عبد اللہ محمد بن سعد الحافظ کاتب الواقدی صاحب الطبقات والتاریخ ببغداد ولہ اثنان وستون سنۃ روی عن سفیان بن عیینۃ وہشیم وخلق کثیر قال ابو حاتم صدوق۔

اتحاف النبلاء (مولوی صدیق حسن خان) میں ہے۔ محمد بن سعد بن منیع الزہری کاتب واقدی فضلاء نبلای اجلاست (الی ان قال) کتابیے کبیر دارد در طبقات صحابہ و تابعین و خلفا تا وقت خود خیلے خوب وجید واقع شدہ پانزدہ مجلد است صدوق ثقہ بود کثیر العلم غزیر العلم والحدیث والروایۃ کثیر الکتب کتب الحدیث والفقہ وغیرہما وفاتش ۲۳۰ھ سیرت النبی شبلی نعمانی خاطب میں ہے ۔

ابن سعد مشہور محدث ہیں خطیب بغدادی نے انکی نسبت یہ الفاظ لکھے ہیں کان من اہل العلم والفضل والعدل صنف کتابا کبیرا فی طبقات الصحابۃ والتابعین الی وقتہ واجاد فیہ واحسن یہ کتاب قریبا ناپید ہوچکی تھی یعنی دنیا کے کسی کتبخانہ میں اسکا پورا نسخہ نہ تھا شہنشاہ جرمن کو اسکی طبع اور اشاعت کا خیال ہوا چنانچہ لاکھ روپیہ جیب خاص سے دئے۔ اور پروفیسر ساخو کو اس کام پر مامور کیا کہ ہر جگہ سے اوسکے اجزا فراہم کرکے لائین پروفیسر موصوف نے مصر قسطنطنیہ اور یورپ جاکر جابجا سے تمام جلدیں بہم پہونچائیں یورپ کے بارہ پروفیسروں نے الگ الگ جلد ونکی تصحیح اپنے ذمہ لی چنانچہ نہایت اہتمام اور صحت کے ساتھ یہ نسخہ لیڈن (ہالنڈ) میں چھپکر شائع ہوا صفحہ ۱۹۔

۲۴ ذوالقعدہ (دوشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ہوا۔ جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (سہ شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ہوا۔ (اس ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ستر یوم ہوئے) اسی ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسوان روز (سینچر) اور بارہوان روز (دوشنبہ) جو ۱۱ ربیع الاول ۱۱ھ کو اکیاسی روز پر وفات النبی صلعم واقع ہوئی جیسا کہ حدیث مین وارد ہے کہ آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونیکے بعد حضرت صلعم ۸۱ یوم ٹھہرے جسکا ذکر آگے آئیگا۔ چونکہ بیاسوین روز ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) خلافت ابوبکر کی پہلی تاریخ یا سنہ خلافت کا پہلا روز جیسا کہ اوپر کی حدیث سے مدت خلافت کا انطباق ہوتا ہے اسلئے ۸ ذیحجہ پنجشنبہ اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) اور تیرھوان روز ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) اور چودھوان روز ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) صحیح ہے۔

اول حدیث سے چہارشنبہ کو رسولخدا کا آغاز مرض ہونا اور تیرہ دن مدت مرض کے اور دوسری روایت سے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ابتدای مرض النبی روایت کے اندر بارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) کے عبارت سے وفات النبی مرقوم ہے جسکے تحت مین سلسلہ وار حضرت ابن عباس اور حضرت عایشہ کی سند سے بارہ ربیع الاول وفات النبی ہے

انتباہ روایت مذکورہ مین ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ہے اور بارہ ربیع الاول تک کل چودہ دن ہوئے) محدثین سے جس طرح اول حدیث مین تیرہ دن کل مدت مرض النبی ہے اور دوسری روایت مین حساب سے چودھوین روز (دوشنبہ) غلط لکھا ہے اسی لحاظ سے ابن عباس اور حضرت عایشہ کی روایت مین بھی ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) غلط لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ تیرھوان دن (دوشنبہ) اور چودھوان دن (سہ شنبہ) ہوتا ہے جس سے گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) آیا۔

چنانچہ طبقات جزء سیوم قسم اول مطبوعہ لیدن ۱۳۲۱ھ کے صہ۲ مین یہ تفصیل مکرر دیگئی ہے جس مین بھی یہی غلطی موجود ہے

قالوا و بدأ وجع رسول الله صلعم فی	کہتے ہین اور شروع ہوا درد رسولخدا کو حجرہ
بیت میمونۃ زوج رسول الله صلعم یوم الاربعاء	میمونہ ازوجہ رسول خدا مین چہارشنبہ کے دن
للیلتین بقیتا من صفر وتوفی صلوات الله	جبکہ ماہ صفر کی دو راتین باقی تھین یعنی ۲۸ صفر
علیہ یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر	(چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) اور رحلت فرمائی رسول اللہ
ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ ودفن	نے جبکہ بارہ راتین گذرین ربیع الاول کے مہینہ کی۔
یوم الثلاثاء حین زاغت الشمس۔	اور سہ شنبہ کے دن بعد دوپہر دفن ہوئے۔

چونکہ ۱۲ ربیع الاول تک چودہ دن ہوئے اور پہلا دن (چہارشنبہ) تھا پس چودھوان دن بارہ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) ہوا اسی تاریخ مین رسول اللہ دفن ہوئے اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے آخر یوم پر وفات ہوئی۔ اور سہ شنبہ کے دن حضرت کے دفن ہونیکی صحیح روایت یہ ہے۔

طبقات جزء دوم قسم دوم مطبوعہ ۱۳۲۳ھ۔

قال ابن سعد اخبرنا عبد الله بن مسلمۃ بن	کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو عبد اللہ بن مسلمہ بن
قعنب و سعید بن منصور قال عبد العزیز بن محمد	قعنب اور سعید بن منصور نے کہا دونون نے عبد العزیز
عن شریک بن ابی نمر عن ابی سلمۃ بن	بن محمد سے اونسے شریک بن ابی نمر سے اونسے ابی سلمہ

عبد الرحمن
واخبرنا ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی
اویس وخالد بن مخلد عن سلیمان بن
بلال عن عبد الرحمن ابن حرملۃ انہ سمع سعید
بن المسیب واخبرنا محمد بن عمر حدثنی عبد اللہ
بن محمد بن عمر بن علی عن ابیہ عن جدہ
عن علی قالوا توفی رسول اللہ صلعم یوم
الاثنین ودفن یوم الثلاثاء

بن عبد الرحمن سے۔
اور خبر دی ہمکو ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی
اویس اور خالد بن مخلد نے سلیمان بن بلال سے
اونسے عبد الرحمن ابن حرملہ سے کہ تحقیق سنا ہم نے
سعید بن المسیب سے اور خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے
کہ حدیث بیان کی مجھسے عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی
نے اپنے باپ اور دادا سے اونہون نے جناب علی
علیہ السلام سے کہ رسول اللہ نے دوشنبہ کے دن
وفات کی اور سہ شنبہ کے دن دفن ہوئے۔

ایضاً اوسی طبقات جزء الثانی قسم الثانی صفحہ ۷۵ مین ہے۔

قال ابن سعد اخبرنا الاسود بن عامر ثنا
حماد بن سلمۃ عن عمرو بن دینار عن یحیی بن
جعدۃ ان النبی صلعم قال یا فاطمۃ انہ لم یبعث
نبی الا عمر الذی بعدہ نصف عمرہ
وان عیسی بن مریم بعث اربعین
وانی بعث لعشرین۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو اسود بن عامر نے کہا
حدیث کی ہم سے حماد بن سلمہ نے عمرو بن دینار سے
اونسے یحیی ابن جعدہ سے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ اے فاطمہ
نہین بھیجا گیا کوئی نبی مگر یہ کہ بعد والے کو اوسکے پہلے
کے نصف مدت دیگئی ہے، اور حضرت
عیسی بن مریم چالیس سال کے لیئے بھیجے گئے ہین، اور
مین بیس سال کے لیئے۔

نمبر(۳) ابن اسحاق مین حضرت عائشہ کے صحیح اسناد کے ساتھ ہجرت مین داخلہ مدینہ منورہ ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) کو ہوا جسکی پہلی تاریخ کو (پنجشنبہ) تھا اور بارہ ربیع الاول کو دس سال مکہ معظمہ کے اور حضرت ترپن سال کامل کے تھے۔

چنانچہ طبقات الکبیر جزء اول قسم اول مطبوعہ ۱۳۲۲ھ سے دس برس مکہ معظمہ کے اور دس برس مدینہ منورہ کے کل بیس برس کی یہ حدیثین لکھی جاتی ہین۔

قال ابن سعد اخبرنا انس بن عیاض ویزید
بن ھارون وعبد اللہ بن نمیر قالوا
یحیی بن سعید عن سعید بن المسیب ان
رسول اللہ صلعم نزل علیہ القرآن وھو ابن ثلاث
واربعین سنۃ واقام بمکۃ عشر سنین۔
ایضاً قال ابن سعد اخبرنا عبد اللہ بن موسی

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو انس بن عیاض
اور یزید بن ہارون اور عبد اللہ بن نمیر نے تینوں
نے کہا کہ یحیی بن سعید نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے
رسول اللہ صلعم پر قرآن نازل ہوا جبکہ وہ حضرت
تینتالیس سال کے تھے اور رہے مکہ معظمہ مین دس برس
کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو عبد اللہ بن موسی

والفضل بن دکین قال انا شیبان عن	اور فضل بن دکین دونون نے کہا خبر دی ہمکو شیبان
یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن عائشۃ و	نے یحیی بن ابی کثیر سے اونسے ابی سلمہ سے اونسے
ابن عباس ان رسول اللہ صلعم مکث بمکۃ	عایشہ اور ابن عباس سے کہ بتحقیق رسولخدا صلعم مکہ
عشر سنین ینزل علیہ القرآن وبالمدینۃ	معظمہ مین دس سال ٹھہرے قرآن نازل ہوتے
عشر سنین۔	پر اور مدینہ منورہ مین دس برس۔

مؤیدات

صحیح بخاری۔ جلد ۳ باب وفات النبی۔

قال البخاری حدثنا ابو نعیم حدثنا شیبان	کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے ابو نعیم نے
عن یحیی عن ابی سلمۃ عن عائشۃ وابن عباس رض	کہا حدیث کی ہم سے شیبان نے یحیی سے اوس نے
ان النبی صلعم لبث بمکۃ عشر سنین ینزل	ابی سلمہ سے اوسنے حضرت عایشہ اور حضرت ابن
علیہ القرآن وبالمدینۃ	عباس سے بتحقیق رسولخدا مکہ معظمہ مین قران نازل
عشرا	ہوتے پر دس سال ٹھہرے اور مدینہ منورہ مین
	دس سال۔
حدثنا عبد اللہ بن یوسف حدثنا اللیث	حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف نے کہا
عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ بن	حدیث کی ہمسے لیث نے عقیل سے اوسنے ابن شہاب
الزبیر عن عائشۃ رض ان رسول اللہ صلعم	سے اوسنے عروہ بن زبیر سے اوسنے عایشہ سے کہ
توفی وھو ابن ثلث وستین قال ابن	رسولخدا صلعم نے وفات پائی ترسٹھ سال کی عمر مین
شہاب واخبرنی سعید المسیب	کہا ابن شہاب زہری نے اور خبر دی مجکو سعید بن مسیب
مثلہ۔	نے مثل اسکے یعنی ۶۳ سال پر۔

اور تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری کے جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۱۸۳۵ سے بھی ان احادیث سے تائید ہوتی ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن المثنی قال ثنا الحجاج بن المنہال	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہمسے ابن المثنی نے کہا
قال ثنا حماد عن ابی حمزۃ عن ابیہ قال	حدیث کی ہمسے حجاج بن منہال نے کہا حدیث کی ہم سے
عاش رسول اللہ صلعم ثلثا وستین	حماد نے ابی حمزہ سے اوسنے اپنے باپ سے کہا اوسنے کہ
سنۃ۔	رسول اللہ صلعم ۶۳ سال زندہ رہے۔
ثنا ابن المثنی قال ثنا عبد الوھاب	کہا حدیث کی ہم سے ابن مثنی نے کہا حدیث کی

قال ثنا یحیی بن سعید قال سمعت سعید بن المسیّب یقول انزل علی رسول الله صلعم وهو ابن ثلث واربعین سنة اقام بمکة عشراً وبالمدینة عشراً وتوفی وهو ابن ثلث وستین سنة۔

ہمسے عبد الوہاب نے کہا حدیث کی ہم سے یحیی بن سعید نے کہا اوسنے کہ سنا مین نے سعید بن مسیّب سے کہا اوسنے نازل ہوا (قرآن) رسول اللہ صلعم پر اور وہ تینتالیس سال کے تھے مکہ معظمہ مین دس سال اور مدینہ منورہ مین دس سال اور وفات فرمائی تریسٹھ سال کی عمر مین۔

تفسیر معالم التنزیل امام محی السنة البغوی مین یہ تفسیر آیہ وعد الله الذین امنوا منکم الصالحات لیستخلفنهم فی الارض الایة مین ہے

قالوا ابو العالیة فی هذه الایة مکث النبی صلعم بمکة بعد الوحی عشر سنین۔

ابو العالیہ نے آیہ موصوفہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ آنحضرت صلعم مکہ معظمہ مین بعد نزول وحی بسکے دس سال ٹھہرے۔

سیرت مغلطای مین ہے۔

قال الواقدی مکث علیه الصلوة والسلام ثلث سنین من اول نبوته مستخفیا ثم اعلن فی الرابعة فدعا الناس الی الاسلام عشر سنین۔

یعنی واقدی نے کہا کہ رسولخدا اول نبوت کے تین سال تک پوشیدہ طور پر اسلام کی دعوت دیا چوتھے سال سے اعلان کے ساتھ دس برس تک (مکہ مین) لوگونکو دعوت اسلام دیتے رہے۔

تاریخ ابو الفدا جلد ثانی صـ۳۲ و ۳۳ مین ہے۔ (مطبوعہ لیدن یورپ)

فکانت دعوة رسول الله الی الاسلام سرّاً ثلاث سنین ثم بعدها امره الله ورسوله باظهار الدعوة ولما نزل وانذر عشیرتك الاقربین۔

تین سال تک رسولخدا نے مخفی طور پر دعوت اسلام فرماتے رہے۔ بعد اسکے اللہ جلشانہ نے اظہار دعوت کا حکم فرمایا۔

۱۵؎ آیہ موصوفہ کی تفسیر ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور سیوطی جلد پنجم صـ۹۷ مطبوعہ مصر سورة الشعرا) اخرج ابن اسحاق[1] وابن جریر[2] وابن ابی حاتم[3] وابن مردویه[4] وابو نعیم[5] والبیهقی[6] فی الدلائل من طرق عن علی قال لما نزلت هذه الایة علی رسول الله وانذر عشیرتك الاقربین دعانی رسول الله صلعم فقال یا علی ان الله امرنی ان انذر عشیرتك الاقربین فضقت بذلك ذرعا وعرفت انی مهما اناديهم بهذا الامر اری منهم ما اکره فصمت علیها حتی جاءنی جبرئیل فقال انك ان لم تفعل ما تومر به یعذبك ربك فاصنع لی صاعا من طعام واجعل علیه رجل شاة واجعل لنا عسا من لبن ثم اجمع لی بنی عبد المطلب ابن اسحاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابو نعیم اور بیہقی نے اپنے دلائل مین جناب علیؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا۔ تو پیغمبر صاحب نے مجھے بلایا۔ اور فرمایا کہ اے علی خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ قرابت دارون کو اوسکے عذاب سے ڈراؤن لیکن اس امر کے سرانجام مین میری قوت ضعیف ہو گئی اور مین نے معلوم کیا کہ جب مین اون لوگون کو اسلئے جمع کرونگا تو اون سے یقیناً حرکات ناملائم دیکھونگا۔ اسلئے مین نے سکوت اختیار کیا یہان تک کہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور کہا کہ اے محمدؐ اگر بموجب حکم خدا ایسا نکروگے تو عذاب الٰہی ہوگا لہذا اے علی تم ایک صاع طعام اور ایک ران بکری کی اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا تیار کرکے بنی عبد المطلب کو میرے پاس جمع کرو الخ حدیث مذکورہ کے جواب مین یہ حدیث وضع کی گئی جسکو ترمذی (خلیفہ بخاری) نے اپنے صحیح مین داخل کرکے حسن صحیح سے تصدیق کی ہے۔ بقیہ حاشیہ صـ۱۵۱ آئندہ

چنانچہ جب آیہ وانذر عشیرتک الاقربین یعنی ڈرا اپنے قبیلے والون کو نازل ہوا۔ اس حدیث کا آخری حصہ یہ ہے۔

فایکم یوازرنی علی ھذا الامر علی ان	پس تم مین کون ہے کہ اس امر مین میری مدد
یکون اخی و وصیی وخلیفتی فیکم فاحجم	اور وزارت کرے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ
القوم جمیعا فقال علی نفلت روانی لاحدثہم	ہو۔ سب حاضرین یہ سنکر روگردان ہوے کچھ جواب
سنًا وارمدھم عینًا واعظمہم بطنًا واحمشہم	ندیا مگر علی مرتضی نے باوصف صغر سنی عرض کیا کہ یا نبی اللہ
ساقا انا یا نبی اللہ اکون وزیرک علیہم	مین اس امر مین آپکی وزارت کو موجود ہون اور
فاخذ رسول اللہ برقبۃ علی ثم قال ان ھذا	آپکے مقابلہ مین مدد کے لئے حاضر ہون۔ آنحضرت
اخی و وصیی وخلیفتی فاسمعوا لہ واطیعوا	صلعم نے حضرت علی کے گلے مین باہین ڈالدین اور فرمایا
فقام القوم یضحکون ویقولون	کہ (اے قوم) فی الحقیقت یہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ
لابیطالب قد امرک ان تسمع	ہے تم لوگ اسکا حکم سنو اور فرمانبرداری کرو اس پر
لابنک و تطیع"	حاضرین ہنستے ہوئے اوٹھ کھڑے ہوے۔ اور ابوطالب
	سے کہنے لگے کو تھین حکم دیا ہے کہ علی کی اطاعت کرو۔

اسی واقعہ کے متعلق سیرت شبلی حصہ اول صفحہ ۱۵۳ مین ہے۔

"تین برس تک آنحضرت (صلعم) نہایت ہرازداری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا لیکن اب آفتاب رسالت بلند ہو چکا تھا، صاف حکم آیا فاصدع بما تؤمر اور تجکو جو حکم دیا گیا ہے واشگاف کہدے، نیز حکم آیا وانذر عشیرتک الاقربین اور اپنے نزدیک خاندان والون کو خدا سے ڈرا۔

چند روز کے بعد آپ نے حضرت علی سے کہا کہ دعوت کا سامان کرو یہ درحقیقت تبلیغ کا پہلا موقع تھا تمام خاندان عبد المطلب مدعو کیا گیا۔ حمزہ، ابوطالب عباس سب شریک تھے، آنحضرت صلعم نے کھانے کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا کہ مین وہ چیز لیکر آیا ہون جو دین و دنیا دونون کی کفیل ہے، اس بار گران کے اوٹھانے مین کون میرا ساتھ دیگا۔ تمام مجلس مین سناٹا تھا۔ دفعتًہ حضرت علی نے اوٹھکر کہا گو مجکو آشوب چشم ہے گو میری ٹانگین پتلی ہین، اور گو مین سب سے نوعمر ہون تاہم آپکا ساتھ دونگا۔ قریش کے لئے یہ حیرت انگیز منظر تھا کہ دو شخص (جن مین ایک سیزدہ ۱۳ سالہ نوجوان ہے) دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہین حاضرین کو بیساختہ ہنسی آگئی، لیکن آگے چلکر زمانے نے بتادیا کہ یہ سراپا سچ تھا"

بقیہ صفحہ ۱۵۰ قال الترمذی حدثنا ابو الاشعث احمد بن المقدام العجلی نا محمد بن عبد الرحمن الصفاوی نا ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت لما نزلت ھذہ الایۃ وانذر عشیرتک الاقربین قال رسول اللہ صلعم یا صفیۃ بنت عبد المطلب یا فاطمۃ بنت محمد یا بنی عبد المطلب انی لا املک لکم من اللہ شیئا سلونی من مالی ما شئتم ھذا حدیث حسن صحیح وفی الباب عن علی و ابن عباس۔

یہ حدیث اسوقت کی ہے کہ نہ حضرت عایشہ پیدا ہوئی تھین اور نہ فاطمہ اور پھر نوبت اسکی تبلیغ کے مفہوم سے ظاہر ہے نیز جبکہ خدیجہ سلام اللہ علیہا موجود تھین تو حضرت کا مخاطبہ فاطمہ سے ہونا اور آیہ موصوفہ کے تفسیر کے خلاف رسولخدا کا فرمانا نوبت حدیث کو ظاہر کرتا ہے جسکے کل رواۃ دروغ گو ثابت ہوتے ہین ۱۲ دیکھو صفحہ ۱۲۷ ذکر ولادت حضرت فاطمہ ۱۰۔ آخر حاشیہ

لیکن ترمذی کے مطابق جناب علیؑ کا سن گیارہ برس کا تھا اسلئے کہ صحیح ترمذی مین ہے واسلم علی وھو عشر سنین
یعنی حضرت علی اسلام لائے اُس حالت مین کہ آٹھ برس کے تھے۔
اسی آیہ مبارکہ کے نازل ہونے پر نزول قرآن کا حساب محدثین نے کیا ہے جسکے بعد دس برس تبلیغ کے اور مکہ معظمہ کے
اقامت کے بارہ ربیع الاول دوشنبہ کی صبح تک جس مین پہلی ربیع الاول کو (پنجشنبہ) تھا محسوب کیا ہے، اور دس سال اقامت مدینہ منورہ
کے جو گیارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (دوشنبہ) وفات النبی پر ختم ہے اور جس مین پہلی ربیع الاول کو (جمعہ) تھا یہی ابن اسحاق،
و واقدی کا بیان ہے جسکو بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) غلط لکھ گئے ہین۔ کیونکہ ۲۹ صفر و یکم کو پنجشنبہ اور ۱۲ صفر دوشنبہ تھا۔
اب ہم طبقات جزء ثالث قسم اول سے حضرت علی علیہ السلام کا اول نبوت کے وقت کا حال اور جناب موصوف کے
اسلام لانا بیان کرتے ہین۔ اوسوقت حضرت صلعم چالیس سال پر مبعوث ہوئے اور جناب علی علیہ السلام دس سال کے تھے اوسوقت
بھی کم عمر تھے اور اسوقت وزارت کے وقت بھی کم سن تھے۔

قال ابن سعد اخبرنا وکیع	کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو وکیع بن جراح اور
بن الجراح و یزید بن ہارون و عفان	یزید بن ہارون اور عفان بن مسلم نے شعبہ سے اوسنے
بن مسلم عن شعبہ عن عمرو بن مرۃ	عمرو بن مرہ سے اوسنے ابی حمزہ (طلحہ بن زید) مولی
عن ابی حمزۃ (طلحۃ بن زید) مولی	انصار سے اوسنے زید بن ارقم سے کہا اونہون نے کہ جو
الانصار عن زید بن ارقم قال	شخص رسول اللہ کے ساتھ اسلام لایا وہ علی علیہ السلام
من اسلم مع رسول اللہ صلعم علی	ہین، اور عفان بن مسلم نے یہ بھی کہا ہے کہ اول جس
قال عفان بن مسلم اول من صلی۔	شخص نے حضرت پیغمبر کے ساتھ نماز پڑھی، وہ علی ہین
قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر قال	کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہا
نا ابراہیم بن نافع و اسحاق بن حازم	خبر دی ہمکو ابراہیم بن نافع نے اور اسحاق بن حازم نے
عن ابی نجیح عن مجاہد قال اول	کہا دونون نے ابی نجیح سے اونہون نے مجاہد سے کہا
من صلی علی وھو عشر سنین۔	اوسنے اول جس شخص نے نماز پڑھی وہ علی علیہ السلام
	ہین اوسوقت اونکا سن دس برس کا تھا۔
قال ابن سعد اخبرنا یحیی بن حماد	کہا ابن سعد سے کہ خبر دی ہمکو یحیی بن حماد
البصری قال نا ابو عوانہ عن ابی بلج	بصری نے کہا خبر دی ہمکو ابو عوانہ نے ابی بلج سے
عن عمرو بن میمون عن ابن عباس قال	اونہون نے عمرو بن میمون سے اوسنے حضرت
من اول من اسلم الناس بعد	ابن عباس سے کہا اونہون نے جو شخص سب سے
خدیجۃ علی۔	پہلے اسلام لایا وہ خدیجہ کے بعد علی علیہ السلام
	ہین۔

ایضاً ص ۱۵ سطر ۱۱ تا ۱۵ یہ حدیث ہے۔ (طبقات جزء ثالث قسم اول مطبوعہ سنہ ۱۳۲۲ھ) جو واقعہ رجب سنہ ۹ھ سے متعلق ہے ارشاد

قال ابن سعد اخبرنا روح بن عبادة	کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو روح بن عبادہ
ناعوف عن میمون عن البراء بن عازب	نے کہا خبر دی ہمکو عوف نے میمون سے اونسے براء بن
وزید بن ارقم قالا لما کان	عازب اور زید بن ارقم سے دونوں حضرات کہتے ہین
عند غزوة جیش العسرة وهی	کہ جب جناب رسالتمآب صلعم غزوہ جیش العسرہ
تبوک قال رسول الله صلی الله	کو جسے تبوک بھی کہتے ہیں، تشریف لیچلے جناب امیر سے
علیه وسلم لعلی بن ابی طالب	ارشاد کیا کہ ہم یہان ٹھہرین یا تم ٹھہرو پس حضرت
انه لابد من ان اقیم او تقیم فخلفه الخ۔	اونکو پیچھے چھوڑ گئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ جلد ۱۴ ص ۲۸۷ مطبوعہ انصاری دہلی مین اس حدیث منزلت کو بطرق متعددہ نقل کیا ہے اور اتنا اور بھی اوسمین لکھا ہے

یعنی حضرت رسول اللہ نے علی مرتضی سے فرمایا کہ چاہئے کہ یا مین مدینہ مین رہون یا تم رہو۔ پس حضرت امیر علیہ السلام نے جب یہ سنا مدینہ مین رہے۔

پس یہ حدیث مخرجہ ابن سعد دلیل صریح ہے اس امر پر کہ جناب علی مرتضی بمنزلہ پیغمبر خدا کے تھے، یہ فضیلت کسی کو حاصل نہین ہوئی سوائے علی علیہ السلام کے۔

(اور سنہ ۱۰ھ حجۃ الوداع مین رسول اللہ نے حدیث ثقلین کو ارشاد فرمایا ہے چنانچہ ابن سعد کی مخرجہ حدیث یہ تفسیر واعتصموا بحبل الله جمیعاً تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی ص ۶۰ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۱۴ھ سے نقل کیجاتی ہے۔

واخرج ابن سعد واحمد والطبرانی	ابن سعد اور امام احمد اور طبرانی نے ابوسعید خدری
عن ابی سعید الخدری قال قال رسول	سے روایت کی ہے فرمایا رسول خدا نے ایہا الناس مین
الله صلی الله علیه وسلم ایها الناس انی	تم مین دو امر چھوڑتا ہون اگر تم اونکی پیروی کروگے
تارک فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا	تو ہرگز گمراہ نہوگے وہ دونون ایک دوسرے سے
بعدی امرین احدهما اکبر	بڑے ہین، ایک کتاب اللہ مضبوط رسی ہے جو درمیان
من الاخر کتاب الله حبل ممدود	آسمان اور زمین ہے اور دوسری میری عترت اہلبیت
ما بین السماء والارض وعترتی	یہ دونون آپس سے جدا نہونگے یہان تک کہ میرے

۱؎ اسی سنہ ۹ھ آخر ماہ ذیقعدہ مین واقعہ تبلیغ سورۂ براءۃ ہے۔ اوس مین بھی اندر حدیث لفظ (لابد) وارد ہے۔ اخرج احمد عن علی ان النبی بعثه ببراءة فقال یا نبی الله انی لست باللسن ولا بالخطیب قال لابد لی ان اذهب بها انا او تذهب بها انت قال فان کان لابد فاذهب انا قال فانطلق فان الله یثبت لسانک ویهدی قلبک ثم وضع یده علی فمه (ریاض النضرة۔ ج۔ ثانی ص ۱۷۴) امام احمد نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ بھیجا رسول اللہ نے علی مرتضی کو سورہ براءت سنانے مکہ کی جانب بھیجا عرض کیا علی نے اے نبی مین مقرر اور زبان آور اور خطیب نہین ہون حضرت نے فرمایا چارہ نہین ہے اس سے کہ مین لیجاؤن یا تم لیجاؤ اور دوسرے کو لائق نہین ہے۔ پس حضرت علی نے عرض کیا کہ اگر ایسا ہے کہ بدون حضور کے یا میرے گئے ہوئے چارہ نہین، تو پھر مین جاتا ہون۔ تو رسول خدا نے فرمایا جاؤ خدا تعالی ثابت رکھیگا زبان تیری اور قلب تیرا پھر حضرت نے اپنا دست مبارک رکھدیا علی کے دہن پر اور پھر باموم خدا کو دہان مبارک مین اور رخصت فرمایا۔۔۔

(اھلبیتی وانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض) پاس حوض (کوثر) پر وارد ہون۔

ایک وہ حدیث ثقلین جسکو حضرت نے حجۃ الوداع اور غدیر خم مین ارشاد فرمایا ہے کیونکہ ان دونون مقام سے پہلے حضرت کا اس حدیث کا فرمانا ثابت نہین ہے۔ پھر اسکے بعد عین وفات کے دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو جو مدینہ منورہ کے قیام کا دسوان سال کا اخیری دن تھا کیونکہ ہجرت مین مدینہ منورہ پہونچنے کا دن بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) پہلی تاریخ اور پہلا دن سلہ کا تھا۔ اور پہلی تبلیغ سے لیکر یہ آج گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو بیس سال پورے ہوئے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہ حدیث ثقلین ارشاد فرمایا۔ اور یہ آخری تبلیغ تھی۔

چنانچہ ابن سعد کاتب واقدی کے کتاب جزء وفات پر یہ عبارت ہے جسکے دوسرے صفحہ مین حدیث ثقلین مذکور ہے۔

کتاب الطبقات الکبیر الجزء الثانی القسم الثانی فی مرض النبی صلعم ووفاتہ ودفنہ مطبوعہ ۱۳۲۰ھ

صفحہ اول مین بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہ سرخی ہے۔

ذکر ما قرب لرسول اللہ صلعم من اجلہ

ذکر اون باتونکا جو قریب وفات رسول اللہ صلعم کے واقع ہوئین

صفحہ ۲ سطر ۲۵ مین ہے:-

قال ابن سعد اخبرنا ہاشم[1] بن	حافظ ابن سعد کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو ہاشم بن قاسم
القاسم الکنانی نا محمد[2] بن	کنانی نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن طلحہ نے اعمش سے اونہون
طلحہ عن الاعمش[3] عن عطیۃ[4] عن ابی	نے عطیہ سے اونہون نے ابی سعید خدری سے اونہون نے

[1] توثیق ہاشم بن القاسم (طبقات کبیر جزء ہفتم قسم دوم مین ہے۔ ھاشم بن القاسم الکنانی ویکنی ابا النضر وکان من بنی لیث من انفسہم وھو من اہل خراسان ونزل بغداد وکان ثقۃ روی عن سلیمان بن المغیرۃ وشعبۃ والمسعودی وابن ابی ذئب وحریز بن عثمان وزھیر بن معاویۃ ومحمد بن طلحۃ بن مصرف وابی جعفر الرازی وشریک وغیرھم توفی ببغداد سنۃ سبع ومائتین (سنہ ۲۰۷ھ)

[2] توثیق محمد بن طلحہ (تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی) مین ہے محمد بن طلحہ بن مصرف الیامی کوفی صدوق لہ اوھام من السابعۃ مات سنۃ سبع وستین سنہ ۱۶۷ھ

[3] اعمش (عبر ذہبی وقایع سنہ ۱۴۸ھ مین ہے) وفی ربیع الاول توفی الامام ابو محمد سلیمان بن مہران الاسدی الکاھلی مولاھم الاعمش روی عن ابی وائل وابن ابی اوفی والکبار وکان محدث الکوفۃ وعالمہا قال ابن المدینی للاعمش نحو الف وثلثمائۃ حدیث وقال ابن عیینۃ کان اقرأھم لکتاب اللہ واعلمہم بالفرائض واحفظہم للحدیث قال یحیی بن القطان ھو علامۃ الاسلام الخ۔

[4] عطیہ (اصابہ فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی) عطیۃ غیر منسوب ذکرہ امام اسمعیلی فی الصحابۃ وروی من طریق علی بن ہشام عن عمیر بن عمرو عن عطیۃ قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی فاطمۃ وھی تعصد عصیدۃ فذکر قصۃ علیہم ونزول قولہ تعالی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت الآیۃ قلت قد اخرج اصل ھذا الحدیث الطبرانی فی التفسیر من طریق الاعمش عن عطیۃ عن (ابی سعید) الخ

جس حدیث کا تفسیر طبری کے جانب ابن حجر نے اشارہ کیا ہے وہ حدیث تفسیر جامع البیان طبری جلد ۲۲ صفحہ ۵ مین یہ ہے۔ حدثنی محمد بن المثنی قال ثنا بکر بن یحیی بن زبان العنزی قال ثنا مندل عن الاعمش عن عطیۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلعم نزلت ھذہ الآیۃ فی خمسۃ فیّ وفی علی وحسن وحسین وفاطمۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

[5] اسمعیلی (مراۃ الجنان یافعی وقایع سنہ ۳۷۱ھ مین لکھتے ہین) وفیہا توفی الامام الحافظ الحجۃ البارع ذو التصانیف الکبار فی الفقہ والاخبار ابو بکر احمد بن ابراہیم بن اسمعیل الجرجانی الحافظ الفقیہ الشافعی المعروف بالجرجانی وکان حجۃ کثیر العلم حسن الدین۔
ایضاً (عبر ذہبی مین ہے) سنہ ۳۷۱ھ فیہا توفی الاسمعیلی الحبر الامام الجامع ابو بکر احمد بن ابراہیم بن اسمعیل الجرجانی الحافظ الفقیہ الشافعی ... وکان ثقۃ حجۃ کثیر العلم۔

سعید الخدری عن النبی صلعم	رسول مقبول صلعم سے کہ فرمایا حضرت نے کہ قریب ہے
قال انی اوشك ان ادعی فاجیب	کہ بلایا جاؤن مین اور قبول کر دون مین تحقیق کہ چھوڑے
وانی تارك فیکم الثقلین کتاب	جاتا ہوا ن مین دو گرانقدر اور نفیس جیزین خدا کی کتاب اور
الله وعترتی کتاب الله حبل ممدود	اپنی عترت خدا کی کتاب ایک ایسی رسی ہے جو آسمان سے
من السماء الی الارض وعترتی	زمین تک لمبی ہے اور عترت اہل بیت میرے تحقیق کہ
اهل بیتی وان اللطیف الخبیر	پروردگار عالم لطیف وخبیر نے مجکو خبر دی ہے کہ دونون
اخبرنی انهما لن یتفرقا حتی یردا	(کتاب خدا اور عترت اہل بیت) جُدا نہونگے یہان تک کہ
علیّ الحوض فانظروا کیف	میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہون پس نظر کرو کہ میرے
تخلفونی فیهما ۔	بعد دونون کے ساتھ کیا برتاؤ کروگے ۔

حدیث ثقلین کے مذکورہ بالا الفاظ آنحضرت صلعم نے اپنے یوم انتقال گیارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ ارشاد فرمایا ہے ۔ یہ ۲۸ صفر چہارشنبہ کا تیرہوان دن اور یکم ربیع الاول جمعہ کا گیارہوان روز اور ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) یوم غدیر خم کا اکیاسیوان دن ہے دیکھو نقشہ جنتری ۱۰ھ کا دوسرا خانہ صلا ۱۹ اور تبلیغ رسالت کے بیسوین سال کا آخر دن ہے ۔ (دیکھو خطبہ الوداعی یوم غدیر مخرجہ زید بن ارقم و عامر و حذیفہ صدا۵ و صدا۵ و صدا۵) اسی غدیر خم ۱۸ ۔ ذیحجہ کی وہ حدیث ثقلین بھی ہے جسکو خود ابن سعد نے ابو سعید خدری کی سند سے بہ لفظ (امرین) اخراج کی ہے جو قبل کے صفحہ ۱۵۲ مین نقل ہوچکی ہے جس کے تائید کی یہ روایت ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صدا۲۹ مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال ۱۲۸۶ھ سے نقل کیجاتی ہے ۔

واخرج الحاکم من طریق سلمۃ بن کهیل عن ابیہ عن ابی الطفیل انہ سمع زید بن ارقم یقول نزل رسول الله صلعم بین مکۃ والمدینۃ × × × فصلے ثم قام خطیباً فحمد الله واثنی علیہ وذکر ووعظ × × × ثم قال ایها الناس انی تارك فیکم امرین لن تضلوا ان اتبعتموهما وهما کتاب الله واهل بیتی عترتی ثم قال اتعلمون انی اولی بالمومنین من انفسهم ثلث مرات قالوا نعم فقال رسول الله من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔

ترجمہ ۔ حاکم نے سلمہ بن کہیل کے طریق سے انہون نے اپنے باپ سے انھون نے ابوطفیل سے روایت کی ہے کہ سُنا مین نے زید بن ارقم سے کہ جناب رسالت مآب نے درمیان مکہ و مدینہ (بمقام غدیر خم) نزول اجلال فرما کر نماز ادا فرمائی پھر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد کیا ۔ اور بعد حمد وثنائے الٰہی فرمایا کہ ایہا الناس مین تم مین دو امر چھوڑتا ہون قرآن مجید اور اپنی عترت اہلبیت اگر تم ان دونون کا اتباع کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے پھر فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مین جمیع مومنین کیلئے اُن کے نفس سے اولیٰ ہون اس لفظ کی تین مرتبہ تکرار فرمائی سب نے کہا بیشک پس آنحضرت نے ارشاد کیا کہ بیشک مین مولا و صاحب اختیار ہون اوسکا علی مولا و صاحب اختیار ہے ۔ اور لفظ (ثقلین) کیلئے دیکھو صدا۵ اور لفظ (خلیفتین) جو زید بن ثابت کی مخرجہ حدیث ہے دیکھو حاشیہ صدا کتاب ہذا اور آخر یوم (دوشنبہ) کے آخر وقت وفات النبی کی صحیح حدیث ابن سعد کی مخرجہ (دیکھو آخر صدا۹۹ و صدا۱۰ نمبر ۱) ایک ابن شہاب زہری ۔

نمبر (۸) امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی المروزی المتوفی سنہ ۲۴۱ھ

یہ امام احمد بن حنبل امام المحدثین ائمہ اربعہ سے ہین انھون نے بھی تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ۲۵ ذوقعدہ کو جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین (رسول خدا صلعم کے نماز ظہر کی چار رکعت پڑھکر) مدینہ منورہ سے باہر نکلنے کی روایت کی ہے

چنانچہ تاریخ حافظ عماد الدین ابن کثیر کے باب تاریخ خروجہ علیہ السلام من المدینۃ بحجۃ الوداع (ایضاً) یہ روایت ہے

رواہ الامام احمد عن عبد اللہ	امام احمد نے عبد اللہ بن نمیر سے اونے یحیی بن سعید
بن نمیر عن یحیی بن سعید الانصاری	انصاری سے اونے عمرۃ سے اونے حضرت عائشہ سے
عن عمرۃ عن عائشۃ قالت خرجنا مع رسول	روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخمس بقین	کے ساتھ ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ پانچ راتین باقی تھین مدینہ
من ذی القعدۃ	سے نکلے۔
قال احمد ثنا عبد الرحمن عن سفیان	کہا امام احمد نے حدیث کی ہم سے عبد الرحمن
عن محمد بن المنکدر وابراھیم بن	(ابن مہدی) نے سفیان سے اونہون نے محمد بن
میسرۃ عن انس ان رسول اللہ صلی	منکدر اور ابراہیم بن میسرہ سے دونون نے انس بن
اللہ علیہ وسلم صلی الظھر بالمدینۃ اربعا	مالک سے کہا اونے کہ رسول اللہ صلعم نے مدینہ منورہ
والعصر بذی الحلیفۃ رکعتین	مین چار رکعت ظہر کی اور ذوالحلیفہ مین عصر کی دو رکعت پڑھی۔

مسند امام احمد جلد ۳ مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ ص۱۱۱ مین یہ حدیث ہے جسمین امام احمد بن حنبل نے سفیان ابن عیینہ سے روایت کی ہے جو مؤید ہے ا. حدیث مذکورۂ بالا مین امام احمد نے عبد الرحمن ابن مہدی کے واسطہ سے جو روایت سفیان سے کی ہے وہ بھی ابن عیینہ ہے اور دیکھو نمبر (۱۳) ترمذی

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی	حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ امام احمد سے
حدثنا سفیان قال سمعت ابراھیم	اونہون نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان نے کہا سنا ہم
بن میسرۃ ومحمد بن المنکدر یقولان	نے ابراہیم بن میسرہ اور محمد بن منکدر سے دونون نے
سمعنا انسا یقول صلیت النبی صلعم	کہا کہ سنا ہم نے انس سے کہا اونہون نے کہ نماز پڑھی ہم نے
بالمدینۃ اربعا وبذی الحلیفۃ رکعتین	نبی صلعم کے ساتھ مدینہ مین چار رکعت اور ذوالحلیفہ مین دو رکعت۔

حدیث سفر حجۃ الوداع مین تاریخ ۲۵ ذوقعدہ کا دن نہین بتایا گیا۔ او. حدیث دیگر سے حضرت کا سفر فرمانا بعد نماز ظہر کے ہوا۔ اسلئے تاریخ مذکورہ مین یوم جمعہ نہین تھا۔ نیز یہ کہ ابن اسحاق صاحب سیرت والمغازی نے جسکا ذکر نمبر (۳) مین گذر چکا اور جن کے ترجمے

ثابت ہے کہ امام احمد موصوف الذکر نے امام ابن اسحاق کی توثیق کی ہے جن کے بیان مین ۲۵ ذلقعدہ کا یوم (سہ شنبہ) ثابت ہو چکا ہے۔ نیز نمبر (۷) ابن سعد کے بیان مین بھی جنکا زمانہ اور جنکی مخرجہ روایتین امام احمد بن حنبل کے نظر سے گذر چکی ہین اونکے بیان مین بھی ۲۵ ذلقعدہ کا یوم (سہ شنبہ) متحقق ہو چکا ہے۔ نیز ابن سعد نے ۲۵ ذوقعدہ کا دن سینچر کہا ہے جسکی صحیح تحقیق کے لئے نقشہ جنتری نمبر (ایک) کا بنایا گیا ہے جو دو، دو خانون سے مرتب ہے۔ ہر دو خانون سے ۹ ذیحجہ عرفہ کے دن (جمعہ) نہین پڑتا۔ دیکھو صفحہ ۱۹ کتاب ہذا۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر مین یہ حدیث ہے جس مین یوم عرفہ کو (جمعہ) بیان کیا گیا ہے۔

قال الامام احمد حدثنا جعفر بن عون	کہا امام احمد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے جعفر بن
حدثنا ابو العمیس عن قیس بن مسلم	عون نے وہ کہتے ہین حدیث بیان کی ہم سے ابو عمیس
عن طارق بن شہاب قال جاء رجل من الیهود	نے قیس بن مسلم سے اونسے طارق بن شہاب سے وہ
الی عمر بن الخطاب فقال یا امیر المؤمنین	کہتے ہین کہ آیا ایک مرد یہودیون مین سے عمر بن خطاب
انکم تقرؤن ایة فی کتابکم لو علینا	کے پاس آکر کہا کہ اے امیر المومنین تحقیق تم پڑھتے
معشر الیهود نزلت لاتخذنا ذالك	ہو ایک آیت کو اپنی کتاب مین کہ اگر وہ آیت ہم
الیوم عیدا قال قوله الیوم اکملت لکم	گروہ یہود پر نازل ہوتی تو ہم اوس دن کو عید قرار
دینکم واتممت علیکم نعمتی فقال	دیتے ابن خطاب نے کہا کہ وہ کون سی آیت ہے اوس
عمر والله انی لاعلم الیوم الذی	یہودی نے کہا کہ وہ آیت الیوم اکملت لکم
نزلت علی رسول الله صلعم والساعة	دینکم الآیۃ ہے عمر نے کہا قسم خدا کی مین ضرور جانتا
التی نزلت فیها علی رسول	ہون اوس دن کو جس دن یہ آیت نازل ہوئی ہے رسول اللہ
الله صلی الله علیه وسلم عشیة	صلعم پر اور اوس ساعت کو بھی جانتا ہون جس ساعت
عرفة فی یوم جمعة۔	مین رسول اللہ پر نازل ہوئی ہے اور وہ ساعت عرفہ
	کی شام اور جمعہ کا دن ہے۔

عرفہ ۹ ذیحجہ کو (جمعہ) کا دن ہونے سے ۲۵ ذوقعدہ کو (جمعہ) آتا ہے جو حدیث مذکورہ سفر حجۃ الوداع مین حضرت عایشہ سے اور حدیث صلوٰۃ النبی مین چار رکعت نماز ظہر ہے جو انس بن مالک سے مروی ہے معارض ہے اسلئے اس تاریخ کا (جمعہ) غلط ہے نیز یہی جمعہ آگے ۱۲ ربیع الاول وفات النبی مین واقع ہوتا ہے جس سے بھی غلط ہے اور یہ کہ جمعہ کے دن کا دوسرا وقت عشیہ شنبہ (یعنی سینچر کی شب سے متصل ہے اسلئے یوم جمعہ عید ہونیکے لحاظ سے بھی غلط ہے کیونکہ سینچر کا وقت ہوتا ہے اور جس کی اکاسوین شب (شب سہ شنبہ) اور اکیاسیوان روز یوم (سہ شنبہ) اور صحیح حدیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آیہ اکمال دین کے نازل ہونیکے بعد رسالتمآب صلعم ۸۱ دن زندہ رہے۔ اور ۹ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول تک کثیر الوقوع سے اکانوے (۹۱) دن ہوتے ہین اور پھر ۱۲ ربیع الاول کو (جمعہ) بھی اور اکانوے دن بھی) اس سے بھی غلط۔ نیز یہی (جمعہ) تیسری ماہ رمضان تاریخ وفات

جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام مین واقع ہوتا ہے دیکھو نفسہ حرف (د) میں ت بھی ۵ ذیحجہ کا جمعہ باطل اور اوس کا نفسہ رفادہ) میں ۲۲ جمادی الآخرہ تاریخ وفات حضرت ابوبکر مین یکشنبہ آتا ہے جو ابن اسحاق کی سند سے پنجشنبہ اور ۲۳ کو جمعہ ہے دیکھو نمبر ۱۲ ابن اسحاق ۔

اور یہ کہ آیہ اکمال دین سورہ مائدہ کی آخری آیات سے ہے اور سورہ مائدہ مدینہ ہے اور پورا سورہ نازل ہوا، اسلئے جہان اور جس تاریخ مین پورا سورہ نازل ہوا اوہین آیہ موصوفہ نازل ہوا۔ اور یہ کہ جہان آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک نازل ہوا وہین پورا سورہ مائدہ نازل ہوا۔

چنانچہ مسند امام احمد جلد ثانی صفحہ ۱۷۶ مین ہے ۔ نمبر اول

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا حسن	حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے
ثنا ابن لہیعۃ حدثنی حیی بن عبد اللہ	کہ مجھسے روایت کی ہے باپ نے اور اوسنے حسن سے
ان ابا عبد الرحمن الحبلی حدثہ قال	اوسنے ابن لہیعہ سے ۔ اوسنے حیی بن عبد اللہ سے وہ کہتا
سمعت عبد اللہ بن عمرو یقول انزلت	ہے کہ ابو عبد الرحمن نے مجھسے بیان کیا کہ مین نے سنا
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	عبد اللہ بن عمرو سے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلعم پر سورہ
سورۃ المائدۃ وھو راکب علی راحلتہ	مائدہ نازل ہوا اور اوسوقت کہ حضرت اپنے ناقہ پر سوار
فلم تستطع ان تحملہا فنزل عنہا	تھے، پس وہ ناقہ اس سورہ کے بار کا متحمل نہو سکا اسوجہ
	سے حضرت اوس ناقہ سے اتر پڑے ۔

مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۴۵۵ مین ہے ۔ نمبر دوم

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا ابو النضر	حدیث کی عبد اللہ نے کہا کہ حدیث کی مجھسے میرے
ثنا ابو معاویۃ یعنی شیبان عن لیث	باپ نے کہا حدیث کی ہم سے ابو النضر نے کہا حدیث کی ہم سے
عن شہر بن حوشب عن اسماء بنت	ابو معاویہ شیبان نے لیث سے اوسنے شہر بن حوشب سے
یزید قالت انی لآخذۃ بزمام العضباء	اوسنے اسماء بنت یزید سے کہا اوسنے کہ مین ناقہ رسول اللہ
ناقۃ رسول اللہ صلعم اذ نزلت	صلعم عضبا کی مہار پکڑے ہوئے تھی کہ اتنے مین حضرت پر
علیہ المائدۃ کلہا فکادت من ثقلہا	پورا سورہ مائدہ نازل ہوا، پس قریب تھا کہ یہ سورہ اپنے

۵ صحیح ترمذی ابواب المناقب مین ہے ۔ قال الترمذی حدثنا قتیبۃ بن سفیان بن عیینۃ عن عمرو بن دینار عن وہب بن منبہ عن اخیہ ہمام بن منبہ عن ابی ہریرۃ قال لیس احد اکثر حدیثا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی الا عبد اللہ بن عمرو فانہ کان یکتب وکنت لا اکتب کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے قتیبہ نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے اوسنے وہب بن منبہ سے اوسنے اپنے بھائی ہمام بن منبہ سے اوسنے ابو ہریرہ سے کہا اوسنے سوای عبد اللہ بن عمرو کے کوئی شخص مجھسے زیادہ حدیث آنحضرت سے بیان نہیں کرتا اسلئے کہ وہ لکھتا تھا اور مین لکھتا نہ تھا اور عبد اللہ بن عمرو کے بیاض کا نام صادقہ تھا چنانچہ طبقات جزو دوم قسم دوم صفحہ ۱۲۵ مین ہے قال ابن سعد اخبرنا ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی اویس المدنی عن سلیمان بن بلال عن صفوان بن سلیم عن عبد اللہ بن عمرو قال استاذنت النبی صلعم فی کتاب ما سمعت منہ قال فاذن لی فکتبتہ وکان عبد اللہ یسمی صحیفتہ تلک الصادقۃ۔

تلک قد بعضد المافنہ۔ بارے شانہ ناقہ کو شکستہ کرے۔

ہر دو روایت سے کل سورہ مائدہ کا ایک تاریخ اور ایک دن میں نازل ہونا متحقق ہوگیا۔ اور اسی سورہ میں آیت ہے۔

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک	اے رسول پہونچا دو اوس امر کو جو تم پر تمھارے
الیک من ربک وان لم تفعل فما	رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اگر تم نے ایسا نہ کیا
بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من	پس کار تبلیغ نہیں پہونچائی تم نے اور اللہ لوگون سے
الناس۔	تمکو بچائیگا۔

پس جہان سورۂ مائدہ نازل ہوا وہین آیۂ موصوفہ نازل ہوا۔ اور آیۂ موصوفہ غدیر خم مین نازل ہوا۔

چنانچہ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی بلخی جلد اول صفحہ ۱۳۹ مطبوعہ اخوۃ اسلامبول سنہ ۱۳۰۱ھ مین الحدیث السادس والخمسون کی اور ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۶۹ باب چہارم مین یہ حدیث مع ترجمہ کے ہے جو نقل کیجاتی ہے۔

عن البراء بن عازب رضی اللہ	براء بن عازب سے روایت ہے کہ اے رسول
فی قولہ تعالی یا ایھا الرسول بلغ	پہونچادے جو کچھ کہ نازل ہوا ہے تیری طرف تیرے رب سے
ما انزل الیک من ربک ای بلغ من	کہ جناب علی کے فضائل کو پہونچادے غدیر خم کے روز نازل
فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخطب	ہوا آنحضرت صلعم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جسکا کہ مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	مولا ہون پس علی اوسکا مولا ہے پس جناب عمر بن الخطاب
قال من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ فقال عمر	رضی اللہ تعالی عنہ حضرت امیر علیہ السلام سے کہنے
بخ بخ لک یا علی اصبحت مولای ومولی کل مومن	لگے آفرین ہو تجھے اے ابن ابیطالب کہ تو میرا اور ہر ایک
ومومنۃ رواہ ابو نعیم ایضا الثعلبی فی کتابہ۔	مومن مرد اور مومنہ عورت کا آقا بن گیا ہے۔

آیۂ موصوفہ کے غدیر خم مین نازل ہونے اور سورہ مائدہ کا مل نازل ہونے سے یہ امر حتما و جزما ثابت ہوگیا کہ سورہ مائدہ اوسی غدیر خم کے روز نازل ہوا اور رسول اللہ کے خطبہ فرمانیکی یا سر راہ دفعۃً قیام فرمانیکی یہی وجہ ہوئی جس کے بعد حضرت نے خطبہ فرمایا ہے جسکا ایک جزیہ ہے

چنانچہ اوسی مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۲۸۱ مین ہے۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان[1] ثنا	حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے کہ
حماد بن سلمۃ نا علی بن زید عن عدی	مجھسے روایت کی میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے عفان نے نمبر سویم

[1] توثیق (عفان) طبقات ابن سعد جلد ہفتم قسم دوم مین ہے عفان بن مسلم بن عبد اللہ الصفار ابو عثمان مولی عروۃ بن ثابت الانصاری و کان ثقۃ ثبتا کثیر الحدیث حجۃ الخ۔

ایضا طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے عفان بن مسلم عبد اللہ الصفار ابو عثمان البصری احد الاعلام نزل بغداد روی عن شعبۃ الحمادین ہمام وخلق وعنہ احمد یحیی واسحاق وابن المدینی والبخاری وابو زرعۃ وابو حاتم وخلق قال العجلی ثقۃ ثبت صاحب سنۃ وقال ابو حاتم امام ثقۃ متقن متین مات سنہ ۲۱۹ھ۔

بن ثابت عن البراء بن عازب قال کنا مع رسول اللہ صلعم فی سفر فنزلنا بغدیر خم فنودی فینا الصلوٰۃ جامعۃ وکسح لرسول اللہ صلعم تحت شجرتین فصلی الظہر واخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلی قال فاخذ بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ھنیئا لک یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولی کل مومن ومومنۃ۔

حماد بن سلمہ سے کہا اوسنے حدیث کی ہم سے علی بن زید نے عدی بن ثابت سے اسے براء بن عازب سے کہا اونہوں نے کہ ہم سفر مین جناب رسالتمآب صلعم کے رکاب سعادت میں تھے پس ہم غدیر خم پر جا اترے ہم میں نماز جماعت کی منادی کرائی گئی اور حضرت صلعم کے لئے دو درختوں کے نیچے زمین پر جھاڑو دیگئی پس حضرت صلعم نے ظہر کی نماز پڑھی اور علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جانوں سے اولی ہوں سب نے عرض کیا بیشک آپ اولی ہیں پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کے نفس سے اولی ہوں سبھوں نے کہا بیشک پھر پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اوسکا علی مولا ہے اے پروردگار دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے حضرت عمر نے علی علیہ اسلام سے ملکر کہا کہ مبارک ہو اے ابن ابیطالب ایسی صبح اور شام کی کہ مولا ہوئے کل مومن اور مومنہ کے۔

قال ابو عبد الرحمن ثنا ھدبۃ[1] بن خالد ثنا حماد بن سلمۃ عن علی بن زید عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب عن النبی صلعم نحوہ۔

کہا ابو عبد الرحمن (عبد اللہ بن احمد بن حنبل) نے کہ حدیث کی ہم سے ہدبہ بن خالد نے کہا حدیث کی ہم سے حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے اوسنے عدی بن ثابت سے اوسنے براء بن عازب سے اوسنے رسولخدا صلعم سے مثل اُسکے

نمبر چہارم

اس آخری حدیث میں ہدبہ بن خالد واقع ہے جو شیوخ حدیث (بخاری و مسلم) بھی ہے اسی حدیث کو حافظ عماد الدین ابن کثیر نے اپنے تاریخ بدایۃ والنہایۃ کے صفحہ ۲۴۷ مین (جو کتبخانہ بانکی پور پٹنہ مین ہے) وارد کی ہے۔

وقال الحافظ ابو یعلی الموصلی والحسن بن سفیان ثنا ھدبۃ ثنا حماد بن سلمۃ عن علی بن زید وابی ھارون عن

اور کہا حافظ ابو یعلی موصلی اور حسن بن سفیان نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ہدبہ نے کہا حدیث کی ہم سے حماد بن سلمہ نے علی بن زید اور ابی ہارون سے اوسنے عدی بن ثابت

---

[1] (ھدبۃ) انساب سمعانی مین ہے ابو خالد ہدبہ بن خالد القیسی من اہل البصرۃ یروی عن ہمام بن یحیی روی عنہ البخاری ومسلم وجماعۃ الخ ایضاً تراجم الحفاظ مرزا محمد بن معتمد خان مین ہے - ہدبۃ بن خالد القیسی البصری احد الائمۃ وقال بعد ذکر ما ذکر السمعانی تلت مات سنہ ۲۳۵ھ خمس وثلاثین ومائتین ارخہا غیر واحد وقد روی ایضاً حماد بن زید وحماد بن سلمۃ ومبارک بن فضالۃ وابان بن یزید العطار وجریر بن حازم وغیرہم وروی عنہ ابو داؤد السجستانی وابو بکر بن ابی عاصم وابو بکر البزار وابو یعلی الموصلی وغیرہ ۱۲

عدی بن ثابت عن البراء قال کنا مع رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع فلما اتینا علی غدیر خم کسح لرسول اللہ صلعم تحت شجرتین ونودی فی الناس الصلوٰۃ جامعۃ ودعا رسول اللہ صلعم علیاً واخذ بیدہ فاقامہ عن یمینہ فقال الست اولیٰ بکل امرئ من نفسہ قالوا بلیٰ قال فان ھذا مولیٰ من انا مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بن الخطاب فقال ھنیئاً لک اصبحت وامسیت مولیٰ کل مومن ومومنۃ

اوسنے براء سے کہا اوسنے کہ ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلعم کے حجۃ الوداع مین پس جب ہم جا اترے غدیر خم مین تو دو درختون کے نیچے رسول اللہ کے لئے زمین صاف کی گئی اور نماز جماعت کی ندا دی گئی اور بلایا علی علیہ السلام کو اونکا ہاتھ پکڑ کر اپنے داہنے جانب کھڑا کیا۔ پس فرمایا آیا مین نہین ہون اولی ہر آدمی سے اوس کے نفس سے سب نے کہا کیون نہین تب حضرت نے کہا کہ یہ علی مولا اوس کا ہے جس کا مین مولا ہون اے خدا دوست رکھ اوس شخص کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوس کو جو دشمن رکھے علی کو اس کے بعد عمر بن خطاب نے علی ابن ابیطالب سے ملاقات کی اور اون سے کہا کہ مبارک ہو آپکو ایسی صبح اور شام کی کہ کل مومنین اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

اور اوسی مسند امام احمد کے جلد ۴ صفحہ ۳۷۲ مین ہے

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان ثنا ابو عوانۃ[1] عن المغیرۃ عن ابی عبید عن میمون ابی عبد اللہ قال قال زید بن ارقم وانا اسمع نزلنا مع رسول اللہ بواد یقال لہ وادی خم فامر بالصلوٰۃ فصلاھا بہجیر قال فخطبنا وظلل لرسول اللہ صلعم بثوب علی شجرۃ سمرۃ من الشمس فقال الستم تعلمون الستم تشہدون انی اولیٰ بکل مومن من نفسہ قالوا بلیٰ من کنت مولاہ فان علیاً مولاہ اللھم عاد من

حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے کہ مجھسے روایت کی میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے ابوعوانہ نے کہا اوسنے مغیرہ سے اوسنے ابی عبید سے اوسنے میمون ابی عبد اللہ سے کہا اوسنے کہ زید بن ارقم نے بیان کیا اور مین سن رہا تھا کہ ہم رسالتماب کے ساتھ مقام وادی خم مین اترے پس آپ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا پس نماز جلتی دھوپ مین پڑھی اوسکے بعد حضرت نے ہم سے خطبہ مین خطاب کیا حالانکہ آپ کے لئے درخت سمرہ پر ایک کپڑا سایہ کے لئے تان دیا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات کے شاہد نہین ہو کہ مین ہر مومن کے نفس سے اولیٰ ہون: سکے ساتھ، لوگون نے کہا کیون نہین تو آپ نے فرمایا جسکا مین مولیٰ ہون اوسکے علی مولیٰ ہین

[1] توثیق (ابوعوانہ) تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے۔ ابوعوانۃ الوضاح بن عبد اللہ مولی یزید بن عطاء الیشکری الواسطی البزاز الحافظ احد الثقات سمع الحسن وابن سیرین۔ وحدث عن قتادہ … وحدث عنہ حبان بن ہلال وعفان وسعید بن منصور ومسدد ومحمد بن ابی بکر المقدمی وقتیبۃ وعدۃ قال عفان ھو اصح حدیثا عندنا من شعبۃ وقال احمد بن حنبل ھو صحیح الکتاب لم یطول لہ۔

عادا ہ و ال من والاہ ۔	بار الہا دوست رکھ اس کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اس کو جو دشمن رکھے علی کو

انتباہ ۵۔ زید بن ارقم نے اپنے بیان میں حضرت عمر کے واقعہ مبارکبادی کو بچا یا ہے جیسے ابتدا میں اسی حدیث غدیر کو اخفا کیا ہے اور یہ کہ اصل حدیث مطبوعہ میں عفان کی جگہ سفیان سے ہم نے قلمی مسند سے لاکر عفان لکھا ہے ۔ اور اسی مسند امام احمد کے صـ۳۷۲ میں یہ حدیث بھی ہے ۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا	حدیث کی عبد اللہ نے کہا مجھ سے میرے باپ نے
محمد[51] بن جعفر ثنا شعبۃ[52] عن میمون [نمبر ششم]	وہ کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن جعفر نے کہا حدیث
ابی عبد اللہ قال کنت عند زید بن	کی ہم سے شعبہ نے میمون ابی عبد اللہ سے کہا اونہوں نے
ارقم فجاء رجل من اقصی	کہ تھا میں نزدیک زید بن ارقم کے پس آیا ایک آدمی
الفسطاط فسألہ عن ذا فقال	انتہائی فسطاط سے پس سوال کیا اوس شخص نے زید سے
ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ	داعی کا حال زید نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم نے کہا کہ
وسلم قال الست اولی بالمومنین	آیا نہیں ہوں میں اولی مومنین کے نفسوں سے سب سے
من انفسھم قالوا بلی قال من	کہا کیوں نہیں تب حضرت نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں
کنت مولاہ فعلی مولاہ قال میمون	اوسکے علی مولا ہیں میمون نے اتنا اور کہا ہے کہ حدیث
فحدثنی بعض القوم عن زید ان رسول	بیان کی ہم سے بعض قوم نے زید ہی سے کہ رسول اللہ
اللہ صلعم قال اللھم وال من	نے فرمایا تھا کہ الٰہی دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے
والاہ وعاد من عاداہ ۔	علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو ۔

اور اسی مسند کے صـ۳۷۲ میں ہے ۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا حسین[53] [نمبر ہفتم]	حدیث کی عبد اللہ نے کہا کہ حدیث کی مجھ سے میرے باپ نے کہا حدیث کی حسین بن محمد

---

۵۱ توثیق (محمد بن جعفر) تراجم الحفاظ مرزا محمد بن معتمد خان میں ہے ۔ محمد بن جعفر الھذلی مولاھم البصری ابو عبد اللہ الملقب بغندر احد الائمۃ وھو ربیب شعبۃ وصاحبہ ... روی عنہ صاحب الصحیح الامام محمد بن اسمعیل البخاری قلت غندر الذی فی رجال صحیح البخاری ھو صاحب الترجمۃ ولکن لیس من شیوخ البخاری بل ھو شیخ شیوخہ وھو من کبار الحفاظ مات سنۃ ثلاث وتسعین ومائۃ (۱۹۳) وقد روی عن شعبۃ فاکثر وعوف الاعرابی ومعمر بن راشد وابن جریج والسفیانین وعنہم وروی عنہ احمد بن حنبل وعلی بن المدینی ویحیی بن معین وابو بکر وعثمان ابنا ابی شیبۃ واسحاق بن راھویہ ومسدد وعبید اللہ بن قواریری ومحمد بن المثنی ومحمد بن بشار الخ ۔

۵۲ مدح شعبہ صحیح ترمذی کتاب العلل میں ہے قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمعیل نا عبد اللہ بن الاسود نا ابن مھدی قال سمعت سفیان یقول شعبۃ امیر المؤمنین فی الحدیث کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا حدیث کی ہم سے عبد اللہ بن اسود نے کہا حدیث کی ہم سے عبد الرحمٰن ابن مھدی نے کہا سنا میں نے سفیان سے کہ شعبہ حدیث میں امیر المومنین ہے ۔

۵۳ توثیق حسین بن محمد تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی میں ہے الحسین بن محمد بن بھرام التمیمی ابو احمد او ابو علی المروذی نزیل بغداد ثقۃ من التاسعۃ مات سنۃ ۲۱۳ھ ۔

بن محمد وابو نعيم قالا ثنا فطر[1] عن
ابی الطفیل قال جمع علی رضی الله
عنه الناس فی الرحبة ثم قال لهم
انشد الله كل امرئ مسلم سمع
رسول الله صلعم يقول يوم غدير
خم ما سمع لما قام فقام ثلثون
من الناس وقال ابو نعيم فقام
ناس كثير فشهدوا حين اخذ بيده
فقال للناس تعلمون انی اولی بالمؤمنين
من انفسهم قالوا نعم يا رسول الله
قال من كنت مولاه فهذا مولاه
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه
قال فخرجت وكان فی نفسی شيئا
فلقيت زيد بن ارقم فقلت له انی
سمعت عليا رضی الله يقول كذا وكذا قال فما
تنكر فقد سمعت رسول الله يقول ذلك له۔

اور ابو نعیم نے کہا دونوں نے کہ حدیث کی ہم سے فطر نے
ابی الطفیل سے کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگونکو رحبہ
(محلہ ہی کوفہ میں) میں جمع کیا پھر خدا کی قسم دلا کر سب سے کہا
کہ جسنے غدیر خم میں رسول اللہ کو کھڑے ہوکر جو کچھ فرماتے ہوئے
سنا ہو وہ بیان کرے چنانچہ تیس مسلمانوں نے (اور ابو نعیم
کا قول ہے کہ بہت لوگوں نے) کھڑے ہوکر گواہی دی کہ
غدیر خم میں رسولخدا نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر سب سے
فرمایا کہ آیا جانتے ہو تم اس بات کو
کہ میں مومنین کے لئے بہ نسبت اونکے نفوس کے اولی ہوں
لوگوں نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ یہ سنکر آنحضرت
نے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ
وعاد من عاداہ ابو الطفیل کہتے ہیں کہ جب میں وہاں سے
باہر آیا تو میرے دل میں شک تھا چنانچہ میں زید بن ارقم
سے ملا اور اون سے کہا کہ حضرت علی ایسا فرماتے تھے۔
زید بن ارقم نے جواب دیا کہ تم اس بات سے انکار نکرو کیونکہ
میں نے رسول اللہ کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اور روضۃ الندیہ سید محمد بن اسمعیل امیر صنعانی ص ۱۰۳ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۲۲ھ میں ہے کہ حدیثین میں

اخرجه احمد من حديث زيد بن ارقم
قال قال رسول الله صلعم انی تارك
فيكم ثقلين احدهما كتاب الله حبل
الله من اتبعه كان على الهدى ومن
تركه كان على الضلالة وعترتی اهل بيتی
فقلنا من اهل بيته نساؤه فقال لا ايم
الله ان المرأة تكون مع الرجل العصر

احمد نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلعم نے کہ میں چھوڑے جاتا ہوں تم میں دو گراں چیزیں ایک
اون میں کی کتاب خدا ہے وہ اللہ کی رسی ہے جو شخص اوسکی
پیروی کریگا وہ میرے عہد پر ہوگا جو شخص ترک کریگا اوسکو
ہوگا وہ گمراہی پر اور عترت میرے اہلبیت ہیں پس ہم نے
کہا کہ اونکے اہل بیت میں سے اونکی عورتیں بھی ہیں کہا زید نے
کہ نہیں قسم خدا کی کہ تحقیق عورت رہتی ہے آدمی کے ساتھ

[1] توثیق (ابو نعیم) انساب سمعانی میں ہے۔ وابو نعیم الفضل بن دکین، ودکین لقب واسمه عمرو بن حماد بن زهیر بن درهم (الی ان قال) یروی عن الاعمش ومسعر بن کدام وزکریا بن ابی زائدة والثوری ومالک وشعبة وفطر بن خلیفة وغیرهم روی عنه محمد بن اسمعیل البخاری واحمد بن حنبل وابو بکر وعثمان ابنا ابی شیبة وابو زرعة وابو حاتم الرازیان واسحاق بن راهویه وکان مولده سنة ۱۳۰ ثلثین ومائة ومات سنة ۲۱۸ یا سنة ۲۱۹ ثمان او تسع عشرة ومائتین وکان اصغر من وکیع بسنة وکان فیه دعابة ومزاح ولکن ثقة امانا۔

من الدهر فيطلقها فترجع الى ابيها وقومها اهل بيته اصله وعشيرته وعصبته الذين حرموا الصدقة بعده۔

ایک زمانہ تک پھر طلاق دیدیتا ہے وہ شوہر پس وہ لوٹ جاتی ہے اپنے باپ اور قوم کی طرف اہل بیت اون رسول کے اونکے گروہ کے آدمی ہین اور اصل اونکے ہین اور وہ چند عزیز وارہین جن پر حرام کیا ہے صدقہ کو خدانے بعد اون کے بھی

واخرج احمد عن ابی سعيد عنہ صلعم انہ قال انی اوشك ان ادعى فاجيب وانی تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتی كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض وعترتی اهل بيتی وان اللطيف الخبير اخبرنی انهما لن يفترقا حتى يردا علی الحوض فانظروا كيف تخلفونی فيهما

نمبر نہم

اور احمد نے ابی سعید سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے مین عنقریب بلایا جاونگا اور مین قبول کرونگا اب مین چھوڑے جاتا ہون دو بھاری چیزین ایک خدا کی کتاب اور دوسری میری عترت کتاب اللہ ایک ایسی رسی ہے جو دراز ہے آسمان سے زمین تک اور عترت میری میرے اہل بیت ہین تحقیق کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ دونون جدا نہون گے یہان تک کہ وارد ہون وہ دونون میرے پاس حوض کوثر پر پس نظر کرو تم کہ میرے بعد اون دونون کیساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہو۔

اور مسند احمد جلد پنجم صفحہ ۱۸۱ اور ۱۸۲ مین ہے۔

حدثنا عبد الله حدثنی ابی ثنا الاسود بن عامر ثنا شريك عن الركين عن القاسم بن حسان عن زيد بن ثابت قال قال رسول الله صلعم انی تارك فيكم خليفتين كتاب الله حبل ممدود ما بين السماء والارض او ما بين السماء الى الارض وعترتی اهل بيتی وانهما لن يتفرقا حتى يردا علی الحوض۔

نمبر دہم

حدیث کی عبد اللہ نے کہا حدیث کی مجھسے میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے اسود بن عامر نے کہا حدیث کی ہم سے شریک نے رکین سے اونسے قاسم بن حسان سے اونسے زید بن ثابت سے کہا اونسے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ مین تم مین دو چیزین (جانشین) چھوڑے جاتا ہون ایک اونمین سے قرآن مجید اور دوسرے عترت اہل بیت جو ایک مضبوط رسی ہین درمیان آسمان اور زمین کے یا آسمان سے زمین تک اور یہ دونون چیزین ایک دوسرے سے اوس وقت تک جدا نہونگی جب تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد نہون۔

اور مسند احمد کے صفحہ ۱۸۹ اور ۱۹۰ مین یہ حدیث ہے۔

حدثنا عبد الله حدثنی ابی

حدیث کی عبد اللہ نے کہ حدیث کی مجھسے میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے ابو احمد زبیری نے[1]

---

[1] توثیق (ابو احمد الزبیری) صحیح ترمذی جلد اول مین ہے۔ قال الترمذی ابو احمد الزبیری ثقة حافظ قال سمعت بندار يقول ما (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۵ پر)

ثنا ابو احمد الزبیری ثنا شریک[۱] عن الرکین عن القاسم بن حسان عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ و اہل بیتی و انہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔

کہا حدیث کی ہم سے شریک نے رکین سے اونہنے قاسم بن حسان سے اونہنے زید بن ثابت سے کہا اونہنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ میرے بعد تم مین دو چیزین (جانشین) رہجائینگی ایک خدا کی کتاب اور دوسرے میرے اہل بیت اور یہ دونون اوسوقت تک باہم جدا نہونگے کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہون۔

(بمنزلہ دوم)

اور مسند احمد جلد اول صفحہ ۱۱۸ مین ہے۔

حدثنا عبد اللہ ثنا علی بن حکیم الاودی انبانا شریک عن ابی اسحاق عن سعید بن وہب و عن زید بن یثیع قالا نشد علی الناس فی الرحبۃ من سمع رسول اللہ صلعم یوم غدیر خم الا قام قال فقام من قبل سعید ستۃ و من زید ستۃ فشہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلعم یقول لعلی یوم غدیر خم الیس اللہ اولی بالمومنین قالوا بلی قال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ

بیان کیا عبد اللہ نے کہ حدیث کی ہم سے علی بن حکیم اودی نے کہا کہ خبر دی ہمکو شریک نے ابی اسحاق سے اونہنے سعید بن وہب اور زید بن یثیع سے کہا دونون نے کہ جناب امیر لوگونکو رحبہ مین قسم دیکر پوچھ رہے تھے کہ آنحضرت صلعم کو غدیر خم کے روز جو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہو اوسکو چاہیے کہ وہ کھڑا ہو کر بیان کرے پس سعید کی طرف سے چھ آدمی اور زید کی طرف سے چھ آدمی کھڑے ہو گئے اور گواہی دینے لگے کہ ہم نے آنحضرت صلعم کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا خدا تعالی مومنون کے لئے اولی بالتصرف نہین ہے تب حاضرین نے عرض کیا بے شبہ خدا تعالی تمام مومنون کے لئے اولی بالتصرف ہے پس حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار جسکا کہ مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اوسے جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھیو اوسے جو علی کو دشمن رکھے۔

(بمنزلہ سوم)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۴ رایت احدا احسن حفظا من ابی احمد الزبیری واسمہ محمد بن عبد اللہ بن الزبیر الاسدی الکوفی کہا ہے ترمذی نے ابو احمد الزبیری ثقہ اور حافظ ہے اور کہا ترمذی نے کہ سنا مین نے بندار (محمد بن بشار) سے کہ کہا مین نے کوئی شخص بہت اچھا حافظ مین ابی احمد زبیری سے نہین دیکھا اور نام اوسکا محمد بن عبد اللہ زبیری اسدی کوفی ہے ایضاً طبقات ابن سعد جلد ششم مین ہے ابو احمد الزبیری مولی لبنی اسد و ہو ابن اخی فضیل الرمانی × × × مات سنۃ ثلاث و مائتین (۲۰۳ھ) فی خلافۃ المامون وکان صدوق کثیر الحدیث۔

حاشیہ صفحہ ۱۶۵ [۱] توثیق (شریک) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے۔ شریک بن عبد اللہ النخعی الکوفی القاضی بواسط ثم الکوفۃ ابو عبد اللہ صدوق × × کان عادلا فاضلا عابدا شدیدا علی اہل البدع من الثامنۃ مات سنۃ سبع او ثمان وسبعین۔

حدثنا عبد الله ثنا علی بن حکیم[1] انبانا شریک عن ابی اسحاق عن عمرو ذی مر مثل حدیث ابی اسحاق یعنی عن سعید وزید وزاد فیہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔

(نمبر پنجم) حدیث کیا عبد اللہ نے کہ حدیث کی ہمسے علی بن حکیم نے کہا خبر دی ہمکو شریک نے ابی اسحاق سے اوسنے عمرو ذی مر سے مثل حدیث ابی اسحاق کے یعنی سعید اور زید کے اور زیادہ کیا اوس مین وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ کو

اور مسند احمد جلد اول صفحہ ۱۱۹ مین یہ دو حدیثین مرقوم ہین۔

حدثنا عبد الله حدثنی عبید الله[2] بن عمر القواریری ثنا یونس بن ارقم ثنا یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ قال شهدت علیاً فی الرحبة ینشد الناس انشد الله من سمع رسول الله صلعم یقول یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه لما قام فشهد قال عبد الرحمن فقام اثنا عشر بدریاً کانی انظر الی احدهم فقالوا نشهد انا سمعنا رسول الله صلعم یقول یوم غدیر خم الست اولی بالمومنین من انفسهم وازواجی امهاتهم فقلنا بلی یا رسول الله قال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه۔

(نمبر چہارم) حدیث کی عبد اللہ نے کہا حدیث بیان کی مجھے عبید اللہ بن عمر قواریری نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یونس بن ارقم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یزید بن ابی زیاد نے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے کہا اوسنے کہ مین حاضر تھا علی بن ابیطالب کے پاس رحبہ مین کہ حضرت علی بن ابیطالب آدمیون سے قسم دیکر پوچھ رہے تھے اللہ کی کہ جس نے سنا ہو رسول اللہ صلعم کو غدیر خم کے دن من کنت مولاہ فعلی مولاہ "وہ کھڑا ہو کرکے گواہی دے عبد الرحمن کہتے ہین کہ کھڑے ہوگئے بارہ بدری گو یا مین دیکھ رہا تھا ایک ایک اونکی کو پس اونہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین رسول اللہ صلعم کو کہتے ہوے غدیر خم مین آیا مین اولی مومنین کے نفسون سے نہین ہون اور میری بی بی اونکی مائین نہین ہین کہا ہم نے کیون نہین یا رسول اللہ پس کہا حضرت نے کہ جسکا مین مولا ہون پس علی بھی اوسکے مولا ہین خدا وندا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو۔

حدثنا عبد الله ثنا احمد بن

حدیث بیان کی عبد اللہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے

---

[1] توثیق (علی بن حکیم) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے۔ علی بن حکیم بن ذبیان الاودی ابو الحسن الکوفی روی عن ابن ادریس وابن المبارک وحمید بن عبد الرحمن وشریک بن عبد الله النخعی × × × روی عنہ البخاری فی الادب ومسلم وروی النسائی وعبد الله بن احمد بن حنبل الخ قال ابن الجنید عن ابن معین ثقة لیس به باس قال ابو حاتم صدوق وقال الآجری عن ابی داود صدوق وقال النسائی ومحمد بن عبد الله الحضرمی ثقة مات سنہ ۲۳۱ احد وثلاثین ومائتین قلت وفیها ارخه ابن قانع وزاد فی رمضان وکان ثقة صالحاً وفی الزهرة روی عنه م حدیثین۔

[2] توثیق (عبید الله بن عمر القواریری) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے۔ عبید الله بن عمر بن میسرة الجشمی مولاهم القواریری ابو سعید البصری نزیل بغداد روی عن حماد بن زید وعبد الوارث بن سعید البصری وابن عیینة وخالد بن الحارث وابو عوانة وعبد الوهاب الثقفی وفضیل بن سلیمان ومعاذ بن هشام۔ عبد الرحمن ابن مهدی ومحمد بن جعفر غندر ویحیی القطان وابی احمد الزبیری وطائفة وعنه البخاری ومسلم وابو داود وروی النسائی عن ابی بکر بن علی المروزی عنه وغیرهم روی عنه البخاری خمسة ومسلم اربعین مات سنہ ۲۳۵ھ

نمبر پانزدہم

عمر الوكيعي ثنا زيد بن الحباب ثنا الوليد بن عقبة بن نزار العنسي حدثني سماك بن عبيد بن الوليد العبسي قال دخلت على عبد الرحمٰن بن ابي ليلى فحدثني انه شهد عليا رضي الله عنه في الرحبة قال انشد الله رجلا سمع رسول الله صلعم وشهده يوم غدير خم الا قام ولا يقوم الا من قد راه فقام اثنا عشر رجلا فقالوا قد رأيناه وسمعناه حيث اخذ بيده يقول اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله فقام الا ثلاثة لم يقوموا فدعا عليهم فاصابتهم دعوته ۔

احمد بن عمر وکیعی نے وہ کہتے ہین حدیث بیان کی ہم سے زید بن حباب نے وہ کہتے ہین حدیث بیان کی ہم سے ولید بن عقبہ بن نزار عنسی نے کہا حدیث کی مجھسے سماک بن عبید بن ولید عبسی نے سماک کہتے ہین کہ داخل ہوا مین عبد الرحمن ابن ابی لیلی پر پس حدیث بیان کی مجھسے عبد الرحمن نے کہ وہ حاضر تھا علی بن ابیطالب کے پاس رحبہ (محلہ ہے کوفہ مین) مین کہا حضرت علی نے قسم دیکر اللہ کی جس آدمی نے رسول اللہ صلعم کو سنا ہو اور حاضر رہا ہو غدیر خم مین وہ کھڑا ہو جائے اور نہ کھڑا ہو مگر وہی شخص جسنے دیکھا ہو حضرت کو پس کھڑے ہوگئے بارہ آدمی پس اونہون نے کہا کہ ہم نے دیکھا ہے رسول اللہ کو اور سنا ہے رسول اللہ سے جبکہ پکڑا تھا اونہون نے ہاتھ کو علی کے اور فرما رہے تھے رسول اللہ کہ خداوندا دوست رکھ اوس شخص کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو اور نصرت کر اوسکی جو نصرت کرے علی کی اور رسوا کر تو اوسکو جو رسوا کرے علی کو پس کھڑے ہوگئے مگر تین آدمی نہ کھڑے ہوے پس بددعا کی اون پر علی نے پس اثر کر گئی بددعا اون پر

اور کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ مطبوعہ حیدرآباد مین امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے یہ حدیث مرقوم ہے۔

نمبر شانزدہم

(مسند زيد بن ابي اوفى) لما آخى النبي صلعم بين اصحابه قال علي لقد ذهب روحي وانقطع ظهري حين رأيتك فعلت باصحابك ما فعلت غيري فان كان هذا من سخط علي فلك العتبى والكرامة فقال رسول الله صلعم والذي بعثني بالحق ما اخترتك الا لنفسي وانت مني بمنزلة هارون من موسى

زید بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے صحابہ کے درمیان مین بھیاچارہ بنایا جناب علی کہنے لگے میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی جب مین نے آپکو دیکھا کہ آپ میرے سوا اپنے اصحاب مین رشتہ اخوت قائم کر رہے ہین۔ اگر یہ امر مجھپر کسی آپکی ناراضگی کی وجہ سے ہے تو اچھا جیسی آپکی مرضی ہے جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جسنے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ہم نے تجھے پیچھے چھوڑا تھا مگر خاص اپنی ذات کیلئے تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہین

غیر انه لا نبی بعدی و انت اخی و وارثی — اور تو میرا بھائی اور وارث ہے جناب علی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
قال و ما ارث منك یا رسول الله قال — میں حضور سے کیا ورثہ حاصل کرونگا حضرت نے ارشاد کیا
ما ورث الانبیاء من قبلی قال و ما ورث — مجھسے پہلے انبیا نے جو ورثہ پایا ہے۔ جناب علی نے عرض کیا
الانبیاء من قبلك قال کتاب الله و سنة — آپ سے پہلے انبیا نے کیا ورثہ پایا ہے فرمایا خدا کی کتاب اور
نبیهم و انت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة — نبی کی سنت اور تو جنت میں میرے ساتھ میرے قصر میں میری
ابنتی و انت اخی و رفیقی (احمد احمد) — فاطمہ کی معیت میں ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے۔

اور یہ حدیث مسند امام احمد کی جلد ثالث صفحہ ۲۸۵ سے نقل ہے اور اسی حدیث کو ترمذی نے عبد بن حمید کے طریق سے انس کی سند سے روایت کی ہے جسکے درمیان کے اسناد میں۔ عفان بن مسلم اور حماد بن سلمہ اور علی بن زید واقع ہیں امام احمد نے انہیں اسناد کے ساتھ براء بن عازب کی سند سے حدیث غدیر کی وارد کی ہے نقل ہو چکی۔ آگے یہی حدیث غدیر براء بن عازب کی سند کی صحیح ترمذی اور خصایص نسائی میں نہ ملیگی کیونکہ اسی حدیث میں حضرت عمر کا جناب علی علیہ السلام کو مبارکباد دینا مذکور ہے۔

صحیح ترمذی جلد ثانی ابواب تفسیر القرآن سورہ احزاب میں ہے۔

حدثنا عبد بن حمید نا عفان بن مسلم نا حماد بن سلمة نا علی بن زید عن انس بن مالك ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یمر بباب فاطمة ستة اشهر اذا خرج الی صلوٰة الفجر یقول الصلوٰة یا اهل البیت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا هذا حدیث حسن غریب

اور مسند امام احمد ج ۳ صفحہ ۲۸۵ میں ہے۔ حدثنا عبد الله عن ابی ثنا عفان ثنا حماد انا علی بن زید عن انس بن مالك رسول الله صلی الله علیه و (نمبر تقدیم) سلم کان یمر بباب فاطمة ستة اشهر اذا خرج الی الصلاة الفجر یقول الصلوٰة یا اهل البیت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا

روایت کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے کہا اونھوں نے حدیث کی ہم سے عفان نے کہا حدیث کی ہم سے حماد نے علی بن زید سے کہا اونھوں نے کہ انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلعم حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازہ پر چھ ماہ تک گذرتے جبکہ فجر کی نماز کے لئے نکلتے اور فرماتے نماز پڑھو اے اہل بیت سوائے اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ دور کرے تم سے رجس (گناہان پلیدی) کو اے اہل بیت اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا۔

اب پہلی حدیث غدیر براء بن عازب کی سند والی اور صحیح ترمذی اور مسند امام احمد کے حدیث مذکورہ کے رواۃ جن میں عفان حماد - علی بن زید واقع ہیں دیکھو

اسکے بعد اس حدیث مسند امام احمد کی جلد ششم صفحہ ۲۹۲ کو بھی منطبق کرو۔

حدثنا عبد الله حدثنی ابی ثنا عفان — عبد اللہ کہتے ہیں حدیث کی مجھسے میرے باپ نے
ثنا حماد بن سلمة قال ثنا علی بن زید عن (نمبر تحریم) — اونھوں نے عفان سے اونھوں نے حماد بن سلمہ سے کہا اونھوں
شهر بن حوشب عن ام سلمة ان رسول الله — نے حدیث کی ہم سے علی بن زید نے شہر بن حوشب سے

قال لفاطمۃ ائتنی بزوجك وابنيك	او سنے حضرت ام سلمہ سے کہا اونھون نے کہ رسول مقبول نے
فجاءت بهم فالقى عليهم كساء فدكيا قال	فرمایا فاطمہ سے کہ آؤ میرے پاس اپنے شوہر (علی) کو اور دونون
ثم وضع يده عليهم ثم قال اللهم	لڑکون (حسن حسین) کو بس لائین سیدہ اونکو بس ڈالدیا
ان هؤلاء آل محمد فاجعل	اون پر چادر فدکی پھر ہاتھ رکھا رسول اللہ نے اون سب پر
صلواتك وبركاتك على محمد وعلى	پھر کہا حضرت صلعم نے اے پروردگار عالم یہی آل محمد ہین
آل محمد انك حميد مجيد	پس قرار دے تو رحمت اور برکت اپنی اوپر محمد و آل محمد کے تحقیق
قالت ام سلمۃ فرفعت الكساء	کہ تو لائق حمد و ثنا ہے کہا ام سلمہ نے پس اوٹھایا مین نے
لادخل معهم فجذبه من يدى وقال	چادر کو تاکہ داخل ہون مین اونکے ساتھ پس کھینچ لیا چادر کو
انك على خير	میرے ہاتھ سے اور حضرت نے فرمایا تو خیر پر ہے۔

حدیث مذکورہ سے یہ امر بوجوہ کامل متحقق و مبین ہوگیا کہ کل امت جس مین کل صحابہ شامل ہین انہین محمد و آل محمد پر درود بھیجنے کے لئے نماز مین فرض کیا گیا ہے اور وہ مردون مین رسول اللہ کے بعد علی علیہ السلام ہین پھر اماین ہمامین جناب حسنین علیہما السلام ہین پھر جناب علی بن الحسین پھر اونکے بیٹے جناب امام محمد باقر علیہ السلام ہین جن سے حضرت جابر صحابی نے موافق فرمانے رسول اللہ کے حضرت کا سلام پہونچایا تھا۔ پھر اونکے بیٹے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ہین۔

اب ہم ہم موخر الذکر اماین ہمامین سے سورہ مائدہ کا کامل نازل ہونا اور پنجشنبہ کے روز نازل ہونا دکھاتے ہین۔

مجمع البیان علامہ طبرسی علیہ الرحمۃ مطبوعہ طہران صـ۲۷۸ مین ہے۔

عن ابی حمزة الثمالی قال	ابی حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہا کہ سنا مین نے اباعبداللہ
سمعت اباعبد الله (امام جعفر صادق)	امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا حضرت نے کہ نازل ہوا
يقول نزلت المائدة كملاً ونزل	سورہ مائدہ کامل جسکے ساتھ ستر ہزار فرشتے اترے تھے۔
معها سبعون الف ملك ـ عن ابى	جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ
جعفر محمد بن على قال من قرء سورة المائدة	مائدہ کی تلاوت ہر پنجشنبہ کو کریگا اوسکا ایمان ظلم اور شرک سے
فى كل يوم خميس لم يلبس ايمانه بظلم ولا يشرك ابداً	کبھی آلودہ نہوگا۔

اور صـ۲۸۱ تفسیر مذکورہ مین اور صـ۲۸۸ کتاب تشیید المطاعن جلد اول مطبوعہ مجمع البحرین لودھیانہ سنہ ۱۳۱۲ھ مین بتفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم مرقوم ہے (البتہ تفسیر مجمع البیان سے ۸۱ راتون والی عبارت سے ابتدا کی گئی ہے

وانه صلعم مضى بعد ذلك باحد و	بالتحقیق رسول اللہ صلعم گذرے بعد نازل ہونے آیہ الیوم کے

ا؎ زرقانی جلد ہفتم مطبوعہ مصر کے صـ پر امام شافعی کا یہ شعر مرقوم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امام شافعی امام احمد بن حنبل کے استاد تھے ونسب للامام الشافعی یا آل بیت رسول الله حبكم ٭ فرض من الله فى القرآن انزله ٭ يكفيكم من عظيم الفخر انكم ٭ من لم يصل عليكم لا صلاة له ٭

امام شافعی کہتے ہین کہ اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت کو خدا نے فرض کیا ہے۔ اور قرآن شریف اسکے لئے نازل کیا ہے۔ تمہارے مرتبہ کی بڑائی کے لئے یہی کافی ہے کہ جو شخص تمپر درود نہ پڑھے اسکی نماز نہین ہوتی ۱۲

قال لفاطمۃ ائتنی بزوجك وابنيك فجاءت بهم فالقى عليهم كساء فدكيا قال ثم وضع يده عليهم ثم قال اللهم ان هؤلاء آل محمد فاجعل صلواتك وبركاتك على محمد وعلى آل محمد انك حميد مجيد قالت ام سلمۃ فرفعت الكساء لادخل معهم فجذبه من يدی وقال انك على خير

اونہون نے حضرت ام سلمہ سے کہا اونہون نے کہ رسول مقبول نے فرمایا فاطمہ سے کہ آؤ میرے پاس بچے شوہر (علی) کو اور دونون لڑکون (حسن حسین) کو بس لائین سیدہ اونکو بس ڈالدیا اون پر چادر فدکی پھر ہاتھ رکھا رسول اللہ نے اون سب پر پھر کہا حضرت صلعم نے اے پروردگار عالم یہی آل محمد ہین پس قرار دے تو رحمت اور برکت اپنی اوپر محمد و آل محمد کے تحقیق کہ تو لائق حمد و ثنا ہے کہا ام سلمہ نے پس اوٹھایا مین نے چادر کو تاکہ داخل ہون مین اونکے ساتھ پس کھینچ لیا چادر کو میرے ہاتھ سے اور حضرت نے فرمایا تو خیر پر ہے۔

حدیث مذکورہ سے یہ امر بوجوہ کامل متحقق و مبین ہوگیا کہ کل امت جس مین کل صحابہ شامل ہین انہین محمدؐ و آل محمد پر درود بھیجنے کے لئے نماز مین فرض کیا گیا ہے اور وہ مردون مین رسول اللہ کے بعد علی علیہ السلام ہین پھر امامین ہُمامین جناب حسنین علیہما السلام ہین پھر جناب علی بن الحسین پھر اونکے بیٹے جناب امام محمد باقر علیہ السلام ہین جن سے حضرت جابر صحابی نے موافق فرمانے رسول اللہ کے حضرت کا سلام پہونچایا تھا۔ پھر اونکے بیٹے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ہین۔

اب ہم ہر دو موخر الذکر امامین ہمامین سے سورہ مائدہ کا کامل نازل ہونا اور پنجشنبہ کے روز نازل ہونا دکھاتے ہین۔

مجمع البیان علامہ طبرسی علیہ الرحمہ مطبوعہ طہران صفحہ ۲۷۵ مین ہے۔

عن ابی حمزة الثمالی قال سمعت اباعبد الله (امام جعفر صادقؑ) یقول نزلت المائدة كملاً ونزل معها سبعون الف ملك ۔ عن ابی جعفر محمد بن علی قال من قرء سورة المائدة فی كل یوم خمیس لم یلبس ایمانہ بظلم ولا یشرك ابداً

ابی حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہا کہ سنا مین نے اباعبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا حضرت نے کہ نازل ہوا سورہ مائدہ کامل جسکے ساتھ ستر ہزار فرشتے اترے تھے۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ مائدہ کی تلاوت ہر پنجشنبہ کو کریگا اوسکا ایمان ظلم اور شرک سے کبھی آلودہ نہوگا۔

اور صفحہ ۲۸۱ تفسیر مذکورہ مین اور صفحہ ۳۸۸ کتاب تشئید المطاعن جلد اول مطبوعہ مجمع البحرین لودہیانہ سنہ ۱۳۰۳ھ مین بتفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم مرقوم ہے (البتہ تفسیر مجمع البیان سے ۱۸ ساتون والی عبارت سے ابتدا کی گئی ہے

وانه صلعم مضى بعد ذلك باحد و

بالتحقیق رسول اللہ صلعم گذرے بعد نازل ہونے آیۃ الیوم کے

ؔ۱ زرقانی جلد ہفتم مطبوعہ مصر کے صفحہ ۷ پر امام شافعی کا یہ شعر مرقوم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امام شافعی امام احمد بن حنبل کے استاد تھے ونسب للامام الشافعیؒ یا آل بیت رسول الله حبكم ؛ فرض من الله فی القرآن انزله ؛ بكفیكم من عظیم الفخر انكم ؛ من لم یصلی علیكم لا صلاة له ؛

امام شافعی کہتے ہین کہ اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت کو خدا نے فرض کیا ہے۔ اور قرآن شریف اسکے لئے نازل کیا ہے۔ تمہارے مرتبہ کی بڑائی کے لئے یہی کافی ہے کہ جو شخص تمپر درود نہ پڑھے اسکی نماز نہین ہوتی ۱۲

ثمانین لیلۃ والمروی عن الاماماین ابی جعفر وابی عبد اللہ ع انہ انما نزل بعد ان نصب النبی صلعم علیاً علماً للانام یوم غدیر خم بعد منصرفہ عن حجۃ الوداع قالا وھو اٰخر فریضۃ انزلھا اللہ تعالیٰ ثم لم ینزلھا بعدھا فریضۃ ـ

اٹھاسی راتوں پر اور روایت کی گئی ہے دونوں اماموں یعنی امام جعفر صادق اور امام باقر علیہما السلام سے اس بارے کی کہ جز این نیست کہ نازل ہوئی آیت الیوم اکملت لکم دینکم بعد اسکے کہ منصوب کیا علی علیہ السلام کو سردار واسطے خلق کے غدیر خم کے روز وقت اپنے ... حجۃ الوداع کے پھر دو اماموں نے فرمایا کہ وہ آخری فریضہ تھا کہ نازل کیا تھا اسکو اللہ جلشانہ نے پھر اسکے بعد کوئی فریضہ نہیں نازل ہوا۔

اور نمبر (۳) ابن اسحاق اور نمبر (۵) واقدی اور نمبر (۰) ابن سعد کے بیان میں ۱۰ ذیحجہ یوم غدیر کو پنجشنبہ کا دن ہونا ثابت ہوچکا ہے اور یہی پنجشنبہ ۲۹ صفر تک ستر دن پر اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) تک ۸۱ یوم کامل پر پہونچتا ہے اور اسی گیارہ ربیع الاول کی شام سے یعنی شب دوازدہم ربیع الاول سے حضرت ابوبکر کی خلافت کا حساب حضرت عائشہ کی سند سے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تک دو سال تین مہینے دس شبوں تک متحقق ہوتا ہے جس میں ایک شبانہ روز کی مدت حضرت ابوبکر میں غلط اضافہ کیا گیا ہے یہ ایک شبانہ روز جناب علی علیہ السلام کی خلافت از روی وراثت نیز رسول اللہ کے ۱۸ ذیحجہ غدیر خم میں خداوند عالم کے حکم سے نصب فرمانے سے ہوچکی تھی

پس ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو پورا سورہ مائدہ کا نزول حتماً وجزماً ویقیناً ثابت ہوگیا۔

توثیق (امام احمد بن حنبل) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رجال مشکوۃ میں لکھتے ہیں ۔ الامام احمد بن حنبل ھو الامام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ھلال بن اسد الشیبانی منسوب الی شیبان ... ولد ببغداد فی ربیع الاول سنۃ اربع وستین ومائۃ ومات بھا سنۃ ۲۴۱ھ احد اربعین سنۃ کان اماماً فی الفقہ والحدیث والزھد والورع والعبادۃ ... الحرمین والشام والیمن والجزیرۃ وسمع الحدیث وکتب عن علماء ذلک العصر مثل اسمٰعیل بن علیۃ وھشیم بن بشیر ویزید بن ہارون ویحیی بن سعید القطان وعبد الرحمٰن بن مھدی وابو داود الطیالسی ووکیع بن الجراح وسفیان بن عیینۃ ومحمد بن ادریس الشافعی وعبد الرزاق بن ھمام وخلق کثیر سواھم وروی عنہ ابناہ صالح وعبد اللہ وابن عمہ حنبل بن اسحاق ومحمد بن اسمٰعیل البخاری ومسلم بن الحجاج النیسابوری وابو زرعۃ وابو حاتم وابو داؤد وخلق سواھم کثیر وفضائلہ کثیرۃ الخ

ایضاً کشف الظنون میں ہے ۔ مسند الامام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی سنہ ۲۴۱ھ ھو کتاب جلیل وان احمد بن حنبل شرط فیہ ان لا یخرج الا حدیثاً صحیحاً عندہ ۔

امام تقی الدین سبکی شفاء الاسقام فی زیارۃ خیر الانام میں فرماتے ہیں ۔ احمد رحمہ اللہ لم یکن یروی الا عن ثقۃ وقد صرح الخصم یعنی ابن تیمیۃ بذلک فی کتاب الذی صنفہ فی الرد علی البکری بعد عشر کراریس منہ قال ان القائلین بالجرح والتعدیل من علماء الحدیث نوعان منھم لم یرو الا عن ثقۃ عندہ کمالک وشعبۃ ویحیی بن سعید وعبد الرحمٰن بن مھدی واحمد بن حنبل وکذلک البخاری وامثالہ وقد کفانا الخصم بھذہ الکلام مؤنۃ تبیین ان احمد لا یروی الا عن ثقۃ انتہی (کہ) احمد نہیں روایت کرتے مگر ثقہ سے اور بیشک اس امر کی تصریح کی ہے خصم یعنی ابن تیمیہ نے چنانچہ کہا ہے کہ جو علمائے حدیث ارباب جرح وتعدیل ہیں انکی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو صرف ثقہ سے روایت کرتے ہیں جو ثقہ سے ہو جیسے مالک وشعبہ ویحیی بن سعید عبد الرحمٰن بن مھدی واحمد بن حنبل وعلیٰ ہذا البخاری وامثالہ (امام سبکی فرماتے ہیں) بیشک بسبب اس اعتراف خصم کے ہم اس امر کے مشقت ثبوت سے بچگئے کہ احمد نہیں روایت کرتے مگر ثقہ سے ۔

نمبر (۹) جامع صحیح بخاری محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرہ المتوفی ۲۵۶ھ

بخاری نے اپنے صحیح مین متعدد حدیثین رسول اللہ کے سفر حج فرمانے کی وارد کی ہین قبل اسکے نمبر (۱) ایک، زہری مین عروہ کے طریق حضرت عائشہؓ کی سند سے اور نمبر (۲) موسیٰ بن عقبہ مین حضرت ابن عباسؓ کی سند بت ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حجۃ الوداع کی نقل ہو چکی ہین - یہان دیگر طرق کی حضرت عائشہ کی سند سے نقل کیجاتی ہین جس سے بھی حضرت کا سفر حج فرمانا ۲۵ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر کے جبکہ پانچ راتین ذوقعدہ کی باقی تھین ثابت ہوتا ہے یعنی ۲۵ ذوقعدہ کی آنیوالی شب ۲۶ ذوقعدہ سے ۳۰ ذوقعدہ تک پانچ راتین ہوتی ہین -

باب الخروج آخر الشهر	باب آخر ماہ کے نکلنے کے بیان مین
قال البخاری حدثنا عبد الله بن	کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے
مسلمة عن مالك عن يحيى بن سعيد	مالک سے اوس نے یحییٰ بن سعید سے اونسے عمرۃ بنت عبد الرحمن
عن عمرة بنت عبد الرحمن انها سمعت عائشة	سے اونسے حضرت عائشہ سے کہا اونسے سنا مین نے حضرت
تقول خرجنا مع رسول الله صلعم لخمس	عائشہ سے کہ نکلے ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ جبکہ ذیقعدہ
ليال بقين من ذي القعدة قال يحيى	کی پانچ راتین باقی تھین اور یحییٰ نے کہا ہے کہ مین نے
فذكرت هذا الحديث للقاسم بن محمد -	اس حدیث کو قاسم بن محمد کے واسطہ سے بھی ذکر کیا ہے -
(باب بات بذي الحليفة)	باب ذوالحلیفہ مین شب بسر کرنیکے بیان مین
قال البخاری حدثنا عبد الله بن محمد	کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن محمد نے
حدثنا هشام بن يوسف اخبرنا ابن جريج	کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا خبر دی
حدثنا محمد بن المنكدر عن انس	ہمکو ابن جریج نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن منکدر
بن مالك قال صلى النبي صلعم بالمدينة	نے انس بن مالک سے کہا اونسے کہ نماز پڑھی رسول اللہ
اربعا و بذي الحليفة ركعتين -	نے مدینہ منورہ مین چار رکعت اور ذوالحلیفہ مین دو رکعت
باب الخروج بعد الظهر	باب بعد ظہر کے نکلنے کے بیان مین
قال البخاری حدثنا سليمان بن	کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب
حرب ثنا حماد بن زيد عن ايوب عن ابي	نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن زید نے ایوب سے
قلابة عن انس ان النبي صلعم بالمدينة	اونسے ابی قلابہ سے اوس نے انس سے کہ پڑھی رسول اللہ نے
الظهر اربعا والعصر بذي	مدینہ مین نماز ظہر چار رکعت اور ذوالحلیفہ مین عصر کی
الحليفة ركعتين -	دو رکعت پڑھی

روایات مذکورہ مین تاریخ سفر ۲۵ ذوقعدہ کا دن نہیں بتایا گیا لیکن انس کی روایت سے اوس تاریخ مین یوم جمعہ نہین تھا

جسکی تحقیق مین ابن اسحاق کے سند سے جو بخاری کے شیوخ کی حدیث مین ۱۲ ربیع الاول وفات النبی یوم دوشنبہ سے اور ۲۸ صفر چہارشنبہ مرض النبی کی مراجعت سے دور دو خانون کا ساتوان نقشہ جنتری حرف طا وظہری کا کثیر الوقوع ہے مرتب ہے جس سے ۲۵ ذوقعدہ دوشنبہ وسہ شنبہ محقق ہو چکا ہے دیکھو صفحہ ۱۲۳ کتاب ہذا۔

لیکن صحیح بخاری کتاب الاعتصام سے یہ روایت نقل کیجاتی ہے جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ کا دن بنایا گیا ہے اور جسکے مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ کو جمعہ ہوتا ہے۔

قال البخاری حدثنا الحمیدی حدثنا (اول)	کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے حمیدی نے
سفیان عن مسعر[۵۱] وغیرہ عن قیس[۵۲] بن مسلم	کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے مسعر وغیرہ سے اونے
عن طارق بن شہاب قال قال رجل	قیس بن مسلم سے اونے طارق بن شہاب سے کہا اونے کہ کہا
من الیہود لعمر یا امیر المومنین لو ان	ایک یہودی نے حضرت عمر سے کہ اگر آیہ الیوم اکملت لکم
علینا انزلت ہذہ الآیۃ الیوم اکملت	دینکم ہم پر نازل ہوتا تو ہم روز نزول کو عید قرار دیتے یہ
لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لاتخذنا	سنکر حضرت عمر نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ جس روز یہ آیہ نازل
ذلک الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم ای یوم نزلت ہذہ الآیۃ نزلت یوم عرفۃ فی یوم جمعۃ	ہوا وہ روز عرفات اور یوم جمعہ تھا۔
قال البخاری حدثنا محمد بن یوسف (دوم)	کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف نے
حدثنا سفیان عن قیس[۵۲] بن مسلم عن طارق	کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے قیس بن مسلم سے اونے
بن شہاب ان اناسا من الیہود فقالوا لو	طارق بن شہاب سے کہ چند یہودیون نے یہ بات کہی کہ اگر
انزلت ہذہ الآیۃ فینا لاتخذنا ذلک الیوم	یہ آیت ہم بنی اسرائیل مین نازل ہوتی تو ہم لوگ روز نزول
عیدا فقال عمر انی لاعلم ای مکان انزلت	کو عید قرار دیتے پس حضرت عمر نے کہا کہ مجکو معلوم ہے کہ آیت
ورسول اللہ صلعم واقف بعرفۃ۔	کہان نازل ہوئی اور رسول اللہ عرفات مین کھڑے تھے۔

حدیث اول مین سفیان نے مسعر سے اور حدیث دوم مین سفیان نے قیس سے روایت کی ہے سفیان اور مسعر دونون ایک دوسرے کے شیخ ہین اور مسعر اور قیس بن مسلم دونون مرجیا[۵۳] یعنی خوارج سے ہین۔ جسکے ثبوت کے لئے دیکھو حاشیہ صفحہ ہذا اور صحیح بخاری جلد ۳۔ باب تفسیر سورۃ المائدۃ مین یہ حدیث ہے۔

---

[۵۱] مسعر کا مرجیا ہونا (طبقات کبیر ابن سعد جلد ۶ مطبوعہ لیدن ۱۳۲۵ھ) مین ہے مسعر بن کدام ابن ظہیر بن عبید اللہ بن الحارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعۃ ویکنی ابا سلمۃ قال محمد بن عبد اللہ الاسدی توفی مسعر سنۃ ثلث وخمسین ومائۃ وقال ابو نعیم خمسا وخمسین ومائۃ الی ان قال وکان مرجیا فمات الخ۔

[۵۲] قیس بن مسلم بھی مرجیا مذہب کے جو خوارج مین داخل ہو چنانچہ (تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے) قیس بن مسلم الجدلی العدوانی ابو عمرو الکوفی روی عن طارق بن شہاب والحسن بن محمد بن الحنفیۃ ومجاہد وعبد الرحمن بن ابی لیلی ××× قال ابو داؤد کان مرجیا ×× صفحہ ۴۰۳ جلد ۸

[۵۳] مشکوۃ المصابیح (باب الایمان والقدر) مین ہے عن ابن عباس قال قال رسول صلعم صنفان امتی لیس لہما فی الاسلام نصیب المرجیۃ والقدریۃ۔

ملل ونحل عبد الکریم شہرستانی مین ہے الخوارج من ذلک والمرجیۃ والوعیدیۃ کل من خرج علی امام الحق الذی اتفقت الجماعۃ علیہ یسمی خارجیا الخ

(مطبوعہ مصر مطبع بولاق ص ۸۳ سنہ ۱۲۶۳ھ)

متن	ترجمہ
قال البخاری حدثنی محمد بن بشار حدثنا (سوم)	کہا بخاری نے حدیث بیان کی مجھسے محمد بن بشار نے
عبد الرحمن حدثنا سفیان عن قیس عن طارق	کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الرحمن نے کہا حدیث بیانکی
بن شہاب قالت الیہود لعمر انکم تقرؤن اٰیۃ لو نزلت	ہم سے سفیان نے قیس سے اونے طارق بن شہاب سے کہا
فینا لاتخذناها عیدا فقال عمر انی لاعلم حیث انزلت واین انزلت	اونے کہ یہودی نے عمر سے کہا کہ تم ایسی آیت پڑھتے ہو اگر وہ
واین رسول اللہ صلعم حین انزلت یوم	آیت ہم مین نازل ہوتی تو ہم روز نزول کو عید قرار دیتے
عرفۃ انا واللہ بعرفۃ	یہ سنکر عمر نے کہا مجکو معلوم ہے کہ کیون یہ آیت نازل ہوئی اور

؎۱ ترجمہ (عبد الرحمن) طبقات ابن سعد جلد ہفتم قسم دوم مین ہے "عبد الرحمن ابن مہدی ویکنی ابا سعید وکان ثقۃ کثیر الحدیث ولد سنۃ خمس وثلاثین ومائۃ ۱۳۵ھ وتوفی بالبصرۃ سنۃ ثمان وتسعین ومائۃ" یعنی عبد الرحمن ابن مہدی ثقہ اور حافظ حدیث ہے سنہ ۱۳۵ھ مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۹۸ھ مین فوت ہوگیا

؎۲ ترجمہ سفیان۔ طبقات ابن سعد جلد پنجم مین ہے "سفیان ابن عیینہ ابن ابی عمران ولد سنۃ ۱۰۷ھ سبع ومائۃ وکان اصلہ من اہل الکوفۃ ومات من رجب سنۃ ۱۹۸ھ ثمان وتسعین ومائۃ وکان ثقۃ ثبتا کثیر الحدیث حجۃ وہو ابن احد وتسعین سنۃ" یعنی سفیان ابن عیینہ سنہ ۱۰۷ھ مین پیدا ہوا سنہ ۱۹۸ھ مین اکانوے سال کی عمر مین فوت ہوگیا۔

ایضاً تہذیب الاسماء واللغات نووی مین ہے "سفیان ابن عیینہ ہو ابو محمد سفیان بن عیینہ وہو من تابعی التابعین سمع الزہری وعمرو بن دینار والسبیعی وعبد اللہ بن دینار ومحمد بن المنکدر وخلائق من التابعین وغیرہم روی عنہ الاعمش والثوری ومسعر وابن جریج وشعبۃ وہمام ووکیع وابن المبارک وابن مہدی الخ بطولہ قال سفیان قرأت القرآن وانا ابن اربع سنین وکتبت الحدیث وانا ابن سبع سنین الخ" سفیان ابن عیینہ نے کہا ہے کہ مین نے سات سال کی عمر مین حدیث لکھنا شروع کیا ہے۔ قیس بن مسلم کی وفات کے وقت سفیان تیرہ ۱۳ برس کا تھا اور سفیان وقیس دونون کوفی ہین صحابہ مین بعض سات سال کے تھے جب اونہون نے حدیثین سنی ہین۔ چنانچہ صحیح ترمذی مین ہے "والسائب بن یزید لہ صحبۃ قد سمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو غلام وقبض النبی صلعم والسائب ابن سبع سنین" اور سائب بن یزید کی آنحضرت سے صحبت ہے اسنے آنحضرت سے بچپن کی حالت مین سنا ہے آنحضرت فوت ہوے اسحال مین کہ سائب سات برس کا تھا (صحیح ترمذی جلد دوم ابواب الفتن)

ایضاً۔ تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے "سفیان بن عیینہ بن میمون العلامۃ الحافظ شیخ الاسلام ابو محمد الہلالی الکوفی" "قال عبد الرحمن ابن مہدی کان ابن عیینہ احفظ من حماد بن زید" "وقال ابن مہدی عند سفیان ابن عیینہ من المعرفت بالقرآن وتفسیر الحدیث مالم یکن عند الثوری" یعنی کہا ابن مہدی نے نزدیک سفیان ابن عیینہ کے معرفت بالقران اور تفسیر حدیث سے وہ مقدار ہے جو ثوری کے پاس نہین ہے

اور صحیح ترمذی جلد اول کتاب النکاح مین ہے "سمعت محمد بن المثنی یقول سمعت عبد الرحمن ابن مہدی یقول ما فاتنی الذی فاتنی من حدیث الثوری" کہا ترمذی نے سنا مین نے محمد بن مثنی سے کہتا تھا سنا مین نے عبد الرحمن ابن مہدی سے کہتا تھا کہ نہین فوت ہوئی مجھسے وہ چیز کہ فوت ہوی حدیث ثوری سے (اور راویون کی تین حدیثوں سے عبد الرحمن ابن مہدی کا سفیان الثوری سے اور سفیان (مجرد) یعنے ابن عیینہ سے علیحدہ علیحدہ روایت کرنا صحیح ہوتا ہے)

؎ اور صحیح ترمذی ابواب الحدود مین ہے "حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن ابن مہدی ثنا سفیان الثوری الخ" مرقوم ہے۔

؎ اور صحیح بخاری باب علامات النبوت مین ہے۔ "حدثنی عمرو بن عباس حدثنا ابن مہدی حدثنا سفیان عن محمد بن المنکدر عن جابر الخ" مرقوم ہے۔

؎ اور صحیح ترمذی جلد ثانی باب مناقب مین ہے "حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مہدی ثنا سفیان عن محمد بن المنکدر عن جابر بن عبد اللہ الخ" مرقوم ہے۔

روایت مذکورہ باب تفسیر مین ہے۔ اور سفیان ابن عیینہ اصحاب تفاسیر سے ہے اور سفیان ثوری ارباب تفاسیر سے نہین ہے اسلئے یہ سفیان (مجرد) ضرور سفیان ابن عیینہ ہے۔ جسکے ثبوت مین کشف الظنون جلد اول مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۳۳ سے ارباب تفاسیر کا یہ سلسلہ نقل ہے "محمد بن کعب القرظی المتوفی سنۃ ۱۱۷ سبع عشرۃ ومائۃ وقتادہ بن دعامۃ السدوسی المتوفی سنۃ ۱۱۷ سبع عشرۃ ومائۃ والربیع بن انس والسدی ثم بعد ہذہ الطبقۃ الذین صنفوا الکتب التفاسیر التی تجمع اقوال الصحابۃ والتابعین کسفیان ابن عیینۃ ووکیع بن الجراح وشعبۃ بن الحجاج ویزید بن ہارون وعبد الرزاق وآدم بن ابی ایاس واسحاق بن راہویہ وروح بن عبادۃ وعبد اللہ بن حمید وابو بکر بن ابی شیبۃ وآخرین سیاتی الخ"

قال سفیان واشك كان يوم الجمعة ام لا اليوم اكملت لكم دينكم۔

کیونکہ نازل ہوئی اور رسول خدا اوس وقت کہان پر تھے جب یہ آیت نازل ہوئی وہ دن عرفہ کا تھا اور نبی ﷺ عرفہ مین تھے سفیان کہتا ہے کہ مجھکو اس امر مین شبہہ ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم جو الیوم ہے وہ یوم جمعہ تھا یا نہین تھا۔

[illegible]

فرق رکھا ہے بلکہ خود عبد الرحمن ابن مہدی نے سفیان ثوری کو لفظ (ثوری) کی نسبت سے تمیز فقط ثوری سے استعمال کیا ہے جیسا کہ حاشیہ کی حدیثون مین گذرا

اور دوسرا سفیان ابن عیینہ جسکا نام مجرد (سفیان) سے اکثر روایت کے بھی آتا ہے۔ علاوہ اسکے یہان ابن مہدی کی روایت سفیان سے ہے اون سب روایتون مین سفیان (مجرد) ہے صرف بعض روایت سفیان ثوری سے ہے اسلئے صریح ثابت ہوتا ہے کہ سفیان مجرد سے مراد (ابن عیینہ) ہے

اول حدیث مین بھی سفیان مجرد ہے جس نے مسعر کے واسطہ اور قیس بن مسلم سے روایت کی ہے یہ سفیان ابن عیینہ ہے اور باقی بغیر واسطہ دوسرے سوم کے حدیثون مین سفیان نے قیس ابن مسلم سے روایت کی ہے یہ سفیان بھی وہی مذکور ہے جسکو بعض شارحین نے ثوری گمان کیا ہے لیکن تفسیری روایات مین سفیان ابن عیینہ مخصوص ہے جیسا کہ ثقات الفاظون سے معلوم کر چکے اسلئے نمبر سوم کی حدیث جو باب تفسیر سورہ مائدہ مین ہے اور عبد الرحمن ابن مہدی جس سفیان سے روایت کرتا ہے وہ مجرد واقع ہے جس کے لئے کوئی امتیازی فرق نہین لکھا اسلئے یہ سفیان بھی ابن عیینہ تصور کیا جاتا ہے جس نے اول حدیث مین یوم عرفہ کو جمعہ کا دن روایت کی ہے اور اس تیسری حدیث مین وہی سفیان (مجرد) عرفہ کے دن یوم جمعہ ہونے مین شک کرتا ہے۔

یوم عرفہ یعنی ۹ ذیحجہ کو جمعہ کے مشکوک ہونے کی وجہ ۲۵ ذو قعدہ کی روایت حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی ہے جس کو بخاری نے حضرت عائشہ کی سند سے متعدد طریقون کے ساتھ نیز حضرت عبد اللہ ابن عباس کی سند سے اور چوتھی ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ کی روایت کی ہے۔

اور روایت سفر حج مین ذیقعدہ کامل (۳۰ دن) محسوب کیا گیا ہے کیونکہ حضرت نے پانچ شبون باقی ماہ ذو قعدہ پر سفر فرمایا ہے جس مین ایک شب چھ میل ذو الحلیفہ مین جو میقات اہل مدینہ ہے بسر فرمائی یہان سے ظہر کے بعد مسلسل روانگی ہے اور دسوین منزل پر مکہ معظمہ ہے یوم عرفہ جمعہ والی روایت سے یکم ذیحجہ کو (پنجشنبہ) ہوتا ہے اصل مین یہی پنجشنبہ مشکوک ہے جسکی مراجعت سے ۲۵ ذو قعدہ یوم سفر حجۃ الوداع یعنی جمعہ کا دن ہوتا ہے اور حضرت نے ظہر کی چار رکعت کے بعد سفر فرمایا ہے تو لوگون نے (۲۶) ذو قعدہ کو

یوم (شنبہ) فرض کرکے ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) کے شام شب پنجشنبہ کو رویت ہلال قرار دیکر یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ بیان کیا ہے چونکہ چوتھی ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ ہے جو ۲۶ ذوقعدہ بعد ظہر کے مسلسل روانگی سے ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ ذوقعدہ کل تین شبانہ روز اور چوتھی ذیحجہ صبح کو کل سات شبانہ روز ہوتے ہیں یہ سفر دس منزلونکا ایک ہفتہ مین طے ہونا بالکل ناممکن ہے اسلئے سفیان عرفہ جمعہ ہونے مین شک کرتا ہے اور حضرت عائشہ اور ابن عباس کی روایت کامل ذوقعدہ سے ۳۰ ذوقعدہ (پنجشنبہ) کی شام شب جمعہ مین ہلال واقع ہوتا ہے اسی کو شیخ بارزی اور حافظ ابن کثیر نے اختیار کیا ہے (دیکھو حاشیہ صـ۴۲ کتاب ہذا) اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری مین نقل کیا ہے چنانچہ یکم ذیحجہ (جمعہ) سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو یوم (شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ کو (دوشنبہ) ہوا حسب [illegible] ذیحجہ، محرم، صفر کامل [illegible] کا لیکر یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) [illegible] ربیع الاول [illegible] آتے ہین دیکھو تقویم جنتری [illegible] جس مین ۲۸ صفر (دوشنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) واقع ہوتا ہے۔ [illegible] ذیحجہ عرفہ سے ۱۲ ربیع الاول تک [illegible] دن اور [illegible] ذیحجہ [illegible] ربیع الاول [illegible] ۲۵ [illegible] ہے۔ لیکن شارحین صحیح بخاری مثلاً علامہ عینی نے اپنے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اور علامہ[۵۱] قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین اور حافظ مغلطائی (یہ بھی شارح صحیح بخاری مین) نے اپنے سیرۃ المصطفےٰ المعروف بہ مغلطائی[۵۲] مین ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کو حضرت کا بیمار ہونا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو اسامہ بن زید کے لئے خود حضرت کا اپنے دست مبارک سے نشان علم بنا کر عطا فرمانا لکھا ہے۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔ جلد ۸ صـ۲۵۴ باب بعث النبی صلعم اسامۃ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ

وکان تجہز اسامۃ یوم السبت قبل موت النبی صلعم بیومین لانہ مات یوم الاثنین۔

قال ابن[۵۳] اسحاق لما کان یوم الاربعاء — ابن اسحاق نے کہا ہے کہ جب یوم چہارشنبہ (۲۸ صفر) کا

---

۵۱ اور علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں وارد کیا ہے۔ سریۃ اسامۃ بن زید الی اہل ابنی وکان یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ فلما کان یوم الاربعاء بدئ رسول اللہ صلعم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ ۵

یعنی سریہ اسامہ بن زید کا اہل ابنی کی جانب اور وہ ۲۶ صفر دوشنبہ سنہ ۱۱ھ تھا جب ۲۸ صفر چہارشنبہ ہوا تو سر درد تپ اور دردسر مین مبتلا ہوئے پس جب صبح ۲۹ صفر پنجشنبہ ہوا تو حضرت نے اسامہ کیلئے علم جنگ درست فرمایا ۵۲ سیرت مغلطائی مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۶ھ صـ۷۹ مین ہے۔ ثم سریۃ اسامۃ بن زید الی اہل ابنی یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ لغزو الروم وکان قبل ابیہ ثم عمر ابوبکر وعمر وابوعبیدۃ وسعد وسعید فلما کان یوم الاربعاء بدأ بالنبی صلعم وجعہ ۵ تیسرا سریہ اسامہ بن زید کا ابنی کے ۲۶ صفر دوشنبہ سنہ ۱۱ھ کو جبکہ چار راتین باقی رہین ماہ صفر کی واسطے جنگ روم کے جہان اسامہ کے باپ قتل ہوئے اور ساتھ اونکے ابوبکر اور عمر اور ابوعبیدہ و سعد و سعید کئے گئے جب یوم چہارشنبہ ۲۸ صفر ہوا تو حضرت تپ اور دردسر مین مبتلا ہوئے۔ ترجمہ مغلطائی (حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ سیوطی مین ہے۔ مغلطائی بن قلیج الحنفی الامام الحافظ علاء الدین ولد سنۃ تسع وثمانین وستمائۃ وکان حافظاً عارفاً بفنون الحدیث علامۃ فی الانساب لہ اکثر من مائۃ تصنیف کشرح البخاری وشرح ابن ماجۃ وغیر ذلک مات سنۃ ۷۶۲ھ

۵۳ الفاروق شبلی صـ۵ مین ہے ”محمد ابن اسحاق جو امام بخاری کے شیوخ حدیث مین داخل ہین اور مغازی و سیر کے امام مانے جاتے ہین“ ایضاً سہیلی کے روض الانف۔ جلد اول صـ۱ مطبوعہ مصر مین ہے قال ابن شہاب الزہری من اراد المغازی فعلیہ بابن اسحاق ذکرہ البخاری فی التاریخ × × عن شعبۃ بن الحجاج انہ قال ابن اسحاق امیر المومنین یعنی فی الحدیث الخ ایضاً الفاروق مرزا حیرت مطبوعہ دہلی سنہ ۱۸۹۶ء صـ۲۴۹ مین ہے۔ زہری کہتا ہے جو شخص ابتدائی مسلمانونکی فتوحات دیکھنا چاہتا ہے اس سے کہہ کہ وہ ابن اسحاق کی کتاب دیکھے اسکے علاوہ خود بخاری بھی اپنی تاریخ مین اسکا قول نظیراً بیان کرتا ہے۔ یا اسکے قول کا حوالہ دیتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے جو شخص مسلمانون کے ابتدائی فتوحات کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے اسے لازم ہے کہ ابن اسحاق کی کتاب پڑھے۔

لليلتين بقيتا من صفر بدی برسول	کہ دو راتین ۱ صفر کی باقی رہگئین آیا تو رسول اللہ صلعم کو
الله صلعم وجعه فخم وصدع فلما	درد سر اور تپ کا آغاز ہوا اور ۲۹ صفر پنجشنبہ کو سرکار
اصبح يوم الخميس عقد لاسامة لواء	نے اسامہ کے لئے اپنے دست مبارک سے لوا بنایا
بيده	بنایا۔

پس یکم ربیع الاول ۱۱ھ کو یوم جمعہ تھا جسکو تین مہینے کامل سے پنجشنبہ لایا گیا ہے یہ ۹ صفر کا پنجشنبہ یکم ربیع الاول مین آنا محالات سے ہے۔ اسی ۲۹ صفر پنجشنبہ کے مراجعت سے ۸ ذوالحجہ کو پنجشنبہ واقع ہوتا ہے اور ۹ ذوالحجہ اور ۵ ذوالحجہ بعدہ کو سہ شنبہ) پس عرفہ ۹ ذوالحجہ کا جمعہ بالکل غلط اور باطل ہے کیونکہ جمعہ سے منگل تک پانچ دن اور منگل سے جمعہ تک چار روز کا فاصلہ واقع ہوتا ہے۔

ابن جریج جو معاصر ابن اسحاق اور بخاری کے شیوخ حدیث مین داخل ہین جنہون نے بعد نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم اکیاسی[81] شب ٹھہرنا اور اکیاسیوین[81] دن وفات النبی ہونا اپنے تفسیر مین روایت کی ہے جس مین کسی تاریخ و دن کی قید نہین ہے۔ لیکن بعض محدثین نے روایت مذکورہ مین تصرف کرکے یوم عرفہ بڑھا یا ہے چنانچہ علامہ عینی حنفی اپنے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مجلد ہشتم کے صفحہ ۵۸۴ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین تحریر فرماتے ہین۔

قال ابن جريج وغيره واحد مات رسول الله صلى	ابن جریج وغیرہ نے کہا ہے کہ وفات پائی
الله عليه وسلم بعد يوم عرفة باحد ثمانين يوما	رسول اللہ صلعم نے بعد یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ سنہ ۱۰) اکیاسی دن

اور ۹ ذوالحجہ عرفہ سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک اوناسی[79] دن اور دوم ربیع اول (سنیچر) کو اکیاسی دن ہوتے ہیں جسکو خود علامہ عینی نے ابن اسحاق کی سند سے بیان کیا ہے پس دوشنبہ کا دن نہ آنے سے عرفہ کا نزول آیہ اکمال دین غلط اور باطل ہوگیا۔۔

اور ۸ ذوالحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ستر[70] دن یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۹ ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۰ ربیع الاول (یکشنبہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کل اکیاسی[81] دن کامل ہوگئے جس سے مدت خلافت ابوبکر کی حدیث عائشہ کے مطابق ملتی ہے

اب اصل حدیث ابن جریج کے تفسیر کی تفسیر جامع البیان طبری سے نقل کیجاتی ہے جس مین کسی خاص تاریخ کی قید نہین ہے یہی روایت ابن عباس والی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابن جریج کو مجاہد تابعی سے پہونچی اور مجاہد اصحاب ابن عباس سے ہین اور ابن جریج حضرت ابن عباس سے بھی روایت کرتے ہین اسلئے کہ اونکے باپ (عبدالعزیز) نے ابن عباس سے روایت کی ہے اونھون نے اپنے باپ سے۔

آخر عمر رسول اللہ کی مدت والی روایت تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ صفحہ ۴۵ مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ مین یہ ہے۔

قال ابن جرير حدثنا القاسم قال ثنا الحسين	ابن جریر کہتے ہین کہ حدیث کی ہم سے
قال ثنی حجاج عن ابن جريج قال مكث النبي صلعم	قاسم نے کہا حدیث ہم سے حسین نے کہا حدیث کی مجھ سے

بعد ما نزلت هذه الآية احدى و ثمانين ليلة قوله اليوم أكملت لكم دينكم۔

حجاج نے ابن جریج سے روایت کی ہو کہ ٹھرے رسول اللہ صلعم بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی ۸۱ شب

حدیث مذکورہ ابن جریج کو مجاہد سے اونکو ابن عباس سے پہونچی جسکے تائید کی یہ روایتین اوسی تفسیر جامع البیان طبری سے رواۃ مذکورہ کی اسی جلد ششم سے نقل کیجاتی ہین۔

اول حدیث جلد ۶ صـ۳ پارہ ۶ سورۃ النساء حدثنا القاسم قال ثنا الحسين قال ثنا حجاج عن ابن جريج عن مجاهد الا من ظلم الآية - ايضاً القاسم بن الحسن قال حدثنا الحسين قال حدثني حجاج عن ابن جريج عن مجاهد قوله واذا استقى لقومه قال خافوا الظمأ في تيههم حين تاهوا فانفجر لهم الحجر اثنتي عشرة عيناً ضربه موسى قال ابن جريج قال ابن عباس الاسباط بنو يعقوب كانوا اثنا عشر رجلاً كل واحد منهم ولد سبطاً۔

ايضاً القاسم ثنا الحسين قال حدثني حجاج عن ابن جريج قال قال ابن عباس الطور الجبل الذي انزلت عليه يعني على موسى التوراة وكانت بنو اسرائيل اسفل منه۔

اور اوسی تفسیر جامع البیان طبری مین یہ حدیث ہے جسکو ابن جریج (مذکور) نے مجاہد (تابعی) کی سند سے آیہ کریمہ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم الیوم اکملت لکم دینکم کو ان الفاظ تک بیان کیا ہے جس سے ہمارے ثبوت مین مزید اضافہ ہوتا ہے کہ مجاہد کی روایت ذیل جو غدیر خم کی ہے اوسی روز پوری آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ قال ابن جرير حدثنا القاسم قال ثنا الحسين قال ثني حجاج عن ابن جريج قال مجاهد اليوم يئس الذين كفروا من دينكم اليوم اكملت لكم دينكم هذا حين فعلت (۱) قوله قال ابن جريج كذا في النسخ ولم يذكر المقول ولعله سقط من قلم الناسخ وليست هذه الزيادة في الدر المنثور للسيوطي

احادیث موصوفہ مین رواۃ مذکورہ سے ابن جریج کو مجاہد اور ابن عباس رض سے پہونچنا واضح ہوگئی پس آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونیکے بعد اکیاسی ۸۱ شب ٹھرنے کی روایت جو ابن جریج کی ہے وہ مجاہد اور ابن عباس کے سند کی متحقق ہوگئی۔

اور ابن عباس رض کے سند سے آیہ مبارکہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کا نزول یوم غدیر خم (۱۸ ذیحجہ) کو ثابت ہو چکا ہے۔

اور اسی ۱۸ ذیحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی ۸۱ یوم کامل ہوتے ہین اسلئے آیہ اکمال دین کا نزول غدیر خم مین بعد نزول آیہ تبلیغ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ الآیہ کے مطابق آتا ہے جیسا کہ مجاہد تابعی کی یہ یہ روایت مع تکبیر اور شکریہ کے نقل کیجاتی ہے جس روایت کو سید شہاب الدین احمد نے توضیح الدلایل مین امام صالحانی کی سند سے وارد کیا ہے جو عبقات الانوار غدیریہ کے جلد ثانی اور ارجح المطالب مولوی عبید اللہ امرتسری مطبوعہ لاہور کے صـ۵۶۸ سے نقل ہے

۱؎ توثیق (حجاج) طبقات ابن سعد جلد ۷ مین ہے - الحجاج بن محمد الاعور ويكنى ابا محمد مولى لسليمان بن مجالد اميراب جعفر المنصور امير المومنين مات سنة ۲۰۶ و ست ومائتان تقة كثير الحديث عن ابن جريج۔

۲؎ توثیق ابن جریج طبقات ابن سعد ج ۵ مین ہے ۔ عبد الملك بن عبد العزيز ابن جريج قال محمد عمر و مات ابن جريج سنة ۱۵۰ خمسين ومائة وهو ابن ست وسبعين سنة وكان ثقة كثير الحديث۔

ايضاً الاكمال في اسماء الرجال مشكوة مین ہے ۔ ابن جريج اسمه عبد الملك بن عبد العزيز بن جريج المكي الفقيه احد الاعلام روى عن مجاهد وابن مليكة وعطا وعكرمة وعنه جماعة ايضاً عبد العزيز ابن جريج المكي روى عن عائشة وابن عباس وعنه ابنه الفقيه عبد الملك وحضيف۔

قولہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا باسناد المذکورۃ عن مجاھد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نزلت ھذہ الآیۃ بغدیر خم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وبارک وسلم اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی رواہ الصالحانی۔[۵۲]

یعنی آج کے روز کامل کیا میں نے تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کردی تم پر نعمت اپنی الخ باسناد مذکورہ ماقبل مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت مقام غدیر خم میں نازل ہوئی پس فرمایا رسالتمآب صلعم نے کہ اللہ اکبر (خدا کا شکر ہے) اکمال دین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پر کہ خداوند عالم میری رسالت اور علی کی ولایت سے راضی ہوا روایت کیا ہے اسکو امام صالحانی نے

اور علامہ نظام نیساپوری تفسیر غرائب القرآن[۵۳] ورغائب الفرقان مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ جو تفسیر جامع البیان طبری کے حاشیہ پر طبع ہے صفحہ ۱۷۰ پر لکھتے ہیں۔

یا ایھا الرسول بلغ عن ابی سعید الخدری ان ھذہ الآیۃ نزلت فی فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ وکرم اللہ وجہہ یوم غدیر خم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من

ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیہ جناب علی بن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت میں بروز غدیر خم نازل ہوا اور اسکے نزول پر رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ پس حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام کو مبارکباد دی

---

[۵۱] توثیق (مجاہد) امام محی السنۃ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں فرماتے ہیں۔ ما نقلت فیہ من التفسیر عن عبد اللہ بن عباس رض حبر ہذہ الامۃ ومن بعدہ من التابعین ائمۃ السلف مثل مجاہد وعکرمۃ وعطا ابن رباح والحسن البصری رض وقتادہ وابی العالیۃ ومحمد بن کعب القرظی وزید بن اسلم والکلبی وضحاک ومقاتل بن حبان ومقاتل بن سلیمان۔ (ترجمہ) میں نے اپنے کتاب تفسیر معالم التنزیل میں) جو احادیث تفسیر یہ نقل کی ہیں یہ وہ روایات ہیں کہ جو حبر امت حضرت عبد اللہ بن عباس اور انکے بعد تابعین آئمہ سلف مثل مجاہد وعکرمہ وعطا ابن ابی رباح وحسن بصری وقتادہ وابو العالیہ ومحمد بن کعب قرظی وزید بن اسلم وکلبی وضحاک ومقاتل بن حبان ومقاتل بن سلیمان وغیرہم سے مروی ہیں۔ ایضاً طبقات جلد پنجم میں ہے۔ قال یحییٰ بن سعید القطان مات مجاہد اربع ومائۃ ۱۰۴ھ وکان فقیہا عالما ثقۃ کثیر الحدیث ایضاً کشف الظنون جلد اول صفحہ ۲۳۰ میں ہے اما المفسرون من التابعین فمنہم اصحاب ابن عباس وہم علماء المکۃ المکرمۃ ومنہم مجاہد وعکرمۃ المتوفی ثلاث ومائۃ ۱۰۳ھ قال عرضت القرآن علی ابن عباس رض ثلاثین مرۃ اعتمد علی تفسیرہ الشافعی والبخاری۔

[۵۲] امام صالحانی یہ ساتویں صدی کے اعلام اخیار سے ہیں چنانچہ علامہ سید شہاب الدین احمد توضیح الدلایل میں انکی نسبت فرماتے ہیں۔ الامام العالم الادیب الاریب المحلی بسجایا المکارم الملقب بین الاجلۃ الائمۃ الاعلام بمحیی السنۃ وناصر الحدیث ومجدد الاسلام العالم الربانی العارف السبحانی سعد الدین ابوحامد محمود بن محمد بن حسین بن یحییٰ الصالحانی یعنی امام عالم ادیب صاحب مکارم با اخلاق عالم ربانی عارف سبحانی (الصالحانی) جو مابین اجلہ ائمہ اعلام القاب ناصر الحدیث محیی السنۃ مجدد الاسلام سے ملقب کئے جاتے ہیں الخ

اور شاہ سلامت اللہ بدایونی ثم کانپوری اپنے کتاب (معرکۃ الآرا) میں مخاطب شیعہ کی طرف فرماتے ہیں کہ روایت صالحانی کہ از توضیح الدلایل سید شہاب الدین بتجشم نقلش پرداخت مصداق اہل سنت ومکذب مزعوم شیعہ است چہ از روایات مذکورہ چون آفتاب نیمروز درخشان است کہ سنیان از مناقب ومدایح شاہ مردان زیادہ تر از شیعان روایت کردہ اند (منقول از عبقات مذیر)

[۵۳] کشف الظنون میں ہے۔ غرائب القرآن ورغائب الفرقان فی التفسیر للعلامۃ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین القمی النیساپوری المعروف بنظام الاعرج الخ ۱۲

عاداہ فلقیہ عمر رض و قال هنیأ لك یا ابن ابی طالب اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنۃ وھو قول ابن عباس والبراء ابن عازب و محمد بن علی

اور کہا کہ مبارک ہو اے ابن ابیطالب کہ تم آج سے جمیع مومنین و مومنات کے مولی ہو گئے اور یون ہی عبد اللہ بن عباس اور براء بن عازب اور امام محمد باقر سے مروی ہے)۔

اور براء بن عازب نے حدیث غدیر کو بقید تاریخ و دن و مہینہ و مقام کے روایت کی ہے جسکو شیخ جمال الدین محمد بن یوسف زرندی نے اپنے کتاب نظم درر السمطین[1] فی فضائل المصطفی والمرتضی والبتول والسبطین مین وارد کیا ہے اور جو عبقات الانوار غدیر جلد ثانی ص۱۹۲ سے نقل ہے۔

روی الامام الحافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیھقی رحمہ اللہ بسندہ الی البراء بن عازب قال اقبلنا مع النبی صلی اللہ علیہ و سلم فی حجۃ الوداع حتی اذا کنا بغدیر خم یوم الخمیس ثامن عشر من ذی الحجۃ فنودی فینا الصلوۃ جامعۃ و کسح للنبی صلی اللہ علیہ وسلم تحت شجرتین فاخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید علی ثم قال لست اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلی قال الست اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلی قال الیس ازواجی امھاتکم قالوا بلی فقال رسول اللہ صلعم فان ھذا مولی من انا مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ فلقیہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعد ذلك فقال لہ ھنیا لك یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولی کل مومن و مومنۃ۔

امام حافظ بیہقی نے بسند خود براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ نبی صلعم کے ساتھ حجۃ الوداع سے چلے حتی کہ غدیر خم مین ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ کے روز وارد ہوئے پس الصلوۃ جامعہ کی ندا دیگئی اور آنحضرت کے لئے دو درختون کے بیچ سفائی کی گئی منبر تیار کیا گیا پس آنحضرت صلعم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑکر لوگون سے ارشاد کیا کہ کیا مین مومنین کے لئے اونکے نفوس سے اولی نہین ہون سب نے عرض کیا بیشک پھر فرمایا کیا مین ہر مومن کیلئے اوسکے نفس سے اولی نہین ہون سب نے عرض کیا کہ بیشک پھر فرمایا آنحضرت نے کیا میری بیبیان تمھاری مان نہین ہین سب نے کہا بیشک ہین پس فرمایا آنحضرت نے کہ جسکا مین مولا ہون اوسکا یہ (علی) مولا ہے خداوندا دوست اوسکو رکھ جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اوسکے بعد ہی حضرت عمر بن خطاب نے حضرت علی سے ملکر مبارکباد دی اور کہا کہ خوشی ہو تمکو اے ابوطالب کے بیٹے صبح کی تم نے اور شام کی تم نے در آنحالیکہ کل مومن و مومنہ کے مولا ہوئے۔

یہی ۱۸ ذیحجہ کا (پنجشنبہ) آگے یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹ صفر کو سنہ ۱۱ھ دن پر منتہی ہوتا ہے اور پلٹنے سے ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو

[1] ذکر کتاب (درر السمطین) کشف الظنون مین ہے۔ درر السمطین فی فضائل المصطفی والمرتضی والبتول والسبطین للشیخ جمال الدین محمد بن یوسف الزرندی محدث الحرم النبوی المتوفی خمسین سبعمائۃ ۷۵۰ھ۔ (کشف الظنون ج۔ اول ص۴۳۵)

(سہ شنبہ) اور یہی (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول کو بیاسی[۸۲] روز پر پہونچتا ہے یعنی ۱۸ ذیحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک ۸۱ دن اور ۱۲ ربیع الاول تک بیاسی[۸۲] دن ہوتے ہیں پس ۱۸ ذیحجہ غدیر خم کو پنجشنبہ کے دن آیہ بلغ ما انزل الیک کے بعد آیہ الیوم اکملت[۱] نازل ہوا جیسا کہ مجاہد تابعی کی روایت سے ثابت ہو کر مطابق ہو گیا اور ۹ ذیحجہ جمعہ و سہ شنبہ جو اس سے یوم جمعہ کی روز کے فصل سے غلط اور باطل ہو گیا۔

اور مفسرین نے جو یوم عرفہ یوم جمعہ بعد عصر کے نازل ہونیکی روایت کی ہے جس سے عید جمعہ قرار دیتے ہیں وہ وقت بعد عصر کے شب شنبہ سے اتصال کرتا ہے جسکو (عشیہ شنبہ) کہینگے جسکی اکیاسیویں[۸۱] شب (شب سہ شنبہ) اور اکیاسیوان روز (شنبہ) ہوا اگر عرفہ کے دن (پنجشنبہ) ہو تو بعد عصر کے (عشیہ جمعہ) ہوتا اسلئے بھی سفیان اس عرفہ جمعہ مین شک کر گیا جو ہونا بھی چاہئے اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ کے وفات کی تاریخ مین پیچیدگیان ڈالی گئین اور صحیح روایتون کو اسی یوم عرفہ جمعہ کے پردہ مین رکھکر بسند ضعیف ولا یصح (تفسیر در منثور سیوطی وغیرہ) کہا گیا جیسا کہ اتقان[۱] فی علوم القرآن سیوطی جلد اول مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۶ھ کے صفحہ ۲ مین ہے۔

واخرج ابو عبید عن محمد بن کعب	ابو عبید نے محمد بن کعب سے روایت کی ہے کہ
قال نزلت سورة المائدة فی	سورۂ مائدہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ اور مدینہ (یوم
حجة الوداع فیما بین مکة والمدینة	غدیر خم مین) کے نازل ہوا اوسی سورہ مین آیہ الیوم اکملت
(منها) الیوم اکملت لکم دینکم	لکم دینکم ہے جو صحیح (بخاری) مین حضرت عمر سے مروی
فی الصحیح عن عمر انها نزلت عشیة عرفة	ہے کہ اسکا نزول عشیہ عرفہ جمعہ کے دن سال حجۃ الوداع
یوم الجمعة عام حجة الوداع	مین ہوا جو بہت طریقون سے مروی ہے لیکن ابن مردویہ
له طرق کثیرة لکن اخرج	نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ الیوم اکملت
ابن مردویه[۲] عن ابی سعید	لکم دینکم یوم غدیر مین نازل ہوا۔ اور یہی مضمون ابوہریرہ
الخدری انها نزلت یوم غدیر	سے بھی مروی ہے اوسمین یہ زیادتی ہے کہ وہ اٹھارہوین
خم واخرج مثله حدیث	ذیحجہ تھی زمانہ مراجعت مین حجۃ الوداع کے اور یہ دونون
ابی هریرة وفیه انه الیوم الثامن	صحیح نہین ہین اور اسی سورہ مین آیہ واللہ یعصمک
عشر من ذی الحجة مرجعه من حجة الوداع	من الناس ہے جسکی نسبت صحیح ابن حبان[۳] مین ابوہریرہ سے

[۱] کشف الظنون مین ہے۔ الاتقان فی علوم القرآن للشیخ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنۃ احدی عشرۃ وتسعمائۃ سنہ ۹۱۱ھ
[۲] طبقات الحفاظ جلال الدین سیوطی مین ہے۔ ابن مردویہ الحافظ الکبیر العلامہ ابوبکر احمد بن موسی بن مردویہ الاصبہانی صاحب التفسیر والتاریخ والمستخرج علی البخاری سمع ابا سہل بن زیاد القطان وخلقا وکان قیما بہذا الشان بصیرا بالرجال طویل الباع ملیح التصانیف ولد سنۃ ۳۲۳ مات سنہ ۴۱۰ھ۔
[۳] کشف الظنون حصہ اول صفحہ ۱۶۶ بذکر (تاریخ) مذکور ہے۔ ابن حبان محمد البستی الحافظ المتوفی سنہ ۳۵۴ھ اربع وخمسین وثلثمائۃ۔
ایضاً الاکمال فی اسماء الرجال مین ہے۔ ابو حاتم محمد بن حبان البستی حافظ جلیل کثیر التصانیف حدث عن ابی خلیفۃ وابی یعلی وغیرہما۔
ایضاً شیخ جمال الدین عبد الرحیم بن الحسن اسنوی کے طبقات فقہائے شافعیہ مین ہے۔ ابو حاتم محمد بن حبان الامام الحافظ مصنف الصحیح وغیرہ رحل الی الآفاق کان من اوعیۃ العلم لغۃ وحدیثا وفقہا ووعظا ومن عقلاء الرجال قالہ الحاکم وقال ابن السمعانی امام عصرہ الخ۔

وکلاہما لا یصح (وصحّہا) وعنہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس فی صحیحہم رجاۃ عن ابی ہریرۃ المالویت فی الاسعو — مروی ہے کہ یہ آیت سفر مین اتری

محمد ابن کعب قرظی کی روایت سورۂ مائدہ کے نزول کی اور ابو سعید خدری اور ابوہریرہ کی روایت آیہ اکمال دین کے نزول یوم غدیر خم ۱۸ ذی الحجہ یعنی درمیان مکہ و مدینہ کے پوری مطابق ہوگئی لیکن آیہ اکمال دین کی اسوجہ سے صحیح نہین ہے کیونکہ صحاح مین حضرت عمر سے اس آیہ مبارکہ کا نزول عشیہ عرفہ جمعہ مین ہونا مروی ہے۔

یہ وہی روایت ہے جو قبل اسکے نقل ہوچکی اور جس مین یوم جمعہ مشکوک بیان کیا گیا ہے جس سے یکم ذیحجہ پنجشنبہ مشکوک ثابت ہوچکا ہے۔

اور حافظ ابن کثیر بھی اپنے تفسیر جلد سیوم ص۱۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۰ھ مین وہی دونون صحیح روایتین لکھکر اسی حدیث حضرت عمر سے غیر صحیح کہتے ہین وہ یہ ہین۔

(اس حدیث مین حضرت عمر کی روایت قابل احتجاج نہین ہوسکتی کیونکہ غرض مشترک شامل ہے)

وقد روی ابن مردویہ من طریق ابی	ابن مردویہ نے ابی ہارون عبدی کے واسطہ ابو سعید
ہارون العبدی عن ابی سعید الخدری	خدری کی سند سے روایت کی ہے کہ یہ آیت الیوم اکملت
انہا نزلت علی رسول اللہ صلعم یوم غدیر	لکم دینکم رسول اللہ پر اوسوقت نازل ہوی جبکہ حضرت
خم حین قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ	نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا اور ایسے ہی ابوہریرہ
ثم رواہ عن ابی ہریرۃ وفیہ انہ الیوم الثامن	سے مروی ہے کہ وہ تاریخ اٹھارہوین ذیحجہ تھی یعنے
عشر من ذی الحجۃ یعنی مرجعہ علیہ السلام من حجۃ الوداع	حجۃ الوداع کے مراجعت مین اور یہ صحیح ہے اور نہ وہ صحیح
ولا یصح ولا ہذا ولا ہذا بل الصواب الذی لا	ہے بلکہ ایسا حق جسمین شک و اشتباہ نہین ہے وہ
شک فیہ ولا مریۃ انہا نزلت یوم عرفۃ	یہ ہے کہ یہ آیت بروز عرفہ نازل ہوی اور وہ جمعہ کا
وکان یوم جمعۃ۔	دن تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱۸ باب مرض النبی ص۹۵ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۰ھ مین جہان امام سہیلی کے وفات النبی ۱۲ ربیع الاول کے اشکال کا ذکر کیا ہے کہ عرفہ جمعہ یعنی یکم ذیحجہ پنجشنبہ سے اگر تینون مہینے ذیحجہ، محرم، صفر خواہ ۳۰، ۳۰ خواہ ۲۹، ۲۹ یا ایک ۳۰ اور ایک ۲۹ لئے جائین تو کسی صورت کسی شکل سے ۱۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) نہین آتا اسکا یہ جواب دیا گیا ہے۔

واجاب البارزی ثم ابن کثیر باحتمال وقوع	علامہ بارزی اور حافظ ابن کثیر نے اسکا یہ جواب دیا
الاشہر الثلاثۃ کوامل وکان اہل مکۃ	ہے کہ ہوسکتا ہے تینون مہینے پورے ۳۰ دن کے ہون
والمدینۃ اختلفوا فی رویۃ ہلال	مگر اہل مکہ و مدینہ مین اختلاف ہوا ہو باین طور کہ اہل مکہ
ذی الحجۃ فراہ اہل مکۃ لیلۃ الخمیس	نے ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) کی شام شب پنجشنبہ مین ذیحجہ
ولم یراہ اہل المدینۃ الا لیلۃ الجمعۃ	کا چاند دیکھا اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کی شام

محمد ابن الوقفہ برؤیۃ اھل مکۃ جمعوا الی المدینۃ فاخبروا برؤیۃ اھلھا وکان اول ذی الحجۃ الجمعۃ۔

شب جمعہ کو تو بسبب رویت ہلال اہل مکہ نے دیکھا جب مدینہ آئے تو وہاں کی رویت جمعہ پہلی ذی الحجہ قرار پائی۔ (اسکی تفصیل دیکھو حاشیہ اسی کتاب پر)

جب اہل مدینہ کی رویت سے یکم ذی الحجہ (جمعہ) تو ۹ ذی الحجہ عرفہ کو (شنبہ) اور ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم مابین مکہ ومدینہ کے (دوشنبہ) ہوا جو اسی تاریخ واقع یوم غدیر خم میں محمد ابن کعب قرظی کی روایت سے سورہ مائدہ نازل ہوا جسکی یہ روایت تائید کرتی ہے۔

سیرۃ المصطفیٰ حافظ علاء الدین مغلطائی صفحہ ۶ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۶ھ میں ہے۔

وذکر یعقوب عن ابن عباس نزلت سورۃ المائدۃ یوم الاثنین۔

یعقوب نے ابن عباس کی سند سے ذکر کیا ہے کہ سورۂ مائدہ بروز دوشنبہ نازل ہوا۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی جو اس درجہ کے ہیں کہ انکی شرح صحیح بخاری[1] متن بخاری کا حکم رکھتی ہے اپنے فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ صفحہ ۱۹۸ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۲ھ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم میں جو سورہ مائدہ کی تفسیر میں ہے مثل بخاری کے سورۂ مائدہ کے ذکر کو چھوڑ کر صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کو اس طرح وارد کیا ہے (پوری روایت اسکے بعد لکھی جائے گی جسمیں سورہ مائدہ بھی ہے)

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لھیعۃ عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ نزلت یوم الاثنین۔

طبری نے ابن لہیعہ کے طریق اور ابن عباس کی سند سے روایت کی ہے کہ تحقیق یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم دوشنبہ کے دن نازل ہوئی۔

روایت مذکورہ میں سورۂ مائدہ بھی شامل ہے جیسا کہ پہلی روایت ابن عباس سے ثابت ہے جسکی پوری روایت تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ صفحہ ۴۷ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۱ھ کی یہ ہے۔

قال ابن جریر حدثنی المثنی قال ثنا اسحاق قال اخبرنا محمد بن حرب قال ثنا ابن لھیعۃ عن خالد بن ابی عمران عن حنش عن ابن عباس نزلت سورۃ المائدۃ یوم الاثنین الیوم اکملت لکم دینکم۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہمسے مثنیٰ نے کہا حدیث کی ہمسے اسحاق نے کہا اوسنے خبر دی ہمکو محمد بن حرب نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابن لہیعہ نے خالد بن ابی عمران سے اوسنے حنش سے اوسنے ابن عباس سے کہ سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا۔

ہر دو روایت کا دوشنبہ خود حافظ ابن کثیر کے یکم ذی الحجہ جمعہ سے ۱۸ ذی الحجہ کو (دوشنبہ) ہوا پس صحیح بخاری کا عرفہ قطعاً غلط اور دروغ ہوگیا ابوسعید خدری اور ابوہریرہ کے سند والی روایتین اتقان سیوطی کی صحیح ہوگئین۔

اور صحیح بخاری مین صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو سورۂ مائدہ سے نو دن پہلے مشکوک جمعہ کے ساتھ کہا گیا ہے

[1] بستان المحدثین شاہ عبد العزیز مین ہے "فتح الباری شرح صحیح البخاری بجہت کثرت شہرت وکثرت نقل واعتماد بران حکم متن یعنی بخاری حاصل شدہ"۔

جس سے کل سورۂ مائدہ آیۂ الیوم یئس الذین کفروا الی اخشون تک نازل اور صرف آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم کی قرار پاتی ہے۔

چنانچہ امام محی السنۃ بغوی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

سورۃ المائدۃ مدنیۃ کلھا الا الیوم اکملت لکم دینکم　　یعنی سوائے آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم کے کل کا کل سورہ مائدہ مدنیہ ہے۔

جس سے کل سورۂ مائدہ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوہم واخشون تک مدنیہ ہے جو حجۃ الوداع میں درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا۔ جب کہ یہ روایت کے مطابق اور درایت کے موافق ہے تو آخر حصہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نو دن[۸۱] پہلے یوم عرفہ کو نازل ہونا کسی نہج سے صحیح نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے

لیکن علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں اور علامہ نسفی نے تفسیر مدارک التنزیل میں اور صاحب تفسیر مواہب العلیہ[۱] نے اپنے تفسیر حسینی میں صحیح بخاری کے خلاف الیوم یئس الذین کفروا کا نزول بھی یوم عرفہ جمعہ کی قید کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ خود حضرت عمر کی دوسری روایت جو آگے نقل ہوگی سورہ مائدہ کے عرفہ جمعہ میں نازل ہونے کی ہے علاوہ اسکے صحیح مسلم میں حضرت عمر سے دوسری روایت آیہ اکمال دین کے نزول کی لیلۃ الجمعہ کے ساتھ وارد ہے۔

اور اول الذکر ہر دو تفسیروں میں آیہ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون وقد نزلت یوم الجمعۃ وکان یوم عرفۃ بعد العصر فی حجۃ الوداع وارد ہے

اور یہی مضمون تفسیر مواہب العلیہ حسین بن علی میں ہے۔ (الیوم) امروز جمعہ است و یا عرفہ (یئس الذین کفروا) نا امید شدند کافران (من دینکم) از ابطال دین شما یا رجوع شما بدین ایشان (فلا تخشوہم) پس مترسید از فتنہ ایشان (واخشون) و بترسید از من این آیت نماز دیگر روز عرفہ در حجۃ الوداع فرود آمد آنحضرت بر ناقہ عضبا سوار بود بعد نزول این آیت ہشتاد[۸۱] و یکروز زیست یعنی آج کے دن عرفہ جمعہ کو کفار مایوس ہوئے تمہارے دین کے باطل کرنے سے یا مایوس ہوئے تمہارے رجوع ہونے اونکے دین سے پس اونکے فتنہ سے مت ڈرو اور مجھسے ڈرو یہ آیت عرفہ کے دن حجۃ الوداع میں بعد نماز عصر نازل ہوئی اور حضرت[ص] ناقہ عضبا پر سوار تھے اور بعد نازل ہونے آیہ الیوم یئس الذین کفروا کے ۸۱ دن حضرت زندہ رہے۔ یعنی ۹ ذیحجہ عرفہ سے اکیاسیویں[۸۱] دن پر دوشنبہ ہونا چاہئے کیونکہ وفات النبی دوشنبہ کو واقع ہوئی۔ اور ۹ ذیحجہ کا اکیاسیواں[۸۱] دن دوسری ربیع الاول کو سنیچر کا دن ہوتا ہے۔

چنانچہ روضۃ الشہدا[۲] صفحہ ۹۹ مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۹ھ میں ہے۔ "در شب چہار شنبہ بست و ہشتم ماہ صفر در سال یازدہم از ہجرت بزیارت گورستان بقیع توجہ فرمود روز دیگر آنحضرت را صداع طاری گشتہ۔ آوردہ اند کہ حضرت چہاردہ روز بیمار بود۔"

اسی کتاب کے ترجمہ گلزار الشہدا مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۱ھ صفحہ ۱۲۶ میں ہے " آپ چہار شنبہ کی رات اٹھائیسویں[۲۸] تاریخ ماہ صفر گیارھویں سال ہجری میں زیارت جنۃ البقیع کے لئے تشریف لے گئے دوسرے روز آنحضرت صلعم کے درد سر لاحق ہوا

---

[۱] کشف الظنون میں ہے۔ تفسیر حسین بن علی الکاشفی الواعظ المتوفی فی حدود تسعمائۃ وہو تفسیر فارسی متداول فی مجلد سماہ بالمواہب العلیہ ۱۲۔
[۲] کشف الظنون میں ہے۔ روضۃ الشہداء فارسی حسین بن علی الکاشفی المعروف بالواعظ البیہقی المتوفی سنہ ۹۱۰ھ۔

اور آپ چودہ دن بیمار رہے۔ یعنی ۲۸ و ۲۹ صفر کے دو دن ماہ ربیع الاول کے بارہ دن کل چودہ دن ہوئے اور ۲۰ صفر چہارشنبہ کا چودھواں دن ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (جمعہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر (پنجشنبہ) یہ اکیاسی دن ہوئے۔

انہیں حسین بن علی واعظ کاشفی مصنف روضۃ الشہدا کے ہمعصر علامہ جلال الدین سیوطی[1] نے تاریخ الخلفا صفحہ ۲۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ میں یہ روایت وارد کی ہے۔

واخرج الواقدی من طرق عن	واقدی نے حضرت عائشہ اور عبداللہ ابن عمر
عائشۃ وابن عمرو سعید بن المسیب ان	اور سعید بن مسیب کے واسطہ سے روایت کی ہے
ابابکر بویع یوم مرض رسول اللہ صلعم یوم الاثنین	کہ ابوبکر کی بیعت اسی روز [illegible] ربیع الاول [illegible] دوشنبہ
لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول	وفات النبی کے دن واقع ہوئی [illegible] ۱۲ ربیع الاول [illegible]
سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ۔	[illegible] چہارشنبہ [illegible] تاریخ مرض النبی کی قبل [illegible]۔

دیکھو عمدۃ القاری[2] شرح صحیح بخاری عینی حنفی [illegible] مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ۔

قال الواقدی وقالوا [illegible]	واقدی نے کہا ہے کہ [illegible] رسول اللہ
بدئ رسول اللہ صلعم بوجعہ یوم الاربعاء للیلتین	بروز [illegible] (صفر) جبکہ دو راتیں صفر کی باقی
بقیتا من صفر وتوفی یوم الاثنین	تھیں اور وفات پائی بروز دوشنبہ جبکہ بارہ راتیں
لثنتی عشرۃ لیلۃ من ربیع الاول	ربیع الاول کی خالی ہوئیں اور اسی کو ابن سعد کاتب
وبہ جزم محمد بن سعد کاتبہ۔	واقدی نے بھی یقین کیا ہے جس سے کل مدت مرض النبی
	چودہ دن ہوتے ہیں۔

اور علامہ سیوطی کے تلامذہ خاص محمد بن یوسف [illegible] سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد[3] مشہور بہ سیرت شامی باب التاسع والسبعون فی سریۃ اسامۃ بن زید میں لکھتے ہیں۔

---

[1] کشف الظنون میں ہے۔ تاریخ الخلفا لجلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ احدی عشر وتسعمائۃ وھو احسن ما صنف فیہ۔

[2] محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود قاضی القضاۃ بدر الدین العینی ولد بمصر سنہ ۷۶۲ھ لہ شرح صحیح البخاری وشرح معانی الآثار وشرح الہدایہ وشرح الکنز وغیر ذلک وکان اماماً عالماً علامۃ عارفاً بالعربیۃ والتصریف حافظاً للغۃ + وقد طالعت عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ (الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ مولفہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی)

[3] کشف الظنون میں ہے۔ سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد للشیخ محمد بن یوسف الدمشقی الصالحی المتوفی سنہ ۹۴۲ھ وھو احسن کتب المتاخرین وابسطہا فی السیرۃ النبویۃ وذکر فی آیاتہ العظیمۃ انہ منتخب من اکثر من ثلثمائۃ کتاب واتی فیہ عن الفوائد بالعجب العجاب وقد زادت ابوابہ علی سبعمائۃ وان اسمہ سبل الرشاد الخ۔

ایضاً مولوی حیدر علی نے منتہی الکلام کے مسلک ثانی میں لکھا ہے۔ وتصحیح این صحیفہ شریفہ در سیرت شامی کہ کتابے بس کلان وتخمیناً مشتمل بر دو ہزار باب است۔

ایضاً مولوی حسن زمان خان حیدرآبادی نے تحسین میں لکھا ہے۔ قال العلامہ الحافظ الشامی صاحب السیوطی فی السیرۃ المسماۃ بسبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔

فلما کان یوم الاثنین لاربع لیال	جب ... دو شنبہ کا دن ۲۶ ... ہوا یعنی کہ
بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ امر	ذیعقار راتین ... صفر ۱۱ھ کی باقی ہیں تو رسول اللہ نے
رسول اللہ صلعم الناس بالتھیؤ لغزو	لوگوں کو جنگ روم کیلئے آمادگی وتیاری کا حکم دیا
الروم ××× فلما کان یوم الاربعاء للیلتین	اور جب یوم چہار شنبہ (۲۹ صفر) کا کہ دو راتیں صفر
بقیتا من صفر ابتدائی مرض رسول اللہ	کی باقی رہیں تو رسول اللہ کو شکایت مرض درد سر اور
صلعم فصدع وحمی فلما اصبح یوم الخمیس	بخار کی پیدا ہوئی اور جب ۲۹ صفر پنجشنبہ کی صبح
عقد لاسامۃ لواء بیدہ ۔	ہوئی تو رسول اللہ نے خود اپنے دست مبارک سے
	اسامہ کیلئے لواء جنگ درست فرمایا

اور اصابہ[۱] فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی جلد ۴ صفحہ ۳۱ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۷۳ء میں ہے ۔

قال الواقدی توفیت فاطمۃ لیلۃ	حافظ ابن حجر نے واقدی کے حوالہ سے وفات
الثلاثاء لثلث خلون من شھر رمضان	جناب فاطمہ علیہا السلام شب سیوم سہ شنبہ ماہ رمضان
سنۃ احدی عشرۃ ۔	۱۱ھ میں ہونا روایت کی ہے ۔
وفی فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۸ باب	فتح الباری شرح بخاری باب اسامہ بن زید کے
بعث النبی اسامۃ بن زید فی مرضہ الذی	متعین ہونے کے درمیان اور مرض النبی کے جسمیں
توفی فیہ وذکرہ ابن اسحاق فی السیرۃ المشھورۃ	وفات واقع ہوئی ابن اسحاق نے اپنی مشہور سیرت
ولفظہ بدأ برسول اللہ صلعم وجعہ	میں لکھا ہے کہ شروع ہوا مرض رسول اللہ کو چہار شنبہ کے
یوم الاربعاء فاصبح یوم الخمیس فعقد	دن اور دوسرے روز پنجشنبہ کی صبح کو حضرت نے اسامہ
لاسامۃ (صفحہ ۱۱۰)	کے لئے علم جنگ درست فرمایا ۔

اور اسی فتح الباری کے صفحہ ۹۹ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۷ھ میں ۲۸ صفر چہار شنبہ کی یہ روایت ہے ۔

اما رواہ ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابیطالب قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء للیلۃ بقیت من صفر ۔

اور زرقانی[۲] علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ میں ہے

عند ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابیطالب	فتح الباری میں عمر بن علی بن ابیطالب کی سند سے اور
عن ابیہ قال اشتکی رسول اللہ	زرقانی میں عمر بن علی بن ابیطالب اپنے باپ علی علیہ السلام
صلے اللہ علیہ وسلم یوم	سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ۲۸ صفر چہار شنبہ کے دن

---

[۱] کشف الظنون میں ہے اصابہ فی تمیز الصحابۃ للحافظ شہاب الدین احمد ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ فی مجلدات کبار جمع فیہا فی الاستیعاب وذیلہ [۲] کشف الظنون میں ہے وشرح المواہب للمولی العلامۃ خاتمۃ المحدثین محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المصری المالکی المتوفی ۱۱۲۲ھ اثنین وعشرین ومائۃ والف بخط حافلا فی اربعۃ مجلدات جمع فیہ اکثر الاحادیث المدونۃ فی شمائل المصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وسیرہ وقد طالعتہ بحقہ جزاہ اللہ خیرا ورحمۃ رحمۃ واسعۃ ایضاً محبی جلیل مرادی سالک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر میں ہے محمد الزرقانی بن عبد الباقی بن یوسف ... المالکی الشہیر بالزرقانی الامام المحدث ... المتقدم التحریر الفقیہ العلامۃ ...

الا ربعاء لليلة بقيت من صفرا ۔ — جبکہ ایک شب ماہ صفر کی باقی تھی حضرت کو شکایت مرض کی پیدا ہوئی۔

اس روایت نے ماہ صفر کو ۲۹ دن کا قرار دیا ہے اسی کی تائید ملا معین نے اپنے معارج النبوۃ[1] رکن چہارم صفحہ ۳۲۵ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۲۹۲ھ میں کیا ہے (جس سے یکم صفر پنجشنبہ ۲۱ صفر دوشنبہ ہوا لیکن پھر یکم ربیع الاول پنجشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔)

در روز چہار شنبہ بست و ہشتم [۲۸] صفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تپ و درد سر عظیم روی نمود در روز پنجشنبہ [۲۹] سلخ ماہ صفر (ختم ہمین ماہ) باوجود انحراف مزاج لوائے بدست مبارک جہۃ اسامہ بن زید ترتیب نمود الخ ۔

بروز چہار شنبہ ۲۸ صفر آنحضرت صلعم درد سر اور بخار مین مبتلا ہوئے اور بروز پنجشنبہ ۲۹ صفر (جو ماہ صفر کا ختم ہوتا ہے) اس روز حضرت رسولخدا صلعم باوجود ناسازی مزاج کے اسامہ بن زید کے لئے لوائے جنگ اپنے دست مبارک سے درست فرمایا ہے۔

اسی ۲۹ صفر پنجشنبہ کے پلٹنے سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ ہوتا ہے انہین دونون تاریخون کے مابین ستر [۷۰] دن کا فاصلہ ہے یعنی ماہ صفر ۲۹ دن ماہ محرم ۳۰ دن ماہ ذیحجہ ۲۹ سے ۱۸ ذیحجہ تک گیارہ [۱۱] دن کل ۷۰ دن ہوئے۔ یہ صفر کے مہینے کا ۲۹ صفر کا پنجشنبہ پانچوان پنجشنبہ ہے جو یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ صفر مین ہوتا ہوا ۲۹ صفر مین داخل ہوا جسکے بعد یکم و ۸ ربیع الاول جمعہ ۹ ربیع الاول شنبہ ۱۰ ربیع الاول یکشنبہ گیارہ ربیع الاول دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سہ شنبہ جو ۱۸ ذیحجہ کا بیاسوان دن ہوا یہ ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم جو مابین مکہ اور مدینہ کے واقع ہے جس دن بروایت محمد بن کعب قرظی سورہ مائدہ نازل ہوا جسکی آخری آیتین آیہ تبلیغ اور آیہ اکمال دین ہین۔

چنانچہ آیہ اکمال دین کے بارے مین تفسیر درمنثور سیوطی[2] مجلد ثانی صفحہ ۲۵۹ مین حضرت کے آخر عمر کی مدت ۸۱ یوم ہے

اخرج ابن جرير عن ابن جريج	ابن جریر نے ابن جریج کی سند سے روایت کی ہے
قال مكث النبي صلى الله عليه وسلم بعد ما	کہ بعد نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم جناب رسولخدا
نزلت هذه الآية احدى وثمانين ليلة قوله اليوم اكملت لكم دينكم	اکیاسی [۸۱] شب ٹھہرے۔

اور اسی تفسیر درمنثور سیوطی کے صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۱۴ھ مین ہے۔

واخرج ابن ابي حاتم[3] وابن مردويه وابن عساكر[4]	ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے
عن ابي سعيد الخدري قال نزلت هذه	ابو سعید خدری کی سند سے روایت کی ہے کہ آیہ
الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك	یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک رسول اللہ پر

---

[1] کشف الظنون مین ہے معارج النبوۃ فی السیر لمعین الحاج محمد المعروف بملا مسکین۔

[2] کشف الظنون مین ہے۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور للشیخ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ احدی عشرۃ تسعمائۃ

[3] تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے۔ ابن ابی حاتم الامام الحافظ الناقد شیخ الاسلام ابو محمد عبد الرحمن بن الحافظ الکبیر ابی حاتم محمد بن ادریس بن المنذر التمیمی الحنظلی الرازی + + کان بحرا فی العلوم ومعرفۃ الرجال صنف فی الفقہ واختلاف الصحابۃ والتابعین وکان زاہدا یعد من الابدال قلت فی الجرح والتعدیل۔ ایضاً کشف الظنون میں ہے تفسیر ابن ابی حاتم عبد الرحمن ابن محمد الرازی الحافظ المتوفی سنہ ۳۲۷ھ سبع وعشرین وثلثمائۃ۔

[4] تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے۔ ابن عساکر الامام الحافظ الکبیر محدث الشام فخر الائمۃ ثقۃ الدین ابو القاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن الحسین الشافعی الخ المتوفی سنہ ۵۷۱ھ۔

من ربك علی رسول الله صلی الله علیه و	یوم غدیر خم (ما بین مکہ و مدینہ ۱۸ ذی الحجہ) کو
سلم یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب ۔	علی بن ابیطالب کے بارے مین نازل ہوا ہے ۔

ان ہر دو آخری حدیثون کو علامہ سیوطی نے صحیح حدیثون مین قبول کرکے داخل کیا ہے جسکی تائید کتاب مفتاح النجا مرزا محمد بن معتمد خان کے اس حدیث سے ہوتی ہے ۔

اخرج عبد الرزاق الرسعنی[۱] عن ابن عباس	عبد الرزاق رسعنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ
رضی الله عنه لما انزلت هذه الآية	سے روایت کی ہے کہ جب آیہ یا ایہا الرسول بلغ یعنی
یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك	اے رسول پہونچا دو اوس حکم کو جو تمہارے رب کی
من ربك اخذ النبی صلی الله علیه وسلم	جانب سے نازل ہوا ہے تو رسولخدا نے جناب علیؑ
بید علی فقال من کنت مولاه	کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکا مین مولا ہون علی اوسکا
فعلی مولاه اللهم وال من والاه	مولا ہے یا الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے
وعاد من عاداه ۔	اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے

پس کل سورہ مائدہ آیہ تبلیغ تک ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ یوم غدیر مین درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ نازل ہونا حتماً و جزماً و یقیناً ثابت و متحقق ہوگیا جس کے بعد رسولخدا کامل اکیاسی شبانہ روز زندہ رہکر وفات فرماگئے ۔

جبکہ سورہ مائدہ کا نازل ہونا حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ یعنے غدیر خم کے دن علامہ سیوطی نے صحیح روایت مان کر تسلیم کیا ہے اور اسی وجہ سے اتقان فی علوم القرآن کی روایت مین سورہ مائدہ کے بعد آیہ تبلیغ کا ذکر نہین لائے کیونکہ یہ آیت سورہ مائدہ کے شمول مین نازل ہوئی بلکہ لفظ (منہا) کے ساتھ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو حضرت عمر کی سند سے یوم عرفہ عشیہ یوم جمعہ سے اور ابن مردویہ کی سند سے بواسطہ ابوسعید خدری اور ابوہریرہ یوم غدیر خم اٹھارھوین ۱۸ ذی الحجہ کی روایت کی ہے اور آیہ تبلیغ کا نزول یوم غدیر ۱۸ ذی الحجہ ابوسعید خدری کی روایت صحیح تسلیم ہے تو اونہین ابوسعید خدری کی روایت الیوم اکملت لکم دینکم کی اوسی تاریخ ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم حتماً صحیح ہے کیونکہ آیہ اکمال دین کا نزول تبلیغ رسالت کی تکمیل کے بعد ہوا یہی وجہ ہے کہ کل سورہ مائدہ مدنیہ ہے

چنانچہ تاریخ خمیس[۲] دیار بکری جلد اول صفحہ ۱۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ مین ہے ۔

(ذکر ترتیب ما نزل بالمدینة) واول ما نزل بالمدینة سورة البقرة ثم

---

[۱] طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے ۔ الرسعنی الامام المحدث الرحال الحافظ المفید عالم الجزیرۃ عز الدین ابو محمد عبد الرزاق بن رزق الله بن ابی بکر بن خلف الجزری ولد براس عین ۵۸۹ھ وسمع الکندی وعدة بهذا الشان وصنف تفسیرا وکان اماماً متفنناً ذا فنون وادب اجاز للدمیاطی والابرقوہی مات ۶۶۱ھ

(ایضاً) کشف الظنون باب میم مین ہے ۔ مطالع انوار التنزیل ومفاتیح اسرار التاویل لعبد الرزاق بن رزق الله بن ابی بکر بن خلف بن ابی الہیجا الحنبلی الرسعنی المتوفی سنہ ۶۶۱ھ وہو تفسیر کبیر الخ ۔

[۲] کشف الظنون مین ہے ۔ خمیس فی اسیر للقاضی حسین بن محمد الدیار بکری المالکی نزیل مکة المکرمة المتوفی حدود ۹۶۶ھ وہو کتاب مشہور ۔

الانفال ثم آل عمران ثم الاحزاب ثم الممتحنة ثم النساء ثم اذا زلزلت ثم الحديد ثم سورة محمد ثم الرعد ثم الرحمٰن ثم هل اتى على الانسان ثم الطلاق ثم لم يكن ثم الحشر ثم اذا جاء نصر الله ثم النور ثم الحج ثم المنافقون ثم المجادلة ثم الحجرات ثم التحريم ثم الصف ثم الجمعة ثم التغابن ثم الفتح ثم التوبة ثم المائدة

قال البخاری حدثنا ابو الوليد حدثنى شعبة عن ابى اسحاق قال سمعت البراء يقول آخر سورة نزلت براءة —

کہا بخاری نے حدیث کی مجھ سے ابوالولید نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے ابی اسحاق سے کہا اوس نے سنا مین نے براء سے آخر سورہ جو نازل ہوا براءة ہے

(حدیث مذکورہ صحیح بخاری جلد ۳ ص ۱۴۹ حج اکبر بالناس فی سنة تسع کی ہے)

اور اسی صحیح بخاری جلد ثالث باب تفسیر سورہ مائدہ مین آیہ اکمال دین کے نزول کا ذکر ہے۔ یکجہ حدیث نمبر سیوم جو پہلے لکھی گئی جسکے مطابقت مین ابن جریر طبری نے تفسیر جامع البیان جلد ۶ سورہ مائدہ کی یوم عرفہ جمعہ مین نازل ہونے کی یہ حدیث وارد کی ہے جو حضرت عمر سے دربارہ آیہ تبلیغ و تاکیداً در آیہ اکمال دین کے نزول یوم غدیر خم کے اخفا مین وضع کیگئی ہے وہ یہ ہے۔

قال ابن جرير حدثنا الحسن بن يحيى قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن حبيب عن ابن ابى نجيح عن عكرمة ان عمر بن الخطاب قال نزلت المائدة يوم عرفة ووافق يوم الجمعة

کہا ابن جریر نے حدیث بیان کی ہم سے حسن بن یحییٰ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الرزاق نے کہا اونہنے کہ خبر دی ہمکو معمر نے حبیب کے واسطے ابن ابی نجیح سے اوس نے عکرمہ سے کہ کہا عمر بن خطاب نے کہ سورہ مائدہ عرفہ کے دن نازل ہوا جو موافق تھا یوم جمعہ کے دن کے۔

اس حدیث مین لفظ (وافق یوم الجمعۃ) یعنی موافق تھا وہ دن جمعہ کے دن سے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جمعہ نہ تھا پنجشنبہ تھا جسکا دوسرا وقت عشیہ جمعہ کہا جاتا ہے اور نمبر سیوم کی حدیث جس مین سفیان یوم جمعہ مین شک کرتا ہے نیز دوسری حدیث انہین عمر بن خطاب کے بیان کی جو آگے صحیح مسلم مین آئیگی آیہ اکمال دین کا نزول لیلۃ الجمعۃ مین وارد ہے پس عرفہ والا جمعہ کسی طرح صحیح نہین آتا نیز کل سورہ مائدہ کا مکی ہونا لازم آتا ہے۔ اور دونون حدیثون یوم عرفہ جمعہ یا جمعرات والی عمر بن خطاب کی روایت مین قیس بن مسلم مرجیا خارجی اور عکرمہ خارجی اور کذاب ہے اسلئے موثون محدثین قطعی غلط اور جھوٹی ہین اور جسکو یہ ذیل کی حدیث بالکل باطل کرتی ہے۔

قال ابن جرير حدثنى المثنى قال ثنا حجاج بن المنهال قال

کہا ابن جریر نے حدیث بیان کی مجھسے مثنی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حجاج بن المنہال نے

ف تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے۔ حجاج بن المنہال الحجۃ الحافظ ابو محمد البصری الانماطی روی عن شعبۃ و حمزۃ بن خالد و یزید بن ابراہیم و ہمام و عبد العزیز و طائفۃ و عنہ خ و احمد بن الفرات و عبد الدارمی الذہلی و اسمعیل القاضی و ابو مسلم الکجی و خلق قال ابو حاتم ثقۃ فاضل و قال احمد العجلی ثقۃ رجل صالح قال البخاری مات فی شوال سنۃ سبع عشرۃ و مائتین ۲۱۷ھ

ف میزان الاعتدال ذہبی جلد ۲ ص ۲۱۰ مین ہے عکرمہ مولی ابن عباس عن الولید بن مسلم ہو الاباضیۃ و هم الخوارج الذی الکفر و اعلوا ما انتهی ۱۲

ثنا همام[1] عن قتادة[2] قال — کہا حدیث بیان کی ہم سے ہمام نے قتادہ سے کہا اوسنے

المائدة المدنية ۔ — سورہ مائدہ مدینہ ہے ۔

اس روایت کے رواۃ سند مین حجاج بن منہال اور ہمام و قتادہ د رقع ہین جن سے بخاری نے اپنے صحیح مین روایتین کی ہین اور یہ کہ آیہ تبلیغ جسکا آخری حصہ واللہ یعصمک من الناس ہے جیسا کہ تفسیر در منثور سیوطی ۔ جلد ثانی صفحہ ۲۹۸ مین پوری آیت اس طور سے مذکور ہے ۔

اخرج ابن مردویه[3] عن ابن مسعود قال كنا نقرأ على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك ان عليا مولى المومنين وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس ۔	ابن مردویہ نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے عہد مین آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کو یون پڑھتے تھے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیًا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ و اللہ یعصمک من الناس یعنی اے رسول پہونچادو اوس امر کو جو ہم نے تمپر نازل کیا ہے یہ کہ علی کل مومنون کا مولا ہے اور اگر اسکا ابلاغ نہوا تو گویا تم نے خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی اور اللہ دشمنون سے تمھاری حفاظت کریگا ۔

غرض کہ آیہ تبلیغ کی پوری آیت جو واللہ یعصمک من الناس پر ختم ہے معلوم ہو گئی علامہ سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن مین صحیح ابن حبان کے حوالہ سے بسند ابوہریرہ آیہ مذکورہ کا سفر مین نازل ہونا وارد کیا ہے جسکی تائید کی یہ روایت ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی بلخی کے صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ اسلامبول سنہ ۱۳۰۱ھ سے ہوتی ہے جو بتفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے ہے ۔

اخرج الثعلبي عن ابي صالح عن ابن عباس وعن محمد الباقر قالا نزلت هذه الاية في علي	علامہ ثعلبی نے ابی صالح کے طریق ابن عباس کی سند سے اور امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ جناب علی کے بارے مین نازل ہوئی
ايضا الحمويني[4] في فرائد السمطين	اور حموینی نے فرائد السمطین مین ابوہریرہ کی

[1] خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مین ہے ہمام بن یحیی الازدی العوذی ابو عبد اللہ البصری احد الائمۃ عن الحسن وعطا ونافع ویحیی بن ابی کثیر (خ م) وخلق وعنہ الثوری وابن مبارک وابن مہدی قال احمد ثبت فی کل المشایخ وقال ابو حاتم ثقۃ فی حفظہ شئ قال ابن حبان مات سنۃ اربع وستین ومائۃ ۱۶۴ھ ۔

[2] طبقات ابن سعد جلد ۷ مین ہے ۔ قتادہ بن دعامۃ السدوسی وکان ثقۃ مامونا حجۃ فی الحدیث توفی قتادۃ ثمان عشرۃ مائۃ

[3] زرقانی علی المواہب مین ہے ابوبکر الحافظ احمد بن موسی بن مردویہ الاصبہانی الثبت العلامۃ ولد سنۃ ثلث وعشرین وثلثمائۃ وصنف التاریخ والتفسیر والمسند والمستخرج علی البخاری وکان قیما بہذا الشان بصیرًا بالرجال طویل الباع ملیح التصانیف مات عشر وار لعمائۃ سنہ ۴۱۰ھ ۔

[4] ابراہیم الحموینی یہ ساتوین صدی کے مشاہیر فضلاء سے ہین ۔ چنانچہ معجم مختص ذہبی مین ہے ۔ ابراہیم بن محمد بن المؤید بن عبد اللہ بن علی بن محمد بن حمویہ الامام الکبیر المحدث شیخ المشایخ صدر الدین ابو المجامع الخراسانی الجوینی الصوفی ولد سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وسمع بخراسان وبغداد والشام والحجاز وکان ذا اعتناء بہذا الشان وعلی یدہ اسلم الملک غازان توفی بخراسان فی سنۃ اثنین وعشرین وسبعمائۃ المتوفی سنہ ۷۲۲ھ ۔

اخرجه عن ابی هريرة ايضا المالکی اخرج فی فصول المهمة عن ابی سعيد الخدری قال نزلت هذه الآية علی علی فی غدير خم هکذا ذکره الشيخ محی الدين المقريزی

سند سے نیز ابن صباغ مالکی نے فصول المہمہ میں ابی سعید الخدری کی سند سے روایت کی ہے کہ یہ آیت علی کے بارے میں غدیر خم میں اتری اور ایسے ہی شیخ محی الدین مقریزی نے ذکر کیا ہے۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۶۹ مطبوعہ مصر ۱۳۵۶ھ میں بہ تفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے ہے۔

والصحيح ان هذه الآية مدنية بل هی من اواخر ما نزل بها

اور صحیح یہ ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک مدنیہ ہے بلکہ یہ آیہ ان آیات میں سے ہے جو نزول قرآن کے آخری حصہ میں اتری ہیں۔

پس آیہ تبلیغ جو سورہ مائدہ کا آخر حصہ ہے مدینہ میں نازل ہونا ثابت ہے جس سے اتفاق والی روایتیں ابوہریرہ اور ابو سعید خدری کی سند کی آیہ اکمال دین کے نزول ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کی صحیح مطابق ہوگئی اور صحابہ میں ابوہریرہؓ و ابن عباسؓ و ابو سعیدؓ خدری عطیہ تفسیر منسوب براءؓ بن عازب ابن مسعود و تابعی جلیل اور آل محمد سے جناب امام باقر علیہ السلام جو اہلبیت اطہار سے ہیں آیہ تبلیغ کا نزول جناب علی علیہ السلام کے بارے میں روز روشن کی طرح ثابت و عیاں ہوگیا۔ انھیں دو آیتوں کے مقام نزول اخفا کرنے کے لئے یوم عرفہ جمعہ کے دن نازل ہونے کی روایتیں گڑھی گئیں۔ یہی ہر دو روایتیں آیہ اکمال دین اور سورہ مائدہ والی عمر بن خطابؓ ہی سے مروی ہیں جو یوم جمعہ کی قید کے ساتھ ہیں جس جمعہ کو خود حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہ بن عمر ۱۲ ربیع الاول وفات النبی کے روایت سے باطل کر چکے ہیں۔

اب اسی آیہ تبلیغ کی یہ حدیث بخاری کی مخرجہ اور سنو باب تفسیر سورہ مائدہ میں ملاحظہ کرو۔

قال البخاری حدثنا محمد بن يوسف حدثنا سفيان عن اسمٰعيل عن الشعبی عن مسروق عن عائشة قالت من حدثك ان محمدا (صلی الله عليه وسلم) كتم شيئا مما انزل عليه فقد كذب والله يقول يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك الآية

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اسمٰعیل سے اور انھوں نے شعبی سے اور انھوں نے مسروق سے اور انھوں نے عائشہ سے کہا انھوں نے کہ جو کوئی کہے کہ آنحضرت صلعم نے کلام منزل سے کچھ چھپایا تھا تو وہ شخص جھوٹا ہے خدا فرماتا ہے اے رسول جو کچھ تم پر اترا ہے وہ پہنچا دے۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۱۶۴ طبع مصر ۱۳۵۶ھ کی یہ حدیث گرچہ حضرت عائشہ جو شرط شیخین کے مطابق ہے بخاری میں اخراج کی گئی وہ حضرت کے آخر عمر کی ہے اور جس کی مدت ۸۱ شبانہ روز کی حدیث ابن جریج کی پہلے نقل ہو چکی ہے۔

عن جبير بن نفير قال حججت فدخلت علی عائشة فقالت لی يا جبير تقرأ المائدة فقلت نعم فقالت اما انها آخر سورة نزلت۔

جبیر بن نفیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حج کیا اور حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے پوچھا کہ اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو میں نے کہا ہاں فرمایا کہ یہ سورہ اور وہی تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے۔

ف کشف الظنون ج ۲ صفحہ ۲۰۰ میں ہے الفصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ و فضلہم و معرفۃ اولادہم و نسلہم للشیخ نور الدین علی بن محمد بن الصباغ المالکی المکی المتوفی ۸۵۵ھ [illegible]

اور ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للعلامہ قسطلانی باب تفسیر سورۂ مائدہ کی شرح جلد ۷ صفحہ ۹۵ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۴ھ میں سورہ مائدہ کے نازل ہونے کی یہ روایت ہے -

وقد روى الامام احمد عن اسماء بنت يزيد قالت انی لآخذة بزمام العضباء ناقة رسول الله اذ نزلت عليه المائدة كلها وكادت من ثقلها تدق عضد الناقة -

امام احمد بن حنبل نے اسماء بنت یزید سے روایت کی کہ میں ناقہ رسول اللہ کے مہار کو پکڑے ہوئے تھی کہ اتنے میں پورا سورہ مائدہ نازل ہوا اور قریب تھا کہ یہ سورہ اپنے بار سے شانہ ناقہ کو شکستہ کردے -

اور عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعلامہ عینی حنفی جلد ۸ صفحہ ۵۵۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ باب تفسیر مائدہ کی شرح میں ہے

وذكر ابو عبيد عن محمد بن كعب القرظی قال نزلت سورة المائدة على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فی حجة الوداع فيما بين مكة والمدينة وهو على ناقته فانصدعت كتفها فنزل عنها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

اور ذکر کیا ہے ابو عبیدہ نے محمد بن کعب قرظی کی حدیث سے کہا اوسنے کہ نازل ہوا سورہ مائدہ رسول اللہ صلعم پر حجۃ الوداع میں درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے اور وہ حضرت ناقہ پر سوار تھے پس اوسنے اپنے کھنڈے جھکنے میں جلدی کی اور حضرت اتر پڑے -

پہلی حدیث مخرجہ امام احمد سے پورا سورہ مائدہ اور دوسری حدیث سے حجۃ الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ کے بھی سورہ مائدہ نازل ہوا پس درمیان مکہ و مدینہ سے غدیر خم کا دن مراد ہے جیسا کہ ملا یعقوب لاہوری جو متاخرین شارح بخاری میں اپنی شرح تہذیب الکلام میں فرماتے ہیں -

ولما تواتر من قوله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلی مولاه وانت منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبی بعدی الحديث اما الاول فانه صلى الله عليه وسلم جمع الناس يوم غدير خم موضع بين مكة والمدينة

جبکہ حد تواتر تک پہونچ چکی ہے یہ خبر کہ رسالتمآب نے ارشاد فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور فرمایا انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی تو توضیح حدیث اول یہ ہے کہ جمع کیا رسالتمآب نے یوم غدیر خم اور غدیر خم ایک موضع ہے درمیان مکہ اور مدینہ مقام جحفہ میں بعد اپنے پلٹنے کے حجۃ الوداع سے پھر چڑھے ایک پر جو کہ اونٹوں کے پالانوں سے بنایا گیا تھا خطبہ پڑھنے والے تھے اور خطبہ کہا تمام حاضرین سے اور فرمایا حضرت نے اے گروہ مسلمین

---

۱ کشف الظنون میں ہے ارشاد الساری فی شرح صحیح البخاری للشیخ شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانی المصری الشافعی صاحب المواہب اللدنیۃ المتوفی سنہ ۹۲۳ھ اور کشف الظنون میں ہے المواہب اللدنیۃ فی المنح المحمدیۃ للشیخ الامام شہاب الدین احمد القسطلانی وہو کتاب جلیل القدر کثیر النفع الخ

۲ کشف الظنون میں ہے ومن شروح المشہورۃ شرح العلامۃ بدر الدین ابی محمد محمود بن احمد العینی الحنفی المتوفی سنہ ۸۵۵ھ سنۃ خمس وخمسین وثمانمائۃ وہو شرح کبیر ایضاً فی عشرۃ اجزاء وازید وسماہ عمدۃ القاری الی ان قال وحکی ان بعض الفضلاء ذکر لابن حجر ترجیح شرح العینی الخ وبالجملۃ فان شرحہ حافل کامل فی معناہ لکن لم ینتشر کانتشار فتح الباری فی حیوۃ مولفہ الخ - اور کشف الظنون میں ہے نخب الافکار فی تاریخ اہل الزمان تسعۃ عشر مجلداً للامام بدر الدین محمود بن احمد العینی المتوفی سنہ ۸۵۵ھ خمس وخمسین وثمانمائۃ

بالجحفة وذلك اليوم بعد رجوعه من حجة الوداع ثم صعد النبي صلى الله عليه وسلم خطيبا مخاطبا معاشر المسلمين الست اولى بكم من انفسكم قالوا بلى قال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله وهذا الحديث اورده علي رضي الله عنه يوم الشورى عندما حاول ذكر فضائله ولم ينكره احد الخ

آیا میں تم سے اولیٰ نہیں ہوں تمہارے نفسوں سے سبہوں نے کہا سچ فرمایا آپ نے فرمایا حضرت نے جس کا میں مولا ہوں اوس کے علی مولا ہیں خداوندا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمنی رکھے علی کو اور مدد کر اوسکی جو مدد کرے علی کی اور چھوڑدے اوسکو جو چھوڑدے علی کو اور یہ حدیث وارد کیا تھا علی رضی اللہ عنہ نے یوم شوریٰ میں اوسوقت جبوقت کہ قصد کیا تھا آپ نے اپنے فضائل کا اور نہیں انکار کیا کسی ایک نے۔

نیز زید بن ارقم کی مخرجہ حدیث (صحیح مسلم) میں رسولخدا کے آخر عمر کا خطبہ الوداعی اسی یوم غدیر خم (ما بین مکہ و مدینہ) کا ہے جو آگے نمبر(۱۱) میں آئیگا جس میں حضرت نے اپنے وفات کی خبر دی ہے اور خاص طور پر حدیث ثقلین مکرر ارشاد فرمایا ہے۔

اسی روایت زید بن ارقم میں غدیر خم کی تفصیل آجانے سے دیگر کتب میں اس مقام کی تصریح کی گئی ہے۔

چنانچہ ریاض النضرہ محب طبری جلد ثانی صفحہ ۱۷۰ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ میں ہے۔

غدیر خم موضع بین مکة والمدینة بالجحفة یعنی غدیر خم ایک جگہ ہے درمیان مکہ اور مدینہ قریب جحفہ کے۔

اسلئے روایت محمد بن کعب قرظی کی مخرجہ سورۂ مائدہ کے نزول کی حجۃ الوداع میں درمیان مکہ اور مدینہ کے مدینہ ہی جو کل قرآن مجید ما بین دفتین میں مدنیہ مذکور ہے امام احمد اور عبد بن حمید کی مخرجہ حدیث میں کل کا کل سورہ مائدہ نازل ہوا جس سورہ مائدہ کا آخری جزو آیہ تبلیغ ہے پس جہاں آیہ تبلیغ نازل ہوا وہیں کل سورۂ مائدہ نازل ہوا۔ اور آیہ تبلیغ یوم غدیر ما بین مکہ و مدینہ نازل ہوا۔

اور آیہ تبلیغ کی تفسیر واقع صحیح بخاری کی شرح میں علامہ عینی حنفی عمدة القاری شرح صحیح البخاری صفحہ ۵۸۴ جلد ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

ص باب يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك ذكر الواحدي عن من حديث الحسن بن محمد قال حدثنا علي بن عباس عن الاعمش وابي الحجاف عن عطية عن ابي سعيد قال نزلت هذه الاية يا ايها الرسول

ش ای هذا باب في قوله تعالى يا ايها الرسول الآية امام واحدی نے حسن بن محمد کے حدیث سے بروایت ابو سعید (خدری) ذکر کیا ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک بروز غدیر خم جناب علی بن ابیطالب کی شان میں نازل ہوا۔

عہ کشف الظنون میں ہے۔ اسباب النزول للشیخ الامام ابی الحسن علی بن احمد الواحدی المفسر المتوفی ۴۶۸ھ + وہو اشہر ما صنف فیہ ۱۲ -

بلغ ما انزل الیک من ربک الا یہ
یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب
وقال ابو جعفر محمد بن علی بن حسین
معناہ بلغ ما انزل الیک من
ربک فی فضل علی بن ابیطالب
رضی اللہ تعالی عنہ فلما نزلت
ھذہ الایہ اخذ بید علی وقال من
کنت مولاہ فعلی مولاہ وقیل بلغ ما
انزل الیک من حقوق المسلمین فلما
نزلت ھذہ الایہ خطب علیہ السلام
فی حجۃ الوداع۔

اور حضرت امام جعفر محمد بن علی بن حسین علیہم السلام
سے روایت ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک کے معنی یہ ہین کہ اے رسول پہونچا دو اس
امر کو جو تمھارے رب نے علی بن ابیطالب کے فضل
مین نازل فرمایا ہے چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی
تو پیغمبر صاحب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد
کیا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جسکا مین مولا
ہون اوسکے علی مولا ہین۔ اور کہا گیا ہے کہ آیہ بلغ
ما انزل الیک مسلمانون کے حقوق کے بارے مین نازل
ہوا ہے جب یہ آیہ نازل ہوا تو رسول اللہ صلعم نے
حجۃ الوداع مین خطبہ پڑہا۔

حدیث مذکورہ سے آیہ تبلیغ کا نزول ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر مین درمیان مکہ ومدینہ کے حجۃ الوداع کے مراجعت مین نازل ہونا ثابت ہوگیا جس سے کل سورہ مائدہ کا نزول اسی یوم غدیر مین محقق ہوا۔ جس آخری آیہ تبلیغ کے نزول پر رسولخدا نے ایک عظیم الشان خطبہ فرمایا ہے جسکو احمد بن الفضل بن محمد باکثیر نے وسیلۃ المآل مین وارد کیا ہے ایک خطبہ جو عامر بن لیلی بن ضمرۃ اور حذیفہ بن اسید سے صفحہ کتاب ہذا مین علامہ سمہودی کے جواہر العقدین سے نقل ہوچکا ہے دوسرا خطبہ یہ ہے جسکو عبقات الانوار ثقلین حصہ اول صفحہ ۲۸۹ سے نقل کیا جاتا ہے۔

وعن حذیفۃ[۱] بن اسید الغفاری او
زید بن ارقم رضی اللہ عنہما قال لما
صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من حجۃ الوداع نہی اصحابہ عن
شجرات بالبطحاء متقاربات
ان ینزلوا تحتھن ثم بعث
الیھن من یقم ما تحتھن
من الشوک وعمد الیھن

حذیفہ بن اسید غفاری یا زید بن ارقمؓ کہتے ہین
کہ جسوقت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع
سے فارغ ہو کر آنے لگے تو حضرت نے اپنے اصحاب سے منع فرمایا
کہ اون درختون کے نیچے نہ اترنا جو بطحا مین برابر لگے ہوئے
ہین اس کے بعد حضرت نے کسی کو بہیجا کہ وہ جاکر اون
درختون کے نیچے جہاڑو دیدے اور کانٹے صاف کردے اور
حضرت اون درختون کے نیچے تشریف لے گئے اور نماز پڑہی
اسکے بعد حضرت کہڑے ہوئے اور اصحاب کو مخاطب کیکے

[۱] یہ حذیفہ بن اسید صحابی ہیں جنکا نام ابی سریحہ بھی ہے جنکی تخریج حدیث کو محمد بن بشار استاد شیخ بخاری وترمذی نے حدیث غدیر کی روایت الغراء کی ہے
قال الترمذی حدثنا محمد بن بشار نا محمد بن جعفر نا شعبۃ عن سلمۃ بن کہیل قال سمعت ابا الطفیل یحدث عن ابی سریحۃ او زید بن ارقم شک شعبۃ عن النبی صلعم
قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔ + + وابو سریحۃ ہو حذیفۃ بن اسید صاحب النبی صلعم ۱۲

وصلی علیهم ثم قام فقال یا ایها
الناس انی قد نبانی اللطیف الخبیر
انه لن یعمر نبی الا نصف عمر
الذی یلیه من قبله وانی لاظن
انی یوشك ان ادعی فاجیب
وانی مسئول وانکم مسئولون
فما ذا انتم قائلون قالوا
نشهد انك قد بلغت وجهدت
ونصحت فجزاك الله خیرا فقال
الیس تشهدون ان لا اله الا
الله وان محمدا عبده ورسوله
وان جنته وناره حق وان
الموت حق وان البعث حق بعد
الموت وان الساعة اتیة لاریب
فیها وان الله یبعث من فی القبور
قالوا بلی نشهد بذلك قال اللهم اشهد
ثم قال یا ایها الناس ان الله مولای وانا
مولی المومنین وانا اولی بهم من انفسهم
فمن کنت مولاه فهذا مولاه یعنی علیا
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه
ثم قال ایها الناس انی فرطکم وانکم
واردون علی الحوض اعرض مما بین
بصری الی صنعاء فیه عدد النجوم قدحان
من فضة وانی سائلکم حین تردون
علی الحوض عن الثقلین فانظروا کیف
تخلفونی فیهما الثقل الاکبر کتاب الله
عزوجل سبب طرفه بید الله وطرفه

ارشاد فرمایا اے گروہ مردم خداوند عالم نے مجکو خبر دی
ہے کہ ہر نبی نے اوس نبی سے جو اوس سے پہلے گذرا نصف
عمر پائی ہے پس مین گمان کرتا ہون کہ میرا زمانہ رحلت
قریب ہے اور مجھسے سوال کیا جائیگا اور تم سے بھی کہ آیا
مین نے احکام الٰہی کو پہونچایا پس تم کیا کہنے والے ہو
سب نے کہا کہ ہم اسکے قائل ہین کہ آپ نے کما ینبغی ابلاغ
رسالت کیا اور سعی بلیغ کی اور نصیحت کی پس آپ کو خدا
جزائے خیر عطا فرمائے آنحضرت نے فرمایا آیا تم اسکی گواہی
نہین دیتے کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمد
اوسکا بندہ اور رسول ہے اور بہشت اور دوزخ حق
ہین اور بعث بعد موت حق ہے سب نے کہا بیشک ہم
ان سب امور کا اقرار کرتے ہین اسپر آنحضرت نے فرمایا
خدایا تو شاہد رہ پھر فرمایا ایہا الناس آگاہ ہو کہ اللہ میرا
مولا ہے اور مین مومنین کا مولا ہون اور مین تمھارے
لئے تمھارے نفسون سے اولی ہون پس جسکا مین مولا
ہون اوسکا یہ مولا ہے یعنی علیؑ بار الٰہی اوسکو دوست
رکھ جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو
دشمن رکھے پھر حضرت نے فرمایا ایہا الناس مین تم سے پہلے
پہونچونگا اور تم میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوگے
اسکا عرض زیادہ ہوگا فاصلہ مابین بصری اور صنعاء سے اور
اوسمین ہم عدد ستارہاے آسمان چاندی کے پیالے ہونگے
اور جب تم میرے پاس وہان پہونچوگے تو مین تم سے ثقلین
کے بارے مین سوال کرونگا کہ میرے بعد تم نے ان دونون کے
حق مین کیا کیا ثقل اکبر کتاب خدا ہے وہ ایک رسن ہے
جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ مین ہے اور دوسرا سرا تمھارے
ہاتھون مین پس اوس سے تمسک کرو تبدیل و ضلالت
سے محفوظ رہوگے اور ثقل اصغر میری عترت ہے تحقیق

بایدیکم فاستمسکوا به لا تضلوا ولا تبدلوا وعترتی اهل بیتی فانه قد نبأنی اللطیف الخبیر انهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض اخرجه الطبرانی[1] فی الکبیر والضیاء فی المختارة من طریق سلمة بن کهیل عن ابی الطفیل وهما من رجال الصحیح عنه بالشک فی صحابیه هل هو حذیفة بن اسید او زید بن ارقم واخرجه ابونعیم فی الحلیة وغیرہ من حدیث زید بن الحسن الانماطی وقد حسنه الترمذی[2]۔

حضرت لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہونگے یہانتک کہ مجھسے ملاقی ہونگے حوض پر اسکو طبرانی نے معجم کبیر مین اور ضیاء نے مختارہ مین طریق سلمہ بن کہیل سے ابو الطفیل کی سند سے نقل کیا ہے اور یہ دونوں رجال صحیح سے ہین اور اونکو شک ہے کہ کونسے وہ ناقل صحابی ہین حذیفہ بن اسید ہین یا زید بن ارقم ہین نیز ابو نعیم نے حلیہ وغیرہ مین حدیث زید بن حسن انماطی سے نقل کیا ہے اور وہ ترمذی نے تحسین کی ہے اسکی آخر۔

اور زرقانی علی المواہب جلد ہفتم صفحہ ۱۳ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ مین ہے۔

وللطبرانی وغیرہ باسناد صحیح[1] انه صلی الله علیه وسلم خطب بغدیر خم وهو موضع بالجحفة مرجعه من حجة الوداع فذکر الحدیث وفیه یا ایها الناس ان الله مولای وانا مولی المؤمنین وانا اولی بهم من انفسهم فمن کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واحب من احبه وابغض من ابغضه وانصر من نصره واخذل من خذله وادر الحق[2] معه حیث دار وزعم بعضهم ان زیادة اللهم وال الخ موضوعة مردود فقد ورد ذلک من طرق صحح الذهبی

طبرانی وغیرہ نے صحیح اسناد سے روایت کی ہے کہ خطبہ ارشاد فرمایا حضرتؐ نے غدیر خم مین اور وہ ایک مقام ہے جحفہ مین پلٹتے ہوئے حجۃ الوداع سے بعد اسکے حدیث (غدیر) کو ذکر کیا ہے اور اوس مین ہے کہ اے گروہ مردم! بتحقیق کہ اللہ مولی ہے میرا اور مین مولی مومنین کا ہون اور مین اونکے لئے اولی ہون اونکے نفسون سے پس جسکا مین مولا ہون علی اوسکے مولا ہین خدایا دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اور تو دوست رکھ اوسکو جو اون سے دوستی رکھے اور بغض فرما اوس سے جو اون سے بغض رکھے اور نصرت فرما اوسکی جو اونکی نصرت کرے اور نہ نصرت کر اوسکی جو اونکی نہ نصرت کرے اور حق کو دایر رکھ اونکے ساتھ جس طرف کہ یہ جائین اور بعض لوگون کا گمان کرنا کہ اللہم وال من والاہ سے آخر تک جو زیادتی کر

---

[1] کشف الظنون مین ہے معجم الکبیر فی احادیث للامام ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی الحافظ المتوفی ۳۶۰ھ

[2] اس حدیث کو ترمذی نے اپنے صحیح جلد ثانی مناقب علی علیہ السلام مین ان لفظون سے وارد کیا ہے ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اللہم ادر الحق معہ حیث دار ۔ یعنی فرمایا رسالتماب صلعم نے علی علیہ السلام کے بارے مین اے اللہ علی کے ساتھ حق کو پھیر جس طرف علی پھر جائے ۔ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین وارد کرکے کہا ہے کہ ہذا حدیث صحیح علی شرط التلخیص یعنی یہ حدیث صحیح اور شرط بخاری ومسلم کے مطابق ہے ۔

وروی الدارقطنی[1] عن سعد قال لما سمع ابوبکر وعمر ذلک قالا امسیت یا ابن ابی طالب مولی کل مومن ومومنہ۔

یہ روایت ہے مگر اس میں زیادتی آئی ہے ساتھ ذہبی اسناد کثرت۔ اور حافظ دارقطنی نے سعد سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر اور عمر نے سنا قول پیغمبر (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کہا دونوں نے اے ابن ابیطالب آپ نے ایسی شام کی کہ کل مومن اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

اور معارج النبوۃ مطبوعہ مطبع مطلع نور لاہور ۱۲۹۲ھ آخر ص۳۱۸ میں ہے۔

آوردہ اند کہ بشیر اصحاب تا بحدی کہ امہات مومنین رضی اللہ عنہم اجمعین امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ درین امر تہنیت بجا آوردند۔ لائے ہیں کہ زیادہ تر صحابہ سے یہاں تک کہ امہات مومنین نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو اس امر (ولایت) کی مبارکباد ادا فرمائی۔

"اور مولوی ولی اللہ لکھنوی نے مراۃ المومنین میں لکھا ہے۔ بالجملہ چون این حدیث در غدیر خم واقع شد ہر صحابی کہ از حضرت امیر ملاقات می کرد مبارکباد میداد

جب یہ حدیث غدیر رسول اللہ نے ارشاد کی تو صحابہ میں سے جو بھی حضرت امیر سے ملاقات کرتا وہ مبارکباد دیتا۔

اور تاریخ حبیب السیر جلد اول جز سیوم ص۱۴۴ میں ہے۔

پس امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بموجب فرمودۂ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم در خیمہ نشست تا طوائف خلائق بملازمتش رفتہ لوازم تہنیت بہ تقدیم رسانیدند و از جملہ اصحاب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب ولایت مآب را گفت بخ بخ یا ابن ابیطالب اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنہ یعنی خوشا حال تو اے پسر ابوطالب بامداد کردی در وقتیکہ مولای من و مولای ہر مومن و مومنہ بودی بعد ازان امہات مومنین بر حسب اشارہ سید المرسلین بخیمہ امیر المومنین رفتہ شرط تہنیت بجا آوردند۔

یعنی تاریخ حبیب السیر میں ہے۔ کہ بعد حدیث غدیر کے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام موافق ارشاد پیغمبر صلعم خیمہ میں تشریف فرما ہوئے تاکہ گروہ صحابہ کا حضور امیر المومنین میں جا کر مراسم مبارکباد کی بجا لائے منجملہ گروہ صحابہ کے حضرت عمر بن خطاب نے جناب ولایت مآب کو باین الفاظ مبارکباد دی کہ مبارک ہو اے فرزند ابوطالب کہ آج کیا اچھی صبح کی کہ میرے اور کل مومنین اور مومنات کے مولا ہوئے۔

بعد ان حضرات صحابہ کے امہات مومنین نے بموجب فرمانے رسول اللہ صلعم کے خیمہ امیر المومنین علی علیہ السلام میں جا کر مراسم

---

[1] عبر فی ہی میں بوقایع ۳۸۵ھ کے ہے الدارقطنی ابو الحسن علی بن عمر بن احمد البغدادی الحافظ المشہور صاحب التصانیف فی ذی القعدہ ولہ ثمانون سنۃ روی عن البغوی وطبقتہ ذکرہ الحاکم صار اوحد عصرہ فی الحفظ والفہم والورع واماما فی القراء والنحاۃ صادفتہ فوق ما وصف لی ولہ مصنفات یطول ذکرہا وقال الخطیب کان فرید عصرہ وقریع دہرہ ونسیج وحدہ وامام وقتہ قال القاضی ابو الطیب الطبری الدارقطنی امیر المومنین فی الحدیث

تہنیت کی ادا فرمائی۔

اسی واقعہ غدیر مین آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوا جس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی یہی حدیث مجاہد کے سند سے پہلے نقل ہو چکی ہے۔ جسکے بعد رسول اللہ صلعم اکیاشی شبانہ روز زندہ رہے۔

عین اکیاسیوین روز رسول اللہ صلعم نے پھر حدیث ثقلین کو ارشاد فرمایا ہے دیکھو نمبر (۷) ابن سعد صفحہ ۱۵۴ و ۱۵۵ جسکو رسالتمآب صلعم نے عین وفات کے دن فرمایا اور اسی روز طلب قرطاس بھی فرمایا ہے۔ وہ یہ تاریخ گیارہ ربیع الاول تھی اور یوم دوشنبہ تھا جو ۱۸ ذیحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکیاشی دن از روی حدیث اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے گیارہ ربیع الاول تک ۹۰ دن یعنی تین مہینے یہ مدت شاہ عبد العزیز اور شاہ عبد القادر کا مفروضہ بلا سند ہے۔ تاہم دونون مدت گیارہ ربیع الاول پرختم ہے۔ اور ۹ ذیحجہ عرفہ کو سہ شنبہ ہوتا ہے۔

چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ باب دہم طلب قرطاس مین ہے "کہ قبل ازین واقعہ بسہ ماہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل شدہ بود ومہر ختم بر آن گزاشتہ۔

یعنی طلب قرطاس کے ۹۰ دن (تین مہینے) پہلے آیہ کریمہ موصوفہ اکمال دین نازل ہو چکا تھا۔ عرفہ کا نزول ہرگز صحیح نہین ہے جو حضرت کے شکریہ سے خالی ہے۔ نیز تین مہینے کی مدت آخر عمر کی ابن عباس کے روایت کے معارض ہے اور آیہ تبلیغ کے نازل ہونے کے بعد اسی گیارہ ربیع الاول پر اکیاشی شبانہ روز ختم ہین اسلئے ابن عباس کی روایت اکیاشی یوم کی ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم سے حضرت کے آخر عمر کی حساب جزماً یقیناً صحیح ہے جسکے چند گھنٹے کے بعد خاص غدیر خم مین آیہ اکمال دین نازل ہوا تھا۔

بہر حال رسول اللہ صلعم نے یوم احتضار کو طلب قرطاس فرمایا ہے اور اس روز صبح سے حضرت کو قطعاً افاقہ ہو گیا تھا چنانچہ الفاروق شبلی صفحہ ۱۱۳ مطبوعہ نامی پریس کانپور ۱۸۹۹ء مین ہے۔

"عین وفات کے دن آپکی حالت اسقدر سنبھل گئی تھی کہ لوگون کو بالکل صحت کا گمان ہو گیا تھا اور حضرت ابوبکر اسی خیال سے اپنے مکان کو جو مدینہ منورہ سے دو میل پر تھا واپس چلے گئے لیکن حضرت عمر وفات کے وقت تک موجود رہے آنحضرت نے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت حضرت عائشہ کے گھر انتقال فرمایا"

اور سیرت النبی شبلی حصہ ثانی حاشیہ صفحہ ۱۴۳ مین ہے۔

ابن اسحاق نے سیرت مین لکھا ہے کہ وفات دوپہر کو ہوئی لیکن حضرت انس بن مالک سے بخاری و مسلم مین روایت ہے کہ آخر یوم یعنی دوشنبہ کے آخر وقت مین وفات فرمائی

چنانچہ صحیح بخاری جلد اول باب التفات فی الصلوۃ مین ہے۔

قال البخاری حدثنا یحیی بن بکیر قال	بخاری نے کہا کہ حدیث کی ہم سے یحیی بن بکیر نے
حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن	کہا اونسے کہ حدیث کی ہم سے لیث نے عقیل سے اونسے ابن
شہاب قال اخبرنی انس بن مالک	شہاب زہری سے کہا اونسے کہ خبر دی مجکو انس بن مالک نے

وتوفی من آخر ذلك اليوم ۔ | کہ آخر یوم یعنی دوشنبہ کے آخر وقت میں وفات فرمائی ۔

اور تیسیر القاری شرح صحیح بخاری جلد ۴ مین ہے

قال البخاری حدثنا اسمعیل بن عبد الله قال حدثنی سلیمان بن بلال عن هشام بن عروة قال اخبرنی عروة بن الزبير عن عائشة زوج النبی صلعم ان رسول الله مات وابوبكر بالسنح ۔

کہا بخاری نے کہ حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن عبد اللہ نے کہا حدیث بیانکی مجھسے سلیمان بن بلال نے ہشام بن عروہ سے کہا اونسے خبر دی ہمکو عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ زوجہ رسول اللہ سے کہ رسول اللہ نے وفات کی اور ابوبکر سنح (جو مدینہ سے دو میل پر ہے) مین تھے ۔

رسالتمآب صلعم کا یوم احتضار (دوشنبہ) کے دن طلب قرطاس فرمانے کی یہ روایت دلالت کرتی ہے ۔

كتاب المرضى عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس قال لما حضر رسول الله وفى البيت رجال فيهم عمر بن الخطاب قال النبی قد غلب عليه الوجع وعندكم القرآن حسبنا كتاب الله فاختلف اهل البيت فاختصموا فمنهم من يقول قربوا يكتب لكم النبی كتابا لن تضلوا بعده ومنهم من يقول ما قال عمر الخ ۔

کتاب المرضی مین عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس بیان کرتے ہین کہ جب جناب رسالتمآب صلعم کا وقت رحلت قریب آیا اور گھر مین کچھ لوگ موجود تھے جنمین حضرت عمر بن خطاب تھے پیغمبر نے فرمایا لاؤ مین تمھین ایک نوشتہ لکھدون جسکے بعد تم گمراہ نہو عمر نے کہا کہ پیغمبر پر مرض نے غلبہ کیا ہے اور تمھارے پاس قرآن موجود ہے اور خدا کی کتاب ہمین کافی ہے (اسکے بعد) لوگ جو گھر مین حاضر تھے مختلف ہو گئے کوئی کہتا تھا کہ جو کچھ فرمایا اسکی تعمیل کرو تمھارے لئے پیغمبر نوشتہ لکھدین جسکی وجہ سے گمراہ نہو اور کوئی وہی کہتا تھا جو عمر نے کہا تھا الخ ۔

ايضاً كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة عن ابن عباس قال حضر النبی وفى البيت رجال فيهم عمر بن الخطاب فقال هلم اكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده قال عمر ان النبی غلب عليه الوجع وعندكم القرآن فحسبنا كتاب الله ۔ الخ ۔

اور (کتاب الاعتصام والسنۃ) مین ہے ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہین کہ جب حضرت کا وقت وفات قریب آیا اور گھر مین کچھ لوگ موجود تھے جن مین حضرت عمر بھی تھے تو آپ نے فرمایا کہ لاؤ مین تمھین ایک نوشتہ لکھدون جسکے بعد تم ہرگز گمراہ نہو عمر نے کہا کہ پیغمبر پر مرض نے غلبہ کیا ہے اور تمھارے پاس قرآن ہے تو ہمین خدا کی کتاب کافی ہے الخ

تیسری روایت صحیح بخاری کی جسمین یوم احتضار کی جگہ (اشتد بالنبی صلعم وجعہ) لایا گیا ہے ۔ حالانکہ یوم احتضار حضرت کو بالکل افاقہ ہو گیا تھا ۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد اول باب العلم صفحہ ۱۸۶ مین ہے ۔

حدثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنی ابن وھب قال اخبرنی یونس عن ابن شھاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس قال لما اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ قال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ قال عمر ان النبی صلعم غلبہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا فاختلفوا وکثر اللغط قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلعم وبین کتابہ۔

کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے یحیی بن سلیمان نے کہا اونہوں نے حدیث کی مجھسے ابن وہب نے کہا اونہوں نے خبر دی مجکو یونس نے ابن شہاب سے اوسنے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اوسنے ابن عباس سے کہا اونہوں نے کہ جب آنحضرت پر مرض درد اوسکے تکلیف کی شدت ہوی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے کاغذ دو تو مین تمہارے لئے ایک ایسا نوشتہ لکھدون جسکے بعد تم گمراہ نہو عمر نے کہا کہ پیغمبر پر مرض نے غلبہ کیا ہے اور ہمارے پاس خدا کی کتاب ہے وہ ہمین کافی ہے بس اتنا کہنے سے صحابہ مین اختلاف اور شور ہونے لگا تو آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ اور میرے پاس اختلاف وتنازع نکرو پس سب لوگ اوٹھکر چلے گئے حضرت ابن عباس فرماتے تھے سب سے بڑی مصیبت وہ مصیبت تھی جو رسول اللہ صلعم اور آپکی کتابت کے درمیان حائل ہوئی۔

یہ واقعہ طلب قرطاس کا موت کے قریب مین واقع ہوا جسکی تائید کی یہ حدیث مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۳۴۶ مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ سے لکھی جاتی ہے

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا موسی بن داود حدثنا ابن لھیعۃ عن ابی الزبیر عن جابر ان النبی صلعم دعا عند موتہ بصحیفۃ لیکتب فیھا کتابا لا یضلون بعدہ قال فخالف علیھا عمر بن الخطاب حتی رفضھا۔

بسلسلہ اسناد مذکورہ حضرت جابر سے مروی ہے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگا وقت موت کے صحیفہ جس پر کچھ لکھا سکتے تاآنکہ لکھین اوس مین ایک نوشتہ نہ گمراہ ہون وہ (صحابہ) بعد اوس (نبیؐ) کے کہا راوی نے پس مخالفت کی اوس پر عمر بن الخطاب نے یہانتک کہ چھوڑدیا اوس صحیفہ کو یا بازگشت کی اوس سے۔

غرض کہ آج گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو طلب قرطاس کے مقدمہ مین حضرت عمر کا اختلاف اور رسول اللہ کا اپنی بارگاہ سے اٹھا دینا اور جسکے بعد حضرت عمر کو حالت حیات مین زیارت رسول اللہ کی نصیب نہونا ہے پھر بارہ ربیع الاول کو وفات رسول اللہ سے انکار کر گیا۔

عبقات الانوار غدیر جلد اول صفحہ ۲۷۸ مین لکھا ہے کہ علامہ صفدی نے تاریخ وافی بالوفیات مین ابراہیم بن سیار نظام کے سند سے نقل کیا ہے

کہ صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی نے کتاب وافی بالوفیات مین بہ ترجمہ ابراہیم بن سیار نقل کیا ہی کہ ابراہیم بن سیار بن ہانی البصری المعروف بالنظام المتوفی سنہ ۲۳۱ھ نے کہا۔ وقال لنص النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علے ان الامام علی وعینہ وعرفت الصحابۃ دلک ولکن کتمہ عمر لاجل ابو بکر۔ اور کہا نص کی اور بیان صریح فرمایا رسول اللہ صلعم نے اس امر پر کہ امام ہین علی مرتضی اور معین کر دیا انکو واسطے امامت اور خلافت کے اور پہچان لیا سب صحابہ نے ان کو امام امت اور خلیفہ رسول ولیکن چھپایا اس امر کو حضرت عمر نے بسبب ابو بکر کے۔

اب یہان پر مناسب ہے کہ بخاری کی صحیح اور تاریخ صغیر سے وہ روایتین نقل کیجاتی ہین جن مین رسول اللہ کی وفات کے ساتھ ساتھ حضرت ابو بکر کی وفات کو یوم (دوشنبہ) کی قید سے ذکر کیا گیا ہے بلکہ جس طرح وفات النبی دوشنبہ کے آخر وقت یعنی عشبہ (سہ شنبہ) مین ہوا اوسی لحاظ سے وفات ابو بکر دوشنبہ کی شام شب سہ شنبہ مین کہا گیا ہے۔

صحیح بخاری جلد اول کتاب الجنایز باب موت یوم الاثنین صفحہ ۱۸۴ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۰ھ اور تاریخ صغیر بخاری حصہ اول صفحہ ۲۲ مطبوعہ الہ آباد سنہ ۱۳۲۵ھ مین ہے۔

قال البخاری حدثنا معلی بن اسد حدثنا وهیب عن هشام عن ابیه عن عائشة قالت دخلت علی ابی بکر فقال فی کم کفنتم النبی صلعم فقالت فی ثلاثة اثواب بیض سحولیة لیس فیها قمیص ولا عمامة وقال لها فی ای یوم توفی رسول اللہ صلعم قالت یوم الاثنین قال ارجو فیما بینی وبین اللیل فلم یتوف حتی امسی من لیلة الثلاثاء ودفن قبل ان یصبح۔

بخاری کہتے ہین کہ حدیث کی ہم سے معلی بن اسد نے کہا حدیث کی ہم سے وہیب نے ہشام سے اونہون نے اپنے باپ (عروہ) سے اونہون نے عائشہ سے وہ بیان کرتی ہین کہ مین اپنے باپ ابو بکر کی خدمت مین حاضر ہوئی اونہون نے مجھسے دریافت کیا کہ رسول اللہ کو کتنے کپڑون مین کفن دیا مین نے عرض کی تین کپڑون مین جو سفید روئی کے تھے اوس مین عمامہ وقمیص داخل نہین سکے بعد اونہون نے کہا کہ کس روز رسول اللہ نے وفات پائی مین نے عرض کیا کہ دوشنبہ کے دن اوسوقت ابو بکر نے کہا کہ مین بھی امید کرتا ہون کہ ایسے ہی درمیان دوشنبہ اور سہ شنبہ کے مین بھی مرون پس نہین مرے مگر دوشنبہ کے شام شب سہ شنبہ مین اور اسی شب سہ شنبہ مین صبح سے پہلے دفن ہوگئے

لہ مرح صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی (حافظ ابن حجر عسقلانی) نے اپنے درر کامنہ مین اس عنوان سے بیان کیا ہے جسکے مختصر اجزا لکھے جاتے ہین۔ خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الادیب صلاح الدین الصفدی ابو الصفا ولد سنۃ ست او سبع وتسعین وست مائۃ تقریبا + + اخذ عن الشہاب محمود وابن سید الناس وابن نباتۃ وابی حیان ونحوہم وسمع بعصر من یونس الدبوسی ومن معہ وبدمشق من المزی وجماعۃ + + ثم اخذ فی التالیف فجمع تاریخہ الکبیر الذی سماہ الوافی بالوفیات فی نحو ثلثین مجلدۃ علی حروف المعجم + + وقال الذہبی فی حقہ الادیب البارع الکاتب شارک فی الفنون وتقدم فی الانشاء وجمع وصنف وقال ایضاً سمع منی وسمعت منہ ولہ تو الیف وکتب وبلاغۃ وقال فی المعجم المختص الامام العالم الادیب البلیغ الکامل طلب العلم وشارک فی الفضائل وساد فی الرسائل وقرأ الحدیث الخ بطولہ مات بدمشق سنہ ۷۶۴ھ۔

وفی تاریخ صغیر بخاری صفحہ ۱۹ قال البخاری قال ابو نعیم توفی ابو بکر لثمان لیال بقین من جمادی الآخر سنۃ ثلاث عشرۃ۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ابو نعیم فضل بن دکین نے کہا کہ وفات حضرت ابوبکر جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ میں جبکہ اس مہینہ کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں واقع ہوئی۔

دونوں روایتوں سے حضرت ابوبکر کی وفات ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ یوم دوشنبہ کے شام یا شب سہ شنبہ میں برآمد ہوتی ہے قبل اسکے رسول اللہ کی وفات انس بن مالک کی روایت سے یوم دوشنبہ کے آخر وقت میں واقع ہونا بخاری اپنے صحیح میں بیان کر چکے ہیں۔ چونکہ دوشنبہ کا آخر وقت شب سہ شنبہ سے اتصال کرتا ہے اسلئے اسوقت کو لفظ (عشیہ) سے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور حضرت ابوبکر کا اسی دوشنبہ و سہ شنبہ کے مابین اپنے رحلت کی آرزو کرنا انس کی روایت وفات نبی کا آخر یوم پر واقع ہونے کو قوی تر کرتا ہے۔

حدیث مذکورہ کی شرح میں حافظ ابن حجر[1] عسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری باب موت یوم الاثنین کتاب الجنائز میں یہ بیان دیتے ہیں

قیل ذکرها ذلک بصیغة الاستفهام توطئة لها للصبر على فقده واستنطاقا لها بما یعلم انه یعظم علیها ذکره لما فی بداءته لها بذلک من ادخال الغم العظیم علیها لانه یبعد ان یکون ابوبکر نسی ما سأل عنه مع قرب العهد ویحتمل ان یکون السؤال عن قدر الکفن على حقیقته لانه لم یحضر ذلک لاشتغاله بامر البیعة واما تعیین الیوم فنسیانه ایضاً محتمل لانه دفن لیلة الاربعاء فیمکن ان یحصل التردد هل مات یوم الاثنین او الثلاثاء۔

شارح کہتے ہیں کہ جو صورت عائشہ سے مروی ہے اسکے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابوبکر نے جو استفہام کے صیغہ کے ساتھ کفن رسول کے متعلق عائشہ سے سوال کیا تو وہ عائشہ کے تسلی دینے کی بناء پر تھا اور اس غم و الم کی یاد دلانا کہ جو مقصود تھی جو عائشہ کو رسول کی وفات سے ہوا تھا ورنہ یہ بعید ہے کہ ابوبکر سا صحابی باوجود زمانہ رسول میں ہونے کے رسول کے کفن کے متعلق سوال کرے اسکے علاوہ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ ابوبکر دفن و کفن رسول کے وقت حاضر نہ تھے بلکہ امر بیعت میں مشغول تھے لہذا انکو کیا خبر کہ کتنے کپڑوں میں رسول کو کفن دیا گیا اور کیسے دفن ہوئے۔ اور وفات کے دن کے تعیین کے متعلق جو سوال کیا تھا وہ بھی ٹھیک ہے اسلئے کہ رسول اللہ شب چہار شنبہ میں دفن ہوئے ہیں لہذا ممکن ہے کہ ابوبکر کو یہ احتمال ہو کہ آپ نے دوشنبہ کو انتقال فرمایا یا سہ شنبہ کو اور اصل انکو بھول گئے تھے۔

---

[1] طبقات الحفاظ سیوطی میں ہے۔ ابن حجر شیخ الاسلام والامام الحافظ فی زمانہ وحافظ الدیار المصریة بل حافظ الدنیا مطلقاً قاضی القضاۃ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی الکنانی العسقلانی ثم المصری الخ بطولہ المتوفی سنہ ۸۵۲ھ

جبکہ رسول اللہ صلعم کی وفات آخر یوم دو شنبہ کے آخر وقت یعنی تمام کو ہوئی صحیح بخاری ثابت کرتی ہے جسمین یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر اوسوقت نہ تھے بلکہ مدینہ سے باہر دو میل پر موضع سنح مین تھے۔ اگر دن کا کچھ حصہ باقی بھی تھا تو وہ بھی ذرا دیر مین گزر گیا اور شب آگئی۔ اسلئے لوگون نے وفات کا وقت دن چڑھے کا بیان کیا ہے اور اسوقت کو ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ ہجرت کے دن حضرت کے داخلہ مدینہ سے تطبیق دی ہے۔

چنانچہ ابن اثیر جزری[۱] نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد اول مطبوعہ سنہ ۱۲۸۶ھ ذکر وفات و مبلغ عمر ص ۳۱-۳۲ مین لکھا ہے

عن انس و توفی آخر ذلک الیوم قال	انس سے مروی ہے کہ وفات رسول اللہ آخر وقت
ابو عمر[۲] بدأ برسول اللہ صلی اللہ علیہ و	دوشنبہ کے دن ہوئی کہا ابو عمر نے جس مرض ہوا وہ
سلم مرضہ الذی مات فیہ یوم الاربعاء[۳]	مرض رسول اللہ جس مین حضرت کی وفات واقع ہوئی
للیلتین بقیتا من صفر سنۃ احدی عشرۃ	وہ چہارشنبہ کا دن تھا جبکہ دو راتین ماہ صفر سنہ ۱۱ھ
××× و قبض یوم الاثنین ضحیٰ فی الوقت	کی باقی تھین یعنی ۲۸ صفر چہارشنبہ کو اور وفات ہوئی
دخل فیہ المدینۃ لاثنتی عشرۃ خلت	دوشنبہ کے دن بوقت ضحی یعنی دن چڑھے ۱۲ ربیع الاول
من ربیع الاول و دفن یوم الثلاثاء حین	کو جس مین اسیوقت حضرت مدینہ منورہ مین داخل
زاغت الشمس و قیل بل دفن	ہوئے اور دوپہر ڈھلے سہ شنبہ کے دن دفن ہوئے اور
لیلۃ الاربعاء ۔	یہ بھی کہا گیا ہے بلکہ شب چہارشنبہ مین دفن ہوئے

چونکہ انس کی روایت صحیح بخاری کی ہے اور جسکو زہری نے روایت کی ہے ہر دو وجہ سے انس کی روایت اصح روایات سے ماننے جانیکے لائق ہے نیز وہ وقت شب سہ شنبہ سے متصل تھا اسی لئے حضرت ابوبکر نے دوشنبہ اور شب سہ شنبہ کے درمیان اپنے مرنے کی تمنا کی تھی ۔

لیکن جب لوگون نے دیکھا کہ انس کی روایت سے وفات کے دن ابوبکر کی خلافت نہین قرار پاتی کیونکہ وہ غیر حاضر تھے اور موسم سرما[۴] کی وجہ سے جو کچھ تھوڑا وقت بھی رہا وہ قابل گنجایش نکالنے کے نہین تھا بالفرض اگر آدمی اطلاع کیلئے بھیجا جائے تو پہونچتے پہونچتے یا ابوبکر کے آنے تک شب کا ہوجانا یقینی ہے ۔ اور حضرت ابوبکر اور صحابہ کے پہونچنے کے بعد جو آئے ہین مثلاً حضرت عمر اور ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ ۔

مگر حافظ ابن کثیر جنکا ماخذ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ہے اسلئے اونھون نے اپنی تاریخ بدایۃ و النہایۃ مجلد ثانی مین بذکر خلافت ابوبکر اسیکو اختیار کیا ہے بلکہ جو کچھ باقی تھا اوسکو بھی پورا کردیا یہانتک کہ اوسی دوشنبہ کے دن مسجد نبوی میں بیعت عامہ ہونا بھی لکھدیا وہ یہ ہے

---

[۱] جو کہ اسدی کے طبقات شافعیہ مین ہے علی بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد العلامہ عز الدین ابو الحسن الشیبانی الجزری المورخ الحافظ المعروف ابن الاثیر اخو مجد الدین صاحب النہایہ ++ متوفی ثلثین و ستمائۃ سنہ ۶۳۰ھ

[۲] وفات سنۃ ثلاث و ستین و اربع مائۃ ابو عمر ابن عبد البر صاحب الاستیعاب حافظ المغرب (تاریخ ابن الوردی)

[۳] قال ابن اسحاق لما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدی برسول اللہ صلعم وجعہ فحم و صدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ ۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۸ باب بعث النبی اسامۃ بن زید)

[۴] دیکھو صفحہ ۳ کتاب ہذا کا ساتوان شعر نمبر ۲ ۔

توفی صلی اللہ علیہ و سلم یوم الاثنین	وفات النبی دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ
ثانی عشر ربیع الاول علی المشهور و ذلک	جیسا کہ مشہور ہے دن چڑھے دوشنبہ کے دن واقع
سنۃ احدی عشرۃ من الهجرۃ ذلک فی ضحی	ہوئی پس لوگ ابوبکر کی بیعت کو سقیفہ بنی ساعدہ میں
ذلک الیوم فاشتغل الناس ببیعۃ الصدیق فی سقیفۃ[1]	مشغول ہوئے بعد کو جو دن دوشنبہ باقی تھا بیعت عامہ مسجد
بنی ساعدۃ ثم المسجد النبوی کانت البیعۃ العامۃ[2] فی بقیۃ یوم الاثنین	نبوی میں واقع ہوئی۔
وفی کنز العمال عن عروۃ قال ان	کنز العمال میں عروہ سے مروی ہے کہ پیغمبر صاحب کے
ابابکر و عمر رضی اللہ عنهما لم یشهدا دفن	دفن کے وقت حضرت ابوبکر و عمر موجود نہ تھے بلکہ انصار
النبی کانا فی الانصار فدفن	سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف رکھتے تھے اور
قبل ان یرجعا۔	قبل اسکے کہ یہ دونوں صاحب وہاں سے واپس آئیں
(ج۔ ۳ ص۱۴۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن)	رسول اللہ دفن ہو چکے تھے۔

اگر حافظ ابن حجر عسقلانی کے بیان کے مطابق دفن رسول اللہ شب چہار شنبہ میں ہو تو حضرت ابوبکر و حضرت عمر کا رسول اللہ کے دفن میں نہ شریک ہونے کی کیا وجہ ہوئی جس سے یہی ترجیح معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ سہ شنبہ کے دن بعد دوپہر دفن ہوگئے جیسا کہ ابن اثیر نے بیان کیا ہے اور شب چہار شنبہ کا دفن لفظ قیل یعنی ضعیف قول سے ہے نیز ابن سعد کی مخرجہ روایت نمبر (۷) ملاحظہ کرو جسمیں ص۱۴۷ و ۱۴۸ اول راوی عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب ہے جن سے بخاری و مسلم نے اپنے اپنے صحیح میں تاریخ سفر حجۃ الوداع کی روایت کی ہے اور وہ روایت وفات و دفن کی سعید بن مسیب تک اور اسی میں دوسری روایت ہے جو جناب امیر علیہ السلام تک منتہی ہوتی ہے جسمیں دوشنبہ کو انتقال اور سہ شنبہ کو دفن ہے یہ عمدہ اور صحیح روایتوں سے ہے چونکہ دوسرا وقت شب چہار شنبہ سے اتصال کرتا ہے اسلئے ابن اسحاق نے مدت خلافت ابوبکر کا تعین اسی شب ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے کیا ہے اور یہ ٹھیک بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ معارف ابن قتیبہ چھاپہ فرنگستان ص۸۵ ترجمہ ابوبکر میں مذکور ہے۔

قال ابن اسحاق فکانت[3]	ابن اسحاق نے کہا ہے کہ مدت خلافت ابوبکر
خلافتہ سنتین و ثلاثۃ اشهر و تسع لیال	دو سال تین مہینے نو راتین ہیں۔

ابن اسحاق کے بیان کے مطابق آخر کی ۹ راتین بارہ ربیع الاول کی شام تیرھوین شب سے شروع ہوتی ہین کیونکہ تیرہ مین نو جمع کرنے سے بائیس ۲۲ ہونگے۔ اور ۱۲ ربیع الاول جو ۲۸ صفر کا چودھوان دن یعنی چہار شنبہ کا چودھوان روز سہ شنبہ ہوا پس تیرھوان دن گیارہ ربیع الاول دوشنبہ ہوتا ہے اور وفات النبی دوشنبہ کے دن ہے جسکی شام کو انتقال اور صبح بارہ ربیع الاول سہ شنبہ کو دن چڑھنے کے بعد حضرت ابوبکر وغیرہ کا آنا اور سقیفہ میں جانا وہان خلافت کے معاملہ مین انصار سے معرکہ آرائی کرنا جسکے بعد واپسی

---

[1] غیاث اللغات مین ہے۔ سقیفہ ایوانے بود نہان کہ عرب برائے مشورہ اہل باطل دران جمع می شدند مجازاً مشورہ و سخن بیہودہ را گویند (منتخب)

[2] لیکن معارف ابن قتیبہ طبع یورپ ص۸۵ مین ہے (بیعۃ العامۃ یوم الثلاثاء) یعنی بیعت عامہ بروز سہ شنبہ ہوئی۔

[3] دول الاسلام ذہبی مین ہے۔ محمد بن اسحاق بن یسار المدنی صاحب السیرۃ الذی یقول فیہ شعبۃ کان ابن اسحاق امیر المومنین فی الحدیث یعنی ابن اسحاق بن یسار صاحب سیرۃ کے بارے میں شعبہ کا قول ہے کہ وہ امیر المومنین فی الحدیث ہے۔

۔ بقیہ حاشیہ ص۲۰۴ پر دیکھئے

اور سوموار کی وفات مولی جبکہ رسول اللہ دفن ہو چکے بحساب تیرہ سو بیس ... بیان ابن اسحاق کے ... ہو چکے۔

اب ... استاد امام زہری کا بیان ہے جنھوں نے بارہ ربیع الاول سے ابتدائی خلافت ابو بکر کا شمار کیا ہے یعنی ... کی ... مدت ہے۔

چنانچہ طبقات ابن سعد جزء ثالث قسم اول صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ ... میں ... حدیث منقول ہے۔

Arabic	اردو ترجمہ
قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر قال حدثنی	ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہا وہ کہتے
اسامۃ بن زید اللیثی عن محمد بن حمزۃ	کہ بیان کی مجھ سے اسامہ بن زید لیثی نے محمد بن حمزہ
بن عمرو عن ابیہ قال اخبرنا عمرو بن عمران	بن عمرو سے اونہ اپنے باپ سے کہا اور خبر دی ہمکو عمرو بن عمران
بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر	بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق نے عمرو بن حسان
الصدیق عن عمرو بن حسان مولی لبنی مطیع	مولیٰ آل مطیع سے اونہ طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن
عن طلحۃ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن	ابن ابی بکر صدیق سے کہا اور خبر دی ہمکو محمد بن عبد اللہ ابن
ابن ابی بکر قال واخبرنا محمد بن	اخی الزہری نے زہری سے اونہ عروہ سے اونہ حضرت
عبد اللہ (ابن اخی الزہری) عن الزہری عن	عائشہ سے کہا اونہوں نے ابتدائی بیماری ابو بکر کی تحقیق
عروۃ عن عائشۃ قالوا اول ما بدء مرض	غسل کیا ابو بکر نے ساتویں جمادی الثانی یوم دوشنبہ کو
ابی بکر انہ اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من	اور [illegible] پندرہ دن تک بیمار
جمادی الآخرۃ وکان یوماً بارداً ... ثلاثا وثمانی	رہے اور وفات پائی ابو بکر نے شام کو شب سہ شنبہ میں
لیال بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ من مہاجر	جبکہ آٹھ راتیں ماہ جمادی الثانی ... باقی تھیں
النبی صلعم فکانت خلافتہ سنتان وثلاثۃ اشہر وعشر	یعنی ۲۲ جمادی الثانی کو اور خلافت انکی دو سال تین
لیال ... وتوفی رحمہ اللہ وہو ابن ثلاث وستین	مہینے دس راتیں اور وقت وفات اپنے ۶۳ سال کے
سنۃ مجمع علی ذلک فی الروایات کلہا استوفی سن	تھے اسپر اجماع ہے کل روایت میں پورا کیا سن رسول اللہ
رسول اللہ کان ابو بکر ولد بعد الفیل بثلاث سنین	کو اور ابو بکر کی پیدائش سنہ فیل کے تین سال بعد ہوئی۔

روایت مذکورہ سے وفات حضرت ابو بکر ۲۲ جمادی الثانی کی شام شب سہ شنبہ میں ہونا مطابق تاریخ صغیر بخاری کے معلوم ہو گیا اور کل حدیث خلافت حضرت ابو بکر دو سال تین مہینے دس راتوں کی ہے جو آخری مدت دس شبوں کی بارھوین شب سے بائیسوین تک دس راتوں کی ہوتی ہے جو گیارہ کی شام کو بارھوین شب کا آغاز ہوتا ہے اور ابن اسحاق کی روایت کے مطابق

حاشیہ اور شعبہ بخاری کے مخرجہ حدیث کے مطابق امیر المومنین فی الحدیث ہے چنانچہ صحیح ترمذی کتاب العلل میں ہے

قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمٰعیل نا عبد اللہ بن ابی الاسود نا ابن مہدی قال سمعت سفیان یقول شعبۃ امیر المومنین فی الحدیث کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے محمد بن اسمٰعیل بخاری نے کہا حدیث کی ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے کہا حدیث کی ہم سے ابن مہدی نے کہا سنا میں نے سفیان سے کہ کہتا تھا شعبہ امیر المومنین فی الحدیث ہے " پس محمد ابن اسحاق بخاری کے نزدیک بھی امیر المومنین فی الحدیث قرار پایا۔

اور سیرت شبلی جلد اول صفحہ ۲۳ میں ہے۔ ابن اسحاق کی نسبت اگرچہ امام مالک اور بعض محدثین نے جرح کی ہے تاہم انکا یہ رتبہ ہے کہ امام بخاری رسالہ جزء القراءۃ میں انکی سند سے روایتیں نقل کرتے ہیں اور انکو صحیح سمجھتے ہیں، اور تاریخ میں تو اکثر واقعات انہیں سے لیتے ہیں "

۲۸ صفر چہارشنبہ کا دن تھا جس کا تیرھواں دن گیارھویں ربیع الاول دوشنبہ تھا جس کے آخر یوم پر انتقال رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکی شام شب بارھویں ربیع الاول سہ شنبہ سے شروع ہوتی ہے۔

فی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری. جلد ۸ صفحہ ۲۳۷ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں ہے۔

وفی حدیث ابو یعلی باسنادہ عن انس انہ توفی اخر نھار یوم الاثنین۔

حافظ ابو یعلی نے اپنے سند سے انس بن مالک سے روایت کی کہ وفات رسول اللہ آخر دن یعنی دوشنبہ کے آخر وقت میں واقع ہوئی۔

اس حدیث انس کے مطابق جبکہ دوشنبہ کے آخر دن پر آفتاب رسالت غروب ہوگیا اور شب سہ شنبہ آگئی تو یہ شب گزر کر سہ شنبہ کے دن حضرت کا دفن ہونا[1] روایت اور درایت دونوں کے مطابق صحیح ہے اور جبکہ آنے والی شب چہارشنبہ ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ سے ۱۳ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال اور ۳ جمادی الآخرہ تک تین مہینے اور ۲۲ جمادی الاخرہ ۱۳ھ کو ۹ راتیں کامل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی ابن اسحق کے قول سے صحیح صحیح آگئی۔

اور جو حساب امام زہری نے دس راتوں کا شمار کیا ہے وہ وفات پاتے ہی جناب رسالتمآب کے محسوب کیا ہے حالانکہ ابوبکر دوسرے دن ۱۲ ربیع الاول کو آئے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں نے وفات النبی بارہ ربیع الاول کو دن چڑھے بیان کیا ہے تاکہ خلافت ابوبکر وفات رسول اللہ کے دن سے قرار پا جائے۔

جس طرح ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) کی جگہ حضرت عائشہ کی روایت میں (دوشنبہ) غلط لایا گیا ہے ویسے ہی دوسری روایت حضرت عائشہ میں ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ وفات ابوبکر میں (سہ شنبہ) کے بجائے (دوشنبہ) غلط ہے۔

پہلے ہم اسی حدیث مخرجہ ابن سعد کا ذکر کرتے ہیں جسکے اسناد طویلہ کو چھوڑ کر محدثین نے بیان کیا ہے۔

چنانچہ ابن اثیر جزری نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ آخر اسناد سے اس طرح وارد کیا ہے

عن محمد بن سعد حدثنا محمد بن عمر حدثنا محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزھری) عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قالت کان اول مرض ابی بکر انہ اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الآخرۃ الخ۔

اور یہی حدیث صرف وفات ابوبکر تک تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۳۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ میں عبارت سے ہے۔

اخرج الواقدی والحاکم عن عائشۃ قالت کان اول بدء مرض ابی بکر انہ اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الآخرۃ الخ

[1] وسیلۃ النجاۃ ملا محمد مبین لکھنوی فرنگی محلی کے صفحہ ۳۰ میں ہے۔ و در موطا گفتہ کہ وفات آنحضرت روز دوشنبہ و دفن او روز سہ شنبہ ۱؎

[2] توثیق (موطا) سیرۃ النبی شبلی ج۔ اول صفحہ ۳۸ میں ہے۔ لیکن موطائے امام مالک میں جس کی نسبت امام شافعی کا قول ہے کہ آسمان کے نیچے (قرآن کے علاوہ) کوئی کتاب اس سے زیادہ صحیح نہیں۔

نیز حدیث مذکورہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للعلامہ قسطلانی (جلد ۳ صفحہ ۳۰۳) مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ - باب فضل موت یوم الاثنین میں ہے

عند ابن سعد من طریق الزهری عن عروة عن عائشة اول بدء مرض ابی بکر انه اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الآخرة وکان یوما باردا فحم خمسة عشر یوما ومات مساء لیلة الثلاثاء لثمان بقین من جمادی الآخرة سنة ثلاث عشرة ۔	یعنی ابن سعد نے زہری کے طریق اور عروہ و عائشہ کے سند سے روایت کی ہے کہ اول ابتداء مرض ابوبکر ۷ جمادی الثانی دوشنبہ کے دن نہانے سے پیدا ہوا اور وہ دن سرد تھا پس پندرہ دن بخار آیا اور بائیس ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کی شام شب سہ شنبہ مین انتقال فرمایا۔

جسکے معنی یہ ہوئے کہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو دوشنبہ تھا جسکی شام کو بعد مغرب شب سہ شنبہ میں وفات حضرت ابوبکر واقع ہوئی جبکہ ۷ جمادی الثانی کو دوشنبہ تھا اور ۸ جمادی الثانی کو سہ شنبہ ہوا پس ۱۵ و ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو سہ شنبہ جس کی آنے والی شب چہارشنبہ میں رحلت واقع ہونا روایت مذکورہ سے برآمد ہوا جسکا حساب صاحب روضۃ المناظر نے ٹھیک لگایا ہے۔

چنانچہ روضۃ المناظر ابن شحنہ حلبی حنفی (جو تاریخ کامل کے گیارھوین جلد کے حاشیہ پر ہے) مطبوعہ مصر ۱۳۰۳ھ جسکے صفحہ ۱۱۵ میں ہے

وتوفی ابوبکر لیلة الاربعاء لثمان بقین من جمادی الآخرة سنة ثلاث عشرة۔	ابوبکر کی وفات شب چہارشنبہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ یعنی اس مہینے کی آٹھ راتین باقی تھیں واقع ہوئی

پس روایت مذکورہ ۲۲ جمادی الثانی یوم دوشنبہ کی خود حضرت عائشہ کے بیان سے باطل ہوگئی اور ابن اسحٰق کی روایت سے ۲۳ جمادی الثانی کو جمعہ کے دن رحلت ابوبکر جس سے ۲۲ جمادی الثانی کو پنجشنبہ اور آنے والی شب جمعہ مین انتقال ہونا پایا جاتا ہے جیسا کہ قبل اسکے ہم لکھ آئے ہین - اور دیکھو نقشہ (دوم)۔

جیسے ابن سعد نے محمد بن عمر سے اُنھون نے محمد بن عبداللہ ابن اخی الزہری سے اُنھون نے زہری سے اُنھون نے عروہ[۵۱] اور عائشہ کی سند سے کل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے دس راتون کی روایت کی ہے دیکھو صفحہ ۲۰۲ ویسے ہی ابن سعد نے انھین اسناد کے ساتھ بارہ ربیع الاول وفات النبی کی روایت کی ہے دیکھو صفحہ ۱۴۵۔

یہ ابن سعد کی روایت اُسی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے ساتھ ہے جس سے ۱۱ ربیع الاول دوشنبہ ہوتا ہے۔

اس تاریخ پر رسول اللہ کے ۶۳ سال عمر کے اور بیس سال تبلیغ کے اور دس برس مدینہ منورہ مین ٹھہرنے کے ہوتے ہیں

اسی تاریخ پر ۶۳ سال عمر کے صحیح بخاری جلد ۳ باب وفات النبی کی یہ روایت ہے جو ابن شہاب زہری عروہ و عائشہ سے مروی ہے۔

---

۵۱ عروہ بن زبیر المتوفی ۹۴ھ حضرت زبیر کے بیٹے حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے تھے حضرت عائشہ کے آغوش تربیت مین پلے تھے سیرت اور مغازی مین کثرت سے انکی روایتیں ہیں ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین انکے متعلق لکھا ہے کان عالما بالسیرة صاحب کشف الظنون نے مغازی کے بیان مین لکھا ہے کہ بعض کی رائے ہے کہ فن مغازی کی پہلی کتاب انھیں نے تدوین کی۔ (منقول از سیرت النبی شبلی۔)

قال البخاری حدثنا عبد الله بن یوسف
حدثنا لیث عن عقیل عن ابن شهاب
عن عروة بن الزبیر عن عائشة ان رسول الله
صلعم توفی وهو ابن ثلاث وستین قال
ابن شهاب واخبرنی سعید بن
المسیب مثله۔

بخاری کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ
بن یوسف نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے لیث نے
عقیل سے اُسنے ابن شہاب زہری سے اُسنے عروہ بن
زبیر سے اُسنے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلعم ۶۳ سال
کی عمر میں فوت ہوے اور کہا ابن شہاب زہری نے کہ
خبر دی ہم کو سعید بن مسیب نے مثل اُس کے

روایت مذکورہ کی تائید مین اُنھیں اسناد یعنی زہری کے طریق اور عروہ و عائشہ کی سند سے یہ صحیح حدیثین صحیح ترمذی جلد ثانی باب وفات و عمر رسول اللہ سے نقل کی جاتی ہین۔

قال الترمذی حدثنا العباس
العنبری والحسین بن مهدی البصری
قالا نا عبد الرزاق عن ابن جریج قال
اخبرت عن ابن شهاب الزهری عن عروة
عن عائشة وقال الحسین بن مهدی
فی حدیث ابن جریج عن الزهری عن
عروة عن عائشة ان النبی صلعم مات
وهو ابن ثلاث وستین هذا حدیث حسن
صحیح وقد رواه ابن اخی الزهری (محمد
بن عبد الله) عن الزهری عن عروة
عن عائشة مثله۔

ترمذی کہتے ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے عباس عنبری
اور حسین بن مہدی بصری نے کہا دونوں نے کہ حدیث
بیان کی ہم سے عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہا
اُس نے مجھے ابن شہاب زہری سے خبر ملی ہے اُس نے
روایت کی عروہ سے اُس نے عائشہ سے اور کہا حسین
بن مہدی نے اپنی حدیث میں یہ روایت ابن جریج سے
اُس نے زہری سے اُس نے عروہ سے اُسنے عائشہ سے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوے کہ وہ ۶۳ سال
کے تھے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا اسکو
زہری کے بھتیجے محمد بن عبد اللہ نے زہری سے اُسنے
عروہ سے اُس نے عائشہ سے مثل اسکے

اس حدیث کی اسناد سے اوپر والی کل روایات مدت خلافت حضرت ابوبکر والی اور ۶۳ سال رسول اللہ کے عمر کی اور بارہ ربیع الاول کے وفات کی حسن صحیح ثابت ہوگئیں جس مین مدت خلافت اول دو سال تین مہینے دس راتوں کی گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ کے شام بارھوین ربیع الاول کی شب سے متحقق ہوتی ہے جسکے مراجعت سے یکم ربیع الاول کو جمعہ اور ۲۹ صفر کو (پنجشنبہ) اور جسکے پلٹتے ہوے راستہ مین ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم کو (پنجشنبہ) ستر دن پر اور ۹ ذی الحجہ عرفہ کو (سہ شنبہ) ۷۹ دنوں پر واقع ہوتا ہے جب اسمین گیارہ دن ربیع الاول کے ملائے جائین تو ۹۰ دن کی مدت ہوتی ہے اور اگر ستر دن مین (جو ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ہین) گیارہ شبانہ روز ربیع الاول کے ملائے جائین تو اکیاسی شبانہ روز کی مدت ہوتی ہے اسی مدت کو حافظ ابن جریج نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ کے زندہ رہنے کی روایت وارد کی ہے پس گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو وفات النبی ۶۳ سال عمر کے دس سال مدینہ منورہ

مین قیام کے اور دس سال مکہ مین تاریخ نزول وحی سے جملہ تئیس سال تبلیغ کے اور ۸۱ دن کل مدت بیماری کے اور اٹھاسی دن آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد سے پورے پورے آ گئے پس صحیح بخاری کی کل روایتین عرفہ جمعہ الی جو مشکوک بھی تھین وہ روز روشن کی طرح کئی روز کے فاصلہ سے غلط ہوکر باطل اور درفع ہوگئین ابو سعید خدری اور براء بن عازب کا بیان ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ والا صحیح ترین روایت سے ثابت و محقق ہوگیا۔

قبل اسکے اتقان سیوطی سے حافظ ابن مردویہ کی مخرجہ حدیث ابو سعید خدری و ابو ہریرہ کے سند والی جسکو علامہ سیوطی نے عرفہ جمعہ کئے روایت کے وجہ سے لا یصح کہا تھا وہ بالکل صحیح ہوگئی نیز دوسری حدیث تفسیر در منثور سیوطی مجلد ثانی کے صفحہ ۲۵۹ کی حافظ ابن مردویہ اور حافظ ابن عساکر کی مخرجہ ابو سعید خدری کے سند سے اور حافظ خطیب بغدادی اور ابن مردویہ اور ابن عساکر کی ابو ہریرہ کی سند والی قطعاً صحیح ثابت ہوگئی جو تین حفاظ حدیث اور دو صحابہ سے مروی ہے اور جو آیہ تبلیغ (یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ و اللہ یعصمک من الناس کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی یوم کی مدت سے مطابقت کرتی ہے۔ وہ یہ ہے:۔

عن ابی سعید الخدری قال لما نصب	ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جب رسولخدا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علیاً	نے جناب علی علیہ السلام کو غدیر خم مین نصب کیا
یوم غدیر خم فنادی لہ بالولایۃ ھبط	اور علی علیہ السلام کے ولایت کی ندا کی تو جبرئیل
جبرئیل علیہ بھذہ الآیۃ الیوم اکملت	علیہ السلام آیہ الیوم اکملت لکم دینکم لیکر نازل ہوے
لکم دینکم عن ابی ھریرۃ قال لما کان یوم	اور یہی مضمون) ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جب یوم
غدیر خم وھو یوم ثمانی عشر من ذی الحجۃ	غدیر خم اور وہ اٹھارھوین ذیحجہ تھی رسولخدا نے فرمایا
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کنت	جس کا مین مولا ہون اُس کا علی مولا ہے تو خداوند عالم
مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللہ الیوم اکملت لکم دینکم	نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل فرمایا۔

اسی ۱۸ ذیحجہ کے بعد رسولخدا اکیاسی دن زندہ رہے جو گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو آخر دن ہیں رحلت ہے پس وفات پاتے ہی جناب علی علیہ السلام حضرت کے قائم مقام ہوگئے اور جو مثل جناب یوشع پیغمبر قائم مقام حضرت موسیٰ کے تیس سال زندہ رہے اسی بارے مین صحیح ترمذی باب ماجاء فی الخلافۃ مین ہے۔

عن سفینۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم	سفینہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ خلافت
الخلافۃ فی امتی ثلاثون سنۃ ثم ملک بعد ذلک الخ	میری اُمت مین ۳۰ سال تک ہے پھر بعد اسکے بادشاہی ہے

اسی حدیث کی تائید باب ماجاء فی الخلفا یکون بعدی اثنا عشر امیراً۔ یعنی باب خلفا کے بیان مین کہ میرے بعد بارہ امیر یا سردار یا خلفا ہونگے ۔ ہوتی ہے۔

اور صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی صفحہ ۵۹ مین جابر بن سمرہ سے	کہا جابر بن سمرہ نے کہ سُنا مین نے رسولخدا سے کہ میرے
مروی ہے قال سمعت النبی یقول اثنا عشر	بعد بارہ امیر ہونگے بعد اُسکے کوئی کلمہ فرمایا کہ مین نے

اسمعہ فقال کلمۃ لم اسمعہا فقال ابی انہ قال کلہم من قریش۔

نہین سنا پس میرے باپ نے کہا کہ حضرت نے فرمایا وہ سب بارہ امیر قریش سے ہونگے۔

صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ دہلی مین اثنا عشر خلیفۃ ہے۔

اور کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ دہم مین ہے کہ جابر بن سمرہ سے منقول ہے کہ مین اپنے باپ کے ساتھ خدمت مین جناب رسول اللہ کے تھا سمعت یقول بعدی اثنا عشر خلیفۃ پس سنا مین نے حضرت سے فرمایا کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہونگے بعد اسکے آپ نے آہستہ فرمایا پس مین نے اپنے باپ سے کہا آہستہ سے کیا فرمایا میرے باپ نے کہا قال کلہم من بنی ہاشم فرمایا حضرت نے وہ بارہ خلیفہ بنی ہاشم سے ہونگے

اور ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۵ مطبوعہ اسلامبول مطبع اختر سنہ ۱۳۰۲ھ مین ہے۔

وعن عبایۃ بن ربعی عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم انا سید النبیین وعلی سید الوصیین وان اوصیائی بعدی اثنا عشر اولہم علی وآخرہم المہدی۔

عبایہ بن ربعی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہا انہون نے کہ سنا مین نے رسول اللہ سے کہ مین سردار انبیا ہون اور علی سردار اوصیا ہین اور میرے بعد بارہ اوصیا ہونگے جنکے اول علی اور آخر انکا مہدی ہوگا

پس تیس سال خلافت سے جناب امیر علیہ السلام کا زندہ رہنا ہے عام اس سے کہ خلافت ظاہری کسی وقت ہو حضرت کے حقیقی خلیفہ ہین جو مین اکیاسی دن روز رسولخدا کے وفات پانے ہی ہوگئے علاوہ ازین مدت تیس سالہ کے بعد بقول ترمذی پھر بادشاہت ہے یہ جنکی بادشاہت ہوئی وہ بھی قریش سے ہین لیکن بنی ہاشم نہین ہین جو قریش سے منتخب ہوکر آل ابراہیم مین رسالت اور امامت آئی۔ دیکھو حدیث اصطفا تاریخ صغیر بخاری۔ نیز جناب علی علیہ السلام یعسوب قریش اور یعسوب المسلمین اور یعسوب المومنین و یعسوب الائمۃ و امیر المومنین اور امام المتقین ہین جو رسولخدا کے شریک فی الامر ہین یہ وہی امر ہے جو واشرکہ فی امری و آیہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر مین ہے۔

اب تمہارا سنہ خلافت جناب امیر علیہ السلام ۔۔۔ سے ہوتی ہے چنانچہ تاریخ خمیس جلد ۱

یہ واقعہ ہجرت کے دن پہلے ہی منزل پر واقع ہوا۔ دیکھو تاریخ خمیس جلد اول مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۲ھ صفحہ ۳۴۷

وروی الزمخشری فی ربیع الابرار عن ہند بنت ۔۔۔ قالت نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمۃ خالتی ام معبد فقام من رقدتہ فدعا بماء فغسل یدیہ ثم تمضمض ومج فی عوسجۃ الی جانب الخیمۃ فاصبحت کاعظم دوحۃ وجاءت بثمر کاعظم ما یکون

علامہ زمخشری (صاحب تفسیر کشاف) ربیع الابرار مین ہند بنت جون سے روایت کرتے ہین کہ ۔۔۔ صلعم میری خالہ ام معبد کے خیمہ مین اترے تو حضرت کچھ خواب کرنے کے بعد بیدار ہوئے اور پانی طلب کیے ہاتھ دھوئے اور کلی کی اور گوشہ خیمہ کی طرف ببول کا ایک چھوٹا سا درخت تھا حضرت نے اپنی کلی کا پانی اوسی پر پھینکدیا۔ دوسرے روز وہ ایک عظیم الشان

سنہ ۹۵۱ روح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری مین ہے۔ ینابیع المودۃ للامام سلیمان البلخی القندوزی۔

في لون الورس وراحة العنبر و
طعم الشهد ما اكل منها جائع
الا شبع ولا ظمآن الا روى ولا سقيم
الا برى ولا اكل من ورقها
بعير ولا شاة الا در لبنها فكنا
نسميها المباركة وينتابنا من
البوادي من يستشفي بها ويتزود
منها حتى اصبحنا ذات يوم
وقد تساقط ثمرها وصغر
ورقها ففزعنا فما راعنا
الا نعي رسول الله صلى الله عليه
وسلم ثم انها بعد ثلاثين سنة
اصبحت ذات شوك من اسفلها
الى اعلاها وتساقط ثمرها
وذهبت نضرتها فما شعرنا
الا بقتل امير المومنين علي رضي الله
عنه فما اثمرت بعد ذلك وكنا ننتفع
بورقها ثم اصبحنا واذا بها قد نبع
من ساقها دم عبيط وقد ذبل ورقها
فبينا نحن فزعون مهمومون اذ اتانا خبر
مقتل الحسين بن علي ويبست الشجرة على اثر ذلك

درخت ہو گیا اور نہایت بڑے بڑے پھل اوس میں لگے
جو ورس کے رنگ کے تھے (ورس عرب میں خوشبودار
گھانس ہوتی ہے اور کپڑا رنگنے کے کام آتی ہے) اوس سے
عنبر کی خوشبو آتی تھی اور اوسکا مزا مثل شہد کے ہوتا
تھا جسے بھوکا کھالیتا تو سیر ہو جاتا تھا اور پیاسا
سیراب ہو جاتا اور بیمار شفا پا جاتا اور اگر اونٹ یا
بکری اوسکی پتی کھالیتی تو اون کے دودھ کثرت سے
ہوتا ہم لوگ اوس کو مبارکہ کہتے تھے اطراف وجوانب
سے لوگ آتے اور اوس سے شفا پاتے اور تبرک سمجھکر لے
جاتے ایک روز صبح کو مبارکہ کو کیا دیکھتے ہین کہ اوسکے
پھول گرنے لگے اس حالت سے ہم لوگون کو بڑا خوف
ہوا کہ اتنے مین خبر رحلت جناب رسول خدا معلوم ہوئی
اسکے تیس برس بعد کیا دیکھتے ہین کہ جڑ سے ڈال تک
اوسمین کانٹے اُگ گئے ہین اور پھل سب گر گئے ہین اور
اوسکی تازگی جاتی رہی اتنے مین خبر شہادت امیر المومنین
علی آئی پھر اوسکے بعد اوس درخت نے پھل نہین دیئے
بلکہ صرف اوس کے پتون سے ہم لوگ فائدہ اوٹھاتے
تھے۔ تھوڑے دنون بعد کیا دیکھا کہ اوس درخت کے
سامنے خون تازہ جوش مار رہا ہے اور کل پتے اوس کے
خشک ہو گئے ہین اس اثنا مین حضرت امام حسین ع
کی شہادت کی خبر ملی بعد اسکے وہ درخت بالکل خشک ہو گیا

ہدایۃ السعدا (شہاب الدین دولت آبادی) کے ہدایہ ثالثہ کے جلوہ ثانیہ مین ہے۔ خلافت دوازدہ امام بحدیث ثابت است اوّل امام علی کرم اللہ وجہہ ودر خلافت او حدیث خلافتی ثلاثون سنۃ وارد است دوم امام شاہ حسن قال صلعم ہذا ابنی سید یصلح بین المسلمین سوم امام شاہ حسین قال صلعم ہذا ابنی سید یقتلہ الباغیۃ نہ امام فرزندان شاہ حسین قال علیہ السلام بعد حسین ابن علی کائن من ابنائہ تسعۃ ائمۃ آخرہم القائم وقال جابر بن عبد اللہ الانصاری دخلت علی فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم وبین یدیہا الواح وفیہا اسماء الائمۃ من ولدہا فعددت احد عشر اسما آخرہم القائم"
(منقول از وجیزہ علامہ سبحان علیخان حاشیہ صفحہ ۱۸ بذکر آیۃ انما ولیکم اللہ مطبوعہ نولکشور ۱۲۷۹ھ)

نمبر(۱۰) تاریخ یعقوبی احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح الکاتب العباسی المتوفی ۲۷۸ھ

یہ تاریخ تاریخ یعقوبی مطبوعہ یورپ لیدن ۱۸۸۳ء اسکی کل دو جلدین ہین دوسری جلد ۲۵۹ھ پر ختم ہے اسلئے انکا سنہ وفات ۲۷۶ھ تصور کیا جاتا ہے جس طرح تاریخ ابن جریر طبری ۳۰۹ھ پر ختم ہے جنکا سنہ وفات ۳۱۰ھ ہے۔

کتاب مذکورہ کی جلد ثانی آخر صفحہ ۴۳ و ۴۴ مین ہے۔

وقد قيل انه اخر ما نزل عليه اليوم اكملت	اور تحقیق کہا گیا ہے کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول اللہ
لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام	پر جو آیت سب سے آخر مین نازل ہوئی وہ الیوم اکملت
دينا وهي الرواية الصحيحة الثابتة الصريحة وكان	لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا
نزولها في امير المؤمنين علي بن ابي طالب	ہے اور یہ آیت غدیر خم مین درباب امیرالمومنین علی بن
صلوات الله عليه بغدير خم۔	ابیطالب صلوۃ اللہ علیہ نازل ہوئی۔

(یوم غدیر خم) یہ اٹھارھوین ذیحجہ ابوہریرہ کے حدیث سے نہایت مشہور تاریخ ہے اسی تاریخ سے حضرت صلعم کے آخر عمر کا حساب یعنی اکیاسی یوم کی مدت کا اصحاب حدیث نے بیان کیا ہے۔

سیرت شبلی صفحہ ۱۲۳ خطبہ حجۃ الوداع مین ہے۔

"ليس للعربي فضل على العجمي ولا للعجمي فضل	عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہین
على العربي كلكم ابناء ادم وادم من التراب۔	تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم خاک سے بنے تھے۔

زیر حاشیہ نمبر ایک مرقوم ہے " یہ فقرہ حدیث و سیر کے کتابون مین مجھے نہین ملا ترمذی آخر کتاب المناقب اور ابوداؤد باب التفاخر بالاحساب مین اسکے ہم معنی مفہوم مذکور ہے۔

لیکن اس روایت مین حجۃ الوداع کا نام نہین ہے، البتہ مورخ یعقوبی نے جو تیسری صدی ہجری مین تھا، یہ فقرہ خطبہ حجۃ الوداع مین نقل کیا ہے۔ صفحہ ۱۲۳ طبع یورپ "

ص۲۱ الفاروق شبلی مین ہے۔ احمد بن یعقوب بن واضح کاتب عباسی یہ تیسری صدی کا مورخ ہے اسکی کتاب خود شہادت دیتی ہے کہ وہ بڑے پایہ کا مصنف ہے چونکہ اسکو دولت عباسیہ کے دربار سے تعلق تھا اسلئے تاریخ کا اچھا سرمایہ بہم پہونچا سکا ہے، اسکی کتاب جو آج تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے یورپ مین بمقام لیدن ۱۸۸۳ء چھپ گئی ہے " (المامون شبلی مطبوعہ انگریس پریس دہلی کے صفحہ ۲۲) مامون الرشید کے زمانہ سے نہایت قریب تر تاریخ جو دستیاب ہو سکتی ہے ابن واضح عباسی کی تاریخ ہے یہ مصنف مامون کے زمانہ کے واقعات اُن لوگون کے زبانی روایت کرتا ہے جو خود مامون کے عہد مین موجود تھے " صفحہ ۲۰ امین کا قتل ۲۵ محرم ۱۹۸ھ مین ہوا، مامون الرشید کی مستقل خلافت اسی تاریخ سے شروع ہوتی ہے۔ ابن واضح کاتب عباسی جو مامون الرشید سے قریب تر زمانہ مین تھا اسنے اپنی تاریخ مین مامون کی خلافت مستقل کا اسی تاریخ سے حساب کیا ہے حاشیہ صفحہ ۲۳۔

نمبر (۱۱) جامع صحیح مسلم مسلم بن الحجاج النیشا پوری المتوفی سنہ ۲۶۱ھ

جامع صحیح مسلم بھی مثل جامع صحیح بخاری کے تاریخ سفر حجۃ الوداع کی [illegible] روایت وارد کی ہے یہ ذیل کی روایت وہی روایت ہے جو نمبر (۹) صحیح بخاری مین نقل ہو چکی ہے [illegible] سلیمان بن بلال سے [illegible] کل رواۃ وہ حوالہ حدیث میں وہی ہیں -

چنانچہ وہ نون حدیث صحیح مسلم [illegible] -

حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب	[illegible] عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب نے
حدثنا سلیمان بن بلال عن یحیی بن سعید	کہا حدیث کی ہم سے سلیمان بن بلال نے یحیی بن سعید سے
عن عمرۃ قالت سمعت عائشۃ تقول خرجنا	اونسے عمرۃ سے [illegible] سنا مین نے حضرت عائشہ سے
مع رسول اللہ صلعم لخمس بقین من ذی القعدۃ	کہ نکلے ہم لوگ ساتھ رسول اللہ صلعم کے جبکہ ماہ ذیقعدہ
قال یحیی فذکرت ھذا	کی پانچ تاریخین باقی تھین یعنی ۲۵ ذیقعدہ تھی کہا یحیی
الحدیث للقاسم بن محمد -	ابن سعید مذکورہ نے مین ذکر کیا مینے اسی حدیث کو
	قاسم بن محمد کے واسطہ سے -

اور تاریخ ابن کثیر بدایۃ والنہایۃ (باب خروجہ علیہ السلام من المدینۃ لحجۃ الوداع) مین ہے -

وقد رواہ مسلم والنسائی جمیعا عن	اور روایت کی ہے مسلم اور نسائی نے قتیبہ سے اونسے
قتیبۃ عن حماد بن زید عن ایوب عن ابی	حماد بن زید سے اونسے ایوب سے اونسے ابی قلابہ سے اونسے
قلابۃ عن انس ان رسول اللہ صلعم صلی	انس (بن مالک) سے تحقیق رسولخدا نے مدینہ مین نماز ظہر
الظھر بالمدینۃ اربعا والعصر بذی [illegible]	چار رکعت اور نماز عصر کی ذوالحلیفہ مین دو رکعت ادا
الحلیفۃ رکعتین -	فرمائی -

ہر دو حدیث مذکورہ سے حضرت صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر کے جو ذوالحلیفہ مین دو رکعت قصر سے ادا کی گئی واقع ہوا جس سے ۲۵ ذیقعدہ کو جمعہ کا روز [illegible] اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ جو دن [illegible] ذیقعدہ کی تاریخ ۲۵ کا ہو ۹ ذیحجہ سنہ [illegible] جمعہ کے روز اور ۱۲ ربیع الاول [illegible] نتیجہ یہ ہے کہ تیسری [illegible] رمضان پر منتہی ہوگا اور یہ بھی متحقق ہو چکا ہے کہ [illegible] ۱۸ ذیحجہ غدیر خم مین ہوگا وہی دن ۲۲ و ۲۹ صفر کو اور جو ۲۲ و ۲۹ صفر کو پڑیگا وہی دو سال تین مہینے دس دن مدت خلافت [illegible] ابوبکر کے تاریخ وفات ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ مین اور جو یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ مین ہوگا وہی دن ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ اول تاریخ خلافت حضرت عمر مین واقع ہوگا -

(دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک) کا پہلا خانہ جسکا تائیدی نقشہ (اول) اور دوسرے خانہ کا تائیدی نقشہ (دوم) صفحہ ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ کتاب ہذا -

چونکہ ۲۵ ذیقعدہ کا دن حدیث مذکورہ مین نہین بتایا گیا اور جس تاریخ کے دن پر ۹ ذیحجہ عرفہ کا روز محقق ہوگا وہی دن ۲۵ ذیقعدہ مین پڑیگا اور صحیح بخاری کی حدیث مین ۹ ذیحجہ عرفہ کے روز (جمعہ) اور دوسری حدیث جو (باب تفسیر سورۃ المائدہ) مین ہے اوس مین یوم جمعہ مشکوک کہا گیا ہے

یہی روایت صحیح مسلم مین بھی ہے جو صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۴۱۹ سے نقل کیجاتی ہے۔

(حدیث اول)

حدثنی ابو خیثمۃ زھیر بن حرب[1]	کہا حدیث کی مجھسے ابو خیثمہ زہیر بن حرب اور محمد
ومحمد بن المثنی[2] قالا ثنا عبد الرحمٰن	بن مثنی نے کہا دونون نے حدیث کی ہمسے عبدالرحمن ابن
ابن مھدی ثنا سفیان عن قیس عن طارق بن شھاب	مہدی نے کہا حدیث کی ہمسے سفیان نے قیس بن مسلم
ان الیھود قالوا لعمر انکم تقرؤن اٰیۃ	سے اوسنے طارق بن شہاب سے وہ کہتے ہین کہ یہودیون
لو انزلت فینا لاتخذنا ذلک الیوم	نے کہا عمر سے کہ تم پڑھتے ہو ایک ایسی آیت کو قرآن مین کہ
عیدا فقال عمر انی لاعلم حیث انزلت	اگر وہ ہم مین نازل ہوتی تو ہم اوس دن کو عید قرار دیتے
وای یوم انزلت واین رسول اللہ	پس کہا حضرت عمر نے کہ مین ضرور جانتا ہون کہ جس
صلعم حیث انزلت انزلت بعرفۃ	حیثیت سے نازل ہوئی ہے اور جس دن مین نازل ہوئی
و رسول اللہ صلعم واقف	ہے اور کہان تھے رسول اللہ جب نازل ہوئی ہے
بعرفۃ قال سفیان اشک کان	اُتری ہے کہ وہ آیت عرفہ مین اور رسول اللہ کھڑے
یوم الجمعۃ ام لا یعنی الیوم	ہوے تھے عرفہ مین کہا سفیان نے شک ہے مجھے کہ
اکملت لکم دینکم الاٰیۃ	آیا وہ جمعہ کا دن تھا یا نہ تھا اور وہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم ہے

یہ حدیث جس مین سفیان نے یوم جمعہ ہونے مین شک کیا تو صحیح مسلم مین دوسری روایت جو شک کے قصہ سے پاک تھی وہ یوم پنجشنبہ سے بدلی گئی جسکو صحیح مسلم مذکورہ کے صفحہ ۴۲۳ سے نقل کیا جاتا ہے۔

(حدیث دوم)

قال مسلم حدثنا ابو بکر بن ابی[3]	کہا مسلم نے حدیث بیان کی ہم سے ابو بکر بن ابی شیبہ نے

[1] زہیر بن حرب کی مخرجہ حدیث ثقلین زید بن ارقم کے سند کی خود مسلم نے روایت کی ہے جو آگے آئیگی۔ [2] محمد بن المثنی کی تخریجہ حدیث ثقلین آگے صفحہ ۔۔ نسائی مین ملے گی جسمین حدیث غدیر خم بھی ہے۔ اور قال النسائی انبانا محمد بن المثنی قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحاق قال سمعت سعید بن وھب قال قام خمسۃ او ستۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشھدوا ان رسول اللہ صلعم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔ یہ حدیث خصائص کی نمبر ۹۰ کی ہے۔ کہا نسائی نے خبر دی ہمکو محمد بن مثنی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے ابی اسحاق سے کہا اوسنے سنا مین نے سعید بن وہب سے کہا اوس نے کہ کھڑے ہوئے پانچ یا چھ صحابہ رسول اللہ صلعم نے اور گواہی دی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جسکا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے۔ [3] ابو بکر بن ابی شیبہ جو شیخ جامع صحیح مسلم ہین وہ حدیث غدیر در حدیث سفینہ اور ۔۔ حطہ کے راوی ہین یہ آخر الذکر حدیثین بھی حجۃ الوداع عرفہ اور یوم جحفہ غدیر خم مین وارد ہین۔ چنانچہ کنز العمال مطبوعہ حیدر آباد سنہ ۱۳۱۵ جلد ۶ صفحہ ۳۹۶ مین ہے۔ بقیہ حاشیہ

شيبة وابو كريب واللفظ لابي بكر قالا ثنا عبد الله بن ادريس عن ابيه عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب قال قالت اليهود لعمر لو علينا معشر يهود نزلت هذه الآية اليوم اكملت لكم دينكم نعلم اليوم الذي انزلت فيه لاتخذنا ذلك اليوم عيدا قال فقال عمر فقد علمت اليوم الذي انزلت فيه والساعة واين رسول الله صلعم حين انزلت انزلت ليلة جمع ونحن مع رسول الله صلعم بعرفات ۔

والوکریب نے دونوں نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ ابن ادریس نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے قیس بن مسلم سے انہوں نے طارق بن شہاب سے کہ طارق نے کہا یہودیوں نے عمر سے کہا اگر ہم گروہ یہودیوں پر آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوتی اور ہم جانتے ہوتے اس دن کو جس دن یہ آیت نازل ہوئی تو البتہ ہم اس دن کو عید بنا لیتے پس حضرت عمر نے کہا میں نے جانا ہے اس دن کو جس دن اتری یہ آیت اور اس ساعت کو بھی جانتا ہوں اور جانتا ہوں اس جگہ کو جہاں رسول اللہ تھے جب اتری تھی یہ آیت شب جمعہ میں اور ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے عرفات میں

یہی حدیث ابن جریر طبری نے تفسیر ... جلد ... میں لکھی ہے جو حدیث نمبر دوم کی مؤید ہے ۔

قال ابن جرير حدثنا ابو كريب قال ثنا ابن ادريس قال سمعت ابي عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب قال قالت اليهود ...

کہا ابن جریر نے حدیث بیان کی ہم سے ابوکریب نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابن ادریس نے کہا کہتے ہیں کہ سنا میں نے اپنے باپ سے انہوں نے قیس بن مسلم سے انہوں نے طارق بن شہاب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۲ مسند البراء بن عازب كنا مع رسول الله صلعم في سفر فنزلنا بغدير خم فنودي الصلوة جامعة وكسح لرسول الله صلعم تحت الشجرتين فصلى الظهر فقال الستم تعلمون اني اولى بكل مؤمن قالوا بلى فاخذ بيد علي فقال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فلقيه عمر بعد ذلك فقال هنيئا لك يا ابن ابي طالب اصبحت وامسيت مولى كل مؤمن ومؤمنة (فتح) ابن ابي شيبة في المصنف ... کہ ہم لوگ جناب رسولخدا صلعم کے ساتھ سفر میں تھے جب غدیر خم میں وارد ہوئے تو منادی نے ندا دی کہ الصلوۃ جامعہ اور پیغمبر صاحب کے لئے درختوں کے نیچے زمین صاف کی گئی پس آنحضرت صلعم نے بعد نماز ظہر علی بن ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے ارشاد کیا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ولی ہوں ہر مومن کا سب نے عرض کیا بیشک آپ ولی ہر مومن کے ہیں تب آپ نے ارشاد کیا جسکا کہ میں مولا ہوں علی بھی اوسکا مولی ہے الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے حضرت علی سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو تمکو اے فرزند ابوطالب کہ آج تم ہر مومن مومنہ کے مولا ہوئے ۔ تفسیر فتح العزیز شاہ عبدالعزیز دہلوی مطبوعہ مطبع محمدی ۱۲۶۴ھ صفحہ ... میں ہے ۔ ابوبکر بن ابی شیبہ روایت صحیح از حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ آورده مثلنا في هذه الامة كسفينة نوح وكباب حطة في بني اسرائيل یعنی ابوبکر بن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ جناب علی مرتضی علیہ السلام سے روایت کی ہے جناب علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگوں کی مثال اس امت میں مثال سفینہ نوح اور مثل باب حطہ بنی اسرائیل کے ہے ۔ اور ... عبدالعزیز ... نے ... حدیث مذکورہ واقعہ حجۃ الوداع میں وارد کیا ہے ۔ ان النبي صلعم قال ذلك في حجة الوداع ... يعني كتاب الله ... مثل سفينة نوح عليه السلام من ركبها نجا ... مثل باب حطة من دخل غفرت له الذنوب ۔
(صواعق محرقہ لابن حجر مکی ...) ۔

يهودي نحن لو علينا معشر اليهود حين نزلت هذه الآية اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا لو نعلم ذلك اليوم اتخذنا ذلك اليوم عيدا فقال عمر قد علمت اليوم الذي نزلت فيه والساعة واين رسول الله صلعم حين نزلت نزلت ليلة الجمعة ونحن مع رسول الله صلعم بعرفات

کہ کہا یہودی نے عمر سے کہ اگر ہم گروہ یہودان پر یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی آخر تک نازل ہوتی اور ہم اوس دن کو جانتے ہوتے تو اوس دن کو عید بناتے پس کہا حضرت عمر نے میں جانتا ہوں اوس دن کو جسمین یہ آیت نازل ہوئی ہے جس ساعت میں نازل ہوئی ہے اور جس جگہ رسول اللہ تھے اس آیت کے نازل ہونیکے وقت اوسکو بھی جانتا ہوں کہا عمر نے اتری ہے یہ آیت شب جمعہ میں اور ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے عرفات میں۔

شرح نووی میں اسی حدیث کے شرح میں یہ ہے

اليوم اكملت لكم دينكم انما نزلت ليلة جمع وفي نسخة ابن ماهان ليلة جمعة وكلاهما صحيح فمن روى ليلة جمع فهي ليلة المزدلفة۔

آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی ہے شب جمع میں اور نسخہ ابن ماہان میں شب جمعہ ہے یہ دونوں صحیح ہیں جو شخص روایت کرتا ہے شب جمع کی اوسکی مراد لیلۃ المزدلفہ یعنی شب دہم ذیحجہ کہتے ہیں جس سے دس ذیحجہ کو جمعہ کا روز ۹ ذیحجہ پنجشنبہ ہوا تو ۲۵ ذوقعدہ اور ۱۲ ربیع الاول کو (پنجشنبہ) ہوا۔

دیکھو پہلا خانہ نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم و حرف (نون) نووی شارح مسلم جس میں ۱۹ صفر چہار شنبہ سے ۲۹ صفر یوم شنبہ تک گیارہ راتیں مع شب چہارشنبہ ۱۹ صفر کے داخل ہیں۔ اسکے بعد یکم ربیع الاول (یکشنبہ) دوم ربیع الاول (دوشنبہ) دو رات ملکر تیرہ[۱۳] راتیں ہوئیں یہ مدت مرض النبی ابو معشر[۵] کی مخرجہ روایت کے مطابق ہے۔

یہی روایت ۹ ذیحجہ عرفہ پنجشنبہ کے تائید میں بنائی گئی ہے جہاں سے دوسری ربیع الاول تک کیاسی[۸۱] شبانہ روز ہوتے ہیں ابو معشر کی روایت بخاری نے نہیں لی لوگوں نے اسکے حافظہ میں کلام کیا ہے (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۰۵)

اور علامہ نووی شارح صحیح مسلم وفات النبی بارہ ربیع الاول دوشنبہ (جو ابن اسحاق صاحب سیرت کے مطابق ہے) بیان کرتے ہیں۔

---

[۵] طبقات ابن سعد جزو دوم قسم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۲۰ھ صفحہ ۵ سطر ۱۲ میں یہ روایت ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثني ابو معشر عن محمد بن قيس ان رسول الله صلعم اشتكى يوم الاربعاء لاحدى عشرة ليلة بقيت من صفر سنة احدى عشرة فاشتكى ثلاث عشرة ليلة توفي يوم الاثنين لليلتين مضتا من شهر ربيع الاول سنة احدى عشرة۔ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر (واقدی) نے ابو معشر سے اونسے محمد بن قیس سے کہا اونے کہ رسول اللہ کو شکایت ہوئی بروز چہارشنبہ جبکہ گیارہ راتیں ماہ صفر کی باقی تھیں پس تیرہ[۱۳] شبوں کے گذرنے پر دوسری ربیع الاول دوشنبہ کے دن رسول اللہ نے وفات پائی ۱۲

چنانچہ صحیح مسلم (مع شرح نووی) جلد ثانی صفحہ ۲۱۵ باب قدر عمرہ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۲ھ مین ہے۔

انه ولد يوم الاثنين من	بتحقیق (رسول اللہ صلعم) ربیع الاول کے مہینے مین
شهر ربيع الاول و يوم الوفات	دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور بارہ ربیع الاول (دوشنبہ)
ثاني عشر ضحى ۔	کو دن چڑھے وفات فرمائی۔

جبکہ علامہ نووی بارہ ربیع الاول کو (دوشنبہ) کہتے ہین تو ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کو (دوشنبہ) ہوا جس نے ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذوقعدہ کے یوم (پنجشنبہ) کو غلط اور باطل کر دیا۔ دیکھو ساتوان نقشہ جنتری کثیر الوقوع حرف (ط) طبری کا پہلا خانہ۔

اور نقشہ جنتری حرف (میم) مذکورہ کے دوسرے خانہ مین ۲۰ صفر کو[5] (چہارشنبہ) ابتداء مرض النبی صلعم ہے۔
اور آغاز مرض چہارشنبہ کے دن سے جسکا ایک دن اور بارہ شبین ملکر کل مدت مرض النبی تیرہ[6] دن ہین نہ کہ تیرہ راتین[5]۔
اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے مراجعت سے ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو (سہ شنبہ) اور ۲۸ صفر کا تیرھوان دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات النبی جو ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) کا اکیاسوان[8] دن اور ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) بیاسوان[82] دن یعنی ۲۸ صفر کا چودھوان دن ہوا۔ خلاصہ نقشہ جنتری حرف (میم) مذکورہ کے دونون خانہ کا یہ ہوا۔
کہ پہلے خانہ کے ۹ ذیحجہ عرفہ کا پنجشنبہ دراصل ۱۸ ذیحجہ کا پنجشنبہ تھا جیسے ۱۹ صفر کا چہارشنبہ دراصل ۲۸ صفر کا چہارشنبہ تھا کیونکہ ہر دو تاریخون کے درمیان ۹ دن کا فصل ہے۔
ایسے ہی دوسری[2] ربیع الاول کا دوشنبہ اصل مین گیارہ ربیع الاول کا دوشنبہ تھا دوم[2] ربیع الاول اور گیارہ[11] ربیع الاول مین ۹ دنون کا فاصلہ ہے۔

عرفہ ۹ ذیحجہ سے دوم ربیع الاول تک کیاسی[83] شبانہ روز اور گیارہ ربیع الاول کو ۹۰ شبانہ روز یعنی تین مہینے اور ۱۸ ذیحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی[81] شبانہ روز جس کی آنے والی شب ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳ھ تک دو سال تا ۱۲ جمادی الثانی تین مہینے تا ۲۲ جمادی الثانی وفات حضرت ابوبکر دس[10] شبانہ روز ہوئے۔ یہ مدت حضرت عایشہ کی روایت کے سند سے ہے۔ (دیکھو حدیث صفحہ ۲۰۴)

پھر صحیح مسلم کی یہ تیسری حدیث یوم عرفہ (جمعہ) کی جو نمبر دوم کی روایت کے معارض ہے یہان لکھی جاتی ہے اور جو حدیث نمبر اول مین مشکوک ہے۔

---

[5] اوسی طبقات صفحہ ۵۷ سطر ۲۴ و ۲۵ مین یہ حدیث ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیہ عن جدہ قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ۔ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر (واقدی) نے کہا حدیث کی مجھسے عبد اللہ نے کہا اونہون نے اپنے باپ محمد سے اونہون نے اپنے باپ عمر سے کہا اونہون نے (اپنے باپ علی بن ابیطالب سے) کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ہوی بروز چہارشنبہ جبکہ صفر کے مہینے کی ایک شب باقی تھی یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کو حضرت بیمار ہوئے۔ [52] اوسی طبقات ابن سعد کے صفحہ ۱ سطر ۵ مین ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر نا ابو معشر عن محمد بن قیس قال محمد بن عمر و اخبرنا عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی ابن ابیہ عن جدہ قال اول ما بدا برسول اللہ صلعم شکوہ یوم الاربعاء فکان شکوہ الی ان قبض صلعم ثلاثۃ عشر یوما۔ کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہا خبر دی ہمکو ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہا محمد بن عمر نے اور خبر دی ہمکو عبد اللہ نے اپنے باپ محمد سے اونہون نے اپنے باپ عمر سے اونہون نے (علی بن ابیطالب سے) کہا کہ شروع ہوی شکایت مرض رسول اللہ صلعم کو چہارشنبہ کے دن پس یہ شکایت یہان تک کہ تیرھوین[13] دن وفات واقع ہوی۔ (کیونکہ چہارشنبہ کا تیرھوان دن دوشنبہ ہوتا ہے)۔

(حدیث نمبر سیوم)

قال مسلم حدثنی عبد[1] بن حمید	کہا مسلم نے حدیث کی مجھ سے عبد بن حمید نے وہ
انا جعفر بن عون انا ابو عمیس عن قیس	کہتے ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے جعفر ابن عون نے وہ کہتے
بن مسلم عن طارق بن شہاب قال جاء	ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو عمیس نے قیس بن مسلم سے
رجل من الیھود الی عمر فقال یا	اونے طارق بن شہاب سے طارق کہتے ہین کہ آیا ایک
امیر المومنین ایۃ فی کتابکم	آدمی یہود سے عمر کے پاس پس کہا امیر المومنین تمھاری
تقرؤنھا لو علینا نزلت معشر الیھود	کتاب مین ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر ہم گروہ یہودیون
لاتخذنا ذلک الیوم عیدا قال	پر نازل ہوتی تو ہم اوسدن کو یوم عید بنا لیتے عمر نے کہا
وای ایۃ قال الیوم اکملت لکم	وہ کون سی آیت ہے اوس یہودی نے کہا الیوم
دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت	اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
لکم الاسلام دینا فقال	ورضیت لکم الاسلام دینا ہے پس کہا عمر
عمر انی لاعلم الیوم الذی	نے مین ضرور جانتا ہون اوسدن کو جسدن اتری ہے
نزلت فیہ والمکان الذی نزلت	یہ آیت اور اوس مکان کو بھی جانتا ہون جہان اتری
فیہ نزلت علی رسول اللہ صلعم بعرفات	ہے یہ آیت یہ آیت اتری ہے رسول اللہ پر عرفات مین
فی یوم جمعۃ۔	جمعہ کے دن۔

تینون نمبر کے حدیثون مین قیس بن مسلم واقع ہے جو مقدوح ہے کیونکہ مرجیا یعنی خوارج سے ہے۔ اور پہلی حدیث یوم جمعہ کے مشکوک ہونے سے دوسری حدیث مین یوم جمعہ یوم (پنجشنبہ) سے یہ بیان دیگر بدلا گیا کہ آیہ اکمال دین کا نزول شب جمعہ مین ہوا۔ اور شب مین آیہ موصوفہ کا نازل ہونا قطعًا غلط ہے کیونکہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم آخر آیات سورہ مائدہ سے ہے اور سورہ مائدہ دن مین نازل ہوا۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی جلد ۸ باب تفسیر سورۃ المائدہ صفحہ ۵۷۳ سطر ۲۵ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین ہے۔

وقال مقاتل ھی مدنیۃ کلھا نزلت بالنھار   اور مقاتل نے سورہ مائدہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ یہ سورہ دن مین نازل ہوا

---

[1] یہ عبد بن حمید جو شیوخ حدیث مسلم صاحب صحیح مین جنہون نے حدیث ثقلین کی روایت ان لفظون سے کی ہے چنانچہ (احیاء المیت سیوطی) کی یہ حدیث نقل جاتی ہے۔ الحدیث السابع عبد بن حمید فی مسندہ عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی و انھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض یعنی احیاء المیت سیوطی کے ساتوین حدیث مین عبد بن حمید نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ مین تم مین ایسی چیز چھوڑتا ہون اگر تم اوس سے تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے وہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید اور میری عترت اہلبیت ہین اور یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہونگے یہان تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہون۔ اور محمود بن محمد شیخانی قادری کے صراط سوی مین ہے۔ وعن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزوجل ممدود ما بین السماء والارض او ما بین السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض؛ اخرجہ احمد فی مسندہ وعبد بن حمید فی مسند حمید و لفظہ انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی الحدیث۔

اور امام محی السنۃ بغوی اپنے تفسیر معالم التنزیل میں بہ تفسیر آیہ موصوفہ لکھتے ہیں۔

وکانت ھذہ الایۃ نزلت النبی صلعم وعاش بعدھا	یعنی آیہ موصوفہ کے نازل ہونیکے بعد رسولخدا صلعم اکیاسی
احدی وثمانین یوماً ومات یوم الاثنین بعد ما زاغت الشمس لیلتین خلتا من شھر ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من	دن زندہ رہے اور دوم ربیع الاول یا ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ
الھجرۃ وقیل توفی یوم الثانی عشر من شھر ربیع الاول۔	کو دوپہر ڈھلنے کے بعد وفات فرمائی

دوسری ربیع الاول کی روایت کو علامہ نووی شارح مسلم نے بارہ ربیع الاول کے دوشنبہ سے باطل کر دیا ایسے ہی ابن شہاب زہری جو مسلم بن حجاج صاحب صحیح کے بہت بڑے شیوخ حدیث ہیں اونھوں نے بھی وفات النبی ۱۲ ربیع الاول متعدد طریقہ سے بیان کیا ہے

(دیکھو نمبر ایک (ابن شہاب زہری)

نیز نمبر ۲ (ابن اسحاق[۵۱] (جو امام زہری کے شاگرد رشید اور امام مسلم صاحب صحیح کے شیوخ حدیث میں داخل ہیں اور جن کی سند سے پانچ حدیثیں اونھوں نے اپنے صحیح میں داخل کی ہیں۔) میں ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کو حضرت بیمار ہوئے جس کے پلٹنے سے ۸ ذی الحجہ پنجشنبہ سے جس ۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک ستر دن[۵۱] اور گیارہ ربیع الاول تک (۸۱ دن) کامل ہوئے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم کا دوسرا خانہ۔

پس مورخ یعقوبی کا یہ لکھنا کہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم آخر آیہ بروز غدیر خم جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوا بالکل صحیح مطابق آگیا۔ (دیکھو نمبر (۱) تاریخ یعقوبی)

اور علامہ سبط ابن جوزی اپنے تذکرہ خواص الامۃ[۵۲] میں آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اختلاف نزول کا ذکر فرما کر بربنائے افادہ امام ازہری[۵۳] لکھتے ہیں۔

فان روایۃ حبشون احتملت ان الایۃ	روایت حبشون اس بات پر محتمل ہے کہ آیت
نزلت مرتین مرۃ بعرفۃ ومرۃ یوم	دو مرتبہ نازل ہوئی ایک مرتبہ بروز عرفہ اور دوسری
الغدیر کما نزلت بسم اللہ الرحمن الرحیم	مرتبہ بروز غدیر جس طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم دو مرتبہ

---

[۵۱] توثیق (محمد ابن اسحاق) میزان الاعتدال فی نقد الرجال ذہبی مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ حصہ ثانی صفحہ ۳۴۲ میں آخر ترجمہ کی یہ عبارت ہے

ابن اسحاق ثقہ مات ابن اسحاق سنۃ احدی وخمسین ومائۃ وقیل بعد سنۃ فالذی یظھر لی ان ابن اسحاق حسن الحدیث قال احمد بن عبد اللہ العجلی صالح الحال صدوق وما انفرد بہ ففیہ نکارۃ فان فی حفظہ شیئاً وقد احتج بہ ائمۃ فاللہ اعلم وقد استشھد بہ مسلم بخمسۃ احادیث لابن اسحاق ذکرھا فی صحیحہ۔

[۵۲] شیخ ابن [illegible] اپنے صواعق میں اس تذکرہ سے اکثر روایتیں اخذ فرمائی ہیں از انجملہ جناب امام حسین علیہ السلام کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ حکی سبط ابن الجوزی عن الواقدی ان شیخا حضر قتلہ فقط فعمی فسئل عن سببہ فقال انہ رای النبی صلعم حاسرا عن ذراعیہ وبیدہ سیف وبین یدہ نطع ورای عشرۃ من قاتلی الحسین مذبوحین بین یدیہ ثم لعنہ وسبہ بتکثیرہ ثم اکحلہ بمرود من دم الحسین فاصبح اعمی الخ "

[۵۳] مراۃ الجنان یافعی میں بوقایع سنہ ۳۷۰ھ یہ ہے۔

وفیھا الامام العلامہ صاحب المصنفات الجلیلۃ کتھذیب اللغۃ وغیرہ اللغوی والنحوی الشافعی ابو منصور محمد بن احمد بن الازہری الھروی الازہری الخ۔

اور طبقات امام تاج الدین سبکی میں ہے محمد بن احمد الازہر بن طلحۃ ابو منصور الازہری + + + سمع بھراۃ من الحسین بن ادریس ومحمد بن عبد الرحمن الشامی وطائفۃ ثم رحل الی بغداد فسمع ابا القاسم البغوی وابا بکر بن ابی داؤد + + کان اماما فی اللغۃ بصیراً بالفقہ عارفاً بالمذھب عالی الاسناد ثخین الورع کثیر العبادۃ والمراقبۃ۔ (طبقات امام سبکی)

موتان مرۃ بمکۃ و مرۃ بمدینۃ — نازل ہوئی ایک مرتبہ مکہ مین اور دوسری مرتبہ مدینہ مین۔

حسب افادہ امام ازہری اور حسب تحقیق ابن واضح مورخ یعقوبی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم غدیر خم مین نازل ہوا اور براء ابن عازب اور ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری کے بیان کے مطابق ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) یوم غدیر خم مین واقع ہوا جو ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد کاتب واقدی کے بیان کے مطابق ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف (میم) کا دوسرا خانہ اور نیز نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جس مین گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو وفات النبی جوا کیاسی ۸۱ شبون کے بعد اکیاسوین دن پر ختم ہے جسکے بعد حضرت ابوبکر کی خلافت دو برس تین مہینے دس راتین ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو بعد مغرب شب پنجشنبہ وفات ابوبکر ہے جس مین ۲۳ جمادی الثانی کو (جمعہ) کا دن ہے دیکھو نقشہ (دوم) ص۸ کتاب ہذا۔

اور جس مین تیسری ماہ رمضان کو (سہ شنبہ) جسکی شب مین وفات جناب سیدہ سلام اللہ علیہا واقع ہونا حفاظ حدیث کو تسلیم ہے۔ پس وہ کل روایات یوم عرفہ جمعہ یا جمعرات کی قطعاً غلط اور باطل ہو گئین۔ کیونکہ یہی ۹ ذیحجہ عرفہ کا جمعہ یا جمعرات تیسری ماہ رمضان مین آتا ہے۔ دیکھو نقشہ سیوم ص۲۳ اور نقشہ حرف (ح) ص۲ کتاب ہذا۔

امام ازہری نے جس روایت حبشون کا حوالہ دیکر آیہ موصوفہ کا نزول دو مرتبہ بیان کیا ہے یعنی ایک مرتبہ یوم عرفہ کو اور بار دیگر ۱۸ ذیحجہ غدیر خم مین جس سے ہفتہ عشرہ کی مدت مین آیہ اکمال دین کا دو مرتبہ نازل ہونا پایا جاتا ہے۔ اور عرفہ کے دن کا نزول یوم جمعہ یا جمعرات کے غلط ہونے سے صحیح نرہا۔ لیکن ۱۸ ذیحجہ کی روایت جو ابوہریرہ کی سند سے مروی ہے جس کو حافظ خطیب بغدادی اور حافظ ابن مردویہ اور حافظ ابن عساکر نے اخراج کی ہے وہ صحیح ہو گئی۔

حبشون والی حدیث یہ ہے جسکے اجزا تذکرہ خواص الامۃ اور تاریخ بدایۃ والنہایۃ حافظ ابن کثیر (یہ دونون قلمی نسخے کتبخانہ بانکی پور پٹنہ مین ہین) سے ملا کر نقل ہی۔

رواہ ابوبکر احمد بن ثابت الخطیب البغدادی عن عبداللہ بن علی بن محمد بن بشرعن علی بن عمر الدارقطنی عن ابوبکر نصر حبشون بن موسیٰ بن ایوب الخلال و احمد بن عبداللہ بن احمد النیری الواسطی قالا عن علی بن سعید الرملی عن ضمرۃ عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرۃ قال لما اخذ رسول اللہ صلعم بید علی قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللہ عزوجل الیوم اکملت لکم دینکم	باسناد مذکورہ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جب پیغمبر خدا نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ جسکا مین مولا اور آقا ہون اوسکا یہ علی مولا اور آقا ہے پس خدا نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل فرمایا۔

یہی حدیث تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی باب تفسیر سورہ مائدہ ص۲۵۹ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ مین اس عبارت سے ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال لما کان یوم غدیر خم و ہو یوم ثمانی عشر من ذی الحجۃ قال النبی صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل	یعنی ابوہریرہ کہتے ہین کہ جب یوم غدیر خم ہوا اور وہ اٹھارہوین ذیحجہ تھی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جسکا مین مولا ہون پس اوسکا علی مولا ہے پس

اللہ الیوم اکملت لکم دینکم | نازل فرمایا خدا نے الیوم اکملت لکم دینکم

یعنی کامل کیا مین نے آج کے دن تمھارے لئے تمھارا دین الخ۔

روایت مذکورہ اصح روایات سے ہے اسلئے کہ تبلیغ رسالت کی تکمیل پر آیہ اکمال دین نازل ہوا۔ اور تبلیغ رسالت کی تکمیل ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم مین بعد نزول آیہ تبلیغ کے واقع ہوئی۔

چنانچہ شیخ المسلمین قاضی القضاۃ علامہ شوکانی[1] اپنے تفسیر فتح القدیر مین لکھتے ہین۔

اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الایۃ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم غدیر خم فی علی	ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک رسول اللہ پر بروز غدیر خم علی بن ابیطالب کی شان مین نازل ہوا
واخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرء علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔	اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کو یون پڑھتے تھے۔
ان علیًا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔	کہ یا ایھا الرسول یعنی اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو ہم نے تم پر نازل کیا ہے یہ کہ علی کل مومنون کا مولا ہے اور اگر اوسکا ابلاغ نہوا تو گویا تم نے خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی اور خدا لوگون کے شر سے تمھین بچائیگا۔

آیہ یا ایھا الرسول بلغ اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم دونون آخر آیات سورہ مائدہ سے ہین اور ان دونون آیتون کا نزول ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کے روز نازل ہونا یکے بادیگرے ثابت و متحقق ہوگیا اور یہ امر بھی ثابت ہے کہ کل سورہ مائدہ ایک ہی تاریخ مین نازل ہوا بلکہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوا جس سے بھی سورۂ مائدہ کے ساتھ

---

[1] (امام شوکانی) مولوی صدیق حسن خان کے ابجد العلوم مین ہے۔ محمد بن علی بن محمد الشوکانی شیخنا الامام العلامۃ الربانی والسھیل الطالع من القطر الیمانی امام الائمۃ ومفتی الامۃ بحر العلوم وشمس المفہوم سند المجتہدین الحفاظ فارس المعانی والالفاظ فرید العصر نادرۃ الدہر شیخ الاسلام قدوۃ الانام علامۃ الزمان ترجمان الحدیث والقرآن علم الزہاد واوحد العباد قامع المبتدعین آخر المجتہدین راس الموحدین تاج المتبعین صاحب التصانیف التی لم یسبق مثلہا۔ (الی ان قال) لہ تفسیر الکبیر المسمی فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من التفسیر الخ بطولہ المتوفی سنہ ۱۲۵۰ھ ۱۲

ایضًا۔ امام محمد بن علی یمنی شوکانی متاخرین اہل حدیث مین بہ عالم بھی ایک بے مثل جامع وماہر جمیع فنون اصول وفروع معقول و منقول اور مجتہد مطلق گزرے ہین انکی تصانیف انکے کمالات کی شاہد موجود ہین احکام حدیث مین انکی کئی مبسوط اور تحقیقات سے پر کتابین ہین مثلاً نیل الاوطار السیل الجرار وغیرہ اور انکی ایک تفسیر بسیط فتح القدیر ہے اور اصول مین ایک بے مثل کتاب ارشاد الفحول کے ہان کا ایک رسالہ القول المفید فی رد التقلید بھی ہے۔ + + + ۱۱۷۲ھ مین پیدا ہوے اور ۱۲۵۰ھ مین انتقال کیا (منقول از کتاب الارشاد الی سبیل الرشاد فی امر التقلید والاجتہاد مولانا حافظ حکیم ابویحیی محمد)۔

یوم غدیر خم ۱۸ ذی الحجہ کو آیہ بلّغ کا نازل ہونا ثابت ہے۔

چنانچہ قاضی شوکانی اپنے تفسیر فتح القدیر مین بتفسیر سورہ مائدہ تحریر فرماتے ہین۔

قال القرطبی ھی مدنیۃ بالاجماع واخرج ابن جریر وابن المنذر عن قتادۃ قال المائدۃ مدنیۃ واخرج احمد والنسائی وابن المنذر والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی سننہ عن جبیر بن نفیر قال حججت فدخلت علی عائشۃ فقالت لی یا جبیر تقرء المائدۃ فقلت نعم فقالت اما انھا آخر سورۃ نزلت فما وجدتم فیھا من حلال فاستحلوہ وما وجدتم من حرام فحرموہ واخرج احمد والترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی سننہ عن عبد اللہ بن عمرو قال آخر سورۃ نزلت سورۃ المائدۃ والفتح واخرج احمد عنہ قال نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ المائدۃ وھو راکب علی راحلۃ فلم تستطع ان تحمل فنزل عنھا قال ابن کثیر تفرد بہ احمد قلت وفی اسنادہ ابن لھیعۃ واخرج احمد وعبد بن حمید وابن جریر ومحمد بن نصر فی کتاب الصلوۃ والطبرانی وابو نعیم فی الدلائل والبیہقی فی شعب الایمان

کہا امام قرطبی نے کہ سورہ مائدہ بالاجماع مدنیہ ہے اور ابن جریر اور ابن المنذر نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مائدہ مدنیہ ہے۔ اور امام احمد اور نسائی اور ابن المنذر اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنے سنن مین جبیر بن نفیر سے روایت کی ہے کہ ہم نے حج کیا اور حضرت عائشہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو اونہون نے پوچھا کہ اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو مین نے کہا کہ ہان فرمایا کہ یہ سورۂ مائدہ ازروی تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے اسکے حلال اور حرام کے مطابق حرام جانو اور امام احمد اور ترمذی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنے سنن مین عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ جو سورہ آخر مین نازل ہوا وہ سورہ مائدہ اور فتح ہے اور امام احمد نے بھی عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ سورۂ مائدہ رسول اللہ پر اوسوقت نازل ہوا کہ جب حضرت اپنے سواری پر تھے اور وہ سواری تحمل بار وحی کی نہوسکی حضرت اتر پڑے ابن کثیر نے کہا ہے کہ امام احمد اس روایت مین منفرد ہین مین کہتا ہون اوسکے سند مین ابن لھیعہ ہین اور امام احمد اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ مین اور طبرانی نے اور ابو نعیم نے دلائل مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین اسماء بنت یزید سے مثل اسکے اور ابن ابی شیبہ نے اپنے مسند مین اور بغوی نے اپنے معجم مین اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنے دلائل النبوۃ مین ام عمرو بنت عیسی سے اونہون نے

ـ۵ل توثیق (جبیر بن نفیر) طبقات ابن سعد جلد ہفتم جبیر بن نفیر ویکنی ابا عبد الرحمن وکان جاہلیاً اسلم فی خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ الصدیق وکان ثقۃ فیما روی من الحدیث ومات سنۃ ثمانین فی خلافۃ عبد الملک بن مروان۔

عن اسماء بنت يزيد نحوه واخرج ابن ابي شيبة في مسنده والبغوي في معجمه وابن مردويه والبيهقي في دلائل النبوة عن ام عمرو بنت عبس عن عمها نحوه ايضا واخرج ابو عبيدة عن محمد بن كعب القرظي نحوه وزاد انها نزلت في حجة الوداع فيما بين مكة والمدينة هكذا اخرج ابن جرير عن الربيع بن انس بهذه الزيادة واخرج ابو عبيدة عن ضمرة بن حبيب وعطية بن قيس قالا قال رسول الله صلعم المائدة من آخر القرآن تنزيلا فاحلوا حلالها وحرموا حرامها عن ابي ميسرة عمرو بن شرحبيل قال لم ينسخ من المائدة شيء وكذا اخرج سعيد بن منصور وابن المنذر عنه

اپنے چچا سے مثل اسکے اور ابو عبید نے محمد بن کعب قرظی سے مثل اسکے روایت کی ہے اور یہ زیادتی کی ہے کہ سورۂ مائدہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوا ایسے ہی ابن جریر نے ربیع[1] بن انس سے اسی زیادتی کے ساتھ روایت کی ہے۔ اور ابو عبید نے ضمرہ[2] بن حبیب اور عطیہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ ان دونوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ سورہ مائدہ از روی تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے پس اوسکا حلال حلال ہے اور حرام حرام ہے۔ ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل نے کہا ہے کہ سورہ مائدہ مین کچھ منسوخ نہین ہے اور اسی طرح سعید بن منصور اور ابن المنذر نے ابو میسرہ سے روایت کی ہے۔

کل سورہ مائدہ کا اجماع سے مدنیہ ہونا مسلمات سے اور محمد بن کعب قرظی اور ربیع بن انس کی روایت سے سورۂ مائدہ کا درمیان مکہ و مدینہ کے حجۃ الوداع مین نازل ہونا یعنی ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم کو ثابت و متحقق ہو گیا۔ اور رسول اللہ نے آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے تاکیدی حکم کے مطابق مقام غدیر خم پر ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا یہی خطبہ الوداعی ہے جس مین آنحضرت صلعم نے حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو شرح اور بسط سے ارشاد فرمایا ہے۔ اور آج ہی کے خطبہ کے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اکیاسی شبانہ روز زندہ رہے۔ جس مین مسلم نے اپنے صحیح مین صرف حدیث ثقلین کو زید بن ارقم کی سند سے وارد کیا ہے حالانکہ زید بن ارقم اسی حدیث ثقلین کے بعد حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو بیان کیا ہے۔ اور اول مرتبہ زید بن ارقم بھی اس حدیث ولایت کے اخفا کنندگان مین سے ہین۔

اور حدیث (ثقلین) صحیح مسلم کی یہ ہے۔

قال زيد بن ارقم قام رسول الله صلعم يوما فينا خطيبا بماء يدعى خما بين مكة والمدينة فحمد الله و

کہا زید بن ارقم نے کہ قیام فرمایا رسول خدا نے ایک روز ہم مین در حالیکہ خطبہ پڑھا غدیر خم مین درمیان مکہ اور مدینہ کے پس بعد حمد و ثنائے خدا اور وعظ و پند کے فرمایا

[1] ربیع بن انس کی توثیق (از طبقات ابن سعد جلد ہفتم) الربیع بن انس اخبرنا عمار بن نصر الخراسانی قال کان الربیع بن انس من بکر بن وائل من انفسهم وکان من اهل البصرة ولقی ابن عمر وجابر بن عبد الله وانس بن مالک × × × مات الربیع بن انس فی خلافة ابی جعفر۔
اور قرآن شریف مترجم [illegible] سورۂ جن کے صفحہ [illegible] مین تفسیری حاشیہ مین ہے) وہ بخاری نے روایت کیا ربیع بن انس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ربیع نے ابی مخالفت کی یعنی اتنا فاصلہ اور ان کے درمیان تھا)
ایضا [illegible] ربیع بیان کرتا ہے کہ منصور کیسا ہی غضبناک ہوتا۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام ذرا کچھ پڑھتے تو غضب اسکا دور ہو جاتا

[2] توثیق ضمرة بن حبیب (طبقات جلد ہفتم مین ہے) ضمرة بن حبیب کان ثقة ۱۱

اثنى عليه ووعظ وذكر ثم قال اما
بعد الا يا ايها الناس فانما انا بشر يوشك
ان ياتي رسول ربي فاجيب وانا تارك
فيكم ثقلين اولهما كتاب الله
فيه الهدى والنور فخذوا بكتاب
الله واستمسكوا به فحث على كتاب الله
ورغب فيه ثم قال واهل بيتي اذكركم
الله في اهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي
اذكركم الله في اهل بيتي فقال له
حصين ومن اهل بيته يا زيد اليس نساؤه
من اهل بيته قال نساؤه من اهل بيته
ولكن اهل بيته من حرم الصدقة
بعده قال ومن هم قال هم آل علي و
آل عقيل وآل جعفر وآل عباس قال
كل هؤلاء حرم الصدقة قال نعم
حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة ثنا محمد بن فضيل ح
وحدثنا اسحاق بن ابراهيم انا جرير
كلاهما عن ابي حيان بهذا الاسناد
نحو حديث اسمعيل وزاد في حديث جرير
كتاب الله فيه الهدى والنور من استمسك
به واخذ به كان على الهدى ومن اخطأه
ضل حدثنا محمد بن بكار بن الريان ثنا
حسان يعني ابن ابراهيم عن سعيد
هو ابن مسروق عن يزيد بن حيان عن زيد
بن ارقم قال دخلنا عليه فقلنا له
لقد رايت خيرا لقد صاحبت رسول الله
صلعم وصليت خلفه وساق الحديث بنحو

آگاہ ہو اے ایہا الناس کہ ہمیں ہوں میں مگر بشر اور
قریب آیا چاہتا ہے رسول رب میرا یعنی (ملک الموت)
پس اجابت کرونگا میں اور میں چھوڑ جاتا ہوں تم میں
ثقلین یعنی دو شئے نفیس کو اول اونمیں سے کتاب اللہ
ہے کہ اس میں ہدایت اور نور ہے پس لو تم کتاب اللہ کو
اور تمسک (تابع) ہو اسکے پس ترغیب و تحریص دی
حضرت نے طرف کتاب اللہ کے بعد اسکے فرمایا کہ دوسرے
اہل بیت میرے ہیں یاد دلاتا ہوں تم سبکو اہل بیت اپنے
پس تین بار تکرار اپنے اہل بیت اطہار کی یاد دلانی کی
اسپر حصین نے (زید) سے کہا کہ اے (زید) اہل بیت
پیغمبر کون کون ہیں اور کہ کیا ازواج بھی اہل بیت سے
ہیں کہا اہل بیت وہ ضرور ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن اہل بیت
نبی صرف وہ لوگ ہیں جنپر صدقہ حرام ہے حصین نے کہا
وہ کون کون صاحب ہیں زید بولے وہ اولاد علی و اولاد
عقیل و اولاد (جعفر) و اولاد عباس ہیں حصین نے کہا
ان سب پر صدقہ حرام ہے کہا کہ ہاں ۔
مسلم نے کہا کہ حدیث کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا
اونہوں نے حدیث کی ہم سے محمد بن فضیل نے اور کہا مسلم نے
حدیث کی ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے اور کہا کہ ہمکو جریر نے
مطلع کیا ہے اونکو ابی حیان سے یہ حدیث انہیں اسناد کے
ساتھ پہونچی ہے بطرز حدیث اسمعیل (مذکورہ) روایت
کردہ جریر میں یہ الفاظ بڑھائے ہیں کہ کتاب خدا
جس میں ہدایت و نور بھرا ہوا ہے جسنے کتاب خدا کو
سنبھالا اور عمل کیا وہ ہدایت پا گیا اور جس نے اسمیں
خطا کی وہ گمراہ ہو گیا حدیث کی ہم سے محمد بن بکار بن
ریان نے کہا حدیث کی ہم سے حسان بن ابراہیم نے سعید
بن مسروق سے اوس نے یزید بن حیان سے اوس نے

حدیث ابی حیان عنہ انہ قال الا وانی تارک فیکم الثقلین احدھما کتاب اللہ ھو حبل اللہ من اتبعہ کان علی الھدی ومن ترکہ علی الضلالتہ وفیہ فقلنا من اھلبیتہ نساءہ قال لا ایم اللہ ان المراۃ تکون مع الرجل العصر من الدھر ثم یطلقھا فترجع الی ابیھا وقومھا اھلبیتہ اصلہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ بعدہ۔

زید بن ارقم سے کہا اوسنے داخل ہوئے ہم زید بن ارقم کے پاس اور ہم نے اون سے کہا کہ تم نے بڑی سعادت پائی کیونکہ تم نے جناب سالتماب صلعم کی صحبت پائی ہے اور اونکے پیچھے نماز پڑہی ہے تا آخر حدیث کہا زید بن ارقم نے) فرمایا حضرت نے ہوشیار رہو جاؤ کہ مین تمہارے پاس الثقلین دو گرانقدر و نفیس چیزین چھوڑے جاتا ہون اوس مین سے ایک تو خدائے عزوجل کی کتاب ہے وہ حبل اللہ یعنی اللہ تعالی کی رسی ہے جو اتباع کریگا وہ ہدایت کی راہ پر ہوگا ورنہ گمراہ ہوگا دوسری چیز میرے اہل بیت ہین پھر زید بن ارقم سے پوچھا گیا کہ آپکے اہل بیت کون ہین انہین ازواج داخل ہین یا نہین تو فرمایا کہ خدا کی تعالی کی قسم (انکی عورات اس مین شامل نہین ہین) کیونکہ زوجہ ایک خاص مدت تک آدمی سے تعلق رکھتی ہے اور جب عورت کو طلاق ہوجاتی ہے تو وہ اپنے والدین اور اپنے قوم مین چلدیتی ہے اور کہ آنحضرت صلعم کے اہل بیت اونکی اولاد و نسل) اور وہ لوگ ہین جن پر صدقہ حرام ہے۔

اوپر والی پہلی روایت (کل ھؤلاء حرم الصدقہ) تک زید بن ارقم کی سند سے امام احمد نے بھی اخراج کی ہے جسکو حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر مطبوعہ مصر کے جلد نہم صفحہ ۱۱۲ مین (بہ تفسیر آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی (اے رسول تم کہدو کہ مین اس (تبلیغ رسالت) کا اپنے قرابت دارون (اہل بیت) کی محبت کے سواتم سے کوئی صلہ نہین مانگتا) من وعن وارد کیا اور لفظ الثقلین سے یعنی الف لام کے ساتھ ہے۔

اور مشکوۃ المصابیح مطبوعہ نظامی دہلی صفحہ ۵۶۵ مین ہے۔

خرج احمد بن حنبل فی مسندہ عن البراء بن عازب وزید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ

مسند امام احمد بن حنبل مین براء بن عازب سے اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم لوگ جناب رسولخدا کے ساتھ جب غدیر خم مین وارد ہوئے تو آنحضرت نے علی کا ہاتھ پکڑ کر لوگون سے ارشاد کیا کہ کیا تم نہین جانتے کہ مین مومنین کیلئے اونکے نفوس سے اولی ہون

وسلم لما نزل بغدیر	سب نے کہا بیشک پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں
خم اخذ بید علی فقال	جانتے کہ میں ہر مومن کے لئے اوسکے نفس سے اولی
الستم تعلمون انی اولی بالمومنین	ہون سب نے عرض کیا کہ درحقیقت یا رسول اللہ
من انفسھم قالوا بلی قال الستم	آپ ہر مومن کے لئے اوس کے نفس سے اولی ہین
تعلمون انی اولی بکل مومن	تب آپ نے ارشاد کیا کہ جسکا مین مولا ہون علی بھی
من نفسہ قالوا بلی فقال اللھم من	اوسکا مولا ہے الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست
کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من	رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے
والاہ و عاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک	بعد حضرت عمر نے حضرت علی سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو
فقال لہ ھنیئا لک یا ابن ابیطالب اصبحت	تمکو اے فرزند ابوطالب کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ
وامسیت مولا کل مومن و مومنۃ۔	کے مولا ہوئے۔

اور کتاب معارج النبوۃ (مولانا معین الدین ہروی مطبوعہ مطبع نور لاہور ۱۲۹۲ھ رکن چہارم ص۱۸۱ مین ہے۔

آوردہ اند کہ بیشتر اصحاب تا بحدی کہ امہات	کہ اوس روز اکثر اصحاب یہانتک کہ امہات مومنین
مومنین امیرالمومنین علی را تہنیت بجا آوردند	نے حضرت علی کی خدمت مین مبارکباد عرض کی۔

ابوبکر بن ابی شیبہ شیخ حدیث جامع صحیح مسلم کی مخرجہ گذشتہ حاشیہ مین غدیر خم کی حدیث ولایت نقل ہو چکی۔ اور عرفہ کے روز کی حدیث ثقلین کو مرزا محمد بن معتمد خان نے مفتاح النجا مین ترمذی کی مخرجہ حضرت جابر کی روایت یوم عرفہ کے خطبہ کے بعد یہ حدیث لکھی ہے۔

اخرجہ ابن ابی شیبۃ والخطیب فی المتفق	روایت کی ہے اسکو ابن ابی شیبہ اور خطیب نے
والمفترق عنہ (یعنی عن جابر)[1] بلفظ	حضرت جابر سے اس لفظ کے ساتھ کہ حضرت نے فرمایا
انی ترکت فیکم مالن تضلوا بعدی ان	چھوڑتا ہون مین تم مین اوس چیز کو کہ ہرگز گمراہ نہوگے
اعتصمتم بہ کتاب اللہ وعترتی	بعد میرے اگر تم اوسکے ساتھ متمسک ہوگے وہ کتاب
اھل بیتی۔	خدا ہے اور میری عترت جو میرے اہلبیت ہین۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد نہم ص۱۱۵ مین بذیل تفسیر آیہ مودت کے ہے۔

قال الترمذی حدثنا نصر بن	باسناد مذکورہ حضرت جابر کہتے ہین کہ مین نے

[1] سیرت شبلی حصہ ثانی ص۱۲۱ و ص۱۲۲ کے حاشیہ مین ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم (باب حجۃ النبی و باب الدیات) اور ابوداؤد (باب الاشہر الحرم و حجۃ النبی) وغیرہ مین یہ خطبہ حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر حضرت ابوامامہ باہلی حضرت جابر حضرت ابوبکرہ رض وغیرہ صحابہ کی روایتون سے مذکور ہے ان روایتون مین بعض باتین مشترک ہین مثلاً ان دمائکم واموالکم حرام علیکم کحرمۃ الخ اور بعض باتین الگ ہین۔ مغازی و سیر کی کتابون مین کچھ اور باتین بھی مذکور ہین اصل یہ ہے کہ یہ ایک طویل خطبہ تھا ہر ایک شخص کو جو فقرہ یاد رہ گیا اوسی کی اسنے روایت کردی اس بنا پر مختلف ماخذون سے ان ٹکڑون کو جمع کر لیا گیا روایتون مین ایک اور اختلاف ہے۔ حضرت جابر اپنی روایت مین اور ایک روایت مین حضرت ابن عباس خطبہ کا دن یوم عرفہ یعنی ۹ ذیحجہ اور حضرت ابوبکرہ اور حضرت ابن عباس دوسری روایتون مین یوم النحر یعنی ۱۰ ذیحجہ بتاتے ہین۔ بعض روایتین ایام التشریق کے خطبہ کی ہین۔ بقیہ حاشیہ ص۲۲۶ پر ہے

عبد الرحمن الکوفی حدثنا زید بن الحسن عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی قال وفی الباب عن ابی ذر وابی سعید

پیغمبر خدا کو عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصوا پہ خطبہ پڑھتے دیکھا اور میں نے آپ سے سنا کہ فرماتے تھے اے لوگو میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسکو پکڑو گے تو گمراہ نہو گے ایک تو کتاب اللہ اور دوسرے عترت یعنی اہل بیت میرے اور اس باب میں ابوذر اور ابو سعید اور زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید سے روایت کی گئی ہے۔

پھر مسلم نے حدیث ثقلین کو ابن ابی شیبہ کے بعد محمد بن فضیل کی سند سے بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اوسی تفسیر ابن کثیر میں اوسی آیہ مودۃ فی القربیٰ کے تفسیر میں ہے۔

قال ابو عیسی الترمذی حدثنا علی بن المنذر الکوفی حدثنا محمد بن فضیل حدثنا الاعمش عن عطیۃ عن ابی سعید والاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما۔

کہا ابو عیسیٰ ترمذی نے حدیث کی ہے علی بن منذر کوفی نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن فضیل نے کہا حدیث کی ہم سے اعمش نے عطیہ سے اونسے ابو سعید سے اور اعمش نے حبیب بن ابی ثابت سے اونسے زید بن ارقم سے کہا اونسے کہ فرمایا رسول اللہ نے میں تم میں ایسی چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اوسکے ساتھ تمسک کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہو گے جو ایک دوسرے سے بڑا ہے کتاب اللہ تو ایک لمبی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک ہے اور عترت یعنی اہل بیت میرے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز علحدہ نہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس آئینگے پس دیکھو کہ میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیونکر متمسک ہوتے ہو۔

یہ دونوں حدیثیں حجۃ الوداع کی ہیں پہلی حدیث عرفہ کے روز کی پھر ۱۰ و ۱۲ ذی الحجہ کی ہیں اور مسلم نے حدیث ثقلین میں

بقیہ حاشیہ صد ۲۲۵۔ بہر حال صحاح ستہ اور مسانید کی تمام روایات کو یکجا کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اس حج میں تین دفعہ خطبہ دیا۔ ۹ ذی الحجہ یوم عرفہ کو ۱۰ ذی الحجہ یوم النحر کو، اور تیسرا خطبہ ایام التشریق میں لایا ۱۲ ذی الحجہ کو، اور صد ۱۳۱ میں ہے ابو داؤد (باب الخطبہ بمنیٰ) میں ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۲ ذی الحجہ کو منیٰ میں ایک خطبہ دیا تھا جسکے مختصر الفاظ وہی ہیں جو پہلے خطبوں میں گذر چکے "ہم کہتے ہیں کہ منزور حضرت نے تین دفعہ خطبہ دیا۔ ۹ ذی الحجہ عرفہ کو ۱۰ ذی الحجہ حج اکبر قربانی کے دن اور ۱۲ ذی الحجہ جمعہ کو مقام منا میں۔ چنانچہ عرفہ اور حجۃ الوداع کے خطبوں میں حدیث ثقلین کا اوپر ذکر صحیح ترمذی سے آچکا۔ جسکو خطبات مذکورہ میں کہیں اشارہ بھی نہیں ہے۔ حالانکہ حجۃ الوداع میں امام احمد نے اپنے مسند جلد چہارم صد ۱۶۴ میں یہ حدیث وارد کی ہے۔ حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا یحیی بن آدم وابن ابی بکیر قال ثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادۃ قال یحیی ابن آدم وکان قد شھد حجۃ الوداع قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منہ ولا یؤدی عنی الا انا او علی وقال ابن ابی بکیر لا یقضی دینی الا انا او علی "۔

محمد بن فضیل کے بعد اسحاق بن ابراہیم جو ابن راہویہ سے مشہور ہین ۔ روایت کی ہے ۔

چنانچہ کتاب ینابیع المودۃ جلد اول مطبوعہ اسلامبول صفحہ ۳۹ مین ہے

عن علی علیہ السلام ان رسول اللہ ص قال قد ترکنا فیکم ما ان اخذ تم بہ لن تضلوا کتاب اللہ سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم و اہلبیتی اخرجہ اسحاق بن راہویہ فی مسندہ عن طریق کثیر بن زید عن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیہ عن جدہ وہو سند جید روی الدولابی فی الذریۃ الطاہرۃ	علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ مین تم مین ایسی چیز چھوڑونگا کہ اگر تم اوس سے متمسک رہوگے تو ہرگز گمراہ نہوگے وہ ایک قرآن ہے جسکا ایک سرا خداے تعالی کے دست قدرت مین ہے اور دوسرا خود تمھارے ہاتھ مین اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہین اسحاق ابن راہویہ یعنی اسحاق ابن ابراہیم نے اپنے مسند مین کثیر بن زید کے واسطے سے روایت کی ہے اور اوسکی سند جناب علی بن ابیطالب تک پہونچائی ہے جسکے راوۃ حدیث مین محمد بن عمر بن علی ہین

نیز کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن مین ہے ۔

عن علی ان النبی صلعم اخذ بیدہ یوم غدیر خم فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال فزاد الناس بعدہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ (ابن راہویہ و ابن جریر)	جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے میرا ہاتھ پکڑکر بروز غدیر خم ارشاد کیا جس کا مین • مولا ہون پس اوسکا علی مولا ہے پھر لوگون نے اسپر بڑہا دیا کہ اے ہمارے پروردگار دوست رکھیو اوسے جو اوسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اوسے جو اوسے دشمن رکھے ۔

یہ ابن راہویہ وہی اسحاق بن ابراہیم ہین یہ بڑے شیوخ حدیث صحیح مسلم ہین ۔ نیز زید بن ارقم کے سند کی حدیث ثقلین مع حدیث غدیر کے ایک ہی دن اور تاریخ کی نمبر (۸ ۷) خصایص نسائی کی ہے جو آگے نقل ہوگی جسکو محمد بن المثنی شیوخ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

غرضکہ رسولخدا صلعم نے حدیث ثقلین مذکورہ کو کم سے کم چار مرتبہ ارشاد فرمایا چنانچہ کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان حنفی قندوزی بلخی کی جلد اول صفحہ ۳۲ مین یہ حدیث ہے ۔

وفی المناقب فی کتاب سلیم بن قیس قال علی علیہ السلام ان الذی قال رسول اللہ صلعم یوم عرفۃ علی ناقۃ القصواء	سلیم کی کتاب مناقب مین منقول ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسولخدا نے عرفہ کے دن درآنحالیکہ ناقہ قصواء پر آپ سوار تھے ۔ اور پھر مسجد خیف مین اور پھر

صفحہ ۵۲ (رسالہ حج حاجی علیم الدین) کے صفحہ ۵ و صفحہ ۶۵ مین ہی "مسجد خیف یہ مسجد منا مین واقع ہے یہ ایک قدیم مسجد ہے اسکے مقدس ہونے مین بہت سی روایتین بیان کی گئی ہین منجملہ اونکے یہ ہے کہ ستر نبیون نے ایک سلسلہ یہان نماز پڑھی ہے "

وفی مسجد خیف ویوم الغدیر ویوم قبض	یوم غدیر پر اور پھر اپ رحلت کے دن منبر پر فرمایا کہ
فی خطبۃ علی المنبر ایہا الناس انی ترکت فیکم	ایہا الناس مین تم مین دو سنگین گرانقدر چیزین چھوڑنے
الثقلین لن تضلوا ما ان تمسکتم بہما الاکبر	والا ہون جب تک تم اون سے تمسک رکھوگے مطلق
منہما کتاب اللہ والاصغر عترتی اہلبیتی	گمراہ نہوگے۔ ان مین سے ثقل اکبر کتاب اللہ ہے اور
وان اللطیف الخبیر عہد الی انہما لن یفترقا	ثقل اصغر میری عترت اہل بیت ہین اور خدا لطیف
حتی یردا علی الحوض کہاتین اشار	وخبیر نے عہد فرمایا ہے کہ یہ دونون ایک دوسرے سے
بالسبابتین وان احدہما لیس	جدا نہون گے تا آنکہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچ
اقدم من الاخرۃ فتمسکوا	جائین۔ پھر اشارہ کیا آپ نے انگشت شہادت اور
بہما لن تضلوا ولا تقدموا	درمیانی اونگلی کی طرف اور فرمایا کہ ان دونون مین کوئی
منہم ولا تخلفوا عنہم ولا	ایک دوسرے سے مقدم نہین ہے پس تم ان دونون
تعلموا فانہم اعلم	سے متمسک رہو تاکہ تم گمراہ نہو اون سے پیشقدمی نکرو
منکم۔	اور اون سے منہ نہ موڑو اور انکو سبق نہ پڑھاؤ کیونکہ
	وہ تم سے بہت زیادہ جاننے والے ہین۔

چنانچہ حدیث مذکورہ عین وفات کے دن کی ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری باب سیوم صفحہ ۳۳۴ نمبر ۱۵ کی حدیث یہ ہے۔

عن ام سلمۃ قالت قال	جناب ام المومنین ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	جناب رسولخدا صلعم نے اپنے مرض مین کہ جس مین
فی مرضہ الذی قبض فیہ وقد امتلأت	حضور انتقال فرما گئے فرمایا۔ اور اوسوقت صحابہ سے
الحجرۃ من اصحابہ ایہا الناس یوشک	حجرہ بھرا ہوا تھا کہ اے لوگو مین بہت ہی جلدی دنیا
ان اقبض قبضا سریعا فینطلق وقد	سے انتقال کرنیوالا ہون اور مین نے عذر کے ساتھ
قدمت الیکم القول معذرۃ	بات تحقیق سنا دی ہے۔ مین تم مین دو بھاری چیزین
الیکم انی مخلف فیکم	چھوڑنے والا ہون اپنے رب جلیل کی کتاب اور اپنے
الثقلین کتاب ربی عزوجل وعترتی	عترت اہل بیت پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ قرآن
واہلبیتی ثم اخذ بید علی فقال ہذا مع القرآن	کے ساتھ ہے اور قرآن اسکے ساتھ ہے۔ یہ دونون
والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا	جب تک حوض پر نہ پہونچین ایک دوسرے سے جدا
علی الحوض فاسئلہما ما خلفتم فیہما۔ (اخرجہ ابن عقدہ)	نہون گے۔

اول حدیث ثقلین یوم عرفہ کی ناقہ قصواء کے اوپر والی جناب علی علیہ السلام کی سند کی اور صحیح ترمذی سے جناب امام محمد باقرؑ

کے طریق حضرت جابرؓ کے سند کی نقل ہو چکی ۔ یہ حضرت جابرؓ صحابی کی مخرجہ حدیث یوم عرفہ والی وہی حدیث ہے جسکو اُنھوں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے واقعہ حجۃ الوداع میں بیان فرمایا تھا ۔ اور جنکے ملاقات کا ذکر شیخ مسلم صاحب نے اپنے صحیح مسلم مین کیا ہے لیکن شیخ مسلم صاحب مثل یوم عرفہ کے یوم غدیر کی روایت حضرت جابرؓ کی مخرجہ (ذیل) کی روایت کا کوئی ذکر اپنے صحیح میں نہین لائے جسکو ہم بیان کرتے ہین اور تیسری روایت حضرت جابرؓ کی وفات النبیؐ کے دن کی صفحہ ۳۳ مین لکھی گئی ۔

امام قندوزی بلخی اپنی کتاب ینابیع المودۃ کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ مین اور علامہ سخاوی نے اپنی کتاب استجلاب ارتقاب الغرف (منقول از عبقات الانوار ثقلین حصہ اول ص ۱۷۵) مین وارد کیا ہے ۔

رواہ ابوالعباس بن عقدۃ (فی الولایۃ من طریق یونس بن عبد اللہ بن ابی فروۃ عن ابی جعفر محمد بن علی) عن جابر رضی اللہ عنہ قال کُنّا مع رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع فلمّا رجع الی الجحفۃ (امر بشجرات فقم ما تحتھن) نزل ثم خطب الناس (فقال اما بعد ایھا الناس فانی لاارانی یوشک ان ادعی فاجیب فقال ایھا الناس انی مسئول وانتم مسئولون فما انتم قائلون قالوا نشھد انک بلغت ونصحت وادیت قال انی لکم فرط وانتم واردون علی الحوض و انی مخلف فیکم الثقلین انی تمسکتم بھما لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی وانھما لن

روایت کی ابن عقدہ[۵] نے (کتاب ولایت میں طریق یونس بن عبد اللہ بن ابی فروہ سے اُنھوں نے ابوجعفر محمد بن علی سے اُنھوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول خدا کیساتھ حجۃ الوداع مین تھے جب مقام جحفہ تک پہونچے (تو بحکم حضرتؐ درختوں کے نیچے صفائی کیگئی) آپ ٹھہر گئے پھر خطبہ ارشاد فرمایا (اور کہا اے گروہ مردم مین اپنی حالت دیکھتا ہون کہ مین بلایا جاؤن اور مین اس کے حکم کو قبول کر دن) اور کہا اے لوگو خدا یتعالی مجھسے بھی سوال فرمائیگا اور تم سے بھی ۔ پس تم کیا جواب دوگے ۔ لوگون نے عرض کیا کہ ہم یہ شہادت دینگے کہ حضور نے تبلیغ احکام فرمائی اور ہم کو نصیحت بھی کی اور حقوق بھی ادا فرمائے اسپر حضرت نے فرمایا مین اسوقت بھی تمھارے سامنے ہون اور یقیناً تم حوض پر بھی میرے پاس آؤگے اور مین تمھارے پاس ثقلین چھوڑے جاتا ہون اگر تم اس کی پیروی کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے (یہ دونون) کتاب خدا

[۵] توثیق (ابن عقدہ) زرقانی علی المواہب مجلد ہفتم ص ۱۵ مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ میں ہے حافظ العصر المحدث البحر ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید الکوفی مولی بنی ھاشم ابوہ نحوی صالح یلقب عقدۃ سمع امما لایحصون وکتب العالی والنازل حتی عن اصحابہ وکان الیہ المنتھی فی الحفظ وکثرۃ الحدیث وخنہ لحفظ مائۃ الف حدیث باسنادھا واجیب فی ثلثمائۃ الف حدیث من حدیث اھل البیت وبنی ھاشم الف وجمع دحدث عنہ الدارقطنی وقال اجمع اھل الکوفۃ علی انہ لم یرمن زمن ابن مسعود الی زمنہ ولد تسع واربعین ومائتین ۔

یعنی حافظ عصر محدث بحر ابوالعباس احمد بن محمد ابن سعید کوفی مولا بنی ہاشم باپ ان کے صالح نحوی تھے کہ جنکا لقب عقدہ تھا اسکے بیٹے نے گروہ ہائے کثیرہ سے سماعت حدیث کی جنکا شمار نہین ہوسکتا ۔ سند عالی اور نازل دونون کو لکھا یہانتک کہ اپنے اصحاب سے بھی اور اُنکی طرف منتھی تھی حفظ اور کثرت حدیث مین اور ان سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مجھے ایک لاکھ حدیثین مع سندون کے یاد ہین اور تین لاکھ حدیثون مین احادیث اہل بیت اور بنی ہاشم سے ۔ مین نے جوابدیا تالیف کی اور جمع کیا اور حدیث کی اُن سے دارقطنی نے اور اس نے کہا ہے کہ تمام اہل کوفہ کا اسپر اجماع ہے کہ کوفہ میں زمانہ ابن مسعود سے اسوقت تک کوئی شخص ایسا نہین دیکھا جو ان سے بڑھکر حافظ تر ہو ۲۴۹ھ مین ان کی ولادت ہوئی ۔

یفترقا حتی یردا علی الحوض ثم قال الستم
تعلمون انی اولی بکم من انفسکم قالوا
بلیٰ فقال اخذ بید علی من کنت مولاہ فعلی مولاہ
ثم قال اللهم وال من والاہ وعاد
من عاداہ

اور عترت اہل بیت ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ
میرے پاس حوض پر آ پہونچین۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کیا تم نہین جانتے کہ
مین تمھارے نفسون سے بہتر ہون سب نے عرض کیا کہ بیشک۔ پھر حضرت نے
حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے۔ پھر دعا
فرمائی، یاالہی دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن
رکھے علی کو۔

حدیث مذکورہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کی مخرجہ علاقہ جُحفہ یعنی غدیر خم کی معلوم کر چکے جسمین رسولخدا نے حدیث
ثقلین اور حدیث ولایت کو یکوقت بیان فرمایا ہے یہی خطبہ الوداعی کا جُز ہے اسی تاریخ (۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ) سے رسولخدا کے آخر عمر کا
حساب کیا جاتا ہے۔ محدثین نے بھی اسی غدیر خم کی حدیث ثقلین مخرجہ صحیح مسلم سے اپنی شرح مین بیان کیا ہے چنانچہ کتاب نسیم الریاض
شرح شفاء قاضی عیاض۔ ج۔ سیوم صفحہ ۴۵۴ مطبوعہ سنہ ۱۲۶۷ھ مین صحیح مسلم کی حدیث ثقلین کا آخر عمر مین وارد ہونا لکھا ہے۔

رواہ مسلم فی فضائل آل البیت فی خطبة
خطبها صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وهو
راجع من حجة الوداع فی اٰخر عمرہ قال
فیها اما بعد ایها الناس انما انا بشر
مثلکم یوشك ان یاتینی رسول ربی
فاجیبه وانی تارك فیکم الثقلین الخ

روایت کی ہے اسکو مسلم نے فضائل اہلبیت مین اُس خطبہ مین کہ جسکو
پڑھا رسول مقبول نے اُسوقت جب حضرت پلٹ رہے تھے حجة الوداع
سے اپنی آخر عمر مین فرمایا اس خطبہ مین اے گروہ مردم مین ایک بشر
ہون تمھارے ہی طرح قریب ہے کہ میرے پاس بھیجا ہوا میرے پروردگار
کا آوے اور مین اُسکو قبول کرون اور مین تمھارے درمیان
دو گرانقدر چیزین چھوڑتا ہون۔

روایت مذکورہ کی تائید مین علامہ ابن منظور افریقی اپنے لسان العرب مین امام ازھری کے تہذیب اللغة سے یہ حدیث وارد کرتے ہین

وروی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه
قال فی اٰخر عمرہ انی تارك فیکم الثقلین
کتاب الله وعترتی وقال الازهری رحمه الله
وفی حدیث زید بن ثابت قال قال رسول
الله صلعم انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله
وعترتی فانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض
وقال قال محمد بن اسحاق وهذا حدیث صحیح
ورفعه نحو زید بن ارقم وابو سعید الخدری
وفی بعضها انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله
وعترتی اهل بیتی فجعل العترت اهل البیت

روایت کیگئی ہے نبی صلعم سے کہ حضرت نے اپنے آخر عمر مین فرمایا
کہ مین تم لوگون مین دو گرانقدر چیزین چھوڑتا ہون کتاب خدا اور
عترت اپنی اور کہا ہے امام ازھری نے کہ حدیث زید بن ثابت مین
ہے کہ انھون نے کہا کہ فرمایا رسول نے کہ مین تم لوگونمین اپنے
بعد دو گرانقدر چیزین چھوڑتا ہون کتاب خدا اور اپنی عترت یہ
دونون ہرگز جدا ہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آوین
اور کہا ہے امام ازھری نے کہ کہا ہے ابن اسحاق نے کہ یہ حدیث صحیح ہے
اور اسکو رفع کیا ہے طرح زید بن ارقم اور ابو سعید خدری کے اور بعض
روایت مین ہے کہ مین تملوگونمین دو گرانقدر چیزین چھوڑتا ہون کتاب
خدا اور اپنی عترت جو کہ میرے اہلبیت ہین پس عترت کو اہلبیت قرار دیا

حدیث مذکورہ جس کے مخرجین میں زید بن ثابت اور زید بن ارقم اور ابو سعید خدری تین صحابی ہین جنھون نے حدیث ثقلین کو کتاب اللہ اور عترتی یا عترتی اہلبیتی سے روایت کی ہے اور پھر صیغہ تثنیہ مین مثل لفظ ثقلین کے لفظ انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض بھی لائے ہین جیسا کہ صحیح ترمذی کی روایت حجۃ الوداع کی صـ۲۲۶ مین ابو سعید خدری اور زید بن ارقم سے گذری جسمین ہر دو کا حبل اللہ ہونا بھی ہے لیکن شیخ مسلم صاحب نے زید بن ارقم کی اوس حدیث کو تلاش کرکے اپنے صحیح مین وارد کیا ہے جسکو زید بن ارقم نے اس حدیث کے عمدہ الفاظ اور مفید فقرات کو اخفا کیا ہے جسکو ہم نے آخر صـ۲۲۲ سے صـ۲۲۴ تک نقل کیا ہے۔ اس حدیث اور اُس حدیث زید بن ارقم منقولہ صـ۵۲ کتاب ہذا کو ملائیے تو شیخ مسلم صاحب اور زید بن ارقم کے اخفاے حدیث کا پورا انکشاف ہوجاتا ہے۔

غرضکہ صحیح مسلم کی حدیث ثقلین یوم غدیر خم (۱۸ ذیحجہ) والی آخر عمر کی معلوم ہوگئی جسمین حدیث ولایت مع دیگر الفاظ و فقرات کا اخفا کیا گیا ہے جیسا کہ احادیث سے آشکارا ہوتا ہے۔

فائدہ اسی یوم غدیر مابین مکہ و مدینہ یعنی ۱۸ ذیحجہ سے رسول اللہ صلعم کے آخر عمر کا حساب ۸۱ یوم والا صحیح مطابق ہوتا ہے اسی ۸۱ کو پلٹنے سے ۱۸ ہوتے ہین اگر اسی عدد ۱۸ کو عدد ۶۳ (رسولخدا کی عمر کی تعداد) مین جمع کیا جائے تو ۸۱ ہوتے ہین۔ اس حدیث غدیر خم یعنی حدیث ولایت کو شیخ مسلم صاحب ہی اخفا کنندہ نہین ہین بلکہ سب سے اول زید بن ارقم صحابی ہین۔

چنانچہ سیرت انسان العیون حلبی۔ ج ثالث صـ۳۰۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین ہے۔

وعن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ممن کتم فذھب اللہ ببصری وکان علی کرم اللہ وجہہ دعا علی من کتم	زید بن ارقم کہتے ہین کہ مین اون لوگون مین تھا جنھون نے چھپایا پس خدا نے مجھکو اندھا کر دیا اور علی کرم اللہ وجہہ نے چھپانے والون پر بد دعا فرمائی تھی۔

ایضاً ارجح المطالب خواجہ عبید اللہ بسمل امرتسری کے صـ۵۸۰ نمبر ۵۵ چوتھے باب مین یہ حدیث مرقوم ہے۔

وعن زید بن ارقم قال قال علی انشد اللہ رجلاً سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام اثنی عشر بدریا من جانب الایمن ومن جانب الایسر فشھدوا بذلک قال زید بن ارقم فیمن سمع ذلک لکنہ کتم فذھب اللہ ببصری کان یندم علی ما فات من الشھادۃ ویستغفر اخرجہ ابوبکر بن مردویہ والفقیہ المغازلی والطبرانی فی معجم الکبیر	زید بن ارقم کہتے ہین کہ جناب امیر نے اُن لوگون سے قسم دیکر پوچھا جنھون نے آنحضرت صلعم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے اور اے میرے پروردگار دوست رکھیو اُسے جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسکو جو علی سے دشمنی رکھے پس بارہ اصحاب بدر کھڑے ہوگئے چھ داہنے طرف سے اور چھ بائین طرف سے۔ انھون نے گواہی دی۔ زید بن ارقم کہتے ہین کہ مین بھی انھین مین سے تھا جن لوگون نے اس حدیث کو حضرت سے سُنا تھا لیکن مین نے چھپایا خدا تعالے نے میری بصارت لیگیا زید بن ارقم اس شہادت کے نہ دینے سے نادم رہا کرتے تھے اور استغفار کیا کرتے تھے۔

اور تاریخ معارف ابن قتیبہ صفحہ ۲۹۲ مطبوعہ یورپ مین انس کے لئے یہ روایت ہے جسکا نام نہین لکھا گیا نہ پوری حدیث لکھی گئی وذکر قوم ان علیاً رضی اللہ عنہ سألہ عن قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقال کبرت سنی ونسیت فقال علی ان کنت کاذبا فضربک اللہ ببیضاء لاتواریھا العمامۃ (حاصل ترجمہ) ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے اوس سے رسالتمآب صلعم کے اس قول کے متعلق سوال کیا اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ تو اوسنے جواب دیا کہ مین بڈھا ہوگیا ہون مجھے اُسکی ابت کچھ یاد نہین ہے پس امیر المومنین علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو خداوند عالم تجھے ایسا برص کردے کہ اس برص کو عمامہ نہ چھپا سکے ان ہر دو حدیثون سے حدیث غدیر یعنی حدیث ولایت کی عظمت اور اس کی منزلت روز روشن کیطرح معلوم ہوگئی اب یہ تیسری حدیث روضۃ الندیہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر صنعانی کے صفحہ ۶ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۲۲ھ سے نقل کیجاتی ہے جسکو سفیان ابن عیینہ نے اخراج کی ہے یہ وہ شخص ہے جسکی سند سے بخاری نے اپنے صحیح کی پہلی حدیث انکی روایت سے داخل کی ہے وفی تفسیر الثعلبی بقولہ تعالےٰ سأل سائل بعذاب واقع قال وسئل سفیان بن عیینۃ عن قول اللہ عزوجل سأل سائل بعذاب واقع فیمن نزلت فقال لقد سألتنی عن مسئلۃ ما سألنی بھا احد قبلک حدثنی جعفر بن محمد عن ابائہ قال لما کان رسول اللہ صلعم بغدیر خم ینادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی علیہ السلام فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشاع ذلک وطار فی البلاد فبلغ ذلک الحارث بن النعمان الفہری فاتی رسول اللہ الخ

امام ثعلبی اپنی تفسیر مین نقل کرتے ہین کہ سفیان بن عیینہ سے کسی نے سوال کیا کہ آیت سأل سائل بعذاب واقع کس کے حق مین نازل ہوئی ہے سفیان بن عیینہ سائل سے کہنے لگے تو نے مجھسے ایک ایسا سوال پوچھا ہے کہ تجھسے پہلے کسی نے نہین پوچھا مجھسے امام جعفر صادق بن محمد باقر علیہما السلام روایتہً اپنے آبائے کرام سے بیان فرماتے تھے کہ جب آنحضرت صلعم غدیر خم کے مقام پر پہونچے اور لوگون کو جمع کر کے سبکے سامنے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے اور یہ بات سب لوگون مین اور تمام جگہ مشہور ہوگئی پس یہ خبر حارث بن نعمان فہری کو پہونچی یہ خبر سنتے ہی رسول اللہ کے پاس آیا۔

پورا مضمون سیرت حلبی ج ثالث صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ سے نقل ہے۔

ولما شاع قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فی سائر الامصار وطار فی جمیع الاقطار بلغ الحارث بن النعمان الفہری فقدم المدینۃ واناخ راحلتہ عند باب المسجد فدخل والنبی صلی اللہ علیہ وسلم جالس وحولہ اصحابہ فجاء حتی جثا بین یدیہ ثم قال یا محمد انک امرتنا ان نشھد ان لا الہ الا اللہ و	اور جب شایع ہوا رسول اللہ کا قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ تمام شہرون مین اور قریون مین اور پھیل گیا تمام زمین پر اور پہونچی حارث بن نعمان فہری کو یہ خبر پس آیا وہ مدینہ مین اور اور بٹھا دیا اُس نے اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازہ پر اور داخل ہوا اور نبی صلوات اللہ علیہ بیٹھے ہوے تھے اور گرد انکے انکے اصحاب تھے۔ پس آیا وہ یہانتک کہ بیٹھ گیا سامنے حضرتؐ کے پھر کہا یا محمد آپ نے حکم دیا کہ گواہی دین اللہ کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی آپ کے اس کہنے کو قبول کیا اور

عــــ عمل امیر المومنینؑ بر حدیث غدیر از امام جعفر بن محمدؑ

انك رسول الله فقبلنا ذلك منك وانك	آپ نے حکم دیا اور دن میں پانچ نمازیں ادا کیا کریں
امرتنا ان نصلی فی الیوم واللیلۃ خمس	اور روزہ رکھیں ماہ رمضان کا اور زکوۃ دیں اپنے مالوں
صلوات ونصوم شهر رمضان ونزکی	کی اور حج کریں بیت اللہ کا پس یہ بھی قبول کیا ہم نے
اموالنا ونحج البیت فقبلنا ذلك منك	آپ اسپر بھی راضی نہ ہوئے یہانتک کہ بلند کیا آپ نے
ثم لم ترض بهذا حتی رفعت بضبعی	اپنے ابن عم (علی بن ابیطالب) کو انکو فضیلت دی اور
ابن عمك ففضلته وقلت من کنت مولاه	کہا آپ نے جسکا میں مولا ہوں اسکا یہ علی مولا ہے۔ آیا
فعلی مولاه فهذا شیئ من الله او منك	یہ امر آپ کے جانب سے ہے یا اللہ کیطرف سے۔ پس
فاحمرت عینا رسول الله صلعم وقال	سرخ ہوگئیں دونوں آنکھیں رسول اللہ کی اور فرمایا
والله الذی لا اله الا هو انه من الله و	حضرت نے قسم وحدہ لاشریک کی یہ حکم اللہ ہی کی
لیس منی قالها ثلاثا فقام الحارث وهو	طرف سے تھا اور نہ تھا میرے طرف سے اس کلمہ کو تین
یقول اللهم ان کان هذا هو الحق من	مرتبہ فرمایا پس یہ سنکر حارث کھڑا ہوگیا اور کہتا جاتا
عندك وفی روایۃ اللهم ان کان ما	تھا پروردگارا اگر یہ امر حق ہے تیرے پاس سے اور دوسری روایت
یقول محمد حقا فارسل علینا حجارة	میں یہ ہے اے خدا جو محمدؐ کہتے ہیں اگر وہ حق ہو تو بھیج تو پتھر کو
من السماء او ائتنا بعذاب الیم فو الله ما	آسمان سے یا لاؤ ہم پر عذاب دردناک پس قسم خدا کی نہ
بلغ باب المسجد حتی رماه الله بحجر من	پہونچا تھا وہ مسجد کے دروازہ پر یہانتک کہ ایک پتھر آسمان
السماء فوقع علی راسه فخرج من دبره فمات	سے خدا نے پھینکا۔ پس اسکے سر پر گرا اور نکل گیا اوسکے
وانزل الله تعالے سأل سائل بعذاب	مبرز کے مقام سے پس وہ مرگیا اوسی کے بارے میں خدا نے آیت نازل
واقع للکافرین لیس له دافع الایۃ	کی سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس له دافع الایۃ

اسی حدیث ولایت کو رسول خدا نے مع حدیث ثقلین واقع غدیر خم یعنے ۱۸ ذی الحجہ کو بکوقت بیان فرمایا ہے اسی حدیث ولایت یعنی امامت کو سُن کر بعض صحابہ نے جنمیں حارث بن نعمان فہری خدمت حضور صلعم میں نہایت بے ادبانہ داخل ہوکر اس امر کا اظہار کر کے کہ یہ امر (فضیلت) من کنت مولاہ فعلی مولاہ آپکی طرف سے ہے یا خدا کیجانب سے ہے جسپر رسولخدا نے قسم کے ساتھ تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ یہ امر خدا کے حکم سے تھا جسپر حارث عذاب کا طالب ہوکر واصل جہنم ہوا۔ دیکھو صفحہ ۹۶ تا ۱۰۸ کتاب ہذا۔ اسی مقام غدیر خم واقع ۱۸ ذی الحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکاسٹھ دن رسولخدا کے آخر عمر کی روایت ہے جسکو مسلم صاحب کے شیخ الشیوخ امام زہری اور امام ابن اسحاق نے بارہ ربیع الاول وفات النبی کی روایت کی ہے اور علامہ نووی شارح مسلم نے اپنے شرح میں ذکر کیا ہے نیز اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات ج۔ اول صفحہ ۲۹ میں بھی اس عبارت سے لکھا ہے۔

توفی صلعم ضحی یوم الاثنین لثنتی عشرة	وفات رسولخدا دن چڑھے دوشنبہ کے دن جبکہ بارہ راتیں
لیلۃ خلت من شهر ربیع الاول سنۃ احدی	خالی ہوئیں ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کے مہینہ کی واقع ہوئی اور

عشرۃ من الھجرۃ ودفن یوم الثلاثاء حین زاغت الشمس وقیل لیلۃ الاربعاء

دفن ہوئے رسولخدا سہ شنبہ کے دن بعد زوال شمس اور کہا گیا ہے کہ شب چہارشنبہ مین۔

ضحٰی یعنی دن چڑھے کی وفات کو یہ روایت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری باب مرض النبی ج۔ ۸ ص۴۳۷ سنہ ۱۳۰۸ھ کی باطل کرتی ہے

عن عروۃ توفی یوم الاثنین حین زاغت الشمس۔

یعنی عروہ نے وفات النبی دوشنبہ کے دن بعد زوال کے وقت کی روایت کی ہے ۔

اس عروہ کی روایت کو صحیح بخاری کی وہ روایت انس صحابی والی باطل کرتی ہے جسمین آخر یوم دوشنبہ کے آخر وقت وفات کی نہایت صحیح روایت ہے اور وہ گیارہ ربیع الاول دوشنبہ کے دن واقع ہونے کی مؤید ہے کیونکہ بارہ ربیع الاول کے دوشنبہ سے یکم ربیع الاول کو پنجشنبہ کا دن ہوتا ہے جسکو امام ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد ۲۹ صفر میں لاچکے ہین جس سے یکم صفر (پنجشنبہ) ۱۲ صفر (دوشنبہ) گذر چکا ہے پس یکم ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) صریح ثابت ہوا جسمین ایک شب انتیسوین صفر کے شب کی شامل کرنے سے بارہ شبین خالی ہونے پر وفات النبی واقع ہوئی اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) سے گیارہ ربیع الاول دوشنبہ تک ۱۳ دن مدت مرض النبی صحیح حدیث کے مطابق اور شب بارہوین ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے بائیسوین ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تک کل مدت دو سال تین مہینے دس راتون حضرت ابوبکر کے زندہ رہنے کی بعد وفات رسولخدا۔ حدیث مندرجہ ص۲۰۴ کے موافق ٹھیک ٹھیک ملگئی جسمیں ایک شبانہ روز امام زہری نے مدت خلافت میں غلط شمار کیا ہے جسکو ابن اسحاق نے دوسال تین مہینہ نو راتین کہا ہے۔ پس گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے مراجعت سے یکم ربیع الاول (جمعہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یکم صفر (پنجشنبہ) ۳۰ محرم چہارشنبہ ۲۹ و یکم محرم (سہ شنبہ) ۲۹ و ۸ و ۱۵ ذیحجہ (دوشنبہ) ۱۶ ذیحجہ (سہ شنبہ) ۱۷ ذیحجہ چہارشنبہ ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) تک یہ کل اکیاسی دن ہوگئے اور عرفہ ۹ ذیحجہ کو (سہ شنبہ) واقع ہوکر یوم عرفہ جمعہ کو دروغ اور کذب کر دیا۔ اسی ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کے اکاسوین دن یوم احتضار کو رسولخدا نے پھر حدیث ثقلین کا اعادہ فرمایا ہے دیکھو ص۱۵۴ و ۱۵۵ و ۲۲۸ اور اسی احتضار کے دن حضرت نے طلب قرطاس فرمایا جسکی یہ روایت صحیح مسلم مجلد ثانی سے نقل ہے ۔

قال مسلم حدثنی محمد بن رافع وعبد بن حمید قال ابن رافع نا عبد الرزاق قال نا معمر عن الزھری عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ صلعم فی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب قال النبی صلعم ھلم اکتب لکم کتابا لا تضلون بعدہ فقال عمر ان رسول اللہ قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل البیت فاختصموا منھم من یقول قربوا

کہا مسلم نے کہ حدیث کی مجھسے محمد ابن رافع اور عبد بن حمید نے کہا ابن رافع نے کہ حدیث کی ہمسے عبد الرزاق نے کہا حدیث کی ہمسے معمر نے زہری سے اُسنے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے اُسنے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ کا یوم احتضار ہوا تو دولتکدہ نبوت مین عمر بن خطاب اور دیگر صحاب مجتمع تھے فرمایا رسول مقبولؐ نے کہ آؤ مین تمہارے لئے کچھ (بطور وصیت) لکھدون تاکہ بعد ازان تم گمراہ نہو۔ پس حضرت عمر بولے کہ پیغمبر خدا علیہ مرض کیوجہ سے ایسا کہہ رہے ہین۔ تمہارے پاس قرآن موجود ہے اور وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ اس بات پر حضار جلسہ مین اختلاف

تکتب لکم رسول اللہ کتاباً لن تضلوا بعدہٗ	واقع ہوا بعض تو یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا
ومنھم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغط	ضروری ہے تاکہ آنحضرت جو چاہیں تمہارے لئے تحریر فرمائیں
والاختلاف عند رسول اللہ قال رسول اللہ	اور بعض حضرت عمر کے ہمزبان تھے جب اس بات پر بہت شور و
صلعم قوموا عنی الخ	اختلاف ہونے لگا تو رسالتمآب نے فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ

لیکن بعض لوگون نے بخاری و مسلم کی اُس روایت کا ذکر کیا ہے جسمیں یوم احتضار (دوشنبہ) کے بجائے پنجشنبہ کا ذکر ہے چنانچہ سیرۃ النبی شبلی حاشیہ صـ۱۳۱ مین ہے "مجکو احتیاط کرنی چاہیے کہ کتاب تاریخ کی حیثیت سے نکلکر علم کلام کے دائرہ مین نہ آجائے تاہم جو میری ذاتی تحقیق ہے مین الفاروق مین لکھ چکا ہون"

الفاروق صـ۶ مطبوعہ کانپور سنہ ۱۸۹۹ع مین ہے کہ آپنے وفات سے تین روز پہلے قلم و دوات طلب کیا اور فرمایا کہ مین تمہارے لئے ایسی چیز لکھو نگا کہ تم آیندہ گمراہ نہ ہوگے اسپر حضرت عمر نے لوگونکی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آنحضرت کو درد کی شدت ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے۔ حاضرین سے بعضون نے کہا کہ رسول اللہ بہکی باتیں کر رہے ہین (نعوذ باللہ) روایت مین ھجر کا لفظ ہے جسکے معنی ہذیان کے ہین طرّہ یہ ہے کہ بعض روایتون مین ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرت کے اس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا تھا (نعوذ باللہ) دیکھو الفاروق صـ۶۴

اور سیرۃ النبی شبلی کے حاشیہ صـ۱۳۷ مین ہے جن صحابی نے قلم دوات لانے مین گفتگو کی۔ بخاری مین اُنکا نام نہین لیکن حدیث کی اور کتابون مین (مثلاً صحیح مسلم) بتصریح حضرت عمر کا نام ہے صحیح مسلم مین اُنکے یہ الفاظ ہین قد غلب علیہ الوجع وعندکم قرآن حسبنا کتاب اللہ (صحیح مسلم کی دوسری روایتون کے یہ الفاظ) قالوا ان رسول اللہ صلعم یھجر، لوگون نے کہا رسول اللہ (صلعم) بے حواسی (ھجر) کی باتین کرتے ہین۔

الفاروق کے صـ۶۲ مین ہے۔ اس بحث کے لئے واقعات ذیل پیش نظر رکھنا چاہیے۔

(۱) آنحضرت کم و بیش ۱۳ دن تک بیمار رہے (۲) کاغذ و قلم طلب کرنے کا واقعہ جمعرات کے دن کا ہے جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم مین بتصریح مذکور ہے اور چونکہ آنحضرت نے دوشنبہ کے دن انتقال فرمایا اس لئے اس واقعہ کے بعد آنحضرت چار دن تک زندہ رہے (۳) اس تمام مدت بیماری مین آنحضرت کی نسبت اور کوئی واقعہ اختلال حواس کا کسی روایت مین کہین مذکور نہین" (۴) اس واقعہ کے وقت کثرت سے صحابہ موجود تھے لیکن یہ حدیث باوجود اس کے کہ بہت طریقون سے مروی ہے (چنانچہ صرف صحیح بخاری مین سات طریقون سے مذکور ہے) بایں ہمہ بجز عبداللہ بن عباس کے اور کسی صحابی سے اس واقعہ کے متعلق ایک حرف بھی منقول نہین"

یہانتک ہم شبلی صاحب کی تحقیق کو قلمبند کر کے صحیحین کے ہر دو حدیثون پر نظر ڈالتے ہین۔

چند حدیثون مین واقعہ طلب قرطاس دوشنبہ کے دن یوم احتضار کا حضرت ابن عباس سے مروی ہے جیسا کہ حاشیہ صـ۳۲ اور صـ۱۹۸ و صـ۱۹۹ مین ہے اور بعض حدیث مین ابن عباس سے پنجشنبہ کے دن کی ہے اس حدیث مین صرف بخاری مین حضرت عمر کا نام نہین ہے باقی صحیحین کے تمام روایات مین بالتخصیص حضرت عمر کا نام مذکور ہے جسکی تائید کی وہ روایت حضرت جابر صحابی کی یوم احتضار کی ہے جسکو امام احمد نے اپنی مسند مین اخراج کی ہے دیکھو نمبر (۹) صحیح بخاری صـ۱۹۹ ۔

اور یہ امر قبول کیا گیا ہے کہ اختلال حواس کا ذکر کسی روایت مین کہین مذکور نہین۔ اور یہ بھی تسلیم ہے کہ آنحضرت کل ۱۳ دن بیمار رہے اور یہ بھی تسلیم ہے کہ آنحضرت چہارشنبہ کے دن بیمار ہوئے۔

اسی الفاروق کے صفحہ ۶ مین ہے سنہ ۱۱ھ ماہ صفر مین آنحضرت نے رومیون کے مقابلہ کے لئے اسامہ بن زید کو مامور کیا اور تمام اکابر صحابہ کو حکم دیا کہ انکے ساتھ جائین۔ لوگ تیار ہو چکے تھے کہ اخیر صفر مین آنحضرت بیمار ہو گئے"

اور سیرت النبی۔ ج۔ ثانی صفحہ ۱۳۴ مین ہے۔ آغاز علالت سے ایک روز پہلے اسامہ بن زید کو مامور کیا کہ وہ فوج لیکر جائین اور ادن شریون سے اپنے باپ کا انتقام لین"

یہ شبلی صاحب کا اخیر صفر (۲۸ صفر چہارشنبہ تھا) دیکھو وسیلۃ النجات مولوی محمد مبین صفحہ ۱۹ مطبوعہ گلشن فیض مولوی گنج لکھنو سنہ ۱۳۱۳ھ روز چہارشنبہ بست و ہشتم ماہ صفر آنحضرت را مرض تپ و درد سر عارض گشت"

اور دیکھو تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی باب دہم صفحہ ۴۲ مطبوعہ ثمر ہند سنہ ۱۲۹۶ھ روز چہارشنبہ بست و ہشتم صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد

اور دیکھو نمبر (۳) ابن اسحاق صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۶ جسمین ۲۸ صفر چہارشنبہ کو رسولخدا کا بیمار ہونا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ کا اسامہ بن زید کی ماتحتی مین جنگ روم پر جانے کے لئے مامور ہونا ہے۔ پس شبلی صاحب کا اخیر صفر (چہارشنبہ) ۲۸ صفر اور اکابر صحابہ کا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو تعنات ہونا ہے۔ چنانچہ سیرت النبی ج ثانی حاشیہ صفحہ ۱۳۴ میں ہے۔ واقدی اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس غزوہ مین آنحضرت نے حضرت ابوبکر اور عمر کو بھی جانے کا حکم دیا تھا"

یہی پہلا حکم رسول اللہ کا ہے جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دن دیا گیا تھا اور دوسرا حکم وفات سے دو دن پہلے سنیچر کے دن ہوا تھا دیکھو نمبر (۳) ابن اسحاق صفحہ ۱۱۵ جسکی تائید مین سیرت النبی شبلی ج ثانی صفحہ ۸ سطر ۹ مین ہے۔

"سنہ ۱۱ھ زمانہ مرض الموت مین آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسامہ بن زید کے زیر افسری رومیون کے مقابلہ کیلئے پھر فوجین روانہ فرمائین"۔ یہی دوبارہ حکم ہے جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دسوین دن بروز شنبہ وفات سے دو دن پہلے ہوا تھا۔ اسی تاریخ تک صحابہ اسامہ کی ماتحتی کی وجہ سے اور عدم امتثال امر سے منہ چھپائے ہوئے تھے اسی شنبہ کے دن رسولخدا نے لوگون کا طعن آمیز کلمہ سماعت فرماکر نہایت غیظ و غضب سے خطبہ فرمایا ہے اور اسی خطبہ مین کلمہ جہزو اجیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا سے جنگ روم پر جانے کا حکم دیا ہے۔

غرضکہ اس تیرہ۱۳ دن مدت مرض النبی مین دو پنجشنبہ واقع ہوتے ہین ایک ۲۹ صفر کو دوسرا ۵ ربیع الاول کو یہ ظاہر ہے کہ حضرت کا بار دوم اسامہ بن زید کی زیر افسری صحابہ کی روانگی (جنگ روم) کا حکم دینا وفات سے دو دن پہلے تھا۔ پس واقعہ طلب قرطاس پنجشنبہ کے دن تین یا چار دن پہلے کا غلط اور دوشنبہ کے دن یوم احتضار کا صحیح ہے۔

چنانچہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنے تحفہ اثنا عشریہ باب دہم مین دربارہ طلب قرطاس عین وفات کے دن لکھتے ہین:-

قبل ازین واقعہ سہ ماہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل شدہ بود	اس واقعہ طلب (قرطاس) سے تین۳ مہینے پہلے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا تھا۔

اور تفسیر فتح البیان فی مقاصد القران مولوی صدیق حسن خان۔ ج۔ ۳۔ صفحہ ۱۶ سطر ۲۰ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ مین ہے۔

قال ابن عباس فمکث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نزول ھذہ الآیۃ احد وثمانین یوماً	ابن عباس سے مروی ہے کہ ٹھہرے رسول خدا بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے ۸۱ دن

پس طلب قرطاس فرمانے کی روایت گیارہ ربیع الاول دوشنبہ یوم احتضار کی صحیح ہے کیونکہ ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۹۰ دنون پر اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم سے ۸۰ دنون پر گیارہ ربیع الاول دوشنبہ واقع ہوتا ہے۔ جس سے طلب قرطاس کی روایت ابن عباس اور حضرت جابر کے سند والی یوم احتضار (وفات کے دن) کی صحیح اور تین دن یا چار دن پنجشنبہ کے دن کی قطعاً غلط ہے نیز کثرت سے صحابہ کا موجود ہونا اسی احتضار کے دن ہے دیکھو حدیث ام سلمہ صـ۲۲۸ اور جبکہ حضرتؐ حدیث ثقلین اور دیگر ارشاد وہدایت بنیاد سے فارغ ہوچکے۔ اور نافرمان صحابہ کو بلفظ قوموا عنی اپنے پاس سے اُٹھا چکے تو حضرت عباس اور جناب امیر علیہ السلام سے مخاطب ہوکر یہ ارشاد فرمایا ہے (جسکو کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ سابع صـ۲۴ و ۲۵ مطبوعہ مبئی سـ۱۳۱۰ھ سے نقل کیا جاتا ہے) جس سے بھی احتضار ہی کے دن صحابہ کا حجرہ مین بھرا ہونا ثابت ہے۔

وعن ابی حمزۃ الثمالی عن ابی جعفر الباقر عن آبائہ علیہما السلام قال لما حضر رسول اللہ فی مرضہ الذی قبض فیہ کان راسہ فی حجر علی والعباس یذب عنہ و البیت غاص بالمہاجرین والانصار فقال یا عم اتقبل وصیتی وتنجز عداتی فقال العباسؓ انا رجل کبیر السن وکثیر العیال فقال علیہ السلام یا علی تقبل وصیتی وتنجز عداتی فخنق علی العبرۃ وما استطاع ان یجیبہ فاعادہا علیہ فقال علی بابی انت امی نعم فقال رسول اللہ انت اخی ووصیی ووزیری وخلیفتی ثم قال یا بلال ہلم سیف رسول اللہ ذا الفقار[۵] فجاء بہ بلال فوضع بین یدی رسول اللہ ثم قال یا بلال ہلم مغفر رسول اللہ ذا الجبین فجاء بہ فوضعہ۔ ثم قال یا بلال ہلم درع رسول اللہ ذات الفضول فجاء بہا ثم قال یا بلال ہلم فرس رسول اللہ المرتجز فاتی بہ فاو تعتمہ

ابوحمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ امام ابوجعفر محمد باقر نے علیؑ نے اپنے آبا کرام علیہم السلام کی زبانی مجھ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا مرض الموت مین مبتلا تھے تو حضرت کا سراقدس علی کی گود مین تھا اور عباسؓ آپکے جسم کی حفاظت کر رہے تھے اور تمام گھر مہاجرین اور انصار سے بھرا تھا اُسوقت آنحضرت نے عباس سے فرمایا اے چچا آیا تم میری وصیت کو قبول کروگے اور میرے وعدون کو پورا کروگے؟ عباسؓ نے جواب دیا یارسول اللہ مین ایک بڈھا آدمی ہون اور کثیر العیال ہون۔ بعد ازان حضرت نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اے علی میری وصیت قبول کرتے ہو اور میرے وعدون کو وفا کروگے؟ اول مرتبہ علی مرتضیٰ بوجہ گریہ جواب پر قادر نہ ہوسکے حضرت نے دوبارہ اعادہ اس خطاب کا کیا اُسوقت جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون بہت اچھا۔ پھر رسول خدا نے فرمایا تو میرا بھائی اور میرا وصی ہے اور میرا وزیر ہے اور تو میرا خلیفہ ہے بعد اس کے بلال کو حکم دیا کہ میری سیف ذوالفقار لاؤ۔ بلال نے روبرو لاکر حاضر کردی۔ پھر فرمایا اے بلال مغفر رسول اللہ کہ جسکا نام ذوالجبین ہے لاؤ۔ بلال نے وہ بھی حاضر کی اسیطرح

[۵] یہ وہی ذوالفقار (آسمانی) تلوار ہے جو رسول خدا کیلئے نازل ہوئی جسکے بارہ مین آیہ کریمہ وانزلنا الحدید یعنی ہم ہی نے لوہے کو نازل کیا۔ شاہد ہے اور تاریخ یعقوبی ابن واضح مجلد ثانی صـ۹۷ مین ہے۔ وسیفہ الذی یلزمہ ذوالفقار وقد روی ان جبرئیل نزل بہ من السماء وکان طولہ سبعۃ اشبار وعرضہ شبر وفی وسطہ کال یعنی تلوار ان جناب کی جو برابر اون کے پاس رہتی تھی ذوالفقار ہے اور مروی ہے کہ وہ تلوار جبرئیل آسمان سے لائے تھے جس کا طول سات بالشت اور عرض ایک بالشت تھا اور اس کے بیچ مین ایک اُبھار تھا۔ اور حدیقہ حکیم سنائی صـ۲۶۵ مطبوعہ نولکشور سـ۱۳۰۴ھ مین ہے آمد از سدرہ جبرئیل امین + لافتی کردہ مرد را تلقین۔ ذوالفقاری کہ از بہشت خدای + بفرستادہ بود شرک زدای

عربی	ترجمہ
ثم قال ھلم ناقۃ رسول اللہ العضباء فجاء بھا فاوثقھا	اور پھر گھوڑا جسکا
	درع ذات الفصول طلب کی
ثم قال یا بلال ھلم بردۃ رسول اللہ السحاب	نام مرتجز تھا طلب کیا۔ پھر ناقہ عضبا اور بردہ سحاب
فجاء بھا فوضعھا۔	اور ممشوق دیبرہ وغیرہ طلب کئے
ثم قال یا بلال ھلم قضیب رسول اللہ	یہا تک کہ وہ عصا بہ کہ جس سے حرب مین رسول خدا
الممشوق فجاء بہ فوضعہ فلم یزل یدعو	شکم باندھتے تھے طلب کیا
لشیٔ بعد شیٔ حتی یا العصابۃ التی کان	اور بلال نے سب اشیا حاضر کین۔
یعصب بھا بطنہ فی الحراب ثم نزع الخاتم	پھر جناب رسالتمآب نے انگشتری خاتم اونگلی سے نکالکر حضرت علی کو عطا
فدفعہ الی علی ثم قال یا علی اذھب بھا	فرمائی (یہ مہرکی انگوٹھی بجز خلیفہ و قائمقام کے غیر کو نہین دیجاتی)
اجمع فاستودعھا بیتک بشھادۃ المھاجرین	اور ارشاد فرمایا کہ اے علی ان اشیاء کو لیجاؤ اور اپنے گھر مین رکھو بشہادت
والانصار لیس لاحد ان ینازعک فیھا	مہاجرین و انصار کے کیکو ان اشیاء پر دعوی نہین ہو سکتا کہ میرے
بعد فانطلق امیر المومنین حتی وضعھا	بعد مجھسے انکی بابت نزاع کرے چنانچہ حضرت امیر ان سب اشیاء کو
فی منزلہ ثم رجع	اپنے گھر مین لیگئے اور وہان رکھکر اور اسی ناقہ کو بند ہوا کر واپس تشریف لائے

حدیث مذکورہ مین جو الفاظ رسول اللہ نے اخی، وصی، وزیری و خلیفتی کے ارشاد فرمائے ہین یہ وہی الفاظ ہین جو اب سے ۲۰ بیس سال قبل یعنی بعثت سے تین سال بعد آیہ وانذر عشیرتک الاقربین کے نازل ہونے پر اول تبلیغ مین فرمائے تھے اسکا وعدہ اس امر کے اظہار پر فرمایا تھا کہ جو شخص اس امر (رسالت) مین ہمارا ساتھ دیگا وہی ہمارا وزیر، دراخی اور وصی اور خلیفہ ہوگا۔ اسوقت بجز علی مرتضی کے کسی نے جواب نہین دیا۔ اس لئے آج رسول مقبول نے کہ بیسوین سال کا آخر دن ہے اور تبلیغ رسالت کا آخر وقت ہے اور وفات کے چند لمحے باقی رہ گئے ہین اس وعدہ کا ایفا فرمادیا جسکے ساتھ وہ تمامی اشیاء منقولہ اپنے قائمقام و جانشین حقیقی کو بمواجہہ مہاجرین و انصار عطا فرمادین جیسا کہ مضمون حدیث سے ظاہر و ہویدا ہے۔

(نمبر۱۲) عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ صاحب تاریخ معارف المتوفی سنہ ۲۷۶ھ)

اس تاریخ (معارف) مین بھی رسولخدا کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ ہے جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین جس سے ذیقعدہ کامل ۳۰ دن کا ثابت ہے۔ یہ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۰ھ ہے اس سے قبل یورپ مین بھی طبع ہو چکی ہے۔

تو تبیق (امام محمد باقر علیہ السلام) صحیح مسلم مجلد ثانی باب حجۃ النبی ص ۳۹۴/۳۹۵ حضرت جابرؓ اور امام محمد باقر علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر۔ حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ واسحاق بن ابراھیم جمیعًا عن حاتم قال ابو بکر حدثنا حاتم بن اسمٰعیل المدنی عن جعفر بن محمد عن ابیہ قال دخلنا علی جابر بن عبداللہ فسال عن القوم حتی انتھی الیّ فقلت محمد بن علی بن حسین فاھوی بیدہ الی راسی فنزع زری الاعلی ثم زر الاسفل ثم وضع کفہ بین ثدیی و انا یومئذ غلام شاب فقال مرحبا بک یا ابن اخی سل عما شئت مسالتہ وھو اعمی وحضر وقت الصلوۃ فقام فی نساجۃ ملتحفا بھا کلما وضعھا علی منکبیہ رجع طرفاھا الیہ من صغرھا ورداءہ الی جنبہ علی المشجب فصلی بنا فقلت اخبرنی عن حجۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث مذکورہ کا خلاصہ سیرۃ النبی شبلی نعمانی مجلد ثانی ص ۱۱۹ مین یون مذکور ہے۔ ابو داؤد اور صحیح مسلم میں حجۃ الوداع کا واقعہ نہایت تفصیل سے مذکور ہے کہ حضرت امام باقرؑ نے حضرت جابرؓ سے جب وہ نابینا ہو گئے تھے آنحضرت کے حج کا حال پوچھا حضرت جابر نے آل رسول کی محبت سے امام باقرؑ کے گریبان کے تکمے کھولے اور انکے سینہ پر محبت سے ہاتھ رکھکر کہا بیٹے پوچھ کیا پوچھتے ہو پھر تمام تفصیل سے حج نبوی کے تمام حالات بیان کئے (یہ بار دوم کی ملاقات کا ذکر ہے اول مرتبہ کی ملاقات کا ذکر آگے نمبر(۱۳) ترمذی مین آئے گا۔

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	نکلے رسولخدا حج کیلئے) ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ ذیقعدہ کی
لخمس لیال بقین من ذی القعدة	پانچ راتین باقی تھین اور لوگون کے ساتھ حج کیا۔ پھر
فاقام الناس حجهم ثم صدر الی المدینة	مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی بقیہ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ
فاقام بها بقیة ذی الحجة من سنة عشر	اور ماہ محرم اور صفر اور بارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ
والمحرم وصفر واثنی عشر لیلة من شهر	تک ٹھہرے۔ پھر قبض کیا اللہ تعالے نے رسول اللہ
ربیع الاول سنة احدی عشر ثم قبض	کو دوشنبہ کے دن اور بوقت وفات دس
اللہ عز وجل صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین	برس کامل مدینہ مین اور ۶۳ سال عمر کے
وکان مقامه الی ان قبض عشر سنین	ہوئے تھے۔

کوامل وقد بلغ من السنین ثلاثا و

ستین سنة (صفحہ ۵۶)

اور صفحہ ۵۶ مین حضرت ابوبکر کی مدت خلافت اور تاریخ وفات مین ہے۔

قال ابن اسحاق توفی (ابوبکر) یوم الجمعة	ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر نے جمعہ کے دن
لتسع لیال بقین من جمادی الاخرة سنة	رحلت کی جبکہ نو راتین جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کی باقی
ثلاث عشرة وکانت خلافته سنتین و	تھین یعنی ۲۱ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ اور کل مدت
ثلاثة اشهر وتسع لیال	خلافت دو سال تین مہینے نو راتین ہین۔

تنبیہ لیکن ابن اسحاق کا بیان یوم جمعہ اور سات راتون باقی یعنی ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ انتقال ابوبکر ہے اور جو ذیل کی عبارت سے جسمین (سبع لیال) ہے جس کے بجائے (تسع لیال غلط طبع ہوگیا ہے۔ ایسی ہی عبارت سفر حج مین (خمس لیال بقین من ذیقعدہ) کی جگہ (خمس لیال بقین من ذی الحجة) ہر دو مطبوعہ (یورپ ومصر مین غلط طبع ہے۔

چنانچہ اسد الغابہ فی الصحابہ۔ ج۔ ۳۔ مطبوعہ سنہ ۱۲۸۶ھ ص ۲۲۳ مین ہے۔

قال ابن اسحاق توفی ابوبکر رض یوم الجمعة لسبع لیال	ابن اسحاق نے کہا ہو کہ وفات پائی حضرت ابوبکر نے جمعہ کے دن ۲۳ جمادی الثانی
بقین من جمادی الآخر سنة ثلاث عشرة	کو جبکہ سات راتین جمادی الآخر سنہ ۱۳ھ کی باقی تھین۔

اس ۲۳ جمادی الثانی کی مؤید یہ روایت ہے جسکو ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ مین وارد کیا ہے دیکھو ص ۲۱۲۷ طبع یورپ

توفی ابوبکر لثمانی لیال بقین او سبع بقین من جمادی الآخر	وفات پائی ابوبکر نے ۲۲ یا ۲۳ جمادی الثانی کو یا جمادی الثانی کی باقی تھین۔

توثیق (ابن قتیبہ) تاریخ مرآة الجنان یافعی مین ہے۔ عبد اللہ بن مسلم بن قتیبة ابو محمد صاحب التصانیف صدوق قلیل الروایة روی عن اسحاق بن راهویه وجماعة قال الخطیب کان ثقة دینا فاضلاً

ایضاً۔ (الفاروق شبلی مین ہے) عبد اللہ بن قتیبہ المتولد سنہ ۲۱۳ھ المتوفی سنہ ۲۷۶ھ یہ نامور اور مستند مصنف ہے۔ محدثین بھی اسکے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہین تاریخ مین اسکی مشہور کتاب معارف ہے جو مصر مین چھپکر شایع ہوچکی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ نہایت مختصر ہے لیکن اسمین مفید معلومات ہین جو بڑی بڑی کتابون مین نہین ہین۔ کشف الظنون مین ہے۔ معارف فی التاریخ لابن قتیبة ابی محمد عبد اللہ بن مسلم الدینوری المتوفی سنہ ۲۷۶ھ

نمبر(۱۳) ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ جامع صحیح ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ

جامع صحیح ترمذی خلیفہ بخاری کہے جاتے ہیں۔ جنکی روایت تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ہمکو نہیں ملی لیکن انکے شیخ محمد بن اسمٰعیل بخاری نے اپنے صحیح میں متعدد طرق سے تاریخ سفر حج فرمانے کی روائتیں کی ہیں۔

چنانچہ نمبر(ایک) زہری میں عروہ کے طریق حضرت عائشہ کے سند سے اور نمبر(۲) میں موسیٰ بن عقبہ کے طریق حضرت ابن عباسؓ کی سند سے اور نمبر(۴) امام مالک میں یحییٰ بن سعید نے عمرۃ کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اور نمبر(۹) صحیح بخاری اور نمبر(۱۱) صحیح مسلم میں یحییٰ بن سعید نے علاوہ عمرۃ کے واسطہ کے قاسم بن محمد کے طریق حضرت عائشہ کی سند سے ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ ماہ ذیقعدہ کے ختم کو پانچ شبیں باقی تھیں۔ سفر حج فرمانے کی روایت کی ہے۔ نیز ترمذی کے شیخ الشیوخ ابن اسحاق نے نمبر(۳) میں انھیں قاسم بن محمد کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اسی ۲۵ ذیقعدہ یعنی پانچ شبوں باقی ذیقعدہ کی روایت کی ہے۔

نیز ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے یحییٰ بن سعید انصاری کے طریق عمرۃ کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اُسی ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حج فرمانے کی روائتیں کی ہیں چنانچہ

تاریخ بدایۃ والنہایۃ حافظ ابن کثیر باب تاریخ خروجہ علیہ السلام من المدینۃ بحجۃ الوداع کی یہ ہے۔

وابن ماجۃ ومصنف ابن ابی شیبۃ من طرق عن یحییٰ بن سعید الانصاری عن عمرۃ عن عائشۃ قالت خرجنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لخمس بقین من ذی القعدۃ	اور ابن ماجہ اور مصنف ابن ابی شیبہ نے یحییٰ بن سعید کے واسطہ عمرہ کے طریق حضرت عائشہ کے سند سے روایت کی ہے کہ نکلے ہم لوگ رسولخدا کے ساتھ جبکہ پانچ راتیں ذیقعدہ کی باقی تھیں یعنی ۲۵ ذیقعدہ تھی۔

اس تاریخ کو حضرت کی روانگی نماز ظہر پڑھنے کے بعد ہوئی جسکی یہ حدیث دلالت کرتی ہے

صحیح ترمذی۔ج۔اول۔باب التقصیر فی السفر یعنی باب سفر میں قصر کرنے کے بیان میں۔

حدثنا قتیبۃ ثنا سفیان بن عیینۃ عن محمد بن المنکدر وابراھیم بن میسرۃ انھما سمعا انس بن مالک قال صلینا مع النبی صلعم الظھر بالمدینۃ اربعا وبذی الحلیفۃ رکعتین ھذا حدیث صحیح	کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے قتیبہ نے سفیان بن عیینہ سے اُسنے محمد بن منکدر اور ابراہیم بن میسرہ سے کہا ان دونوں نے کہ سُنا ہم نے انس بن مالک سے کہا اُسنے ہم نے رسول اللہ کے ساتھ ظہر کی نماز مدینہ میں چار رکعتیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں یہ حدیث صحیح ہے۔

حدثنا احمد بن منیع ناھشیم نایحییٰ بن ابی اسحاق الحضرمی نا انس بن مالک قال خرجنا مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم من المدینۃ الی مکۃ فصلی رکعتین قال قلت لانس کم اقام	کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے احمد بن منیع نے ہشیم سے کہا اُسنے حدیث کی ہم سے یحییٰ بن ابی اسحاق حضرمی نے انس بن مالک سے کہا اُسنے نکلے ہم لوگ رسولخدا کیساتھ مدینہ سے طرف مکہ کے پس دو رکعتیں پڑھیں یحییٰ نے انس سے پوچھا کہ کتنے دن رسول اللہ مکہ میں ٹھہرے۔ کہا اُسنے

متن	ترجمہ
رسول اللہ بمکۃ قال عشراً وفی الباب عن	دس دن اور اس باب میں روایت ہے ابن عباس رضی
ابن عباس وجابر قال ابوعیسیٰ حدیث	اور جابر سے کہا ابوعیسیٰ نے کہ حدیث انس کی حسن
انس حسن صحیح	صحیح ہے ۔

کل روایات سفر حجۃ الوداع کی تاریخون مین یوم سفر نہین بتایا گیا نیز اس صحیح ترمذی کے ابواب الحج مین عرفہ اور یوم النحر کا دن بھی ندارد ہے ۔ یہانتک کہ ایام التشریق ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ذیحجہ کے دن کا کوئی ذکر نہیں حالانکہ انھیں تاریخوں میں حضرت نے خطبہ دیا ہے اور ہم نے سیرت شبلی کے حوالے سے صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶ کے حاشیہ میں تواریخ مذکورہ میں حضرت کا خطبہ دینا لکھا ہے ۔ خود ترمذی نے اپنے صحیح باب بیان حرمت خون اور مال مین کے یوم الحج الاکبر میں خطبے کے الفاظ عمرو بن احوص و ابوبکرہ و ابن عباس اور جابر اور حذیم بن سعد کی سند سے وارد کئے ہیں اور یوم عرفہ کا مشہور خطبہ جسکو رسولخدا نے ناقہ قصوا پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے مجمع میں کئی گھنٹہ تک دیا تھا اور جسکا ایک جزیہ ہے جسمیں بھی دن نہیں ہے

متن	ترجمہ
قال الترمذی حدثنا نصر بن عبدالرحمن	کہا ترمذی نے کہ حدیث بیان کی ہم سے نصر بن عبدالرحمن کوفی
الکوفی نا زید بن الحسن عن جعفر بن محمد [ع]	نے کہا حدیث کی ہم سے زید بن حسن نے جعفر بن محمد سے انھوں نے
عن ابیہ عن جابر بن عبداللہ قال رایت	اپنے پدر محمد [ع] باقر سے اونھوں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجتہ یوم	کی ہے ۔ کہا جابر نے کہ مین نے رسول اللہ کو عرفہ کے دن حج میں اپنی
عرفۃ وعلی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول	اونٹنی قصوا پر خطبہ پڑھتے دیکھا سو مین نے آپسے سُنا کہ فرماتے
ایہا الناس انی قد ترکت فیکم من اخذتم	تھے اے لوگو مین نے تم مین ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسکو پکڑو
بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی	گے تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے ۔ ایک کتاب اللہ دوسرے عترت یعنی اہلبیت
وفی الباب عن ابی ذر وابی سعید وزید بن ارقم	میرے اور اس باب میں روایت ہے ابوذر اور ابوسعید اور زید بن ارقم

۵ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت جابر کی ملاقات کا ذکر حاشیہ صفحہ ۳۶ اور حاشیہ صفحہ ۲۳۸ مین صحیح مسلم کے حدیث سے آچکا ہے مضمون حدیث سے یہ ملاقات دوسرے یا تیسرے مرتبہ کی ہے جسمیں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کا حضرت جابر سے حج نبوی کے حالات کا دریافت فرمانا ہے اور اسوقت حضرت جابر نابینا ہو چکے تھے ۔ لیکن پہلی ملاقات اس ذیل کی حدیث سے ہے جسمیں حضرت جابر جناب امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام کے حضور میں تشریف لے گئے ہیں اور حضرت امام محمد باقرؑ دفعتہ اندرون خانہ سے برآمد ہوئے چنانچہ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی کے صفحہ ۴۹۵ مطبوعہ اسلامبول مطبع اختر ۱۳۰۲ھ سے یہ حدیث نقل ہے جو دو صحابہ سے مروی ہے ۔

[ع] قال جابر الجعفی ان جابر بن عبداللہ الانصاری دخل علی علی بن الحسین سلام اللہ علیہم اذ خرج محمد بن علی من عند نسائہ فقال لہ جابر یا مولای ان جدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لی اذا لقیتہ فاقرءہ منی السلام وقد اخبرنی انکم الائمۃ الہداۃ من اہل بیتہ من بعدہ احلم الناس صغاراً واعلمہم کباراً وقال لاتعلموہم فانہم اعلم منکم قال الباقر ولقد اوتیت الحکم صبیا ذلک کلہ بفضل اللہ ورحمتہ علینا اہل البیت (ترجمہ) جابر جعفی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جابر بن عبداللہ انصاری امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام کی خدمت مین حاضر ہوئے کہ یکایک امام محمد باقر علیہ السلام مکان کے اندر سے برآمد ہوئے آپکو دیکھکر جابر نے کہا ۔ اے میرے آقا آپ کے جد بزرگوار رسولخدا نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جب میں آپ سے ملوں تو آپکو آنحضرت کا سلام پہونچا دوں ۔ نیز آنحضرت نے مجھکو خبر دی ہے کہ آپ حضرات اہلبیت جو آنحضرت کے بعد ائمہ ہدیٰ ہین کمسنی مین سب لوگون سے زیادہ حلیم (بردبار) اور بڑے ہونے پر سب سے زیادہ عالم ہیں اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ تم انکو مت پڑھاؤ کیونکہ وہ تم سے بہتر جاننے والے ہین امام محمد باقرؑ نے یہ سنکر فرمایا کہ مجھکو بلاشبہہ بچپن ہی مین حکم عنایت کیا گیا ہے یہ ہم اہلبیت پر خداوند عالم کا فضل اور اسکی رحمت ہے ۔ اسوقت تک حضرت جابر کی بصارت قائم تھی ۔

۵ جابر جعفی صحابی کی توثیق (معارف ابن قتیبہ) میں ہے ۔ اسماء الغالیۃ من الرافضۃ ابوالطفیل صاحب الرایۃ المختار وکان آخر من رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موتاً والمختار وابوعبداللہ الجدلی وزرارہ بن اعین وجابر الجعفی (انساب سمعانی) میں ہے الجعفی بضم الجیم وسکون العین المہملۃ وفی آخرہا الفاء ہذہ النسبۃ الی القبیلۃ وہی جعفی بن سعد العشیرۃ وہی من مذحج وکان وفد جعفۃ فی الایام التی توفی فیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد نسب جماعۃ الی ولائہم ۔

وحذیفۃ بن اسید هذا حدیث حسن
غریب من هذا الوجه وزید بن الحسن وقد
روی عنه سعید بن سلیمان وغیر واحد
من اهل العلم

اور حذیفہ بن اسید سے یہ حدیث حسن غریب ہے اس وجہ سے
اور زید بن حسن نے سعید بن سلیمان اور کئی ایک اہل
علم سے روایت کی ہے۔

اس حدیث میں زید بن حسن انماطی واقع ہیں جنسے نصر بن علی جہضمی نے حدیث ثقلین غدیر خم کی حذیفہ بن اسید اور ابوطفیل وصحابہ سے روایت کی ہے جو آگے آئے گی اور ایک حدیث صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵ مین نقل ہے اعنین انہ بن علی جہضمی سے بخاری اور ترمذی اور مسلم اور ابو داؤد ابن ماجہ اور نسائی اور ابو حاتم روایت کرتے ہین جنھون نے بھی کسی خطبہ کا دن نہین بتایا اور دوسری حدیث ثقلین مخرجہ ترمذی جسکو رسولخدا نے یوم عرفہ کے بعد حجۃ الوداع مین فرمایا ہے جو ابو سعید خدری اور زید بن ارقم وغیرہ صحابیون سے مروی ہے دیکھو صـ۲۲۶ اسمین بھی کوئی پتہ نہین ہے۔

البتہ ابواب تفسیر القران مین جب ہم سورہ مائدہ کی تفسیر مین پہونچے تو پہلی روایت حضرت عمر کی ملی جو اس طور سے منقول ہے۔

من سورۃ المائدۃ حدثنا ابن ابی عمرنا سفیان
عن مسعر وغیرہ عن قیس بن مسلم عن طارق
بن شهاب قال قال رجل من الیهود لعمر بن
الخطاب یا امیر المومنین لو علینا انزلت هذه
الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لاتخذنا
ذلك الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم ای یوم
نزلت هذه الآیۃ انزلت یوم عرفۃ فی یوم
الجمعۃ هذا حدیث حسن صحیح

یعنے تفسیر سورہ مائدہ سے کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے
ابن ابی عمر نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان نے مسعر وغیرہ سے اُنسے
قیس بن مسلم سے اس نے طارق بن شہاب سے کہ ایک یہودی نے
عمر بن الخطاب سے کہا کہ اے امیر المومنین اگر یہ آیت الیوم اکملت
لکم دینکم ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو یوم عید بنا لیتے پس
فرمایا عمر بن خطاب نے مین جانتا ہون جس دن یہ آیت
نازل ہوئی ہے۔ یوم عرفہ جمعہ کے دن مین یہ
حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث مذکورہ جسکو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے جسکی حقیقت اور قدح نمبر (۹) بخاری کے صـ۱۷۲ اور صحیح مسلم کے صـ۲۱۵ مین گذر چکی جسکے رواۃ حدیث میں مسعر اور قیس بن مسلم مرجیہ (خوارج) سے ثابت ہوچکے ہیں۔ جنکے بارے میں ترمذی نے اپنے صحیح باب فرقہ قدریہ مین یہ روایت وارد کی ہے۔

عن عکرمۃ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنفان من امتی لیس لهما فی الاسلام نصیب المرجیۃ والقدریۃ وفی الباب عن عمر وابن عمر ورافع بن خدیج هذا حدیث حسن غریب (ترجمہ) عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ میری اُمت مین دو گروہ ہین کہ اونکے واسطے کچھ حصہ اسلام مین نہین ہے ایک مرجیہ دوسرے قدریہ اس باب میں عمر وابن عمر ورافع بن خدیج سے مروی ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تنبیہ یہ حسن غریب صحیح وغیرہ جو کچھ ترمذی نے لکھا ہے وہ اپنے نقطہ نظر سے لکھا ہے اسپر بھی کسی نسخہ مین کچھ ہے کسی مین کچھ ہے چنانچہ یہی حدیث مشکوۃ مین ترمذی کے حوالہ سے غریب لکھی ہے جیسے انا دار الحکمۃ وعلی بابها ترمذی کے کسی نسخہ مین حسن غریب اور کسی مین غریب ریاض النضرہ میں یہی حدیث حسن غریب ہے

پس ایسی حدیث جسکے رواۃ حدیث میں دو دو خوارج مرجیہ ہوں جنکے بارے میں رسولخدا کی حدیث مذکورہ شاہد ہو وہ حسن صحیح لکھی جائے اور حضرت جابر جنکا شمار حسن الصحابہ میں ہو اور آل محمد امام محمد باقر علیہ السلام سے جس حدیث ثقلین عرفہ کو بیان فرمائیں اور جسکی تصدیق دیگر احادیث حجۃ الوداع صـ۲۲۶ـ اور یوم غدیر وغیرہ متعدد طرق اور کثیر صحابہ سے ہو وہ حسن غریب لکھی جائے۔ العجب

علاوہ اس امر کے کہ حدیث مذکورہ کے رواۃ میں مرجیا ہیں یہ حدیث اخبار احاد سے ہے اور یہ کہ ۹ ذیحجہ عرفہ جمعہ کے مراجعت سے ۲۵ ذیقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع ہیں کہ پانچ راتیں ذیقعدہ کی باقی تھیں جمعہ آتا ہے جبکہ انس کی صحیح روایت سے جمعہ نہیں تھا پس یوم جمعہ عرفہ باطل ہوگیا۔ نیز یہی جمعہ آگے بارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں پہونچتا ہے جسکی تاریخ وفات النبی یوم دوشنبہ کی ابن عمر سے مروی ہے دیکھو صـ۱۱۹-۱۲۰ـ اسلئے بھی عرفہ جمعہ باطل اور یہ کہ ترمذی کے شیوخ حدیث محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) زہری اور عروہ اور عائشہ سے وفات النبی بارہ ربیع الاول دوشنبہ کی روایت ہے۔ دیکھو صـ۹۸ و ۱۴۵ـ اور ترمذی نے اپنے صحیح میں ابن جریج کے واسطہ زہری اور عروہ اور حضرت عائشہ اور ابن اخی الزہری کے واسطے زہری اور عروہ اور حضرت عائشہ کی سند سے ۶۳ سال پر وفات النبی ہونا روایت کی ہے۔ دیکھو صـ۹۸ و ۲۰۷ـ جس سے بارہ ربیع الاول کو ۶۳ سال ہوتے ہیں اور بارہ ربیع الاول دوشنبہ سے مراجعت کرکے ۹ ذیحجہ عرفہ کو ۱۳ ہفتہ (۹۱ دنوں) میں وہی دوشنبہ آتا ہے جس سے بھی یوم عرفہ جمعہ باطل ہے۔ ۹ ذیحجہ عرفہ جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول پر جمعہ آتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی نعمانی صـ۲۰ـ کا پہلا خانہ اور ابن جریج شیوخ حدیث ترمذی نے آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ کے آخر عمر کی مدت ۸۱ یوم کی روایت کی ہے اور عرفہ جمعہ ۹ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول جمعہ تک اکانوے ۹۱ دن ہوتے ہیں اس سے بھی عرفہ کا جمعہ باطل اور یہ کہ ۹ ذیحجہ عرفہ سے دوسری ربیع الاول تک ۸۱ دن ہوتے ہیں اور بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے پلٹنے سے دوسری ربیع الاول کو (جمعہ) آتا ہے پس عرفہ والا جمعہ کذب اور دروغ۔ علاوہ وجوہ مذکورہ کے یوم جمعہ کا اکاسیواں دن (سہ شنبہ) ہوتا ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں سفیان یوم عرفہ جمعہ میں شک کرتا ہے اور صحیح مسلم میں اوسی قیس بن مسلم نے لفظ لیلۃ جمع سے اور ابن جریر طبری نے لیلۃ الجمعہ سے روایت کی ہے جس سے یوم عرفہ کو پنجشنبہ آتا ہے پس یوم جمعہ عرفہ کے دن کا صحیح نہ رہا اور یہی پنجشنبہ بارہ ربیع الاول کو منتہی ہوتا ہے جسمیں دوشنبہ آنا چاہیے جسکا لانا ناممکن ہے اس نہج سے بھی عرفہ کا پنجشنبہ یا جمعہ باطل ہوگیا اور عرفہ کے نزول آیہ اکمال دین کی یہ روایت تفسیر حافظ ابن کثیر ج ۔ثالث صـ۲۸۰ـ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ کی بھی قدح کرتی ہے۔

قال ابن جریر حدثنا سفیان ابن وکیع	کہا ابن جریر نے حدیث کی ہم سے سفیان ابن وکیع نے کہا
حدثنا ابن فضیل عن هارون بن عنترة	حدیث کی ہم سے ابن فضیل نے ہارون بن عنترہ سے
عن ابیہ قال لما نزلت الیوم اکملت	اس نے اپنے باپ عنترہ سے جبکہ نازل ہوا آیۂ الیوم
لکم دینکم وذلک یوم الحج الاکبر	اکملت لکم دینکم اور وہ دن حج اکبر کا تھا تو عمر نے
بکی عمر فقال لہ النبی صلعم ما یبکیک قال	گریہ کیا۔ رسول اللہ نے پوچھا کہ کیوں روئے کہا کہ ہم
ابکانی انا کنا فی زیادۃ من دیننا فاما	دین کی زیادتی میں تھے۔ مگر جب کامل ہوگیا تو کوئی چیز کامل
اذ اکمل فانہ لم یکمل شیٔ الا نقص قال	نہیں ہوتی مگر اس کے بعد نقصان شروع ہو جاتا
صدقت	ہے فرمایا کہ سچ کہا تم نے۔

حدیث مذکورہ میں آیہ موصوفہ کا نزول حج اکبر کے دن یعنی ۱۰ ذی الحجہ یوم النحر کو کہا گیا ہے جس نے عرفہ کے دن آیہ موصوفہ کے نزول کو غلط کر دیا اور حج اکبر اور یوم النحر کے ثبوت کی یہ حدیث صحیح ترمذی سے نقل ہے۔

قال الترمذی حدثنا عبد الوارث بن	کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے عبد الوارث بن عبد الصمد
عبد الصمد بن عبد الوارث نا ابی	بن عبد الوارث نے کہا حدیث کی ہم سے میرے باپ نے
عن ابیہ عن محمد بن اسحاق عن ابی اسحاق	اپنے باپ سے اس نے محمد بن اسحاق سے اوس نے ابی اسحاق سے
عن الحارث عن علی قال سئلت رسول اللہ	اُس نے حارث سے اُس نے حضرت علیؑ سے وہ فرماتے ہیں کہ
صلعم عن یوم الحج الاکبر فقال یوم النحر	میں نے رسولخدا سے پوچھا کہ حج اکبر کون سا دن ہے، فرمایا قربانی کا دن

اور صحیح نسائی مجلد ثانی کتاب الحج میں ۹ ذی الحجہ سے لیکر ۱۳ ذی الحجہ تک ایام عید ہیں جسکی یہ حدیث ہے۔

عن عقبۃ بن عامر ان رسول اللہ صلعم قال ان	عقبہ بن عامر نے رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ یوم عرفہ
یوم عرفۃ و یوم النحر و ایام التشریق عیدنا	اور قربانی کا دن اور ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ یہ خمس ایام عید اہالی
اھل الاسلام	اسلام ہے۔

پس تخصیص یوم عرفہ لفظ الیوم سے غلط و دروغ ہے۔ اصل میں یوم النحر یعنی حج اکبر کا دن جسکو عید الضحیٰ کہتے ہیں یوم عید ہے اسی ۱۰ ذی الحجہ میں نماز عید کل اسلامی دنیا میں ہوتی ہے اسی تاریخ میں جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے لئے خاص فضیلت حاصل ہوئی ہے۔ جسکو وسیلۃ النجاہ مولوی محمد مبین کے صلا سے لکھا جاتا ہے۔

"وازانجملہ آنست چوں حضرت حجۃ الوداع فرمودند حضرت علی مرتضیٰ در یمن بود وازانجا ارادہ حج نمود و پیش آنحضرت رسید واحرام باین مضمون منعقد ساخت کہ اھللت بما اھل بہ رسول اللہ صلعم وباھدی کثیر بکہ قدوم نمود و جناب نبوی او را باخود در ھدی شریک ساختند (ترجمہ) اور فضائل مرتضوی سے ہے کہ جب جناب رسالتمآب نے حجۃ الوداع کیا حضرت ولایت مآب یمن میں تھے وہاں سے ارادہ حج کا کیا اور آنحضرت کے پاس پہنچے اور احرام اس مضمون کے ساتھ باندھا کہ احرام باندھا میں نے ساتھ اوس چیز کے کہ احرام باندھا اسکے ساتھ رسول اللہ نے اور بہت سے جانور زندہ بہ نیت قربانی ہمراہ لیکر مکہ میں داخل ہوئے اور نبی صلعم نے قربانی میں اپنے ساتھ شریک کیا۔

اخرج مسلم عن عبد اللہ بن الحارث الکندی	اخراج کیا مسلم نے عبد اللہ بن حارث کندی سے کہا اُس
قال شھدت رسول اللہ فی حجۃ الوداع و	نے دیکھا میں نے رسول اللہ کو حجۃ الوداع میں تشریف لائے قربانی
اتی المنحر فقال ادعو لی ابا الحسن فدعی لہ	کرنیکی جگہ اور فرمایا ابو الحسن کو بلاؤ پس بلایا حضرت علی کو فرمایا
علی فقال لہ خذ باسفل الحربۃ و اخذ	حضور نے اُن سے کہ تم ہتھیار کے نیچے پکڑو اور خود اُسکے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ باعلاھا طعنا	اوپر سے پکڑا اور دونوں نے زخم پہونچایا اونٹ کو اس حربہ سے
بھا البدن فلما فرغ رکب بغلتہ واردف	جب فراغت کی یعنی قربانی سے سوار ہوئے نبی کریم اپنے خچر
علیا ھذا فی ازالۃ الخفا۔	پر اور اپنے پیچھے سوار کر لیا علی مرتضیٰ کو یہ ہے ازالۃ الخفا میں

پس اُس یوم الحج الاکبر کی تصدیق یوم النحر یعنی قربانی کے دن کی جناب علی علیہ السلام کی روایت مخرجہ ترمذی سے صحیح ہوگئی اسی

۱۰ ذیحجہ میں جناب موصوف نے سورۂ برأت کی تبلیغ اس آیہ کریمہ سورۂ برأت کے مطابق فرمائی ہے

قولہ تعالےٰ۔ واذان من الله ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان الله بریٔ من المشرکین ورسولہ یعنی خدا اور اسکے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن (تم) لوگون کو منادی کیجاتی ہے کہ خدا اور اسکا رسول مشرکون سے بیزار اور الگ ہے ۔

اسی حج اکبر یعنی قربانی کے دن جناب امیر علیہ السلام کا تبلیغ فرمانا موضح القران شاہ عبد القادر محدث دہلوی صہ ۱۷۲ مطبوعہ کانپور ۱۲۸۲ھ سے ہوتی ہے ۔ فائدہ روایت مین ہے کہ جبوقت یہ سورۃ نازل ہوئی آنحضرت نے چالیس آیتین اول اس سورہ کی حضرت ابوبکر کو دین اور امیر حاجیون کا کیا اور فرمایا کہ اوپر اہل موسم کے پڑھے بعد چند روز کے حضرت علی کو اپنی اونٹنی عضبا کے سوار کرکے پیچھے سے بھیجا اور فرمایا کہ آیتون کو ابوبکر سے لیکر اوپر اہل موسم کے پڑھے اصحابون نے سبب پوچھا فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور کہا اس پیغام کو ادا کریا جو کوئی تجھسے ہووے حضرت علی نے قربانی کے دن نزدیک جمرۂ عقبہ کے آیتون کو اوپر اہل موسم کے پڑھا ۔ عبارت مذکورہ مین لفظ بعد چند روز " کے صحیح نہین ہے ۔ دیکھو حدیث صحیح ترمذی (صہ ۴۴۲) اسی اسناد کی دوسری حدیث مخرجہ امام احمد دیکھو عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعلامہ عینی حنفی ج ۸ صہ ۴۳۷ قصہ سورۂ برأت ۔

قال الامام احمد حدثنا عفان حدثنا حماد	کہا امام احمد نے کہ حدیث کی ہم سے عفان نے کہا حدیث
عن سماک عن انس بن مالک عن	کی ہم سے حماد نے سماک سے اس نے انس بن مالک سے اُسنے
رسول الله صلے الله تعالےٰ علیہ وسلم	رسول مقبول سے روایت کی ہے بھیجا ساتھ (سورہ) براۃ
بعث ببرأۃ مع ابوبکر فلما بلغ ذاالحلیفۃ	ابوبکر کو پس جبکہ پہونچے ذوالحلیفہ مین فرمایا حضرت نے
قال لا یبلغھا الا انا او رجل من اھل بیتی	نہین تبلیغ کریگا مگر مین خود ہی یا کوئی مرد میرے اہلبیت
فبعث بھا مع علی ورواہ الترمذی	سے پس بھیجا اوس براۃ کو ہمراہ علی کے اور روایت کی ترمذی نے

" فارسی ترجمہ فتح الرحمٰن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مین ہے مترجم گوید سال نہم حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ را در موسم حج فرستاد تا عہود مشرکان را برانداز دالا چہار ماہ ایشان را فرصت داد تا درامر خود تامل کنند ×× و اوائل سورہ براۃ برایشان خواند اور تفسیر حسینی مین ہے "۔

" در روز نحر علی رضی اللہ عنہ نزدیک جمرہ عقبہ آیتہا را براہل موسم خواند یعنی قربانی کے دن (۱۰ ذیحجہ) کو علی مرتضیٰ نے جمرۂ عقبہ کے قریب آیتون کو اوپر اہل موسم کے پڑھا ۔

اور دوسری جگہ اُسی تفسیر حسینی مین ہے قولہ تعالےٰ اربعۃ اشہر چہار ماہ از روز عید نحر کہ روز تبلیغ است تا دہم ربیع الاول یعنی چار مہینے ۱۰ ذیحجہ یوم نحر تبلیغ کے دن سے ۱۰ ربیع الاول تک مہلت دیگئی "۔

غرضیکہ یوم الحج الاکبر سے مراد روز عید قربان ہے دراصل یہی عید کا دن ہے جو تمام اسلامی دنیا مین منائی جاتی ہے چونکہ آیہ اکمال دین کا نزول بعد عصر کے پنجشنبہ کے دن ہوا ہے جسکو عشیہ جمعہ کہتے ہین اور جسکی اکاسوین شب شب دوشنبہ اور اکاسوان روز یوم دوشنبہ اور یوم جمعہ کا دوسرا وقت عشیہ شنبہ جسکی اکاسوین رات شب سہ شنبہ اور اکاسوان دن یوم سہ شنبہ پس ترمذی کی مخرجہ حدیث یوم جمعہ والی قطعاً باطل ہوگئی ۔

چونکہ ترمذی نے سورۂ مائدہ کی آیتون سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا ذکر کیا ہے لہذا سورہ مائدہ کے نزول کی تفسیر ابواب تفسیر القران

صحیح ترمذی سے بیان کیا جاتا ہے جسکو ترمذی نے اس باب کے خاتمہ پر بیان کیا ہے۔ حالانکہ انکو ابتدا مین لکھنا چاہئے تھا اور یہ حدیث صحیح شرط شیخین کے مطابق ہے جسکو حسن غریب لکھا ہے۔ نیز سورۂ مائدہ کے بعد سورہ فتح کو بھی شامل کیا ہے جسکا نزول واقعہ حدیبیہ مین ہوا۔

قال الترمذی حدثنا قتیبة نا عبد الله	کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے قتیبہ نے عبداللہ بن وہب
بن وهب عن حیی عن ابی عبد الرحمن	سے اس نے حیی سے اس نے ابی عبدالرحمن حبلی سے اس
الحبلی عن عبد الله بن عمرو قال آخر سورة	نے عبداللہ بن عمرو سے کہا اس نے سب سے پچھلی سورت جو نازل
انزلت سورة المائدة والفتح هذا حدیث	ہوئی وہ سورہ مائدہ اور فتح ہے یہ حدیث حسن غریب ہے
حسن غریب وقد روی عن ابن عباس	اور ابن عباس سے مروی ہے کہ پچھلی سورت جو نازل
قال آخر سورة انزلت اذا جاء نصر الله والفتح	ہوئی وہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ہے۔

حدیث مذکورہ کو امام احمد بن حنبل نے رواۃ مذکورہ کے ساتھ عبداللہ بن عمرو سے صرف سورہ مائدہ کا نزول ناقہ پر بحالت سفر وارد کیا ہے دیکھو صفحہ ۱۵۸ حدیث نمبر اول۔ جب ہم نے ابواب تفسیر القرآن مین سورہ فتح کی تفسیر دیکھی تو اسکا نزول سفر حدیبیہ مین ہونا ترمذی نے لکھا ہے۔

الفاروق شبلی۔ ج۔ اول واقعہ حدیبیہ ۶ھ مین ہے۔ بغرض معاہدہ صلح لکھا گیا اور اسپر بڑے بڑے اکابر صحابہ کے جنمین حضرت عمر بھی داخل تھے دستخط ثبت ہوئے۔ معاہدہ کے بعد حضرت نے مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ راہ مین سورہ فتح نازل ہوئی۔ آنحضرت نے عمر کو بلا کر فرمایا کہ مجھپر آج ایسی صورت نازل ہوئی ہے کہ مجھکو تمام دنیا کی چیزون سے محبوب ہے یہ کہکر آپ نے یہ آیتین پڑھین" انا فتحنا لک فتحا مبینا " اور سیرۃ النبی شبلی۔ ج۔ ثانی صلا بذکر سورۂ اذا جاء نصر اللہ والفتح کے ہے" واحدی نے اسباب النزول مین لکھا ہے کہ یہ سورت آنحضرت کے وفات سے دو سال پہلے اتری۔ لیکن ابن القیم نے زاد المعاد مین لکھا ہے۔ ۱۰ھ مین عین تشریق مین اتری یہ دوسری روایت اصل مین بیہقی کی ہے اور ابن حجر اور زرقانی نے تصریح کی ہے کہ اسکی سند ضعیف ہے اس لئے واحدی کی روایت صحیح ہے"۔

صحیح ترمذی کی مخرجہ روایت مین تنقید کا پہلا لفظ (حسن) ہے جو سورۂ مائدہ کے لئے اور دوسرا لفظ (غریب) ہے وہ سورۂ فتح کیلئے جسکا نزول چار سال پہلے ہوا اس سورۂ مائدہ کا آخر عمر مین نازل ہونا محقق ہوا۔

چنانچہ مستدرک حاکم مجلد ثانی تفسیر سورہ مائدہ مین عبداللہ بن وہب کے واسطہ سے جن سے ترمذی نے حدیث مذکورہ اخراج کی ہے جنکے رواۃ وہی ہین جو ترمذی کے حدیث مین ہین اور جسکی مؤید دوسری روایت عبداللہ بن وہب کی مخرجہ حضرت عائشہ کے سند کی بھی لکھی جاتی ہے۔ یہ دونون حدیثین شرط شیخین (بخاری ومسلم) کے مطابق ہین۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب	حدیث کی ہم سے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہا
حدثنا بحر بن نصر قال قری علی عبد الله	حدیث کی ہم سے بحر بن نصر نے کہا کہ قرأۃ کی میرے سامنے عبداللہ
بن وهب اخبرنی حیی بن عبد الله	بن وہب نے کہ خبر دی مجکو حیی بن عبداللہ نے کہا سنا مین نے
قال سمعت ابا عبد الرحمن الحبلی یحدث	ابو عبدالرحمن حبلی سے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے

عن عبد الله[عـه] بن عمرو ان آخر سورة نزلت سورة المائدة هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب ثنا بحر بن نصر الخولانی قال قرأ على عبد الله بن وهب اخبرنی معاوية بن صالح عن ابی الزاهرية عن جبير بن نفير قال حججت فدخلت عائشة فقالت لی يا جبير تقرء المائدة فقلت نعم فقال اما انها آخر سورة نزلت فما وجدتم فيها من حلال فاستحلوه وما وجدتم من حرام فحرموه هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

عبد اللہ بن عمرو سے نقل کرینگے کہ آخر سورہ جو نازل ہوا وہ سورہ مائدہ ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے بنا بر شرط شیخین کے مگر ان دونوں نے اس حدیث کو نہیں نکالا۔ حدیث کی ہم سے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہا حدیث کی ہم سے بحر بن نصر خولانی نے اُسنے کہا کہ قرأۃ کی میرے سامنے عبد اللہ بن وہب نے کہا خبر دی مجھکو معاویہ بن صالح نے ابو الزاہریہ سے انھوں نے جبیر بن نفیر سے انھوں نے کہا کہ گیا میں حضرت عائشہ کے پاس حج کے لیے گیا تھا انھوں نے کہا کہ اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو میں نے کہا کہ ہاں کہا انھیں عائشہ نے کہ آگاہ ہو کہ وہ آخری سورہ ہے جو نازل ہوا جو اُسمیں حلال پاؤ اُسکو حلال سمجھو اور جو اُسمیں حرام پاؤ اُسکو حرام جانو یہ حدیث صحیح ہے بنا بر شرط شیخین کے مگر ان دونوں نے اخراج نہیں کیا۔

امام احمد اور عبد بن حمید ہر دو شیوخ حدیث ترمذی ہیں جنھوں نے پورے سورہ مائدہ کے نزول کی روایت کی ہے۔ دیکھو حدیث نمبر دوم صـ ۱۵۸ اور عبد بن حمید کی روایت دیکھو صـ ۲۲۱ کتاب ہذا اور تفسیر در منثور کے صـ ۲۵۲ سے یہ حدیث آخر عمر کی لکھی جاتی ہے۔

واخرج ابو عبيد عن محمد[عـه] بن كعب القرظی

ابو عبید نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ

ـه توثیق (عبد اللہ بن عمرو) کشف الظنون میں ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص المتوفی لسنة ثلاث وستين وهو احد العبادلة الذين استقر عليهم امر العلم فی آخر العهد للصحابة۔ ۱۲

عـه توثیق (محمد بن کعب قرظی) جسکے سند سے ابن سعد نے اپنے طبقات میں اور بخاری نے اپنی تاریخ صغیر میں اور جامع ترمذی نے اپنے صحیح میں حدیثین اخراج کی ہیں چنانچہ طبقات جزو دوم قسم دوم صـ ۱۱۳ مطبوعہ لیدن ۱۳۳۱ھ میں ہے قال ابن سعد اخبرنا احمد بن محمد الازرقی نا مسلم بن خالد عن عبد الرحيم بن عمر عن محمد بن كعب القرظی قال جمع القرآن فی زمان رسول الله صلعم خمسة من الانصار معاذ بن جبل وعبادة بن الصامت وابی بن كعب وابو ايوب وابو درداء ايضاً قال ابن سعد اخبرنا ابو بكر بن عبد الله بن اويس حدثنی سليمان بن بلال عن سعد بن اسحق بن كعب بن عجرة عن محمد بن كعب القرظی جمع القرآن فی زمان النبی صلعم خمسة من الانصار معاذ بن جبل وعبادة بن صامت وابی بن كعب وابو ايوب وابو الدرداء ايضاً۔ تاریخ صغیر بخاری جلد اول صـ ۲۲ مطبوعہ الہ آباد ۱۳۲۵ھ میں ہے۔ حدثنا اسمعيل حدثنی اخی عن سليمان عن سعد بن اسحاق بن كعب بن عجرة عن محمد بن كعب القرظی جمع القرآن فی زمن النبی صلعم خمسة من الانصار معاذ بن جبل وعبادة بن الصامت وابی بن كعب وابو ايوب وابو الدرداء ترمذی نے اپنے صحیح میں (محمد بن بشار اور قتیبہ بن سعید کہ ہر دو شیوخ بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن جریر طبری ہیں) بکثرت حدیثیں اخراج کی ہیں چنانچہ جامع صحیح ترمذی ۔ جـ ثانی میں یہ حدیث ہے حدثنا محمد بن بشار (بندار) نا ابو بكر الحنفی ثنا الضحاك بن عثمان عن ايوب بن موسیٰ قال سمعت محمد بن كعب القرظی يقول سمعت عبد الله بن مسعود يقول قال رسول الله صلعم من قرأ حرفا من كتاب الله تعالیٰ فله حسنة بعشر امثالها اقول الم حرف ولكن الف حرف لام حرف وميم حرف هذا حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه سمعت قتيبة بن سعيد يقول بلغنی ان محمد بن كعب القرظی ولد فی حيات النبی (حاصل ترجمہ)

کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے محمد بن بشار بندار نے کہا حدیث کی ہم سے ابو بکر حنفی نے کہا حدیث کی ہم سے ضحاک بن عثمان نے ایوب بن موسیٰ سے کہا اُنھوں نے کہ سنا میں نے محمد بن کعب قرظی سے کہتا تھا کہ سنا میں نے عبد اللہ بن مسعود سے کہتا تھا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھیگا تو اُسکے بدلے دس نیکیاں ہیں اور نیکی اُس کی دس حصوں کے برابر ہے میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے لیکن الف حرف ہے لام حرف ہے میم حرف ہے یہ حدیث اس وجہ سے حسن صحیح غریب ہے، سُنا میں نے قتیبہ بن سعید سے کہ کہتا مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ محمد بن کعب قرظی رسول اللہ کے حیات میں پیدا ہوا۔

قال نزلت سورة المائدة علی رسول الله صلعم فی حجة الوداع فیما بین مکة والمدینة وھو علی ناقتہ فانصدعت کتفھا فنزل عنھا رسول الله صلے الله علیہ وسلم

سورہ مائدہ رسول اللہ پر حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوا اور وہ حضرت ناقہ پر تھے پس ناقہ کے کندھے درد کرنے لگے تو رسول اللہ صلوات اللہ علیہ اتر پڑے ۔

اس حدیث سے سورہ مائدہ کا نزول حجۃ الوداع مین مابین مکہ و مدینہ کے جسکو یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ کہتے ہین واقع ہوا جس کا ایک جز آیہ تبلیغ ہے جہان یہ آیت تبلیغ کی اُتری دہین سورہ مائدہ کا نزول ثابت ہے جسکے ثبوت مین یہ حدیث اسباب النزول امام واحدی ص ۱۵۰ مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ سے لکھی جاتی ہے۔

اخبرنا ابوسعید محمد بن علی الصفار قال اخبرنا الحسن ابن احمد المخلدی قال اخبرنا محمد بن حمدون بن خالد قال حدثنا محمد ابن ابراھیم الخلوتی قال حدثنا الحسن بن حماد سجادة قال حدثنا علی بن عابس عن الاعمش و ابی حجاف عن عطیة عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیة یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یوم غدیر خم فی علی بن ابیطالب ۔

خبر دی ہم کو ابوسعید محمد بن علی صفار نے کہا خبر دی ہم کو حسن بن احمد مخلدی نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن حمدون بن خالد نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن ابراہیم خلوتی نے ۔ کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن حماد سجادہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے علی بن عابس نے اعمش اور ابی حجاف سے اُس نے عطیہ سے اُسنے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک بروز غدیر خم علیؑ ابن ابیطالب کے بارے مین نازل ہوا

آیہ تبلیغ جسکو دو تابعی نے دو صحابی رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ سے یوم غدیر خم ۱۸ ذیحجہ مین اور جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام کے بارے مین نازل ہونے کی روایت کی ہے قولہ تعالے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس (حاصل ترجمہ)

(اے رسول جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تمپر نازل کیا گیا ہے پہونچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو کہ تم نے اُسکا کوئی پیغام ہی نہین پہونچایا اور تم ڈرو نہین) خدا تم کو لوگون کے شر سے محفوظ رکھیگا ۔)

اسی آیت کے بعد تبلیغ کے خاتمہ پر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوا اور حضرت صلعم اکیاسی یوم زندہ رہکر وفات پائی ۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے فارسی ترجمہ قرآن موسومہ فتح الرحمن مین آیہ اکمال دین کے نزول مین تحریر فرماتے ہین :-

وایں آیت آخر آیات قرآن است بعد ازین ہیچ آیت نازل نہ شد

یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم آخر آیات قرآن سے ہے جسکے بعد کوئی آیت نہین اُتری ۔

اور مرزا محمد بن معتمد خان اپنے مفتاح النجا مین تحریر کرتے ہین ؎

اخرج عبد الرزاق الرسعنی عن ابن	عبد الرزاق رسعنی نے ابن عباس سے روایت
عباس قال لما نزلت ھذہ الآیۃ	کی ہے کہ جب نازل ہوئی یہ آیت یا ایھا الرسول بلغ
یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک	ما انزل الیک من ربک پکڑا نبی صلوات اللہ
اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید	علیہ نے ہاتھ علی کا اور فرمایا۔ من کنت
علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ	مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد
اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ	من عاداہ اور مثل اسکے ابن مردویہ نے
واخرج ابن مردویہ عن ابی سعید الخدری	ابوسعید خدری سے روایت کی ہے اور
مثلہ وفی آخرہ فنزلت الیوم اکملت	اسکے آخر میں یہ ہے پس نازل ہوا آیہ الیوم اکملت
لکم دینکم الآیۃ فقال النبی اللہ اکبر	لکم دینکم پس فرمایا رسول خدا نے اللہ اکبر
علی اکمال الدین واتمام النعمت ورضی	اوپر کامل کرنے دین اور تمام کرنے نعمت اور راضی
الرب برسالتی والولایۃ علی بن	ہونے رب کے ساتھ میری رسالت اور علی
ابیطالب	ابن ابیطالب کی ولایت کے ۔

اور شیخ عبد القادر جیلانی اپنے غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۵۲۰ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۳۰۹ھ مین بذکر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے لکھتے ہین :۔

ثم مکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	پھر ٹھہرے رسول خدا اس آیت کے اُترنے کے
بعد نزولھا احدی وثمانین یوماً	بعد اکیاسی دن۔ پھر قبض کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی
ثم قبضہ اللہ تعالیٰ الی رحمتہ ورضوانہ	رحمت اور رضامندی کی طرف عبد اللہ
مروی ذلک عن عبد اللہ بن عباس	بن عباس اور سوا اون کے مفسرون سے
رضی اللہ عنہ وغیرہ من المفسرین	یہ روایت مروی ہے ۔

تاریخ روضۃ الصفا۔ ج۔ ثانی۔ صہ ۱۰۲ مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۶ھ مین بذکر مدت خلافت ابوبکر کے ہے ۔

قیل فی الغنیۃ وکانت خلافتہ مدت	اور غنیہ (للشیخ عبد القادر جیلانی) مین ہے کہ مدت خلافت
سنتین وثلاثۃ اشھر وعشر لیال	(ابوبکر) دو سال تین مہینے دس راتین ہین۔

یہ مدت خلافت ابوبکر بارھوین شب ربیع الاول ۱۱ھ سے تا بائیسوین جمادی الثانی ۱۳ھ وفات ابوبکر تک پوری ہوتی ہے یعنی گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو رحلت جناب رسالتماب ہے یکم ربیع الاول جمعہ تک گیارہ دن ۱۰ صفر ۲۹ دیکم صفر (پنجشنبہ) ۲۹ دن ۱۰ محرم ۳۰ کو چہارشنبہ ۲۹ و یکم محرم (سہ شنبہ) ۳۰ دن کامل ۲۹ (ویکم و ۸ و ۱۵ ذیحجہ) (دوشنبہ) ۱۶ ذیحجہ (سہ شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (چہارشنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) تک گیارہ دن یہ میزان اکیاسی دن کی ہوگئی اس میں ۹ دن عرفہ تک شامل کرلئے جائین تو تین مہینے کی مدت ہوجاتی ہے اور عرفہ ۹ ذیحجہ کو (سہ شنبہ ہوتا ہے) شاہ عبد القادر اپنے اردو ترجمہ موضح القران مین آیہ اکمال دین کے بارے مین لکھتے ہین ۔

فائدہ یہ جو فرمایا کہ آج پورا دین تمہارا دے چکا یہ آیت آخر کو اتری ہے کہ سب احکام اللہ کے نازل ہو چکے تھے اس کے بعد تین مہینے حضرت زندہ رہے (یہ ۹۰ دن بھی اسی گیارہ ربیع الاول پر ختم ہیں) یہ مدت ابن عباس کی روایت کے معارض ہے۔ نیز شاہ عبدالقادر اور اُنکے پدر شاہ ولی اللہ کے پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کی مخرجہ حدیث ابن عباس کے مخالف ہے پس ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ دوشنبہ تک اکیاسی (۸۱) یوم کی مطابقت صحیح ہے۔

نیز گیارہویں نامہ مصنفہ حسین پریس فتح پور مطبوعہ ۱۹۲۹ء میں ہے کہ جناب ملا نعیم اللہ بہرائچی معمولات مظہریہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ آپ (شیخ عبدالقادر) کی تاریخ (وفات) نوین ربیع الآخر ہے۔ چونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاتحہ شریف ہر مہینہ کی گیارہویں تاریخ کو کیا کرتے تھے۔ اسوجہ سے آپکا عُرس ہندوستان میں گیارہویں تاریخ مقرر و مشہور ہو گیا۔ اس مضمون سے بھی وفات النبی گیارہ ربیع الاول ہونا صحیح ہوتا ہے۔ ورنہ ایک روز قبل فاتحہ دینا کیسا۔ ۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ کو آیۂ تبلیغ کے نازل ہونے پر رسولخدا نے سب سے پہلے جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام کے سراقدس پر عمامہ باندھا ہے۔

چنانچہ مسند ابوداؤد الطیالسی[۵] المتوفی سنہ ۲۰۴ھ۔ ج۔ اول۔ صفحہ ۲۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۲۱ھ میں یہ حدیث ہے۔

حدثنا ابوداؤد قال۔ حدثنا الاشعث
بن سعید۔ حدثنا عبد الله بن بشر عن
ابی راشد الحبرانی عن علی قال عممنی رسول الله
صلی الله علیه وسلم یوم غدیر خم بعمامة
سدلها خلفی ثم قال ان الله عز وجل امدنی
یوم بدر وحنین بملائکة یعتمون هذه
فقال ان العمامة حاجزة بین الکفر والایمان

حدیث کی ابوداؤد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے اشعث بن سعید نے
وہ کہتا ہے کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن بشر نے اور اُس نے روایت
کی ہے ابو راشد حبرانی سے اور اس نے حضرت علی سے کہ فرمایا اُن
جناب نے میرے سر پر رسولخدا نے روز غدیر خم ایسا عمامہ باندھا
کہ جسکے گوشے میرے سر کے پیچھے لٹکا دیئے پھر فرمایا روز جنگ بدر و
حنین خدا نے جن ملائکہ سے میری مدد فرمائی تو وہ سب ایسے ہی عمامے
باندھے تھے پھر فرمایا عمامہ ایک روک ہے درمیان کفر اور ایمان کے

اسی یوم غدیر خم میں رسولخدا نے ایک عظیم الشان خطبہ دیا ہے جسمیں حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے لیکن شیخ ترمذی صاحب ایک مختصر فقرہ حدیث ولایت کا بیان کر کے خاموش ہو گئے اور مقام اور تاریخ اور دن کو چھپا گئے اور اپنی عادت کے مطابق صحیح و متواتر حدیث کو حسن غریب لکھ گئے۔ چنانچہ ابواب المناقب۔ ج ثانی میں ہے۔

حدثنا محمد بن بشار ثنا محمد بن جعفر
ثنا شعبة عن سلمة بن کهیل قال
سمعت ابا الطفیل یحدث ابی
سریحة او زید بن ارقم شك شعبة
عن النبی صلعم قال من کنت مولاه

حدیث کی ہم سے محمد بن بشار نے کہا کہ حدیث کی ہم سے محمد بن
جعفر نے شعبہ سے اُس سے سلمہ بن کہیل سے کہا اُس نے سُنا
میں نے ابوطفیل سے کہ حدیث کرتا تھا ابی سریحہ (حذیفہ بن
اسید) یا زید بن ارقم (شک شعبہ) نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جس کا میں مولا ہوں اسکا

---

[۵] توثیق (ابوداؤد طیالسی) تذکرۃ الحفاظ ذہبی میں ہے ابوداؤد الطیالسی ہو الحافظ الکبیر سلیمان بن داؤد بن الجارود الفارسی الاصل البصری سمع ابن عون وایمن نابل والدستوائی وشعبة وطبقتهم عنه احمد والفلاس وبندار وابن الفرات وخلائق مات سنة اربع ومائتین۔

فعلی مولاہ حدیث حسن غریب وروی شعبۃ ھذا الحدیث عن میمون ابی عبد اللہ عن زید بن ارقم عن النبی صلعم نحوہ و ابو سریحۃ ھو حذیفۃ بن اسید صاحب النبی

علی مولا ہے۔ حدیث حسن غریب ہے اور روایت کیا اس کو شعبہ نے میمون ابی عبد اللہ سے اُس نے زید بن ارقم سے اُس نے نبی صلعم سے مثل اُسکے اور ابو سریحہ وہ حذیفہ بن اسید ہے جو صاحب النبی کا ہے۔

دوسری حدیث جسکا حوالہ ترمذی نے دیا ہے وہ مسند امام احمد سے صفحہ ۱۶۲ مین نقل ہے اور پہلی حدیث مذکورہ صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵ نمبر (۹) بخاری مین ہے جسمین حدیث ثقلین اور حدیث ولایت ایک ساتھ مذکور ہے لیکن حکیم ابو عبد اللہ محمد بن علی ترمذی المتوفی ۲۸۵ھ جو معاصر جامع صحیح ترمذی ہے اپنے نوادر الاصول مین صرف حدیث ثقلین کی روایت وارد کی ہے (منقول عبقات ثقلین۔ ج۔ اول ص۱۳۵)

حدثنا نصر[۵] بن علی الجھضمی قال حدثنا زید بن الحسن قال حدثنا معروف بن خربوذ المکی عن ابی الطفیل[۶] عامر بن واثلۃ عن حذیفۃ بن اسید الغفاری قال لما صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع خطب فقال ایھا الناس انہ قد نبانی اللطیف الخبیر انہ لن یعمر نبی الا مثل نصف عمر الذی یلیہ من قبل وانی اظن ان یوشك ان ادعی فاجیب وانی فرطکم علی الحوض وانی سائلکم حین تردون علی عن الثقلین فانظروا کیف تخلفونی فیھما الثقل الاکبر کتاب اللہ

حدیث کی ہم سے نصر بن علی جہضمی نے کہا حدیث کی ہم سے زید بن حسن نے کہا حدیث کی ہم سے معروف بن خربوذ کی نے ابی الطفیل عامر بن واثلہ سے انھون نے حذیفہ بن اسید سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسالتمآب حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو خطبہ پڑھا اور اس مین فرمایا کہ ایہا الناس مجھے خدائے لطیف و خبیر نے خبر دی ہے کہ کوئی نبی زندہ نہین رہا مگر قریب نصف عمر اُس نبی کے جو اس کے قبل تھا اور مجھے گمان یہ ہے کہ عنقریب مین داعی اجل کو لبیک کہونگا اور مین تم سے پہلے حوض (کوثر) پر جاکر تمہارا منتظر ہونگا۔ اور جب تم وہاں میرے پاس آؤگے تو مین تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کرونگا

[۵] توثیق (نصر بن علی) طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے نصر بن علی بن نصر بن علی بن صہبان الجھضمی ابو عمر البصری الصغیر روی عن ابیہ وابن عیینۃ ویزید بن زریع خلق وعنہ الائمۃ الستۃ وابو حاتم وخلق مات سنۃ خمسین ومائتین۔

[۶] توثیق (ابو الطفیل) اصابہ فی تمیز الصحابہ ابن حجر مین ہے۔ ابو الطفیل عامر بن واثلۃ بن عبد اللہ بن عمرو بن جحش ویقال جمیش بن جدی بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد بن مناۃ بن علی بن کنانۃ الکنانی ثم اللیثی رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو شاب وحفظ عنہ احادیث قال ابن عدی لہ صحبۃ وروی ایضا عن ابی بکر وعمر وعلی ومعاذ وحذیفۃ وابن مسعود وابن عباس ونافع بن عبد الحارث وزید بن ارقم وغیرھم روی عنہ الزھری وابو الزبیر وقتادۃ وعبد العزیز بن رفیع وعکرمۃ بن خالد وعمرو بن دینار ویزید بن حبیب و معروف بن خربوذ و آخرون قال مسلم مات سنۃ مائۃ وھو اخر من مات من الصحابۃ وقال ابن البرقی مات سنۃ ۱۰۲ اثنتین ومائۃ وھو مشھور باسمہ وکنیتہ جمیعا وعن مبارک بن فضالۃ مات سنۃ سبع ومائۃ وقال وھب بن جریر بن حازم عن ابیہ کنت بمکۃ سنۃ عشر ومائۃ فرأیت جنازۃ فسألت فقال لی ابو الطفیل وقال ابن السکن جاءت عنہ روایات ثابتۃ انہ رای النبی صلعم الخ

سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم فاستمسکوا لا تضلوا ولا تبدلوا وعترتی اہل بیتی فانی قد نبانی اللطیف الخبیر انہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض

کہ میرے بعد تم نے انکے ساتھ کیا برتاؤ کیا ثقل اکبر کتاب خدا ایک سبب ہے جسکا ایک کنارہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں ہے پس اس سے متمسک ہو گمراہ نہوگے اور اسکو تبدیل نکرو اور دوسرا ثقل میری عترت ہے جو کہ میرے اہلبیت ہیں اور خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ان دونوں میں جدائی نہ ہوگی یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے۔

یہی حدیث حذیفہ بن اسید کی مثل ۱۹۳ تا ۱۹۵ کے کتاب ینابیع المودۃ ۳۷ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۲ھ میں بحوالہ الجواہر العقدین مذکور ہے۔

اور صاحب فصول المہمہ ابن صباغ مالکی ص ۲۴ مطبوعہ طہران ۱۴۰۲ھ میں صحیح ترمذی کا حوالہ دیتے ہوئے یہ خطبہ وارد فرماتے ہیں

رواہ الترمذی ایضا عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ ھذا اللفظ بمجردہ رواہ الترمذی ولم یزد علیہ ونزاد غیرہ وھو الزھری ذکر الیوم والزمان والمکان فقال لما حج رسول اللہ صلعم حجۃ الوداع وعاد قاصد المدینۃ قام بغدیر خم وھو مابین مکۃ والمدینۃ وذلک فی الیوم الثامن عشر من ذی الحجۃ الحرام فقال ایھا الناس انی مسئول وانتم مسئولون ھل بلغت قالوا انشھد انک قد بلغت ونصحت قال وانا اشھد قد بلغت ونصحت ثم قال ایھا الناس الیس تشھدون ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ قالوا

نیز ترمذی نے زید بن ارقم سے روایت کیا ہے کہ کہا انہوں نے جسکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے مجرد اس لفظ کو ترمذی نے روایت کی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا گر زہری نے دن اور زمانہ و مکان سب کی تفصیل کی ہے چنانچہ کہا ہے کہ حج کیا رسول اللہ نے (یعنی حجۃ الوداع) اور بحالت معاودت بسوی مدینہ مقام غدیر خم میں جو مابین مکہ و مدینہ ہے ۱۸ ذی الحجہ کو قیام فرما کر خطبہ ارشاد کیا پس فرمایا ایہا الناس مجھسے سوال کیا جائیگا اور تم سے بھی سوال ہوگا۔ آیا میں نے رسالت خدا کو پہونچایا۔ سب نے کہا ہاں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے رسالت خدا کو پہونچایا اور امت کو نصیحت کی۔ آپ نے فرمایا میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں۔ پھر فرمایا ایہا الناس آیا تم اس کی شہادت نہیں ادا کرتے ہو کہ نہیں معبود سوائے اللہ کے اور میں رسول اللہ ہوں سب نے کہا

سلہ یہ ترجمہ اس حدیث ثقلین کا ہے جسکو حاشیہ ص ۳۳ میں بدون ترجمہ کے نقل کیا گیا ہے۔ سید ابو الحسن یحییٰ نے اپنی کتاب اخبار المدینہ میں جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے اپنے مرض الموت میں علی اور فضل بن عباس کے سہارے سے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے حاضرین میں تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ کتاب خدا اور میری عترت ہیں پس تم ان سے نفرت نہ کرنا اور انکے مراتب پر حسد نہ کرنا۔ اُن سے بغض نہ رکھنا اور حکم خدا کے بموجب آپسمیں بھائی بھائی بنے رہنا۔ پھر تم کو اپنی عترت اہل بیت کے لئے وصیت کرتا ہوں۔

نشهد ان لا اله الا الله وانك رسول	بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں کوئی معبود سوا
الله قال و انا اشهد مثل ما تشهد ثم	خدا کے اور آپ رسول اللہ ہیں اور آپنے فرمایا میں بھی
ثم قال ایها الناس قد خلفت	مثل تمہارے اسکی شہادت ادا کرتا ہوں۔ پھر فرمایا
فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا	ایہا الناس میں نے تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑی
بعدی کتاب الله و اهل بیتی الا	ہیں کہ اگر تم انکے ساتھ تمسک کروگے تو ہرگز میرے بعد
وان اللطیف الخبیر اخبرنی انهما لن	کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب اللہ دوسرے میرے اہلبیت
یتفرقا حتی یردا علی الحوض وسعته	آگاہ ہو کہ مجھے لطیف خبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا
حوضی ما بین بصری وصنعاء عدد	نہونگے حتی کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں اور وسعت اس
انیته عدد النجوم ان الله سائلکم	حوض کی بقدر فاصلہ ما بین بصری وصنعا ہے اور شمین
کیف خلفتمونی فی کتابه وفی اهل بیتی	ظروف بہم عدد ستارہائے آسمان ہیں خدا تم سے باز پرس کریگا اسکی
ثم قال ایها الناس من اولی الناس	کہ تم نے اسکی کتاب اور میرے اہلبیت کیساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا
بالمومنین قالوا الله ورسوله اولی	پھر فرمایا ایہا الناس مومنوں کیلئے کون تمام لوگوں سے اولی ہے سبنے کہا
بالمومنین یقول ذلک ثلاث	اللہ اور اسکا رسول اولی ہے تین مرتبہ حضرت نے اس قول
مرات ثم قال فی الرابعة واخذ	کی تکرار فرمائی چوتھی مرتبہ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا
بید علی من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم	میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے بار خدایا دوست رکھ اسکو جو علی
وال من والاه و عاد من عاداه الا فلیبلغ	کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے پھر فرمایا آگاہ
الشاهد الغائب	ہو کہ حاضرین کو چاہئے کہ جو لوگ اس جلسہ میں حاضر نہیں ہیں انکو یہ
	خبر پہونچا دیں۔

خطبہ مذکورہ میں امام زہری شیخ الشیوخ ترمذی سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم ما بین مکہ اور مدینہ کی تصریح ہوگئی جسکو ترمذی کے شیخ صاحب صحیح مسلم نے غدیر خم ما بین مکہ و مدینہ کی تصریح زید بن ارقم کی روایت سے کر چکے ہیں جسمیں انھوں نے صرف حدیث ثقلین اخراج کی ہے اور حدیث ولایت جسکے لئے رسولخدا سر راہ اعلان و اظہار کے لئے امور ہوئے اسکو اخفا کر گئے ایسے ہی ترمذی بھی صرف حدیث ولایت کا ایک فقرہ لکھکر حدیث ثقلین واقع غدیر خم کو چھپا گئے دیکھو حدیث صد ۱۹۳ الغایت صد ۱۹۵ کتاب ہذا۔ اسی واقعہ تبلیغ کے بعد آیہ اکمال دین نازل ہوا جسکا شکریہ رسول اللہ نے اعلان سے فرمادیا۔

چنانچہ کتاب اربعین جمال الدین محدث (منقول از عبقات الانوار ولایت صد ۵۶۵) میں (۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ) کے ساتھ شکریہ وارد ہے۔

رواه ابو سعید الخدری وفیه الاستشهاد	روایت کیا ہے ابوسعید خدری نے اسمیں استشہاد شعر
بالشعر المذکور وفیه التاریخ وزیادة	مذکور کے ساتھ اور اسمیں تاریخ اور بیان کے اعتبار سے وہ
البیان ما لم یروعن غیره فقال	چیز ہے کہ نہیں روایت کیگئی اس کے غیر سے پس کہا

لما نزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغدیر
خم یوم الخمیس ثامن عشر من ذی الحجۃ
دعا الناس الی علی فاخذ بضبعیہ فرفعہا
حتی نظر الناس الی بیاض ابطی
رسول اللہ صلعم فقال اللہ اکبر الحمد
للہ علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ
ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی
من بعدی من کنت مولاہ فعلی مولاہ

ابوسعید خدری نے جبکہ اترے رسولخدا صلعم غدیر خم مین پنجشنبہ
کے دن اٹھارہوین ذیحجہ کو تو بلایا لوگون کو علی کیطرف اور پکڑا علی
کے دونون بازو کو اور اتنا بلند کیا کہ لوگون نے آپکے زیر بغل کی
سفیدی مشاہدہ کی پس فرمایا حضرت نے کہ اللہ اکبر
حمد خداوند عالم دین کے کامل کرنے اور نعمت کے پورا
کرنے پر اور راضی ہوا پروردگار میری رسالت اور
میرے بعد علی کی ولایت سے جسکا مین مولا ہون وصاحب
اختیار ہون اوسکا علی مولا وصاحب اختیار ہے۔

جمال الدین محدث کی کتاب اربعین سے بروایت ابوسعید خدری ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم مین پنجشنبہ کا دن ہونا ثابت ہوگیا جو افقین
جمال الدین محدث کے روضۃ الاحباب کے ماہ صفر کے آخری تاریخون سے مطابقت کرتا ہے چنانچہ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۳۸۰ مطبوعہ
انوار محمدی لکھنو سنہ ۱۳۱۰ھ اور مطبوعہ مطبع نامی منشی تیغ بہادر واقع امین آباد صفحہ ۵۴۲ سنہ ۱۲۹۷ھ مین ہے۔

روز دوشنبہ بست وششم ماہ صفر سنہ ۱۱ھ مذکورہ
حضرت امر فرمود مردم راکہ ساختگی لشکر کنید
بجہتہ حرب روم۔ روز دیگر اسامہ بن زید بن
حارثہ را طلبید و فرمود ترا امیر لشکر میگردانم برو
تا بنواحی ابنی بمقتل پدر خویش و بر سر ایشان
تاختن آور و متاع دیار ایشان را بسوزد
و زود تر برو تا پیش از وصول خبر بدیشان رسی
در روز چہارشنبہ بست وہشتم ماہ مذکور آنحضرت
را مرض طاری شد و روز دیگر با وجود مرض بدست
مبارک خود لواے براے وے عقد فرمود۔
و اعوان مہاجر و انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق
و عثمان ذوالنورین و سعد بن ابی وقاص و
ابوعبیدہ بن الجراح و سعید بن زید و قتادہ بن
النعمان و سلمہ بن اسلم بن حریش مامور گشتہ باآنکہ
درآن لشکر ہمراہ اسامہ باشند۔

دوشنبہ کے دن ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ حضرت نے لوگون کو جنگ
روم پر جانے کے لئے تیاری کا حکم دیا دوسرے
دن (۲۷ صفر سہ شنبہ) اسامہ بن زید بن حارثہ کو
بلا کر ارشاد فرمایا کہ مین تجھکو امیر لشکر کرتا ہون جاؤ
نواحی ابنی اپنے باپ کے قتل گاہ کو اون پر دوڑ
لے جاؤ اور مال ومتاع انکے ملک کو جلا دو اور
جلد تر جاؤ تاکہ اس خبر کے شایع ہونے سے پہلے پہونچو
۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن حضرت مرض مین مبتلا
ہوئے اور دوسرے دن (۲۹ صفر پنجشنبہ) باوجود
مرض کے اپنے دست مبارک سے اسامہ کے لئے ایک
علم جنگ بنایا اور اعوان مہاجر و انصار کو مثل ابوبکر صدیق
اور عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین اور سعد بن ابی
وقاص اور ابوعبیدہ بن الجراح و سعید بن زید و قتادہ
بن نعمان اور سلمہ بن اسلم بن حریش کو مامور فرمایا
کہ ہمراہ لشکر اسامہ کے رہین الخ

کتاب اربعین والا ۱۸ ذیحجہ کا پنجشنبہ جسکا چوتھا روز ۲۲ ذیحجہ (دوشنبہ) تو ۲۹ ذیحجہ (دوشنبہ) گیارہ روز یکم و ۲۹ محرم

(سہ شنبہ) ۳۰ محرم (چہارشنبہ) ۳۰ دن یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ صفر (پنجشنبہ) ۲۳ صفر (جمعہ) ۲۴ صفر (شنبہ) ۲۵ صفر (یکشنبہ) ۲۶ صفر (دوشنبہ) ۲۷ صفر (سہ شنبہ) ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یہاں تک ستر دن ہوئے جو روضۃ الاحباب کے ۲۶ صفر دوشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک مطابق ہے یعنی یکم صفر (پنجشنبہ) بارہ صفر (دوشنبہ ہوا یہی تاریخین ابن اسحاق نمبر(۳) اور واقدی نمبر(۵) ابن سعد نمبر(۷) مین ہین جسکے بعد پھر یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات النبی (غلط)لایا گیا ہے۔

جب ہم تمام وکمال سورۂ مائدہ کا نزول ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) یوم غدیر خم مین اور اسکی آخری آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کا نزول مقام غدیر خم پر روایات صحیحہ سے ثابت کرچکے اور حساب سے اکیاسی یوم کی مدت گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) تک مطابق کرچکے درانحالیکہ ارباب سیر وحفاظ حدیث کا ۲۸ صفر چہارشنبہ ۲۹ صفر پنجشنبہ اپنی جگہ پر بحال ہے) تو سورہ مائدہ کی بارہوین آیت جو درباب خلافت ائمہ اثنا عشر علیہ السلام ہے ثابت کرتا ہے۔

ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا اور اسمین شک نہین کہ خدانے بنی اسرائیل سے (بھی ایمان کا) عہد وپیمان لے لیا تھا اور ہم (خدا) نے ان مین کے بارہ سردار (ان پر) مقرر کئے جسطرح بنی اسرائیل کے بارہ سردار تھے اسی طرح اس امت مین بارہ سردار وامام ہین چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم نیز اس صحیح ترمذی مین منقول ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ جب تک میرے بارہ خلیفہ نہ ہولینگے دنیا قائم رہیگی وہ بارہ سردار ائمہ اثنا عشر علیہم السلام جن کے اول جناب علی علیہ السلام ہین جسطرح اثنا عشر نقیبا کے اول سردار جناب یوشع وصی وخلیفہ حضرت موسیٰ ہوئے جسکے ثبوت ہین آیہ موصوفہ کا ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر مین نازل ہونا ہے اور اسی تاریخ مین حضرت موسیٰ نے جناب یوشع کو اپنا جانشین اور بنی اسرائیل سے آپکی خلافت اور وصایت کا عہد قرار لیا

چنانچہ تقویم المحسنین مولفہ اخوند ملا محسن کاشی	قلمی کہنہ مین ہے
ثامن عشر (ذی الحجۃ) یوم الغدیر	۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے دن رسولخدا نے صحابہ مین ایک
وفیہ اخی النبی صلعم بین اصحابہ	دوسرے کا بھائی قرار دیا اور کہا گیا ہے کہ بارہ ماہ
وقیل فی ثانی عشر رمضان وفیہ	رمضان مین ہوا اور اسی ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر
بویع لعلی ونجاۃ ابراھیم من النار	مین حضرت علیؑ کی بیعت ہوئی اور حضرت
ووصیۃ موسیٰ بیوشع وعیسیٰ بشمعون	ابراہیم نے آگ سے نجات پائی اور موسیٰؑ نے یوشع
الصفا واستخلاف سلیمان اصف بن	کو اور عیسیٰ نے شمعون الصفا کو اور سلیمان نے آصف
برخیا۔	بن برخیا کو اپنا وصی کیا۔

اور شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اپنے موضح القرآن مین آیہ اثنا عشر نقیبا کی تفسیر مین رقم طراز ہین:۔

یہ بیان فرمایا بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰ کے آخر عمر مین یہ قرار لئے ہین یہ سورۃ (مائدہ) حضرت کے آخر عمر مین نازل ہوئی شاید ہم کو سنایا اسواسطے ہمکو بھی تقید ہے کہ ایک عہد اس امت سے تھا کہ جو رسول بعد پیدا ہون انکی مدد کرو اسکی بدل ہم سے یہ ہے کہ خلفا کی اطاعت کرو یہ مذکور بارہ سرداروں کا بیان فرمایا اسی اشارہ کو حضرت نے بتایا ہے کہ میری امت مین بارہ خلیفہ ہونگے

قوم قریش سے اور فرمایا ہے جو خرابی ہوئی پہلے امت مین سو ہوگی تم مین جیسے وہ خراب ہوئے پیغمبرون کی مخالفت سے یہ اُمت خراب ہوئی خلیفہ پر خروج کرکے تفسیر موضح القرآن شاہ عبدالقادر سے سورہ مائدہ کا رسولخدا کے آخر عمر مین نازل ہونا معلوم کرچکے اس سے قبل نمبر (۱۱) صـ۲۲۲ مین قاضی شوکانی یمنی (المتوفی ۱۲۵۰ھ) جو مجتہد مطلق گذرے ہیں جنھون نے محمد ابن کعب قرظی اور ربیع بن انس کی سند سے اسی سورہ مائدہ کا نزول حجۃ الوداع مین مابین مکہ و مدینہ کے ثابت کرچکے ہین جسکی آخری آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک الخ کو یوم غدیر خم مین وارد کرچکے ہین جسکی تائید تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن نواب صدیق حسن خان کے ج ثالث صـ۸۹ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ سے ہوتی ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال نزلت	ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ
ھذہ الآیۃ (یا ایھا الرسول بلغ ما	ما انزل الیک من ربک بروز غدیر خم علی ابن ابیطالب
انزل الیک من ربک) یوم غدیر خم فی علی	کے بارے نازل ہوا
ابن ابیطالب	

اسی تفسیر فتح البیان کے صـ۲ مین بتفسیر سورہ مائدہ مذکور ہے۔

وعن محمد ابن کعب القرظی قال انھا	محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ سورہ مائدہ حجۃ الوداع
نزلت فے حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ	مین درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا

یہ وہی مابین مکہ و مدینہ (غدیر خم کا دن ۱۸ ذیحجہ) ہے جسکی تصریح امام زہری شیوخ حدیث ترمذی نے کیا ہے اور امام مسلم صاحب اپنی صحیح مین زید بن ارقم کی روایت سے وارد فرمایا ہے دیکھو نمبر (۱۱) صـ۲۲۲

آیہ اثنا عشر نقیباً کی تفسیر سے صاف صاف واضح ہوگیا کہ جسطرح حضرت موسیٰ نے اپنے آخر عمر مین حضرت یوشع ؑ کی وصایت و خلافت کا عہد و قرار بنی اسرائیل سے لیا۔

اسی طرح جناب سرور عالم نے اپنی آخر عمر مین کہ ۸۰ دن باقی تھے حضرت علیؑ کی ولایت و خلافت کا عہد و پیمان حاضرین جلسہ سے عموماً قریش اور اپنے ازواج سے خصوصاً لیا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر اور عمر وغیرہ صحابہ اور امہات مومنین کا موافق ارشاد پیغمبر خیمہ علی علیہ السلام مین جاکر مبارکباد دینا ہے۔

آیہ نقبا کی تعداد کے مطابق تعداد خلفا کی یہ روایت مسند امام احمد ج۔ اول صـ۳۹۸ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ سے نقل ہے۔

حدثنا ابو النضر ثنا ابو عقیل ثنا	حدیث کی ہم سے ابوالنضر نے کہا حدیث کی ہم سے ابوعقیل نے
مجالد عن الشعبی عن مسروق قال کنا	کہا حدیث کی ہم سے مجالد نے شعبی سے اُس نے مسروق سے وہ
مع عبد اللہ جلوسا فی المسجد یقرئنا	کہتے ہین کہ ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس مسجد مین بیٹھے ہوئے تھے کہ
فاتاہ رجل فقال یا ابن مسعود ھل	ایک شخص اُنکے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابن مسعود آیا آپ لوگون
حدثکم نبیکم کم یکون من بعدہ خلیفۃ	کو آپ کے نبی صلعم نے خبر دی ہے کہ میرے بعد کتنے خلیفہ ہونگے
قال نعم کعدۃ نقباء بنی اسرائیل	کہنے لگے ہان مثل بنی اسرائیل کے نقبا کی تعداد کے۔

دیکھئے امر مشابہت مین اشارہ کافی ہوتا ہے جسطرح نقبار موسیٰ من عند اللہ ہوئے اسیطرح خلفاء پیغمبر خدا من عند اللہ تعالیٰ منصوص ومنصوب ہوئے۔

حافظ ابن کثیر اپنے تفسیر مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ کے صفحہ ۳۱ مین آیہ اثنا عشر نقیباً کی تفسیر مین لکھتے ہین:-

وفی التوارۃ البشارۃ باسمعیل علیہ السلام ان اللہ یقیم من صلبہ اثنی عشر عظیما وھم ھولاء الخلفاء الاثناعشر المذکورون فی حدیث ابن مسعود وجابر بن سمرۃ

توریت کی بشارت جو اسمعیل علیہ السلام پر ہے کہ بتحقیق اللہ تعالیٰ قائم کرے گا اسمٰعیل علیہ السلام کے صلب سے بارہ بزرگ اور وہ بارہ خلیفہ ہونگے جو ذکر کیے گئے۔ حدیث مین ابن مسعود اور جابر بن سمرہ کے۔

جابر بن سمرہ والی حدیث صحیح ترمذی مجلد ثانی۔ باب خلفا کے بیان کی یہ ہے۔

حدثنا ابوکریب نا عمر بن عبید عن سماک بن حرب عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلعم یکون بعدی اثناعشر امیراً قال ثم تکلم لشیء لم افھمہ فسألت الذی یلینی فقال کلھم من قریش ھذا حدیث حسن صحیح۔

حدیث کی ہم سے ابو کریب نے کہا حدیث کی ہم سے عمر بن عبید نے سماک بن حرب سے اس نے جابر بن سمرہ سے کہا انھُنے فرمایا رسولخدا نے میرے بعد بارہ سردار ہونگے کہا جابر نے پھر آنحضرت نے کچھ بات کی کہ مین نہ سمجھا مین نے اپنے پاس والے ساتھی سے پوچھا اُس نے کہا کہ فرمایا حضرت نے کہ وہ سب سردار قریش سے ہونگے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لیکن امام قندوزی نے ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۵ میں مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ عاشرہ کے حوالہ سے یہ حدیث لکھا ہے۔

عن عبد الملک بن عمیر عن جابر بن سمرۃ قال کنت مع ابی عند النبی فسمعتہ یقول بعدی اثناعشر خلیفۃ ثم اخفی صوتہ فقلت لابی ما الذی اخفی صوتہ قال قال کلھم من بنی ھاشم وعن سماک بن حرب مثل ذلک۔

عبد الملک بن عمیر نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ مین تھا ساتھ اپنے باپ کے نزدیک رسولخدا کے پس سنا مین نے فرمایا حضرت نے میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے پھر آواز خفی فرمایا۔ پس مین نے اپنے باپ سے پوچھا کہ یہ صوت خفی کیا فرمایا پس میرے باپ نے کہا کہ فرمایا حضرت نے وہ کل بنی ہاشم سے ہونگے ایسے ہی سماک بن حرب سے مروی ہے۔

یہ بنی ہاشم والی حدیث ضرور صحیح ہے اسلئے کہ یہی اولاد اسمٰعیل علیہ السلام ہین جس کی یہ حدیث صحیح ترمذی کی تائید کرتی ہے۔

قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمٰعیل (بخاری) نا سلیمان بن عبد الرحمن الدمشقی نا الولید بن مسلم نا الاوزاعی ناشداد

کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے محمد بن اسمٰعیل بخاری نے کہا حدیث کی ہم سے سلیمان بن عبد الرحمن دمشقی نے کہا حدیث کی ہم سے ولید بن مسلم نے کہا حدیث کی ہم سے اوزاعی نے

ابوعمار ثنی واثلۃ بن الاسقع قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسمعیل واصطفی قریشا من کنانۃ واصطفی ہاشمًا من قریش واصطفانی من بنی ہاشم هذا حدیث حسن غریب صحیح

حدیث کی مجھے شداد ابوعمار سے کہا اُس نے کہ واثلہ بن اسقع نے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق اللہ نے حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے کنانہ کو برگزیدہ کیا اور کنانہ سے قریش کو برگزیدہ کیا اور قریش سے ہاشم کو برگزیدہ کیا اور بنی ہاشم سے مجکو برگزیدہ کیا۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

یہی بنی ہاشم اولاد اسمٰعیل علیہ السلام ہین جنکی شناخت حدیث اصطفیٰ سے ہویدا ہوگئی یہی وہ لوگ ہین جنھوں نے بت پرستی نہین کی۔ انھین کے بارے مین صدہا برس قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی تھی۔

قولہ تعالےٰ اذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا البلد امنًا واجنبنی و بنیّ ان نعبد الاصنام

جب ابراہیم نے (خدا سے) عرض کی تھی کہ پروردگار اس شہر (مکہ) کو امن وامان کی جگہ بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچالے۔

تفسیر حسینی میں بتفسیر آیہ مذکورہ کے ہے۔ "سفیان ابن عیینہ فرمودہ کہ فرزندان اسمٰعیل علیہ السلام بجہت دعاء خلیل الرحمن علیہ السلام بت نہ پرستیدند" سفیان ابن عیینہ نے کہا ہے کہ فرزندان اسمٰعیل علیہ السلام دعاء ابراہیمؑ سے بت پرستی نہین کی۔ یہ وہی منتخب شدہ حضرات ہین جو مصطفےٰ ہوتے آئے یہی محمد وآل محمد علیہم السلام ہین۔ انھین کے بارے مین عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد نہم ص۳۷۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین اس آیت کی تفسیر مین وارد ہے

وھو الذی خلق من الماء بشرًا فجعلہ نسبًا وصھرًا وکان ربك قدیرا

(اور وہی تو وہ (خدا) ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر اسکو خاندان اور سسرال والا بنایا اور (اے رسول) تمہارا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے)

عن ابن سیرین ان ھذہ الآیۃ نزلت فی النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وعلی بن ابیطالب زوج علیہ السلام فاطمۃ علیًّا وھو ابن عمہ وزوج ابنتہ و کان نسبًا وکان صھرا

ابن سیرین نے روایت کی ہے کہ آیہ (ھو الذی خلق من الماء بشرا الخ) جناب رسولخدا صلی اللہ تعالےٰ وعلیہ وآلہ وسلم اور علی کے بارے مین نازل ہوا ہے تزویج فرمائی حضرت نے فاطمہ علیہا السلام کی علی علیہ السلام سے اور وہ چچا کے بیٹے تھے حضرت صلعم کے اور شوہر تھے حضرت کی صاحبزادی کے پس حضرت علی علیہ السلام صاحب نسب اور صاحب مصاہرت دونوں ہوئے

یہی آل محمد ہیں جنپر آیہ تطہیر نازل ہوا جنپر درود بھیجنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ دیکھو حدیث نمبر (۱۸) ص۱۶۸ و ص۱۶۹ کتاب ہذا جسکی تائید کی یہ روایت صحیح ترمذی ابواب المناقب سے لکھی جاتی ہے۔ ہر دو حدیث میں شہر بن حوشب نے ام سلمہ سے روایت کی ہے۔

قال الترمذی حدثنا محمود بن غیلان ثنا ابواحمد الزبیری ثنا سفیان عن زبید عن شھر بن حوشب عن

کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے محمود بن غیلان نے کہا حدیث کی ہم سے ابواحمد زبیری نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان نے زبید سے اُسنے شہر بن حوشب سے اس نے ام سلمہ سے

ام سلمة ان النبی صلعم جلل علی	کہ رسولخدا نے امام حسن اور امام حسین اور علی اور فاطمہ پر
الحسن والحسین وعلی وفاطمة کساء ثم	کپڑا ڈالا پھر فرمایا یہ لوگ میرے اہل بیت ہین اور خواص
قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی وحامتی	ہین ان سے پلیدی دور کر اور اچھی طرح سے ان
اذھب عنکم الرجس اھل البیت و	کو پاک کر بس کہا ام سلمہ نے اور مین بھی ان کے
یطھرکم تطھیرا فقالت ام سلمة و	ساتھ یا رسول اللہ فرمایا آپ نے تو بہتری پر
انا معھم یا رسول اللہ قال انك علی	ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ سب سے
خیر ھذا احدیث حسن صحیح وھو	اچھی ہے جو اس باب مین مروی ہے۔
احسن شئ	

ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری ۳۴۲ مطبوعہ لاہور مین ہے:۔

عن ابی سعید الخدری قال قال	دیلمی نے ابوسعد خدری سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و	نے کہ مین اور علی چار ہزار برس آدم سے پہلے ایک نور تھے جب
علی من نور واحد قبل ان یخلق	اللہ تعالےٰ نے خلقت کو پیدا کیا اس نور کو آدم کے پشت مین
اللہ آدم باربعة آلاف عام فلما خلق	لا دیا وہ نور ہمیشہ ایک ہی شے مین رہتا چلا
اللہ تعالےٰ الخلق رکب ذلك النور فی	آیا یہان تک کہ عبدالمطلب کے صلب مین جدا ہوگیا
صلبہ فلم یزل فی شئ واحد حتی	پس مجھ مین نبوت اور علی مین خلافت تھی۔
افترقا فی صلب عبد المطلب ففی	
النبوة وفی علی الخلافة (اخرجہ الدیلمی)	

یہی وجہ ہے کہ رسول مقبول نے متعدد مواقع پر فرمایا ہے کہ علی مجھسے ہے اور مین اُس سے ہون
یہانتک کہ صحیح بخاری۔ ج۔ ثانی۔ باب مناقب علی علیہ السلام مین ہے۔

علی بن ابیطالب القرشی الھاشمی	علی ابن ابیطالب قریشی ہاشمی ابوالحسن ہین فرمایا رسولخدا
ابی الحسن قال النبی لعلی انت منی و	نے واسطے علی کے کہ تم مجھ سے ہو اور مین
انا منك	تم سے ہون۔

اور اصابہ فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے۔

واخرج الترمذی باسناد قوی عن	ترمذی نے اپنے صحیح مین قوی اسناد کے ساتھ عمران
عمران بن حصین فی قصة قال فیھا	بن حصین سے روایت کی ہے یہ واقعہ قصہ (یمن)
رسول اللہ صلعم ما تریدون من	مین فرمایا رسولخدا نے کیا ارادہ رکھتے ہو علی کے
علی ان علیا منی وانا من علی و	بارے مین۔ وہ مجھسے ہے مین اُس سے ہون۔

ھو ولی کل مومن بعدی	اور وہ میرے بعد کل مومنین کا والی ہے۔

اور امام قندوزی اپنے ینابیع المودۃ ص۳۰۳ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ میں لکھتے ہیں:۔

وفع لبریدۃ انہ کان مع علی فی الیمن	واقع ہوئی بریدہ سے یہ بات کہ وہ تھے ساتھ علی علیہ السلام
فقدم المدینۃ مغضباً علیہ واراد	کے یمن میں اوسکے بعد آئے مدینہ میں غضبناک اور ارادہ
شکایتہ بجاریۃ اخذھا من الخمس	کیا تھا شکایت کا اس لونڈی کی جو لے لیا تھا علی نے خمس
فقالوا لہ اخبرہ لیسقط من عینیہ	سے پس لوگوں نے کہا کہ خبر دو رسول اللہ کو اس واقعہ کی
ورسول اللہ صلعم لیسمع من	تاکہ علی انکی نظر سے گر جائیں اور اس واقعہ کو رسولخدا پیچھا
وراء الباب فخرج مغضباً فقال ما	در سے سُن رہے تھے پس برآمد ہوئے غضبناک اور آکر
بال اقوام یبغضون علیاً من ابغض	فرمایا کہ کیا ارادہ ہے قوم کا غضبناک کرنے میں
علیاً فقد ابغضنی ومن فارق علیاً	علیؑ کے اور جو غضبناک کریگا علی کو اُسنے مجھے غضبناک
فقد فارقنی ان علیاً منی وانا منہ	کیا اور جو شخص مفارقت کریگا علی سے اُس نے
خلق من طینتی وخلقت من طینت	مجھسے مفارقت کی بتحقیق علی مجھسے ہے اور میں علی سے
ابراھیم وانا افضل من ابراھیم ذریۃ	ہوں۔ علی پیدا کئے گئے میری مٹی سے اور میں پیدا کیا گیا
بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم	ابراہیم کی مٹی سے اور میں افضل ہوں ابراہیم سے
یا بریدۃ اما علمت ان لعلی اکثر	اور قولہ تعالیٰ ذریۃ بعضھا من بعض کی تفسیر ہم ہی ہیں
من الجاریۃ التی اخذھا (اخرجہ الطبرانی)	اے بریدہ جانا تم نے اس بات کو کہ واسطے علی کے زیادہ حصہ کہ
	اُس لونڈی سے جسکو علی نے لیا۔

حدیث مذکورہ سے حضرت علی کا طینت رسولخدا سے اور رسول اللہ کا طینت ابراہیم خلیل اللہ سے خلق کیا جانا اور حضرت ابراہیم سے افضل ہونا معلوم ہوگیا جسمیں آیہ شریفہ ان اللہ اصطفی آدم ونوحاً وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم کا آخری جز شامل ہے جس سے محمد وآل محمد کا مصطفےٰ ہونا اور حدیث اصطفیٰ اسی آیہ کریمہ کی تفسیر معلوم ہوگئی۔ آل ابراہیم ہی محمد وآل محمد ہیں جنپر درود بھیجنے کی یہ حدیث ہے

صحیح ترمذی ابواب تفسیر القرآن اور صحیح بخاری باب قولہ تعالیٰ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما میں ہے۔

عن ابی مسعود الانصاری انہ قال اتانا	ابی مسعود انصاری سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسولخدا
رسول اللہ صلعم ونحن فی مجلس سعد	صلعم آئے اس حالت میں کہ ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں
بن عبادۃ فقال لہ بشیر بن سعد	تھے۔ پس آپ سے بشیر بن سعد نے کہا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ
امرنا اللہ ان نصلی علیک فکیف نصلی	نے امر کیا ہے کہ آپ پر درود بھیجیں تو کس طرح آپ پر

علیك قال فسکت رسول الله صلعم	درود بھیجیں کہا اُس نے رسول اللہ چپ رہے یہانتک
حتی ظننا انه لم یسئله ثم قال رسول	کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ سے اس نے سوال کیا ہی نہین
الله صلعم قولوا اللهم صل علی محمد و	پھر فرمایا رسول خدا نے کہو تم اللھم صلے علی محمد وعلی آل محمد
علی آل محمد کما صلیت علی آل ابراهیم	کما صلیت علی آل ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل
وبارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت	محمد کما بارکت علی آل ابراہیم فی العالمین انک حمید
علی آل ابراهیم فی العالمین انك حمید	مجید اور سلام اسی طرح ہے جیسا کہ تم سکھلائے
مجید والسلام کما علمتم هذا حدیث	گئے ہو یہ حدیث حسن صحیح ہے ۔
حسن صحیح ۔	

واضح ہو کہ یہی بخاری اور مسلم اور ترمذی جنھون نے نوین دسوین و گیارھوین ائمہ اہل بیت کا زمانہ پایا ہے اور انکے معرفت سے محروم رہے اور باوجود درود وسلام کی روایت بیان کرنے کے صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے رہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لفظ (آلہ) کو ساقط و حذف کر کے اپنے صحاح ستہ مین وارد کیا ہے حالانکہ انھیں محمد وآل محمد کو امامت دیگئی ہے ۔ قولہ تعالےٰ

واذا ابتلی ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن	جب ابراہیم کو اُن کے پروردگار نے چند باتون مین
قال انی جاعلك للناس اماما و	آزمایا اور اُنھون نے پورا کر دیا تو خدا نے فرمایا مین تمکو (لوگونکا)
قال من ذریتی قال لا ینال عهدی	پیشوا بنا نیوالا ہون اور حضرت ابراہیم نے عرضکی اور میری اولاد
الظلمین	مین سے فرمایا (ہان مگر) میرے اس عہدہ پر ظالمون سے کوئی فائز
	نہین ہوسکتا ۔

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی موضح القرآن پر حاشیہ دیتے ہین ۔ بنی اسرائیل بہت مغرور اسپر تھے کہ ہم اولاد ابراہیمؑ مین ہین اور اللہ تعالےٰ نے ابراہیم کو وعدہ دیا کہ نبوت اور بزرگی (امامت) تیرے گھر مین رہیگی اور ہم ابراہیمؑ کے دین پر ہین اور اُس کا دین ہر کوئی مانتا ہے اب اللہ تعالےٰ سمجھاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ ابراھیمؑ کی اولاد کو ہے جو نیک راہ چلین اور اُسکے دو بیٹے تھے پیغمبر ایک مدت اسحاق کی اولاد مین بزرگی رہی اب اسمٰعیل کی اولاد مین پہونچی اور اسکی دعا ہے دونون کے حق مین اور فرماتا ہے دین اسلام ہمیشہ ایک ہے سب پیغمبر اور سب اُمتین اُسی پر گذرین ۔" یہ اسمٰعیل کی اولاد محمد وآل محمد علیہم السلام ہین ۔

امام قندوزی ینابیع المودۃ آخر صفحہ ۶۲ و ۶۳ مطبوعہ اسلامبول مطبع (اختر ۱۳۰۱ھ) مین یہ حدیث وارد کرتے ہین ۔

وفی المناقب بالاسناد عن ابی الزبیر	مناقب مین ابی الزبیر مکی نے حضرت جابر سے روایت کی
المکی عن جابر بن عبد الله الانصاری	ہے کہ فرمایا رسول خدا نے تحقیق کہ اللہ تعالےٰ نے برگزیدہ
قال قال رسول الله صلعم ان الله	کیا مجکو اور اختیار کیا مجکو اور قرار دیا مجکو رسول اور نازل
تبارك وتعالی اصطفانی واختارنی	فرمایا میرے اوپر بزرگ ترین کتاب (قرآن مجید کو) پس
وجعلنی رسولا وانزل علی سید الکتب	کہا مین نے اے پروردگار اور سردار میرے

حققت الهی وسیدی وانك ارسلت
موسى الى فرعون فسئلك ان
تجعل معه اخاه هارون وزيرا
يشد به عضده ويصدق به قوله
واني اسئلك يا سيدي والهي
ان تجعل من اهلي وزيرا تشد به
عضدي فاجعل لي عليا وزيرا و
اخا واجعل الشجاعة في قلبه والبسه
الهيبة على عدوه وهو اول من امن
بي وصدقني واول من وحد الله معي
واني سئلت ذلك ربي عزوجل
فاعطانيه وهو سيد الاوصياء
اللحوق به سعادة والموت في طاعته
شهادة واسمه في التوراة مقرون
الى اسمي وزوجته الصديقة الكبرى
ابنتي وابناه سيدا شباب اهل
الجنة ابناي وهو وهما والائمة من
بعدهم حجج الله على خلقه بعد النبيين
وهم ابواب العلم في امتي من تبعهم
نجا من النار ومن اقتدى بهم هدى
الى صراط مستقيم لم يهب الله محبتهم
لعبد الا ادخله الله الجنة

تحقیق کہ تو نے بھیجا تھا موسیٰ کو فرعون کیطرف پس سوال کیا
موسیٰ نے تجھ سے کہ قرار دے انکے ساتھ انکے بھائی ہارون
کو وزیر کہ سخت کرے تو ہارونؑ کی وجہ سے انکے
بازو کو اور وہ (ہارون) تصدیق کریں انکے قول کی،
اور میں بھی تجھ سے سوال کرتا ہوں اے میرے خدا اور
میرے سردار یہ کہ قرار دے میرے اہل میں سے وزیر میرا
کہ اُس کے بوجھ سے میرا بازو مضبوط ہو پس قرار
دے علی کو وزیر اور بھائی میرا اور قرار دے تو شجاعت
کو انکے قلب میں اور لباس پہنا دے تو ہیبت کا انکے
دشمن پر اور وہ علی اول اسمیں سے ہیں جو مجھپر ایمان
لائے اور سب سے پہلے تصدیق میری کی اور سب سے پہلے اون
لوگوں میں ہیں جنھوں نے خدا کی توحید میرے ساتھ ادا کی تحقیق
کہ میں نے سوال کیا اس امر کا اللہ جل شانہ سے پس اُس نے مجھے عطا
کیا وہ علی اوصیاء کے سردار ہیں جو انکے ساتھ لاحق ہوگا اسکے لئے نیک
بختی ہی اور انکی اطاعت میں مرنا شہادت ہے اور انکا نام توریت میں
میرے نام کیساتھ ملا ہوا ہے اور انکی زوجہ صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا
علیہا السلام ہیں جو میری بیٹی ہیں اور فرزند انکے سردار جوانان بہشت ہیں
وہی میرے فرزند ہیں اور علی بن ابیطالب مع اپنے دونوں فرزندوں اور انکی اولاد کے
جو بعد انکے ہونگے وہ حجت ہیں خدا کے اُسکے خلق پر بعد نبیوں کے اور وہ سب
دروازے علم کے ہیں میری امت کیلئے جو انکی پیروی کریگا وہ آتش جہنم سے
نجات پائیگا جو پیروی کریگا ہدایت پاویگا صراط مستقیم کیطرف نہ بخشیگا
اللہ انکی محبت کو کسی بندہ کے لئے مگر یہ کہ اس بندہ کو خدا بہشت میں
داخل کریگا۔

اسی ینابیع المودۃ کے ص۴۵۸ میں ہے ۔

عن الاصبغ بن نباتة عن ابن عباس
رفعه انا وعلي والحسن والحسين و
تسعة من ولد الحسين مطهرون معصومون

اصبغ بن نباتہ نے ابن عباس سے بسند مرفوع روایت کی ہے
کہ حضرت نے فرمایا کہ میں اور علی اور حسن اور حسین اور نو فرزند
حسین علیہم السلام مطہر اور معصوم ہیں گناہوں سے۔

فی در المنثور للسیوطی و فتح القدیر للشوکانی اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ تعالےٰ والسابقون السابقون قال یوشع بن نون سبق الی موسیٰ و مومن اٰل یسین سبق الےٰ عیسیٰ وعلی بن ابیطالب سبق الی رسول اللہ صلعم

تفسیر در منثور سیوطی اور تفسیر فتح القدیر شوکانی میں ابن ابی حاتم نے والسابقون السابقون کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ سابق اسلام تین بزرگ ہیں یوشع بن نون جنھوں نے حضرت موسیٰ کی نبوت پر ایمان لانے میں سبقت کی اور مومن آل یسین جنھوں نے حضرت عیسیٰ کی رسالت پر ایمان لانے میں سبقت کی اور علی بن ابیطالب جنھوں نے ہمارے رسول مقبول کی رسالت پر ایمان لانے میں سبقت کی۔

ارجح المطالب خواجہ عبید اللہ امرتسری کے صفحہ ۲۴ میں ہے:—

عن ابی سعید الخدری عن سلمان الفارسی قال قلت یا رسول اللہ کل نبی وصی فمن وصیّک فقال هل تعلم من وصی موسیٰ قلت نعم یوشع بن نون قال لم قلت کانہ کان اعلمهم قال فان وصی وموضع سری وخیر من اترک بعدی و ینجز عدتی و یقضی دینی علی بن ابیطالب۔

ابو سعید خدری سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسولخدا سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہر ایک نبی کے لئے وصی ہوتا ہے حضور کا وصی کون ہے۔ فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ موسیٰ کا وصی کون تھا۔ عرض کیا کہ یوشع بن نون۔ حضرت نے فرمایا کیوں میں نے گذارش کیا اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ کی امت میں سب سے زیادہ عالم تھے آپ نے فرمایا پس میرا وصی اور رازدار اور جن لوگوں کو میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں اُن سب سے بہتر اور میرے وعدوں کا پورا کرنے والا اور میرے قرضوں کا ادا کرنے والا علیؑ ابیطالب ہے۔

اور بحار الانوار ج ششم مطبوعہ طہران نصف آخر باب وفاتہ وغسلہ صفحہ ۱۰۳۷ میں یہ حدیث ہے۔

علی بن احمد الدقاق عن حمزۃ بن القاسم عن علی بن جُنید الرازی عن ابی عوانہ عن الحسین بن علی عن عبد الرزاق عن ابیہ عن مینا مولی عبد الرحمٰن بن عوف عن عبد اللہ بن مسعود قال قلت للنبی صلعم یا رسول من یغسلک اذا مت فقال یغسل کل نبی وصیّہ قلت فمن وصیک یا رسول اللہ قال علی بن ابیطالب فقلت کم یعیش

علی بن احمد دقاق نے حمزہ بن قاسم سے اونھوں نے علی بن جنید رازی سے اُنھوں نے ابو عوانہ سے اُنھوں نے حسین بن علی سے اونھوں نے عبد الرزاق سے اُنھوں نے اپنے پدر سے اُنھوں نے مینا مولا عبد الرحمٰن ابن عوف سے اُنھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ آپ کو کون غسل دیگا جب آپ رحلت فرمائینگے ارشاد فرمایا کہ غسل دیتا ہے ہر نبی کو اسکا وصی کہا میں نے کون ہے وصی آپ کا یا رسول اللہ فرمایا وہ علی بن ابیطالب ہیں۔ پس کہا میں نے کتنے دنوں تک

بعدك يا رسول الله قال ثلثين سنة
فان يوشع بن نون وصی موسی عاش بعده
ثلثين سنة وخرجت عليه صفراء بنت شعيب
زوج موسی فقالت انا احق بالامر منك فقاتلها
فقتل مقاتلها واسرها فاحسن اسرها
وفيها انزل الله تعالى وقرن في بيوتكن
ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى

زندہ رہینگے بعد آپ کے یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا
تیس سال اس لئے کہ یوشع بن نون وصی موسیٰ تیس سال
زندہ رہے بعد موسیٰ اور خروج کیا تھا یوشع بن نون پر صفرا بنت
شعیب زوجہ موسیٰ نے کہ وصایت اور امامت مین مین تم سے زیادہ حق
ہون پس یوشع نے مقابلہ کیا اسی زوجہ موسیٰ سے پس قتل کئے گئے
معاون ومددگار اُسکے اور زوجہ موسیٰ کو اسیر کرلیا اور نیک سلوک کیا
اُنھین کے بارے مین خدا کا قول ہے اور اپنے گھرون مین بخلی بیٹھی رہو
اور اگلے زمانہ جاہلیت کیطرح اپنا بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو۔

روضۃ الاحباب ۔ ج ۔ اول ۔ صـ ۳۹۳ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ قرب وفات النبی کے حال مین ہے ۔

حضرت چشم بکشاد وگفت اے عائشہ بمن نزدیک
شو با او فرمود کہ دیروز ترا وصیت کردم امروز
وصیت ہمان است باید کہ بآن موجب عمل نمائی
ودر روایتے آنکہ با تمام مطہرات پردہ عصمت و
طہارت گفت برشما باد کہ گوشہ خانہ بخود نگہدارید
وخود را از نظر نامحرم مصئون ومحفوظ ومستور
دارید چنانکہ حق تعالی فرمود وقرن فی بیوتکن
ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی

رسولخدا نے آنکھ کھولدیا اور فرمایا اے عایشہ نزدیک آجاؤ
اُس سے فرمایا کل جو وصیت کیگئی ہے آج بھی وہی وصیت
ہے اُسی پر عمل کرنا ۔ ایک روایت مین ہے کہ کل ازواج
سے مخاطب ہوکر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تمپر لازم ہے
کہ اپنے گوشہ خانہ کو نگاہ رکھتے ہوئے نظر نامحرم سے
پوشیدہ اور مخفی رہو جیسا کہ خدا نے تم لوگون کے
بارے مین فرمایا ہے (ترجمہ) اور قرار پکڑو اپنے گھرون مین
اور دکھاتی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے وقت نادانی کا

ناسخ التواریخ ۔ ج ۔ اول ۔ از کتاب اول مطبوعہ طہران مین ہے ۔

صفورا دختر شعیب کہ ضجیع موسیٰ بود درینوقت
با یوشع بر شورید وباغوای دو تن از منافقین در
مخالفت یوشع صد ہزار تن با وے موافقت
نمود وپیوستگان خود را برداشتہ برزم آنحضرت
بیرون شد یوشع علیہ السلام نیز دفع متمردین میان
بربست وسپاہے بزرگ ساز کردہ با ایشان مصاف داد
وآنجماعت را بشکست وصفورا را باسیری بگرفت
وبا وے گفت چون با پیغمبر خدا ہم بالین بودہ من
از تو انتقام نخواہم کشید وکیفر ترا با موسیٰ گذاشتم

صفورا دختر حضرت شعیب جو حضرت موسیٰ کی زوجہ تھین
یوشع وصی موسیٰ سے ناخوش ہوگئین اور دو منافقون
کے بہکانے سے حضرت یوشع کے مخالف ہوکر ایک لاکھ آدمیون
سے کہ صفورا سے مل گئے (صفورا) اپنے مددگارون اور
ہمراہیون کو لیکر حضرت یوشع سے لڑنے کیلئے نکلین یوشع
علیہ السلام بھی سرکشون اور نافرمانون کے دفعیہ کیلئے آمادہ
ہوگئے اور فوج کثیر جمع کرکے ان سے جنگ کی اور ان لوگونکو
شکست دی صفورا کو قید کرلیا اور اُن سے کہا چونکہ تم پیغمبر
خدا یعنی حضرت موسیٰ کی ہمخوابہ رہی ہو اسلئے مین تم سے انتقام

که در روز معاد با تو معمول فرماید | انتقام نہ لونگا اور تمہارے اعمال و افعال کا بدلہ حضرت موسیٰ پر چھوڑتا ہون تاکہ وہ روز قیامت تم سے مواخذہ فرمائین

تنبیہ۵ جیسے صفورا زوجہ موسیٰ نے دو منافقون کے بہکانے سے حضرت یوشع پر خروج کیا ویسے ہی حضرت عایشہ کو بھی دو شخص ملینگے چنانچہ روضۃ الاحباب[۵] جمال الدین محدث ج ثالث ص ۱۹ تا ۲۱ مطبوعہ مطبع تیغ بہادر امین آباد لکھنؤ سنہ ۱۲۹۷ھ مین ہے۔

که عائشہ رضی اللہ عنہا بمکہ بخانہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا رفت چہ وے نیز از مدینہ بعزم حج گذاردن بمکہ رفتہ بود و بعد از تقدیم مراسم تسلیم وتحیت با وے گفت اے دختر ابوامیہ بدرستیکہ تو اول ضعیفہ ہستی کہ در راہ خدا و رسول ہاجرت کردی و بواسطہ شرف ذاتش حضرت رسالت عظیم الشان و رفیع القدری وازمیان امہات مومنین بخواص ومزایا ممتازی بر تو پوشیدہ نہ باشد کہ جماعتے از غوغائیان بدر امیر مومنان عثمان بن عفان خود را درانداختہ او را بقتل آوردہ اند واکنون جمعے از ہواداران آن خلیفہ مقتول ومظلوم درصدد آن درآمدہ اندکہ از قاتلان او انتقام کشند وایشان را بقصاص رسانند ومرا اخبار کردند کہ عبداللہ بن عامر در بصرہ صد ہزار شمشیر معد ومہیا دارد کہ ہمہ ایشان برائے واقعہ عثمان غضبناک وجملہ طالب خون اوگشتہ اند من می ترسم کہ میان مسلمانان برسر این قضیہ محاربہ ومقاتلہ واقع گردد چہ شود اگر درسیر بجانب بصرہ با ما موافقت فرمائی شاید کہ خدا تعالیٰ بسبب ما اصلاح این امر نماید راوی گوید پس ام سلمہ بسخن درآمد وگفت اے دختر ابوبکر تو بخون عثمان بازخواست میکنی وبخدا سوگند کہ از اشد مردمان تو

کہ بحالت قیام مکہ ایک دن حضرت عایشہ حضرت ام سلمہ سے ملنے گئین جو حج کیلئے مکہ آئی تھین بعد رسم سلام حضرت عائشہ نے حضرت ام سلمہ سے کہا کہ اے بنت ابوامیہ تم اول وہ بی بی ہو جنھون نے راہ خدا مین ہجرت کی اور بواسطہ شرف زوجیت تمھاری شان ومنزلت عظیم ہے اور تم امہات مومنین مین اپنے فضائل کی وجہ سے خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہو غالبًا تم پر پوشیدہ نہ ہوگا کہ بلوائیون کی ایک جماعت نے امیرالمومنین عثمان کو انکے گھر مین گھسکر قتل کیا اب اس خلیفہ مقتول کے ہوا دارون نے ارادہ کیا ہے کہ قاتلون سے انتقام لین اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن عامر نے بصرہ مین ایک لاکھ فوج مسلح فراہم کی ہے اور وہ سب حضرت عثمان کے واقعہ پر غضبناک اور طالب قصاص ہین۔ مین ڈرتی ہون کہ اس قضیہ کی وجہ سے مسلمانون مین محاربہ اور مقاتلہ واقع ہوگا۔ کیا اچھا ہو اگر سفر بصرہ مین تم بھی میرے ساتھ موافقت کرو شاید خدا ہملوگون کے سبب سے اس امر کی اصلاح کردے اور خون عثمان کے قصاص کا عقدہ توفیق کھولدے۔ ام سلمہ نے کہا اے دختر ابوبکر تم خون عثمان کا بدلہ لینا چاہتی ہو حالانکہ قسم بخدا تم ان پر

[۵] توثیق (کتاب روضۃ الاحباب) حطہ فی ذکر الصحاح الستہ مولوی صدیق حسن خان مین ہے۔ وکتاب روضۃ الاحباب للسید جمال الدین المحدث احسن السیر لکن تیسرت نسخۃ صحیحۃ منہ خالیۃ عن الالحاق والتحریف و مدارج للشیخ عبدالحق الدہلوی والسیرۃ الشامیۃ والمواہب اللدنیہ من مبسوطات السیر۔

بودی از روئے قہر وغضب و او را بہیچ نام نمی
خواندی مگر بہ نعثل و می گفتی لعن اللہ نعثلا
وقتل اللہ نعثلا دیروز او را سب وشتم می کردی
و بہ کفر منسوب می ساختی و امروز امیر المومنین
وخلیفہ مقتول میگوئی وخود را در قضیہ او بصورت
اہل تعزیت ومصیبت می نمائی وموافقت
میکنی با جماعتے کہ بر علی بن ابیطالب خروج
کنند چہ مناسب باتو دارد در طلب خون عثمان
حالانکہ وے مرویست از بنی عبدمناف و تو
ضعیفہ از بنی تیم و تنگک اے عائشہ متفق با طائفہ
میشوی کہ خروج میکنند بر علی بن ابیطالب کہ میان
او وحضرت رسالت سلسلہ اخوت ومصاہرت
محکم است وپسر عم رسول و زوج بتول است
ومرتبہ خلافت وریاست ووراثت درمیان
اہل روزگار وے را مسلم جمہور مہاجر وانصار
از حضار اصحاب مدینہ با او بیعت نمودہ بخلافت
وحکومت عامئہ اہل اسلام او را قبول فرمودہ
اند وتفصلے منیع از فضائل وکمالات وخصائل و
حالات علی بن ابیطالب بر عائشہ خواند عبداللہ
بن زبیر بر در سرائے ام سلمہ ایستادہ بود جملہ
سخنان او را کہ با عایشہ می گفت بتفصیل می شنود
از بیرون سرائے بانگ برام سلمہ زد کہ اے دختر
ابوامیہ ما ترا نشناختہ بودیم عداوت ترا با آل
زبیر (الی ان قال) ام سلمہ از اندرون سرائے
بجواب عبداللہ مشغول گشتہ گفت تو و پدر تو
مراد رامی برید (الی ان قال) گمان می بری مہاجر
وانصار را کہ راضی وخوشنود شوند بہ پدر تو

سب سے زیادہ غضبناک تھین اور انکو نعثل کے نام
سے یاد کرتی تھین کہ خدا لعنت کرے نعثل کو اور قتل
کرے نعثل کو۔ پس یہ عجیب بات ہے کہ کل تو تم
انکو سب وشتم کے ساتھ یاد کرکے کفر سے منسوب کرتی تھین
اور آج اُن کو امیر المومنین اور خلیفہ مقتول و
مظلوم کہتی ہو اور اسکے معاملہ مین اہل تعزیت ومصیبت
بنکر اُس جماعت کا ساتھ دیتی ہو جس نے علی پر خروج
کیا ہے سنو طلب خون عثمان کے متعلق تمہارا
خیال بالکل نامناسب ہے کیونکہ وہ بنی عبدمناف
سے تھے اور تم بنی تیم ہو اے عائشہ افسوس ہے
کہ تم اس گروہ سے موافقت کرتی ہو جس نے
علی بن ابیطالب پر لشکرکشی کی ہے حالانکہ علی رسول
مقبول کے بھائی اور داماد اور فاطمہ زہرا کے شوہر
ہین (اے عائشہ) علی کا مرتبہ خلافت وریاست
ووراثت اہل روزگار کے نزدیک مسلم ہے اور اصحاب
مہاجر وانصار نے اُنکے مرتبہ خلافت کو قبول کرکے انکی
بیعت کی ہے اسکے بعد حضرت ام سلمہ نے حضرت علی کے
بعض فضائل وخصائل کا ذکر کیا۔ عبداللہ بن
زبیر گھر کے بیرون در پر کھڑے ہوئے یہ سب باتین
سُن رہے تھے۔ وہین سے اُنھون نے آواز دی کہ
اے ام سلمہ تم کو جو آل زبیر سے عداوت
ہے اُس کو مین جانتا ہون اُم سلمہ نے اندر سے جواب
دیا کہ تم ہی باپ بیٹے تو عائشہ کے لے جانے
پر تلے ہو۔ کیا تمھارا گمان ہے کہ علی کی زندگی
مین مہاجرین وانصار تمھارے باپ زبیر
اور ان کے مصاحب طلحہ کو اختیار کرنے
پر راضی ہونگے

زبیر و مصاحب او طلحہ و علی در سلک احیا باشد
حالانکہ وے بقول پیغمبر علیہ افضل الصلوات و
اکمل التحیات ولی ہر مومن و مومنہ بود و عبداللہ
بن زبیر گفت ما این حدیث را از زبان آن
سرور در ہیچ ساعتے از ساعات نشنیدہ ایم
ام سلمہ گفت اگر تو نشنیدہ خالہ تو کہ عایشہ است
شنیدہ و اینک خالہ تو (عائشہ) حاضر است
بپرس کہ شنیدہ یا نے وتحقیق کہ ما شنیدہ ام
از پیغمبر صلعم کہ میفرمود علی خلیفتی علیکم فی
حیاتی وفی مماتی فمن عصاہ فقد عصانی
(اے عایشہ گواہی میدہی کہ از ان سرور چنین
شنیدہ عائشہ گفت آرے آنگاہ ام سلمہ از
روئے نصیحت و نیک خواہی گفت اے
عایشہ بترس از خدا اے در نفس خود در
امرے کہ ترا رسول صلعم از ان ترسانیدہ و
مباش صاحبہ سگان حواب و گفت اے
عائشہ سوگند میدہم ترا بخدا کہ از پیغمبر صلعم
نشنیدی کہ فرمود کہ بسے نگذرد از شبہا و
روز ہا کہ سگان آب حواب بر یکے از ازواج
من صیاح و نباح کنند و ان زن را این
واقعہ او را پیش آید در میان اہل بغی و فساد و
فتنہ و عناد باشد و در آن زمان کہ حضرت
این می فرمود من انائے در دست داشتم
از غائت اضطراب و قلق از دست من بیفتاد و
آن سرور رو بجانب من کرد و التفاتے
فرمود و موجب اضطراب و افتادن آن
انائے آب از من پرسید گفتم یارسول اللہ

حالانکہ بقول پیغمبر علیہ السلام علی ہر مومن و
مومنہ کے ولی ہین۔ عبداللہ بن زبیر
نے کہا کہ مین نے یہ حدیث رسول اللہ کی
زبان سے کبھی نہین سُنی۔
ام سلمہ نے کہا اگر تم نے نہین سنی تو
تماری خالہ عائشہ نے سنی ہے اُن سے
پوچھ لو اور مین نے رسول مقبول کو
یہ فرماتے ہوے سنا ہے کہ علی
خلیفہ و نائب ہین میرے تم سب پر
میری حیات مین اور میری ممات
مین پس جو شخص نافرمانی کرے علی کی پس
تحقیق کہ نافرمانی کی اُس نے میری اے عائشہ
بولو تم نے یہ حدیث رسول اللہ سے سنی ہے
حضرت عائشہ نے کہا کہ ہان سُنی ہے۔ پس حضرت
ام سلمہ نے حضرت عائشہ سے کہا کہ اے عائشہ جس
امر مین تم کو پیغمبر خدا نے خوف دلایا ہے اس سے
ڈرو اور صاحبہ کلاب حواب نہ ہو اے عائشہ مین قسم
دیکر پوچھتی ہون کہ کیا تم نے رسولخدا کو یہ کہتے
ہوئے نہین سُنا کہ عنقریب میری ایک بی بی پر چشمہ
حواب کے کتے شور کرینگے جو شریک اہل بغاوت و فساد
ہوگی اور جسوقت آنحضرت نے یہ ارشاد فرمایا اسوقت
جو ظرف میرے ہاتھ مین تھا غایت اضطراب کیوجہ سے گر گیا
آنحضرت نے مجھسے سبب اضطراب دریافت
فرمایا تو مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ
مین اس خیال سے مضطرب ہون کہ کہین
وہ بی بی مین نہ ہون۔

اضطراب وقلق من از خوف آنست کہ مبادا آں زن من باشم آں سرور تبسمے فرمود بجانب تو نگاہے کردہ وگفت من گمان می برم کہ آں زن تو باشی اے حمیرا عائشہ ام سلمہ را در روایت این حدیث تصدیق نمود آنگاہ اُم سلمہ با عائشہ گفت باید کہ فریب نہ یابی از طلحہ وزبیر الخ

آپ نے تبسم فرما کر اور تمھاری طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ اے حمیرا میرا گمان ہے کہ وہ میری بی بی تو ہے حضرت عائشہ نے حضرت ام سلمہ کے اس بیان کی تصدیق فرمائی حضرت ام سلمہ نے کہا اے عائشہ طلحہ اور زبیر کے فریب مین نہ آؤ

قال ابوالفدا ولما بلغ علیًا مسیر عائشۃ وطلحۃ والزبیر الی البصرۃ سار نحوھم فی اربعۃ آلاف من اھل المدینۃ فیھم اربعمائۃ ممن بایع تحت الشجرۃ وثمان مائۃ من الانصار ورایتہ مع ابنہ محمد ابن حنفیۃ وعلی میمنۃ الحسن وعلی میسرۃ الحسین وعلی الخیل عمار بن یاسر وعلی الرجالۃ محمد بن ابی بکر الصدیق وعلی مقدمۃ عبداللہ بن عباس۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ جب حضرت علی کو اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ حضرت عائشہ اور طلحہ وزبیر نے بصرے کی جانب خروج کیا ہے تو وہ بھی مع چار ہزار اہل مدینہ کے اسطرف روانہ ہوئے (ان چار ہزار آدمیون مین آٹھ سو انصار اور چار سو وہ لوگ تھے جنھون نے بیعت رضوان کا شرف حاصل کیا تھا) اور حضرت علی نے فوج کی ترتیب اسطرح فرمائی کہ علم لشکر محمد حنفیہ کو دیا میمنہ لشکر کی افسری امام حسنؑ کو عطا کی میسرہ لشکر کی سرداری امام حسینؑ کو بخشی سوارون کی عمار بن یاسر کو اور پیادون پر محمد بن ابی بکر کو امیر مقرر فرمایا اور مقدمۃ الجیش عبداللہ بن عباس کو کیا۔

انتباہ جناب امیر علیہ السلام ایسے خاتم الوصیین تھے کہ جنکو رسولخدا نے اپنے ازواج کے طلاق کا اختیار دید یا تھا خصوصًا حضرت عائشہ کے بارے مین اپنا وکیل کر دیا تھا۔ یہ اختیار جناب یوشع وصی موسیٰ کو نہین تھا (دیکھو کتاب کمال مولف صفحہ ۲۹)

(۱) جیسے جناب یوشعؑ سابق الی موسیٰؑ تھے

(۱) ویسے ہی جناب علیؑ سابق الی محمد(صلعم) تھے

(۲) جیسے حضرت یوشع وصی موسیٰ چچا کے بیٹے ذُرّیت ابراہیمؑ واسحاقؑ تھے

(۲) ویسے ہی جناب علیؑ وصی محمد(مصطفےٰ صلعم) چچا کے بیٹے ذریت ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ تھے۔

(۳) جناب یوشعؑ آیہ اثنی عشر نقیبًا کے اول نقیب تھے

(۳) تو جناب علیؑ اول امام ابو الائمۃ الطاھرین گیارہ امامون کے پدر تھے۔

(۴) حضرت یوشع فتی[۵۱] (جوان) موسیٰ تھے۔

(۴) تو جناب علیؑ فتی[۵۲] (جوان) محمد صلعم تھے

---

۵۱ قولہ تعالیٰ واذ قال موسیٰ لفتٰہُ (جب موسیٰ خضر کی ملاقات کو چلے تو اپنے جوان (وصی یوشع) سے بولے)

۵۲ غزوہ احد مین ہاتف غیبی سے کلمہ" لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار" کا سُنا جانا۔

(۵) جناب یوشعؑ ۱۸ ذیحجہ کو آخر عمر موسیٰ مین خلیفہ و وصی حضرتِ موسیٰؑ قرار پائے

(۵) تو جناب علی بھی ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو آخر عمر رسولخدا مین کہ ۸۰ دن باقی تھے وصی و خلیفہ و امام و ولی قرار پائے۔

(۶) حضرت یوشع سورۂ مائدہ مین صاحب انعام ہین وہ آیت یہ ہے انعم اللہ علیہما (یوشعؑ اور کالب)

(۶) تو حضرت علی اسی سورۂ مائدہ مین صاحب انعام ہین وہ آیت یہ ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

(۷) جناب یوشع بعد موسیٰ ۳۰ سال زندہ رہے

(۷) تو حضرت علی بعد رسولخدا ۳۰ سال زندہ رہے

(۸) جیسے حضرت یوشع وصی موسیٰؑ پر صفیرا زوجہ موسیٰ نے خلافت و وصایت کے بارے مین ایک لاکھ لشکر سے خروج کیا نتیجہ اسیری ہوا۔

(۸) تو حضرت علی وصی محمد (صلعم) پر حمیرا زوجہ رسولخدا نے ایک لاکھ لشکر سے خروج کیا اور وہی نتیجہ اسیری کا یہان بھی پیش آیا۔

(۹) جیسے جناب موسیٰ نے اپنی آخر عمر مین حضرت یوشعؑ کی وصایت و خلافت کا عہد و پیمان بحکم خدا بنی اسرائیل سے لیا

(۹) ویسے ہی رسولخدا نے اپنی آخر عمر مین حضرت علی کی وصایت و خلافت کا عہد و پیمان بحکم خدا قریش و ازواج اور کل صحابۂ حاضرین غدیر سے لیا۔

(۱۰) حضرت یوشعؑ نے غسل میت جناب موسیٰؑ کو دیا اور جیسے حضرت یوشعؑ قتل ہو کر ۲۱ ماہ رمضان مین فوت ہوئے

(۱۰) جناب علیؑ نے جسد اطہر کا غسل بعد وفات رسولخدا کو دیا اور ویسے ہی حضرت علیؑ ۲۱ ماہ رمضان قتل ہو کر فوت ہوئے

(۱۱) جناب یوشع اپنے موت کے قریب کل اسرار توریت مع الواح وغیرہ پسران ہارون کو جو امام تھے سپرد کر دیا

(۱۱) جناب علی مرتضیٰ نے کل اسرار امامت و ولایت جناب امام حسن مجتبیٰ پسر اپنے کے سپرد فرما کر اپنا وصی و خلیفہ فرمایا۔

(۱۲) جیسے حضرت یوشعؑ سے ردشمس ہوا یعنی آفتاب غروب ہو کر واپس آیا

ویسے ہی حضرت علیؑ کیلئے دو بار ردشمس عہ ہوا ایک بار تو عہد پیغمبر مین بار دیگر بعہد خلافت

عہ شواہد النبوۃ مولانا عبدالرحمٰن جامی مطبوعہ بمبئی ۱۸۹۶ء ۱۳۰۳ھ صفحہ ۲۰۶ تا صفحہ ۲۰۷ مین ہے۔

از انجملہ آنست کہ خدایتعالےٰ برائے وے دوبار رد شمس کرد و آفتاب از مغرب باز گردانید یکے در عہد رسول اللہ صلعم دیگے بعد وفات وے ام سلمہ و اسماء بنت عمیس و جابر بن عبد اللہ انصاری و ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم، روایت کردہ اند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے درخانہ بود و علی رضی اللہ عنہ پیش وے بود ناگاہ جبرئیل علیہ السلام پیغامے آمد از گرانی وحی تکیہ بر ران علی رضی اللہ عنہ کرد و سر بر نداشت تا آن زمان کہ آفتاب غروب کرد علی رضی اللہ عنہ نماز عصر را نشستہ گزارد باشارت چون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحال خود باز آمد فرمود کہ اے علی عصر ترا فوت شد گفت یا رسول اللہ باشارت گذاردم نشستہ رسول اللہ صلعم فرمود دعا کن کہ خدایتعالے آفتاب را بر گرداند تا تو نماز دیگر را در وقت بگذاری سر پای شد و علی رضی اللہ عنہ دعا کرد و آفتاب بآن موضع کہ نماز دیگر می باشد باز گشت و علی رضی اللہ عنہ نماز خود را در وقت بگذارد و اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا گوید کہ از آفتاب در وقت غروب آوازے می آمد ہمچو آواز ارہ و آنچہ بعد از وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقع شد آن بود کہ در وقت توجہ ببابل چون خواست کہ از فرات بگذرد نماز دیگر بود با طائفہ از اصحاب خود نماز دیگر را در وقت بگذارد و سایر اصحاب بگذرانیدن چہار پایان خود مشغول بودند آفتاب غروب کرد و نماز دیگر از ایشان فوت شد در آن باب سخنان گفتند چون حضرت امیر کرم اللہ وجہہ آن را شنید از خدایتعالی درخواست کہ آفتاب را باز گرداند تا اصحاب وے ہمہ نماز را در وقت گذارند خدایتعالی دعائے وے را اجابت کرد و آفتاب بجائے نماز دیگر آمد چون قوم سلام باز دادند آفتاب غروب کرد و از وے آوازے سخت ہولناک می آمد خوف بر مردم غالب شد در تسبیح و تہلیل و استغفار اشتغال نمودند عہ کشف الظنون مین ہے۔ شواہد النبوۃ فارسی لمولانا نور الدین عبدالرحمٰن بن احمد الجامی اولہ الحمد للہ الذی ارسل رسلاً مبشرین

۵ تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری ج پنجم صفحہ ۳۴۷۶ مطبوعہ لیدن (یورپ) کی یہ حدیث ہی جو نمبر ۱ صفحہ ۲۶۹ کے اُس شق کے ثبوت مین ہے جس کے ایک ہی شب مین حضرت یوشعؑ وصی موسیٰ اور علیؑ وصی محمدؐ کا قتل واقع ہوا۔

حدثنی ابن سنان القزاز قال ثنا ابوعاصم قال ثنا سُکین بن عبد العزیز قال نا حفص بن خالد قال حدثنی ابی خالد بن جابر قال سمعت الحسن یقول لما قتل علی علیہ السّلام وقد قام خطیباً فقال لقد قتلتم اللیلۃ رجلا فی لیلۃ فیہا نزل القرآن وفیہا رفع عیسیٰ بن مریم علیہما السّلام وقتل یوشع بن نون فتی موسیٰ علیہ السّلام واللہ ما سبقہ احد کان قبلہ ولا یدرکہ احد یکون بعدہ واللہ ان کان رسول اللہ صلعم لیبعثہ فی السریۃ وجبرئیل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ فلا یرجع حتی یفتح اللہ علیہ (ترجمہ)

باسناد مذکورہ حضرت امام حسنؑ سے روایت ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے تو خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی ثنا اور صفت کے بعد فرمانے لگے اے لوگو! خدا کی قسم ہے تم نے آج ایسی رات مین ایک شخص کو قتل کیا ہے جسمین کہ قرآن اُترا ہے اور جس رات مین عیسیٰ بن مریم آسمان پر اُٹھائے گئے اور جس رات مین جناب موسیٰ کے جوان یوشع بن نون قتل ہوئے جس سے پہلے لوگ سبقت نہین لے گئے اور پچھلے اوس تک نہین پہونچ سکینگے جب نبی صلعم اُنکو اپنی فوج کا سردار بنا کر بھیجا کرتے تھے تو جبرئیلؑ اون کے داہنے طرف اور میکائیل اُنکے بائین طرف ہوتے تھے جب تک کہ خدا ای تعالےٰ انکو فتح نہین دیتا تھا وہ واپس نہین ہوتے تھے۔

نمبر ۱۴ - ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی الحافظ صاحب سنن وخصائص المتوفی ۳۰۳ھ

یہ امام نسائی صحاح ستہ سے چھٹے ہین جنھون نے بھی تاریخ سفر حجۃ الوداع ۲۵ ر ذوقعدہ کی روایت کی ہے۔ چنانچہ سنن نسائی کتاب مناسک الحج سے یہ دو حدیثین نقل کیجاتی ہین جو حضرت جابر اور حضرت عائشہ سے مروی ہین۔ کہا خبر دی ہمکو یعقوب بن ابراہیم نے کہا حدیث کی مجھسے یحیی بن

اخبرنا یعقوب بن ابراھیم قال حدثنی	سعید نے کہا حدیث کی ہم سے جعفر بن محمد نے کہا حدیث کی
یحییٰ بن سعید حدثنا جعفر بن محمد	مجھسے میرے پدر امام محمد باقرؑ نے کہ مین جابر بن عبداللہ
حدثنی ابی قال اتینا جابر بن عبد اللہ	کے پاس گیا اور اُن سے رسول اللہ کے حج کا حال دریافت کیا
فسألناہ عن حجۃ النبی صلعم فحدثنا ان	انھون نے کہا کہ آپ نو سال تک مدینہ مین حج کے زمانہ مین رہے
رسول اللہ صلعم مکث بالمدینۃ تسع	پھر لوگون کو اطلاع کیگئی کہ رسول اللہ اس سال حج کو تشریف
حجج ثم اذن فی الناس ان رسول اللہ صلعم	لیجاوینگے تو بہت کثرت سے لوگ مدینہ مین آئے اس
حاج فی ھذا العام فنزل المدینۃ بشر	خیال سے کہ آپکی پیروی کرین حج کے کامون
کثیر کلھم ملتمس ان یاتم رسول اللہ صلعم	مین پھر آپ نکلے ۲۵ ذی قعدہ کو جبکہ ذیقعدہ

۵ پہلی ملاقات کرنا حضرت جابر کا امام محمد باقر علیہ السلام سے دیکھو حدیث حاشیہ نمبر (۱۳) صفحہ ۲۴۱ - اس کے بعد جبکہ حضرت جابر نابینا ہوگئے تھے تو امام محمد باقر علیہ السلام الخ سے ملکر حج نبوی کے تمام حالات دریافت فرمائے جو مضمون حدیث سے ہویدا ہے۔

ويفعل ما يفعل فخرج رسول الله صلعم لخمس بقين — کی پانچ راتین باقی تھین تو ہم لوگ بھی
من ذی القعدة وخرجنا معه — آپ کے ساتھ ہوئے۔

اخبرنا هناد بن السرى عن ابن ابى زائدة — کہا خبر دی ہم کو ہناد بن سری نے ابن ابی زائدہ سے
قال حدثنى يحيى بن سعيد قال اخبرتنى — کہا اوس نے حدیث کی مجھے یحییٰ بن سعید نے کہا خبر دی
عمرة انها سمعت عائشة تقول خرجنا — مجکو عمرہ نے کہ تحقیق سُنا مین نے حضرت عائشہ سے کہ نکلے ہم لوگ
مع رسول الله صلعم لخمس بقين من ذى القعدة — رسولخدا کے ساتھ ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ پانچ راتین ذیقعدہ کی باقی تھین

اس ۲۵ ذیقعدہ کو رسولخدا بعد نماز ظہر کے روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ مین شب بسر فرما کر ۲۶ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر کے مکہ معظمہ کی روانگی ہے۔ دیکھو نمبر ۱۱ صحیح مسلم صفحہ ۲۱۲ اور نمبر (۹) بخاری صفحہ ۱۷۱

اس ذیل کی حدیث سے ۲۶ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر کے روانگی مکہ معظمہ کے جانب کی ہے۔

اخبرنا اسحق بن ابراهيم اخبرنا النضر — خبر دی ہمکو اسحاق بن ابراہیم نے کہا خبر دی ہمکو نضر نے
قال حدثنا اشعث عن الحسن عن انس — کہا حدیث کی ہم سے اشعث نے حسن سے اُسنے انس سے کہ تحقیق
ان رسول الله صلعم صلى الظهر بالبيداء — رسولخدا نے نماز ظہر بیدا مین پڑھی پھر سوار ہوئے
ثم ركب وصعد لجبل البيداء واهل — اور بیدا مین پہاڑ پر تشریف لیگئے اور لبیک حج اور عمرہ
بالحج والعمرة حين صلى الظهر۔ — کی نماز ظہر پڑھ کر فرمائی۔

اس حدیث حضرت جابر سے ۲۶ ذیقعدہ بعد ظہر کے روانگی سے آٹھ شبون کے گذرنے پر چوتھی ذیحجہ صبح کو داخلہ مکہ معظمہ ہے

اخبرنا عمران بن يزيد قال اخبرنا — کہا نسائی نے کہ خبر دی ہمکو عمران بن یزید نے
شعيب عن ابن جريج قال عطاء — کہا خبر دی ہمکو شعیب نے ابن جریج سے کہا عطا
قال جابر قدم النبى صلعم بمكة — نے کہا جابرؓ نے کہ داخل ہوئے رسولخدا مکہ مین صبح
صبيحة رابعة مضت من ذى الحجة — کے وقت چوتھی ذیحجہ کو۔

اوسی سنن نسائی۔ ج۔ ثانی کتاب مناسک الحج مین یہ حدیث بھی ہے۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال اخبرنا عبد الله — کہا کہ خبر دی ہمکو اسحاق بن ابراہیم نے کہا کہ خبر دی ہم کو عبد اللہ

سہ۹ ترجمہ (عبد اللہ بن ادریس) تقریب التہذیب جا فط ابن حجر عسقلانی مین ہے۔ عبد الله بن ادريس بن يزيد بن عبد الرحمن الاودى ابو محمد الكوفى ثقة فقيه عابد من الثامنة مات سنة اثنتين وتسعين وله بضع وسبعون سنة وفی تہذیب التہذیب جا فط ابن حجر ج۔۵ صفحہ ۱۴۴ مطبوعہ حیدرآباد وقال العجلى ثقة ثبت صاحب سنة زاهد صالح وكان عثمانيا الخ عثمانی وہ ہین کہ جو کھلم کھلا دشمن جناب امیر تھے تاریخ کامل۔ ج ۳ صفحہ ۸۰ مین ہے وبايعت الانصار الا نفرا يسيرا منهم حسان بن ثابت وكعب بن مالك ومسلمة بن مخلد وابو سعيد الخدرى ومحمد بن مسلمة والنعمان بن بشير وزيد بن ثابت ورافع بن خديج وفضالة بن عبيد وكعب بن عجرة وكانوا عثمانية فاما حسان بن ثابت فكان شاعرا لا يبالى ما يصنع واما زيد بن ثابت فولاه عثمان الديوان وبيت المال فلما حصر عثمان قال يا معشر الانصار كونوا انصارا لله مرتين فقال له ابو ايوب ما تنصره الا انه اكثر لك من العبدان واما كعب بن مالك فاستعمله على صدقة مزينة وترك له ما اخذ منهم الخ یعنی انصار سے سب نے بیعت کی جناب امیر سے مگر ان لوگون نے جو عثمانی تھے حسان بن ثابت تو مرد شاعر تھے وہ لاابالی تھے۔ زید بن ثابت کو عثمان نے دیوان حوالہ کیا تھا اور بیت المال جب عثمان محاصرہ مین آگئے تو انھین زید بن ثابت نے کہا اے انصار تم انصار خدا ہو جاؤ دو مرتبہ تو ابو ایوب الانصاری نے کہا تو اسوجہ سے نصرت عثمان کرنا چاہتا ہے کہ بہت مال دار کر دیا ہے جس سے بہ تعداد لونڈی غلام خرید لئے ہین رہے کعب بن مالک تو عثمان نے انکو صدقات مزینہ کا عامل بنایا تھا اور جو کچھ صدقات سے لیا تھا سب اسکو چھوڑ دیا تھا اور کچھ اس سے نہین لیا۔

بن ادریس عن ابیہ عن قیس بن	بن ادریس نے اپنے باپ سے اُس نے قیس بن مسلم سے
مسلم عن طارق بن شہاب قال قال یہودی	اُس نے طارق بن شہاب سے کہ کہا ایک یہودی نے عمر سے
لعمر لو علینا نزلت ھذہ الآیۃ لاتخذناہ	اگر ہم پر یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوتی
عیدا الیوم اکملت لکم دینکم قال عمر	تو ہم اس دن کو عید قرار دیتے عمر نے کہا کہ مین جانتا ہون
قد علمت الیوم الذی انزلت فیہ واللیلۃ	جس دن یہ آیت نازل ہوئی اور وہ شب جسمین
التی انزلت لیلۃ الجمعۃ ونحن مع	نازل ہوئی وہ شب جمعہ تھی اور ہم تھے رسول اللہ کیساتھ
رسول اللہ صلعم بعرفات	عرفات مین ۔

واضح ہو کہ یہی حدیث نمبر (۱۱) صحیح مسلم مین حدیث دوم ہے جسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن ادریس کے واسطہ قیس بن مسلم کی سند سے لیلۃ جمع کے لفظ کے ساتھ بیان کیا ہے اور حدیث مذکورہ مین اسحاق بن راہویہ نے عبد اللہ بن ادریس اور قیس بن مسلم کے واسطہ طارق بن شہاب سے لیلۃ الجمعہ کے لفظ سے کہا ہے جسکو علامہ نووی نے لیلۃ المزدلفہ یعنی شب دہم ذی الحجہ مانا ہے پس عرفات مین پنجشنبہ ہوا یعنی ۹ ذیحجہ عرفہ (پنجشنبہ) آنے والی شب دھم ذیحجہ شب جمعہ جن سب کا ابطال اور اسکا اختلاف بخاری و مسلم و ترمذی مین بوجوہ کامل گذر چکا ہے عبد اللہ بن ادریس عثمانی ہے جو حضرت امیر کا مخالف تھا اور قیس بن مسلم مرجیہ (خارجی) ہے جسکے بارے مین رسول اللہ کی حدیث ہے کہ اون کے واسطے کچھ حصّہ اسلام مین نہین جسکے راوی ابن عباس عمر بن خطاب ابن عمر رافع بن خدیج ہین دیکھو صـ ۲۴۲

علاوہ ان وجوہ کے نمبر (۹) بخاری صـ ۱۸۳ مین طبری کی مخرجہ حدیث ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس کے سند سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا دوشنبہ کے دن نازل ہونے کی جو روایت نقل ہے اس کو اسحاق بن راہویہ نے محمد بن حرب کے واسطہ ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس سے سورۂ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم کا دوشنبہ کے دن نازل ہونا روایت کی ہے اور امام نسائی نے سورۂ مائدہ حضرت کے آخر عمر مین نازل ہونے کی روایت اخراج کی ہے دیکھو صفحہ ۲۲۱ کتاب ہذا پس اسحاق کی ایک روایت آیہ موصوفہ کے نازل ہونے کی عرفہ (پنجشنبہ) کی دوسری روایت دوشنبہ کے دن کی ہے جس نے عرفہ کی روایت کو خود اپنی ہی روایت سے غلط کر دیا ۔

تیسری روایت جو ربیع بن انس کی سند سے حجۃ الوداع مین مابین مکہ و مدینہ کے وارد ہے وہ بھی اسحاق نے عبد اللہ بن ابی جعفر کے واسطہ ربیع بن انس سے حجۃ الوداع مین سفر کی حالت مین سورۂ مائدہ کے نازل ہونے کی روایت اخراج کی ہے جس کی تفصیل آگے نمبر (۱۵) طبری مین آئیگی ۔ پس آیہ موصوفہ کا نزول یوم عرفہ مین ہر صورت اور ہر شکل سے باطل ہوگیا ۔

صـ ۱۹۳ مین آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک کا نزول واقعہ غدیر مین حدیث ولایت (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کے اعلان و اظہار کیلئے امام محمد باقرؑ کی سند سے علامہ عینی حنفی اپنے عمدۃ القاری شرح بخاری مین وارد کر چکے ہین انھین امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت آیہ "اکمال دین" کے نزول کی واقعہ غدیر مین تفسیر مجمع البیان طبرسی سے صـ ۱۷۰ مین مذکور ہے جسکے بعد ۸۱ یوم رسول اللہ صلوات اللہ علیہ زندہ رہے یہی مدت ابن جریج سے جو شیوخ حدیث سنن نسائی ہین وارد ہے ۔

اب ہم محمد بن المثنی کی مخرجہ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر کو بیان کرتے ہیں جنسے شیخ مسلم صاحب نے حدیث آیہ اکمال دین کی عرفہ میں نازل ہونے کی وارد کی ہے اور جس میں یوم جمعہ مشکوک کہا گیا ہے۔

چنانچہ خصائص نسائی صہ ۶۶ حدیث نمبر ۷۸ مطبوعہ کلکتہ مطبع مظہر العجائب ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۶ء لکھی جاتی ہے۔

ابنا نا محمد بن المثنی قال حدثنا یحیی	خبر دی ہم کو محمد بن مثنی نے کہا حدیث کی ہم سے یحیی
بن حماد قال اخبرنا ابو عوانہ عن	بن حماد نے کہا خبر دی ہم کو ابوعوانہ نے سلیمان (اعمش)
سلیمان قال حدثنا حبیب بن ابی ثابت	سے کہا حدیث کی ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے ابی طفیل
عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال	سے اُس نے زید بن ارقم سے وہ کہتے ہیں جبکہ
لما رجع رسول اللہ صلعم من حجۃ الوداع	رسول خدا حجۃ الوداع سے واپس ہوئے اور
ونزل غدیر خم امر بدوحات فقمن	غدیر خم میں اترے تو منبر کے رکھنے کا حکم دیا
ثم قال کانی قد دعیت فاجبت انی	سو منبر رکھا گیا۔ پھر فرمایا گو کہ میں بلایا گیا ہوں
قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر	اور میں نے قبول کیا ہے سو میں تم میں دو گرانقدر
من الآخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی	چیزیں چھوڑتا ہوں ایک دوسرے سے بڑی ہے۔ ایک قرآن
فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما	مجید دوسرے عترت میری جو میرے اہلبیت ہیں پس
لن یفترقا حتے یردا علی الحوض ثم	نظر کرو کہ کسطرح معاملہ کروگے تم بعد میرے بیچ اُنکے کہ وہ
قال ان اللہ مولای وانا ولی کل	ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ آویں میرے پاس
مومن ثم اخذ بید علی فقال من	حوض پر پھر فرمایا کہ خدا میرا ولی ہے اور میں ولی ہر مومن کا پھر
کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال	آپ نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جسکا میں ولی ہوں اُسکا یہ
من والاہ وعاد من عاداہ فقلت	بھی ولی ہے۔ الہی دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے
لزید سمعتہ من رسول اللہ صلعم قال	اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔ ابوطفیل کہتے ہیں
ما کان فی الدوحات احد الا راہ بعینیہ	کہ میں نے زید بن ارقم سے کہا کہ تمنے رسولخدا سے یہ حدیث سُنی ہے
وسمعہ باذنیہ	اُسنے کہا کہ منبر کے پاس کوئی نہ تھا مگر کہ اسکو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سُنا

نمبر (۴۹) کی یہ حدیث ہے

عن المھاجر بن مسمار عن عائشۃ بنت	مہاجر بن مسمار نے عائشہ بنت سعد اور عامر بن سعد سے
سعد وعامر بن سعد عن سعد ان رسول	انھوں نے سعد سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے خطبہ پڑھا
اللہ صلعم خطب فقال اما بعد ایھا الناس	بعد حمد و صلوٰۃ کے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو میں تمھارا ولی
فانی ولیکم قالوا صدقت ثم	ہوں۔ اصحاب نے عرض کیا کہ آپ نے سچ کہا پھر حضرت
اخذ بید علی فرفعھا ثم قال ھذا ولیی	نے جناب علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا پھر فرمایا یہ میرا ولی ہے

والمؤدّی عنّی وال اللھم من والاہ وعاد اللھم من عاداہ	اور میری طرف سے احکام پہونچانے والا ہے الٰہی دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اُس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو

اسی حدیث کی مؤید یہ روایت ہے جبکو حضرت نے حجۃ الوداع میں فرمایا ہے امام احمد نے لفظ حجۃ الوداع کے ساتھ ترمذی اور نسائی[۵۱] نے بدون لفظ حجۃ الوداع کے اخراج کی ہے۔

عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادۃ السّلولی قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منہ ولا یؤدّی عنی الا انا او علی۔	ابی اسحاق نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون اور نہ ادا کرے میری طرف سے کوئی مگر مین یا علی۔

نمبر (۱۵) امام محمد ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ

تاریخ الرسل والملوک مطبوعہ (لیڈن۔ یورپ) اور تفسیر جامع البیان طبری مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ بار ثانی مطبوعہ ۱۳۲۶ھ

یہ ابن جریر طبری بھی اپنی تاریخ مذکورہ کے ج۔ اول حصہ چہارم ص ۱۷۱۵ مین اسی ۲۵ ذیقعدہ کی روایت کی ہے جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین

قال ابن جریر فلما دخل ذو القعدۃ من ھذہ السنۃ اعنی (۱۰) تجھز النبی الی الحج فامر الناس بالجھاز لہ فحدثنا ابن حمید ثنا سلمۃ عن ابن اسحاق عن عبد الرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشۃ زوج النبی صلے اللہ علیہ وسلم قالت خرج النبی صلعم الی الحج لخمس لیال بقین[۵۲] من ذی القعدۃ	کہا ابن جریر طبری نے جبکہ داخل ہوا مہینہ ذیقعدہ ۱۰ھ تو رسولخدا نے حج کے لئے تیاری فرمائی اور لوگون کو بھی تیاری کا حکم دیا پس حدیث بیان کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے سلمہ نے ابن اسحاق سے اُسنے عبدالرحمٰن بن قاسم سے اُس نے اپنے پدر قاسم سے اُسنے حضرت عائشہ زوجہ رسول خدا سے کہ نکلے رسولخدا حج کے ارادے سے ۲۵ ذیقعدہ[۵۲] کو جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین۔

---

[۵۱] النسائی ابو عبد الرحمٰن بن شعیب بن علی الخراسانی ثم المصری الحافظ احد الائمۃ المبرزین والاعلام الطوافین والحفاظ المتقنین حتی قال الذھبی ھو احفظ من مسلم مات سنۃ ثلاث وثلٰثمائۃ۔ (از زرقانی علی المواہب) کشف الظنون مین ہے خصائص فی فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ للامام ابی عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی الحافظ المتوفی ثلاث وثلٰثمائۃ سنۃ ۳۰۳ فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر مین ہے واوعب من جمع مناقبہ (ای مناقب علی) من الاحادیث الجیاد النسائی فی الخصائص

[۵۲] اہل تنجیم بھی قمری مہینے کو ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ سے کثیر الوقوع اور سال مین ۲ مہینے یکے بادیگرے ۳۰ سے ممکن الوقوع قرار دیا ہے مثلاً محرم ۳۰ صفر (۲۹) سے کل بارہ مہینے ۳۵۴ دنمین ختم ہین جبکو اصطلاح مین بسیطہ اور ۳۵۵ دنوں کو کبیسہ کہتے ہین جیسا کہ مفتاح الرشاد میح الدین خانبہادر ص ۱۳ مطبوعہ آفتاب عالمتاب کلکتہ ۱۲۶۴ھ مین ہے۔ ارباب زیج از اہل اسلام مقرر کردند کہ از محرم تا آخر بسبیل تعاقب اول سی روزہ و دوم بست و نہ روزہ گرفتند درین سال ہم بسیطہ وکبیسہ باعتبار آوردند کہ بسیطہ سیصد و پنجاہ و چہار یوم باشد وکبیسہ سیصد و پنجاہ و پنج یوم وآن چنان است کہ ہر سی سال را قرنے قرار دادند و در ہر قرن نوزدہ سال کبیسہ است یعنی بفرض آنکہ اول سی روزہ و دوم بست و نہ روزہ باشد می باید کہ ذیحجہ ہمیشہ بست و نہ روزہ باشد لکن در ہر قرن یازدہ سال ذیحجہ را سی روزہ گیرند۔

حدیث مذکورہ مین حضرت عائشہ نے تاریخ سفر (۲۵ ذیقعدہ) کا دن نہین بتایا عرفہ ۹ ذیحجہ جمعہ کی روایت سے مراجعت مین ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) آتا ہے اور رسول خدا نے بعد نماز ظہر کے سفر فرمایا ہے اس لئے بعض لوگون نے ۲۶ ذیقعدہ تاریخ سفر کی قرار دی ہے جس سے چار راتون باقی پر سفر فرمانا واقع ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ عینی حنفی اپنے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۵۲۷ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین لکھتے ہین۔

فکان خروجہ من المدینۃ الی مکۃ لاربع	پس نکلے رسولخدا مدینہ سے طرف مکہ کے جبکہ چار راتین
بقین من ذی القعدۃ	ذیقعدہ کی باقی تھین۔

اسی ۲۶ ذیقعدہ کو علامہ شبلی نعمانی نے اپنے سیرت النبی۔ ج۔ ثانی مین اور مولانا امین اللہ نے اپنی کتاب قصیدہ عظمیٰ مین اختیار کرکے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (جمعہ) کا دن لائے ہین دیکھو صفحہ ۲۸ و ۳۵ کتاب ہذا جس سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیرخم کو یکشنبہ لایا گیا ہے جیساکہ تاریخ بدایہ والنہایہ ورق ص ۲۳۹ (جسکا قلمی نسخہ سنہ ۹۲ھ کا نوشتہ کتبخانہ خدابخش خان وکیل واقع بانکی پور پٹنہ) مین ہے

لما تفرغ علیہ السلام من بیان المناسك	جب رسالتمآب صلوات اللہ علیہ بیان مناسک حج سے
رجع الی المدینۃ بین ذلك فی اثناء	فارغ ہوئے اور مدینہ کیجانب پلٹے تو اثنا راہ مین ۱۸
الطریق فخطب خطبۃ عظیمۃ فی الیوم الثامن	ذیحجہ (سنہ ۱۰ھ) کو خطبہ عظیم الشان پڑہا اور حضرت بروز یکشنبہ
عشر من شھر ذی الحجۃ عامئذ وکان یوم الاحد	غدیرخم مین ایک درخت کے نیچے جو وہان تھا مقیم ہوئے
بغدیر خم تحت شجرۃ ھناك فبین	پس بیان کیا اس خطبہ مین چند چیزون کو اور
فیھا اشیاء وذکر من فضل علی وامانتہ	ذکر کیا فضیلت اور امانت اور عدالت علیؑ کو
وعدلہ وقربہ الیہ ما ازاح بہ کان فی	اور زایل کردیا اون باتون کو جو اکثر لوگون کے دلون
نفوس کثیر من الناس منہ ونحن نورد	مین علیؑ علیہ السلام کے نسبت پیدا ہوگئے تھے اور
عیون الاحادیث الواردۃ فی ذلك ونبین	ہم اُن حدیثون کو جو اس باب مین وارد ہوئی ہین
فیھا من صحیح وضعیف بحول اللہ وقوتہ و	بعینہٖ لکھتے ہین اور انمین جو صحیح و ضعیف ہین خدا کی
عونہ وقد اعتنی بامر ھذا الحدیث	قوت اور قدرت سے بیان کرتے ہین اور اس حدیث

[1] عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مجلد ۳۔ ص ۵۳۳ مین ہے بات بہ لیلۃ الاربعاء وھو صبیحۃ رابع عشرۃ واقام عشرۃ ایام کما ذکر فی حدیث انس ثم نھض الی المدینۃ یعنی رسولخدا نے شب چہارشنبہ ۱۴ ذیحجہ ابین شب بسر فرمائی وہ صبح ۱۴ ذیحجہ) تھی کہ دس دن مکہ معظمہ مین قیام کے حدیث انس کے مطابق ہوئے کہ حضرت نے مدینہ کیجانب مراجعت فرمائی۔ یہی مضمون سیرۃ النبی شبلی ص ۱۳۱ مین ہے کہ "رسولخدا نے مکہ معظمہ سے ۱۴ ذیحجہ کو نماز صبح کے بعد مراجعت فرمائی اسیوقت قافلہ اپنے اپنے مقام سے روانہ ہوگیا" پس ۱۸ ذیحجہ یوم غدیرخم پانچویں دن دوپہر کے بعد پہونچے۔ ابھی صرف تین منزلون کی مسافت ۸۲ میلوں کا راستہ طے ہوا ہے تقریباً دو حصہ مسافت کا ذوالحلیفہ تک پہونچنے کو باقی ہے جسکے ثبوت مین (کتاب چہار باب شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص ۲۳ مطبوعہ مصطفائی محمود نگر لکھنؤ سنہ ۱۲۵۸ھ مین ہے کہ جحفہ بر سہ منزل از مکہ میقات شامیان است اور ذوالحلیفہ دہ منزل از مکہ میقات مدنیان است ۱۲

حاجی حلیم الدین اپنے رسالہ حج مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ سنہ ۱۹۱۲ء ص ۲ مین لکھتے ہین "مدینہ منورہ کا سفر اکثر گیارہ دن مین طے ہوتا ہے بعض منزلین بہت سخت ہین ظہر سے سوار ہوتے ہین اور تمام رات چلتے ہین اور دوسرے دن آٹھ ۹ بجے جائے قیام پر پہونچتے ہین" غالباً انھین سخت منزلون کی وجہ سے یہ تین منزلین مکہ سے جحفہ تک پانچوین دن ۱۸ ذیحجہ کو دوپہر گذرنے پر طے ہوسکین باقی سات منزلین ذوالحلیفہ تک طے ہونے کے لئے باقی ہین جہان سے مدینہ منورہ چھ میل کو واقع ہے۔

ابوجعفر محمد بن جریر الطبری صاحب التفسیر و التاریخ فجمع فیہ مجلدین

کی طرف ابوجعفر محمد بن جریر طبری صاحب تفسیر و تاریخ نے خاص توجہ کی ہے اور دو جلدین مرتب کی ہین۔

عبارت مذکورہ مین ۱۸ ذیحجہ کو یکشنبہ ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (شنبہ) سے یعنی چار شبون باقی سے سفر حج فرمانا ۲۶ ذیقعدہ سے قرار دیا ہے جسکی تفصیل مین حافظ ابن حجر عسقلانی اپنے فتح الباری شرح صحیح بخاری مجلد ۱۸۔ باب حجۃ الوداع صہ ۸۵ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۷ھ مین لکھتے ہین۔

من حدیث ابن عباس ان خروجہ من المدینۃ کان لخمس بقین من ذی القعدۃ اخرجہ المصنف فی الحج واخرجہ هو و مسلم من حدیث عائشۃ مثلہ وجزم ابن حزم بان خروجہ کان یوم الخمیس وفیہ نظر لان اول ذی الحجۃ کان یوم الخمیس قطعا لما ثبت و تواتر ان وقوفہ بعرفۃ کان یوم الجمعۃ فتعین ان اول الشهر یوم الخمیس فلا یصح ان یکون خروجہ یوم الخمیس بل ظاهر الخبر ان یکون یوم الجمعۃ لکن ثبت فی الصحیحین عن انس صلینا الظهر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ اربعا وبذی الحلیفۃ رکعتین فدل علی ان خروجهم لم یکن یوم الجمعۃ فما بقی الا ان یکون خروجهم یوم السبت ویحمل قول من قال لخمس بقین ای ان کان الشهر ثلاثین فاتفق ان جاء تسعا وعشرین فیکون یوم الخمیس اول ذی الحجۃ بعد مضی اربع لیال لا خمس وبهذا تتفق الاخبار هکذا جمع الحافظ

حدیث ابن عباس مین ہے کہ حضرت کا مدینہ سے روانہ ہونا اسوقت ہوا جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین اور بخاری نے اس حدیث کو حج مین ذکر کیا ہے اور بخاری و مسلم نے حدیث عائشہ سے بھی مثل اسکے روایت کی ہے اور ابن حزم نے یقین کیا ہے کہ حضرت کی روانگی بروز پنجشنبہ تھی مگر اس مین نظر (تامل) ہے اس لئے کہ اس سال پہلی ذیحجہ یقیناً پنجشنبہ کو تھی وہ بتواتر ثابت ہے کہ حضرت کا وقوف عرفہ فرمانا بروز جمعہ تھا تو معین ہوگیا کہ ذیحجہ کی پہلی پنجشنبہ تھی لہذا حضرت کی روانگی بروز پنجشنبہ نہین ہوسکتی بلکہ ظاہر خبر یہ ہے کہ حضرت کی روانگی بروز جمعہ ہوئی لیکن صحیحین مین انس نے روایت کی ہے کہ ہم لوگون نے نماز نبی صلوات اللہ علیہ کے ساتھ مدینہ مین چار رکعت ذوالحلیفہ مین دو رکعت پڑھی یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان حضرت کی روانگی بروز جمعہ نہ تھی لہذا اب کوئی بات باقی نہ رہی بجز اس کے کہ ہم قائل ہون کہ ان حضرت کی روانگی بروز شنبہ ہوئی اور انلوگونکا قول جنھون نے کہا ہے کہ پانچ راتین باقی رہی تھین اس سے مراد یہ ہو کہ اگر ۳۰ دن کا مہینہ ہو (تب پانچ راتین باقی رہینگی) مگر اتفاق یہ ہوا کہ ۲۹ کو چاند نکلا لہذا یوم پنجشنبہ پہلی ذیحجہ ہوئی چار راتون گذرے پر نہ پانچ راتون پر اور اس تقریر سے موافقت ہوجائیگی اخبار مین اور اسیطرح جمع کیا ہے۔

عماد الدین بن کثیر بین الروایات وقوی	عماد الدین ابن کثیر نے روایات مین اور اس جمع کرنے
هذا الجمع بقول جابر انه خرج لخمس	کی تقویت اس قول جابر سے کی ہے کہ انھون نے کہا ہے کہ حضرت
بقين من ذی القعدة او اربع وکان	اسوقت روانہ ہوئے کہ پانچ راتین ذیقعدہ کی یا چار راتین
دخوله صلى الله عليه وسلم مكة صبح رابعة	باقی تھین اور حضرت صلعم مکہ مین چوتھی ذیحجہ صبح
كما ثبت فی حديث عائشة وذلك يوم	کو داخل ہوئے جیسا حدیث عائشہ مین ہے اور یہ
الاحد وهكذا ايؤيد ان خروجه من	دن یکشنبہ تھا۔ یہ مؤید ہے اس بات کا کہ حضرت کی
المدينة كان يوم السبت كما تقدم	روانگی بروز شنبہ ہوئی جیسا کہ گذرا اس بنا پر راتے
فيكون مكثه فی الطريق ثمان ليال وهی	مین حضرت کو آٹھ راتین گذرین یہ مسافت
المسافة الوسطى	وسطی ہے۔

عبارات مذکورہ حافظ ابن حجر سے ابن عباسؓ اور حضرت عائشہ کی روائتین جو متعدد طریقہ کی یحیٰی بن سعید کے واسطہ سے صحیحین (بخاری اور مسلم) مین مذکور ہین۔

نیز حضرت جابر کی روایت وہ بھی یحیٰی بن سعید کے واسطہ سے مروی ہے اور حضرت جابر کی دوسری روایت چوتھی ذیحجہ کے داخلہ کی ہے دیکھو صفحہ ۲۷۱

یہ سب کی سب ۲۵ ذیقعدہ یعنی پانچ شبون باقی ذیقعدہ کی ہین جس سے چوتھی ذیحجہ کی صبح داخلہ مکہ معظمہ تک کل ۹ راتین ہوئین جسکی ایک شب ۶ میل مدینہ سے باہر ذوالحلیفہ مین بسر فرمانے کی گذری اور ۲۶ ذیقعدہ کو ظہر کے بعد سے روانگی مسلسل ہے جسکی آنے والی شب ۲۷ ذیقعدہ و ۲۸ ذیقعدہ و ۲۹ ذیقعدہ و ۳۰ ذیقعدہ تا چوتھی ذیحجہ صبح ۸ راتین ہوئین۔

لیکن ۲۹ ذیقعدہ سے کل سات راتین ہوتی ہین جو دس منزلون کے طے کرنیکو بالکل ناممکن ہین اس لئے ۲۹ کی رویت چار شبون باقی ذیقعدہ کی تاریخ ہرگز صحیح نہین ہے اور نہ ہوسکتی ہے۔ ایسے ہی ۲۶ ذیقعدہ کی تاریخ سفر قرار دینا بھی صحیح نہین ہے اور جو حضرت جابر کی روایت مین پانچ باقی تھے یا چار کا فرضی پردہ ڈالا گیا ہے وہ بھی صحیح نہین ہے دیکھو صفحہ ۲۷۱-۲۷۰

کیونکہ یہ روایت اور صحیحین والی کل روایتین یحیٰی بن سعید کے واسطہ والی سب پانچ شبون باقی ذیقعدہ کی ہین۔ یہ سب روایتین صحاح ستہ کی ہین جنکی روایتون کو غیر صحاح ستہ کی فرضی روایت باطل نہین کرسکتی جبکہ اسکا وجود بھی نہ ہو۔ حضرت جابر کی روایت کو علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین اسی پانچ باقی ذیقعدہ پر سفر حج فرمانے کی وارد کی ہے اس مین کوئی ذکر پانچ یا چار باقی کا نہین ہے، اور اگر ایسا ہوتا بھی تو اُس سے ۲۵ یا ۲۶ ذیقعدہ مراد لیا جاتا جیسا کہ بعض لوگون نے اختیار کیا ہے۔ ہم نے حاشیہ گذشتہ صفحہ ۲۷۵ مین ثابت کیا ہے کہ مکہ سے ذوالحلیفہ تک ۱۰ منزلین ہین جسمین صرف تین منزلین مکہ سے جحفہ غدیر خم تک پانچ دن مین طے ہوئین اور سات منزلین ابھی باقی ہین۔ اس لحاظ سے ماہ ذیقعدہ پانچ شبون باقی والی روایت سے کمی کی ترمیم ناممکن ہے ہم نے صحیحین کی روایت کو اور صحابہ کے بیان سے پانچ شبون باقی کی روایت صحیح مان لیا ہے ورنہ اس مدت مین بھی بالکل کلام ہے یہ منزلین آٹھ شبانہ روز مین ہرگز طے نہین ہوسکتین لوگون نے اسمین تصرف کرکے پانچ شبون کو بیان کیا

اور علاوہ اسکے صحیح مسلم اور سنن نسائی اور تفسیر جامع البیان طبری کی روایت سے ۹ ذی الحجہ عرفہ کو پنجشنبہ کہا گیا ہے جس سے یکم ذی الحجہ (چہارشنبہ) ۲۹ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۸ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۷ ذیقعدہ (یکشنبہ) ۲۶ ذیقعدہ (شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (جمعہ) کا دن ہوتا ہے۔ جس جمعہ کو انکی روایت باطل کر چکی ہے پس ۲۹ کی رویت ۴ شبوں والی بالکل دروغ اور باطل ہے جس جمعہ عرفہ ۹ ذی الحجہ کی صحیح ہو جانے کے لئے یہ تمام کارروائیاں کی گئی ہیں وہ یوم جمعہ اور شب جمعہ کی اختلاف روایت سے حدیث مضطرب میں داخل ہونا چاہئے۔

انھیں صحاح ستہ کی روایات ۲۵ ذیقعدہ (۵ شبوں باقی) سفر حجۃ الوداع سے یوم عرفہ جمعہ باطل ہو چکا ہے جسکو حافظ ابن کثیر ۲۵ ذیقعدہ کو یوم شنبہ قرار دیکر ۴ شبوں باقی سے یعنی ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) سے یکم ذی الحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذی الحجہ عرفہ (جمعہ) کا ذکر لائے ہیں جسکو اہالی مکہ کے رویت پر حوالہ کرتے ہیں۔ حالانکہ اس سفر حج میں رسول خدا کے ہم رکاب ایک لاکھ سے زائد صحابی تھے جو مدینہ سے مکہ یعنی شمال سے جنوب کی طرف سفر کر رہے تھے جس سے مغرب کے رخ نظر پڑنا آسان تھا بلکہ لازمی طور سے ۲۹ تاریخ کو مطلع پر نظر ڈالنا اسلامی فرض تھا جو ضرور ہوا لیکن ۲۹ کی رویت نہیں ہوئی جسکے لئے اہالی مکہ (گمنام) کے ۲۹ ذیقعدہ کی رویت سے عرفہ جمعہ کو حج کیا گیا اور مراجعت پر اہالی مدینہ کے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کی رویت سے یکم ذی الحجہ (جمعہ) جو حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ اور حضرت جابر کے پانچ شبوں گذرنے پر واقع ہوا یہ صحابہ حجۃ الوداع کے سفر میں ہمراہ رسول خدا تھے۔

چونکہ دروغ بات کبھی بنائے نہیں بنتی اس لئے حافظ ابن کثیر کو مجبوراً ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ سے یکم ذی الحجہ جمعہ (۹ ذی الحجہ عرفہ کو (شنبہ) ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ) لانا پڑا۔

چنانچہ اسی فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی جلد ۱۸ صـ ۹۵ باب مرض النبی میں امام سہیلی کے جواب میں یکم ذی الحجہ کو جمعہ کا دن ہونا قبول کرنا پڑا۔

وقد استشکل ذلك السهیلی ومن	لیکن امام سہیلی اور انکے تابعین نے اس قول پر کہ حضرت کی وفات
تبعه اعنی کونه مات یوم الاثنین ثانی	دوشنبہ کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوئی بڑا بھاری اشکال
عشر شهر ربیع الاول وذلك انهم	وارد کیا ہے کیونکہ اسپر توسب کا اتفاق ہے کہ غرۂ ذی الحجہ
اتفقوا علی ان ذی الحجة کان اوله یوم	پنجشنبہ تھا اگر تینوں مہینے پورے تیس[۳۰] دن کے ہوں یا انتیس[۲۹]
الخمیس فمهما فرضت الشهور الثلاثة	یا بعض تیس[۳۰] کا بعض انتیس[۲۹] کا تو کسی صورت سے
توام اونواقص او بعضها لم یصح و	تاریخ و دن ٹھیک نہیں ہوتا اور علامہ بارزی اور حافظ
هو ظاهر لمن تامله واجاب البارزی	ابن کثیر نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ تینوں
وابن کثیر باحتمال وقوع الاشهر الثلاثة	مہینے پورے ۳۰ دن کے ہوں مگر اہل مکہ و مدینہ میں
کوامل وکان اهل مکة والمدینة	اختلاف ہوا ہو بایں طور کہ اہل مکہ نے ۲۹ ذیقعدہ
اختلفوا فی رویة هلال ذی الحجة	چہارشنبہ کی شام شب پنجشنبہ میں ذی الحجہ کا چاند
فرأه اهل مکة لیلة الخمیس لم یراه	دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کی

اهل المدينة الا ليلة الجمعة فحصلت الوقفة برويت اهل مكة ثم رجعوا الى المدينة فارخوا برويت اهلها فكان اول ذى الحجة الجمعة واخره السبت واول المحرم الاحد واخره الاثنين واول الصفر الثلاثاء واخره الاربعاء اول ربيع الاول الخميس فيكون ثانى عشر الاثنين

شام شب جمعہ میں ذی حجہ کا چاند دیکھا ہو تو بسبب رویت اہل مکہ تردد ہوا جب مدینہ آئے تو یہاں کی رویت سے جمعہ پہلی ذی الحجہ قرار پائی (۱۰ ذالحجہ جمعہ ۹ ذیحجہ عرفہ شنبہ ۱۸ ذیحجہ دوشنبہ) ۲۹ ذیحجہ جمعہ ۳۰ ذیحجہ شنبہ اول محرم یکشنبہ ۳۰ محرم دوشنبہ اور اول صفر سہ شنبہ ۳۰ صفر چہارشنبہ اول ربیع الاول پنجشنبہ ہیں ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا۔

بالآخر ابن کثیر کو ۳۰ ذیقعدہ کامل سے یکم ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (شنبہ) ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر (دوشنبہ) لانا پڑا جسکی وجہ سے تینوں مہینے ذیحجہ، محرم، صفر سے یکم ربیع الاول پنجشنبہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہوا۔

یہ جواب ابن کثیر کا خلاف اصول کے صحیح نہیں ہے جمہور ارباب سیر ابن اسحاق[1]، واقدی[2]، ابن سعد[3]، ابو عمر[4] صاحب استیعاب، ابن اثیر[5] صاحب اسد الغابہ فی الصحابہ، صاحب تاریخ مراۃ الزمان سبط ابن جوزی[6] (سیرت) دمیاطی[10] وصاحب عیون الاثر[8]، اور صاحب المنتقی الکازرونی[9]، ومغلطائی[11] وغیرہ مین ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یعنی یکم صفر (پنجشنبہ) ۱۲ صفر (دوشنبہ) آچکا ہے اور جواب مذکورہ مین ۳۰ صفر (چہارشنبہ) یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) لائے ہین جسکی وجہ سے ۹ ذیحجہ عرفہ یوم شنبہ سے ۳۰ صفر چہارشنبہ تک ۸۱ دن ہوتے ہین لیکن ماہ صفر اور اسکے ساتھ یوم چہارشنبہ واقع ہوا پھر بھی ۹ ذیحجہ عرفہ کو شنبہ اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ آیا جو تاریخ بدایۃ والنہایۃ ابن کثیر مین یکشنبہ لایا گیا ہے اور بارہ[12] ربیع الاول تک ۹۳ دن ہوتے ہین اسی مدت کو ۱۴ ربیع الاول پر صاحب سیرۃ حلبی نے اختیار کیا ہے دیکھو صہ ۱۲۷ کتاب ہذا۔

اور سیرت انسان العیون حلبی جلد ۳ صہ ۳۸۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ اور صہ ۳۹۱ مطبوعہ بار ثانی سنہ ۱۳۲۹ھ مین ہے۔

توفى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو فى صدر عائشة وذلك يوم الاثنين حين زاغت الشمس لاثنتى عشر ليلة خلت من ربيع الاول هكذا ذكره بعضهم وقال السهيلى لا يصح ان يكون وفاته يوم الاثنين الا فى ثالث عشرة او رابع عشرة لاجماع المسلمين

وفات فرمائی رسول اللہ صلوات اللہ علیہ نے صدر عائشہ پر اور یہ دوشنبہ کا دن تھا بوقت ٹیڑھے ہوجانے آفتاب کے جبکہ بارہ راتین خالی ہوئین ربیع الاول کی ایسے ہی ذکر کیا ہے بعضون نے اور سہیلی نے کہا ہے نہین صحیح ہے یہ کہ ہو وفات دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول مگر ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول اجماع مسلمین سے۔

---

[10] توثیق (دمیاطی) تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے الدمیاطی شیخنا الامام العلامۃ الحافظ الحجۃ الفقیہ النسابۃ شیخ المحدثین شرف الدین ابو محمد عبد المؤمن بن خلف بن ابی الحسن الیونی الدمیاطی الشافعی الخ

ایضاً کشف الظنون حصہ اول مین بذکر سیرت مذکور ہے وصنف فیہ الحافظ الکبیر عبد المومن بن خلف الدمیاطی المتوفی خمس وسبعمائۃ سنہ ۷۰۵ھ

ایضاً سیرۃ النبی (شبلی) ج۔ اول مین ہے۔ سیرۃ دمیاطی حافظ عبد المومن دمیاطی المتوفی سنہ ۷۰۵ھ کی تصنیف ہے اس کتاب کا نام المختصر من سیرۃ سید البشر ہے

امام سہیلی بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے وفات سے انکار کرکے آگے تجاوز کرگئے اور ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات اجماع مسلمین سے کہتے ہین حالانکہ خود انکا قول ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) جس سے یکم صفر (پنجشنبہ) بارہ صفر (دوشنبہ) آتا ہے دیکھو حاشیہ صـ۳۳ کتاب ہذا۔

پھر اسکے بعد یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) نہین آسکتا۔ خود امام سہیلی اور ابن اسحاق سے (جن کے سیرۃ کے شارح ہین) ۲۹ صفر پنجشنبہ سے یکم صفر (پنجشنبہ) ۱۲ صفر (دوشنبہ) ہے بلکہ کل ارباب سیر اسی مغالطہ مین آگئے جس کے بعد یکم ربیع الاول (جمعہ) بارہ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوتا ہے یعنی گیارہ ربیع الاول دوشنبہ (وفات النبی) صحیح صحیح برآمد ہوئی لیکن امام سہیلی اپنے زعم مین ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) عرفہ ۹ ذی الحجہ جمعہ کے خیال مین لاتے ہوئے سمجھے ہوئے ہین جو انکا خیال غلط ہے کیونکہ ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) سے مراجعت مین ۲۵ صفر (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ کثیر الوقوع بسیطہ سے ہوا۔ دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک ابن سعد کا پہلا خانہ صـ۱۹ جسمین ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ شنبہ ہے اگر ماہ صفر ۳۰ کا لیا جائے تو یکم صفر (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع کبیسہ سے ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف (ب) ممکن الوقوع کا دوسرا خانہ صـ۲۱ اس مین بھی ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) ہوا۔

واضح ہو کہ حافظ ابن کثیر کے اوس قول سے جو اوپر گذرا ۹ ذیحجہ عرفہ سے بارہ ربیع الاول تک ترانوے ۹۳ دن اور سہیلی کے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول اجماع مسلمین سے ترانوے ۹۳ دن ہوتے ہین۔ چونکہ آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد رسولخدا اکاسی ۸۱ دن زندہ رہے اس لئے ۹ ذیحجہ عرفہ کی روایت دروغ ثابت ہوگئی اور ۱۸ ذیحجہ سے ۱۴ ربیع الاول تک ۸۴ دن اور گیارہ ربیع الاول پر اکیاسی ۸۱ دن ہوتے ہین۔ جس سے چار دن کا فرق گیارہ سے چودہ ربیع الاول تک ہوتا ہے، از روے حدیث اکیاسی ۸۱ یوم کی مدت صحیح ملجاتی ہے اور ۹۳ دن والی مدت صحیح نہین ہوتی جس سے بارہ دن کا تفاوت ہوجاتا ہے۔ اگر اجماع مسلمین والے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) قرار دیا جائے تو اس سے ۱۸ ذیحجہ کو دوشنبہ کا دن اور عرفہ کو سنیچر کا دن ہے اور سنیچر کے دن کی کوئی روایت نہین اور دوشنبہ کے دن کی یہ روایت ہے جسکو حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ ج۔ ۱۸ صـ۱۶۸ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین (جس روایت مین سفیان نے عرفہ کے دن جمعہ ہونے مین شک کیا) وارد کیا ہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لھیعۃ عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ نزلت یوم الاثنین ۔	ابن جریر طبری نے ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس کی سند سے کہا ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا۔

حافظ ابن حجر نے جس روایت مذکورہ کا طبری کی سند سے ابن لہیعہ کے واسطہ ابن عباس سے روایت کی ہے وہ سورۂ مائدہ کے ساتھ ہے جسکو حافظ موصوف نے چھوڑکر صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کو بیان کیا ہے۔

اور حافظ مغلطائی نے اپنی سیرت المصطفی مین صرف سورہ مائدہ کا ذکر کیا ہے۔ دیکھو صـ۱۸۲ کتاب ہذا جس کی پوری حدیث تفسیر جامع البیان طبری۔ ج۔ ۶ صـ۴۷ مطبوعہ سنہ ۱۳۲۱ھ سے نقل کیجاتی ہے۔

(۱)

قال ابن جریر[۵۱] حدثنی المثنی ثنا اسحاق	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی مجھ سے مثنیٰ نے کہا حدیث
قال اخبرنا محمد[۵۲] بن حرب قال ثنا ابن لہیعۃ[۵۳]	کی ہم سے اسحاق نے کہا خبر دی ہم کو محمد بن حرب نے کہا حدیث
عن خالد[۵۴] بن ابی عمران عن حبیش عن	کی ہم سے ابن لہیعہ نے خالد بن ابی عمران سے اس نے
عن ابن عباس انزلت سورۃ المائدۃ یوم	حبیش سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ
الاثنین، الیوم اکملت لکم دینکم	الیوم اکملت لکم دینکم روز دوشنبہ نازل ہوا۔

اس حدیث سے سورہ مائدہ کے بعد ہی آیہ اکمال دین کا نزول ایک ہی دن میں ثابت ہوا۔ پس ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو کامل سورہ نازل ہونا واضح ہو گیا۔ اس حدیث میں مثنیٰ لکھا ہے جو ابن المثنیٰ محقق ہوتا ہے کتب رجال سے ابن جریر طبری کا محمد بن المثنیٰ اور محمد بن بشار سے سماعت حدیث کرنا پایا جاتا ہے جیسا کہ ترجمہ ابن جریر (حاشیہ) میں ہے۔

ابن جریر آخر ۲۲۴ھ میں پیدا ہوا ۳۱۰ھ میں رحلت کی اور ابن المثنیٰ و محمد بن بشار ایک ہی ۱۶۷ھ میں متولد ہوئے اور ایک ہی ۲۵۲ھ میں فوت ہوئے اور اسحاق بن راہویہ ۱۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۳۸ھ میں فوت ہوئے جنھوں نے محمد بن حرب المتوفی ۱۹۲ھ سے روایت کی ہے اور محمد بن حرب نے ابن لہیعہ المتوفی ۱۷۴ھ سے۔ پس یہ روایت صحیح ترین روایتوں سے ہے۔ ابن المثنیٰ کل صحاح ستہ کی رواۃ سے اور اسحاق بن راہویہ (بخاری مسلم ترمذی و ابوداؤد اور نسائی) ۵ صحاح کے رواۃ سے ہیں جنھوں نے محمد بن حرب ثقہ صالح الحدیث اور خیار الناس سے انھوں نے ابن لہیعہ قاضی صدوق سے

---

۵۱ (ترجمہ ابن جریر طبری) تہذیب الاسماء واللغات علامہ محی الدین نووی صفحہ مجلد اول طبوعہ غوثیہ میں ہے (از کتبخانہ ندوہ لکھنؤ) محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری وھو فی طبقۃ الترمذی والنسائی سمع عبد الملک بن ابی الشوارب واحمد بن منیع البغوی ومحمد بن حمید الرازی والولید بن شجاع وابا کریب ومحمد بن العلاء ویعقوب بن ابراہیم الدورقی وابا سعید الاشج وعمرو بن علی ومحمد بن المثنی ومحمد بن بشار وغیرہم من شیوخ البخاری ومسلم حدث عنہ احمد بن کامل ومحمد بن عبد اللہ الشافعی ومخلد بن جعفر وخلائق الخ ۵۲ توثیق (محمد بن حرب) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر میں ہے محمد بن حرب الخولانی ابو عبد اللہ الحمصی المعروف بالابرش کاتب محمد بن الولید الزبیدی روی عنہ وعن الاوزاعی وابن جریج ومحمد بن زیاد الالہانی وعمر بن رؤبۃ التغلبی وابی مہدی سعید بن سنان وابی سلمۃ سلیمان بن سلیم الکنانی وعبید اللہ بن عمر العمری وغیرہم روی عنہ ابو مسہر وخالد بن خلی وحیوۃ بن شریح وعیسی بن المنذر الحمصی ومحمد بن وہب بن عطیۃ وابراہیم بن موسی الرازی وییحیی بن عبد اللہ الحمصی وہارون الحمال وحاجب بن الولید المنبجی وداؤد بن رشید واسحاق بن راہویہ وکثیر بن عبید ومحمد بن مصفی وہشام بن عمار وابو التقی ہشام بن عبد الملک الیزنی وابو الربیع سلیمان بن داؤد المعدادی الاحول۔ وموسی بن مروان الرقی ومحمد بن صدقۃ الحلالی وعمرو بن عثمان بن سعید بن کثیر بن دینار وآخرون قال ابن سعد ولی قضاء دمشق قال المروزی عن احمد لیس بہ باس وقدمہ علی بقیۃ وقال عثمان الدارمی قلت لابن معین بقیۃ کیف حدیثہ قال ثقۃ قلت ہو احب الیک او محمد بن حرب قال ثقۃ وثقۃ وقال عثمان ہو الابرش الحمصی ثقۃ وقال العجلی ومحمد بن عوف والنسائی ثقۃ قال ابو حاتم صالح الحدیث وقال عثمان بن الصدیق محمد بن حرب الخولانی وکان خیار الناس ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال مات (۱۹۲) وقال یزید بن عبد ربہ وعمرو بن عثمان مات سنۃ اربع وتسعین ومائۃ (۱۹۴) ۵۳ توثیق ابن لہیعہ تقریب التہذیب حافظ ابن حجر میں ہے عبد اللہ ابن لہیعۃ بفتح اللام وکسر الہاء ابن عقبۃ الحضرمی ابو عبد الرحمان المصری القاضی صدوق من السابعۃ خلط بعد احتراق کتبہ ورایۃ ابن مبارک وابن وہب عنہ اعدل من غیرہما ولہ فی مسلم بعض شی مقرون مات اربع وسبعین وقد ناف علی الثمانین۔ ۵۴ توثیق (خالد) اسی تقریب التہذیب میں ہے خالد بن ابی عمران التجیبی ابو عمر وقاضی افریقیۃ فقیہ صدوق من الخامسۃ مات سنۃ خمس ویقال سنۃ وعشرین الضا صفات ابن سعد میں ہے خالد بن ابی عمران من اہل تونس عن افریقیۃ وکان ثقۃ انشاء اللہ کان لا بأس

۵۵ توثیق (حبیش) تہذیب التہذیب ابن حجر میں ہے حبیش بن شریح الحبشی ابو حفصۃ ویقال ابو حفص الشامی روی عن الاشعث بن قیس وعبادۃ بن الصامت ومعاویۃ وعنہ ابراہیم بن ابن عیینۃ وعلی بن ابی حملۃ قال دحیم ادرک عبادۃ وحفظ عنہ روی لہ ابوداؤد حدیثاً واحداً اول ما خلق اللہ القلم وفی اسنادہ اختلاف قلت ذکرہ ابو نعیم فی الصحابۃ وصحح انہ تابعی وذکرہ ابن حبان فی ثقات التابعین وقال کان من اہل القدس۔

انھوں نے خالد بن ابی عمران فقیہہ صدوق ثقہ سے انھوں نے حبیش صحابی یا تابعی ثقہ کے واسطہ ابن عباس حبر امت سے روایت کی ہے کہ سورۂ مائدہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا جو ابن کثیر کے یکم ذیحجہ (جمعہ) سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) اور ۱۰ ذیحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ اور مراجعت میں ۲۵ ذیقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع میں جبکہ پانچ راتیں ذیقعدہ کی باقی تھیں یوم (شنبہ) واقع ہوتا ہے۔

پس اس حدیث نے یوم عرفہ (جمعہ) یا (پنجشنبہ) والی کل روایتوں کو عموماً اور امام نسائی کی مخرجہ وہ روایت جسکو انھوں نے اسحاق بن ابراہیم یعنی ابن راہویہ سے صلا۲۳۳ میں روایت کی ہے باطل کر دیا کیونکہ ابن راہویہ کا اُس روایت میں پنجشنبہ کہنا اور اس روایت میں دوشنبہ لانا معارض ہوتا ہے۔

جب ہم عرفہ والی روایت کے ابطال سے کما حقہ فارغ ہو چکے تو ہمکو ۱۸ ذیحجہ کے دن کے متعلق تحقیق کرنا ہے کیونکہ اس تاریخ میں دوشنبہ کے متعلق کلام ہے اس لئے کہ ابن عباس کی روایت سے آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد رسولخدا ۸۰ دن زندہ رہے یعنی اکیاسیواں دن دوشنبہ ہونا چاہئے اور پنجشنبہ کا اکیاسیواں دن دوشنبہ اور بیاسیواں دن سہ شنبہ ہوتا ہے اور ۱۸ ذیحجہ کا اکیاسیواں دن ۱۱ ربیع الاول اور بیاسیواں بارہ ربیع الاول ایسے ہی ۹ ذیحجہ عرفہ سے نوّے دن پر ۱۱ ربیع الاول اور اکیانوے دن پر بارہ ربیع الاول ہر نقشہ جنتری کثیر الوقوع بدیطہ سے ملیگا۔

پس ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ کا دن ہوا جسکی تائید کی روایت براء بن عازب کی نمبر ۹ بخاری کے صلا۱۷۹ میں نقل ہے اور ابو سعید خدری کی روایت صلا۶۳ و ۶۸ وصفحہ ۲۵۴ کتاب ہذا میں ہے۔

اور ابن جریج کی مخرجہ روایت اکیاسیوں والی جسکو ابن جریر طبری نے اخراج کی ہے۔ دیکھو صلا۷۶ کتاب ہذا ابن جریر طبری کی مخرجہ روایت ابن اسحاق کی سند کی جسمیں رسول خدا کا آخری ماہ صفر یعنی ۲۸ صفر میں بیمار ہونا وارد ہے

تاریخ الرسل والملوک صفحہ ۱۷۹۴ میں یہ حدیث ہے

قال ابن جریر حدثنا ابن حمید قال ثنا سلمہ	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے
عن محمد بن اسحاق[۱] عن عبد الرحمن بن الحارث	سلمہ نے ابن اسحاق سے اُسنے عبد الرحمن بن حارث بن عیاش

[۱] توثیق (ابن اسحاق) یہ ابن اسحاق تابعی میں اسکا یہ رتبہ ہے کہ شعبہ بن الحجاج (جنکو بخاری نے امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے) نے امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے چنانچہ تاریخ دول الاسلام ابو عبد اللہ ذہبی میں ہے وفی سنہ خمسین ومائۃ (وفیہا) مات محمد بن اسحاق بن یسار المدنی صاحب السیرۃ الذی یقول فیہ شعبۃ کان ابن اسحاق امیر المومنین فی الحدیث" پس اس نہج سے ابن اسحاق بخاری کا امیر المومنین فی الحدیث ہوا جامع الترمذی نے اپنے صحیح میں ابن اسحاق سے بہت روایتیں نکالی ہیں اور ذیل کی حدیث خود بخاری کی سند احمد بن خالد کے واسطہ سے ابن اسحاق کے سند سے ابو ہریرہ تک اپنے صحیح میں وارد کی ہے چنانچہ صحیح ترمذی جلد ثانی باب ثقیف اور بنی حنیفہ کے بیان میں ہے قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمعیل نا احمد[۲] بن خالد الحمصی نا محمد بن اسحاق عن سعید بن ابی سعید المقبری عن ابیہ عن ابی ھریرۃ قال احد رجل من بنی فزارۃ الی النبی صلعم ناقۃ من قبلہ الذی کانوا اصابوا بالغابۃ فعوضہ منہ بعض العوض الخ وھذا اصح من حدیث یزید بن ھارون

[۲] تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی میں ہے احمد بن خالد بن موسیٰ ویقال ابن محمد الوھبی الکندی ابو سعید ابن ابی خالد الحمصی روی عن محمد ابن اسحاق وشیبان ویونس بن ابی اسحاق وغیرھم روی عنہ البخاری فی جزء القرأۃ وغیرہ والذھلی وعمرو ابن عثمان الحمصی ومحمد ابن عوف ومحمد بن مصفی وعمران بن بکار وابو زرعۃ الدمشقی ونقل عن یحیی بن معین انہ ثقۃ وقال ابن ابی عاصم مات سنہ ۲۱۴ھ۔

بن العیاش بن ابی ربیعۃ ابتدأ صلعم	بن ابی ربیعہ سے کہ شکایت مرض النبی صلعم کی جبین
شکوٰہ النبی قد ضدالله عزوجل فیھا	خدا نے اپنے جوار رحمت مین لیا وہ ماہ صفر کے
ما اراد بہ من رحمتہ وکرامتہ فی لیال	باقی شبون میں واقع ہوئی۔
بقین من صفر	

مؤیدات

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للامام عینی حنفی۔ ج۔ ۸ ص۴۳۷ باب مرض النبی مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ کے ہے۔

قال الواقدی قالوا بدئ برسول	کہاہے واقدی نے کہ شروع ہوا مرض النبی بروز چہارشنبہ
الله صلی الله علیہ وسلم یوم الاربعاء	(۲۸ صفر) جبکہ دو راتین صفر کی باقی تھین۔
للیلتین بقیتا من صفر	

اور اسی جلد کے ص۵۴۴ باب بعث النبی اسامۃ بن زید مین یہ حدیث ہے

قال ابن اسحاق لما کان یوم الاربعاء	کہاہے ابن اسحاق نے جبکہ چہارشنبہ کا دن (۲۸ صفر)
للیلتین بقیتا من صفر بدئ برسول	ہوا کہ دو راتیں ماہ صفر کی باقی رہیں تو رسولخدا
الله صلی الله علیہ وسلم وجعہ وصدع	کو درد اور تپ اور درد سر شروع ہوا۔

اور خود ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ مذکورہ کے ص۱۷۹۵ مین واقدی کے سند کی یہ روایت کی ہے

قال الواقدی بدئ رسول الله صلی الله	واقدی نے کہاہے کہ رسول الله صلوات الله علیہ وآلہ
علیہ وسلم وجعہ للیلتین بقیتا من صفر	کو درد شروع ہوا جبکہ دو راتیں صفر کی رہگئین۔

یہ تیسری حدیث ابن جریر طبری کی مخرجہ ابن حمید کے واسطہ ابن اسحاق کے سند کی تاریخ مذکورہ کے ص۱۸۳۲ سے نقل کی جاتی ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن حمید[۱] قال ثنا سلمۃ	کہا ابن جریر طبری نے حدیث کی ہم سے ابن حمید نے کہا

[۱] توثیق ابن حمید) تہذیب التہذیب ج۹ لابن حجر میں ہے محمد بن حمید بن حیان التمیمی الحافظ ابوعبد الله الرازی روی عن یعقوب بن عبد الله القمی وابراهیم بن المختار وجریر بن عبد الحمید وابن المبارک ومهران بن ابی عمر وهارون بن المغیرة وابی تمیلة یحیی بن واضح وسلمة بن الفضل وعبد الله بن عبد القدوس وابی زهیر عبد الرحمن ابن المغراء والفضل بن موسی السینانی ونعیم بن میسرة النحوی وحکام بن سلم والحکم بن بشیر بن سلمان وزید بن حباب وابی داود الطیالسی وعلی بن ابی بکر الاسفذنی ویحیی بن حریس وجماعة وعنه ابوداود[۱] وترمذی[۲] وابن ماجة[۳] واحمد بن حنبل[۴] ویحیی ابن معین[۵] وماتا قبله وعبد الله بن عبد الصمد بن ابی خداش وهو من اقرانه ومحمد بن اسحاق الصاغانی محمد بن یحیی الذهلی وصالح بن محمد الاسدی واحمد بن علی الابار جعفر بن احمد بن نصر الحافظ وحسن بن علی المعمری وعبد الله بن احمد بن حنبل وابوبکر بن ابی الدنیا ومحمد بن هارون الرویانی والقاسم بن زکریا المطرزی ومحمد بن جریر الطبری وعبد الله بن محمد البغوی قال ابو زرعة الرازی من فاته ابن حمید یحتاج الی ان ینزل فی عشرة آلاف حدیث وقال عبد الله بن احمد عن ابیه لا یزال بالری علم ما دام محمد بن حمید حیا × × × × قال ابن خیثمة سئل عن ابن معین فقال ثقة لا باس به رازی کیس قال علی بن الحسین بن الجنید عن ابن معین ثقة وقال ابو العباس بن سعید سمعت جعفر بن ابی عثمان الطیالسی یقول ابن حمید ثقة الخ بطوله قال البخاری مات سنة ثمان واربعین ومائتین سنہ ۲۴۸ھ

عن محمد بن اسحاق عن صالح بن کیسان	حدیث کی ہم سے سلمہ نے محمد ابن اسحاق سے اُس نے صالح
عن الزهری عن عبید الله بن عبد الله	بن کیسان سے اُس نے زہری سے اُنھوں نے عبید اللہ
بن عتبة عن عائشة قالت و توفی	بن عبد اللہ بن عتبہ سے اس نے حضرت عائشہ سے
رسول الله صلعم لاثنتی عشر لیلة	روایت کی ہے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ
مضت من شهر ربیع الاول فی الیوم	بارہ راتیں گذر چکیں مہینہ ربیع الاول کی اُس دن
الذی اقدم فیه المدینة مهاجرًا	میں کہ داخل ہوئے تھے رسول خدا ہجرت کرکے
فاستکمل فی هجرة عشر سنین	مدینہ میں بس دس سال کامل ہوئے۔

جو کہ حضرت مدینہ منورہ میں بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن داخل ہوئے اس لئے بارہ ربیع الاول وفات بھی لکھ گیا ہے ابن اسحاق کی یہ روایت بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے داخلہ مدینہ کی تاریخ معارف ابن قتیبہ صہ ۵ سے لکھی جاتی ہے

واما محمد ابن اسحاق دخل رسول الله	اور محمد ابن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول خدا
صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة	صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن
خلت من ربیع الاول	جبکہ بارہ راتیں خالی ہوئیں (مدینہ منورہ) میں داخل ہوئے

یہ داخلہ مدینہ منورہ کا دس سال وفات سے پہلے بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو ہوا جسکی پہلی تاریخ کو (پنجشنبہ) تھا اور دس سال بعد بارہ ربیع الاول کو جو ۲۸ صفر کا چودھواں دن تھا یعنی چہارشنبہ کا چودھواں روز سہ شنبہ ہوا اور ۲۹ صفر پنجشنبہ سے یکم صفر پنجشنبہ بارہ صفر دوشنبہ خود ابن اسحاق کے قول کے مطابق آچکا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ماہ صفر کا پنجشنبہ و دوشنبہ مکرر یکم ربیع الاول و بارہ ربیع الاول میں آجائے جس سے سنہ ۱۱ھ کا سال گیارہ مہینہ کا قرار پاتا ہے اور یہ محال ہے

پس یکم ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو ۱۰ برس کامل ہوگئے۔

ابن جریر طبری نے ابن حمید کے واسطہ سے تین حدیثیں وارد کی ہیں جن سب میں ابن اسحاق واقع ہے جس کی پہلی روایت تاریخ سفر حجۃ الوداع اور دوسری تاریخ مرض النبی اور تیسری تاریخ وفات النبی۔ لیکن تاریخ مرض النبی اور وفات النبی میں ایک دن کا فرق ہے دونوں باہم مطابق ہوکر ایکساتھ نہیں چلتے اس لئے ساتواں نقشہ جنتری کثیر الوقوع یعنی بسیطہ کا حرف (طاء طبری) کے نام سے دو دو خانوں کا مرتب کیا گیا جسکا پہلا خانہ بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کی مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع تک کی (دوشنبہ) واقع ہوتا ہے جو بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) پر منتہی ہے۔

اور دوسرا خانہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع تک کہ (سہ شنبہ) پڑتا ہے جو بارہ ربیع الاول (سہ شنبہ) پر منتہی ہوا۔

انھیں ہر دو خانوں کا ایک ایک نقشہ ۲۵ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ تاریخ سفر حجۃ الوداع سے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تاریخ وفات ابوبکر تک مرتب کیا گیا ہے۔ پہلے خانہ کا تائیدی نقشہ (چہارم) ہے دیکھو صہ ۲۲

اور دوسرے خانہ کا تائیدی نقشہ (دوم) ہے دیکھو صفحہ (۱۸)

تنبیہ ان ہر دو نقشوں سے اس امر کا انکشاف ہوتا ہے کہ جو دن ۲۵ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ میں پڑیگا وہی دن ۹ ذیحجہ عرفہ سنہ ۱۰ھ اور تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ وفات جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا میں اور جو دن اٹھارہ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ میں واقع ہوگا وہی دن ۲۲ و ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات ابوبکر میں پڑیگا۔

چنانچہ نقشہ (دوم) صفحہ ۱۸ ملاحظہ ہو جسمین تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) خود تاریخ طبری کے مطابق صحیح پڑتا ہے چنانچہ تاریخ الرسل والملوک کے صفحہ ۱۸۶۹ میں بذکر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے مذکور ہے۔

ماتت فاطمةؑ ابنة رسول الله صلی الله علیه	وفات جناب سیدہ فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ شب یوم
وسلم لیلة الثلاثاء لثلث خلون من شهر رمضان	سہ شنبہ ماہ رمضان میں واقع ہوئی۔

جو کہ ابن جریر طبری نے ابن اسحاق کی سند سے تینوں حدیثین (تاریخ سفر حج و مرض النبی و وفات النبی) اخذ کی ہیں جنھوں نے ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ یوم جمعہ کی روایت کی ہے دیکھو نمبر (۱۲) صفحہ ۳۲۹ کتاب ہذا۔

جسکا یہ مطلب ہے اگر ۲۲ جمادی الثانی کو رحلت ہے تو پنجشنبہ اگر ۲۳ جمادی الثانی کو وفات ہے تو جمعہ کا دن واقع ہوا دیکھو نقشہ (دوم) صفحہ ۱۸ جسمین ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ اور ۲۲ و ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ پنجشنبہ اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ پنجشنبہ ۲۳ جمادی الثانی جمعہ پڑتا ہے۔ پس ساتوان نقشہ جنتری کثیر الوقوع بسیطہ (طار طبری) کا دوسرا خانہ صحیح ہوگیا۔ یہی ثابت کرنا تھا۔

اب یہان سے تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ سے سورۂ مائدہ اور اسکی آخری آیتونکے بارہ میں تحقیق کیجاتی ہے

(۲)

قال ابن جریر حدثنا ابن حمید قال ثنا	کہا ابن جریر نے حدیث بیان کی ہم سے ابن حمید نے کہا
جریر عن لیث عن شهر بن حوشب	حدیث کی ہم سے جریر نے لیث سے اُسنے شہر بن حوشب سے
عن اسماء بنت یزید قالت نزلت	اُسنے اسما بنت یزید سے روایت کی ہے نازل ہوا سورۂ
سورة المائدة جمیعًا و انا آخذة بزمام	مائدہ کامل اور اسوقت مین مہار ناقہ عضباء رسول اللہ کو
ناقة رسول الله بعضباء فکادت تقلها	پکڑے ہوئی تھی وہ کہتی ہین کہ اسوقت بار سے اس سورہ
ان یدق عضد الناقة	کے قریب تھا کہ شانۂ ناقہ کے جوڑ چور ہوجائین۔

مؤیدات

تفسیر مجمع البیان طبرسی[۱] صفحہ ۲۷۸ مطبوعہ طہران مین ہے۔

---

[۱] توثیق (صاحب تفسیر مجمع البیان طبرسیؒ) منہج المقال صفحہ ۲۶۰ مطبوعہ طہران مین ہے الشیخ الامام امین الدین ابو علی الفضل بن الحسن الفضل الطبرسی ثقة فاضل دین عین له تصانیف منها مجمع البیان فی تفسیر القرآن عشر مجلدات ××× قال ابن شهر آشوب علیه الرحمه فی معالم العلماء شیخی ابو علی الطبرسی له مجمع البیان فی معانی القرآن الخ مات ۵۴۸ھ

عن ابی حمزہ الثمالی قال سمعت ابا عبد اللہ یقول نزلت المائدۃ کملاً و نزل معہا سبعون الف ملک

ابی حمزہ ثمالی نے ابوعبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ کامل نازل ہوا جبکہ ساتھ ستر ہزار فرشتے آئے تھے۔

ایضاً العیاشی[۱] باسنادہ عن عیسیٰ بن عبد اللہ[۲] عن ابیہ عن جدہ عن علیؑ قال کان القرآن ینسخ بعضہ بعضاً انما یوخذ من امر رسول اللہ صلعم باخذہ و کان من اخر ما نزل علیہ سورۃ المائدۃ نسخت ما قبلہا ولم ینسخہا شیٔ

عیاشی نے اپنے اسناد کے ساتھ عیسیٰ بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے اُس نے اپنے باپ عبد اللہ سے اُسنے اپنے باپ (محمد) سے اُسنے اپنے باپ (عمر) سے انھوں نے علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ قرآن کی بعض آئتیں ناسخ ہیں اور منسوخ آخر سورۃ جو رسول خدا پر نازل ہوئی وہ سورہ مائدہ ہے اور یہ سورہ ناسخ اپنے ماقبل کی ہے اور کوئی آیت اسکی ناسخ نہیں۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی مجلد ثانی صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۱۴ھ مین ہے

واخرج احمد وعبد[۳] بن حمید وابن جریر ومحمد بن نصر فی الصلوٰۃ والطبرانی وابو نعیم فی الدلائل والبیہقی فی شعب الایمان عن اسماء بنت یزید قالت انی لآخذۃ بزمام العضباء ناقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ نزلت المائدۃ کلہا فکادت من ثقلہا تدق عضد الناقۃ

امام احمد نے اور عبد بن حمید نے اور ابن جریر نے اور محمد بن نصر نے اور طبرانی نے اور ابونعیم نے اور بیہقی نے اسماء بنت یزید سے روایت کی ہے کہ مین مہار ناقہ عضبا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑے ہوئے تھی کہ رسولخدا پر پورا سورہ مائدہ نازل ہوا۔ وہ کہتی ہین کہ اُس وقت بارے اُس سورہ کے قریب تھا کہ شانے ناقہ کے چور چور ہوجائیں۔

---

[۱] (عیاشی رح) کتاب فہرست ابن الندیم صفحہ ۱۹۴ مطبوعہ یورپ میں ہے۔ ابو النضر محمد بن مسعود العیاشی من اہل سمرقند وقیل انہ من بنی تمیم من فقہاء الشیعۃ الامامیۃ اوحد دہرہ و زمانہ فی غزارۃ العلم ولکتبہ بنواحی خراسان شان من اسماء کتب حیدر بن محمد بن نعیم ویکنی ابا احمد الی ابی الحسن علی بن محمد العلوی کتاباً فی اخرہ نسخۃ ما صنفہ العیاشی وقد ذکرۃ علی ما رسمہ صاحبہ ہذا الخ بطولہ [۲] (توثیق عیسیٰ) رجال نجاشی صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۱۷ھ مین ہے عیسیٰ بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب علیہ السلام لہ کتاب یرویہ جماعۃ xxx قد جمع ابو بکر محمد بن سالم الجعابی روایات عیسیٰ عن آبائہ اخبرنا محمد بن عثمان عنہ

[۳] توثیق (عبد اللہ) تہذیب التہذیب جلد ۶ صفحہ ۵ ابن حجر عسقلانی مین ہے عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب ابو محمد العلوی المدنی وامہ خدیجۃ بنت علی بن الحسین ولقبہ دافن روی عن ابیہ وعمہ ابی جعفر وعاصم بن عبد اللہ واسحاق بن سالم وعنہ ابنہ عیسیٰ والدراوردی وابن المبارک xxx ذکرہ ابن حبان فی الثقات توفی فی خلافۃ ابی جعفر

[۴] توثیق (عبد بن حمید) بستان المحدثین شاہ عبد العزیز مین ہے کنیت او ابومحمد ونام او عبد الحمید بن حمید بن نصر است مردم تخفیف کردند بر عبد اکتفا نمودند عبد بن حمید مشہور شد از سر قند سالی ہجری از وطن خود رحلت نمود و شوق طلب علم حدیث اور ادر جوانی پیدا گشت از یزید بن ہارون و عبد الرزاق و محمد بن بشر و دیگر ائمہ فن حدیث استفادہ نمودہ مسلم صاحب صحیح و ترمذی و دیگر محدثین از وے روایات بسیار دارند و بخاری بطریق تعلیق از وے در دلائل النبوۃ از صحیح خود روایت دارد و نام او ہمی گفتہ از ائمہ فن بود خیلے ثقہ و معتبر سابقاً کشف الظنون سے ہے تفسیر عبد بن حمید بن نصر الکشی المتوفی سنۃ تسع واربعین ومائتین سنہ ۲۴۹ھ

عربی	اردو
واخرج ابن ابی شیبۃ[۵۱] فی مسندہ والبغوی	ابن ابی شیبہ نے مسند میں اور ابو القاسم عبداللہ بن
فی معجمہ[۵۲] وابن مردویہ والبیھقی فی	محمد بغوی نے معجم میں اور ابن مردویہ نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ
دلائل النبوۃ عن اُم عمر بنت عیسی	میں اُم عمرو بنت عیسیٰ سے انھوں نے اپنے چچا سے
عن عمھا انہ کان فی مسیر مع رسول اللہ	روایت کی ہے کہ وہ حضرتؐ کے سفر میں ہمراہ تھا
صلی اللہ علیہ وسلم فنزلت	کہ حضرتؐ پر سورہ مائدہ نازل ہوا تو گرانی سورہ کی
علیہ سورۃ المائدۃ فاندقت	وجہ سے (قریب تھا کہ شانے ناقہ (عضباء)
راحلتہ العضباء من ثقل السورۃ	کے شکستہ ہو جائیں۔ اما
اخرج احمد وابو عبید فی فضائلہ والنحاس	امام احمد نے اور ابو عبید نے اور نحاس نے اور
فی ناسخہ والنسائی وابن المنذر والحاکم	امام نسائی نے اور ابن المنذر اور حاکم اور ابن
وصححہ وابن مردویہ والبیھقی فی سننہ	مردویہ اور بیہقی نے جبیر بن نفیر سے روایت کی ہے
عن جبیر بن نفیر قال حججت فدخلت علی	کہ میں نے حج کیا اور حضرت عائشہ کے حضور میں حاضر ہوا
عائشۃ فقالت لی یا جبیر تقرء المائدۃ	تو انھوں نے مجھ سے کہا اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو؟ میں نے کہا کہ
فقلت نعم فقالت اما انھا اخر سورۃ نزلت	ہاں۔ فرمایا کہ از روئے تنزیل یہ مائدہ قرآن کا آخر سورہ ہے
اخرج ابوداؤد والنحاس	ابوداؤد اور نحاس نے ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل
کلاھما فی الناسخ عن ابی میسرۃ عمرو بن	سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ میں کچھ
شرحبیل قال لم ینسخ من المائدۃ شئ	منسوخ نہیں ہے۔
اخرج عبد بن حمید وابوداؤد	اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ابن المنذر
فی ناسخہ وابن المنذر عن ابن	نے ابن عون سے روایت کی ہے کہا (ابن عون) نے
عون[۵۲] قال قلت للحسن نسخ المائدۃ	کہ میں نے حسن البصری سے پوچھا کہ سورہ مائدہ میں کچھ منسوخ
شئ فقال لا	ہے تو انھوں نے کہا نہیں۔
واخرج فریابی[۵۳] وابو عبید وعبد	اور فریابی اور ابو عبید اور عبد بن حمید اور ابن المنذر

[۵۱] توثیق (ابن ابی شیبہ) کشف الظنون میں ہے۔ تفسیر ابن ابی شیبہ الامام الحافظ ابی بکر عبداللہ بن محمد الکوفی المتوفی خمسۃ ثلاثین ومائتین (۲۳۵) صحیح ہے [۵۲] توثیق البغوی تاریخ دول الاسلام ذہبی میں ہے واخبر (سنۃ سبع عشر وثلثمائۃ) وفیہ مات مسند الدنیا المعمر الحافظ المصنف ابو القاسم عبداللہ بن محمد البغوی ببغداد وعمر مائۃ واربع سنین (۱۰۴) برس

[۵۲] توثیق (ابن عون) طبقات ابن سعد میں ہے عبداللہ ابن عون بن ارطبان ویکنی ابن عون مولی عبداللہ بن درۃ بن مسرق المزنی وکان اکبر من سلیمان التیمی وکان عثمانیا وکان ثقۃ کثیر الحدیث ورعا اخبرنا بکار بن محمد قال سمعت ابن عون رأیت انس بن مالک مات سنہ ۱۵۱ھ

[۵۳] توثیق (فریابی) وافی الوفیات صفدی میں ہے۔ محمد بن یوسف بن واقد ابو عبداللہ الفریابی۔ ولد سنۃ عشرین ومائۃ کان عالما زاھدا ورعا من الطبقۃ السادسۃ روی عنہ الامام احمد وغیرہ قال البخاری کان فریابی من افضل اھل زمانہ وکان ثقۃ صدوقا مجاب الدعوۃ توفی سنہ ۲۱۲ھ یا سنہ ۲۱۳ھ

ن حمید و ابن المنذر[۵۱] و ابو الشیخ[۵۲] عن ابی میسرة[۵۳] قال فی المائدة ثمان عشرة فریضة لیس فی سورة القران غیرها ولیس فیها منسوخ

اور ابو شیخ نے ابو میسرہ سے روایت کی ہے کہ سورۂ مائدہ میں اٹھارہ فریضہ (احکام) ہیں قرآن میں سوائے اس سورہ مائدہ کے اور کسی سورہ میں یہ فریضہ نہیں ہیں اور اسمیں کچھ منسوخ نہیں ہے

اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی سورہ مائدہ کی تفسیر ص۳۸۸ مطبوعہ مصر میں ہے

روی عن ابن مسعود قال انزل اللہ تعالیٰ فی هذه السورة ثمانیة عشر حکما لم ینزلها فی غیرها۔

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نازل کیا اس سورہ مائدہ میں اٹھارہ احکام ہیں نازل کیا خدا نے یہ احکام دوسری سورہ میں بجز اس سورہ (مائدہ) کے

اسی تفسیر جامع البیان طبری ج۔۶ ص۴۷ میں سورہ مائدہ کا مدینہ ہونا

(۳)

قال ابن جریر[۵۴] حدثنی المثنی قال ثنا حجاج[۵۵] بن المنهال قال ثنا همام عن قتادة قال المائدة مدنیة وقال اٰخرون نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسیرہ فی حجة الوداع

کہا ابن جریر نے حدیث کی مجھ سے مثنی نے کہا حدیث کی ہم سے حجاج بن منہال نے کہا حدیث کی ہم سے ہمام نے قتادہ سے کہ سورہ مائدہ مدنیہ ہے اور دوسروں نے کہا ہے کہ سورہ مائدہ رسول خدا پر حجۃ الوداع میں چلتے سواری پر نازل ہوا۔

---

[۵۱] توثیق (ابن المنذر) کشف الظنون میں ہے کہ۔ ابن المنذر هو الامام ابوبکر محمد بن ابراهیم بن المنذر النیسابوری المتوفی ثمان عشرة وثلثمائة (۳۱۸ھ) [۵۲] توثیق (ابو الشیخ) طبقات الحفاظ سیوطی میں ہے۔ ابو الشیخ حافظ اصبهان مسند زمانه الامام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان الاصبهانی صاحب المصنفات ولد ۲۷۴ھ وسمع ابو یعلی والخلیفة ولقی الکبار وکان مع سعة علمه وغزارة حفظه احد الاعلام صالحین خیرًا صدوقًا مامونًا ثقة متقنًا صنف التفسیر وغیره مات ۳۶۹ھ [۵۳] توثیق (ابی میسرہ) تقریب التهذیب ابن حجر میں ہے عمرو بن شرحبیل الهمدانی ابو میسرة الکوفی ثقة عابد مات ۶۳ھ [۵۴] ابن جریر کا محمد بن المثنی سے روایت کرنا دیکھو آخر حاشیہ صفحہ ۱۵۴۔ اور تاریخ الرسل والملوک جلد اول حصہ چہارم ص۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ میں ہے کہ قال ابن جریر حدثنا ابن المثنیٰ قال ثنا حجاج بن المنهال قال ثنا حماد بن سلمة عن ابی جمرة عن ابن عباس قال اقام رسول اللہ بمکة ثلث عشرة سنة یوحی الیه وبالمدینة عشرًا ومات وهو ابن ثلث وستین سنة قال ابن جریر ثنا ابن المثنی ثنا حجاج بن المنهال قال ثنا حماد عن ابی جمرة عن ابیه قال عاش رسول اللہ صلعم ثلثا وستین سنة قال ابن جریر ثنا ابن المثنی قال ثنا عبد الوهاب قال ثنا یحیی بن سعید قال سمعت سعید بن المسیب یقول انزل علی رسول اللہ وهو ابن ثلاث واربعین سنة فاقام بمکة عشرًا وبالمدینة عشرًا وتوفی وهو ابن ثلاث وستین۔ (ابن المثنی کو ابو موسیٰ بھی کہتے ہیں۔ اور محمد بن بشار کو بندار۔

[۵۵] توثیق (حجاج بن منہال) تہذیب التہذیب ابن حجر میں ہے۔ حجاج بن المنهال الانماطی ابو محمد السلمی قیل البرسانی مولاهم البصری روی عن جریر بن حازم والحمادین وشعبة وعبد العزیز الماجشون وهمام ویزید بن ابراهیم التستری وغیرهم وعنه البخاری وروی له الباقون بواسطة الدارمی وبندار وابو موسیٰ وصاعقة والخلال والذهلی وعبد بن حمید واسحاق الکوسج والجوزجانی وعمرو بن منصور وعبد اللہ بن الهیثم وعبد القدوس الحبحابی ومحمد داؤد بن صبیح والفضل بن العباس الحلبی وهلال بن العلا روی منه الصغانی ابو مسعودؓ وابن وارة الرازیان ویعقوب بن شیبة ویعقوب بن سفیان وابو مسلم الکجی وعلی بن عبد العزیز وغیرهم قال احمد ثقة ما اری به باسًا وقال ابو حاتم ثقة فاضل قال العجلی ثقة رجل صالح قال النسائی ثقة وقال خلف بن محمد کردوس مات سنة (۲۱۶) وکان صاحب سنة یظهرها وقال ابن سعد کان ثقة کثیر الحدیث مات فی شوال سنة (۲۱۷) وکذا ارخه البخاری قلت وابن قانع وقال ثقة مامون وقال العجلی ما رأیت مثله فضلًا ودینًا وقال ابو داؤد احتلفا فمات وحجاج افضل الرجلین ذکره ابن حبان فی الثقات وقال ابن منده ثنا علی بن الحسن ثنا ابو حاتم ثنا حجاج بن المنهال وکان خیار الناس ۔

اس روایت مین بھی ابن جریر کا ابن المثنی کے بجائے المثنی مذکور ہے دراصل یہ محمد بن المثنی ہے جنکو ابو موسیٰ بھی کہتے ہیں جنھوں نے حجاج بن المنہال سے روایت کی ہے جسکا ذکر حاشیہ مین حجاج بن منہال کے ترجمہ سے نیز دیگر اعادہ احادیث کے گذرا۔ حدیث مذکورہ سے سورہ مائدہ کا دفعۃً نازل ہونا معلوم کرچکے جس کی دوسری روایت سے حجۃ الوداع مین چلتے سواری پر نازل ہونا وارد ہے یہ روایت اولی الذکر کے بعد بلافاصلہ واقع ہے۔ اسمین بھی ابن المثنی کی جگہ المثنی مذکور ہے۔

(۴)

قال ابن جریر[۵۱] حدثنی المثنی قال ثنا اسحاق[۵۲]	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی مجھ سے مثنی نے کہا حدیث
قال ثنا عبداللہ[۵۳] بن ابی جعفر عن ابیہ	کی ہم سے اسحاق نے کہا حدیث کی ہم سے عبداللہ بن ابی جعفر
عن الربیع[۵۴] بن انس قال نزلت سورۃ المائدۃ	نے اپنے پدر ابی جعفر سے اُس نے ربیع بن انس سے روایت
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی	کی ہے کہ سورہ مائدہ رسول خدا پر حجۃ الوداع مین
المسیر فی حجۃ الوداع وھو راکب راحلتہ	چلتے سواری پر نازل ہوا اور وہ حضرت اپنے راحلہ پر تھے
فبرکت بہ راحلتہ من ثقلہا	بس وہ راحلہ اس سورہ کے بار سے بیٹھ گیا۔

حدیث نمبر(۱) و نمبر(۳) اور حدیث مذکورہ نمبر(۴) مین ابن المثنی کی جگہ المثنی واقع ہے حدیث نمبر(۱) کے حاشیہ مین ابن جریر طبری کا ترجمہ لکھا گیا اب اس حاشیہ مین بھی انساب سمعانی سے ابن جریر کا ابن المثنی سے سماعت حدیث کرنا ثابت کیا جاتا ہے۔ اس حدیث مین بھی مثل حدیث نمبر(۱) کے اسحاق بن راہویہ واقع ہین جنھون نے محمد بن حرب سے سماعت حدیث کی ہے

---

[۵۱] توثیق (ابن جریر طبری) انساب سمعانی چھاپہ عکسی یورپ ورق 367 مین ہے۔ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری من ساکنی بغداد استوطنہا الی حین وفاتہ وکان احد الائمۃ العلماء یحکم بقولہ ویرجع الیہ لمعرفتہ وفضلہ وکان قد جمع من العلوم ما لم یشارکہ فیہ احد من اہل عصرہ وکان حافظ الکتاب اللہ عارفا بالقرأت بصیرا بالمعانی فقیہا فی احکام القرآن عالما بالسنن وطرقہا وصحیحہا وسقیمہا وناسخہا ومنسوخہا عارفا باقوال الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من المخالفین فی الاحکام ومسائل الحلال والحرام عارفا بایام الناس واخبارہم ولہ الکتاب المشہور فی تاریخ الامم والملوک وکتاب فی التفسیر لم یصنف احد مثلہ وکتاب سماہ تہذیب الآثار لم یر سواہ فی معناہ الا انہ لم یتممہ ولہ فی اصول الفقہ وفروعہ کتب کثیرۃ واختیار من اقاویل الفقہاء وتفرد بمسائل حفظت عنہ ولہ رحلۃ الی الحجاز والشام ومصر وسمع محمد بن عبد الملک بن ابی الشوارب واسحاق بن ابی اسرائیل واحمد بن منیع البغوی ومحمد بن حمید الرازی وابا ہمام الولید بن شجاع وابا کریب محمد بن العلاء ویعقوب بن ابراہیم الدورقی وابا سعید الاشج وعمرو بن علی ومحمد بن بشار ومحمد بن المثنی المصریین وخلقا کثیرا نحوہم روی عنہ قاضی ابوبکر احمد بن کامل السجزی وابوبکر محمد بن عبد اللہ الشافعی ومخلد بن جعفر وابو عمرو محمد بن ابی الخیری وغیرہم الخ توفی سنۃ عشر وثلثمائۃ۔ [۵۲] توثیق (اسحاق) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے۔ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحنظلی ابو محمد بن راہویہ المروزی ثقۃ حافظ مجتہد قرین احمد بن حنبل ذکر ابو داؤد انہ تغیر قبل موتہ بیسیر مات سنۃ ثمان وثلثین ومائتین۔ [۵۳] توثیق (عبد اللہ) تقریب التہذیب مذکورہ مین ہے۔ عبد اللہ بن ابی جعفر الرازی صدوق یخطی من التاسعۃ [۵۴] توثیق (ابی جعفر) طبقات ابن سعد مین ہے۔ ابو جعفر الرازی واسمہ عیسی بن ماہان وکان اصلہ من اہل مرو من قریۃ یقال لہا بوذ وہی القریۃ التی نزلہا الربیع بن انس ثم تحول بعد ذلک الی الری فتجر بہا فقیل لہ الرازی وکان ثقۃ وکان یقدم بغداد والکوفۃ للتجارۃ فیسمعون

ایضاً کشف الظنون مین ہے۔ ابو جعفر الرازی عن الربیع بن انس عن ابی العالیۃ وہذا اسناد صحیح

[۵۵] توثیق (ربیع) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے۔ الربیع بن انس البکری ویقال الحنفی البصری ثم الخراسانی روی عن انس بن مالک وابی العالیۃ والحسن البصری وصفوان بن محرز وحدیث یزید بن زیاد وارسل عن ام سلمۃ وعنہ ابو جعفر الرازی والاعمش وسلیمان التیمی وسلیمان بن عامر المروزی وعیسی بن عبید الکندی ومقاتل بن حیان وابن المبارک وغیرہم قال العجلی بصری صدوق قال ابو حاتم صدوق وھو احب الی فی ابی العالیۃ من ابی خلدۃ وقال النسائی لیس بہ باس وذکرہ ابن حبان فی الثقات وذکرہ الذہبی انہ توفی سنۃ ۱۳۹ اور سنۃ ۱۴۰ھ

جنکی توثیق حاشیہ صہ ۲۸۱ مین گذر چکی ۔

اس حدیث سے سورہ مائدہ کا رسول اللہ پر اور چلتے ہوے سواری پر حجۃ الوداع مین نازل ہونا ثابت و محقق ہوگیا ۔ یعنی حجۃ الوداع سے پلٹتے ہوئے راستہ مین حضرت صلعم کا راحلہ بوجہ ثقل وحی کے بیٹھ گیا اور رسول اللہ کو اُترنا پڑا جسکی تائید مین محدثین اور محققین کی مخرجہ حدیث نیز حدیث مذکورہ کی تقلیدی عبارت مع حدیث لکھی جاتی ہے ۔ اور قبل اسکے صحیح حدیث سے سورہ موصوفہ کا نزول لفظ (جمیعًا) و (کاملًا) و (کلھا) سے ثابت کیا جاچکا ہے

مؤیدات

تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صہ ۲۵۲ مطبوعہ مصر مین بہ تفسیر سورۂ مائدہ کے ہے

اخرج ابو عبید عن محمد بن کعب القرظی نزلت سورة المائدة علی رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ وھو علی ناقتہ فانصدعت کتفھا فنزل عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ابو عبید نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ سورۂ مائدہ رسول اللہ پر حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوا وہ حضرت صلعم اپنے ناقہ پر سوار تھے جب اُسکے شانے درد کرنے لگے تو رسولخدا اُتر پڑے ۔
واخرج ابن جریر عن الربیع بن انس قال نزلت سورة المائدة علی رسول اللہ صلعم فی المسیر فی حجۃ الوداع	اور ابن جریر (طبری) نے ربیع بن انس سے روایت کی ہے کہ سورۂ مائدہ رسولخدا پر حجۃ الوداع مین چلتے سواری پر نازل ہوا ۔

اور تفسیر فتح القدیر للشوکانی جسکا قلمی نسخہ نوشتہ سنہ ۱۲۴۸ھ عہد مصنف کا بجواہیر علما ہے جسکو نواب صدیق حسن خان یمن سے لائے تھے اُسمین بہ تفسیر سورۂ مائدہ مرقوم ہے ۔ دیکھو صہ ۲۲۲ کتاب ہذا

اخرج ابو عبید عن محمد بن کعب القرظی نحوہ وزاد انھا نزلت فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ ھکذا اخرجہ ابن جریر عن الربیع بن انس بھذہ الزیادۃ	ابو عبید نے محمد بن کعب قرظی سے سورۂ مائدہ کا نزول حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے روایت کی ہے اور ایسی ہی ابن جریر نے ربیع بن انس سے ساتھ اسی زیادتی کے روایت کی ہے ۔

اور اتقان فی علوم القرآن ۔ ج ۔ اول صہ ۲۰ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۶ھ مین ہے ۔

واللہ یعصمک من الناس فی صحیح ابن حبان عن ابی ھریرۃ انھا نزلت فی السفر	آیہ واللہ یعصمک من الناس صحیح ابن حبان مین ابو ہریرہ کی سند سے سفر مین نازل ہوا ۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صہ ۲۹۸ مین ہے

واخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم	عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور

وابو الشیخ عن مجاهد قال لما نزلت بلغ ما انزل الیك من ربك قال یا رب انما انا واحد کیف اصنع یجتمع علی الناس فنزلت وان لم تفعل فما بلغت رسالة

ابو شیخ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ جب نازل ہوا آیہ بلغ ما انزل الیک تو رسول خدا نے عرض کیا کہ مین اکیلا ہون کیا کرونگا مین جمع ہو جائینگے لوگ میرے ضرر پر پس خدا نے نازل کیا کہ اگر اس رسالت کو نہ پہونچایا تو تم نے کچھ رسالت نہ پہونچائی۔

اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی جلد اول ص۳۱۸ مطبوعہ مصر بہ تفسیر آیہ واللہ یعصمك من الناس کے ہے

(واللہ یعصمك من الناس) ای حفظك و یمنعك الی ان قال وقیل نزلت هذه الآیة بعد ما شج راسه کان سورة المائدة من اٰخر ما نزل من القرآن وروی اسحاق بن راهویه فی مسنده عن النبی صلعم انه قال بعثنی الله برسالة فضقت بها ذرعاً فاوحی الله الی ان تبلغ رسالاتی عذبتك وضمن لی العصمة فقویت

یعنی حفاظت کریگا اللہ اور آپ کو اُن سے بچائیگا اور کہا گیا ہے کہ نازل ہوئی یہ آیت بعد سر مبارک کے زخم لگنے کے اس لئے کہ سورہ مائدہ از روے تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے اور اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند مین رسول خدا سے روایت کی ہے کہ خدا نے مجھکو اپنے پیغام (بلغ ما انزل الیک) کیساتھ بھیجا پس اسکی وجہ سے تنگ دل ہوا خداوند عالم نے میری طرف وحی کی کہ اگر تم میرے پیغامونکو نہ پہونچاؤ گے تو مین تمپر عذاب کرونگا اور میرے لئے حفاظت کا ضامن ہوا پس مین قوی ہو گیا

فصول المہمہ[1] ابن صباغ مالکی ص۲۷ مطبوعہ طہران سنہ ۱۳۰۲ھ مین ہے

روی الامام ابو الحسن الواحدی فی کتابه المسمی باسباب النزول یرفعه بسنده الی ابو سعید الخدری قال نزلت هذه الآیة یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك الآیة یوم غدیر خم فی علی بن ابیطالب

ابو الحسن واحدی نے اپنی کتاب مسمی باسباب النزول مین بسند مرفوع ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته واللہ یعصمک من الناس بروز غدیر خم علی بن ابیطالب کی شان مین نازل ہوا

اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ثالث صفحہ ۴۳۸ سطر ۳۲ تا ۳۵ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ مین ہے۔

(العاشر) نزلت الآیة فی فضل علی بن ابیطالب علیه السلام ولما نزلت هذه الآیة اخذ بیده قال من کنت مولاه

(دسوین) یہ آیت حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کی فضیلت مین نازل ہوئی ہے جب اس کا نزول ہوا تو پیغمبر صاحب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت

[1] توثیق (فصول المہمہ) کشف الظنون ج ثانی ص۴۸ مین ہے (الفصول المهمة فی معرفة الائمة وفضلهم ومعرفة اولادهم ونسلهم) للشیخ نور الدین علی بن محمد بن الصباغ المالکی المکی المتوفی سنه ۸۵۵ھ خمس وخمسین وثمانمائة

اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ	مولاہ فعلی مولاہ جس کا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے
فلقیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال ھنیئاً لک	خداوندا جو علی کو دوست رکھے اُسکو دوست
یا ابن ابیطالب اصبحت مولائی ومولا	رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی رکھ پس عمرؓ
کل مومن مومنۃ وھو قول ابن	حضرت علیؑ سے ملے اور کہا کہ اے فرزند ابوطالب تمکو مبارک ہو کہ تم
عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی	تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہو ۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن عباس اور براء بن عازب اور محمد بن علی نے

تفسیر ثعلبی[^۱] الکشف والبیان قلمی کہنہ بخط عرب از کتب خانہ جناب ممتاز العلما سید تقی صاحب جنت مآب لکھنوی ورق ۲۲۷ کے صفحۂ دوم میں ہے ۔

وقال ابوجعفر محمد بن علی معناہ	حضرت ابوجعفر محمد بن علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ
بلغ ما انزل الیک فی فضل علی	آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے معنی یہ ہیں کہ
بن ابیطالب فلما نزلت ہذہ الایۃ	اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو تمہارے رب نے علی بن ابی طالبؑ
اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کے فضل میں نازل فرمایا ہے چنانچہ جب یہ آیۃ نازل
بید علی من کنت مولاہ فعلی مولاہ	ہوئی تو پیغمبر صاحب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا
	جسکا میں مولا ہوں ۔ اس کا علی مولا ہے
اخبرنا ابو القاسم یعقوب بن	خبر دی ہم کو ابو القاسم یعقوب بن احمد بن سری نے
احمد بن السری نا ابو بکر محمد بن	کہا خبر دی ہم کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد نے
عبد اللہ بن محمد حدثنا ابو مسلم	کہا خبر دی ہمکو ابو مسلم ابراہیم بن عبد اللہ کجی
ابراھیم بن عبد اللہ الکجی نا حجاج	نے حجاج بن منہال سے اُسنے حماد سے اُسنے علی
بن المنہال نا حماد عن علی بن زید	بن زید سے اُس نے عدی بن ثابت سے
عن عدی بن ثابت عن البراء	اس نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ جب
قال لما نزلنا مع رسول اللہ	ہم ہمراہ رسول خداؐ کے حجۃ الوداع سے مراجعت کرکے
صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع	مقام غدیر خم پر پہونچے تو بحکم آنحضرت الصلوۃ جامعہ
کنا بغدیر خم فنادی الصلوۃ	کی ندا دی گئی اور پیغمبر صاحب کے لئے دو درختوں کے
جامعۃ وکسح للنبی صلی اللہ علیہ	نیچے زمین صاف کیگئی پس آنحضرت بعد نماز علیؑ بن
وسلم تحت شجرتین فاخذ بید علی	ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے ارشاد کیا کہ ایہا الناس
فقال الست اولی بالمومنین من	کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنین کے لئے اُنکے نفوس
انفسھم قالوا بلی یا رسول اللہ قال	سے اولی ہوں سب نے کہا درحقیقت یا رسول اللہ آپ

[^۱]: توثیق ثعلبی) مراۃ الجنان یافعی میں ہے ابو اسحق الثعلبی احمد بن محمد بن ابراھیم النیسابوری المفسر المشہور کان حافظا واعظا راسا فی التفسیر والعربیۃ والدین والدیانۃ فاق تفسیرہ الکبیر صاحب التفسیر ۔

البیت اولی بکل مومن من نفسہ قالوا	ہر مومن کے لئے اُس کے نفس سے اولیٰ ہین تب آپ
بلی قال ھذا مولی من انا مولاہ اللھم	نے ارشاد کیا کہ جس کا مین مولا ہون اُسکا یہ علی مولا
وال من والاہ وعاد من عاداہ	ہے اے خدا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے
قال فلقیہ عمر فقال ھنیأً لک	اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو پس ملاقات کی
یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت	حضرت عمر نے جناب علیؑ سے اور کہا کہ اے ابن ابوطالب
مولی کل مومن ومومنۃ ××××	مبارک ہو تم کو کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے مولا ہوئے
عن ابی صالح عن ابن عباس فی قولہ	ابوصالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیہ یا
تعالے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل	ایھا الرسول بلغ علی بن ابیطالب کے بارے مین نازل
الیک الآیۃ قال نزلت فی علی امر	ہوا یعنی حکم کئے گئے رسول اللہ صلوات اللہ علیہ کہ
النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان	تبلیغ رسالت کرین جو علی کے بارے مین نازل ہوئی
یبلغ فیہ فاخذ رسول اللہ صلعم	ہے پس لیا رسولخدا نے دست علی علیہ السلام کو اور فرمایا
بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی	جس کا مین مولا ہون اس کا علی مولا ہے۔ الٰہی
مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد	دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ
من عاداہ	اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔

یہ تینون حدیثین جو محمد بن علیؑ اور برا بن عازب اور ابن عباس سے درباب تفسیر آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ کے نقل کیگئین انہین حضرات کا حوالہ صفحہ ۱۱۳ مین درجہ تفسیر کبیر فخرالدین رازی سے لکھا گیا اور یہی حوالہ اُس حدیث مین بھی ہے جو تفسیر غرائب القران نظام نیساپوری سے صفحہ ۱۷۸ و ۱۷۹ مین دیاجاچکا ہے۔

اور جسمین خاص طور سے برا بن عازب سے اسی آیہ تبلیغ و تاکید کے سلسلہ مین حدیث غدیر وارد ہے دیکھو صفحہ ۵۹ جسکو سید علی ہمدانی نے اپنی کتاب مودۃ القربیٰ مین ذکر کیا ہے۔ امام ثعلبی نے اس حدیث برا بن عازب کو پورے اسناد سے نقل کیا ہے جسکے اسناد مین حجاج بن منہال رواۃ حدیث سے ہے جسکا ترجمہ حاشیہ صفحہ ۲۸۸ مین مرقوم ہے جو بخاری کا شیوخ حدیث ہے جس نے سورہ مائدہ کا مدنیہ ہونا روایت کی ہے جس کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلوات اللہ علیہ نے حدیث ولایت مذکورہ کو شرح و بسط سے ارشاد فرمایا ہے اسی حدیث مین حضرت عمر کا جناب علی علیہ السلام کے مولائیت کا عہد و پیمان مذکور ہے جو مبارکبادی کے سلسلہ مین لیا گیا جسکے اخفا کے لئے آیہ اکمال دین کے نزول کو ۹ ذیحجہ عرفہ مین وفات سے تین مہینہ قبل لا یا گیا ہے حالانکہ حضرتؐ اکیاسی[۸۱] روز آیہ اکمال دین کے بعد زندہ رہے جسکی تفصیل آخر صفحہ ۱۷۶ تا ۱۷۸ گذرچکی۔

علاوہ اس حدیث برا بن عازب کے جسمین واقعہ تہنیت حضرت عمر مذکور ہے خود حضرت عمر کی ذیل کی روایت سے اس امر کا انکشاف ہوتا ہے کہ یہ واقعہ غدیر خم صرف مبارکبادی و تہنیت کا نہ تھا بلکہ صحابہ سے عموماً قریش اور حضرت عمر سے خصوصاً عہد و قرار کا تھا چنانچہ کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ پنجم کی یہ حدیث شاہد بین ہے۔

وعن عمر ابن الخطاب قال نصب
رسول الله علیاً علماً فقال من
کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم
وال من والاہ وعاد من عاداہ
واخذل من خذلہ وانصر
من نصرہ اللھم انت
شھیدی علیھم ثم قال
یعنی عمر وکان فی جنبی
شابٌ حسن الوجہ طیب
الریح فقال لی یا عمر لقد
عقد رسول الله لابن عمہ
عقداً لا یحلہ الا منافق
فاحذر ان تحلہ قال عمر
فقلت یا رسول الله انک
حیث قلت فی علی کان
فی جنبی شابٌ حسن الوجہ
اطیب الریح وقال کذا وکذا
قال النبی نعم یا عمر انہ
لیس من ولد آدم لکنہ جبرئیل
اراد ان یوکد علیکم ما قلتہ فی علی

اور عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ رسول خدا نے
علی کو بطور نشان ہدایت کے نصب کیا اور ارشاد فرمایا کہ
جس کسی کا کہ مین مالک ومختار ہون علی بھی اس کا مالک
مختار ہے اے خدا جو کوئی اسکو دوست رکھے تو بھی اسکو
دوست رکھ اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے
دشمنی کر اور چھوڑ دے اس کو جو اُسے چھوڑ دے الٰہ
نصرت کر اسکی جو اسکی نصرت کرے ایمیرے پروردگار تو
میرا ان پر گواہ ہے عمر کہتے ہین میرے پہلو مین ایک نو
جوان نہایت خوبرو اور پاکیزہ خوشبو تھا اور
اس نے مجھے کہا اے عمر البتہ رسول خدا نے
اپنے چچازاد بھائی کے لئے ایک ایسی گرہ باندھی
ہے کہ منافق کے سوا اسکو کوئی نہین کھولے گا
پس تو اس کے کھولنے سے ڈرتا رہ حضرت عمر کا
بیان ہے کہ پھر مین نے آنحضرت صلعم سے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ جبکہ حضور نے علی علیہ السلام
کے حق مین ارشاد کیا تھا تو میرے پہلو مین ایک
نوجوان خوبصورت پاکیزہ بو تھا اُس نے مجھ سے
ایسا اور ایسا کہا۔ حضرت نے فرمایا اے عمر وہ شخص
آدم کی اولاد مین سے نہین تھا وہ جبرئیل علیہ السلام
تھے اور میرے کہنے کی تاکید کیلئے آئے تھے جو کچھ مین نے تمسے علی کے

ابے یہ جبرئیل تھا

اسی واقعہ غدیر کے بعد رسول خدا اکاسی دن زندہ رہے اور براء بن عازب کی روایت مین یوم غدیر کو پنجشنبہ تھا دیکھو صفحہ ۱۷۹ اور ابو سعید خدری کی روایت ۱۰ ذیحجہ پنجشنبہ کیلئے دیکھو صفحہ ۲۵۴ اسی روایت مین رسول خدا کا اکمال دین اور اتمام نعمت کا شکریہ مذکور ہے لیکن حافظ ابن کثیر باوجود دو صحابہ کے روایت کرنے کے اور ۸۱ یوم حضرت کے آخر عمر کے اقرار کرنے کے وہی عرفہ جمعہ والی وضعی روایت کا روڑا اٹکائے جارہے ہین۔

جیسا کہ تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ثالث صفحہ ۲۸۱ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ مین ہے۔

وقد روی ابن مردویہ
من طریق ابی ھارون العبدی

روایت کی ہے ابن مردویہ نے ابوہارون کے
واسطہ ابو سعید خدری کی سند سے کہ یہ آیت

عن ابو سعید الخدری انها نزلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم غدیر خم حین قال لعلی من کنت مولاه فعلی مولاه ثم رواه عن ابی هریرة وفیه انه الیوم الثامن عشر من ذی الحجة یعنی مرجعه علیه السلام من حجة الوداع ولا یصح لا هذا ولا هذا بل الصواب الذی لا شك فیه ولا مریة انها نزلت یوم عرفة وکان یوم الجمعة۔

نازل ہوئی ہے رسول خدا پر غدیر خم کے دن جبکہ کہا تھا رسول خدا نے واسطے علی کے کہ جس کا مین مولا ہون اس کا علی مولا ہے۔ روایت کی ہے ابو ہریرہ سے اور اس روایت میں ہے کہ وہ اٹھارہوین ذیحجہ تھی یعنی جب رسولخدا حجۃ الوداع سے لوٹے تھے (ابن کثیر کہتے ہین) اور نہ یہ صحیح ہے اور نہ وہ صحیح ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ جس مین شک نہین ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے عرفہ کے دن اور وہ جمعہ کا دن تھا۔

روایت مذکورہ کو ابن کثیر نے ناقص نقل کیا ہے کیونکہ حافظ ابن مردویہ نے آیہ اکمال دین کا نزول (۱۸ ذیحجہ یوم پنجشنبہ مین) رسولخدا کے تکبیر وشکریہ کے ساتھ ابوہارون عبدی کے طریق ابوسعید خدری کی سند سے وارد کیا ہے اسی تاریخ سے اکاشی یوم کی مُدت بالکل صحیح مطالقت کرتی ہے۔

حافظ ابن مردویہ اس رتبہ کے ہین کہ ابن کثیر نے انکی مدح اپنی تفسیر جلد ثالث سورۃ النساء کے صد ۱۸۵ مین تفسیر صلوٰۃ الخوف ان الفاظ سے کی ہے جسمین ابن مردویہ کا حافظ حدیث ہونا اور جن کے مثل ابن جریر طبری کو بھی کہا ہے وہ مضمون یہ ہے:۔

قد اجاد الحافظ ابوبکر ابن مردویه فی سرد طرقه والفاظه وکذا ابن جریر لنحرره فی کتاب الاحکام الکبیر (یعنی حافظ ابن مردویہ نے اپنے طرق کے نظم اور الفاظ کو بہت جید کیا ہے اور اسی طرح ابن جریر بھی جسکو ہم کتاب الاحکام مین لکھین گے) اورجن کے بارے مین علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین، جسکا ترجمہ لکھا جاتا ہے اصل عبارت کسی دوسری جگہ نقل ہے:۔

"ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ حافظ ثبت علامہ سنہ ۳۲۳ھ مین پیدا ہوئے انھون نے ایک تاریخ اور تفسیر اور مسند اور المستخرج علی البخاری تصنیف کی ہے۔ امر تصنیف کو شایستگی اور اعتدال کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ رواۃ کے مبصر اور صاحب دستگاہ اور صاحب تصنیف لطیف تھے سنہ ۴۱۰ھ مین انھون نے رحلت کی۔"

عرفہ جمعہ کی روایت کا ابطال حدیث نمبر (۱) صفحہ ۲۸۱ سے جو اسحاق بن راہویہ و محمد بن حرب کے واسطہ ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس سے سورہ مائدہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول یوم دوشنبہ سے ہوچکا ہے۔

لیکن اب ہم پوری روایت ابوسعید خدری کی جسمین ابوہارون عبدی واقع ہے جس مین یوم غدیر کو پنجشنبہ کا دن اور شکریہ کی عبارت ہے مع اشعار حسان بن ثابت جو عین جلسہ غدیر مین برمحل نظم کرکے پڑھی گئی لکھتے ہین کتاب مستطاب عبقات الانوار حدیث غدیر جلد ثانی صفحہ ۵۷۶ مین یہ عبارت افضل المتکلمین جناب مولوی سید حامد حسین صاحب طاب ثراہ کی ہے اَمّا روایت ابوالمؤید موفق بن احمد بن اسحاق المعروف باخطب خوارزم اشعار حسان را پس اخطب در مناقب جناب امیر المومنین علیہ السلام بعد تلاش و تفحص کثیر بعنایت رب قدیر یک نسخہ آن در ارض اقدس کربلاے معلی بخوردم و بعد ان یک نسخہ اش از دہلی بتفحص بعض اعلام کرام بدست آمد گفتہ :-

اخبرنی سید الحفاظ ابو منصور شهر	خبر دی مجھکو سید الحفاظ ابومنصور شہر دار بن سیرویہ بن
دار بن شیرویہ بن شهر دار الدیلمی فیما	شہر دار دیلمی نے منجملہ اون چیزون کے جو میرے
کتب الی من همدان قال اخبرنا ابو الفتح	پاس شہر ہمدان سے لکھ بھیجا کہا کہ خبر دی ہمکو ابوالفتح
عبدوس بن عبد الله بن عبدوس الهمدانی	عبدوس بن عبداللہ بن عبدوس ہمدانی نے کتابت
کتابۃ قال حدثنا عبد الله بن اسحاق البغوی	کی حیثیت سے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن
قال حدثنا الحسن بن عقیل الغنوی قال	اسحاق بغوی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن عقیل
حدثنا محمد بن عبد الرحمان الذارع قال حدثنا	غنوی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبدالرحمن
قیس بن حفص قال حدثنی علی بن الحسین	ذارع نے کہا حدیث بیان کی ہمسے قیس بن حفص نے کہا حدیث
بن الحسن العبدی عن ابی هارون العبدی	بیان کی مجھسے علی بن حسین بن حسن عبدی نے ابوہارون عبدی سے
عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی الله	انھون نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب
علیه وسلم یوم دعا الناس الی غدیر خم	رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جس روز لوگوں کو غدیر خم
امر بما کان تحت الشجرۃ من الشوك فقم	کیطرف بلایا تو حکم دیا کہ جو کچھ درختون کے نیچے کانٹے وغیرہ
ذلك یوم الخمیس ثم دعا الناس الی علی	تھے وہ صاف کر دیے گئے اور یہ پنجشنبہ کے دن ہوا بعد اسکے
فاخذ بضبعیه فرفعها حتی نظر الناس	آپنے لوگون کو علی کیطرف دعوت کی اور انکا شانہ پکڑ کے بلند کیا اسقدر
الی بیاض ابطه ثم لم یتفرقوا حتی نزلت	کہ لوگون نے آپکے بغل کی سفیدی مشاہدہ کی بعد اسکے لوگ ابھی
هذه الایۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت	متفرق نہین ہوئے تھے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت
علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا	علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی

سلہ توثیق (ابوالمؤید خوارزمی) کشف الظنون مین بعد ذکر اختصار اسمٰعیل بن عیسیٰ اوغانی جامع مسانید خوارزمی کے ہے واختصرہ ایضاً الامام ابو البقا احمد بن ابی الضیا محمد القرشی العدوانی المکی ... وھذا مختصر مسند الامام الاعظم الذی جمعہ الامام ابو المؤید الخوارزمی بحذف الاسانید ... وسمیتہ المستند فی مختصر المسند اور کشف الظنون حرف المیم مین ہے - مناقب علی ابن ابیطالب للامام احمد بن حنبل ذکرھا فی فضائل العترۃ ولابی المؤید موفق بن احمد الخوارزمی المتوفی سنہ ۵۶۸ھ

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر علیٰ اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرّب برسالتی والولایۃ لعلی بن ابیطالب ثم اللّھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ فقال حسان بن ثابت یا رسول اللہ ائذن لی ان اقول ابیاتاً قال قل علیٰ برکۃ اللہ تعالےٰ فقال حسان بن ثابت یا معشر مشیخۃ قریش اسمعوا شہادۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

پس فرمایا رسولخدا نے کہ اللہ اکبر ہے اوپر کامل کرنے دین کے اور تمام کرنے نعمت کے اور راضی ہونے پروردگار کے ساتھ میری رسالت اور علی ابن ابیطالب کی ولایت کے بعد۔ اسکے فرمایا کہ بارخدایا دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو اور مدد کر تو اس شخص کی جو مدد کیے اسکی اور چھوڑ دے اس شخص کو جو چھوڑ دے اسکو پس حسان بن ثابت نے کہا کہ رسولخدا مجھکو اجازت دیجئے کہ مین اشعار کہون آپنے فرمایا اوپر برکت اللہ تعالے کے پس کہا حسان بن ثابت نے کہ اے گروہ بزرگان قریش سنو تم گواہی کو رسول خدا کی۔

ابیات

ینادیھم یوم الغدیر نبیّھم ۔۔۔ بخمّ واسمع بالرسول منادیا

ندا کرتے تھے اُنلوگون کو بروز غدیر اُنکے نبی مقام خم مین اور کسقدر قابل سننے کے ہین رسول جبکہ ندا کرنیوالے ہون

بانی مولاکم نعم ولیکم ۔۔۔ فقالوا ولم یبدوا ھناک التّعامیا

ساتھ اس بات کے کہ تحقیق مین مولا تمہارا ہون اور ولی تمہارا ہون پس اُنلوگون نے کہا ایسی حالتمین کوئی اہبات کے جو واقف ظاہر نہین ہوتا

الھک مولانا وانت ولیّنا ۔۔۔ فلا تجدنّ فی الخلق للامر عاصیا

کہ اے نبی تیرا معبود ہمارا مولی ہے اور تو ہمارا ولی ہے پس نہ پائیگا تو خلق مین درمیان امر کے کسی شخص کو نافرمان

فقال لہ قم یا علی فاننی رضیتک ۔۔۔ من بعدی اماماً وھادیا

پس فرمایا رسولخدا نے کہ اُٹھ اے علی کہ تحقیق مین نے پسند کیا تجھکو اپنے بعد امام اور ہادی

ص ۲۹۵ کی روایت ابن مردویہ کی مخرجہ ابو ہارون عبدی کے طریق ابو سعید خدری کے سندکی جسکو حافظ ابن کثیر نے نہایت مختصر الفاظ مین لکھا تھا اس کی تائید و تفصیل مناقب اخطب خوارزم سے ہوگئی جسمین یوم غدیر کو پنجشنبہ کا دن اور عبارت شکریہ اکمال دین واتمام نعمت مذکور رہے نیز اشعار حسان بن ثابت سے رسول خدا کے بعد جناب علی علیہ السلام کا ولی اور امام اور ہادی ہونا حاضرین صحابہ کے مواجہہ مین روز روشن کیطرح ظاہر و عیان ہو چکا ہے اور دوسری حدیث ابن مردویہ کی مخرجہ ابوہریرہ کے سند کی جسمین تاریخ ۱۸ ذیحجہ کو واقعہ غدیر خم مذکور ہے اسکے اول اخراج کنندہ حافظ ابن مردویہ انکے بعد ابوبکر احمد بن ثابت خطیب بغدادی ہین۔ (دیکھو ص ۲۱۹) ان ہر دو حفاظ کی

کی روایت سے حدیث ولایت و نزول آیۂ اکمال دین جو ابن عباس کی حضرت کے آخر عمر کی اکیاسی دن والی روایت کے مطابقت مین ہے بالکل صحیح ہے۔ پس ابن کثیر یا دیگر حضرات کی تاویل ہرگز سماعت پذیر نہین ہوسکتی۔

جب یہ امر کما حقہ ثابت ہوگیا کہ کل سورۂ مائدہ جس مین آیہ تبلیغ وتاکید یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیہ یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ کے دن نازل ہوا اور یہ واقعہ دوپہر سے پہلے گذرا کیونکہ رسول خدا نے ظہر کی نماز بمقام غدیر خم ادا فرمائی جب حضرت تبلیغ و رسالت سے فارغ ہوچکے تو آخر دن مین آیہ اکمال دین نازل ہو اجیسا کہ اوپر گذرا۔

لیکن جسقدر اہتمام وانتظام اور مجمع عام جناب ختم الانام نے مقام غدیر خم مین تبلیغ حکم الٰہی کے لئے فرمایا ثابت نہین ہوتا کہ ابتداے بعثت سے آخر ایام رسالت یعنی زمانہ انتقال و رحلت تک کسی حکم کی تبلیغ کی بابت اسقدر اہتمام فرمایا ہو جس سے صریح ثابت ہوگیا کہ یہ حکم جمیع احکام شرعیہ سے اہم واشد ضروری تھا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی حکم جمیع احکام شرعیہ سے زیادہ ضروری اور اہم نہین ہوسکتا سواے تقرر وتعین حاکم کے کیونکہ تمامت جمیع احکام شرعیہ اس سے متعلق ہوتی ہے اور بعد رسول وہی حاکم و قائم مقام رسول اور امام امت ہے۔ پس ثابت ہوگیا کہ یہ حکم آیہ تبلیغ وتاکید کا تبلیغ خلافت و امامت شاہ ولایت کا تھا۔

اب رہا اہتمام و انتظام اُسپر چند واقعات دلالت کرتے ہین جسکے لئے یہ دو امر خاصکر قابل توجہ ہین۔

اوّل جب آپ حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر چودہ ذی الحجہ کی صبح کو روانہ ہوئے تو پانچوین دن ۱۸ ذیحجہ کو قریب جحفہ (یا بین مکہ و مدینہ) پہونچے جہان سورہ مائدہ اور آیہ تبلیغ و تاکید کا نزول بحالت سواری ناقہ پر ہوا تو رسول خدا کو وہین اُترنا پڑا یہان سے ۳-۴ میل پر غدیر خم کا وسیع میدان ہے حضرت نے آگے گئے ہوے قافلہ کو واپس بلوایا اور آتے ہوئے قافلہ کا انتظار فرمایا جس کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کی تھی جو کوسون کے گرد مین قیام پذیر ہوئی۔

چنانچہ تذکرہ[1] خواص الامۃ فی معرفۃ الائمۃ سبط ابن جوزی مین ہے:-

اتفق علماء السیر علی ان الغدیر
کانت بعد رجوع النبی صلی اللہ علیہ
وسلم من حجۃ الوداع فی الثامن
عشر من ذی الحجہ جمع الصحابۃ
وکانوا مائۃ وعشرین الفاً
وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ
الحدیث نص صلی اللہ علیہ وسلم
علی ذلک بصریح العبارۃ دون التلویح والاشارۃ

یعنی اتفاق کیا ہے علماء سیر نے اس بات پر کہ قصہ غدیر کا جناب رسول خدا کے حج آخری سے مراجعت کرنیکے بعد ہوا تھا اٹھارہوین ذیحجہ مین آپنے جمع کیا صحابہ کو اور وہ ایک لاکھ بیس ہزار تھے اور فرمایا جس کا مین مولا ہون اس کا علی مولا ہے۔ نص کردی جناب رسول خدا نے ساتھ صریح عبارت کے کچھ کنایہ و اشارہ نہین کیا۔

[1] توثیق (تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی) تاریخ ابن الوردی مین ہے:- "فی ۶۵۶ھ توفی الشیخ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل لہ مرآۃ الزمان تاریخ جامع و لہ تذکرۃ الخواص من الامۃ فی مناقب الائمۃ"

ثانیاً - یہ مقام نہایت گرم تھا نیز اُس روز بہت شدت کی گرمی تھی جسکے ثبوت مین یہ حدیث مستدرک (علی الصحیحین) حاکم سے نقل کیجاتی ہے (از عبقات الانوار حدیث غدیر جلد ثانی صفہ ۱۹)

اخبرنی محمد بن علی الشیبانی بالکوفة	خبر دی ہم کو محمد بن علی شیبانی نے کہ حدیث بیان
ثنا احمد بن حازم الغفاری ثنا	کی ہم سے احمد بن حازم غفاری نے کہ حدیث کی ہم سے
ابو نعیم ثنا کامل ابو العلا قال	ابو نعیم نے کہا حدیث کی ہم سے کامل ابو العلا نے کہ
سمعت حبیب بن ابی ثابت یخبر	انھون نے کہ سُنا مین نے حبیب بن ابی ثابت سے کہ
عن یحیی بن جعدة عن زید بن	خبر دی ہمکو یحیی بن جعدہ نے زید بن ارقم سے وہ
ارقم رضی اللہ عنہ قال خرجنا	کہتے ہین کہ ہم رسول خدا کے ساتھ باہر نکلے یہانتک
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کہ غدیر خم مین پہونچے۔ پس آپ کے حکم سے درختون
حتی انتھینا الی غدیر خم فامر	کے نیچے جھاڑو دیگئی ایسے دن مین کہ اُس
بدوح فکسح فی یوم ما اتی علینا	سے زیادہ گرمی کی شدت کا کوئی دن ہمارے
یوم کان اشد حرا منہ فحمد اللہ	اوپر نہین آیا پس آپ حمد و ثنائے الٰہی بجا
واثنی علیہ وقال ایھا الناس	لائے اور فرمایا اے گروہ مردم کوئی نبی
انہ لم یبعث نبی قط الا عاش	نہین مبعوث ہوا ہے مگر یہ کہ اس نے اپنے
نصف ما عاش الذی کان قبلہ	نبی سابق سے نصف عمر پائی ہے اور قریب
وانی اوشک ان ادعی فاجیب	ہے کہ مین آخرت کیطرف بلایا جاؤن پس جانا قبول
وانی تارک فیکم ما لن تضلوا	کرون اور مین تملوگون مین ایسی چیز چھوڑتا ہون کہ
بعدہ کتاب اللہ عز وجل ثم قام	تم لوگ اسکے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ کتاب اللہ
فاخذ بید علی رضی اللہ عنہ فقال	کی ہے بعد اسکے آپ کھڑے ہوئے اور علی کا ہاتھ پکڑا
یا ایھا الناس من اولی بکم من	اور فرمایا کہ اے گروہ مردم کون ہے اولی ساتھ تمہارے
انفسکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم	تمہاری جانون سے سب نے جواب دیا کہ اللہ اور اُسکا
قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ھذا	رسول اسبات کو زیادہ جانتا ہے آپ نے فرمایا جسکا
حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ	کہ مین مولا ہون پس اسکا علی مولا ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور دونون نے اخراج کیا اسکو نہین

واضح ہو کہ ترمذی نے اپنے صحیح مین حدیث ولایت (غدیر خم والی) نقل کی ہے جو صفحہ ۲۵۰ نمبر ۱۳ صحیح ترمذی مین درج ہے اسمین میمون ابی عبد اللہ کے طریق سے زید بن ارقم کی حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے چونکہ اس حدیث کو ابن جریر طبری نے بھی اخراج کی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ وہ یہان لکھی جائے اور صحیح ترمذی مین مقام غدیر خم کا ذکر نہین کیا گیا اور اس حدیث مین مقام غدیر خم مذکور ہے اسیوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جامع ترمذی نے محض حوالہ پر اس حدیث (غدیر) کو

ٹالا ہے کیونکہ اُس مین صرف من کنت مولاہ فعلی مولاہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔

چنانچہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ مطبوعہ حیدرآباد ۱۳۱۵ھ مین ہے:۔

عن میمون ابی عبد اللہ قال کنت	ابن جریر نے میمون ابی عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ
عند زید بن ارقم فجاء رجل فسأل	مین زید بن ارقم کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور
عن علی فقال کنا مع رسول اللہ	اُسنے علیؑ کے متعلق سوال کیا زید بن ارقم نے کہا کہ ہم سب حضرت خدا
صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر بین	کے ہمراہ درمیان مکہ و مدینہ کے سفر مین تھے پس ہم لوگ ایک مقام
مکۃ والمدینۃ فنزلنا مکانا یقال	پر اترے جسکو غدیر خم کہا جاتا ہے پس اعلان کیا گیا کہ یہان نماز
لہ غدیر خم فاذن الصلوۃ جامعۃ	جماعت ہوگی۔ پس لوگ مجتمع ہوئے (بعد نماز) حضرت نے
فاجتمع الناس فحمد اللہ واثنی علیہ	حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ اے گروہ مردم کیا مین
ثم قال ایھا الناس الست اولی	ہر مومن کیلئے اُنکے نفس سے اولی نہین ہون ہم سب نے کہا یا
بکل مومن من نفسہ قلنا بلی یا	رسول اللہ ضرور آپ اولیٰ ہین۔ ہم گواہی دیتے ہین کہ
رسول اللہ نحن نشھد انک اولی	آپ ہر مومن کے لئے اُنکے نفس سے زیادہ اولیٰ ہین۔
بکل مومن من نفسہ قال فان	فرمایا حضرت نے پس جس کسی کا مین مولا ہون اسکے یہ (علی)
من کنت مولاہ فھذا مولاہ واخذ	مولا ہین اور دست مبارک علی علیہ السلام کا اپنے ہاتھ
بید علی ولا اعلمہ الا قال اللھم	مین لیا اور مین کچھ نہین جانتا کہ حضرت نے فرمایا کہ الٰہی دوست
وال من والاہ وعاد من عاداہ	رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی سے
(ابن جریر)	دشمنی رکھے۔

حدیث غدیر اتنی بڑی اور مشہور حدیثون سے ہے کہ ابن جریر طبری نے دو جلدین مرتب کی ہین جیسا کہ تاریخ ابن کثیر سے صفحہ ۲۷۶ مین گذرا۔ جسکو انھون نے پچھتّر طریقون سے اخراج کی ہے۔

چنانچہ امام قندوزی اپنے ینابیع المودۃ کے صفحہ ۳۶ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ مین لکھتے ہین:۔

فی المناقب اخرج ابن جریر الطبری	مناقب مین ابن جریر طبری صاحب تاریخ نے
صاحب التاریخ خبر غدیر خم	حدیث غدیر خم کو پچھتّر طریقون سے اخراج
من خمس و سبعین طریقا وافرد	کی ہے اور اس کو مستقل کتاب مین جمع کیا
لہ کتابا سماہ کتاب الولایۃ	نام اسکا کتاب الولایت رکھا

اور علامہ محمد بن اسمٰعیل امیر صنعانی اپنی کتاب روضۃ الندیہ شرح تحفۃ العلویہ صفحہ ۶۷ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۲۲ھ مین فرماتے ہین:۔

وحدیث الغدیر متواتر عند اکثر	حدیث غدیر اکثر ائمہ حدیث کے نزدیک متواتر ہے

ائمة الحديث قال حافظ الذهبي في تذكرة الحفاظ في ترجمة الطبري من كنت مولاه فعلي مولاه الف محمد بن جرير فيه كتابًا قال الذهبي وقفت عليه فاندهشت لكثرة طرقه انتهى۔

حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں تذکرہ ابن جریر طبری فرماتے ہیں کہ محمد بن جریر نے ایک مستقل کتاب حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے طرق میں تالیف کی ذہبی کہتے ہیں میں نے اس کتاب کو دیکھا تو حدیث غدیر کی کثرت طرق پر نظر کر کے میرے ہوش اڑ گئے۔

اب ہم حدیث غدیر کو ابن جریر طبری کی مخرجہ کنز العمال جلد ۶ صـ ۳۹ مطبوعہ نظامیہ حیدرآباد سے لکھتے ہیں۔ یہ وہی مستند اور صحیح حدیث ہے جسکو امام نسائی نے محمد بن المثنی کی سند سے اخراج کی ہے ہم نے صفحہ ۲۷۳ میں نقل کیا ہے۔ چونکہ ابن جریر طبری بھی ابن المثنی سے روایت کرتے ہیں اس سے یہ حدیث ذیل انھیں ابن المثنی کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث کے الفاظ وہی ہیں جو امام نسائی کے روایت میں ہیں:—

(مسند زيد بن ارقم) عن ابي الطفيل عامر بن واثلة قال لما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع فنزل غدير خم امر بدوحات فقممن ثم قام فقال كان قد دعيت فاجبت اني قد تركت فيكم الثقلين احدهما اكبر من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض و عترتي اهل بيتي فانظروا كيف تخلفوني فيهما فانهما لن يتفرقا حتى يردا علي الحوض ثم قال ان الله مولاي وانا ولي كل مومن ثم اخذ بيده علي فقال من كنت وليه فعلي وليه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فقلت لزيد انت سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما كان في الدوحات احد الا راه بعينيه وسمعه باذنيه (ابن جرير)

ابوالطفیل نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب مراجعت کی رسولخدا نے حجۃ الوداع سے اور نازل ہوئے غدیر خم میں تو حکم دیا پس درختوں کے نیچے صاف کیا گیا بعد اسکے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ گویا میں بلایا گیا ہوں پس میں نے جانا قبول کیا ہے تحقیق میں نے چھوڑا ہے تم میں دو گرانقدر چیزوں کو ایک ان میں سے بڑی ہے دوسری سے کتاب خدا کی ہے جو ایک رسی ہے لٹکی ہوئی آسمان سے زمین تک اور عترت میری جو میرے اہلبیت ہیں پس دیکھو کہ کیا کروگے تم لوگ میرے بعد ان دونوں کے حق میں پس تحقیق وہ دونوں ہرگز نہ جدا ہونگے ایک دوسرے سے یہانتک کہ وارد ہوں میرے پاس حوض (کوثر) پر پھر ارشاد فرمایا کہ تحقیق اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں بعد اسکے علی کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ جسکا میں ولی ہوں پس علی اسکا ولی ہے بارخدایا دوست رکھ تو اس شخص کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ تو اس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو ابوالطفیل کہتے ہیں کہ پس میں نے زید کو کہا کہ تمنے رسولخدا سے سنا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ کوئی شخص درختوں کے گرد ایسا نہیں تھا کہ جس نے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو اور اپنے کانوں سے نہ سنا ہو۔

یہ حدیث بہمہ وجوہ مطابق ہے اس حدیث کے کہ جو ہم نے خصائص نسائی سے ابن المثنیٰ کی مخرجہ نقل کی ہے البتہ لفظ کتاب اللہ اور عترتی اہلبیتی کے درمیان حبل ممدود من السماء الی الارض۔ اس حدیث مخرجہ ابن جریر میں زاید ہے جو دیگر حدیثوں میں یہ فقرہ وارد ہے غرضیکہ اس حدیث کی نقل سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

فائدہ اولیٰ یہ ہے کہ زید بن ارقم نے حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو مقام غدیر میں ایک ساتھ بیان کیا ہے۔

فائدہ ثانیہ یہ ہے کہ جناب رسول خدا نے اپنے بعد جس طرح قرآن کے باب میں وصیت کی ہے اسی طرح اپنی عترت کے باب میں وصیت کی ہے اور ایک دوسرے میں کچھ فرق نہیں کیا۔

فائدہ ثالثہ یہ ہے کہ عبارت حدیث سے معلوم ہوا کہ مولیٰ اور ولی کے اس حدیث میں ایک ہی معنی ہیں جن معنوں میں کہ اللہ جل شانہ جناب رسول خدا کا مولیٰ ہے انھیں معنوں میں جناب رسولخدا ہر مومن کے ولی ہیں اور جن معنوں میں کہ جناب رسول خدا ہر مومن کے ولی ہیں انھیں معنوں میں حضرت علی ہر مومن کے ولی ہیں۔ اس سبب سے کہ لفظ حدیث میں کوئی فارق نہیں ہے پس اس بات سے ثابت ہوگیا کہ سوائے اولیٰ بالتصرف کے اور کوئی معنی لفظ مولیٰ اور ولی کے اس حدیث میں مراد نہیں ہوسکتے۔ پس خدا کیجانب جو اس لفظ کی نسبت ہے اس سے مراد الوہیت ہے اور جناب رسول خدا کے اوپر جو اس لفظ کا اطلاق ہے اس سے مراد نبوت ہے اور حضرت علی کے اوپر جو اس لفظ کا اطلاق ہے اس سے مراد امامت ہو اس سبب سے کہ سوا اللہ اور اسکے رسول اور امام کے جو نائب رسول ہو اور کوئی شخص مومنین کے لئے اولیٰ بالتصرف نہیں ہوسکتا۔

فائدہ رابعہ یہ ہے کہ خود زید بن ارقم کے قول سے معلوم ہوا کہ مقام غدیر خم میں جس قدر لوگ موجود تھے جناب رسولخدا اور جناب علی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس حدیث مبارک کو اپنے کانوں سے سُنا۔

فائدہ خامسہ یہ ہے کہ ابوطفیل صحابی کا زید بن ارقم سے بہ نظر استعظام یہ سوال کرنا کہ کیا واقعی رسول اللہ نے مقام غدیر میں ایسا ایسا ارشاد کیا ہے؛ صریح ثابت کرتا ہے کہ خطبۂ غدیر خم قطعیت کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کے اولیٰ بالتصرف ہونے پر یعنی خلافت و امامت پر ناطق ہے۔

اور اس اولیٰ بالتصرف کے معنی کی وہ حدیث تصریح کرتی ہے جسکو عبدالقادر ابن المحب طبری نے کتاب حسن السیرۃ[1] فی حسن السیرۃ میں اور سید علی ہمدانی نے اپنے مودۃ القربیٰ کے مودۃ خامسہ کی پہلی حدیث میں وارد کیا ہے آخر اس روایت طویلہ کا یہ ہے:۔

فقال الست اولیٰ بکم من انفسکم امرکم وانہا کم وما لکم علی امر ولا نھی قالوا بلی یا رسول اللہ فقال من کان اللہ وانا مولاہ فھذا علی مولاہ یامرکم وینھاکم وما لکم علیہ امر ولا نھی الحدیث

فرمایا رسول خدا نے کہ آیا میں نہیں ہوں اولیٰ بتصرف تم سب پر تمھارے نفسوں سے میں حکم کرتا ہوں تم سب پر اور میں نہی کرتا ہوں

---

[1] توثیق (حسن السریرہ) کتاب وسیلۃ المآل احمد بن الفضل بن محمد باکثیر کے صدر کتاب میں ہے:۔ وکتاب حسن السریرہ فی حسن السیرۃ لصاحبنا وعمہ تنا سیبویہ زمانہ معزہ وقتہ واوانہ محقق العصر و نادر الدھر خلاصۃ ذوی الفخر الغنی عن الاطناب بعتہ اذ الالقاب والصفات بما خصہ اللہ تعالیٰ بہ من نعوت الکمال وحریل الھبات مولانا الامام العلامۃ عبد القادر بن محمد الطبری الحسینی الخطیب الامام بالمسجد الحرام۔

تم پر اور تم کو کوئی حکومت مجھپر نہین ہے نہ بامر اور نہ بنہی۔ سبنے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ پس فرمایا حضرت نے جس شخص کا خدا اور مین مولیٰ اور ولی امر ہون بس یہ علی ہین مولیٰ اور ولی امر اسکے حکم کرین گے علی تم سب پر اور نہی کرین گے تم سب پر اور کوئی حکومت تم کو نہین ہے علی پر نہ حکومتِ امر اور نہ منصب نہی۔

مؤیّدات

حدیث زید بن ارقم مخرجہ حاکم جو شرط صحیحین کے مطابق ہے جسکو ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صفحہ ۲۹۳ مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی ۱۲۸۶ھ سے نقل کی جاتی ہے:۔

اخرج الحاکم من طریق سلیمان	حاکم نے اعمش کے واسطہ حبیب بن ابی ثابت سے اُسنے
الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن	ابو الطفیل صحابی سے انھون نے زید بن ارقم سے روایت کی
ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال	ہے کہ جب رسولخدا نے حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور
لما رجع رسول اللہ صلے اللہ علیہ	غدیر خُم مین وارد ہوئے تو حکم دیا کہ درختون کے نیچے صاف
وسلم من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم	کیا گیا۔ فرمایا کہ گویا مین بلایا گیا ہون۔ پس مین
امر بدوحات فقمن قال کانی قد	نے جانا قبول کیا ہے تحقیق مین نے تم مین دو چیزین
دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم	گرانقدر چھوڑی ہین ایک انمین کی بڑی ہے دوسری
الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب	سے کتاب خدا کی اور عترت میری پس دیکھو کہ کیا کروگے
اللہ تعالےٰ وعترتی فانظروا کیف تخلفونی	تم میرے بعد ان دونون کے حق مین پس تحقیق وہ دونون
فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا	ہرگز جدا نہون گے ایک دوسرے سے یہانتک کہ وارد ہون
علی الحوض ثم قال ان اللہ عزوجل	میرے پاس حوض کوثر پر بعد اسکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
مولای وانا ولی کل مومن ثم	میرا مولا ہے اور مین ولی ہون ہر مومن کا۔ بعد اسکے علیؑ کا
اخذ بید علیؓ فقال من کنت ولیہ	ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ مین جسکا ولی ہون پس یہ علی بھی
فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ و	اسکا ولی ہے۔ بارخدایا دوست رکھ اس شخص کو جو دوست
عاد من عاداہ وذکر الحدیث بطولہ	رکھے علی کو اور دشمن رکھ اُس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو اور ذکر کیا راوی نے حدیث کو بطولہ
واخرج الحاکم من طریق سلمۃ بن	اور حاکم نے طریق سلمہ بن کہیل سے اُسنے اپنے باپ سے
کھیل عن ابیہ عن ابی الطفیل انہ	اسنے ابو طفیل سے روایت کی ہے اُسنے زید بن ارقم سے
سمع زید بن ارقم یقول نزل	سُنا۔ کہ کہا انھون نے کہ نازل ہوئے رسولخدا درمیان
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بین	مکہ اور مدینہ کے سمرہ کے درختون کے پاس
مکۃ والمدینۃ عند سمرات خمس	جو پانچ بڑے درخت تھے پس لوگون نے زیر
دوحات عظام فکنس الناس ما تحت السمرات	درختان مذکورہ جھاڑو دی پھر قیام کیا

ثم راح رسول الله صلی الله علیہ وسلم	رسول خدا نے اسی جگہ میں نماز پڑھی بعد اسکے کھڑے ہوئے آپ
عشیتہ فصلی ثم قام خطیبا فحمد الله	دانحالیکہ خطبہ ارشاد فرماتے تھے پس حمد وثنائے الہی بجالائے اور
واثنی علیہ وذکر ووعظ فقال	نصیحت و وعظ کی اور کہا کہ جو کچھ کہ خدا نے چاہا کہ آپ کہیں بعد
ما شاء الله ان یقول ثم قال	اسکے فرمایا کہ اے گروہ مردم میں تم میں چھوڑنے والا ہوں
ایها الناس انی تارک فیکم امرین	دو امر کہ ہرگز نہ گمراہ ہوگے تم اگر پیروی کروگے اُن دونوں کی
لن تضلوا ان اتبعتموهما وهما	اور وہ دونوں کتاب خدا اور میری عترت ہیں جو میرے اہلبیت
کتاب الله واهل بیتی عترتی ثم	ہیں بعد اسکے تین مرتبہ ان لفظوں کی تکرار فرمائی کہ آیا جانتے ہو
قال اتعلمون انی اولی بالمومنین	تم لوگ کہ تحقیق میں اولی ہوں ساتھ مومنون کے انکے نفسوں سے
من انفسهم ثلاث مراة قال نعم	سب نے کہا ہاں جانتے ہیں۔
فقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم	پس فرمایا رسول خدا نے کہ جس شخص کا میں مولا ہوں
من کنت مولاه فعلی مولاه	اُس کا علی مولا ہے۔

انتباہ واضح ہو کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حاکم کی اخراج کردہ حدیث اوّل کے بعد اور حدیث ثانیہ کے درمیان کی عبارت ترک کردی ہے چنانچہ اصل حدیث مستدرک حاکم میں لفظ (وذکر الحدیث بطوله) کے بعد یہ عبارت ہے: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه بطوله شاهد حدیث سلمة بن کهیل عن ابی الطفیل ایضا صحیح علی شرطهما۔

اور ذکر کیا راوی نے ساتھ طول اُسکی کے حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے شرط شیخین (بخاری ومسلم) پر اور نہیں اخراج کیا انھیں دونوں نے اس حدیث کو (یعنی بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو اپنے اپنے صحیح میں درج نہیں کیا) ساتھ اسکے طول کے شاہد اسکی حدیث سلمہ بن کہیل کی ہے کہ اُس نے بھی ابو طفیل سے روایت کی ہے اور وہ بھی صحیح ہے شرط شیخین پر اور وہ دوسری حدیث وہی ہے جسکو سلمہ بن کہیل نے اپنے باپ کے واسطہ ابو طفیل سے اُنھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے۔

اس حدیث منقولہ میں جو حدیث اوّل ہے وہ بہمہ وجوہ موافق ہے اس روایت سے کہ جو میں نے کنز العمال جلد ۶ کے صفحہ ۳۹۰ سے ابن جریر کی مخرجہ نقل کی ہے۔ پس جو فوائد اس حدیث کے نقل کے بعد میں نے لکھے ہیں وہی اس سے بھی حاصل ہیں اور اسکے علاوہ چند فوائد اور اس کے نقل سے حاصل ہوئے۔

فائدہ اوّل یہ کہ اُس روایت کی اس روایت سے تاکید و تشئید ہوگئی اور یہ دونوں ایک دوسرے کے تصحیح کی شاہد ہیں

فائدہ دوم بعد اس حدیث کے جو حاکم کی عبارت ہے اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور جو شرائط بخاری اور مسلم نے استخراج حدیث کی مقرر کئے ہیں وہ سب اسمیں موجود ہیں لیکن ان دونوں نے اس حدیث کو اپنے نقطہ نظر کے خلاف تصور کرکے ایسی صحیح اور متواتر حدیث کو درج کرنے سے گریز کیا ہے البتہ شیخ مسلم صاحب (صحیح) نے جنکی صحیح کو بعض حضرات صحیح بخاری پر ترجیح دیتے ہیں اُنھوں نے زید بن ارقم کی حدیث مقام غدیر خُم مابین مکہ و مدینہ کی صرف حدیث ثقلین ناقص و ناتمام بیان کی ہے اور

حدیث ولایت کو جسکے اعلان کے لئے یہ اہتمام و انتظام اور کثرت ازدحام صحابہ جنکی تعداد سوا لاکھ تک ثابت ہو چکی ہے درجہ کے لئے خداوند عز و جل نے آیہ تبلیغ و تاکید کو اپنے رسول پر نازل فرمایا اور باوصف اسکے کہ انہیں شیخ مسلم صاحب نے نسخ حدیث ابن المثنی جو زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کے ساتھ ساتھ بیک وقت حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث کے روایت میں اور دیگر الفاظ مخصوصہ عترتی اہلبیتی وغیرہ کے شیخ مسلم صاحب حدیث غدیر خم کو حذف و اسقاط کر گئے۔

فائدہ سوم یہ کہ حاکم نے اس حدیث طویلہ کا ذکر تو کیا مگر کچھ عبارت طویلہ نقل نہیں کی صرف چند لفظ حدیث پر اکتفا کی

فائدہ چہارم۔ یہ کہ حاکم نے اس حدیث شریف کے تصحیح پر اکتفا نہیں کی بلکہ اسکی صحت پر ایک دوسری حدیث انہیں ابو طفیل و زید بن ارقم صحابی کی شاہد بھی لائے ہیں اور اسکو بھی کہا ہے کہ یہ بھی صحیح ہے شرط شیخین پر۔

فائدہ پنجم یہ کہ اس دوسری روایت زید بن ارقم میں جو شاہد ہے اس میں لفظ ثقلین کی جگہ امرین ہے جو "لن تضلوا" کے ساتھ ہے جسکی مؤید وہ حدیث مخرجہ ابو سعید خدری ہے جسکو امام احمد اور ابن سعد کاتب واقدی نے لفظ "لن تضلوا بعدی امرین الخ" سے اخراج کی ہے دیکھو صفحہ ۱۵۳۔

جب یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا کہ غدیر خم کے خطبہ میں رسول خدا نے حدیث ثقلین و امرین و حدیث ولایت کو ایک ساتھ بیان فرمایا ہے اور حدیث ثقلین و امرین میں لفظ بعدی بھی وارد ہے جیسا کہ اوپر ابو سعید خدری کی روایت سے حوالہ دیا گیا لہذا ذیل کی روایت سے لفظ بعدی کا حدیث ولایت میں وارد ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

چنانچہ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ بدایۃ والنہایۃ ورق ص۲۴ (واقع کتب خانہ بانکی پور پٹنہ) میں زیر حدیث غدیر مخرجہ ابن ماجہ عن براء بن عازب و کذلک رواہ عبد الرزاق عن معمر عن علی بن زید بن جدعان عن عدی عن البراء پر ختم کی ہے اسکی پوری حدیث عبقات الانوار جلد ثانی حدیث غدیر حصہ اول صفحہ ۵۷ سے لکھی جاتی ہے اور جسکی ابتدا میں یہ عبارت مرقوم ہے۔

اما روایت معمر بن راشد حدیث غدیر را پس حافظ عماد الدین اسمعیل بن عمر الدمشقی المشہر بابن کثیر در تاریخ خود در بیان طرق حدیث غدیر گفتہ:-

قال عبد الرزاق[1] انا معمر[2] عن علی	عبد الرزاق نے معمر سے انھوں نے علی بن زید بن جدعان
بن زید بن جدعان عن عدی بن	سے انھوں نے عدی بن ثابت سے انھوں نے براء
ثابت عن البراء بن عازب قال	بن عازب سے روایت کی ہے کہ ہم اترے ساتھ
نزلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ	رسول خدا کے نزدیک غدیر خم
وسلم عند غدیر خم فبعث منادیًا	کے۔

۱ توثیق (عبد الرزاق) شبلی صاحب سیرۃ النبی میں لکھتے ہیں عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری ثقات محدثین میں انکا شمار ہے مزاج میں کسی قدر تشیع تھا ابن معین کہتے ہیں کہ عبد الرزاق مرتد ہو جائے تب بھی ہم اس سے روایت حدیث ترک نہیں کر سکتے۔

۲ توثیق (معمر) تاریخ دول الاسلام ذہبی میں بذیل سنہ ثلاث وخمسین ومایۃ لکھا ہے۔ وشیخ الیمن معمر بن راشد الازدی البصری کان من اوعیۃ العلم وصنف التصانیف۔

ینادی فلما اجتمعنا قال الست اولی	پس آپ نے ایک منادی کو مقرر کیا کہ ندا کرے پس ہم لوگ مجتمع
بکم من ابائکم قلنا بلیٰ یا رسول	ہوئے تو فرمایا کہ کیا نہین ہون مین اولیٰ ساتھ تمھارے تمھارے آباء سے
الله قال الست الست قلنا بلیٰ یا	ہمنے کہا کہ سچ ہے یا رسول خدا آپ ایسے ہی ہین اسکو رسولخدا نے مکرر
رسول الله قال من کنت مولاه فان	ارشاد فرمایا اور ہم نے تصدیق کی فرمایا کہ جس شخص کا مین مولا ہون پس
علیاً بعدی مولاه اللهم وال من	تحقیق علی بھی بعد میرے اُس شخص کا مولی ہے بارخدایا دوست رکھ
والاه وعاد من عاداه فقال عمر	تو اُس شخص کو کہ جو اسکو دوست رکھے اور دشمن رکھ تو اُس شخص کو کہ
بن الخطاب هنیئاً لك یا ابن ابیطالب	جو اسکو دشمن رکھے پس کہا عمر بن خطاب نے کہ مبارک ہو آپ کو اے
اصبحت الیوم[1] ولی کل مومن	بیٹے ابوطالب کے کہ آج کے روز آپ ہر مومن کے ولی ہوئے۔

حدیث مذکورہ مین حضرت عمر نے جناب امیرؑ کو لفظ ولی سے مبارکباد دی ہے۔ اسی لفظ ولی سے ابوبکر اور عمر دونون نے اپنے اپنے تعین ولی رسول الله کہکر خلیفہ رسول بتایا تھا اور اسی لفظ ولی سے اظہار خلافت ہر ایک نے اپنا اپنا کیا تھا چنانچہ صحیح مسلم جلد ثانی صفحہ ۹۱ مطبوعہ دہلی مین بمقام منازعہ حضرت عباسؓ و علی مرتضیٰ مرقوم ہے۔ قال عمر فلما توفی رسول الله قال ابوبکر انا ولی رسول الله فجئتما تطلب میراثك من ابن اخیك و یطلب هذا میراث امرأته من ابیها فقال ابوبکر قال رسول الله ما نورث ما ترکناه صدقة فرایتماه کاذباً اثماً غادراً خائناً والله یعلم انه صادق بار راشد تابع للحق فلما توفی ابوبکر وانا ولی رسول الله و ولی ابوبکر فرایتمانی کاذباً

---

[1] اس حدیث مین حضرت عمر نے جو لفظ الیوم ولی کل مومن فرمایا ہے یہ وہی الیوم ہے جو آیہ جلیلہ الیوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا مین وارد ہے۔ اسی ولایت کے عہد و بیان کے بعد جو حضرت ابوبکر اور عمر اور ازواج سے رسول الله نے جناب امیر المومنین کے خیمہ مین بٹھکر مبارکباد دی اور تہنیت دلوایا اور آیہ موصوفہ نازل ہوا جسکا شکریہ تکبیر کے ساتھ ادا فرمایا ہے پھر اسکے بعد اکیاسی یوم رسول الله زندہ رہے جو ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ سنہ ۱۱ھ تک ۷۰ دن اور گیارہ ربیع الاول پر اکیاسی دن ہوتے ہین اور اسی آیت کے نزول کو حضرت عمر کا یوم عرفہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ کو واقعہ تہنیت کے اخفا کرنے کی غرض سے بیان کرنا قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) سے ۱۲ ربیع الاول کو اکانوے دن پر (جمعہ) ہوتا ہے اور ابن عمر کی روایت سے بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ تھا۔ پس یہ بیان دروغ ہوا علاوہ اسکے خود ابن عمر کا بارہ ربیع الاول دوشنبہ اس روایت عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیہ سے سہ شنبہ ہوتا ہے جسمین عمر نے اپنے پدر جناب علیؑ سے رسول خدا کا شکایت مرض مین مبتلا ہونا ۲۸ صفر چہارشنبہ بیان کیا ہے دیکھو صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶۔ کتاب ہذا۔ جسکا چودھوان دن ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) یوم دفن رسولخدا ہے جسکے مراجعت مین ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (سہ شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ سہ شنبہ ہوتا ہے۔ ابن عمر کا بیان ۱۲ ربیع الاول کو بیعت ابوبکر کی شام تک ہونا صحیح ہو سکتا ہے لیکن دوشنبہ کا دن ہرگز صحیح نہین ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت کیا گیا۔

ایسے ہی عمر بن خطاب کی یہ روایت روز وفات رسول خدا بیعت ابوبکر اور وفات کے دوسرے دن سہ شنبہ کو جناب فاطمہؑ اور حضرت علیؑ کا طلب میراث مین ابوبکر کے پاس جانا روایتاً و درایتاً دروغ و کذب ہے وہ روایت طبقات ابن سعد جزو دوم قسم دوم صفحہ ۸۶ مطبوعہ لیدن سنہ ۱۳۳۰ھ کی یہ ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر نا هشام بن سعد عن زید بن اسلم .. عن ابیه قال سمعت عمر یقول لما کان الیوم الذی توفی فیه رسول الله صلعم بویع لابی بکر فی ذلك الیوم فلما کان من الغد جاءت فاطمةؑ الی ابی بکر معها علی فقالت میراثی من رسول الله ابی صلی الله علیه وسلم فقال ابوبکر من الرثة او من العقد قالت فدك وخیبر وصدقاته بالمدینة ارثها کما یرثك بناتك اذا مت۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے ہشام بن سعد سے اوسنے زید بن اسلم سے اُسنے اپنے باپ سے کہا اوسنے کہ مین نے عمر کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ روز وفات رسولخدا ابوبکر کی بیعت ہوئی جب دوسرا دن ہوا تو جناب فاطمہؑ ابوبکر کے پاس مع حضرت علیؑ تشریف لیگئین اور فرمایا میرے باپ کی میراث مجھے ملنی چاہیے پس ابوبکر نے کہا کہ بطور ترکہ یا بطریق عقد (ہبہ) جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ فدک اور خیبر اور آنحضرت کے صدقات جو مدینہ مین ہین مین انکی اسی طرح وارث ہون جسطرح تیرے مرنے کے بعد تیری لڑکیان

اثماً غادراً خائناً واللہ یعلم انی لصادق بار راشد تابع للحق فولیتہا حتی جئتنی انت وھذا وانتما جمیع وامر کما واحد۔ پس کہا عمر نے کہ ہرگاہ پیغمبر خدا نے وفات فرمائی کہا تھا ابوبکر نے مین ہون ولی رسول اللہ پس آئے تھے تم دونون طلب کرتے تھے تم اے عباس میراث کو اپنے برادر زادہ کی طرف سے اور طلب کرتے تھے یہ علی میراث زن کو اپنے جانب پدر انکے سے پس ابوبکر نے کہا تھا کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ ہم میراث نہین چھوڑتے ہین جو کچھ متروکہ ہمارا ہے سب صدقہ ہے۔ پس یقین کیا تھا تم دونون نے ابوبکر کو کاذب و آثم و غادر و خائن۔ اور خدا جانتا ہے کہ وہ راست گو اور نیکوکار و صاحب رشد و تابع حق تھے۔ پس جب ابوبکر مر گئے تو مین اُنکی جگہ پر بیٹھا اور مین ولی رسول اللہ اور ولی ابوبکر ہون اور تم مجھ کو بھی کاذب۔ آثم و غادر و خائن یقین کرتے ہو اور اللہ تعالے جانتا ہے کہ مین صادق، نیکوکار و تابع حق ہون۔ پس متولی خلافت ہوا مین تاآنکہ تم دونون آئے ہو حالانکہ تم باہم کوئی اختلاف و نزاع نہین رکھتے ہو اور امر تم دونون کا ایک ہے۔

عبارت مذکورہ سے صاف صاف خود زبانِ عمر سے جزماً معلوم ہو گیا کہ جناب امیر علیہ السلام شیخین کو کاذب آثم و غادر و خائن یقیناً جانتے تھے ورنہ قول عمر پر حضرت امیر علیہ السلام سکوت نہ فرماتے بلکہ یہ کہتے کہ تم دونون کو ایسا نہین جانتا ہون تم مجھپر کیون تہمت لگاتے ہو مگر حضرت امیرؑ کا سکوت فرمانا دلیل ہے۔ تسلیم قول عمر کی کہ ہان اے عمر تم دونون کو ہم ایسا ہی جانتے ہین۔ پس اگر حضرت عمر اس کلام مین سچے تھے تو حضرت امیرؑ صاحب تطہیر کے جانتے سے انکو متصف باوصاف اربعہ خلافت شیخین بے اصل محض ہو گئی اور اگر اس کلام خوش انجام مین حضرت عمر جھوٹے تھے پھر تو خلافت شیخین بالبدیہہ باطل ہو گئی اس لئے کہ اقرار العقلاء علی انفسہم مقبول سند جید موجود ہے یعنی اقرار عقلا کا اپنے ضرر پر مقبول ہے۔ اس روایت صحیح مسلم سے دعوی کرنا بھی جناب امیر علیہ السلام کا میراث پیغمبرؐ کو از جانب فاطمہؑ زہرا عہد ابی بکر اور ہم عہد عمر مین ثابت ہوا اور بہ دونون عہد مین محروم پھرنا بھی بمصداق حدیث علی مع الحق والحق مع علی کا اپنے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۶۔ وارث ہو نگی ختم ہوا ترجمہ۔ اس حدیث سے حضرت فاطمہؑ اور جناب امیر کا تشریف لیجانا ضرور ہوگا لیکن وفات کے دوسرے دن جانا ہرگز صحیح نہین ہے۔ یہ فقرہ محض دروغ ہے۔ اب ہم دوسری روایتین بھی لکھتے ہین جسمین جناب امیرؑ کا احتجاج فرمانا وارد ہے چنانچہ اسی طبقات ابن سعد کے صفحہ ۸۶ مین ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ھشام بن سعد عن عباس بن عبد اللہ بن معبد عن جعفر قال جاءت فاطمۃ الی ابی بکر تطلب میراثہا وجاء العباس بن عبد المطلب یطلب میراثہ وجاء معہما علی فقال ابوبکر قال رسول اللہ لا نورث ما ترکناہ صدقۃ وما کان النبی یعول فعلی فقال علی ورث سلیمان داؤد وقال زکریا یرثنی ویرث من آل یعقوب قال ابوبکر ھو ھکذا وانت واللہ تعلم مثلما اعلم فقال علی ھذا کتاب اللہ ینطق فسکتوا وانصرفوا (ترجمہ) کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہ حدیث کی مجھ سے ہشام بن سعد نے عباس بن عبد اللہ بن معبد سے اس نے جعفر سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا ابوبکر کے پاس طلب میراث کے لئے تشریف لے گئین اور عباس بن عبد المطلب بھی اپنی میراث طلب کرنیکو انکے پاس گئے اور حضرت علی علیہ السلام ان دونون کے ساتھ ابوبکر کے پاس تشریف لیگئے پس ابوبکر نے کہا کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑین وہ صدقہ ہے اور آنحضرت کے متعلق جن جن کا خرچ تھا وہ میرے ذمہ ہے پس حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے (ورث سلیمان داؤد) یعنی حضرت سلیمان حضرت داؤد کے وارث ہوئے اور جناب زکریا علیہ السلام اپنے دعا مین فرماتے ہین (یرثنی ویرث من آل یعقوب) یعنی بار الہا مجھے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو ابوبکر نے کہا۔ (قال) ایسا ہی ہے اور بخدا آپ جانتے ہین وہ چیز جو مین جانتا ہون۔ پس حضرت امیر نے فرمایا کہ یہ کتاب خدا تو میراث انبیا پر ناطق ہے پس ابوبکر اور انکے ساتھ والے چپ ہو گئے اور یہ حضرات واپس تشریف لائے سیرۃ النبی شبلی جلد ثانی حاشیہ صفحہ ۱۴۲ کے ہندسہ ۳ مین ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے باغ فدک سادات کو واپس دیدیا تھا۔ اور اسی طبقات ابن سعد کے صفحہ ۸۶ میں ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی معمر عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت ان فاطمۃ بنت رسول اللہ ارسلت الی ابی بکر تسألہ میراثہا من رسول اللہ صلعم مما افاء اللہ علی رسولہ وفاطمۃ حینئذ تطلب صدقۃ النبی التی بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول اللہ قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ (الی ان قال) فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ منہا شیئاً فوجدت فاطمۃ علیہا السلام علی ابی بکر فہجرتہ فلم

حق سے مانند آفتاب نصف النہار ظاہر و آشکار ہو گیا ہم نے ایک حدیث حاشیہ گذشتہ میں طبقات ابن سعد سے نقل کی ہے جسمیں اول ہی مرتبہ جناب امیر علیہ السلام نے صدقہ والی روایت کو جسکے تنہا راوی ابو بکر صاحب ہیں قرآن مجید کی آیت سے باطل کر دیا ہے کیونکہ جو حدیث چاہے کسی صحابی سے ہو اگر وہ قرآن کے موافق ہو گی تو صحیح ورنہ دروغ جیسا کہ تفسیر حسینی سورۂ روم میں بتفسیر آیۂ کریمہ "واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین (اور پابندی سے نماز پڑھو اور مشرکین سے نہ ہو جانا)" مذکور ہے۔

در تیسیر شیخ محمد بن اسلم طوسی قدس سرہٗ نقل میکند کہ حدیثے بمن رسیدہ کہ از ہر چہ از من روایت کنند عرض کنید بر کتاب خدا اگر موافق بود از من باشد (ترجمہ) تیسیر میں شیخ محمد بن اسلم طوسی سے مروی ہے کہ ایک حدیث مجھ تک پہونچی ہے رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھے روایت کرے اُسکے لئے قرآن دیکھو اگر موافق پاؤ تو وہ حدیث مجھ سے ہے) پس صدقہ والی روایت کو آیۂ جلیلہ "ورث سلیمان داؤد" یعنی وارث ہوئے حضرت سلیمان حضرت داؤد کے (سورۂ نمل) "وقال زکریا یرثنی ویرث من آل یعقوب" اور جناب زکریاؑ اپنی دعا میں فرماتے ہیں کہ بارالہا مجھے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو (سورۂ مریم)۔ اور پھر عمر بن عبد العزیز نے فدک سادات کو واپس کر کے صدقہ والی روایت کو قطعی باطل کر دیا۔

اب ہم پھر اپنے سلسلۂ بیان پر آگئے یہ حدیث ابن جریر نے جناب امیر علیہ السلام کے ولی رسول ہونے کی اخراج کی ہے جسکو ہم تاریخ ابن کثیر (واقع کتب خانہ بانکی پور پٹنہ) سے لکھتے ہیں:-

قال ابن جریر حدثنا احمد بن عثمان	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہم سے احمد بن عثمان ابو جوزا
ابو الجوزا ثنا محمد بن خالد بن عثمۃ ثنا	نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن خالد بن عثمہ نے کہا حدیث کی ہم سے
موسیٰ بن یعقوب الربعی وھو صدوق	موسیٰ بن یعقوب ربعی نے اور وہ سچا ہے کہ حدیث کی مجھ سے
حدثنی مھاجر بن مسمار عن عائشۃ	مہاجر بن مسمار نے عائشہ بنت سعد سے کہ سنا میں نے
بنت سعد سمعت اباھا یقول	اپنے باپ سے وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۷ - تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشھر (حاصل ترجمہ) کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہم کو محمد بن عمر نے کہ حدیث کی مجھ سے معمر نے زہری سے اُسنے عروہ سے اُسنے حضرت عائشہ سے ... کہ حضرت فاطمہ نے کسی کو بھیجکر حضرت ابو بکر سے اُس جائداد کا سوال کیا جو انکو مدینہ اور فدک اور خمس خیبر میں رسول اللہ سے بطور میراث پہونچی تھی حضرت ابو بکر نے کہا کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے نیز حضرت فاطمہ کے سوال کی منظوری سے انکار کیا اور انکو مطلوبہ جائداد میں سے کچھ نہ دیا پس حضرت فاطمہ علیہا السلام اس بات پر ایسی ناخوش اور رنجیدہ خاطر ہوئیں کہ مرتے دم تک حضرت ابو بکر سے کلام نہیں کیا اور فاطمہؑ رسول اللہ کے بعد ۶ ماہ زندہ رہیں۔

اور طبقات ابن سعد جلد ۸ مطبوعہ ۱۳۲۱ھ صفحہ ۱۸ میں اور مسند امام احمد جلد اول صفحہ ۶ مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ میں "جنکے کل روات ایک ہی ہیں" مذکور ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا یعقوب بن ابراھیم بن سعد الزھری عن ابیہ عن صالح بن کیسان عن ابن شھاب قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان عائشۃ زوج النبی صلعم اخبرتہ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ سألت ابا بکر بعد وفات رسول اللہ ان یقسم لھا میراثھا مما ترک رسول اللہ مما افاء اللہ علیہ فقال لھا ابو بکر ان رسول اللہ صلعم لا نورث ما ترکنا صدقۃ فغضبت فاطمۃ وعاشت بعد وفات رسول اللہ صلعم ستۃ اشھر (مسند امام احمد میں اسقدر زیادہ ہے) فغضبت فاطمۃ علیہا السلام فھجرت ابا بکرؓ فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت قال وعاشت بعد وفات رسول اللہ صلعم ستۃ اشھر (حاصل ترجمہ) ابن سعد اور امام احمد نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد زہری سے اُسنے اپنے باپ سے اُسنے ابن شہاب زہری سے اُسنے عروہ بن زبیر سے اُسنے عائشہ سے روایت کی ہے کہ بعد وفات رسول خدا حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ نے حضرت ابو بکر سے اپنی اس میراث کا سوال کیا جو رسول مقبول سے انکو پہونچی تھی اور جو آنحضرت کو بلا حرب و ضرب خدا نے عطا فرمائی تھی ابو بکر نے کہا کہ رسول خدا کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے یہ سنکر حضرت فاطمہ علیہا السلام ایسی غضبناک ہوئیں کہ مرتے دم تک اُنسے صاحب سلامت گوارا نہیں کی اور حضرت فاطمہ بعد وفات رسول اللہ ۶ مہینہ زندہ رہیں

سمعت رسول اللہ صلعم یوم الجحفۃ
واخذ بید علی فخطب ثم قال ایھا الناس
انی ولیکم قالوا صدقت فرفع ید
علی فقال ھذا ولیّی والمؤدّی عنّی
وان اللہ موال من والاہ و معاد
من عاداہ قال شیخنا الذھبی
وھذا حدیث حسن غریب

رسول خدا سے جحفہ (ایک موضع ہے درمیان مکہ و مدینہ کے)
دن جناب سالتمآب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر خطبہ ارشاد کیا اور
فرمایا اے لوگو میں تمہارا ولی ہوں حاضرین نے عرض کیا آپ نے
سچ فرمایا تب حضرت نے جناب علی کا ہاتھ بلند کرکے ارشاد کیا کہ یہ میرا ولی ہے
اور میری جانب سے احکام پہونچانیوالا ہے تحقیق خدا دوست رکھنے والا ہے
اسکو جو اسکو دوست رکھے اور دشمن رکھنے والا ہے اسکو جو اسکو دشمن رکھے ابن کثیر
کہتے ہیں ہمارے شیخ ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے

حدیث مذکورہ کی مؤید وہ حدیث ہے جو امام نسائی سے صفحہ ۲۷۳ میں عائشہ بنت سعد اور عامر بن سعد سے بالفاظ مذکورہ مروی ہے۔ پس اظہر من الشمس ہے کہ حدیث میں لفظ ولیّی سے مراد ولیعہد رسول خدا ہے کہ جو امام و خلیفہ ہے بقرینہ قول مخبر صادق علیہ السلام المؤدّی عنی اس سبب سے کہ بعد رسول سوا اسکے نائب اور خلیفہ کے اور کون شخص ایسا ہو سکتا ہے کہ جو احکام الہی کو اسکے جانب سے ادا کرے اور امت کو پہونچائے۔

اسی کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جسکو حافظ ابن کثیر نے حدیث مذکورہ کے بعد بلا فاصلہ امام احمد بن حنبل سے وارد کی ہے جو حجۃ الوداع کی ہے:—

قال الامام احمد حدثنا یحیی بن
اٰدم وابن ابی بکیر قال ثنا اسرائیل
عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادۃ
قال یحیی بن اٰدم السلولی وکان قد
شھد حجۃ الوداع قال قال رسول اللہ
صلعم علی منی وانا منہ ولا یؤدّی
عنی الا انا او علی وقال ابن ابی بکیر
لا یقضی دینی الا انا او علی۔

کہا امام احمد نے کہ حدیث کی ہم سے یحیی بن آدم اور ابن ابی
بکیر نے کہا کہ حدیث کی ہم سے اسرائیل نے ابی اسحاق سے انہوں نے
حبشی بن جنادہ سے کہا یحیی بن آدم سلولی
نے کہ حبشی بن جنادہ حجۃ الوداع میں موجود
تھے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا نے کہ علی مجھسے
ہے اور میں علی سے ہوں نہ پہونچائیگا احکام الہی کو میری
طرف سے مگر میں خود ہی یا علیؑ اور کہا ابن ابی بکیر نے کہ
نہ ادا کریگا میرے قرض کو مگر میں خود ہی یا علی۔

اسی حدیث حبشی بن جنادہ کو امام احمد نے ابو احمد زبیری کے واسطے سے اسی حجۃ الوداع کی وارد کی ہے جسکو حافظ محب الدین طبری نے اپنے ریاض النضرہ جلد ثانی میں حافظ سلفی کے حوالہ سے وارد کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۳ و ۴۴ کتاب ہذا۔ نیز ترمذی نے اپنے صحیح جلد ثانی ابواب المناقب میں لفظ حجۃ الوداع کو حذف کرکے حدیث مذکورہ اخراج کی ہے۔

قال الترمذی حدثنا اسمعیل بن موسی
نا شریک عن ابی اسحاق عن حبشی بن
جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے اسمعیل بن موسیٰ نے کہا حدیث
کی ہم سے شریک نے ابی اسحاق سے انہوں نے حبشی بن جنادہ سے
کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

علی منی وانا من علی ولا یؤدّی عنی	علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور نہیں ادا کرتا
الا انا او علی ھذا حدیث حسن غریب صحیح	مجھ سے مگر میں خود یا علی یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

اور جبکہ ابواحمد زبیری اس حدیث حبشی بن جنادہ کے لفظ حجۃ الوداع کے ساتھ راوی ہیں جنکی توثیق ترمذی نے اپنے صحیح میں کی ہے دیکھو حاشیہ ص ۱۶۳-۱۶۵ کتاب ہذا۔ پس حدیث مذکورہ صحیح ترین احادیث حجۃ الوداع سے ثابت ہوگئی۔

چونکہ حدیث مذکورہ کا فقرہ لا یؤدّی عنی الا انا او علی ایک سال قبل سنہ ۹ھ واقعہ تبلیغ سورۂ برأت میں بھی حضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے اس لئے ترمذی اور نسائی نے لفظ حجۃ الوداع کو ساقط کرکے لکھا ہے تاکہ حبشی بن جنادہ والی روایت سورۂ برأت کے تبلیغ کی سمجھی جائے۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے یہی گمان کرکے اسی واقعہ (سورۂ برارت) میں لکھا ہے۔

امام نسائی نے سورۂ برأت کے موقع کی یہ حدیث اپنے خصائص میں وارد کی ہے:—

عن سعد بن ابی وقاص قال بعث	سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ سرور کائنات نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابا بکر	ابوبکر کو برارت کے ساتھ بھیجا یہانتک کہ جب کچھ راہ گئے
ببراءۃ اذا کان ببعض الطریق	تو حضرت صلعم نے علی علیہ السلام کو بھیجا سو علی نے اُن سے
ارسل علیا فاخذھا منہ ثم سار بھا	سورہ برارت لے لی اور اُسکو مکہ کیطرف لیگئے ابوبکر کو
فوجد ابو بکر فی نفسہ قال فقال لہ	اپنے دل میں رنج ہوا سو حضرت صلعم نے اُسکو فرمایا
رسول اللہ صلعم انہ لا یؤدّی عنی	یہ نہ ادا کرے گا میری طرف سے مگر میں یا کوئی
الا انا او رجل منی	مرد میرے اہلبیت سے۔

وفی تفسیر درمنثور سیوطی۔ ج۔ ۳ ص ۲۰۹ مطبوعہ مصر میں ہے:—

اخرج ابن ابی شیبۃ و احمد والترمذی	ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذیؒ اور ابوالشیخؒ
وابو الشیخ وابن مردویہ عن انس	اور ابن مردویہ نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسولخدا
قال بعث النبی صلعم ببراءۃ مع	نے سورہ براۃ کے ساتھ حضرت ابوبکر کو مکہ میں بھیجا پھر حضرت
ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحد	نے ابوبکر کو بلالیا اور فرمایا کہ کسی کو لائق نہیں ہے کہ اسکی
ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعا	تبلیغ کرے سوائے اُس مرد کے جو میرے اہل سے ہے پس
علیا واعطاہ ایاہ۔	بلایا حضرت علی کو تو انکو وہ سورت دیدی

نیز تاریخ حبیب السیر[1] جزو سیوم از جلد اوّل ص ۲۷ مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ء اور تاریخ روضۃ الصفا۔ ج۔ ثانی ص ۱۶۷ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۲۶۶ھ میں ہے۔ کہ چون امیر المومنین ابی بکر بملازمت حضرت رسول علیہ الصلوۃ والسلام رسید از آنحضرت پرسید کہ یا رسول اللہ

[1] توثیق (حبیب السیر) کشف الظنون میں ہے۔ حبیب السیر فارسی لغیاث الدین بن ہمام الدین المدعو بخواند میر وھو تاریخ کبیر لخصہ من تاریخ والدہ المسمی بروضۃ الصفاء وھو ثلث مجلدات کبار من الکتب الممتعۃ المعتبرۃ الخ المتوفی سنہ ۹۳۲ھ اور تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۱ مطبوعہ نولکشور قصہ تجہیز اسامہ بن زید میں بہ عبارت موجود ہے انچہ در روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب وحبیب السیر و دیگر تواریخ معتبرہ شیعہ و سنی موجود است۔

از من چہ صادر شدہ کہ از قرارت سورہ برارت ممنوع گشتم۔ رسول خدا صلعم فرمود کہ ہیچ منقصتے بحال تو راہ نیافتہ ولکن الامین ہبط الیٰ عن اللہ عزوجل بانہ لا یؤدّی عنك الا انت او رجل منك وعلی منی وھو اخی ووصی ووارثی وخلیفتی فی اھلی وامتی من بعدی یقضی دینی و ینجز وعدی ولا یؤدّی عنی الا علی۔ (حاصل ترجمہ) جب امیر المومنین ابوبکر حضور نبوی میں پہونچے تو آنحضرت سے دریافت کیا کہ مجھ سے کیا صادر ہوا کہ سورہ برارت کی تبلیغ یعنی اُسکے اعلان سے ممنوع قرار دیا گیا حضرت نے ارشاد کیا کہ کوئی نقصان تمہاری وجہ سے نہیں پہونچا۔ مگر جبرئیل امین رب العزت کے جانب سے نازل ہوکر یہ حکم لائے کہ نہیں پہونچا سکتا اسکو مگر تم خود یا وہ مرد جو تم سے ہو اور علی مجھ سے ہے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور وارث اور میرا خلیفہ میرے اہلبیت اور میری امت کا میرے بعد ہے جو میرے قرض کو ادا کریگا اور میرے وعدون کو وفا کرے گا اور نہ ادا کرے گا کوئی مجھ سے یعنی میری طرف سے مگر علی۔

واضح ہو کہ یہ روائتین واقعہ سورہ برارت ۹ھ والی جو اوپر گذرین یہ اوّل **حکم امتناعی** خاص سورہ برارت کے تبلیغ کی ہے اسکے بعد دوسرا **حکم امتناعی** عام ہے جو حجۃ الوداع ۱۰ھ کا ہے جسکو حبشی بن جنادہ صحابی نے روایت کی ہے جسکی مؤید وہ روایت ہے جسکو عائشہ بنت سعد اور عامر بن سعد نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے بلفظ یوم الجحفہ (یوم غدیر خم) واقع حجۃ الوداع کی روایت کی ہے جبکہ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ بلند فرما کر ارشاد فرمایا کہ ۔ ھذا ولیی والمؤدّی عنی الحدیث یعنی یہ علی میرا ولی ہے اور میرے طرف سے احکام پہونچانے والا ہے۔

چونکہ سورہ مائدہ اسی یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ مین نازل ہوا جسمین اٹھارہ احکام ہین جن احکام کی تبلیغ یا نفاذ یا انکا اجرا رسول خدا کے بعد سوائے علی علیہ السلام کے کوئی دوسرا نہین کرسکتا اور اگر کوئی ایسا کریگا تو اُسنے رسول خدا کی نافرمانی کی کیونکہ اس حدیث غدیر کے خطبہ مین رسول خدا نے بالفاظ ثقلین وخلیفتین وامرین لن تضلوا ان تبعتموا ھما وھما کتاب اللہ واھل بیتی عترتی یا عترتی اھل بیتی وانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ارشاد فرمایا ہے جو ثقلین کے ایک ثقل اور خلیفتین کے ایک خلیفہ اور امرین کے ایک امر عترتی اھل بیتی کے اوّل جناب علی علیہ السلام ہین جنکے

---

[۱] تاریخ الانبیاء جلد ثالث مؤلفہ مولوی شیخ احمد صاحب دیوبندی صفحہ ۹۱ مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۱۷ھ میں ہے ۔ کہ ایکدن بحکم امیر المومنین علی بن ابیطالب مسجد نبوی مین ندا کیگئی کہ جسکا قرضہ ذمہ پیغمبر صلعم ہو مسجد مین حاضر ہو بہت لوگ بطلب قرضہ حاضر ہوئے حضرت مرتضیٰ نے بغیر طلب شہادہ وحجت ہر ایک کو جو اُسنے طلب کیا ادا کردیا جب خبر شیخین کو پہونچی اس خبر سے انکو بہت تردد ہوا دوسرے روز ابوبکر نے بصلاح حضرت ابن الخطاب منادی کو حکم دیا کہ ندا کرے کہ جس شخص کیساتھ رسول صلعم نے وعدہ کیا ہو یا قرضہ اسکا ذمہ رسول صلعم واجب ہو اسکو چاہیئے کہ حضور مین ابوبکر کے حاضر ہو دوسرے روز ایک اعرابی آیا اور کہا کہ پیغمبر صلعم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ایک شتر سرخ رنگ سیاہ چشم تجھکو دونگا اب حضرت صلعم نے وفات پائی اور آپ دعوی انکی خلافت کا کرتے ہین امیدوار ہون کہ ایک شتر اسی صفت کے مجھکو عطا ہوں شیخین اول تو سوال اعرابی سنکر ایک لمحہ کو ساکت ہوگئے بعدہٗ اس سے شہادت و بینہ طلب کیا اعرابی نے دخیقہ جو اسکے پاس تھا اُنکے حوالہ کیا اور ما لآخر بعذر عدم دستیابی شتر اس اعرابی کو اپنے یہان سے نکالدیا اعرابی دروازہ مسجد پر بیٹھا روتا تھا حضرت سلمان فارسی اسکو حضرت علی مرتضیٰ کے پاس لیگئے اور کیفیت واقعہ عرض کی حضرت امیر علیہ السلام نے اسکے دعوے کی تصدیق کرکے امام حسن علیہ السلام کو ایک جماعت مومنین کے ہمراہ وادی قرار مین بھیجا امام حسن علیہ السلام نے وہان پر نزدیک ٹیلہ بلند تشریف لیجاکر حکم دیا کہ رسن مہار تل مین سے باہر نکل آئی امام حسن علیہ السلام نے جو رسی کھینچی تو ایک سو مہار شتر اُسی صفت کے کہ اعرابی نے دعوی کیا تھا اُس تل سے باہر آئے اور حوالہ اعرابی کئے ۔۔ (شیخ احمد صاحب موصوف لکھتے ہین) یہ روایت تحائف رشیدی سے مین نے نقل کی ہے اور وہ بڑی کتاب ہے کہ مولانا عبد الرشید کرانوی نے تالیف فرمائی ہے اور مین نے ایک نسخہ قدیم قلمی دستخطی مؤلف کہ اونکی اولاد مین ابھی تک موجود ہے اور اسکو بطریق تبرک اپنے پاس رکھتے ہین انکے پوتے کے پاس کہ شیخ بدر الدین قادری ہین پڑھا اور دیکھا ہے اور اس نسخہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے مولانا عبد الرشید اکابر علماء اہلسنت والجماعت اور سرگروہ اولیاء اللہ اپنے زمانہ مین تھے۔

[۲] یشتہ بمعنی ریس ملند

شناخت کے لئے غدیر خُم کے موقع پر سوا لاکھ کے مجمع میں خطبہ فرماتے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر اور علی علیہ السلام کو بلند فرما کر کہ جناب موصوف کے قدم مبارک حضرت صلعم کے زانوے اقدس تک پہونچ گئے تھے کل حاضرین جلسہ قریب و بعید کو اپنے اولیت کے اقرار کے ساتھ من کنت مولاہ فعلی مولاہ وال من والاہ وعاد من عاداہ الا فلیبلغ الشاھد الغائب کا اظہار فرمایا ہے یعنی جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ علی مولا ہے بار خدایا دوست رکھ اُسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو پھر فرمایا آگاہ ہو کہ حاضرین کو چاہئے کہ جو لوگ اس جلسہ میں نہیں ہیں انکو یہ خبر پہونچا دیں۔

اسی جلسہ غدیر میں رسول خدا نے منزلت ہارون والی حدیث دسویں بار ان الفاظ سے ارشاد کی ہے جسکو تاریخ وفیات الاعیان قاضی ابن خلکان سے لکھا جاتا ہے:۔

لما رجع النبی صلعم من مکۃ شرفہا	جب رسول خدا حجۃ الوداع ۱۰ھ سے واپس ہو کر (غدیر خم)
اللہ تعالے عام حجۃ الوداع ووصل	میں پہونچے تو حضرت علی کو اپنی اخوت کا شرف عطا
الی ھذا المکان و اخی علی بن	کر کے ارشاد فرمایا کہ علی میرے لئے اُسی منزلت پر ہیں جس
ابی طالب قال علی منی کھارون من	منزلت پر موسیٰ کے لئے ہارون تھے الٰہی دوست رکھ
موسیٰ اللھم وال من والاہ وعاد	اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو دشمن
من عاداہ و انصر من نصرہ و	رکھے علی کو اور نصرت فرما اُسکی جو نصرت کرے علی
اخذل من خذلہ۔	کی اور چھوڑدے اُسکو جو چھوڑ دے علی کو۔

تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ ۷۹ کتاب ہذا

اور ریاض النضرہ ج ثانی صہ ۱۶۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ میں ہے:۔ عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلعم علی منی بمنزلۃ راسی من جسدی (ترجمہ الملاغ) براء بن عازب سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ علی مجھ سے بمنزلہ میرے سر کے ہے میرے بدن سے۔

یہ حدیث اصابہ فی تمیز الصحابہ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۸۸ء کے صہ ۱۲۱۱ میں ہے:۔

قال النبی صلعم غزوۃ تبوک انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انک لست بنبی ای لا ینبغی ان اذھب الا و انت خلیفتی (ترجمہ) کیا راضی نہیں ہے تو اس بات سے کہ ہووے مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے مگر یہ کہ تو نبی نہیں ہے تحقیق کہ مجھکو سزاوار نہیں ہے یہ امر کہ میں جاؤں مگر یہ کہ تو میرا خلیفہ ہو (یعنی بغیر تجھکو خلیفہ کئے ہوئے میں نہیں جا سکتا) انتہی کیونکہ حضرت موسیٰ جب کوہ طور پر جانے لگے تو بغیر خلیفہ کئے حضرت ہارون کو نہیں گئے۔

اور مورخ حبیب السیر اپنی تاریخ جز و سیوم از جلد اول صہ ۶۹ مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ء میں لکھتے ہیں۔

روایت است کہ در وقت عزیمت غزوہ تبوک	روایت میں ہے کہ غزوۂ تبوک کے ارادہ کرتے وقت
بر ضمیر انور حضرت اقدس نبوی ظاہر گشت کہ دران	قلب انور سرور عالم پر یہ امر ظاہر ہو گیا تھا کہ اس سفر
سفر با اعدا دین مقاتلہ وقوع نخواہد یافت	میں اعدا دین سے قتال واقع نہ ہو گا اسوجہ سے

بنابرآن شاه مردان را در مدینه بر سر	شاہ مرداں علی علیہ السلام کو مدینہ طیبہ میں اپنے اہل و عیال
اہل و عیال گذاشتہ بخلافت خویش تعیین	پر اپنا جانشین متعین فرمایا اور ازواج سے تاکید فرمائی
نمودہ امہات مومنین را گفت از سخن و صوابدید	کہ امام المسلمین علی علیہ السلام کے حکم کے مطابق عمل کرنے
امام المسلمین اصلا تجاوز جائز ندارند	میں ہرگز تجاوز نہ کریں (جو وہ کہیں وہی کریں)

تاریخ روضۃ الصفا۔ ج۔ اول صـ۹۷ مطبوعہ نولکشور ۱۸۹۱ء میں حضرت ہارون کی امامت وخلافت کا حال یوں مذکور ہے۔

چون صباح روز ہشتم کہ غرہ نیسان[1] بود طالع	جب نیسان مہینہ کی آٹھویں تاریخ ہوئی حضرت موسیٰ
شد حضرت موسیٰ ہارون را طلب کردہ امامت	نے حضرت ہارون کو بلایا اور اپنی امامت و خلافت
وخلافت خود بدو تفویض فرمود و آن شغل	سپرد کی اور انکو اپنا وصی مقرر کرکے اس کام یعنی
را بحسب وصایت در نسل او بطنا بعد بطن مقرر	امامت و خلافت کو انکی نسل میں بطناً بعد بطن مقرر
گردانیدہ و انارہ قندیل و تبخیر بخور و تولیت	کردیا اور قندیلوں کا روشن کرنا خوشبو کی دھونی
قربان و البسہ معینہ جہت اصحاب مناصب	دینا قربانی کی تولیت اور اعلی درجہ لوگوں کے
و غیر ذلک برائے وے مفوض ساخت و تمامت	لئے مقررہ لباس انکے اختیار میں دیدیا اور ان امور
بنی اسرائیل را برین معنی گواہ گرفتہ مخالفت	کے لئے تمام بنی اسرائیل کو گواہ کرلیا اور حضرت
او و اولادش برایشان حرام کردہ خون	ہارون اور انکی اولاد کی مخالفت حرام کردی اور
کسانے کہ خلاف ہارون و فرزندان او نمایند	انکے اور انکے فرزندوں کے مخالفوں کا خون و قتل
مباح گردانید و بعد ازانکہ قربانی نمودند آتشے	مباح کردیا اسکے بعد جب لوگوں نے قربانی کی آسمان
از آسمان فرود آمد ہمہ را بخورد یہود این روز	سے آگ نازل ہوئی سب کو کھاگئی۔ یہودیوں کو چاہئے
را تعظیم کنند و فضائل بسیار گویند کہ روز یکشنبہ	کہ اس دن کی تعظیم کریں اور اسکی فضیلتیں بہت
است کہ ابتداے خلقت عالم درین روز بودہ	بیان کریں کیونکہ وہ اتوار کا دن ہے اور وہ ایسا
و اول ہفتہ و عشرہ ماہ اول سال است و اول روزے	دن ہے کہ دنیا کی پیدائش اس دن ہوئی ہے اور
است کہ مردم اجتماع نمودہ بزیارت بیت المقدس	وہ سال کے پہلے مہینہ کا پہلا ہفتہ اور عشرہ ہے اور وہ ایسا پہلا دن
حاضر آمدند و اول روزے است کہ جہت ولایت	ہے جس دن لوگ جمع ہوکر بیت المقدس کی زیارت کو گئے اور وہ ایسا
وخلافت ہارون قربانی کردند و آتش فرود آمدہ	پہلا دن ہے جس دن لوگوں نے حضرت ہارون کی ولایت و خلافت کیواسطے قربانی کی
برہمہ قربانی ہا احاطہ کرد	اور آگ نازل ہوئی اور اسنے تمام قربانیوں کو گھیر لیا۔

چونکہ حضرت ہارون کا انتقال سامنے حضرت موسیٰ کے ہوگیا اسلئے موسیٰ پیغمبر نے جناب یوشع بن نون اپنے عزیز قریب کو اپنی وفات کے قریب اپنا خلیفہ و جانشین کیا چنانچہ تاریخ روضۃ الصفا مذکورہ جلد اول صفحہ ۹۸ میں ہے:۔

[1] نیسان ماہ رومی ہے جو انگریزی میں ماہ اپریل ہے

ودر روز ہفتم آذر قوم را احضار کردہ مجلس عظیم	حضرت موسیٰ نے آذر مہینہ کی ساتوین تاریخ قوم کو
ساخت و یوشع را خلیفہ ووصی گردانید وبنی اسرائیل	حاضر ہونیکا حکم دیا ایک بڑا مجمع جمع کرکے حضرت یوشع کو اپنا
را بعد از حوالہ بضمان حفظ الٰہی بوے سپرد	خلیفہ اور وصی کیا اور بنی اسرائیل کو خدا کی حفاظت
و بتدبیر و رعایت مہات ایشان وصیت کرد	اور ضمانت مین دیکر حضرت یوشع کے سپرد کیا اور وصیت کی
اسباط را بطاعت وانقیاد او حجت گردنہ فرمود	کہ انکے کامون مین تدبیر وعقل سے رعایت کرنا تا کہ بیٹون
کہ امروز ہفتم ماہ آذر است وسن من بصد وبست	سے انکی اطاعت وفرمانبرداری کا وعدہ واقرار لیکر فرمایا کہ آج آذر
سال رسیدہ وزمان رحلت نزدیک شدہ	مہینہ کی ساتوین تاریخ ہے اور میری عمر ایکسو بیس سال کی ہوگئی
اکنوں بندہ از بندگاں خداے کہ بخلوص نیت	موت کا زمانہ قریب ہے اسوجہ سے مین نے بندگان خدا مین سے
از شما ممتاز است برشما خلیفہ ساختم وخداوند	ایک خاص بندہ کو جو خلوص نیت مین تم سب لوگون سے افضل و برتر ہے
تعالےٰ وفرستگان زمین وآسمان را بایں معنی	تمپر خلیفہ کردیا اور خدا کے برتر اور زمین وآسمان کے فرشتونکو اسبات پر
گواہ گرفتم کہ در وصیت من تقصیر وتہاون نکنید	گواہ کرلیا اب تمکو چاہئے کہ میری وصیت پر عمل کرنےمین کوتاہی اور سستی نکریں

جوکہ سورۂ مائدہ یوم غدیر ۱۸ ذی الحجہ مین نازل ہوا جسمین آیہ کریمہ ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا (یعنی اور اسمین بھی شک نہین کہ خدا نے بنی اسرائیل سے (بھی ایمان کا) عہد و قرار لے لیا تھا اور ہم (خدا) نے انمین کے بارہ سردار (اونپر) مقرر کئے جس کے اول نقیب جناب یوشع وصی اور خلیفہ حضرت موسیٰ ہین۔

آیہ موصوفہ کی تفسیر مین حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر جلد ثالث صنا ۳۱ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ مین لکھتے ہین:-

وفی التوراۃ البشارۃ باسمٰعیل علیہ السلام وان اللہ یقیم من صلبہ اثنی عشر عظیماً وھم ھؤلاء الخلفاء الاثنی عشر المذکورون فی حدیث ابن مسعود وجابر بن سمرۃ (ترجمہ) توریت کی بشارت جو اسمٰعیل علیہ السلام پر ہے بالتحقیق کہ اللہ تعالےٰ قائم کریگا اسمٰعیل علیہ السلام کے صلب سے بارہ بزرگ اور وہ بارہ خلیفہ ہونگے جو ذکر کئے گئے حدیث مین ابن مسعود اور جابر بن سمرہ کے۔

اولاد صُلبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شناخت اس حدیث اصطفیٰ سے ہوتی ہے جسکو ترمذی نے اپنے صحیح مین اخراج کی ہے۔

قال الترمذی حدثنا خلاد بن اسلم	کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے خلاد بن اسلم بغدادی نے کہا
البغدادی نا محمد بن مصعب نا	حدیث کی ہمسے محمد بن مصعب نے کہا حدیث کی ہم سے اوزاعی نے ابی
الاوزاعی عن ابی عمار عن واثلۃ بن	عمار سے سُننے واثلہ بن اسقع سے کہا سُننے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ مصطفیٰ
اسقع قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ	کیا خدا نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسمٰعیل علیہ السلام کو اور
اصطفیٰ من ولد ابراہیم اسمٰعیل واصطفیٰ من ولد اسمٰعیل	مصطفیٰ کیا اسمٰعیل کی اولاد سے بنی کنانہ کو اور مصطفیٰ
بنی کنانۃ واصطفیٰ بنی کنانۃ قریشاً	گردانا بنی کنانہ سے قریش کو اور مصطفیٰ کیا

سلہ آذر رومی مہینہ جو مطابق انگریزی ماہ مارچ کے ہے۔

واصطفیٰ من قریش بنی ھاشم و	قریش سے بنی ہاشم کو اور مصطفےٰ کیا مجھکو بنی ہاشم
اصطفانی من بنی ھاشم ھذا حدیث صحیح	سے یہ حدیث صحیح ہے ۔

تمام محدثین امام احمد بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی وغیرہ نے رسول خدا کا وہ قول کہ علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون اپنے اپنے صحیح و مسانید مین وارد کیا ہے جسکو ہم لکھ آئے ہین نیز حدیث طینت مین رسول خدا کا یہ ارشاد کہ علی بن ابیطالب میری مٹی سے اور مین حضرت ابراہیمؑ کی مٹی سے پیدا ہوا اور مین ابراہیمؑ سے افضل ہون دیکھو کتاب ہذا صفحہ ۲۶۔

پس رسول خدا اور علی ابن ابیطالب اولاد صلبی حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ سے مصطفےٰ ہوے یعنی محمد مصطفےٰ رسول خدا ہوئے اور علی مرتضیٰؑ اور انکی گیارہ اولاد بطناً بعد بطن امام ہوئے جیسے حضرت ہارون اور انکی اولاد بطنا بعد بطن امام قرار پائے ۔

چنانچہ شاہ عبد القادر اپنے اردو ترجمہ موضح القرآن صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور سنہ ۱۳۴۴ھ مین سورۂ اعراف کے آیۂ کریمہ ولما رجع موسیٰ الیٰ قومہ الآیۃ کی تفسیر مین لکھتے ہین "حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی اُمت مین امام تھے" جبکہ حضرت ہارون جناب موسیٰ کی حیات مین رحلت کرگئے تو جناب موسیٰ نے حضرت یوشع پیغمبر کو اپنا وصی گردانا ۔ اور یہ قرار دیا کہ اپنے وفات کے قریب اسرار توریت والواح کو اولاد ہارونؑ کے سپرد کردین ؛۔

جسکے متعلق امام محمد بن عبد الکریم شہرستانی اپنی کتاب ملل ونحل کے صفحہ ۱۲۴ مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۶۳ھ مین فرماتے ہین ؛۔

قالوا کان موسیٰ قد افضی باسرار	کہا اونھون نے تھے موسیٰ علیہ السلام کہ اُنھون نے سپرد کیا
التوراۃ والالواح الی یوشع بن نون	تورات اور الواح کے اسرار طرف یوشع بن نون وصی کو اپنے
وصیہ من بعدہ لیفضی الی اولاد	بعد کے لئے تاکہ پہونچا دین اوس امانت کو حضرت ہارون
ھارونؑ لان الامر کان مشترکا	کی اولاد کو اسلئے کہ امر (امامت) مشترک تھا درمیان موسیٰ
بینہ و بین اخیہ ھارون اذقال	اور انکے بھائی ہارون کے جبکہ کہا تھا موسیٰ نے خدائے
واشرکہ فی امری وکان	تعالیٰ سے (شریک کردے تو ہارون کو میرے امر مین)
ھوالوصی فلما مات ھارون	اور تھے وہی ہارون وصی موسیٰ جبکہ مرگئے ہارون موسیٰ
فی حال حیاتہ انتقلت الوصایۃ	کی حیات مین منتقل ہوگئی وصایت طرف یوشع بن
الی یوشع بن نون ودیعۃ فلیوصلھا	نون کے از روئے امانت کے چاہیئے کہ پہونچادین
الی شبر و شبیر ابنی ھارون	شبر و شبیر پسران ہارون کو از روئے
قرارا و ذلک ان الوصیۃ و	قرار کے اور یہ اس لئے کہ وصیت
الامامۃ بعضھا مستقر وبعضھا	اور امامت بعض اوس کا مستقر ہے اور
مستودع	بعض امانت ہے ۔

ریاض النضرہ حافظ محب طبری ج ۔ ثانی باب رابع صفحہ ۱۷۸ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۷ھ

اور تذکرہ خواص الامہ فی معرفۃ الائمہ سبط ابن جوزی صفحہ ۳۶ مطبوعہ طہران اور ارجح المطالب خواجہ حبیب اللہ وکیل امرتسری صفحہ ۲۵

مطبوعہ لاہور میں ہے۔ قال احمد فی الفضائل عن انس قال قلنا لسلمان الفارسی سل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وصیہ فسأل سلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کان وصی موسی بن عمران فقال یوشع بن نون قال ان وصیی ووارثی ومنجز وعدی علی بن ابیطالب علیہ السلام

یعنی تذکرۂ خواص الامہ میں منقول ہے کہ کہا احمد نے کتاب فضائل میں بروایت انس کہ کہا ہم سب نے سلمان فارسی سے کہ تم سوال کرو جناب رسولخدا سے کہ کون ہے وصی اُنکا پس سوال کیا سلمان نے جناب سالتمآب سے۔ پس فرمایا حضرت نے کہ کون ہے وصی موسیٰ بن عمران پس سلمان نے عرض کی یوشع بن نون وصی موسیٰ تھے فرمایا حضرت نے وصی میرا اور وارث میرا اور وفا کرنے والا وعدہ کا میرے علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے۔ اس حدیث شریف سے صاف اور صراحۃً ظاہر ہو گیا کہ جسطرح یوشع بعد موسیٰ خلیفہ بلافصل تھے یقیناً اُسی طرح جناب علی مرتضیٰ بھی بعد رسول اللہ خلیفہ بلافصل ہیں حتماً وجزماً لاریب فی ذلک۔

اسی ریاض النضرہ صفحہ ۱۷۸ جلد مذکورہ اور کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۲۰۷ اور صفحہ ۲۳۲ میں یہ حدیث ہے۔ عن بریدۃ مرفوعاً لکل نبی وصی ووارث وان علیاً وصی ووارثی (اخرجہ الحافظ ابوالقاسم البغوی فی معجم الصحابۃ) بریدۃ رضی اللہ عنہ نے بسند مرفوع روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے ہر ایک نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے میرا وصی و وارث علی ہے۔

اور کتاب مطالب السئول فی مناقب آل رسول مصنفہ کمال الدین محمد بن طلحۃ القرشی الشافعی صفحہ ۲۳ مطبوعہ مطبع جعفری لکھنؤ سنہ ۱۳۰۲ھ میں ہے:۔

روی الامام الحافظ المذکور بسندہ فی حلیۃ[1]	روایت کی ہے حافظ مذکور (یعنی حافظ ابونعیم) نے اپنی سند سے
عن انس بن مالک قال قال رسول	کتاب حلیہ میں انس بن مالک سے کہ انس نے کہا کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اے انس
اللہ یا انس اسکب لی وضوءً ثم قام	پانی دے مجکو وضو کا پھر آپ بعد وضو کے کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز
فصلی رکعتین ثم قال یا انس اول	پڑھی بعد اسکے فرمایا کہ اے انس پہلے جو شخص کہ تیرے اوپر داخل ہوگا
من یدخل علیک فی ہذا الباب	اس دروازہ سے وہ امیر المومنین ہے اور سردار ہے مسلمانوں کا
امیر المومنین وسید المسلمین	اور لیجانیوالا ہے اُن لوگوں کا جنکے منہ اور ہاتھ اور پاؤں نورانی
وقائد الغر المحجلین وخاتم الوصیین	ہونگے بہشت کیطرف اور خاتم ہے وصیوں کا انس نے کہا کہ میں نے
قال انس قلت اللہم اجعلہ رجلاً من	دعا کی کہ بارخدایا گردان تو اسکو مرد انصار میں سے اور اس بات
الانصار وکتمتہ اذ جاء علی فقال من	کو میں نے پوشیدہ کیا کہ ناگاہ علی آئے پس پوچھا رسول خدا نے
ہذا یا انس فقلت علی فقام مستبشراً	کہ یہ کون ہے اے انس پس میں نے کہا علی ہیں پس کھڑے ہوگئے
فاعتنقہ ثم جعل یمسح عرق وجہہ	جناب رسولخدا خوش ہوکے اور انکو گلے سے لگا لیا بعد اسکے اپنے منہ
بوجہہ ویمسح عرق وجہ علی بوجہہ فقال	کے پسینہ کو علی کے منہ پر ملتے تھے اور علی کے منہ کے پسینہ کو

[1] توضیح (کتاب حلیہ) کشف الظنون میں ہے۔ حلیۃ الاولیاء فی الحدیث للحافظ ابی نعیم الاصبہانی المتوفی سنہ ۴۳۰ھ وھو کتاب حسن معتبر

علے یا رسول اللہ لقد رایتك فی شیئاً — اپنے منہ پر ملتے تھے پس کہا علی نے کہ یا رسول خدا تحقیق میں نے آپکو دیکھا کہ

ما صنعت فی قیل قال و ما یمنعنی و — جو کچھ اسوقت آپنے کیا ہے فرمایا کیا وہ ہے کہ جس سے کچھ نہیں ہے اور تم تو کیا منع کرتی

انت تؤدی عنی و تسمعهم صوتی — فرمایا کہ ہمارے کہ تمہیں مجھکو کون امر اتم ہی ہو جو ادا کرو گے اور میری

و تبین لهم ما اختلفوا فیه بعدی — میری طرف سے اور سنا دیگے لوگو نکو میری آواز اور بیان کرو گے تم ان لوگونکے واسطے

اُس چیز کو جسمین وہ لوگ اختلاف کرینگے میرے بعد۔

اس حدیث شریف کے نقل سے چند فوائد برآمد ہوئے۔ اوّل یہ کہ علامہ محمد بن طلحہ شافعی نے یہ حدیث کتاب حلیۃ الاولیا مصنفہ حافظ ابو نعیم سے نقل کی ہے پس دو عالمون کی تصدیق اس حدیث کی بابت ثابت ہو گئی۔ دوّم یہ کہ لفظ امیر المومنین ہے جس لفظ سے بروز غدیر لوگون نے السلام علیک یا امیر المومنین کہکر سلام کیا ہے دیکھو صفحہ ۶۳ وہ لفظ اس حدیث مین بھی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ یہ خطاب خود جناب رسالتماب نے دیا ہے۔ مثل غیرون کے امت سے علی مرتضیٰ نے یہ خطاب نہین پایا۔ سوّم یہ کہ فقط لفظ وصی نہین ہے بلکہ لفظ خاتم الوصیین ثابت ہوئی اور اس سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ ہر نبی نے اپنا وصی مقرر کیا چونکہ رسولخدا خاتم النبیین ہین لہذا علی خاتم الوصیین ہین۔ چہارم یہ کہ لفظ سید المسلمین جو لفظ امام المسلمین کے مرادف ہے جسکو حضرت نے غزوۂ تبوک جاتے وقت فرمایا تھا اور لفظ امیر المومنین کے ساتھ ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ جسکو خود حضرت نے سب مومنون کا امیر اور سب مسلمانونکا سردار فرمایا اسپر کوئی دوسرا امیر اور سردار نہین ہو سکتا۔ پنجم یہ کہ جو الفاظ اس حدیث مبارک کے اخیر مین ہین اس سے بھی خلافت اور امامت بلافصل جناب امیر باحسن وجوہ ثابت ہے۔ اس سبب سے کہ جو شخص رسول کے بعد احکام خدا کو انکی جانب سے ادا کرے اور لوگون کو رسول کی آواز سنائے اور امت کے اختلاف کی حالت مین جو امر حق ہو اسکو بیان کر دے وہی بیشک و شبہہ خلیفہ برحق ہے۔

اب یہ خاکسار آیۂ "اثنی عشر نقیباً" کے حرف اثنی عشر یعنی بارہ عدد کے چند معارف و حقائق و دقائق بقدر اپنی فہم و وسعت مقام کے بیان کرتا ہے کیونکہ احادیث مین بارہ خلفا کی تعداد معین ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے بارہ نقیب اور حضرت عیسیٰ کے بارہ حواری ہوئے

اثنا عشر نقیباً ۱۲	واشرکہ فی امری ۱۲	امیر المومنین ۱۲	امام المسلمین ۱۲
صالح المومنین ۱۲	مولی المومنین ۱۲	اثنا عشر عظیماً ۱۲	اثنا عشر امیراً ۱۲
اثنا عشر شریفاً ۱۲	اثنا عشر خلیفۃ ۱۲	عترت رسول اللہ ۱۲	عترتی اہلبیتی ۱۲

یہ چوتھی حدیث ابن جریر کی مخرجہ ابن حمید کے سند کی تاریخ الرسل و الملوک جلد اول حصہ سوم صفحہ ۱۱۷۱ سے نقل ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن حمید قال — کہا ابن جریر نے حدیث کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی

ثنا سلمۃ[1] قال حدثنی محمد بن اسحاق — ہم سے سلمہ نے کہا حدیث کی مجھ سے محمد ابن اسحاق نے

[1] توثیق (سلمہ) خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال میں ہے کہ سلمۃ بن الفضل الابرش الانصاری مولاہم ابو عبد اللہ الرازی الابرش الازرق القاضی عن ابن اسحاق و حجاج بن ارطاۃ و عمر عثمان بن ابی شیبۃ و ابن معین و ثقہ و قال مرۃ لیس به باس یتشیع قال البخاری عندہ مناکیر و قال ابو حاتم محلہ الصدق قال ابن سعد کان ثقۃ صدوقاً و ھو صاحب مغازی ابن اسحاق مات بعد التسعین و مائۃ ایضاً۔ سیرۃ شبلی جلد اول صفحہ ۲۳ مین ہے۔ سلمہ بن الفضل الابرش الانصاری المتوفی سنہ ۱۹۱ھ ابن اسحاق کے شاگرد اور انکی سیرۃ کے راوی مین رے کے قاضی تھے اہل حدیث کے نزدیک قابل احتجاج نہین لیکن ابن معین جو اسماء رجال کے بڑے ماہر ہین مغازی مین انکی توثیق کرتے ہین اور ان کی سیرۃ کو بہترین سیرۃ بلکہ جو کچھ کہتے ہین۔ طبری مین انکے واسطے سے اکثر روائتیں مروی ہیں۔ —

عن عبد الغفار بن القاسم عن
المنهال بن عمرو عن عبد الله
بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن
عبد المُطّلب عن عبد الله بن عباس
عن علي بن ابي طالب قال لما نزلت
هذه الآية على رسول الله صلى الله عليه
وسلم وانذر عشيرتك الاقربين
دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال لي يا علي ان الله امرني ان انذر
عشيرتي الاقربين فضقت بذلك
ذرعاً وعرفت اني متى اباديهم بهذا
الامر ارى منهم ما اكره فصمت عليه
حتى جاءني جبرئيل فقال يا محمد انك
الا تفعل ما تؤمر به يعذبك ربك فاصنع
لنا صاعاً من طعام واجعل عليه رجل
شاة واملأ لنا عساً من لبن ثم اجمع
لي بني عبد المطلب حتى اكلمهم وابلغهم
ما امرت به ففعلت ما امرني به ثم
دعوتهم له وهم يومئذ اربعون رجلا
يزيدون رجلا او ينقصونه فيهم اعمامه
ابو طالب وحمزة والعباس وابو لهب
فلما اجتمعوا اليه دعاني بالطعام
الذي صنعت لهم فجئت به فلما
وضعته تناول رسول الله صلعم حذية
من اللحم فشقها باسنانه ثم القاها
في نواحي الصحفة ثم قال خذوا باسم الله
فاكل القوم حتى ما لهم بشيء حاجة

عبد الغفار بن قاسم سے اوس نے منہال بن عمرو
سے اوس نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل
بن حارث بن عبد المطلب سے اوسنے
عبد اللہ بن عباس سے اوس نے جناب
علی مرتضیٰ بن ابی طالب سے روایت کی ہے
جبکہ آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو
رسول خدا نے علیؑ کو بلا کر فرمایا کہ اے علی رب العزت
نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے قرابت مندونکو
(عذاب الہی سے) ڈراؤں لیکن
(قوم کی حالت دیکھکر) مین نے معلوم کیا کہ
جب اون لوگون کے سامنے یہ امر پیش
کرون گا تو اُن سے حرکات نا ملائم دیکھون گا
اس لئے مین نے سکوت اختیار کیا حتی کہ خداوند
تعالے کا حکم تاکیدی صادر ہوا لہذا تم ایک صاع
طعام اور ایک ران بکری کی اور پیالہ دودھ کا
مہیا کرو اور بنی عبد المطلب کو جمع کرو تا کہ
مین اون سے کلام کرون اور اُن کو
وہ چیز پہونچا دون جس کے پہونچانے کے لئے
مامور ہوا ہون حضرت علی نے تعمیل ارشاد کی اور بنی
عبد المطلب جو ایک کم یا ایک زیادہ چالیس مرد تھے اور
جنین آپکے اعمام ابو طالب و حمزہ، عباس اور ابو لہب
بھی تھے جمع کیا جب سب لوگ آگئے اور کھانا حاضر
کیا گیا تو رسول خدا نے ایک ٹکڑا گوشت کا
لے کر اپنے دانتون سے پارہ پارہ کیا پھر اطراف
ظرف مین ڈالدیا اور فرمایا شروع
کرو بسم اللہ۔ سب نے سیر ہو کر کھایا
پیا اور باوجودیکہ طعام اور شیر اس مقدار

وما ادری الا موضع ایدیهم وایم
الله الذی نفس علی بیده وان کان
الرجل الواحد منهم لیاکل ما
قدمت لجمیعهم ثم قال اسق القوم
فجئتهم بذلك العس فشربوا منه حتی
رووا منه جمیعاً وایم الله ان کان
الرجل الواحد منهم لیشرب مثله
فلما اراد رسول الله صلعم ان یکلمهم
بدره ابولهب الی الکلام فقال لقد ما سحرکم صاحبکم
فتفرق القوم ولم یکلمهم رسول الله صلی الله علیه وسلم
فقال الغد یا علی ان هذا الرجل سبقنی الی ما قد
سمعت من القول فتفرق القوم قبل ان اکلمهم
فعد لنا من الطعام بمثل ما صنعت ثم
اجمعهم الی قال ففعلت ثم جمعتهم
ثم دعانی بالطعام فقربته لهم ففعل
کما فعل بالامس فاکلوا حتی ما لهم
بشیء حاجة قال اسقهم فجئتهم بذلك
العس فشربوا حتی رووا منه جمیعا
ثم تکلم رسول الله صلعم فقال یا
بنی عبد المطلب انی والله ما اعلم
شابا فی العرب جاء قومه بافضل
مما قد جئتکم به انی قد جئتکم بخیر
الدنیا والآخرة وقد امرنی الله تعالی
ان ادعوکم الیه فایکم یوازرنی علی
هذا الامر علی ان یکون اخی ووصیی
وخلیفتی فیکم قال فاحجم القوم عنها
جمیعاً وقلت وانی لاحدثهم سنا وارمصهم

مین تھا کہ ایک آدمی کو کافی ہوتا لیکن
سب آدمیون نے کھا یا پیا اور کمی نہ
ہوئی۔ جب کھانے پینے سے فراغت
ہوئی تو آنحضرت نے کلام کرنے
کا ارادہ کیا لیکن ابولہب نے
سبقت کی اور کہا تم
پر تمہارے صاحب نے جادو
کیا ہے اس فقرے کو سنکر
سب لوگ پراگندہ ہوگئے اور
آنحضرت اون سے کلام نہ کرسکے
دوسرے دن آنحضرت نے پھر حضرت
علی سے فرمایا کہ تم نے سنا ابولہب
نے کلام مین مجھپر سبقت کی اور قبل اس کے
کہ مین اون لوگون سے کلام کرون
سب کو پراگندہ کردیا اب کل کیطرح
پھر میرے پاس سب کو جمع کرو حضرت علی نے کرر
سب چیزین بدستور سابق مہیا کین اور پھر سب کو
جمع کیا۔ کھانا حاضر کیا گیا اور آنحضرت نے پہلے
دن کی طرح آج بھی عمل فرمایا اور سب نے سیر ہو کر کھایا
پیا بعدہ پیغمبر صاحب نے فرمایا اے بنی عبد المطلب
قسم ہے خدا کی مین کسی ایسے جوان کو عرب مین
سے نہین جانتا جو اپنی قوم کے لئے مجھسے بہتر کوئی چیز
لایا ہو مین تمہارے لئے دنیا وآخرت کی نیکی لایا ہون اور
اللہ جلشانہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھین اسکی طرف بلاؤن لہذا
تم مین سے کون شخص اس امر مین میری وزارت کریگا اس
شرط پر کہ وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو۔ قوم مین سے
کسی نے کچھ جواب نہ دیا لیکن علی علیہ السلام نے باوجود

عينا واعظمهم بطنا واحمشهم ساقا	کسی نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ میں آپ کا
انا يا نبي الله اكون وزيرك	وزیر ہوں گا یہ سُنکر آنحضرت صلعم
عليه فاخذ برقبتي ثم قال ان	نے حضرت علی کی گردن پر ہاتھ رکھا اور فرمایا بیشک
هذا اخي ووصيّ[۱۵۱] وخليفتي فيكم	یہ میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم سب اس کا
فاسمعوا له واطيعوا قال فقام	حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو سب لوگ
القوم يضحكون ويقولون لابي طالب	ہنستے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ابو طالب
قد امرك ان تسمع	سے کہنے لگے کہ تم کو حکم دیا ہے کہ اپنے
لابنك وتطيع	بیٹے کی اطاعت کرو ۔

---

۱۵۱ واضح ہو کہ حدیث مذکور کے الفاظ اخی ووصیی وخلیفتی حسکو تاریخ کبیر طبری مطبوعہ یورپ سے نقل کیا گیا چھاپہ مصر میں الفاظ مذکورہ کے بجائے کذا وکذا لکھدیا گیا۔ شبلی صاحب بھی باوجود حدیث مذکورہ مطبوعہ یورپ کے دیکھنے کے لفظ اخی ووصیی وخلیفتی کو نظر انداز کر گئے چنانچہ سیرۃ النبی حصہ اول صفحہ ۱۵۳ مطبوعہ کانپور میں لکھتے ہیں۔ "تین برس تک آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) نے نہایت رازداری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا لیکن آفتاب رسالت اب بلند ہو چکا تھا صاف حکم آیا فاصدع بما تؤمر اور تجھکو جو حکم دیا گیا ہے واشگاف کہدے پھر حکم آیا وانذر عشیرتک الاقربین اور اپنے نزدیک کے خاندان والوں کو خدا سے ڈرا۔ صفحہ ۱۵۴ میں ہے۔ چند روز کے بعد حضرت علی سے کہا کہ دعوت کا سامان کرو یہ درحقیقت تبلیغ اسلام کا پہلا موقع تھا۔ تمام خاندان عبد المطلب مدعو کیا گیا حمزہ ابو طالب عباس سب شریک تھے آنحضرت نے کھانے کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں وہ چیز لیکر آیا ہوں جو دین و دنیا دونوں کی کفیل ہے اس بار گراں کے اٹھانے میں کون میرا ساتھ دیگا تمام مجلس میں سناٹا تھا دفعۃً حضرت علی نے اٹھکر کہا گو مجکو آشوب چشم ہے۔ گو میری ٹانگیں پتلی ہیں اور گو میں سب سے کم عمر ہوں تاہم میں آپکا ساتھ دونگا قریش کے لئے یہ حیرت انگیز منظر تھا کہ دو شخص (جنمیں ایک سیزدہ سالہ نوجوان ہے) دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ حاضرین کو بیساختہ ہنسی آگئی لیکن آگے چلکر زمانے نے بتا دیا کہ یہ سراپا سچ تھا۔" لیکن بخاری اور ترمذی نے جناب امیر کا نام ہی اُڑا دیا ہے یہانتک کہ اس واقعہ تبلیغ کے اصلی مفہوم کو مدار د کر کے سراپا دروغ در وصمی روایت کو بیان کیا ہے۔ قال البخاری حدثنا ابو الیمان اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی سعید بن المسیب وابو سلمة بن عبد الرحمان ان ابا هريرة قال قام رسول الله صلعم حين انزل الله وانذر عشيرتك الاقربين قال يا معشر قريش او كلمة نحوها اشتروا انفسكم لا اغني عنكم من الله شيئا يا بني عبد مناف لا اغني عنكم من الله شيئا يا عباس بن عبد المطلب لا اغني عنك من الله شيئا ويا صفية عمة رسول الله صلعم لا اغني عنك من الله شيئا يا فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم سليني ما شئت من مالي لا اغني عنك من الله شيئا کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے ابو الیمان نے کہا خبر دی ہمکو شعیب نے زہری سے اُنسے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا اسوقت کھڑے ہوئے جبکہ آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو رسول اللہ نے معشر قریش (یا کوئی دوسرا کلمہ مثل اسکے فرمایا) خرید کر لو اپنے نفسوں کو میں تمھیں خدا سے مستغنی اور بے پروا نہیں کر سکتا۔ اے بنی عبد مناف میں تمھیں خدا کے مواخذہ سے بچا نہیں سکتا۔ اے عباس بن عبد المطلب میں تمھیں خدا سے بچا نہیں سکتا۔ اے پھوپھی صفیہ میں تمھیں خدا سے بے پروا نہیں کر سکتا اور اے بیٹی فاطمہ میرے مال سے جو چاہو مانگ لو میں تمھیں خدا سے نہیں بچا سکتا وقال الترمذی حدثنا ابو الاشعث احمد بن المقدام العجلي نا محمد بن عبد الرحمان الطفاوي نا هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت لما نزلت هذه الاية وانذر عشيرتك الاقربين قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا صفية بنت عبد المطلب يا فاطمة بنت محمد يا بني عبد المطلب اني لا املك لكم من الله شيئا سلوني من مالي ما شئتم هذا حديث حسن صحيح۔ کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے ابو اشعث احمد بن مقدام عجلی نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن عبد الرحمان طفاوی نے کہا حدیث کی ہم سے ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے اُنسے حضرت عائشہ سے جب یہ آیت نازل ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین یعنی اور ڈرا قبیلہ اپنے نزدیک والوں کو تو فرمایا رسول خدا نے اے صفیہ بنت عبد المطلب اے فاطمہ بنت محمد اے بنی عبد مطلب میں تمہارے لئے اللہ تعالےٰ سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میرے مال سے جو تم چاہو مانگ لو یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ واضح ہو کہ اوپر کی ہر دو حدیثیں ویسے ہی حسن صحیح کے لفظ سے لکھی گئی ہیں جیسے آیہ اکمال دین کی طارق بن شہاب کے واسطہ عمر بن خطاب کی وہ حدیثیں جو اسمیں مازل ہیں کہ بخاری و مسلم و ترمذی میں وارد ہیں جنکی حقیقت اور قدح وضاحت سے گذر چکی اور ہر دو حدیث مذکورہ کے اصل راوی ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ ہیں جس آیہ مبارکہ کی تعبیر میں حدیث مذکورہ بیان کی اسوقت ہر دو کا وجود نہ تھا یعنی ابو ہریرہ صوبہ یمن کے باشندہ اور مدینہ میں اسلام لائے اور حضرت عائشہ بعثت سے چار سال بعد پیدا ہوئیں سنہ ۵ نبوی میں چھ سالہ تھیں تو حضرت کیساتھ عقد ہوا سنہ ۱۳ نبوی میں ہجرت کیوقت ۹ سالہ تھیں سنہ ۱ھ میں دسویں سال حضرت کے پاس آئیں اور حضرت فاطمہ اُن سے ایک سال چھوٹی تھیں جنکا عقد حضرت علی کے ساتھ دسویں سال سنہ ۲ھ میں واقع ہوا پہلے ہم ابو ہریرہ کی حقیقت فتح الباری شرح بخاری حافظ ابن حجر سے لکھتے ہیں۔

باقی حاشیہ بر صفحہ ۳۲۱

اور انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون المعروف بہ سیرۃ الحلبیہ علی بن ابراہیم حلبی جلد اول صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین یہ ہے۔

وروى انه لما نزل (وانذر عشيرتك الاقربين) جمع بني عبد المطلب في دار ابي طالب وهم اربعون وفي الامتاع خمسة و اربعون رجلا و امراتان فصنع لهم علي طعاما الى ان قال فلما اراد رسول الله صلى الله عليه وسلم يتكلم بادره ابولهب بالكلام فقال لقد سحركم صاحبكم سحرا عظيما

مروی ہے کہ جب آیہ (وانذر عشیرتک الاقربین) نازل ہوا ہے تو آنحضرت صلعم نے ابوطالب کے مکان مین اولاد عبد المطلب کو جمع کیا جو کہ چالیس مرد تھے اور امتاع مین ہے کہ پنتالیس مرد اور دو عورتین تھین پس آپ نے اونکے واسطے کھانا پکوایا پس جب بعد طعام کچھ کہنا چاہا تو ابولہب نے آپ پر سبقت کی اور کہا کہ اس شخص نے تم پر سحر عظیم کیا ہے۔

وفي رواية محمد وفي رواية ما رأينا كالسحر اليوم فتفرقوا ولم يتكلم رسول الله صلعم فلما كان الغد قال يا علي عد لنا بمثل ما صنعت بالامس من الطعام والشراب قال علي ففعلت ثم جمعتهم له صلى الله عليه وسلم فاكلوا حتى شبعوا وشربوا حتى نهلوا ثم قال لهم يا بني عبد المطلب ان الله قد بعثني الى الخلق كافة و بعثني اليكم خاصة فقال

اور روایت ابن اسحاق مین اور ایک روایت مین ہے کہ ہم نے آج کا سا سحر کبھی نہین دیکھا پس جب وہ متفرق ہو گئے اور حضرت کو بات کرنے کا موقع نہ ملا جب دوسرا دن ہوا تو حضرت نے علی سے فرمایا کہ علی کل کی طرح آج بھی کھانے پینے کا سامان کرو جناب امیر فرماتے ہین کہ مین نے تعمیل حکم کی پھر اون سب کو جمع کیا پس جب وہ کھا پی کر فارغ ہوئے تو حضرت نے فرمایا اے اولاد عبد المطلب خدا نے مجھے عام طور سے تمام خلق پر اور تم پر خاص طور سے مبعوث فرمایا ہے پھر آیہ مذکورہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۰) (ہذا من مراسیل الصحابۃ وبذلک جزم بہ الاسمعیلی لان اباہریرۃ انما اسلم بالمدینۃ وہذا القصۃ وقعت بمکۃ) یعنی یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے اسمعیلی نے اسکے ساتھ یقین کیا ہے کیونکہ ابوہریرہ اسکے بہت دنون بعد مدینہ مین اسلام لائے اور یہ واقعہ مکہ مین ہوا۔ غلط بیانی اس درجہ تک پہونچی۔ قریش اور بنی عبد مناف تک شامل کئے گئے لیکن ابوطالب جنکے مکان مین یہ مجمع ہوا اونکا نام تک نہین لیا گیا نیز جناب فاطمہ بنت اسد مادر جناب علی علیہ السلام بھی اوس گھر مین علاوہ دیگر مخدرات کے ضرور رہی ہونگی مگر حضرت فاطمہ جنکی ولادت بعثت سے پانچ برس بعد سنہ نبوی مین ہوئی جس سے کہ مغالطہ مین آٹھ سال کی تعین اونکا ذکر لایا گیا چنانچہ روضۃ الشہدا حسین بن علی واعظ کاشفی کے باب چہارم صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ نولکشور ۱۸۷۳ء مین ہے۔ شیخ ابو محمد بن الخشاب در کتاب موالید ائمہ از امام محمد باقر علیہ السلام نقل کردہ کہ ولادت فاطمہ بعد از بعثت بودہ بہ پنج سال۔ اور تاریخ حبیب السیر اور تاریخ خمیس دیار بکری کے لئے دیکھو صفحہ ۱۳۷ کتاب ہذا اور روضۃ الندیہ محمد بن اسمعیل امیر صنعانی یمنی صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ دہلی مین ہے۔ ذکر الامام ابوبکر احمد بن نصر بن عبد اللہ انہ رای فی کتاب تاریخ موالید اہل البیت علیہم السلام انما فاطمۃ توفیت وہی ابنۃ ثمان عشرۃ سنۃ وخمس وسبعین یوما منہا بمکۃ ثمان سنین وباقی بالمدینۃ وکانت ولادتہا بعد النبوۃ بخمس سنین یعنی امام ابوبکر احمد بن نصر بن عبد اللہ کہتے ہین کہ مین نے کتاب تاریخ موالید اہل بیت علیہم السلام مین دیکھا ہے کہ حضرت فاطمہ کی عمر اٹھارہ سال پچہتر دنون کی ہوئی جس مین آٹھ سال مکہ مین باقی مدینہ مین گذرے

(باقی حاشیہ صفحہ ۳۲۲)

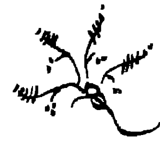
وانذر عشيرتك الاقربين وانا ادعوكم	وانذر عشیرتک الاقربین تلاوت فرما کے ارشاد کیا کہ مین تم کو
الى كلمتين خفيفتين على اللسان	دو کلمون کی طرف دعوت دیتا ہون کہ جو زبان پر بہت سبک
ثقيلتين فى الميزان شهادة ان لا اله	اور میزان عمل مین نہایت گران ہین وہ شہادت توحید خدا
الا الله وانى رسول الله فمن يجيبنى	اور میری رسالت کی گواہی ہے پس کون شخص تم لوگون
الى هذا الامر ويوازرنى اى يعاوننى	مین اسکو قبول کرتا ہے اور کون اس امر مین میری مدد کرتا
على القيام به قال على انا يا	ہے پس جناب امیر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین موجود
رسول الله وانا احدثهم سنا وسكت	ہون حالانکہ مین سب مین کم سن تھا اور سب چپ رہے
القوم زاد بعضهم فى الروايتين	او بعض روایتون مین یہ بھی ہے کہ جو اس امر کو قبول کریگا
اخى ووزيرى ووارثى وخليفتى من	وہ میرا بھائی میرا وزیر میرا وارث میرا خلیفہ میرے
بعدى فلم يجبه احد منهم فقام على وقال انا يا	بعد ہوگا پس کسی نے جواب نہ دیا پس حضرت علی کھڑے
رسول الله فقال اجلس	ہو گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مین حاضر ہون حضرت
ثم اعاد القول على القوم ثالثا	نے فرمایا بیٹھ جاؤ پھر دوسرے مرتبہ سب سے اپنے
فلم يجبه احد منهم فقام	کلام کی تکرار فرمائی پس سب خاموش رہے اور حضرت
على فقال انا يا رسول الله	علی نے کھڑے ہو کر پھر عرض کیا کہ مین حاضر ہون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۱) او ولادت اون معظمہ کی بعثت کے پانچ سال بعد ہوئی۔ اسی کو مرزا محمد بن معتمد خان حارثی نے اپنے مفتاح النجا مین اختیار کیا ہے چنانچہ حاشیہ صفحہ کتاب استقصا ۱۱ مجاح حصہ اول فی نقص منتہی الکلام مین مفتاح النجا کے حوالہ سے ہے۔ قال الشیخ الادیب ابو محمد عبد اللہ بن احمد المعروف بابن خشاب البغدادی ان فاطمة ولدت بعد البعثة بخمس سنین یعنی جناب فاطمہ بعثت سے پانچ سال بعد پیدا ہوئیں" جب یہ امر کما حقہ ثابت ہو گیا کہ آیہ موصوفہ مکہ مین نازل ہوئی اور حضرت کے تبلیغ اول کے وقت حضرت عائشہ اور جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کا وجود نہین تھا پس ہر دو حدیث یعنی بخاری اور ترمذی کے رواۃ کاذب و مفتری ہوئے اور طرفہ اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت صفیہ اور جناب فاطمہ کا ذکر جس عنوان سے قریب قریب ہر دو حدیثوں مین ہے ویسے ہی وفات النبی کے دن کی یہ حدیث طبقات ابن سعد جزء وفات صفحہ ۲ مطبوعہ لیدن یورپ سنہ ۱۳۲۲ھ مین ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا یزید بن ہارون نا یحیی بن سعید عن ابی بکر بن ابی ملیکة عن عبید بن عمیر اللیثی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی توفی فیہ۔ فقال انی لا یمسک الناس علی بشیء لا احل الا ما احل اللہ فی کتابہ ولا احرم الا ما حرم اللہ فی کتابہ ثم قال یا فاطمة بنت محمد و یا صفیة عمة رسول اللہ اعملا لما عند اللہ فانی لا اغنی عنکما من اللہ شیئا ثم قام من مجلسہ ذلک فما انتصف النہار حتی قبضہ اللہ۔ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو یزید بن ہارون نے یحیی بن سعید سے اونسے ابو بکر بن ابو ملیکہ سے اونسے عبید بن عمیر لیثی سے کہ رسولخدا نے اپنے مرض الموت کے دن جس مین وفات فرمائی (منجملہ کے) یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حلال و حرام کی نسبت میری طرف نہ کی جائے مین نے وہی چیز حلال کی ہے جو خدا نے اپنی کتاب مین حلال کی ہے اور اے پیغمبر کی بیٹی اور اے پیغمبر کی پھوپھی خدا کے ہان کے لئے کچھ کر لو مین تمھین خدا سے نہین بچا سکتا پھر حضرت اوس جگہ سے اوٹھے اوسی دن دو پہر کو وفات فرمائی۔ یہی پورا مضمون (مین تمھین خدا سے نہین بچا سکتا) شبلی صاحب نے اپنے سیرۃ النبی جلد ثانی صفحہ ۱۲۷ مین اسی طبقات جزء وفات اور کتاب الام امام شافعی سے بسند حسن لکھا ہے۔ انتہی۔ پس بخاری اور ترمذی کی مخرجہ حدیثین قطعی غلط و دروغ و کذب ثابت ہو گئین جنھون نے جناب رسالتمآب کے اصل حدیث تن کو بدلکر وضعی حدیث کو داخل کتاب کر کے امت کو دھوکے مین ڈالا اور کتمان حق کے باعث ہوئے۔

سے توثیق (ابو محمد ابن خشاب) وفیات الاعیان مین ہے۔ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن احمد المعروف بابن الخشاب البغدادی العالم المشہور فی الادب والنحو والتفسیر والحدیث والنسب والفرائض والحساب وحفظ القرآن العزیز بالقراءات الکثیرة وکان متضلعا من العلوم ولہ فیہا الید الطولی وکان خطہ فی نہایة الحسن ذکرہ العماد الاصفہانی فی الخریدة وعدد فضائلہ ومحاسنہ الخ مات سنہ ۵۶۷ھ۔

فقال اجلس فانت اخی ووزیری ووصیی ووارثی وخلیفتی من بعدی

حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور تیسرے مرتبہ پھر اپنے کلام کا اعادہ فرمایا اور کسی نے آپکو جواب نہ دیا اور حضرت امیر نے پھر اوٹھکر عرض کیا کہ میں حاضر ہون حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ پس تم میرے بھائی اور میرے وزیر اور میرے وصی اور میرے وارث اور خلیفہ ہو بعد میرے -



اب ہم یہان پر حضرت عمر اور عبد اللہ بن عباس کا وہ مکالمہ نقل کرتے ہین جس سے حضرت عمر اور اونکے ہمساز صحابہ کا جناب علی علیہ السلام کے خلافت مین رخنہ اندازی کرنا آشکارا ہوتا ہے جس کے لئے عہد پیغمبر ہی مین یہ امر طے کر لیا گیا تھا کہ خلافت اہل بیت پیغمبر مین نہ جانے پائے اور جناب امیر خلیفہ نہون یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر خلافت کو بنی امیہ مین دیگئے -

تاریخ الرسل والملوک طبری جلد ۵ صفحہ ۲۷۶۹ لغایت صفحہ ۲۷۷۲ واقعہ ۲۳ھ مین ہے -

قال ابن جریر حدثنی ابن حمید قال ثنا سلمۃ عن محمد ابن اسحاق عن رجل عن عکرمۃ عن ابن عباس قال بینا عمر بن الخطاب ولبعض اصحابہ یتذکرون الشعر فقال بعضھم فلان اشعر وقال بعضھم بل فلان اشعر قال فاقبلت فقال عمر قد جاءکم اعلم الناس بھا فقال عمر من شاعر الشعراء یا ابن عباس قال فقلت زھیر بن ابی سلمی فقال عمر ھلم من شعرہ ما نستدل بہ علی ما ذکرت فقلت لو کان یقعد فوق الشمس من کرم قوم باولھم او مجدھم قعدوا الی الاخر الشعر قال احسن وما اعلم احدا اولی بھذا الشعر فقال یا ابن عباس اتدری ما منع قومکم منھم بعد محمد فکرھت ان اجیبہ فقلت ان لم اکن

کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی مجھسے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہمسے سلمہ نے محمد ابن اسحاق سے اوس نے ایک رجل سے اوس نے عکرمہ سے اونے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایکدن عمر بن خطاب اور اونکے بعض اصحاب شعر و سخن کا ذکر کر رہے تھے کوئی کسی کا مداح تھا کوئی کسی کا اس اثنا مین مین بھی وہان پہونچا حضرت نے مجھے دیکھکر فرمایا کہ لو اس فن کے سب سے بڑے ماہر آگئے - پھر مجھسے ارشاد کیا کہ اے ابن عباس تم کسکو ملک الشعرا سمجھتے ہو مین نے کہا زہیر ابن ابی سلمی کو حضرت عمر نے فرمایا کہ اونکا کوئی شعر استدلالاً پڑھو مین نے چند شعر پڑھے - حضرت عمر نے فرمایا کہ بہت خوب کہا ہے میرے علم مین ان سے اچھے اشعار کسی کے نہین ہین - اسکے بعد مجھسے پوچھا کہ اے ابن عباس تم جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کس بات نے تم کو امر خلافت سے محروم رکھا مین نے اسکا جواب دینا خلاف مصلحت سمجھکر کہا کہ اگر مین نہین جانتا تو آپ ہی مجھے آگاہ کرین -

ادری یا امیرالمومنین ید ربحی فقال
عمر کرھوا ان یجمعوا لکم النبوة و
الخلافة فتنجحوا علی قومکم بجحا بجحا
فاختارت قریش لانفسها فاصابت
ووفقت فقلت یا امیرالمومنین
ان تأذن لی فی الکلام وتمط عنی الغضب
تکلمت فقال تکلم یا ابن عباس
فقلت اما قولک یا امیرالمومنین
اختارت قریش لانفسها فاصابت
ووفقت فلو ان قریشا اختارت
لانفسها حیث اختار الله عزوجل لها
لکان الصواب بیدها غیر مردود
ولا محسود اما قولک انهم کرھوا ان
تکون لنا النبوة والخلافة فان الله
عزوجل وصف قوما بالکراهیة
فقال ذلک بانهم کرھوا ما انزل
الله فاحبط اعمالهم فقال عمر هیهات
والله یا ابن عباس قد کانت تبلغنی
عنک اشیاء کنت اکره ان افرک عنها
فتزیل منزلتک منی فقلت و
ماهی یا امیرالمومنین فان کانت حقا
فما ینبغی ان تزیل منزلتی وان
کانت باطلا فمثلی اماط الباطل
عن نفسه فقال عمر بلغنی انک تقول
انما صرفوها عنا حسدا وظلما فقلت
اما قولک یا امیرالمومنین ظلما تبین للجاهل
والحلیم واما قولک حسدا فان ابلیس حسد

حضرت عمر نے فرمایا کہ قوم نے اس بات سے کراہت کی
کہ نبوت اور خلافت دونوں تم مین جمع ہون اور تم اسپر
خوش ہوکر اتراتے پھرو چنانچہ قوم اس کے اختیار
کرنے مین مصیب ور موفق ہوی۔ مین نے کہا اے
امیرالمومنین اگر آپ اجازت دین اور خفا نہون تو
مین بھی کچھ عرض کرون۔ اونہون نے فرمایا کہ ہان کہو
مین نے کہا کہ آپکا یہ فرمانا قابل نظر ہے کہ قوم خلافت
کے اختیار کرنے مین مصیب اور موفق ہوئی اس لئے
کہ اگر قوم خلافت کو خدا کے مرضی کے موافق اختیار
کرتی تو بلاشبہ مصیب ہوتی۔

نیز آپکا یہ فرمانا بھی قابل نظر ہے کہ قوم نے
ہم مین نبوت اور خلافت کے جمع ہونے سے کراہت کی
دیکھئے اللہ تعالی قوم کی کراہت کا وصف اپنے
کلام مین ان الفاظ سے فرماتا ہے۔ ذلک بانھم کرھوا
ما انزل اللہ فاحبط اعمالھم (یعنی چونکہ حکم خدا سے
اونہون نے کراہت کی لہذا اونکے اعمال حبط ہوگئے
یعنی اکارت گئے) یہ سنکر حضرت عمر بولے افسوس اے
ابن عباس خدا کی قسم تمہاری نسبت مجھے باتون کی
خبرین پہونچائی گئی ہین جنکو کرید کر تمہاری منزلت
اپنے دل سے زائل کرنا پسند نہین کرتا مین نے عرض
کیا اے امیرالمومنین آپ فرمائین تو سہی اگر درحقیقت
وہ باتین حق پر مبنی ہین تو میری منزلت ضایع ہونے
کی کوئی وجہ نہین ہے حضرت عمر نے فرمایا۔ کہ مین نے
سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ خلافت ہم سے بظلم وحسد لی گئی
ہے مین نے کہا اے امیرالمومنین ظلم کا مفہوم تو ہر جاہل
اور حلیم پر روشن ہے رہا حسد پس ابلیس نے
حضرت آدم پر حسد کیا اور ہم آدم ہی کی اولاد مین

ادم فنحن والله المحسودون فقال
عمر هيهات ابت والله قلوبكم يا بني
هاشم الا حسدا ما يحول وضغنا وغشا
ما يزول فقلت مهلا يا امير المومنين
لا تصف قلوب قوم اذهب الله عنهم الرجس
وطهرهم تطهيرا بالحسد والغش فان
قلب رسول الله من قلوب بني هاشم
فقال عمر اليك عني يا ابن عباس فقلت
افعل فلما ذهبت لاقوم استحيا مني
فقال يا ابن عباس مكانك والله
اني لراع لحقك محب لما سرك
فقلت يا امير المومنين
ان لي عليك حقا وعلى كل
مسلم فمن حفظه فحظه اصاب
ومن اضاعه فحظه اخطأ
ثم قام فمضى

محسود ہوا چاہیئے حضرت عمر نے کہا افسوس اے
بنی ہاشم تمہارے قلوب مین حسد اور کینہ کے سوا
کچھ نہین ہے اور حسد و کینہ بھی ایسا جو مٹ نہین
سکتا مین نے کہا بس اے امیر المومنین اونلوگون
کے قلوب کو کینہ اور حسد کے ساتھ منسوب نہ کیجئے
جنکو بمصداق آیہ تطہیر خدا نے ہر برائی اور
خباثت سے پاک اور صاف فرمایا ہے اور غور
کیجئے کہ خود رسول اللہ کا قلب بھی قلوب بنی ہاشم
مین سے ہے۔ حضرت عمر نے (بگڑ کر) کہا اے
ابن عباس میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ جب
مین نے اوٹھنے کا قصد کیا تو اونھون نے
بقتضائے شرم مجھے ٹہرایا اور فرمایا اے ابن عباس
واللہ مین تمہارے حقوق کی رعایت ملحوظ رکھونگا
اور تمہاری خوشی کا خواہان رہونگا۔ مین نے
کہا اے امیر المومنین تم پر اور کل مسلمانون پر میرا
حق ہے جس نے اوسکو ملحوظ رکھا مصیب ہوا
اور جس نے اوسکو ضایع کیا خطا کی (اسکے بعد
ابن عباس اوٹھے اور چلے گئے)

اسی مکالمہ کا ذکر شبلی صاحب نے اختصار کے ساتھ الفاروق حصہ اول صفحہ ۱۰۲ بحوالہ طبری صفحہ ۲۷۶۹ تا صفحہ ۲۷۷۱ کے دیا ہے۔
انہین حضرت عمر کے بارے مین حضرت امام حسین علیہ السلام کا عین خطبہ کی حالت مین منبر سے اتارنا مروی ہے
اور ایسے ہی امام حسن علیہ السلام کا حضرت ابو بکر کے بارے مین بھی وارد ہوا ہے۔ وفی تاریخ الخلفا للسیوطی اخرج
ابن عساکر عن ابی البختری قال کان عمر بن خطاب یخطب علی المنبر فقام الیہ الحسین بن
علی فقال انزل عن منبر ابی فقال منبر ابیک لا منبر ابی من امرک بهذا فقام علی فقال
والله ما امره بهذا احد (اسنادہ صحیح) اور تاریخ الخلفا سیوطی مین بروایت
ابن عساکر بسند صحیح منقول ہے کہ حضرت عمر منبر پر خطبہ ارشاد کر رہے تھے ناگہان جناب امام حسین علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کہا کہ
میرے باپ کے منبر پر سے نیچے اترو حضرت عمر نے فرمایا بیشک یہ تمہارے باپ ہی کا منبر ہے میرے باپ کا نہین ہے بھلا صاحبزادے یہ بتلاؤ
کہ تم نے کس کے حکم سے ایسا کہا یہ سنکر حضرت علی بولے واللہ کسی نے حسین کو اس بات کے کہنے کا حکم نہین دیا۔

یہ امام حسین علیہ السلام جنکا سن سنہ۱۱ ھجری مین نو برس کا تھا یہ حجت خدا ہین اور نو حجج اللہ کے پدر ہین یہی وہ آل ابراہیم ہین جو صلب اسمٰعیل علیہ السلام مین اپنے جد امجد احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے انہین کے سبب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی بعد کے آنیوالون مین اوٹھا لی گئی تھی یہی قولہ تعالیٰ وفدینٰہ بذبح عظیم و ترکنا علیہ فی الاٰخرین۔ کے مصداق ہین۔ یہی آیہ تطہیر اور آیہ مباہلہ اور آیہ مودۃ فی القربیٰ مین مذکور ہین جنکی مودت کل امت پر واجب کی گئی ہے یہی رسولخدا کے ساتھ پانچ باتون مین شریک کئے گئے ہین۔

چنانچہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین فخر رازی کے حوالہ سے لکھتے ہین وہ شرکت پانچ باتون مین یہ ہے۔

فی السلام و فی الصلوٰۃ و فی الطہارۃ و فی تحریم الصدقہ و فی المحبۃ

اور کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ دہم مین ہے۔

وعن اصبغ بن نباتہ عن عبد اللہ بن عباس قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول انا و علی والحسن والحسین وتسعۃ من ولد الحسین مطہرون معصومون اور اصبغ بن نباتہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہین کہ سنا مین نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ مین اور علی اور حسن وحسین اور نو اولاد امام حسین علیہ السلام سے پاک پاکیزہ اور گناہون سے معصوم ومحفوظ ہین۔ اصبغ بن نباتہ ایسے تابعی ہین جنکی روایت کو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے اپنے کتاب سر الشہادتین مین حافظ ابو نعیم کے سند سے وارد کیا ہے اونہون نے جناب علی علیہ السلام کو اسی لفظ علیہ السلام سے روایت کی ہے دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۵۹ کتاب ہذا۔

یہ دوسرا مکالمہ حضرت عمر اور عبد اللہ بن عباس کا کتاب نظم درر السمطین فی نظم (قصاید) المصطفےٰ والمرتضیٰ والبتول والسبطین شیخ جمال الدین محدث الحرم (جسکو کتاب استقصار الافحام جناب مولوی سید حامد حسین صاحب طاب ثراہ جلد اول صفحہ ۴۲۵) سے لکھا جاتا ہے۔

عن نبیط بن شریط قال خرجت مع علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ومعنا عبد اللہ بن عباس فلما صرنا الی بعض حیطان الانصار وجدنا عمر بن الخطاب جالساً وحدہ ینکت فی الارض فقال لہ علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ ما اجلسک یا امیر المومنین ھاھنا وحدک قال لامر ھمنی فقال لہ علی افتریدا حدنا فقال عمر ان کان فعبد اللہ قال فخلا معہ

نبیط بن شریط[1] راوی ہے کہ ایک روز ہم اور ابن عباس جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ ساتھ مدینہ کے باغون کی طرف جارہے تھے کہ عمر بن خطاب کو دیکھا کہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے زمین کرید رہے ہین، جناب امیر نے پوچھا تمہا کیا کر رہے ہو حضرت عمر نے کہا کہ ایک فکر نے ہمکو پریشان کیا ہے جناب امیر نے کہا کیا ہم لوگون سے کسی کو چاہتے ہو عمر نے ابن عباس کی خواہش کی وہ وہان رہگئے اور بہت دیر کے بعد واپس آئے

[1] توثیق (نبیط) خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مین ہے نبیط بن شریط بفتح المعجمہ ابن انس بن مالک بن ہلال الاشجعی صحابی لہ احادیث ولہ ابنہ سلمۃ و نعیم بن ابی ہند۔

عبد الله و مضیت مع علی و الطأ علینا ابن
عباس ثم لحق بنا فقال له علی ما
وراءك فقال یا ابا الحسن اعجوبة من
عجائب امیر المومنین اخبرك بها و اكتم
علی قال هلمها قال لما ان ولیت رأیت
عمر ینظر الیك و الی اثرك و یقول آه آه
فقلت مم تتأوه یا امیر المومنین

قال من اجل صاحبك یا ابن عباس
وقد اعطی ما لم یعط احد من آل رسول
الله صلی الله علیه وسلم ولولا ثلث هن
فیه ما كان بهذا الامر یعنی الخلافة
احد سواه قلت یا امیر المومنین
وما هن قال كثرة دعابته و بغض قریش له
و صغر سنه فقال له علی فما رددت
قال داخلنی ما یدخل ابن العم لابن
عمه فقلت یا امیر المومنین اما كثرة
دعابته فقد كان رسول الله صلی الله علیه
وسلم یداعب ولا یقول الا حقا و یقول
للصبی ما یعلم انه یستمیل به
قلبه او یسهل علی قلبه
و اما بغض قریش له فو الله ما یبالی
ببغضهم بعد ان جاهدهم فی الله حتی
اظهر الله دینه فقصم اقرانها و كسر
آلهتها و اثكل نساءها فی الله لامه و
اما صغر سنه فلقد علمت ان الله تعالی
حیث انزل علی رسول الله صلعم براءة
من الله و رسوله وجه بها صاحبه لیبلغ عنه

جناب امیر نے پوچھا کہو کیا خبر ہے ابن عباس
نے کہا کہ ایک اعجوبہ ہے عجائب خلیفہ دوم سے جسکو
ہم آپ سے بیان کرتے ہیں مگر اسکو پوشیدہ رکھیگا وہ
یہ ہے کہ جب آپ وہاں سے آگے بڑھے تو عمر آپکی
طرف دیکھ رہے تھے۔ اور آہ آہ کرتے تھے ہم نے کہا
کیوں آہ آہ کرتے ہو کہا بہ سبب تمھارے ساتھی
(جناب امیر) کے کہ جو باتیں اونکو خدا نے دی ہیں
وہ کسی کو نہیں ملیں اگر تین باتیں اون میں نہوتین
تو اون سے بڑھ کر کوئی بھی اس خلافت کا مستحق نہ تھا
ابن عباس نے کہا وہ تین باتیں کیا ہیں جن سے
وہ خلافت سے محروم ہوئے عمر نے کہا۔
ایک یہ تو بہت مزاح کرنا۔
دوسرے قریش کی عداوت۔
تیسرے صغر سنی۔ جناب امیر نے پوچھا پھر تم نے
کیا جواب دیا۔ ابن عباس ہمکو اس کلام سے وہی غصہ ہوا
جو ایک ابن عم کو ہوتا ہے میں نے کہا کہ اے امیر المومنین
آپکا دعوی یہ ہے کہ جناب امیر میں مزاح بہت ہے
تو رسول اللہ بھی اسی طرح مزاح فرماتے تھے مگر
خلاف حق نفرماتے لڑکوں سے اس قسم کی باتیں کرتے
جس سے وہ خوش ہوں۔ رہا قریش کا بغض تو اسکی
اونکو کب پروا ہے جبکہ اون سے اچھی طرح جہاد
کیا کہ دین خدا ظاہر ہوا اونکے شاخوں کو توڑ ڈالا اور
اونکے بتوں کو شکستہ کر دیا اور عورتوں کو اونکے بیوہ
کر دیا پھر خدا کی راہ میں اونکو کیا خوف ہو سکتا ہے
رہا تمھارا یہ کہنا کہ وہ صغیر السن ہیں تو تمکو معلوم ہے
کہ جب خدا نے سورہ براءۃ رسولخدا پر نازل کیا اور
ابوبکر کو اوسکے تبلیغ کے لئے روانہ کیا تو خدا نے

فامرہ اللہ تعالیٰ ان لا یبلغ عنہ الا
رجل منہ فوجھہ فی اثرہ وامرہ
ان یودی براءۃ فھل استصغر اللہ تعالیٰ
سنہ فقال عمر امسک علی واکتم

حکم بھیجا کہ اس کام کو وہی کر سکتا ہے جو تم سے ہو جسپر
حضرت نے جناب علیؑ کو ابو بکر کے بعد بھیجا آپ نے جاکر
اوسکی تبلیغ کی تو کیا خدا نے حضرت کو کم سن جانا تھا۔
عمر نے کہا اچھا اس بات کو پوشیدہ رکھنا

واقعات اور احادیث ماسبق کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ حدیث ذیل کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۵ مطبوعہ نظامیہ حیدر آباد سے نقل کیجاتی ہے۔

عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب
فی ذکر علی فانی سمعت رسول اللہ صلعم
یقول فی علی ثلث خصال لان تکون واحدۃ
منھن احب الی مما طلعت علیہ الشمس
کنت انا وابوبکر وابوعبیدۃ بن
الجراح ونفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم متکئا علی علی حتی
ضرب بیدہ علی منکبیہ ثم
قال انت یا علی اول المومنین
ایمانا واولھم اسلاما ثم قال
انت منی بمنزلۃ ھارون
من موسیٰ وکذب علی زعم
انہ یحبنی ویبغضک

ابن عباس سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب
کہنے لگے کہ مین نے جناب رسالتمآب کو فرماتے ہوئے
سنا ہے کہ علی مین ایسی تین باتین ہین کہ اگر ایک بھی
مجھے حاصل ہوتی تو سب اون چیزون سے جن پر آفتاب
طلوع ہوتا ہے مین اسکو بہتر سمجھتا۔ مین اور ابو بکر
اور ابو عبیدہ بن الجراح اور چند نفر اصحاب رسول
مقبول کے حضور مین تھے اور حضرت صلعم علی علیہ السلام
کے سینہ کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے
حضرت نے جناب علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد
فرمایا کہ اے علی تو سب مومنون سے ایمان لانے مین
پہلا اور سب مسلمانون سے اسلام لانے مین مقدم
ہے تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی سے وہ شخص
جھوٹھ بولتا ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھسے محبت رکھتا
ہے در آنحالیکہ تجھسے بغض رکھتا ہو۔

اس امر کا ثبوت کہ یہی اصحاب ثلاثہ جنگ روم پر اسامہ بن زید کے ماتحت جانے کے لئے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دن تعنات کئے گئے اور نہ جانے پر دسوین دن ۹ ربیع الاول (شنبہ) کو حضرت نے سخت تاکید کے ساتھ بلکہ کلمہ لعن اللہ من تخلف عنہا کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ کتاب وسیلۃ النجاۃ ملا محمد مبین حنفی انصاری لکھنوی فرنگی محلی المتوفی سنہ ۱۲۲۵ھ صفحہ ۱۹ مطبوعہ گلشن فیض مولوی گنج لکھنؤ سنہ ۱۳۱۳ھ مین ہے۔

و درین سال سریہ اسامہ بن زید است۔
کہ آخر غزوات سرایا است کہ اورا روز دوشنبہ بست و ششم
ماہ صفر سنہ یازدہم از ہجرت بجانب اُبنی بضم ہمزہ و سکون

اسی سال مین سریہ اسامہ بن زید کا کہ آخر غزوات
اور سرایا ہے دوشنبہ کے دن چھبیسوین صفر ہجرت
کے گیارھوین برس جانب اُبنی بضم ہمزہ و سکون

موحده که از دیار روم است ومقتل پدر او بود در سریه
موته امیر ساخت وحکم فرمود که در رفتن تعجیل نماید که روز
چهارشنبه بست وهشتم ماه صفر آنحضرت را مرض تپ
و درد سر عارض گشت روز دیگر باوجود مرض
بدست مبارک خود لوائے برائے او عقد نمود و فرمود
بسم اللہ فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ
پس اسامه لوا را گرفت و بیرون رفت و حکم
آنحضرت چنان صادر شد که اعیان مهاجرین
مثل ابوبکر و عمر و عثمان و سعد بن ابی وقاص و ابوعبیده
بن الجراح وغیرهم رضی اللہ عنهم همراه اسامه
باشند مگر علی مرتضیٰ را فرمود که همراه نگردد این
معنی بر خاطر بعضے مردم گران آمد خاطر مبارک سو نحدا
رنجیده شد و بغضب در آمد و بعضے روایات آمده
که گفت لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامة
روز دیگر سنہ ۱۱ یازدهم اسامه برائے رخصت
نزد آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم آمد و مرض
آنحضرت چنان غلبه داشت که مجال تکلم نداشت
و اسامه لشکرگاه رفت صباح روز دوشنبه
باز آنحضرت را خفتے در مرض حاصل شده بود
اسامه را وداع نمود۔

موحده که دیار روم سے ہے درمقتل ہے اونکے باپ کا
سریہ موتہ مین اونکو امیر کیا اور حکم دیا کہ جانے مین
عجلت کرین ناگاہ اٹھائیسوین ۲۸ صفر چہارشنبہ حضور
کو مرض تپ لاحق ہوا اور درد سر پیدا ہوا دوسرے
روز (۲۹ صفر پنجشنبہ) باوجود مرض کے آپ نے
اپنے دست مبارک سے اونکے واسطے علم بنایا
اور فرمایا بسم اللہ خدا کی راہ مین لڑو کافرون سے
اسامہ نے علم لیا اور باہر گئے اور آپ نے حکم
فرمایا کہ سرداران مہاجرین مثل ابوبکر و عمر و عثمان و
وسعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ
ہمراہ اسامہ کے ہون۔ مگر علی مرتضیٰ کو فرمایا کہ ہمراہ
نجاوین یہ بات یعنی حکومت اسامہ بعض لوگونکو
ناگوار ہوئی اور آنحضرت کو ملال ہوا اور غصہ آیا
اور بعض روایت مین ہے کہ لعنت کرے اللہ
اوسپر جو اسامہ کے لشکر مین نہ جاوے۔ دوسرے دن
(۱۱ ربیع الاول یوم یکشنبہ ۱۱ھ مین اسامہ حضور
سے رخصت ہونے کو آئے مرض حضور کا اسقدر
غالب تھا کہ بات نکر سکتے تھے اسامہ اپنی لشکرگاہ
مین چلے گئے صبح (گیارہ ربیع الاول) دوشنبہ حضور کو
کچھ تخفیف ہوئی اسامہ کو رخصت کیا۔

واضح ہو کہ ماہ صفر ۱۱ھ مین ۲۶ صفر (دوشنبہ) تھا جس سے ۱۹ صفر و ۱۲ صفر و ۵ صفر (دوشنبہ) ہوا اور ۲۸ صفر ۱۱ھ (چہارشنبہ) تھا اسلئے ۲۱ صفر ۱۴ صفر و ۷ صفر (چہارشنبہ) ہوا۔ اور ۲۹ صفر ۱۱ھ (پنجشنبہ) تھا اسلئے ۲۲ صفر ۱۵ صفر و ۸ صفر و یکم صفر (پنجشنبہ) ہوا۔

لیکن ارباب سیر ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد یہی تاریخین بقید دن کے لاکر انھین دنون کو پھر یکم ربیع الاول ۱۱ھ (پنجشنبہ) بارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) مین لائے ہین جن کا داخلہ محال ہے حالانکہ یکم ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) آتا ہے یہی صحیح ہے پس نوربیع الاول یوم شنبہ کو رسولخدا نے لوگون کے کلمات طعن آمیز در باب سرداری اسامہ سماعت فرماکر غیظ و غضب سے خطبہ فرمایا ہے اوسی مین کلمۂ مذکورہ ارشاد کیا ہے۔ یہی کلمہ کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ

ص۱۰۱ نواب صدیق حسن خان مطبوعہ شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۱ھ مین۔

اور یہی کلمہ ملل[۵۱] و نحل محمد بن عبدالکریم شہرستانی ص۹ مطبوعہ مصر ۱۲۹۲ھ اور مطبوعہ جرمن ص۱۱ کما فی تشیید المطاعن ط۹۹ مین ہے۔

اور کتاب مراۃ[۵۲] الاسرار (عبدالرحمن بن عبدالرسول بن قاسم) مین "من تخلف عن جیش اسامتہ فھو ملعون" یعنی جس نے جیش اسامہ سے مخالفت کی وہ ملعون مرقوم ہے۔ دیکھو تشیید المطاعن جلد اول ص۲۷ مطبوعہ لودھیانہ ۱۲۸۳ھ۔

وفرمود اغز علی برکۃ اللہ و اسامہ بلشکر گاہ رفت	اور فرمایا جہاد کرو اللہ کی برکت پر اسامہ لشکر
و ارادہ کوچ کرد و خواست کہ سوار شود مادر شام این	گاہ مین آئے اور کوچ کا ارادہ کیا چاہا کہ سوار ہون
پیغام فرستاد کہ رسولخدا در نزع است اسامہ بازگشت	اونکی والدہ ام ایمن نے اطلاع دی کہ رسولخدا کو نزع ہے
و صحابہ نیز مراجعت نمودند و ابوبکر و عمر و امثال ایشان	اسامہ پلٹ گئے اور صحابہ نے بھی مراجعت کی اور ابوبکر و عمر
خود در مدینہ بودند۔	امثال اونکے مدینہ ہی مین تھے۔ (وسیلۃ النجاۃ)

یہی مضمون بہمہ وجوہ مدارج النبوہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مین ہے۔ انہین دو کتابون مین ابوبکر اور عمر کے بعد عثمان و سعد بن ابی وقاص پھر ابوعبیدہ بن جراح کا نام مذکور ہے اور انہین دونون مین ابوبکر و عمر وغیرہ کا مدینہ ہی مین موجود رہنا لکھا ہے۔ لیکن ابن اسحاق اور واقدی و ابن سعد نے ابوبکر و عمر کے بعد ابوعبیدہ بن الجراح وغیرہ کی ترتیب سے نام بنام گنایا ہے اور اسامہ کے واپسی کے ساتھ عمر اور ابوعبیدہ کو لکھا ہے۔ دیکھو نمبر۳) ابن اسحاق ص۱۱۱ اور نمبر(۵) واقدی ص۱۳۱۔

یہ امر ظاہر ہے کہ حالت مرض الموت مین کوئی موقع باہر لشکر بھیجنے کا اور صحابہ کو اپنے پاس سے علیحدہ کرنے کا نہ تھا جب تک کہ کوئی مطلب عمدہ اور اہم پر مشتمل نہو اور وہ یہی تھا کہ آپ نے چاہا کہ سب مفسد مدینہ منورہ سے باہر چلے جائین کہ میرے بعد خلافت علی بن ابیطالب مین کسی طرح کی نزاع اور فساد نہو کیونکہ رسولخدا اس امر سے واقف تھے کہ حاسدین و مفسدین میرے وفات کے بعد جناب امیرالمومنین کو خلافت نہ پہونچنے دینگے اور خود مدعی اوسکے ہو جائینگے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود حضرت کے تاکید شدید کے جیسا کہ مضمون ماسبق سے گذرا۔ یہان تک کہ موت کے دو روز قبل لوگون کے کلمات طعن آمیز سماعت فرماکر کلمہ جھزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنھا کا ارشاد فرمایا مگر لوگ مدینہ ہی مین موجود رہے جب حضرت کو عین احتضار کے دن معلوم ہو گیا کہ یہ سب کے سب موجود ہین تو پھر حضرت نے طلب قرطاس فرمایا ہے جسکی سخت مخالفت کی گئی یہان تک حضرت کے جانب صریح الفاظ مین ہذیان کی نسبت دیگئی اور اسقدر شور و غل باہم صحابہ مین ہوا کہ بالآخر رسولخدا کو اپنے بارگاہ سے اوٹھا دینا پڑا چونکہ حضرت حدیث ثقلین ارشاد فرما چکے تھے اور اپنی حجت ہر طرح سے فرما چکے تھے لوگون نے اور خاصکر حضرت عمر نے خوب سمجھ لیا تھا کہ اب یہ تحریر بھی اونھین علی بن ابیطالب کے بارے مین لکھی جائیگی تو حضرت عمر نے یہ کلمات کہے جسکو اوسی وسیلۃ النجاۃ سے نقل کیا جاتا ہے۔

ف۵۱ توثیق (ملل و نحل شہرستانی) کشف الظنون مین ہے۔ الملل والنحل صنف فیھا جماعۃ منھم ابوالفتح الامام محمد بن عبدالکریم الشہرستانی المتوفی ۵۴۸ھ فقد قال تاج الدین السبکی، فیہ ہو عندی خیر کتاب صنف فی ھذا الباب الخ۔ ف۵۲ توثیق (مراۃ الاسرار) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالہ انتباہ سلاسل الاولیا مین کتاب مراۃ الاسرار سے نقل فرماتے ہین۔ "در مراۃ الاسرار مذکور است کہ حضرت گنج شکر در راحت القلوب میفرماید کہ من میخواستم کہ نعمت سجادہ ملک ہندوستان را بکسے دیگر دہم ہاتف از غیب آواز داد کہ شیخ نظام الدین در راہ است بدار تا وے برسد"

که عمر بن الخطاب گفت مرد در شدت مرض چیزہا میگوید که از دایره اختیار بیرون است شاید که این سخنان نیز مثل همان سخنان باشد و اختلاف میان صحابه افتاد و آواز ها بلند شد پس آنحضرت فرمود برخیزید از پیش من که منازعت و رفع اصوات حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مناسب نیست۔

عمر بن خطاب نے کہا کہ انسان شدت مرض مین ایسی باتین بھی کرتا ہے جو دایرہ اختیار سے باہر ہے شاید کہ یہ باتین بھی ویسے ہی ہون اور اختلاف صحابہ مین ہوا اور آوازین بلند ہوئین آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے اوٹھ جاؤ کہ جھگڑا اور آواز بلند کرنا پیغمبر کے سامنے مناسب نہین ہے

اوسی کتاب وسیلۃ النجاۃ کے صفحہ ۲۳ و ۲۴ مین ہے۔

بعد ازان فرمود برادر من علی را بیارید علی بیامد و بر سر بالین آنحضرت بنشست و سر مبارک را بزانوے خویش نہاد و آن سرور صلعم فرمود اے علی فلان یهودی پیش من چندین مبلغ داد که از وے براے لشکر تجہیز اسامه بقرض گرفته بودم زنهار که قرض او را از ذمه من ادا کنی و فرمود اے علی تو اول کسے خواہد بود که در لب حوض کوثر من برسی و بعد از من مکروہات بتو خواہد رسید باید که دل تنگ نشوی و صبر کنی و چون بینی که مردم دنیا اختیار کنند باید که تو آخرت اختیار کنی۔

فرمایا میرے بھائی علی کو بلاؤ تو حضرت امیر حاضر ہوئے اور آپ کے سرہانے بیٹھے اور سر مبارک اپنے زانو پر رکھ لیا آپ نے ارشاد کیا کہ اے علی فلان یہودی سے اسقدر روپیہ مین نے لشکر اسامہ کے سامان کرنے کے واسطے قرض لیا تھا ضرور میرے ذمہ سے اوسکو ادا کر دینا۔ اور فرمایا اے علی تم اول سب سے نہر کوثر پر مجھسے ملوگے اور میرے بعد مکروہات تمکو پیش آوینگے دل تنگ نہونا اور صبر کرنا جب دیکھنا کہ لوگون نے دنیا اختیار کی تو تم آخرت کو اختیار کرنا۔

اور اسد الغابہ فی الصحابہ ابن اثیر جزری جلد چہارم صفحہ ۳۱ مین یہ حدیث ہے۔ (مطبوعہ ۱۲۸۶ھ)

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ الکعبۃ توتی ولا تاتی فان اتاک ھؤلاء القوم وسلموھا الیک یعنی الخلافۃ فاقبل منھم وان لم یاتوک فلا تاتھم حتی یاتوک (حاصل ترجمہ)

حضرت علی سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب نے مجھسے ارشاد فرمایا ہے کہ اے علی تم بمنزلہ کعبہ کے ہو کہ اوسکے حضور مین سب حاضر ہوتے ہین اور وہ کسی کے پاس نہین جاتا پس اگر قوم کے لوگ تمھارے پاس حاضر ہو کر بیعت خلافت کرین تو قبول کرو ورنہ اونکے پاس نہ جاؤ یہان تک کہ وہ خود تمھارے پاس آئین۔

کتاب تاریخ المختصر فی اخبار البشر یعنی تاریخ ابی الفدا جلد دوم صفحہ ۲۰۰ تا صفحہ ۲۰۱ مطبوعہ لیڈن مین ہے۔

وبادروا سقیفۃ بنی ساعدۃ فبایع عمر ابابکر وانثال الناس

اور لوگ بعجلت سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف روانہ ہوئے پس بیعت کی عمر نے ابوبکر کی اور ازدحام کیا

يبايعون في العشر الاوسط من
ربيع الاول سنة احدى عشرة
خلا جماعة من بني هاشم والزبير
وعتبة بن ابي لهب وخالد بن سعيد
بن العاص والمقداد بن عمرو
وسلمان الفارسي وابي ذر وعمار
بن ياسر والبراء بن عازب وابي بن
كعب مالوا مع علي بن ابيطالب و
قال في ذلك عتبة بن ابي لهب
ما كنت احسب ان الامر منصرف + عن
هاشم ثم منهم عن ابي حسن + عن اول الناس
ايمانا وسابقة + واعلم الناس بالقرآن والسنن
واخر الناس عهدا بالنبي ومن + جبرئيل
عون له في الغسل والكفن + من فيه ما
فيهم لا يمترون به + وليس في القوم ما
فيه من الحسن
وكذلك تخلف عن بيعة ابي بكر ابو سفيان
من بني امية ثم ان ابا بكر بعث عمر بن
الخطاب الى علي ومن معه ليخرجهم من بيت فاطمة رضي الله عنها الخ

لوگون نے کہ بیعت کرتے تھے سب اوسی ابوبکر کی بیچ
عشرہ اوسط ربیع الاول ۱۱ھ مین سوا ایک جماعت
کے کہ وہ بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن ابی لہب اور
خالد بن سعید بن عاص اور مقداد بن عمرو اور سلمان
فارسی اور ابوذر اور عمار یاسر اور براء بن عازب اور
ابی بن کعب تھے مائل ہوئے یہ لوگ ساتھ علی بن ابیطالب
کے اور کہا اس باب مین عتبہ بن ابی لہب نے۔
نہین گمان کرتا تھا مین کہ تحقیق امر خلافت منصرف ہوجائیگا
بنی ہاشم سے بعد اوسکے اونہین سے ابوالحسن سے
وہ ایسے ہین کہ جو اول ہین سب آدمیون کے ایمان مین اور سابق
ہین اونکے اور سب آدمیون سے زیادہ جاننے والے ہین قرآن کے اور
سنتون کے اور آخر ہین سب آدمیون سے از روی عہد کے ساتھ
نبی صلعم کے اور وہ شخص ہین کہ جبرئیل مددگار تھا اونکے غسل اور کفن مین
جناب سرور کائنات کے وہ شخص ہین کہ انہین سب فضائل ہین کہ جو اون لوگون مین
ہین وہ لوگ اوسمین کچھ شک نہین کرسکتے اور نہین ہین قوم مین خوبیان ...
اور اسی طرح باز رہا بیعت ابوبکر سے ابوسفیان
بنی امیہ مین سے بعد اسکے تحقیق ابوبکر نے بھیجا عمر بن خطاب
کو طرف علی کے اور اون لوگون کے جو علی کے ساتھ تھے تاکہ
باہر نکالے اون لوگون کو گھر سے فاطمہ علیہا السلام کے۔

مورخ حبیب السیر نے اشعار مذکورہ کو حضرت عباس کی طرف منسوب کیا ہے اور اس طرح ترجمہ کیا ہے۔

ندانم خلافت چرا منصرف — شد از ہاشم وانگاہ از بوالحسن
نہ اولین مقبل قبلہ بود — نہ او بود اعلم بفرض وسنن
نہ اقرب بعہد نبی بود و بود — معین جبرئیلش بغسل وکفن
نہ او مجمع حسن اوصاف گشت — نہ قدر علیؑ وز خلق حسن

اور شبلی صاحب الفاروق حصہ اول ص [illegible] مین لکھتے ہین کہ ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے فاطمہؑ کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوکر کہا کہ یا بنت رسول خدا کی قسم آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہین تاہم آپ کے یہاں اس طرح لوگ مجمع کرتے رہے تو مین اون لوگون کے وجہ سے گھر مین آگ لگا دونگا۔

اگرچہ سند کے اعتبار سے اس روایت پر ہم اعتبار ظاہر نہین کر سکتے کیونکہ اس روایت کے رواۃ کا حال ہکو نہین معلوم ہو سکا تاہم درایت کے اعتبار سے اس واقعہ کے انکار کی کوئی وجہ نہین حضرت عمر کی تندی اور تیز مزاجی سے یہ حرکت بعید نہین ؎

اور تاریخ رسل والملوک طبری صفحہ ۱۸۴۳ مین یہ بھی ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن حمید قال	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہم سے ابن حمید نے
ثنا جریر عن مغیرۃ عن زیاد بن	کہا حدیث کی ہم سے جریر نے مغیرہ سے اونسے زیاد بن
کلیب قال اتی عمر بن الخطاب منزل	کلیب سے کہ آیا عمر بن خطاب گھر پر علی کے اور اوسمین
علی وفیہ طلحۃ والزبیر ورجال	طلحہ اور زبیر و نیز لوگ مہاجرین مین سے تھے پس کہا
المہاجرین فقال واللہ لاحرقن علیکم	عمر نے کہ واسد مین تمہارے اوپر اس گھر کو جلا دونگا
اولتخرجن الی البیعۃ فخرج علیہ	یا باہر نکلو بیعت کرنے کے لئے پس زبیر عمر کے مارنے
الزبیر مصلتا بالسیف فعثر	کے لئے تلوار کھینچے ہوئے باہر نکلا پس اوسنے ٹھوکر کی
فسقط السیف من یدہ فوثبوا	اور تلوار اوسکے ہاتھ سے گر پڑی لوگون نے دوڑ کر
علیہ فاخذوہ	اوسکو پکڑ لیا۔

اب مفصل واقعات کتاب امامت والسیاست ابی محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ کے صفحہ ۱۲ لغایت صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴عیسوی سے لکھے جاتے ہین۔

ان ابا بکر رضی اللہ عنہ تفقد قوما	ابوبکرؓ اون لوگون کی خبر دریافت کی جنہون
تخلفوا عن بیعتہ عند علی کرم اللہ وجہہ	نے اونکی بیعت سے تخلف کیا تھا کہ علی علیہ السلام کے
فبعث الیہم عمر بن الخطاب فجاء فناداہم	پاس ہین بھیجا ابوبکر نے اونکی طرف عمر بن خطاب کو پس
وہم فی دار علی فابوا ان یخرجوا	آیا وہ اور پکارا اونکو اور وہ لوگ حضرت علی کے گھر مین
فدعا عمر بالحطب وقال والذی نفس	تھے پس اون لوگون نے باہر نکلنے سے انکار کیا پس عمر
عمر بیدہ لتخرجن اولاحرقنہا علیکم	نے لکڑی منگوائی اور کہا کہ قسم ہے اوسکی کہ جان عمر کی
علی ما فیہا فقیل لہ یا ابا حفص ان (فیہا فاطمۃ فقال وان*)	جس کے ہاتھ مین ہے اگر تم لوگ نہ نکلوگے تو مین اس
*فخرجوا فبایعوا الا علیا فانہ زعم انہ قال	گھر کو تمہارے اوپر جلا دونگا مع اون لوگون کے جو

۵۱ توثیق (کتاب امت والسیاست) (مقدمہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ (محمود رافعی) طبع مصر مین ہے۔ کتاب الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبۃ الدینوری وحیدۃ فریدا فی بابہ حسنا فی اسلوبہ لم یکن فی موضوعہ مثلہ فقد جمع فیہ مولفہ رحمہ اللہ من طرائف الاخبار ونوادر التاریخ فیما یتعلق بمسائل الامامۃ وما وقع ایام الصحابۃ رضوان اللہ اور اتحاف الوری باخبار ام القری (ابن فہد مکی) مین ہے۔ قال ابو محمد ابن قتیبۃ فی کتاب الامامۃ والسیاسۃ کان مسلمۃ بن مروان موالیا علی اہل مکہ الخ۔

۵۲ توثیق (ابن قتیبہ) میزان الاعتدال جلد ثانی صفحہ ۵۰ طبع انوار محمدی لکھنؤ سنہ ۱۳۰۱ھ مین ہے۔ عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ ابو محمد صاحب التصانیف صدوق قلیل الروایۃ روی عن اسحاق بن راہویہ وجماعۃ قال الخطیب کان ثقۃ دینا فاضلا۔

حلفت ان لا اخرج ولا اضع ثوبی علی
عاتقی حتی اجمع القرآن فوقفت فاطمۃ
علی بابها فقالت لا عهد لی لقوم
حضروا اسوا محضر منکم ترکتم
جنازۃ رسول اللہ بین ایدینا وقطعتم
امرکم بینکم لم تستامرونا ولم
تروا لنا حقا فاتی عمر ابا بکر فقال
لہ الا تاخذ ھذا المتخلف عنک بالبیعۃ
فقال ابوبکر یا قنفذ وھو مولی لہ
اذھب فادع علیا قال فذھب قنفذ
الی علی فقال ما حاجتک قال یدعوک
خلیفۃ رسول اللہ قال علیؑ
لسریع ما کذبتم علی رسول اللہ
فرجع قنفذ فابلغ الرسالۃ
قال فبکی ابوبکر طویلا
فقال عمر الثانیۃ الا تضم
ھذا المتخلف عنک بالبیعۃ
فقال ابوبکر لقنفذ عد الیہ
فقل امیر المومنین یدعوک
لتبایع فجاء قنفذ فادی
ما امر بہ فرفع علیؑ
صوتہ فقال سبحان اللہ لقد
ادعی ما لیس لہ فرجع قنفذ
فابلغ الرسالۃ قال فبکی
ابوبکر طویلا ثم قام عمر فمشی و
معہ جماعۃ حتی اتوا باب فاطمۃ فدقوا
الباب فلما سمعت اصواتهم

اوس مین ہین۔ پس لوگون نے اوس سے کہا کہ اے
ابو حفص تحقیق اس گھر مین فاطمہ ہین پس عمر نے کہا کہ
اگرچہ ہون پس وہ لوگ باہر نکلے اور بیعت کی سوا حضرت
علی کے اس سبب سے کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ مین
باہر نہ نکلونگا اور اپنے کپڑے کو اپنے کندھے پر نہ ڈالونگا
یہان تک کہ قرآن کو جمع کرون پس کھڑی ہوئین حضرت
فاطمہ اپنے دروازہ پر اور کہا کہ نہین عہد ہے واسطے
میرے ساتھ ایسے لوگون کے کہ حاضر ہوئے ہین بہت
بُرا حاضر ہونا تم مین سے چھوڑ دیا تمنے لاش جناب سرورخدا
کو ہمارے آگے اور فیصلہ کر لیا اپنے کام کا اپنے درمیان
مین نہ تم نے ہمکو امارت دی اور نہ تمنے ہمارے لئے کوئی
حق تجویز کیا پس آیا عمر ابوبکر کے پاس اور اون سے کہا کہ
کیون نہین گرفتار کرتا ہے تو اس باز رہنے والے کو اپنی
بیعت سے پس کہا ابوبکر نے اے قنفذ اور وہ اوسکا غلام
تھا کہ جا تو پس علی کو بلا لا راوی کہتا ہے کہ پس گیا قنفذ
حضرت علی کے پاس پس اونہون نے کہا تیری کیا حاجت
ہے کہا قنفذ نے تمھین خلیفہ رسول بلاتے ہین کہا علی
نے کہ کسقدر جلد جھوٹ باندھ لیا تم نے رسولخدا پر پس
پھر آیا قنفذ ابوبکر کے پاس اور حضرت علی کا پیغام اون
سے بیان کیا راوی کہتا ہے کہ پس رویا ابوبکر دیر تک
پس کہا عمر نے دوسری دفعہ کہ کیون نہین شامل کر لیتا
ہے تو اس باز رہنے والے کو تجھسے ساتھ بیعت کے پس
کہا ابوبکر نے قنفذ کو کہ پھر جا علی کے پاس اور کہہ کہ امیر المومنین
تجکو بلاتا ہے تاکہ تو بیعت کرے پس آیا قنفذ اور ادا کیا
اوس پیغام کو کہ جسکا ابوبکر نے اوسکو حکم دیا تھا پس
حضرت علی نے باآواز بلند کہا کہ سبحان اللہ تحقیق دعویٰ
کرتا ہے ابوبکر اوس چیز کا کہ جو اوسکے واسطے نہین ہے

نادت باعلی صوتها باکیة
یا رسول الله ماذا لقینا بعدك
من ابن الخطاب وابن
ابی قحافة فلما سمع القوم
صوتها وبکاءها انصرفوا
باکین فکادت قلوبهم تنصدع
واکبادهم تنفطر وبقی عمر
معه قوم فاخرجوا علیا
ومضوا به الی ابی بکر فقالوا
له بایع فقال ان لم افعل
فمه قالوا اذا والله الذی
لا اله الا هو نضرب عنقك
قال اذا تقتلون عبد الله و
اخا رسوله قال عمر اما
عبد الله فنعم واما اخو
رسوله فلا وابو بکر ساکت
لا یتکلم فقال له عمر الا تامر
فیه بامرك فقال لا اکرهه
علی شیء ما کانت فاطمة
الی جنبه فلحق علی بقبر
رسول الله یصیح ویبکی و
ینادی یا ابن ام ان القوم
استضعفونی وکادوا
یقتلوننی

پس پھرا قنفذ اور پہونچا دیا پیغام راوی کہتا ہے کہ
پس رو دیا ابوبکر دیر تک بعد اسکے کھڑا ہوا عمر پس
چلا اور ہمراہ اوسکے ایک جماعت تھی یہان تک
کہ آئے دروازہ پر فاطمہ کے پس کھٹکھٹایا دروازہ کو
پس جس وقت کہ فاطمہ نے اونکی آوازین سنین تو زور
سے پکار کر کہا اور آنحالیکہ وہ روتی تھین کہ اے رسولخدا
کیا مصیبت پہونچی ہمکو بعد آپ کے ابن خطاب اور
ابن ابی قحافہ سے پس جسوقت سنی لوگون نے آواز اونکی
اور رونا اونکا تو روتے ہوئے چلے گئے اور قریب تھا کہ
دل اونکے شق ہوجائین اور کلیجے اونکے پھٹ جائین
اور باقی رہگیا عمر ایک گروہ کے ساتھ پس نکالا اون لوگون
نے حضرت علی کو اور لائے اونکو ابوبکر کے پاس اور کہا
اون سے کہ بیعت کرو پس آپنے کہا نہ بیعت کرونگا
مین تو کیا ہوگا اون لوگون نے کہا کہ اوسوقت قسم اللہ
کی کہ سوائے اوسکے کوئی معبود نہین ہم تیری گردن
مارین گے آپ نے کہا کہ اوسوقت قتل کروگے تم خدا کے
بندے کو اور رسول کے بھائی کو کہا عمر نے کہ تم خدا کے
بندے ہو لیکن رسول کے بھائی نہین ہو اور ابوبکر
چپ تھا کچھ بولتا نہین تھا پس کہا اوس سے عمر نے کہ
کیون نہین حکم کرتا ہے تو اوسکے باب مین ساتھ اپنے
حکم کے پس کہا ابوبکر نے کہ نہین مجبور کرونگا مین اوسکو
کسی بات پر جب تک فاطمہ اوسکے پہلو مین ہے پس
حضرت علی جناب رسولخدا کے قبر سے لپٹ گئے درآنحالیکہ
چلاتے تھے اور روتے تھے اور پکارتے تھے یا ابن ام ان القوم
استضعفونی وکادوا یقتلوننی یعنی اے میری ماں کے بیٹے
تحقیق کہ قوم نے ضعیف کردیا مجکو اور قریب تھا کہ
مار ڈالین مجھکو

اور اوسی کتاب امامت وسیاست کے صفحہ ۱۱ مین ہے -

ثم ان علیا کرم الله وجهہ اتی بہ
الی ابی بکر وهو یقول انا
عبد الله واخو رسولہ فقیل
لہ بایع ابابکر فقال انا
احق بهذا الامر منکم لا ابایعکم وانتم اولی بالبیعۃ لی اخذتم هذا الامر من الانصار
واحتججتم علیهم بالقرابۃ من
النبی صلی الله علیہ وسلم و
تاخذونہ منا اهل البیت
غصبا الستم زعمتم للانصار انکم
اولی بهذا الامر منهم لما کان
محمد منکم فاعطوکم المقادۃ
وسلموا الیکم الامارۃ فاذا احتج
علیکم بمثل ما احتججتم علی الانصار
نحن اولی برسول الله حیا ومیتا
فانصفونا ان کنتم تؤمنون والا
فبوؤا بالظلم وانتم تعلمون فقال لہ عمر انک
لست متروکا حتی تبایع فقال لہ علی احلب
حلبا لک شطرہ وشد لہ الیوم یردہ
علیک غدا ثم قال والله یا عمر لا اقبل قولک
ولا ابایعہ فقال لہ ابوبکر فان لم تبایع فلا
اکرهک فقال ابوعبیدۃ بن الجراح لعلی کرم
الله وجهہ یا ابن عم انک حدیث السن
وهؤلاء مشیخۃ قومک لیس لک مثل تجربتهم
ومعرفتهم بالامور ولا اری ابابکر الا اقوی علی
هذا الامر منک واشد احتمالا واستطلاعا فسلم
لابی بکر هذا الامر فانک ان تعش ویطل بک

حضرت علیؓ کو ابوبکر کے پاس لائے حالانکہ حضرت
کہہ رہے تھے ہم بندہ خدا اور برادر رسول ہین کہا گیا کہ
بیعت کرو ابوبکر کی کہا کہ ہم زیادہ مستحق ہین تم سے اس امر
کے لئے ہم نہ بیعت کرینگے تمکو ہماری بیعت کرنی چاہیئے تم نے
اس امر کو انصار سے اس دلیل سے لیا ہے کہ تم قرابت
مند رسول ہو تو ہم اہل بیت سے کیون از راہ غصب
لیتے ہو کیا تم نے انصار سے یہ نہین کہا تھا چونکہ محمدؐ ہم لوگون
مین سے ہین لہذا ہم تم سے زیادہ مستحق ہین جسپر انصار نے
قبول کرلیا اور خلافت تمہارے حوالہ کردی وہی دلیل
ہم پیش کرتے ہین کہ ہم زیادہ اولی ہین رسول اللہ کے
ساتھ حالت حیات مین بھی اور حالت ممات مین بھی تو
انصاف کرو اگر ہو تم ایمان والے نہین تو جو چاہو ظلم
کرو اور سکا مزہ چکھو گے اسپر عمر نے کہا تم چھوڑے نہین
جا سکتے جب تک کہ بیعت نہ کروگے حضرت علی نے کہا
دوہ لے کہ تجکو بھی حصہ ملےگا آج اوس کے لئے مضبوط کر
کلہہ تجھے لوٹا ہی دیگا - ہرگز ہم تیرا قول نمانینگے نہ بیعت
کرینگے ابوبکر نے کہا اگر بیعت نہین کرتے تو ہم بھی مجبور
نہین کرتے ابو عبیدہ نے کہا اے پسر عمؐ تم ابھی کم سن ہو
اور یہ تمہاری قوم کے بوڑھے ہین تم کو ابھی وہ تجربہ
نہین ہے جو اونکو ہے ابوبکر کو ہم اس بارے مین تم سے
زیادہ قوی جانتے ہین اور قوت وتحمل واستطلاع اونکو
زیادہ ہے تم قبول کرلو اونکی خلافت کو اگر زندہ رہوگے
توتم بیشک اس امر کے لائق اور قابل ہو بسبب اپنے
فضل ودین وعلم وفہم وسابقہ وقرابت ودامادی
رسول کے پس فرمایا حضرت علی نے اللہ اللہ اے گروہ
مہاجرین محمد کی سلطنت کو عرب مین اونکے خاندان سے

تقارفات بھذا الامر حلیق حقیق فی فضلك ودینك وعلمك وفہمك وسابقتك ونسبك وصہرك فقال علی کرم اللہ وجہہ اللہ اللہ یا معاشر المہاجرین لا تخرجوا سلطان محمد فی العرب من دارہ وقعر بیتہ الی دورکم وقعور بیوتکم وتدفعون اھلہ من مقامہ فی الناس وحقہ فواللہ یا معاشر المہاجرین لنحن احق الناس بہ لاھل البیت ونحن احق بھذا الامر منکم ما کان فینا القاری لکتاب اللہ الفقیہ فی دین اللہ العالم بسنن رسول اللہ المتطلع لامر الرعیۃ الدافع عنھم الامور السیئۃ القاسم بینھم بالسویۃ واللہ انہ لفینا فلا تتبعوا الھوی فتضلوا عن سبیل اللہ فتزدادوا من الحق بعدا فقال بشیر بن سعد الانصاری لو کان ھذا الکلام سمعتہ الانصار*

نکالکر اپنے گھروں میں نہ لیجاؤ اور اہل بیت محمد کو اونکے حق اور مقام سے نہ نکالو قسم خدا کی اے مہاجرین ہم سب سے زیادہ مستحق ہیں اس امر خلافت کے ساتھ کیونکہ ہم ہی میں قاری کتاب اللہ فقیہ فی دین اللہ عالم بسنن رسول اللہ مطلع ہیں امر رعیت پر امور سیئہ کے دافع ہیں تقسیم بالسویہ کرنے والے ہیں قسم خدا کی یہ خلافت ہم لوگوں کا حق ہے تو تم اپنے نفسانی خواہشوں کی پیروی نکرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور راہ حق سے روز بروز دور ہوتے جاؤ گے۔

بشیر بن سعد انصاری نے کہا کہ اگر یہ کلام تمہارا انصار سنے ہوتے قبل بیعت ابوبکر کے تو ایک شخص بھی تم سے خلاف نکرتا۔

* مبادا کی علی قبل بیعتی ابی بکر ما اختلاف علماء

اور روضۃ الاحباب میں بشیر بن سعد کا قول اور جناب امیر کا جواب

بشیر بن سعد گفت اے ابوالحسن چون درخانہ نشستی گمان شد کہ تو از خلافت کنارہ میکنی، علی فرمود اے بشیر تو روا میداری کہ من جسد اطہر و قالب انور سید عالم را غسل نا دادہ تجہیز و تکفین نہ نمودہ از دفن وے فراغت حاصل نکردہ دم در خلافت و حکومت زدمے با مردم در منازعت و خصومت شدمے ابوبکر صدیق چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار و ہر یکے از آنہا مقابل صد کلمہ بل ہزار است از راہ رفق و مدارا در آمد و گفت اے ابوالحسن مرا گمان این بود کہ ترا با من درین امر مضائقہ نباشد و اگر میدانستم از بیعت من تخلف خواہی کرد ہرگز آن را قبول نمیکردم اکنون کہ مردم با من اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشان موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقعہ ساختہ باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ درین امر تفکر و تامل

بشیر بن سعد نے کہا کہ اے ابوالحسن تمہارے گھر میں بیٹھ رہنے کے باعث سے یہ گمان ہوا کہ شاید تمکو امر خلافت سے کنارہ کشی منظور ہے حضرت علی نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تم لوگ اس بات کو روا رکھتے ہو کہ میں رسول اللہ کے قالب انور اور جسد اطہر کو بلا تجہیز و تکفین و تدفین چھوڑ کر طلب خلافت کیلئے منازعت و مخاصمت میں مشغول ہوتا جب یہ باتیں حضرت ابوبکر نے سماعت کیں اور دیکھا کہ انمیں سے ہر بات ہزار باتوں کے مقابل میں محکم و استوار ہے تو نہایت نرمی سے ارشاد کیا کہ اے ابوالحسن میں نے خیال کیا تھا کہ تمکو میری بیعت میں مضائقہ نہوگا اگر میں جانتا کہ تم میری بیعت سے تخلف کروگے تو میں اسکو ہرگز قبول نکرتا چونکہ لوگ میری بیعت کر چکے ہیں چاہو تو میرے خیال کے مطابق تم بھی اون کے موافقت کرو۔ اور اگر اس باب میں

نمای ایچ جرمے بر تو نیست پس علی از مجلس برخاست
ومتوجہ خانہ خویش گشت ۔

تمکو کچھ توقف وتامل ہو تو الزام نہین ہے پس
حضرت علیؑ وہان سے اوٹھے اور اپنے گھر چلے گئے ۔

تنبیہ بشیر بن سعد یہ وہی صحابی ہے جنکا ذکر اوس حدیث مخرجہ ترمذی ص۱۹۲۶۱ مین نقل کیا گیا ہے اور جس مین اوسنے رسول اللہ سے درود شریف پڑہنے کے بارے مین سوال کیا تھا کہ ہم آپ پر درود کس طرح بھیجین تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہو تم اَللّٰھُمَّ صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی آل ابراھیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی آل ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید انہین آل محمد کے ولی جناب علی علیہ السلام ہین اور عورتون مین جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام اور لڑکون مین سبطین جناب حسنین علیہما السلام دیکھو حدیث نمبر(۱۸) صفحہ ۶۸ و ۶۹ کتاب ہذا ۔ جن پر بدون درود بھیجے ہوئے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہین اس لئے ان سب پر اس آیہ کریمہ کا اطلاق ہوتا ہے ۔ قولہ تعالیٰ یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونہا ۔ لوگ خدا کی نعمت کو پہچانتے ہین پھر دیدہ ودانستہ انکر جاتے ہین ۔

فی اسنی المطالب شمس الدین الجزری عن امر کلثوم بنت فاطمۃ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت انسیتم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ

اسنی المطالب شمس الدین جزری مین بروایت ام کلثوم بنت فاطمہ مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ آیا تم لوگ رسول اللہ کا وہ قول بھول گئے جو آنحضرت نے بروز غدیر خم علی کے باب مین فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ نیز فرمایا تھا انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ ۔

اور سبط ابن جوزی نے اپنے تذکرہ خواص الامۃ کے باب چہارم مین ایک شخص کی حکایت نقل کرنیکے بعد جسکو وہ مجنون سمجھتے تھے حالانکہ وہ عاقل تھا اس کلام کو نقل کیا ہے

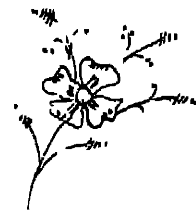
وذکر ابو حامد الغزالی فی کتاب سر[1] العالمین وکشف ما فی الدارین الفاظاً تشبہ ھذا فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ یا ابا الحسن اصبحت مولائی ومولیٰ کل مومن ومومنۃ قال وھذا

اور ذکر کیے ہین ابو حامد غزالی نے کتاب سر العالمین[1] وکشف ما فی الدارین مین ایسے الفاظ کہ جو شاہد ہین اسی شخص کے قول کے (یعنی جس شخص کی حکایت پہلے نقل کی ہے اور بسبب کلمات حق کہنے کے اوسکو مجنون بنایا ہے) پس کہا ہے ابو حامد غزالی نے کہ فرمایا رسول خدا نے واسطے علیؑ کے بروز غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ پس عمر بن خطاب نے کہا مبارک ہو آپ کو اے ابوالحسن کہ آپکو صبح ہوئی در آنحالیکہ آپ

[1] توثیق ذکر کتاب سر العالمین غزالی، کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال ابو عبداللہ ذہبی جلد اول صفحہ ۲۳۲ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ سنہ ۱۳۰۱ھ مین الحسن بن الصباح الاسماعیلی کے ترجمہ مین امام ذہبی کی یہ عبارت ہے ۔ قال ابو حامد الغزالی فی کتاب سر العالمین شاہدت قصۃ الحسن بن الصباح لما تزھد تحت حصن الموت فکان اہل الحصن یتمنون صعوده الیهم ۔ توثیق (امام غزالی) کشف الظنون مین حرف السین ہے ۔ ذکر العالمین للامام حجۃ الاسلام ابی حامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی خمس وخمسمائۃ سنہ ۵۰۵ھ ۔

تسلیم و رضاء و تحکیم ثم بعد هذا
غلب الهوی حبا للریاسۃ و
عقد البنود و خفقان الرّایات
و ازدحام الخیول فی
فتح الامصار و سر
الخلافۃ و هیها فحملهم
علی الخلاف فنبذوه وراء
ظهورهم و اشتروا به ثمناً
قلیلاً فبئس ما یشترون

ہمارے اور کل مومن اور مومنہ کے مولیٰ ہوئے بعد اس کے
امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ ایسا کہنا عمرؓ کا خلافت علیؑ کو مان لینا ہے
اور ان کے استخلاف پر رضی ہونا ہے۔ و حضرت علیؑ کو حاکم
سمجھنا ہے مگر بعد اس سمجھنے کے خواہش نفسانی نے
واسطے حاصل کرنے ریاست اور حکومت فوق کے غلبہ
کیا ایک است جھنڈوں کا اٹھانا اور خلافت کے نشان کا ہلنا
و امصار میں گرہ جانا اور پھر پھرونا عمرؓ کے ہوا میں اڑنا اور ہوا
میں توں سے اُٹھنا اور سواروں کا دوڑنا جو ہر جلوس میں چلنا اور
گھوڑوں کے ٹاپوں کا مثل جال کے معلوم ہونا اور ملکوں اور شہروں کا
فتح ہونا ان سب خیالات نے ان لوگوں کو جام خواہش نفسانی پلا کر مخمور
کر دیا اور اسی مدہوشی نے ان کو خلیفہ کر دیا اور جیسے قبل اسلام کے
تھے ویسے ہی ہوگئے اور اس عہد مبارک کو ان لوگوں نے پس پشت
ڈال دیا اور اس عہد شکنی کے ساتھ ادنیٰ چیز کو خرید کیا پس کیا بری چیز
ان لوگوں نے خریدی۔



اس مضمون حجۃ الاسلام امام غزالی کے نقل کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس آیہ مبارکہ سورہ احزاب کو نقل کریں جس میں یہ امر مذکور ہے کہ جس امر کو خدا اور اوسکا رسول طے کر دے تو پھر اوس میں کسی شخص کو دخل در معقولات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

قولہٖ تعالیٰ وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناً۔ اور نہ کسی ایماندار مرد کو یہ مناسب ہے اور نہ کسی ایماندار عورت کو کہ جب خدا اور اوسکے رسول کسی کام کا حکم دیں تو اون کو اپنے (اس) کام (کے کرنے نہ کرنے) کا اختیار رہے اور زیادہ یہ ہے کہ جس شخص نے خدا اور اوسکے رسول کی نافرمانی کی وہ یقیناً کھلم کھلا گمراہی میں مبتلا ہو چکا۔

اوّلاً واقعہ تبلیغ سورہ براۃ ۹ھ میں یہ امر خدا نے اپنے رسولؐ کے پاس حضرت جبرئیلؑ کو بھیجکر حضرت ابوبکر کے بجائے جناب امیر علیہ السلام کو مامور کر کے طے فرما دیا دیکھو صفحہ ۳۱۰ و ۳۱۱

دوسرے واقعہ تبلیغ یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ ۱۰ھ ہے جس میں خود حضرت عمر کے بیان سے ظاہر و آشکارا ہو گیا کہ جب حضرتؐ نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث ارشاد فرمایا تو میرے پہلو میں ایک نوجوان نہایت خوب رو و پاکیزہ و خوشبو نے مجھسے کہا اے عمر البتہ رسولخدا نے اپنے عم زاد بھائی کے لئے ایک ایسی گرہ باندھی ہے کہ منافق کے سوا اوسکو کوئی نہ کھولیگا پس تو اس کھولنے سے ڈرتا رہ جسکو حضرت عمر نے رسولخدا سے بیان کیا اوسپر حضرت صلوات اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر وہ شخص حضرت آدم کی اولاد سے نہیں تھا بلکہ وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جو میرے اس کہنے کے تاکید کے لئے آئے تھے جو میں نے تم سے علی ابن ابیطالب کے بارے میں کہا تھا۔ دیکھو صفحہ ۷۶ و ۷۷ کتاب ہذا۔

اور دیکھو رسولخدا نے پھر مدینہ منورہ میں دو سو اسّی (۲۸۰) صحابہ کو جمع کر کے تبلیغ کی ہے جس میں ایک صحیفہ پر سب کے دستخط و مہر کرائے ہیں دیکھو صفحہ ۹۰ و ۹۱ کتاب ہذا۔

لیکن رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات پاتے ہی اکثر صحابہ جناب امیر علیہ السلام سے منحرف ہو گئے یہاں تک کہ جناب علی علیہ السلام کو رسولخدا کے بھائی ہونے سے منکر ہوئے حالانکہ ہر دو حضرات کے پدر یعنی حضرت عبداللہ اور ابوطالب حقیقی بھائی اور دونوں صاحبوں کی والدہ جو رسولخدا اور علی مرتضیٰ کی دادی تھیں پس جناب علی علیہ السلام رسولخدا کے حقیقی چچازاد بھائی ہوئے۔

سیرۃ النبی شبلی حصہ اول صفحہ ۱۲۵ میں ہے عبدالمطلب کے دس بیٹے مختلف ازواج سے تھے انہیں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ اور ابوطالب ماں جائے بھائی تھے۔ اسلئے عبدالمطلب نے آنحضرت صلعم کو ابوطالب ہی کے آغوش تربیت میں دیا۔

صحیح ترمذی میں ابن عمر سے حدیث مواخاۃ میں رسولخدا کا ارشاد ہذا اخی فی الدنیا والآخرۃ مذکور ہے۔

اور کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ ششم حدیث نمبر چہارم میں خود عمر بن الخطاب سے حدیث مواخاۃ میں ہے۔

ھذا علی اخی فی الدنیا والآخرۃ وخلیفتی فی اھلی ووصیی فی امتی ووارث علمی وقاضی دینی مالہ منی مالی منہ وضرہ ضری من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی۔ عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے اپنے اصحاب میں مواخات (یعنی دو دو بھائی چارا) کرائی تو فرمایا میرا یہ علی دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے اور میرے اہل بیت میں میرا جانشین ہے اور میرے امت میں میرا وصی ہے اور میرے علم کا وارث اور میرے دین کا ادا کرنے والا (یا میرے دین کا حاکم) ہے اسکا مال میرا مال ہے اسکا نفع میرا نفع ہے اسکا نقصان میرا نقصان ہے جس نے اسکو دوست رکھا اوس نے مجکو دوست رکھا جس نے اس سے بغض رکھا اوس نے مجھسے بغض رکھا لیکن دنیا طلب لوگوں نے خدا اور رسول کے آیات وحدیث کو پس پشت ڈالکر اپنے خواہش نفس کے لئے جو کچھ کیا وہ کتب تاریخ سے ظاہر و آشکارا ہو گیا۔

اسی پر رسولخدا نے اپنے سفر آخرت کے قریب حضرت علی سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تمکو مکروہات پیش آوینگے اون سے تنگدل نہ ہونا اور صبر کرنا جب دیکھنا کہ لوگوں نے (یعنی صحابہ نے) دنیا اختیار کیا تو تم آخرت اختیار کرنا۔

اور وہ واقع ہو کر رہا۔ ایک گروہ صحابہ نے دنیا اختیار کیا۔

چونکہ جناب علی علیہ السلام موافق ارشاد پیغمبر خدا کی مضبوط رسی تھے جو رسولخدا کے ارشاد کے مطابق ثابت قدم رہے یعنی دین براہیمی پر قائم رہے جیسکے بارے میں رسولخدا کی پیشین گوئی کہ میرے بعد میری امت تہتر (۷۳) فرقوں پر متفرق ہو گی جس کے بہتر (۷۲) فرقے ناری صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا وہ ایک فرقہ دین ابراہیمی پر قائم رہنے کے باعث ناجی ہونا قرار پایا۔

چنانچہ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۶۰ سورہ آل عمران کے آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے تفسیر میں پہلے حصہ آیہ موصوفہ کے تفسیر کی دو حدیثیں ہیں جس میں ایک حدیث زید بن ثابت سے ہے دیکھو حاشیہ صفحہ ۲ اور دوسری حدیث ابوسعید خدری سے ہے دیکھو صفحہ ۱۵۳ کتاب ہذا۔ اسی آخر حدیث کی شاہد دوسری حدیث زید بن ارقم کی ہے دیکھو صفحہ ۱۵۵۔

ہر دو حدیثوں میں رسول اللہ نے انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اہل بیتی الحدیث وانی تارک فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا بعدی امرین احدہما اکبر من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اہل بیتی وانہما لن یتفرقا

حتی یردا علی الحوض۔ ارشاد فرمایا ہے یہ آخری فقرہ اس حدیث کا ہر دو مین ہے۔

اور یہی حدیث جلیل لفظ ثقلین اور الثقلین سے بھی ہے اور عین وفات کے دن بھی فرمایا ہے دیکھو صفحہ ۱۵۴ و ۱۵۵

یہ الفاظ خلیفتین و امرین و ثقلین و الثقلین یہ سب بصیغہ تثنیہ او رلفظ انہما سے مذکور ہین۔

یہی حبل اللہ (خدا کی رسی) ہین ایک قرآن مجید دوسرے عترت رسول اللہ جو بارہ حروف پر مشتمل ہے ایسے ہی امرین الثقلین اور خلیفتین ثقلین یہ بھی بارہ بارہ حرفون پر مطابق ہین۔

اسی کی تائید اس حدیث کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۳ مطبوعہ نظامیہ حیدر آباد اور کتاب وسیلۃ النجاۃ مولوی محمد مبین صفحہ ۹۴ مطبوعہ لکھنؤ سے ہوتی ہے۔

اخرج الحاکم عن ام سلمۃ سمعت	حاکم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ سنا مین نے
رسول اللہ صلعم یقول علی مع القرآن	رسولخدا سے کہ علی ساتھ قرآن کے اور قرآن ساتھ علی کے
والقرآن مع علی لن یتفرقا حتی	ہے ہرگز جدا نہونگے دونون ایک دوسرے سے یہان تک
یردا علی الحوض	کہ میرے پاس حوض پر وارد ہون۔

یہی حدیث رسولخدا نے اپنے مرض موت مین ارشاد کی ہے چنانچہ صواعق محرقہ ابن حجر مکی[1] باب تاسع حدیث اربعون مین ہے۔

وفی روایۃ انہ صلعم قال فی مرض	اور ایک روایت مین یہ حدیث حضرت نے اپنے
موتہ ... ثم اخذ بید علی فرفعہا	مرض موت مین فرمائی پھر حضرت علی کے ہاتھ کو پکڑ کر
فقال ھذا علی مع القرآن والقرآن مع	بلند کیا اور فرمایا علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے
علی لا یفترقان حتی یردا علی	ساتھ ہے یہ ایک دوسرے سے جدا نہونگے یہان تک
الحوض۔	کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہون۔

اور اوسی تفسیر درمنثور سیوطی صفحہ ۶۰ مین آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کے بعد ولا تفرقوا کے تفسیر مین یہ حدیثین ہین۔

واخرج ابن ماجہ وابن جریر وابن	ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے انس
ابی حاتم عن انس قال قال رسول اللہ صلی	سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل اکہتر[2] فرقون پر اور
اللہ علیہ وسلم افترقت بنو اسرائیل علی	میری امت بہتر فرقون پر متفرق ہوگی کل ناری ہونگے
احدی وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ	مگر ایک فرقہ کہا گیا یا رسول اللہ یہ واحد فرقہ کون ہے
قالوا یا رسول اللہ ومن ھذہ الواحدۃ قال الجماعۃ	فرمایا جماعت ہے۔

× الی اثنی سبعین و علی ثنتین و سبعین فرقۃ

اس روایت مین لفظ جماعت کا تصرف آگے حدیث صحیح ترمذی سے باطل ہوجائیگا نیز اکہتر اور بہتر کی تصحیح ہوجائیگی

اس بارے مین صحیح ترمذی جلد ثانی باب افتراق ہذہ الامۃ سے دو حدیثین نقل کیجاتی ہین۔

---

[1] توثیق و ابن حجر مکی ہم تعلیقات السنیہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی مین ہے۔ ہو احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی ... الفقہ ... اقتدی بہ الائمۃ مصنفاتہ فی العصر ...

ایضاً ۔ کشف الظنون مین ہے۔ الصواعق المحرقۃ للشیخ شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی مفتی الحجاز المتوفی سنہ ۹۷۳ھ

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم قال تفرقت الیهود علی احدی
وسبعین فرقة او اثنین وسبعین فرقة
والنصاری مثل ذلك وتفرق امتی علی
ثلث وسبعین فرقة وفی الباب عن سعد و
عبد الله بن عمرو وعوف بن مالك حدیث ابو هریرة صحیح

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ متفرق
ہو گئے یہود اکہتر یا بہتر فرقوں پر اور نصاری مثل اسکے اور
میری امت تہتر فرقوں پر متفرق ہو جائیگی اور اس باب مین
روایت ہے سعد اور عبد اللہ بن عمرو اور عوف بن مالک سے
حدیث ابو ہریرہ صحیح ہے۔

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم لیاتین علی امتی ما اتی بنی اسرائیل حذو
النعل بالنعل حتی ان کان منهم من اتی امه علانیة
لکان فی امتی من یصنع ذلك وان بنی اسرائیل
تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفرق امتی
علی ثلاث وسبعین ملة کلهم فی النار الا ملة
واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا
علیه واصحابی حدیث حسن غریب

عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے
ضرور آئیگا میری امت پر وہ وقت کہ آیا بنی اسرائیل پر جیسے
جوتا جوتے کے برابر ہوتا ہے یہانتک کہ اگر ان مین سے
اپنے ماں کے پاس علانیہ آیا ہوگا تو ضرور میری امت مین سے
بھی ایسا ہی شخص ہوگا جو یہ کام کریگا اور بنی اسرائیل بہتر
مذہب پر متفرق ہو گئے ہین اور میری امت تہتر فرقون پر
متفرق ہوگی سب کے سب ناری ہونگے مگر ایک مذہب
کہا لوگون نے وہ مذہب کون ہے یا رسول اللہ فرمایا آپ نے
جس پر مین ہون اور میرے اصحاب یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اس حدیث مین اصحابی کا لفظ ہے جو خود ترمذی کے مخرجہ حدیث ثقلین یوم عرفہ دحجۃ الوداع سے جس کے راوی حضرت جابر۔
(احسن الصحابہ کما فی الزرقانی) اور زید بن ارقم اور ابو سعید خدری وغیرہ صحابی ہین نیز رسول اللہ ملت ابراہیمی پر تھے اور مذہب صحابہ
بعد وفات رسول ملت ابراہیمی کے خلاف فرمان نبوی کے مخالف ہو کر متفرق ہو گیا۔ رسولخدا نے حبل اللہ کو کتاب اللہ اور عترتی اہل بیتی
پر منحصر فرمایا ہے جنکے اول جناب علی علیہ السلام اور دوسرے امام حسن علیہ السلام اور تیسرے امام حسین علیہ السلام چوتھے علی بن الحسین
پانچوین محمد بن علی یعنی امام باقر علیہ السلام چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام بن امام باقر علیہ السلام وغیرہ جنکے سند کی یہ حدیث وسیلۃ النجاۃ مولوی
محمد مبین کے صفحہ ۴۵ سے لکھی جاتی ہے۔

واخرج الثعلبی فی تفسیره واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا عن جعفر الصادق انه قال نحن حبل الله

(ترجمہ) امام ثعلبی نے اپنے تفسیر مین آیہ واعتصموا بحبل اللہ الآیہ کی تفسیر مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے
کہ حبل اللہ ہم ہین۔

یہ امام جعفر صادق علیہ السلام لفظ عترتی اہل بیتی یا عترت رسول اللہ کے جو بارہ ہین جنکے چھٹے ہین شمار کر لو۔

آخر سورہ حج مین لفظ اجتبیٰکم ہی جسکے بارے مین تفسیر عمدۃ البیان صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ دہلی مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
منقول ہے کہ خدا تعالی کا خطاب اجتبیٰکم ہماری طرف ہے خدا نے ہمکو برگزیدہ کیا ہے۔

اور قولہ تعالی ملة ابیکم ابراهیم هو سمٰکم المسلمین من قبل وفی هذا۔ تمھارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمھارا) مذہب بنا دیا

اُسی (خدا) نے تمھارا پہلے ہی سے مسلمان (فرمان بردار بندے) نام رکھا قبل اسکے (یعنی توریت و انجیل مین) اور اس قرآن مین تفسیر عمدة البیان ص ۲۰۵ مین یہ تفسیر ہو سمیکم المسلمین من قبل و فی ہذا مین منقول ہے من قبل پہلے اس قرآن سے پہلی کتابون مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ یہ خطاب بھی ہماری طرف ہے چنانچہ بشارت توریت باسمٰعیل علیہ السلام اثنی عشر عظیماً کی حدیث ص ۳۲۵ مین گذری۔

یہ سمیکم المسلمین تیرہ حرفون پر مشتمل ہے یہ کل تیرہ اشخاص ہین جنکے اول رسولخدا ہین دیکھو آخر سورۂ انعام حضرت عالم زمین فرماتے ہین قولہ تعالی و انا اول المسلمین باقی بارہ حروف سے اثنا عشر عظیماً جو صلب اسمٰعیل علیہ السلام سے ہین اور لفظ فی ہذا سے اس قرآن (مین) مراد ہے یہ اشارہ اس آیہ کریمہ سورہ بقر سے ہے قولہ تعالی۔ و اذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا و اجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امة مسلمة لک اور جب ابراہیم و اسمٰعیل خانہ کعبہ کی بنیادین بلند کر رہے تھے (اور دعا مانگتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار ہماری (یہ خدمت) قبول کر بیشک تو ہی (دعا کا) سننے والا اور نیت کا جاننے والا ہے (اور) اے ہمارے پالنے والے تو ہمین اپنا فرمانبردار بندہ بنا اور ہماری اولاد سے ایک گروہ (پیدا کر) جو تیرا فرمانبردار ہو۔

آیہ مبارکہ مین جو و من ذریتنا امة مسلمة لک ہے اوسکی تفسیر مین حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اوس ذریت سے اولاد ہاشم بن عبد مناف ہے دیکھو تفسیر عمدة البیان ص ۶۰ مطبوعہ یوسفی دہلی۔

انھین کے بارے مین حدیث اصطفی ص ۲۵۶ مین نقل ہے جسکو ترمذی نے بخاری سے روایت کی ہے اور محمد بن اسمٰعیل بخاری نے اسی حدیث اصطفی ہاشم کو اپنی تاریخ صغیر مین اخراج کی ہے یہ سب محمد و آل محمد ہین یہی سب کے سب سورۂ حج مین مجتبیٰ کئے گئے ہین جو صیغہ جمع سے ہے نیز سمٰکم المسلمین جمع سے ہے جو تیرہ ۱۳ اشخاص ہین۔

یہی تیرہ اشخاص منعم علیہم یعنی صاحبان انعام ہین جن پر اتمام نعمت کی گئی ہے۔

اس اتمام نعمت سے مراد نبوت اور امامت ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے انعم اللہ علیہم من النبیین من ذریة آدم و ممن حملنا مع نوح و من ذریة ابراھیم و اسرائیل (ترجمہ) جنھین خدا نے اپنی نعمت دی آدم کی اولاد سے اور اونکی نسل سے جنھین ہم نے (طوفان کے وقت) نوح کے ساتھ (کشتی پر) سوار کر لیا تھا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے ہین۔ و ممن ہدینا و اجتبینا یعنی اور اون لوگون مین سے ہین جنکی ہم نے ہدایت کی اور مجتبیٰ کیا اور سورہ یوسف مین ہے وکذلک یجتبیک ربک و یعلمک من تاویل الاحادیث و یتم نعمته علیک و علی آل یعقوب کما اتمہا علی ابویک من قبل ابراھیم و اسحاق ان ربک علیم حکیم (ترجمہ) یعنی حضرت یعقوب نے حضرت یوسف سے فرمایا کہ جس طرح تجھکو یہ خواب دکھلایا ہے اوسی طرح برگزیدہ کریگا تجھکو تیرا پروردگار اور سکھلائیگا تجھکو تاویل باتوں کی (یعنی علم تعبیر خواب) اور تمام کریگا اپنی نعمت کو تجھپر اور اولاد یعقوب پر جس طرح کہ تمام کیا اوسکو تیرے دو جد امجد پر تجھسے پیشتر کہ وہ ابراہیم و اسحاق ہین تحقیق پروردگار تیرا علیم و حکیم ہے (یعنی اس بات کو وہی جانتا ہے کہ کون نبوت و امامت کے قابل ہے) حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب کو نبوت کے بعد امامت بھی دیگئی ہے حضرت ابراہیم کے امامت کا ذکر آیہ کریمہ قال انی جاعلک للناس اماما مین مذکور ہے

دیکھو سورہ بقرا ور حضرت اسحاق و یعقوب کے امامت کا ذکر اس آیت میں ہے۔ وہبنا لہ اسحاق و یعقوب نافلۃ وکلا جعلنا صلحین وجعلنھم ایمۃ یہدون بامرنا اور بیٹے ابراہیم کو انعام میں اسحاق (جیسا بیٹا) اور یعقوب جیسا پوتا) عنایت کیا ہم نے سب کو صلح گردانا اور ان سب کو (لوگوں کا) امام بنایا کہ ہمارے حکم سے اونکی ہدایت کرتے تھے۔ جو کہ نبی سمٰعیل میں رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہے امامت جو ظل رسالت ہے وہ آل محمد یعنی آئمہ اثنا عشر میں عطا ہوئی جسکی یہ آیت دلالت کرتی ہے قولہ تعالی انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ آیہ منعم علیہم میں پہلا لفظ النبیین ہے جس سے خاتم المرسلین یا خاتم النبیین مراد ہیں جس میں کچھ کلام نہیں جنکے بعد جماعت صدیقین اور شہدا اور صالحین کی منعم علیہم مذکور ہے پس لفظ صدیقین سے جناب علی علیہ السلام اور لفظ شہدا سے حسین مجتبٰی علیہما السلام اور لفظ والصالحین سے نو اولاد امام حسین علیہ السلام جس سے کل ائمہ اثنا عشر اولاد اسمٰعیل علیہ السلام ثابت ہوگئے۔

اس آخر لفظ والصالحین میں نو حرف ہیں اور لفظ ولد الحسین میں بھی نو حرف ہیں پس یہ نو اولاد جناب امام حسین علیہ السلام سب صالحین ہیں جو سورہ حج میں قولہ تعالی ہو اجتبٰکم اوسی نے تمکو مجتبٰی کیا ضمیر جمع سے ہیں اسی آیہ کریمہ سے امام حسن مجتبٰی علیہ السلام لفظ مجتبٰی سے مخاطب ہیں پس یہ نو اولاد امام حسین علیہ السلام مجتبٰی ہوکر صالحین سے گردانے گئے ہیں اور صالحین سے پہلے مجتبٰی ہونا لازمی ہے جسکے لئے یہ آیت سورہ نون والقلم کی شاہد ہے فاجتبٰہ ربہ فجعلہ من الصالحین اوّلاً مجتبٰی سے انتخاب کیا پھر صالحین سے بنا دیا پس نو اولاد امام حسین علیہ السلام صالحین سے ثابت ہوگئے یہی سب عترتی اہلبیتی حبل اللہ میں انہیں کے پیرو ملت ابراہیم پر ہیں۔

کتاب ینابیع المودۃ قندوزی حنفی کے صفحہ ۴۴۵ میں یہ حدیث مرقوم ہے۔ عن سلیم بن قیس الہلالی عن سلمان الفارسی قال دخلت علی النبی صلعم فاذا الحسین علی فخذیہ وھو یقبل عینیہ ویلثم فاہ ویقول انت سید ابن سید اخو سید وانت امام ابن امام اخو امام وانت حجۃ ابن حجۃ اخو حجۃ ابو حجج تسعۃ تاسعھم قائمھم المہدی۔ سلیم بن قیس ہلالی نے سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے کہ میں رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حسینؑ آنحضرت کے زانو پر بیٹھے ہیں آپ کبھی اونکے آنکھوں کے بوسہ لیتے ہیں اور کبھی مُنہ چومتے ہیں اور فرماتے ہیں تو سید ہے اور سید کا بیٹا ہے اور سید کا بھائی ہے اور تو امام ہے اور امام کا بیٹا ہے اور امام کا بھائی ہے اور تو حجۃ ہے اور حجۃ کا بیٹا ہے اور حجۃ کا بھائی ہے اور نو حجج اللہ کا پدر ہے انکا نواں قائم علیہ السلام ہونگے۔ انہیں حجج اللہ کا ذکر حضرت جابر کی حدیث مندرجہ صفحہ ۲۹ میں ہے انہیں کی پیروی اُمت پر واجب کی گئی ہے یہی حضرات ملت ابراہیم پر ہیں انہیں کے بارے میں قولہ تعالی ملت ابیکم ابراہیم ہو سمٰکم المسلمین یعنی تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا مذہب بنا دیا ہے) اوسی (خدا) نے تمہارا پہلے ہی سے مسلمان (فرمانبردار بندے) نام رکھا۔

لیکن رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات پاتے ہی لوگوں نے عمر بن خطاب کی پیروی کی یہ وہی صحابی ہیں جن سے مع کثیر صحابہ سے مخاطب ہوکر سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے حدیث ثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی الحدیث اور حدیث ولایت من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث ارشاد فرماکر تہنیت کے پیرایہ سے خیمہ علی علیہ السلام میں بھیجکر عہد و پیمان لے لیا تھا نیز عین وفات کے دن بھی حضرت نے حدیث ثقلین فرماکر امت اور حاضرین صحابہ کو ہدایت فرمائی تھی اور طلب قرطاس فرماکر چاہا کہ کچھ بطور وصیت لکھکر مزید ہدایت فرما دیں جو انہیں حضرت عمر کے رخنہ اندازی سے نہیں لکھی جا سکی جیسا کہ اپنے مقام پر

شرح وبسط سے تمام واقعات لکھے گئے نیز رسولخدا کے وفات سے انکار کرکے اوسوقت تک ایک ہنگامہ آرائی رہی جب تک اپنے خواہش کے مطابق اوسکا موقع نہین آیا اسی کے بعد واخلہ سقیفہ بنی ساعدہ ہے ۔

غرضکہ حسب تحریر　شبلی صاحب جیساکہ الفاروق حصہ دوم مین رقم طراز ہین " فقہ کے جسقدر مسائل حضرت عمر سے بروایت صحیحہ منقول ہین اونکی تعداد کئی ہزار تک پہونچتی ہے انمین سے تقریبًا ہزار مسئلے ایسے ہین جو فقہ کے مقدم اور اہم مسائل ہین ائمۂ اربعہ نے انکی تقلید کی ہے "

پھر شاہ ولی اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہین " ہم چنین در درس مسائل فقہ تابع مذہب فاروق اعظم اند و این تقریب ہزار مسئلہ باشد "

اور دوسری جگہ الفاروق مین ہے ۔ فقہ کا بہت بڑا حصہ جو منقح ہوا اور جو فقہ عمری کہلاتا ہے ان ہی مجلسون کی بدولت ہوا اس مجلس کے بڑے ارکان ابی بن کعب[۱] زید بن ثابت[۲] عبد اللہ[۳] بن مسعود عبد اللہ[۴] بن عباس ۔ عبد الرحمن[۵] بن عوف ۔ حر[۶] بن قیس تھے "

اس مجلس کے ابی بن کعب[۱] اول رکن ہین جنھون نے اول بیعت خلیفہ اول نہین کی اور بنی ہاشم و دیگر صحابہ کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کے طرف تھے ۔ زید[۲] بن ثابت حدیث ثقلین و خلیفتین کے راوی ہین ۔ عبد اللہ[۳] بن مسعود اور ابن عباس[۴] آیہ تبلیغ و تاکید کے جناب امیر علیہ السلام کی شان مین نازل ہونے کے راوی ہین جن سب کے اجتماعی مسائل کا نام فقہ عمری رکھا گیا یہی وہ مسائل ہین جنکی پیروی بنی امیہ وغیرہ نے کی ہے یہ مذہب ملت ابراہیمی نہین ہے سوائے مذہب علی مرتضیٰ کے جو رسولخدا کے ساتھ ساتھ ملت ابراہیمی کے پیرو رہے جسکا خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا ۔ قولہ تعالیٰ فاتبعوا ملۃ ابراھیم حنیفا ۔ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا ۔ شاہد بین ہے

ازالۃ الخفا کے صفحہ ۲۸ مین شاہ ولی اللہ فرماتے ہین ۔

شک نیست کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم و ذوالنورین	اس مین شک نہین ہے کہ صدیق اکبر اور فاروق
مسلط شدند بر روی ارض و روم فارس را فتح کردند	اعظم اور ذو النورین زمین پر مسلط ہوگئے اور روم و
و قرآن را جمع نمودند ہمان قرآن در تمام عالم شایع شدہ	فارس کو فتح کیا قرآن کو جمع کیا وہی قرآن تمام
است و مسائل اجماعیہ ایشان در جمیع آفاق منتشر گشتہ	دنیا مین شایع ہوا اور اونہین کے جمع کردہ مسائل
و اکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند چہ محدثین	دنیا مین پھیل گئے ۔ اور اکثر مسلمانون نے خواہ وہ محدثین
چہ فقہا و قرا و چہ مفسرین و چہ بادشاہان روی زمین	و فقہا اور قاری و مفسرین ہون یا روی زمین کے
و بر سادات اہل بیت گاہے خلافت منتظم نشد لا خلافت	بادشاہ ہون سنی المذہب اختیار کر لیا ہے ۔ اور حضرت
حضرت مرتضیٰ فقط و معلوم است کہ حضرت مرتضیٰ	علی مرتضیٰ کے سوا اہل بیت نبوی کے کسی امام اور انکی
در ایام خلافت خود چہ دید و چہ کشید و ایام خلافت	اولاد کو خلافت (ظاہری بھی) کبھی نہین ملی اور سب لوگ

[۱] روضۃ الاحباب جمال الدین شیرازی جلد ثانی صفحہ ۹۵ مطبوعہ ۱۲۹۷ھ لکھنؤ ہے ۔ و محمد بن سعد کاتب واقدی از زہری روایت کردہ کہ گفت بما رسیدہ کہ اہل کتاب اول وی را فاروق خواندند و مسلمانان متابعت ایشان کردند از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم درین باب چیزے نرسیدہ واللہ اعلم قال ابن جریر فی تاریخہ عن صالح بن کیسان قال قال ابن شہاب بلغنا ان اھل الکتاب کانوا اول من قال لعمر الفاروق وکان المسلمون یاثرون ذالک من قولھم ولم یبلغنا ان رسول اللہ ذکر من ذالک شیئا ۔ ۔ یعنی صالح بن کیسان نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کو اولاً اہل کتاب نے فاروق کہنا شروع کیا تھا اونکو سنکر اہل اسلام بھی کہنے لگے ہمکو یہ تحقیق نہین ہوا کہ اس باب مین رسول اللہ نے کچھ فرمایا ہو ۔ (تاریخ احمدی الشیخ احمد حسین خان)

حضرت مرتضی بمذہب شیعہ ایام ابتلا و ایام تقیہ و خوف بودہ است و بعد از چہل سال (ہجری) کہ وے رضی اللہ عنہ بدار البقا انتقال فرمود بنو امیہ در انتفا و استیصال امراد چہ کوشش ہا نمودہ اند۔

جانتے ہین کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے ایام خلافت مین کیسے کیسے مصائب و نوائب دیکھے اور سہے از روی مذہب شیعہ حضرت مرتضیٰ کے خلافت کا زمانہ بلا مصیبت تقیہ اور خوف مین گذرا۔ اور چالیس (۴۰) سال (ہجری) کے بعد جب اونہون نے انتقال فرمایا تب بنی امیہ نے اونکے احکام کے نیست و نابود کرنے مین کسقدر جان توڑ کوششین کی ہین۔

پس یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر و آشکار ہوگیا کہ آئمہ اربعہ (ابو حنیفہ المتوفی سنہ ۱۵۰ھ اور امام مالک المتوفی سنہ ۱۷۹ھ اور امام شافعی المتوفی سنہ ۲۰۴ھ اور امام احمد بن حنبل المتوفی سنہ ۲۴۱ھ) نے اوس فقہ عمری کی پیروی کی ہے جو ملت ابراہیمی نہین ہے جسکا ذکر قرآن مین ہے۔ دیکھو سورہ یوسف واتبعت ملة آبائی ابراہیم واسحاق ویعقوب اور مین تو اپنے باپ دادا ابراہیم واسحاق ویعقوب کے مذہب کا پیرو ہون جنکے بارے مین خدا کا قول وجعلنہم ائمة یہدون بامرنا صفحات قبل نقل ہو چکا دیکھو سورہ انبیا مثل حضرت یوسف علیہ السلام کے جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے خطبہ مین آیہ موصوفہ کی تلاوت فرمائی ہے جیسا کہ جواہر العقدین سمہودی (منقول از عبقات الانوار غدیر جلد چہارم صفحہ ۲۵) مین ہے۔

عن ابی الطفیل قال خطبنا الحسن بن علی بن ابی طالب فحمد الله واثنی علیه واقتصر الخطبة (الی ان قال) ثم قال من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسن بن محمد صلی الله علیه وسلم ثم تلی هذه الآیة واتبعت ملة آبائی ابراهیم واسحاق ویعقوب ثم اخذ فی کتاب الله ثم قال انا ابن البشیر انا ابن النذیر انا ابن النبی انا ابن الداعی الی الحق باذنه وانا ابن السراج المنیر وانا ابن الذی ارسل رحمة للعالمین فانا من اهل بیت الذین اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا وانا من اهلبیت الذین افترض الله مودتهم وولایتهم فقال فیما انزل علی محمد صلی الله علیه وسلم قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی

ابو الطفیل کہتے ہین کہ خطبہ پڑھا ہم مین حسن بن علی بن ابیطالب نے پس خدا کی حمد و ثنا کی اور مختصر کیا خطبہ کو یہانتک کہ کہا حضرت نے جو شخص پہچانتا ہے مجکو وہ مجھے پہچانتا ہی ہے اور جو شخص نہین پہچانتا مجھے پس مین حسن ابن محمد ہون پھر پڑھا حضرت نے اس آیت کو واتبعت ملة آبائی ابراہیم واسحاق ویعقوب پھر لیا کتاب اللہ کو تب حضرت نے کہا کہ مین فرزند ہون بشیر کا مین فرزند ہون نذیر کا مین فرزند ہون نبی کا مین فرزند ہون داعی الی الحق باذنہ مین فرزند ہون سراج منیر کا مین فرزند ہون اوسکا جو بھیجا گیا ہے رحمت کرکے عالم کیلیے مین اون اہل بیت سے ہون جنکے بارے مین خدا نے آیہ تطہیر نازل کی ہے اور مین اون اہل بیت مین سے ہون کہ فرض کیا ہے اللہ نے اونکی مودت اور ولایت (امامت) کو پس کہا ہے خدا نے اوس قرآن مین جو نازل ہوا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہدے۔۔۔۔

زرقانی جلد ۷ صفحہ میں تفسیر قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی کے ہے رعند ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس انہا لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ہولاء الذین نزلت فیہم الآیۃ قال علی و فاطمہ وابناہما۔

خطبہ موصوفہ سے صاف صاف آئمہ اثنا عشر علیہم السلام کا ملت ابراہیمی پر ہونا معلوم ہوگیا اسی ملۃ ابراہیمی کے لئے خدا کا صریح حکم اس آیہ کریمہ سے ہویدا ہے۔

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور صاحبان امر کا اس آیت میں رسول اور اولو الامر کی اطاعت میں کچھ فرق نہیں کیا۔

یہی اولو الامر وہی لوگ ہیں جو رسول کے شریک فی الامر ہیں رسول اللہ کے شریک فی الامر جناب علی علیہ السلام ہیں جیسے حضرت موسیٰ کے شریک فی الامر حضرت ہارون ہیں دیکھو قولہ تعالیٰ رب اشرح لی صدری و یسر لی امری و احلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری الآیۃ۔ موسیٰ نے عرض کی تو میرے لئے میرے سینہ کو کشادہ فرما (دیربنا) اور میرا کام میرے لئے آسان کردے اور میری زبان سے لکنت کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھیں اور میرے کنبہ والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے اسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کردے اور میرے کام میں میرا شریک بنا۔ اسی آیہ کی تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۲۹۵ میں ہے - ابن مردویہ خطیب اور ابن عساکر نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت رسول کو ثبیر (مکہ میں ایک پہاڑ ہے) کے مقابلہ میں دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے کہ خداوندا میں بھی تجھسے وہی سوال کرتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ نے کیا تھا کہ میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرا کام میرے لئے آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھولدے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھیں اور میرے اہلبیت سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا اور اوسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کر اور میرے کام میں اسکو شریک بنا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نے خطبہ حجۃ الوداع میں ثقلین و خلیفتین اور امرین بھی فرمایا ہے۔

پس رسولخدا کے بعد جن اولو الامر کی اطاعت واجب کی گئی وہ علی علیہ السلام اور اونکی اولاد ہے۔

چنانچہ امام قندوزی ینابیع المودۃ باب سیوم میں رقمطراز ہیں۔

وفی المناقب عن ہشام[1] بن حسان قال	مناقب میں ہشام بن حسان سے مروی ہے کہ امام حسن
خطب الحسن[2] ابن علی علیہ السلام بعد	بن علیؑ نے لوگوں سے اپنی بیعت لینے کے بعد خطبہ پڑھا اور

[1] (توثیق) ہشام بن حسان یہ خاص رواۃ بخاری و ترمذی ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۹ صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ انصاری دہلی اور صحیح ترمذی جلد ثانی باب بعث النبی میں ہشام بن حسان واقع ہے۔ قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمعیل نا محمد بن بشار نا ابن عدی عن ہشام بن حسان عن عکرمہ عن ابن عباس لبث بمکۃ ثلث عشرۃ وبعث لاربعین ومات وہو ابن ثلث وستین۔

ایضاً اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ میں ہے۔ ہشام ابن حسان بتشدید سین کہ ثقہ است واز ائمہ ~~حدیث است~~ اور جسکا امین امام ہے

[2] ہشام بن حسان کا تلمیذ حسن بصری ہونا۔ تاریخ دول الاسلام ابو عبد اللہ ذہبی میں ابن عون پیشوا یا امام ہے - میں ہے۔ شیخ البصرۃ وعالمہا وزاہدہا عبد اللہ بن عون قال ابن مہدی ما کان بالعراق اعلم بالسنۃ منہ وقال ہشام بن حسان تلمیذ الحسن البصری لم تر عینای کہ ابن عون

[3] اس خطبہ کی تائید کا خطبہ تاریخ مسعودی سے نقل ہے قال المسعودی فی مروج الذہب من خطب الحسن قال نحن حزب اللہ المفلحون و عترۃ رسول صلعم واہل بیتہ الطاہرون والطیبون واحد الثقلین الذین خلفہما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم والثانی کتاب اللہ فیہ تفصیل کل شئی لا یخطئنا تاویلہ بل نتیقن حقائقہ فاطیعونا فاطاعتنا مفروضۃ اذ کانت لطاعۃ اللہ والرسول وا ولی الامر مقرونۃ الخ (ترجمہ) (دیکھو حاشیہ صفحہ ۳۴۸)

بيعة الناس له بالامر فقال نحن حزب الله الغالبون ونحن عترة رسوله الاقربون ونحن اهلبيتة الطيبون ونحن احد الثقلين الذين خلفهما جدى صلى الله عليه واله فى امته ونحن ثانى كتاب الله فى تفصيل كل شئ لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه فالمعوّل علينا تفسيره ولا نتظنّنا تاويله بل يتيقنا حقايقه فاطيعونا فان طاعتنا مفروضة اذ كانت بطاعة الله عزوجل وطاعة رسوله مقرونة قال جل شانه يا ايها الذين اٰمنوا اطيعوا الله و اطيعوا الرسول واولى الامر منكم وقال عزو جل فان تنازعتم فى شئ فردوه الى الله والى الرسول و قال عزوجل ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منكم لعلمه الذين يستنبطونه منهم واحذروا الاصغاء لهتاف الشيطان فانه لكم عدو مبين —

فرمایا کہ ہم حزب اللہ الغالبون ہین یعنی ہم اللہ تعالے کے لشکر ہین اور یہی لشکر غالب ہے اور ہم ہی اسکے رسول کے آل اور قریبی رشتہ دار ہین اور ہم ہی وہ طیّب وطاہر ہین جو اہلبیت کے نام سے موسوم ہین اور ہم ہی اون دو وزندار اشیا مین سے ایک ہین جنکو ہمارے جد صلوات اللہ علیہ نے اپنی امت کے سپرد کیا اور ہم ہی خدائے تعالی کے دوسری کتاب ہین یعنی قرآن ناطق جس مین ہر شی کی تفسیر موجود ہے اور ہم ہی وہ ہین کہ کوئی باطل امر نہ تو ہم پر سامنے سے آتا ہے اور نہ پس پشت سے پس تفسیر قرآن مجید ہمارا کام ہے اور ہم قیاس سے تفسیر قرآن شریف نہین کرتے بلکہ ہم وہی تفسیر بیان کرتے ہین جو واقعی خدائتعالی کا مطلب ہے پس ہماری اطاعت کر کیونکہ ہماری اطاعت خدا ورسول کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ہے جیسا کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے اطیعوا الرسول واولی الامر ان احکام کے صادر ہونے کی یہ وجہ ہے تاکہ لوگ جانین کہ تفسیر قرآن شریف ہم سے حاصل کرنی چاہیئے اور اے لوگو شیطان کی آواز پر کان نہ لگاؤ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

ابن ماجہ جو صحاح ستہ سے ہین اپنے سنن باب طاعۃ الامام صنا ۲۱۱ مطبوعہ نظامی دہلی ۱۳۲۲ھ مین یہ حدیث وارد کرتے ہین۔

حدثنا ابوبكر بن ابى شيبة وعلى بن محمد قالا ثنا وكيع ثنا اعمش عن ابى صالح عن ابى هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اطاعنى فقد اطاع الله ومن عصانى فقد عصى الله ومن اطاع الامام فقد اطاعنى ومن عصا الامام فقد عصانى

حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ اور علی بن محمد نے کہا دونون نے حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اعمش نے ابی صالح سے اوسنے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ جس نے اطاعت کی میری اوس نے اطاعت کی اللہ کی اور جسنے نافرمانی کی میری اوسنے نافرمانی کی اللہ کی اور جسنے اطاعت کی امام کی اوسنے اطاعت کی میری اور جسنے نافرمانی کی امام کی اوس نے نافرمانی کی میری۔

اور روایت مذکورہ کی تائید بمصداق الحدیث یفسر بعضہ بعضاً اس حدیث شریف سے ہوتی ہے کتاب وسیلۃ النجاۃ مولوی

محمد مبین کے صفحہ ۹۲ میں لکھا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے اپنے سنن میں اور ابو یعلی نے اپنے مسند میں یہی روایت وارد کی ہے۔ اور مستدرک حاکم (قلمی) جلد سیوم اور ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صفحہ ۲۹۴ مطبوعہ صدیقی ۱۲۸۶ھ سے بمضمون واحد نقل کیجاتی ہے۔

اخرج الحاکم عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع علیا فقد اطاعنی ومن عصا علیا فقد عصانی ھذا صحیح الاسناد ولم یخرجاہ واخرج الحاکم عن ابی ذر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی من فارقنی فقد فارقک ومن فارقک یا علی فارقنی	حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ جس شخص نے اطاعت کی میری اوسنے اطاعت کی اللہ کی اور جس شخص نے نافرمانی کی میری اوس نے نافرمانی کی اللہ کی اور جس شخص نے اطاعت کی علی کی اوسنے اطاعت کی میری اور جسنے نافرمانی کی علی کی اوسنے نافرمانی کی میری یہ حدیث صحیح السند ہے نہیں اخراج کیا بخاری ومسلم نے اور حاکم نے ابوذر ہی سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے اے علی جسنے فرق کیا مجھ میں اوسنے فرق کیا تجھسے اور جسنے فرق کیا اسے علی تجھسے اوسنے فرق کیا مجھسے۔

روایات مذکورہ آیہ وافی ہدایہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی پوری پوری مؤید ہوگئیں پہلی حدیث میں لفظ امام ہے دوسری حدیث میں خود جناب علی علیہ السلام کی اطاعت مثل رسولخدا کے اطاعت کے واجب کی گئی ہے بعض حدیث میں لفظ امام کے بجاے لفظ امیر ہے وہ بھی جناب امیر علیہ السلام ہی پر مطابق ہے نیز حدیث ثقلین کی جگہ خلیفتین اور امرین بھی ہے جس امر سے بھی جناب امیر علیہ السلام ہی مراد ہیں قبل اسکے واقعہ تبوک میں گذرچکا کہ رسولخدا نے جناب امیر کو لفظ امام المسلمین سے خطاب فرمایا ہے۔ دیکھو ص ۳۱۳

اور کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ پنجم میں جناب فاطمہ صدیقہ کبریٰ سے جو غدیر کے موقع پر موجود تھیں یہ حدیث وارد ہے۔

عن فاطمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کنت ولیہ فعلی ولیہ ومن کنت امامہ فعلی امامہ	حضرت فاطمہ صدیقہ کبریٰ سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جس کا میں ولی ہوں علی بھی اوسکا ولی ہے اور جسکا میں امام یعنی پیشوا ہوں اوسکا یہ علی پیشوا یا امام ہے۔

اور آیہ مباہلہ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین ...... کے تفسیر میں شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اپنے اردو ترجمہ موضح القرآن میں لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ نصاریٰ اسقدر سمجھانے پر بھی

اگر نہ قائل ہون تو اونکے ساتھ قسم کرو یہ بھی ایک صورت فیصلہ کی ہے کہ دو نون طرف اپنی جان سے اور اولاد سے حاضر ہون اور دعا کرین کہ جو کوئی ہم مین جھوٹا ہے اوسپر لعنت اور عذاب پڑے پھر حضرت آپ او رحضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین اور حضرت علی کو لیکر گئے اون نصارا مین جو دانا تھے اوہنون نے مقابلہ نکیا اور جزیہ دنیا قبول رکھا۔

اور تفسیر فتح العزیز سورہ عم ترجمہ اردو صفحہ ۱۵۰ و ۱۵۸ و ۱۶۷ و تفسیر سورہ والشمس والضحیٰ مطبوعہ مصطفائی لکھنؤ ۱۲۶۷ھ مین ہے۔ النظر الی المصحف عبادۃ یعنی دیکھنا قرآن کے حرفون کی طرف عبادت ہے اوسی طرح حضرت علی کے حق مین آپ نے فرمایا ہے کہ النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی دیکھنا حضرت علی کے منہ کی طرف عبادت ہے سو اوسوقت مین وجود شریف حضرت علی کا مثل وجود شریف نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا۔

اور اس خاکدانی ظلمانی سے فردوس برین کو انتقال فرمایا اکیسوین رات رمضان کی جسد مبارک کو آپ کے نجف الحیرہ مین ایک جگہ کا نام ہے کوفے سے نزدیک مسجد جامع سے ایک فرسنگ حیرۃ النعمان کی راہ مین وہان مدفون کیا۔

یہ قصہ ۴۰ھ مین واقع ہوا اور آپکی شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہوگئی اور کوئی قائم مقام اس رتبہ کا نرہا اور نور اس ولایت کا جسکے آپ حامل تھے نسلاً بعد نسلاً آپکی اولاد مین پیدا ہوتا رہا اور امام اپنے وقت کا ہوتا رہا۔ ایک سوانحہ عجیبہ سے آپکی شہادت کے یہ ہے کہ اوسدن بیت المقدس مین کوئی پتھر نہ تھا جس کے نیچے سے خون جوش نہ مارتا تھا پس کماحقہ ثابت و متحقق ہوگیا کہ وہ تہتر فرقونکا ایک فرقہ وہی ہے جو بعد رسولخدا جناب امیر علیہ السلام کا پیرو رہا اور وہی ملت ابراہیمی پر رہا اور وہی ناجی ہے۔ اسی ملت ابراہیمی کے ترویج کے لئے خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مامور فرمایا تھا اور جنکی امداد علی ؑ سے کرائی تھی جو تیئیس سال کامل مین تیار ہوا اور رسولخدا کے وفات پاتے ہی بدل گیا جسکے بارے مین علی علیہ السلام کی تقریر دربار خلافت والی تصریح کرتی ہے۔

حضرت ابوبکر کے بارے مین رسولخدا نے صاف صاف فرمادیا تھا کہ مین نہین جانتا کہ تم میرے بعد کیا احداث کروگے چنانچہ کتاب کشف الغطا ترجمہ کتاب مؤطا صفحہ ۳۰۱ تا صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی ۱۲۹۶ھ مین یہ حدیث ہے عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ انہ بلغہ ان رسول اللہ صلعم قال لشہداء احد ھولاء اشھد علیھم فقال ابوبکر الصدیق یا رسول اللہ السنا باخوانھم اسلمنا کما اسلموا وجاھدنا کما جاھدوا فقال رسول اللہ بلی یا ادری ما تحدثون بعدی قال فبکی ابوبکر ثم بکی قال انا لکائنون

(ترجمہ کشف الغطا ترجمہ مؤطا) موطا مین ابو النضر مولی عمر بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ رسولخدا نے جنگ احد کے شہیدون کے لئے فرمایا یہ وہ لوگ ہین جنکا مین گواہ ہون بعض اون مین سے ایسے تھے جنھون نے نو بیٹیان چھوڑین اور خوشی سے شہید ہوئے جنکا مین گواہ ہون بعض نے کھجورین ہاتھ سے پھینکدین و بعضون نے یہ آرزو کی کہ ہم لوٹ کر گھر نجاوین بعضون کو حضرت بڑہاپے کے وجہ سے چھوڑ گئے تھے مگر وہ شہادت کے آرزو مین چلے آئے ف ابوبکر صدیق نے کہا کیا ہم انکے بھائی نہین ہین مسلمان ہوئے ہم جیسے وہ مسلمان ہوئے اور جہاد کیا ہم نے جیسے اوہنون نے جہاد کیا آپ نے فرمایا ہان مگر مجھے معلوم نہین کہ بعد میرے تم کیا احداث کروگے تو رونے لگے ابوبکر پھر رونے لگے اور فرمایا کیا ہم زندہ رہینگے بعد آپ کے۔"

روایت مذکورہ کے تائید کی یہ روایت کتاب وفاء الوفا باخبار دار المصطفےٰ سید سمہودی جلد ثانی ص۱۱۱ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ سے نقل کیجاتی ہے۔

(وروی) یحییٰ[1] انہ لما انکشف الناس یوم احد وقف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی مصعب بن عمیر فقال من المومنین رجال الی قولہ وما بدلوا تبدیلا۔ اللھم ان عبدک نبیک یشھد ان ھولاء شھداء فاتوھم وسلموا علیھم فلن یسلم علیھم أحد ما قامت السموات والارض الا ردوا علیہ ثم وقف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم موقفاً آخر فقال ھؤلاء اصحابی الذین اشھد لھم یوم القیامۃ فقال ابوبکر فما نحن باصحابک فقال بلیٰ ولکن لا ادری کیف تکونون بعدی انھم خرجوا من الدنیا خماصاً

یحییٰ نے روایت کی ہے جبکہ روز جنگ احد لوگ مر گئے تو رسولخدا لاشۂ مصعب بن عمیر کے قریب ایستادہ ہوکر یہ آیت تلاوت فرمائی من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ پھر آپ نے فرمایا خدایا یہ تیرا بندہ اور نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ شہدا ہیں اے مسلمانو تم ان کے مزاروں کے پاس آنا اور ان پر سلام کرنا بس جو شخص آسمان و زمین کے قیام تک ان شہدا پر سلام کریگا یہ لوگ اوسکو جواب سلام دینگے پھر رسول اللہ نے دوسری جگہ قیام کرکے ارشاد کیا یہ میرے صحابہ ہیں جنکے متعلق میں بروز قیامت گواہی دونگا حضرت ابوبکر نے عرض کیا آیا ہم آپ کے اصحاب نہیں ہیں فرمایا ہاں لیکن میں نہیں جانتا کہ تم میرے بعد کیسے رہوگے بیشک یہ شہدا ایسے حال میں دنیا سے نکلے ہیں کہ شکم اونکے خالی تھے۔

حضرت عمر کے بارے میں جناب امام حسین علیہ السلام کا منبر پر سے اتارنا پہلے معلوم کر چکے اب حضرت امام حسن علیہ السلام کا حضرت ابوبکر کو منبر سے اتارنا یوں مذکور ہے۔

وفی تاریخ الخلفا للسیوطی قال جاء الحسن ابن علی الی ابی بکر وھو علی منبر رسول اللہ فقال انزل عن مجلس ابی فقال صدقت انہ مجلس ابیک واجلسہ فی حجرہ وبکی فقال علی واللہ ما ھذا عن امری فقال واللہ ما اتھمک۔

تاریخ الخلفاء سیوطی میں ہے کہ حسن بن علی علیہ السلام حضرت ابوبکر کی طرف ہوکر گزرے اور اونکو رسول کے منبر پر دیکھکر کہنے لگے کہ میرے باپ کے منبر سے نیچے اترو حضرت ابوبکر بولے تم نے سچ کہا در حقیقت یہ منبر تمہارے ہی باپ کا ہے یہ کہکر حضرت ابوبکر نے حضرت حسنؑ کو گود میں بٹھالیا اور رونے لگے حضرت علی نے ابوبکر سے فرمایا کہ جو کچھ تم سے حسن نے کہا وہ واللہ میرے حکم سے نہ تھا ابوبکر بولے......

---

[1] یحیی ہذا ہو السید ابو الحسن یحیی بن الحسین بن جعفر صاحب اخبار المدینۃ قال السمھودی فی جواھر العقدین فی اوائل الذکر الرابع عشر من قسم الثانی بعد ذکر حدیث عن علی علیہ السلام یتضمن ذکر اخبار جبرئیل النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بان اھلبیتہ قتلی ومصارعھم شتی رواہ السید ابو الحسین بن یحیی بن الحسین بن جعفر فی اخبار المدینۃ رواہ ابن ابنہ الحسین بن محمد بن یحیی عنہ و ایضاً قال السمھودی فی اوائل الذکر السادس من القسم الثانی بعد ذکر روایتہ عن الدارقطنی قلت ویحیی بن الحسین جد شیخ الدارقطنی فی ھذا الحدیث ھو صاحب اخبار المدینۃ کان فقیھا محدثاً نسابۃ الخ منقول از عبقات الانوار منزلت ص۵۵

تاریخ الرسل والملوک جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۲۱۲۴ سطر ۱۱ و ۱۵ مطبوعہ لیڈن مین یہ عبارت مذکور ہے۔

ان ابا بکر الصدیق قال فی مرضہ موتہ لوددت انی لم اکشف بیت فاطمۃ عن شئی و ان کانوا قد غلقوہ علی الحرب وددت انی یوم سقیفۃ بنی ساعدۃ کنت قذفت الامر فی عنق احد الرجلین یرید عمر وابا عبیدۃ (حاصل ترجمہ) حضرت ابوبکر نے وقت وفات (نہایت حسرت وافسوس کے ساتھ) ارشاد کیا کہ کاش مین فاطمہ بنت رسول کے مکان کو نہ کھولتا گو وہ جنگ ہی کے قصد سے کیون نہ بند کیا گیا ہوتا۔ اور کاش بروز بیعت سقیفہ بنی ساعدہ مین خود امر خلافت کو اختیار نکرتا بلکہ خلافت کا قلادہ عمر یا ابوعبیدہ کے گلے مین ڈالدیتا۔ انتہی

تتمہ کتاب تکمیل ہذا

یہان تک لکھکر ہم اپنی تحقیق کو ختم کرتے ہین اسکے بعد جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے سند سے اوس خطبہ عظیم الشان کے بعضے اقتباسات نقل کئے دیتے ہین جس خطبہ عظیمہ کو لوگون نے مثل حافظ ابن کثیر وغیرہ کے اوسکا بہت بڑا خطبہ ہونا قبول کیا ہے۔ لیکن جسقدر خطبہ لکھا گیا ہے وہ پندرہ بیس سطور سے زیادہ کا نہین حالانکہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس خطبہ مبارکہ کو کئی گھنٹہ تک بڑے عظیم الشان پیمانہ پر بیان فرمایا ہے اسکی وجہ آیہ تبلیغ وتاکید کا سورہ مائدہ کے ساتھ آخر مین نازل ہونا اور سرراہ خداوندعالم کا جناب رسولخدا کو مع ناقہ کے روکدینا اور حضرت کو جو کچھ اس مین تامل ہو رہا تھا اوسکی بابت اپنی ضمانت کرلینا ہے جسکی آیہ وانی ہدایہ واللہ یعصمک من الناس شاہد ہے یعنی اللہ تمکو لوگون کے شر سے بچالیگا۔

اس خطبہ جلیلہ کو علامہ طبرسی نے اپنی کتاب احتجاج مین وارد فرمایا ہے۔ اور ملا باذل نے اپنے مشہور کتاب حملہ حیدری مین نظم کیا ہے جس کے دیکھنے سے یہ امر بخوبی واضح وآشکارا ہوجاتا ہے کہ سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے اس خطبہ عظیم المنزلت مین تبلیغ کے تمامی مفہوم اور مقصود کو جو خداوندعالم کا منشا تھا ظاہر اور اعلان فرمادیا ہے اور کوئی امر ارشاد وہدایت بنیاد کا باقی نہین چھوڑا۔ اسی آیہ تبلیغ وتاکید کو امام محمد باقر علیہ السلام کے سند سے امام ثعلبی نے اپنی تفسیر کشف والبیان مین اور امام رازی نے اپنے تفسیر مفاتیح الغیب المشہور بہ تفسیر کبیر مین اور علامہ نظام نیشاپوری نے اپنے تفسیر غرائب القران مین اور علامہ عینی حنفی نے اپنے کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین اور امام قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ مین وارد فرمایا ہے۔ لیکن ان سب مین لفظ خطبہ کا صرف ایک فقرہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے سوا اور کچھ نہین ہے۔ لیکن یہ خطبہ جسکے اقتباسات کو ہم لکھتے ہین اوسکے آغاز ہی سے رسولخدا نے اپنے تبلیغ رسالت کا تذکرہ اور وجہ نزول اس آیہ تبلیغ وتاکید کی اور چندمرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اس معاملہ خاص کے لئے خدا کے جانب سے تشریف لانا مع دیگر وجوہات کے سب کچھ فرمایا ہے جو درایت سے ایسا ہی ہونا پایا جاتا ہے لیکن صحابہ نے اخفا کیا اور خلافت وسلطنت کے اثر نے اونکو لکھنے سے باز رکھا۔ اوسپر بھی حق ظاہر ہو کر رہا۔ یہ اقتباسات کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۲۸ مطبوعہ طہران سے نقل ہین سب سے پہلے اسناد لکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے۔

حدثني السيد العالم العابد ابو جعفر مهدي
ابن ابي حرب الحسيني رضي الله عنه قال اخبرنا الشيخ
ابو علي الحسن بن الشيخ السيد ابي جعفر محمد بن الحسن
الطوسي رضي قال اخبرني الشيخ السعيد الوالد ابو جعفر قدس
الله روحه قال اخبرنا جماعة عن ابي محمد هارون بن
موسى التلعكبري قال اخبرنا ابو علي محمد بن همام قال اخبرنا
علي السوري قال اخبرنا ابو محمد العلوي من ولد الافطس
وكان من عباد الله الصالحين قال حدثنا محمد بن موسى
الهمداني قال حدثنا محمد بن خالد الطيالسي قال
حدثنا سيف بن عميرة وصالح بن عقبة جميعا
عن قيس بن سمعان عن علقمة بن محمد
الحضرمي عن ابي جعفر محمد بن علي عليهما
السلام

+ + + + + + + + + + +

بسم الله الرحمن الرحيم

يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك
من ربك في علي وان لم تفعل فما
بلغت رسالته والله يعصمك من الناس
معشر الناس ما قصرت

کہا حدیث کی مجھسے سید عالم عابد ابو جعفر مہدی
ابن ابی حرب حسینی رضی اللہ عنہ نے کہا خبر دی ہمکو شیخ ابو علی
حسن بن شیخ سید ابی جعفر محمد بن حسن طوسی رضی اللہ عنہ
نے کہا خبر دی ہمکو شیخ سعید والد ابو جعفر قدس اللہ
روحہ نے کہا خبر دی مجھکو ایک گروہ نے ابی محمد ہارون
بن موسی تلعبکری سے کہا خبر دی ہمکو ابو علی محمد بن ہمام
نے کہا خبر دی ہمکو علی سوری نے کہا خبر دی ہمکو ابو محمد علوی
نے اولاد افطس سے اور وہ خدا کے بندگان صالحین
سے تھے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن موسی ہمدانی
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن خالد طیالسی نے کہا
حدیث بیان کی ہم سے سیف بن عمیرہ اور صالح بن
عقبہ سب نے قیس بن سمعان سے اوس نے علقمہ بن
محمد خضرمی سے اوس نے جناب ابو جعفر محمد بن علی
علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے رسول پہونچا دے تو اوس چیز کو کہ نازل کی گئی
ہے طرف تیرے پروردگار کی جانب سے علی کی باب
مین اور اگر نہ کریگا تو تو نہین پہونچایا تو نے اوسکی
رسالت کو اور اللہ بچائیگا تجکو آدمیون کے شر سے

۵۱ (جناب امام محمد باقر علیہ السلام) شواہد النبوۃ ملا عبد الرحمن جامی مطبوعہ بمبئی ۱۸۸۶ء صفحہ ۲۲۵ مین ہے محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہم وے امام پنجم است کنیت وے ابو جعفر است و لقب وے باقر سمی بذلک لتبقرہ فی العلم ای توسعہ فیہ مادر وی فاطمہ بود بنت الحسن بن علی رضی اللہ عنہما و ولادت وے در مدینہ بود روز جمعہ سوم ماہ صفر سنۃ سبع وخمسین من الہجرۃ بیش از قتل امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ بسہ سال و وفات وے در ۱۱۴ھ اربع عشر ومائۃ بود وسن وے آنوقت پنجاہ وہفت بود و قبر وی در بقیع است نزدیک پدر وے وے گفتہ است کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ در آمدم و بر وے سلام گفتم در وقتیکہ چشم وے پوشیدہ شدہ بود سلام مرا جواب داد و گفت تو کیستی گفتم من محمد بن علی بن الحسین گفت اے فرزند من بیشتر آی بیشتر آمدم دست مرا بوسید پس میل کرد تا پاے مرا بوسد من دور شدم گفت ان رسول اللہ صلعم یقرئک السلام من گفتم و علی رسول اللہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پس گفتم این چون بودہ است اے جابر گفت روزے با رسول اللہ بودم صلی اللہ علیہ وسلم مرا گفت اے جابر شاید کہ تو بمانی تا آن وقتے کہ ملاقات کنی با یکے از فرزندان من کہ وے را محمد بن علی بن الحسین گویند خداے تعالی وے را نور و حکمت خواہد داد وے را از من سلام برسان

۵۲ آیۂ تبلیغ مین جیسے امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت سے حضرت علی کا نام ہے ویسے ہی تفسیر درمنثور سیوطی مین ابن مسعود کی روایت مین اسم علی موجود ہے دیکھو صفحہ ۶ و صفحہ ۲۲۰۔

ما انزل الله تعالى الي وانا
مبين لكم سبب نزول هذه
الآية ان جبرئيل هبط الي
مرارا ثلاثا يامرني عن السلام
ربي وهو السلام ان اقوم
في هذا المشهد فاعلم
كل ابيض واسود ان علي بن
ابي طالب اخي[1] ووصيي وخليفتي
والامام[2] من بعدي الذي محله مني
محل هارون من موسى الا انه لا نبي
بعدي وهو وليكم من بعد الله ورسوله و
قد انزل الله تبارك وتعالى علي بذلك اية
من كتابه انما[3] وليكم الله ورسوله
والذين امنوا الذين يقيمون
الصلوة ويؤتون الزكوة وهم
راكعون وعلي بن ابي طالب اقام
الصلوة واتى الزكوة وهو راكع
يريد الله عز وجل في كل حال وسألت
جبرئيل ان يستعفي لي عن تبليغ
ذلك اليكم ايها الناس لعلمي
بقلة المتقين وكثرة المنافقين
وادغال الآثمين وختل
المستهزئين بالاسلام الذين
وصفهم الله في كتابه بانهم

اے گروہ مردم نہیں قصور کیا مین نے پہونچانے مین اوس
کے کہ جو اللہ تعالی نے میری طرف نازل کیا ہے اور مین بیان
کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جبرئیل تین مرتبہ میرے پاس
آئے ہر مرتبہ بعد سلام کے میرے پروردگار کے جانب
سے کہ وہ ہمیشہ زندہ و سلامت ہے مجکو حکم کرتے تھے کہ مین
اس مجمع مین کھڑا ہوں اور آگاہ کرون ہر ایک گورے
اور کالے کو یعنی سب آدمیوں کو اس بات سے کہ علی بن
ابیطالب میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے میرے
بعد امام ہے ایسا امام کہ مرتبہ اوسکا مجھسے مثل ہارون
کے ہے موسی سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہین ہوسکتا
اور وہ تمہارا ولی ہے بعد اللہ کے اور بعد اوسکے رسول
کے اور تحقیق نازل کی ہے اللہ تبارک و تعالی نے میرے
اوپر اسکی ایک آیت اپنی کتاب مین ترجمہ آیت سوا اسکے
نہیں ہے کہ ولی تمہارا اللہ اور اوسکا رسول ہے اور وہ
مومن ہین کہ جو قائم رکھتے ہین نماز کو اور دیتے ہین زکوۃ کو
حالت رکوع مین انتہی۔ اور علی بن ابیطالب نے قائم رکھا
نماز کو اور دی زکوۃ درآنحالیکہ وہ رکوع کرنے والا تھا
چاہتا تھا اللہ عزوجل کی خوشنودی کو ہر حال مین اور مین نے
سوال کیا جبرئیل سے اس بات کا کہ معاف رکھے
مجکو اللہ پہونچانے سے اس حکم کے تمہاری طرف
اے لوگو اس سبب سے کہ مین واقف تھا ساتھ قلت
متقین کے اور کثرت منافقین کے اور مخالفت کرنے
گنہگاروں کے اور فریب دینے مضحکہ کرنے والوں کے
ساتھ اسلام کے کہ جنکی کیفیت اللہ نے اپنی کتاب مین

[1] جیسے حلیہ مین لفظ اخی ووصیی وخلیفتی ہے دیکھو اول تبلیت صفحہ ۳۲

[2] اور لفظ والامام من بعدی کے لئے دیکھو اشعار ملک الشعرا حسان بن ثابت صحابی صفحہ ۲۹ جو عین غدیر خم پر پڑھا گیا جس مین ہے فقال له قم یا علی فانني رضيتك من بعدي اماما وهاديا ۱۲۔

[3] تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۷۱ مین ہے ۔ وروی ابن مردويه من طريق سفيان الثوري عن ابي السنان عن الضحاك عن ابن عباس قال كان علي بن ابيطالب قائما يصلي فمر سائل وهو راكع فاعطاه خاتمه فنزلت انما وليكم الله ورسوله الآية ۔ اور روضة الندية سيد محمد بن اسمعيل امير صنعاني کے آخر صفحہ ۱۴۳ مین ہے وكفاه شرفا نزول آية الولاية ۔

يقولون بألسنتهم ما ليس في قلوبهم
وتحسبونه هيّناً وهو عند الله
عظيم وكثرة اذاهم لي في غير
مرّة حتى سمّوني اذناً وزعموا
اني كذلك لكثرة ملازمته ايّاي
واقبالي عليه حتى انزل الله عز
وجل في ذلك قرآناً ومنهم
الذين يؤذون النبي ويقولون
هو اذن قل اذن على الذين
يزعمون انه اذن خير لكم يؤمن
بالله ويؤمن للمؤمنين
ولو شئت ان اسمّي باسمائهم
لسمّيت وان اومي اليهم
باعيانهم لاومات وان
ادلّ عليهم لدللت ولكني
والله في امورهم قد تكرمت
وكلّ ذلك لا يرضي الله منّي
الا ان ابلغ ما انزل الله
اليّ ثمّ تلى عليه السلام
يا ايها الرسول بلغ
ما انزل اليك من
ربك في علي وان لم تفعل
فما بلغت رسالته والله
يعصمك من الناس

بیان فرمائی ہے اس طرح پر ترجمہ آیت کہتے ہین وہ لوگ
ساتھ اپنی زبانون کے جو کچھ ونکے دلون مین نہین ہے اور تم
اور جانتے ہین وہ لوگ اس بات کو آسان حالانکہ وہ
خدا کے نزدیک گناہ عظیم ہے اور ان لوگون نے
اکثر مجکو اذیت دی ہے یہانتک کہ میرا نام اذن کہا
اور گمان کیا کہ مین ایسا ہون بسبب کثرت ملازمت
علی کے میرے ساتھ اور میرے متوجہ ہونے کے اوسکی
طرف یہانتک کہ نازل کیا اللہ تعالی نے اس باب
مین قرآن ترجمہ آیت اور بعضے اونہین منافقون
مین سے اذیت دیتے ہین نبی کو اور کہتے ہین کہ وہ
کان ہے یعنی لوگون کا کہنا مان لیتا ہے کہہ اے محمد
اذن بنا بر اون لوگون کے کہ گمان کرتے ہین کہ وہ
اذن ہے بہتر ہے واسطے تمہارے ایمان لاتا ہے ساتھ
اللہ کے اور یقین کرتا ہے مومنون کی بات کا انتہی
اور اگر مین چاہتا کہ اون لوگون کا نام بتا دون تو
البتہ بتا دیتا اور اگر مین چاہتا کہ اون اشخاص کی
طرف اشارہ کرون تو البتہ اشارہ کرتا اور اگر مین
چاہتا کہ اون لوگون سے آگاہ کرون تو البتہ آگاہ
کرتا واللہ اون لوگون کے کام مین مین نے بزرگی
کی یعنی اون لوگون کے نام کا اظہار نہین کیا بہر حال
اللہ مجھسے راضی نہوگا سواے اس بات کے کہ پہونچا
دون مین اوس حکم کو کہ نازل کیا ہے اللہ نے
میری طرف بعد اس کے حضرت نے یہ آیت پڑھی ترجمہ
آیت اے رسول پہونچا دے تو وہ حکم کہ نازل کیا گیا ہے
تیری طرف تیرے پروردگار کے جانب سے علی کے باب
مین اور اگر نہ کریگا تو نہین پہونچائی ہے تو نے رسالت
اوسکی اور اللہ بچائیگا تجھکو لوگون کے شر سے انتہی

فاعلموا یا معشر الناس ان الله قد نصب لکم ولیاً و اماماً مفترضاً طاعتہ علی المهاجرین والانصار و علی التابعین لهم باحسان و علی البادی و الحاضر و علی الاعجمی والعربی والحرّ والمملوك والصغیر والکبیر و علی الابیض والاسود و علی کلّ موحّد ماض حکمہ جایز قولہ نافذ امرہ ملعون من خالفہ مرحوم من تبعہ مومن من صدقہ فقد غفر الله لہ و لمن سمع منہ و اطاع لہ

پس آگاہ ہوا اے گروہ مردم کہ تحقیق اللہ نے نصب کیا ہے اوسکو واسطے تمھارے ولی اور امام کہ فرض ہے طاعت اوسکی اوپر مہاجرین کے اور انصار کے اور اوپر تابعین کے واسطے اون کے ساتھ احسان کے اور اوپر بادیہ نشین کے اور حاضر کے اور اوپر عجمی کے اور عربی کے اور اوپر آزاد کے اور غلام کے اور اوپر چھوٹے کے اور بڑے کے اور اوپر گورے کے اور کالے کے اور اوپر ہر موحّد کے جاری ہے حکم اوسکا جایز ہے قول اوسکا نافذ ہے امر اوسکا لعنت کیا گیا ہے وہ شخص کہ اوسکی مخالفت کرے رحم کیا گیا ہے وہ شخص کہ جو اوسکی متابعت کرے مومن ہے وہ شخص کہ اوسکی تصدیق کرے پس تحقیق بخشدیا اللہ نے اوسکو اور اوس شخص کو کہ جو اوسکی بات سنے اور اوسکی طاعت کرے۔

(۵)

معاشر الناس انہ آخر مقام اقومہ فی هذا المشهد فاسمعوا واطیعوا و انقادوا لامر ربکم فان الله عزوجل هو مولٰکم والٰهکم ثم من دونہ رسولہ محمد ولیکم القائم المخاطب لکم ثم من بعدی علیٌ ولیکم و امامکم بامر ربکم ثم الامامة فی ذرّیتی من ولدہ الی یوم تلقون الله و رسولہ لا حلال الّا ما احل الله ولا حرام الا ما حرمہ الله عرفنی الحلال و الحرام و انا افضیت بما علّمنی

اے گروہ مردم تحقیق یہ اخیر کھڑا ہونا ہے کہ کھڑا ہوں میں اس مجمع میں پس سنو تم اور اطاعت کرو تم اور انقیاد کرو تم واسطے اپنے پروردگار کے حکم کے اس سبب سے کہ تحقیق اللہ عزّ و جل تمھارا مولی ہے اور تمھارا معبود ہے پھر اوسکے بعد رسول محمدؐ تمھارا ولی ہے کہ قائم ہے خطاب کرنے والا ہے واسطے تمھارے پھر میرے بعد علی تمھارا ولی ہے اور امام ہے تمھارے پروردگار کے حکم سے بعد اوسکے امامت میری ذریت میں ہے کہ جو اولاد سے علیؑ کے ہے اوس دن تک کہ ملاقات کروگے تم اللہ کو اور اوسکے رسول کو یعنی قیامت تک نہیں ہے کوئی حلال مگر جو کچھ کہ حلال کیا ہے اوسکو اللہ نے اور نہیں ہے کوئی حرام مگر جو کچھ کہ حرام کیا ہے اوسکو اللہ نے بتادیا ہے مجکو اللہ نے

ربي في كتابه وحلاله وحرامه اليه

حلال اور حرام اور مین نے پہونچا دیا جو کچھ سکھلایا تھا مجھکو میرے پروردگار نے اپنی کتاب سے اور حلال اور حرام سے طرف اوسی علی کے

معاشر الناس ما من علم الا وقد احصاه الله فيّ وكلّ علم علمت فقد احصيته في امام المتقين وما من علم الا علمته عليا وهو الامام المبين

اے گروہ مردم نہین ہے کوئی علم مگر یہ کہ تحقیق احاطہ کیا ہے اوسکو اللہ نے مجھ مین اور ہر علم کہ مین سکھلایا گیا ہون پس تحقیق احاطہ کر دیا ہے مین نے اوسکو بیچ امام متقین کے اور نہین ہے کوئی علم مگر سکھلا دیا ہے مین نے وہ علی کو اور وہی علی امام مبین ہے۔

معاشر الناس لا تضلّوا عنه ولا تنفروا منه ولا تستنكفوا من ولايته فهو الذي يهدي الى الحق ويعمل به ويزهق الباطل وينهى عنه ولا تاخذه في الله لومة لائم ثم انه اول من آمن بالله ورسوله وهو الذي فدى رسوله بنفسه وهو الذي كان مع رسول الله ولا احد يعبد الله مع رسوله من الرجال غيره

اے گروہ مردم نہ بہکو اوس سے اور نہ بھاگو اوس سے اور نہ سرکشی کرو تم اوسکی ولایت سے پس وہ ایسا ہے کہ ہدایت کریگا طرف حق کے اور عمل کریگا ساتھ اوسکے اور دفع کریگا باطل کو اور منع کریگا اوس سے اور نہ روکے گی اوسکو اللہ کے باب مین ملامت ملامت لانے والے کی بعد اوسکے آگاہ ہو کہ علی پہلے سب سے ایمان لایا ہے ساتھ اللہ کے اور اوسکے رسول کے اور وہی ایسا ہے کہ فدا کیا اوس نے رسول پر اپنے نفس کو یعنی شب ہجرت اور وہی ایسا ہے کہ رسول خدا کے ساتھ تھا جبکہ کوئی نہ تھا کہ عبادت کرتا اللہ کی ساتھ اوسکے رسول کے مردون سے سوا اوسی علی کے

معاشر الناس فضّلوه فقد فضّله الله واقبلوه فقد نصبه الله

اے گروہ مردم فضیلت دو اوسکو پس تحقیق فضیلت دی ہے اوسکو اللہ نے اور قبول کرو تم اوسکو پس تحقیق نصب کیا ہے اوسکو اللہ نے۔

معاشر الناس انه امام من الله ولن يتوب الله على احد انكر ولايته ولن يغفر الله له حتما على الله ان يفعل ذلك بمن خالف امره فيه وان يعذبه عذابا نكرا ابد الاباد و

اے گروہ مردم تحقیق وہ امام ہے اللہ کی جانب سے اور ہرگز نہ توبہ قبول کریگا اللہ کسی شخص کی کہ جو اوسکی ولایت کا انکار کرے اور نہ بخشے گا اللہ اوس انکار کرنیوالے کو حتماً واجب ہے اللہ پر کرنا اونکا واسطے اوس شخص کے

دهر الدهور فاحذروا ان تخالفوا فتصلوا نارا وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین × ×

× × × ×

× × × ×

کہ جو اوسکے حکم کی مخالفت کرے علی کے باب مین اور یہ کہ عذاب کرے اوس مخالفت کرنے والے کو عذاب سخت ہمیشہ اور ہمیشہ پس ڈرو تم لوگ اس بات سے کہ مخالفت کرو تم اوسکی پس داخل ہو گے تم ایسی آگ مین کہ ایندھن اوسکا آدمی ہین اور پتھر ہین مہیا کی گئی ہے وہ آگ واسطے کافرون کے

ایها الناس لی والله بشّر الاولون من النبیّین والمرسلین وانا خاتم الانبیاء والمرسلین والحجة علی جمیع المخلوقین من اهل السموات والارضین ومن شك فی ذلك فهو کافر کفر الجاهلیة الاولی ومن شك فی شیء من قولی فقد شك فی کل منه وانشاك فی ذلك فله النار

اے لوگو میرے ساتھ واللہ بشارت دیئے گئے ہین پہلے لوگ نبیون سے اور رسولون سے اور مین خاتم الانبیا والمرسلین ہون اور حجت ہون تمام مخلوقات پر خواہ آسمانون کے رہنے والے ہون خواہ زمینون کے اور جو شخص کہ شک کرے اس باب مین پس وہ کافر ہے مثل کفر زمانۂ جاہلیت کے کہ جو پہلے تھا اور جو شخص کہ شک کرے کسی شے مین میرے اس قول سے پس تحقیق شک کیا اوسنے کل مین اوسی امر نبوت سے اور شک کرنے والا اس مین جو ہے اوسکے لئے آتش دوزخ ہے۔

معاشر الناس حبانی الله بهذه الفضیلة منا منه علیّ واحسانا منه الیّ ولا اله الا هو له الحمد منّی ابد الآبدین ودهر الداهرین علی کل حال

اے گروہ مردم عطا فرمائی ہے مجکو اللہ نے یہ فضیلت در آنحالیکہ منت ہے اوسکے جانب سے اوپر میرے اور احسان ہے اوسکے جانب سے میری طرف اور نہین ہے کوئی معبود سوا اوسکے اوسی کے واسطے حمد ہے میری جانب سے ہمیشہ اور ہمیشہ اوپر ہر حال کے۔

معاشر الناس فضّلوا علیّا فانه افضل الناس بعدی من ذکر وانثی بنا انزل الله الرزق وبقی الخلق ملعون ملعون مغضوب مغضوب علی من ردّ قولی هذا

اے گروہ مردم فضیلت دو تم علی کو اس سبب سے کہ وہ افضل ہے سب آدمیون سے میرے بعد خواہ مرد ہون خواہ عورت ہمارے ہی سبب سے نازل کرتا ہے رزق کو اور ہمارے ہی سبب سے باقی ہے خلق لعنت کی گئی ہے لعنت کی گئی ہے

وان لم يوافقه ألا ان جبرئيل
خبّرني عن الله تعالى بذلك
ويقول من عادى عليا ولم
يتولّه فعليه لعنتي وغضبي
فلتنظر نفس ما قدّمت لغد
واتقوا الله ان تخالفوه فتزلّ
قدم بعد ثبوتها ان الله خبير
بما تعلمون

× × × × ×
× × × × ×
× × × × ×

معاشر الناس انه جنب
الله الذي ذكر في كتابه
فقال تعالى ان تقول يا
حسرتى على ما فرطت في
جنب الله - معاشر الناس
تدبروا القرآن وافهموا آياته
وانظروا الى محكماته ولا
تتبعوا متشابهه فوالله لن يبيّن
لكم زواجره ولا يوضح لكم تفسيره
الّا الذي انا اخذ بيده ومصعده
اليّ وشائل بعضده ومعلمكم
انّ من كنت مولاه فهذا علي
مولاه وهو علي بن ابيطالب اخي
ووصيي وموالاته من الله عزّو
جل انزلها علي
معاشر الناس ان عليا والطيبين

غضب کیا گیا ہے غضب کیا گیا ہے اوس شخص پر
کہ جو میرے اس قول کو رد کرے اور اوس سے موافقت
نکرے آگاہ ہو تحقیق جبرئیل نے خبر دی ہے مجھکو اللہ تعالے
کی طرف سے ساتھ اس بات کے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جو
شخص دشمن رکھے گا علی کو اور نہ دوست رکھیگا
اوسکو پس اوسکے اوپر لعنت میری ہے اور غضب
میرا ہے پس چاہیئے کہ نظر کرے ہر نفس یعنی ہر شخص
کہ کیا آگے بھیجتا ہے واسطے کل کے یعنی واسطے روز
قیامت کے اور ڈرو تم اللہ کو اس بات سے کہ مخالفت
کرو تم اوسکی پس لغزش کھائیگا قدم بعد اوسکے ثابت
ہونے کے تحقیق اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔
اے گروہ مردم تحقیق وہی علی جنب اللہ ہے کہ
کہ جسکا ذکر کیا ہے اللہ نے اپنی کتاب مین پس فرمایا
ہے (ترجمہ) ایسا نہو کہ کہے کوئی نفس کہ کیا افسوس
ہے اس بات پر کہ تقصیر کی مین نے جنب اللہ مین۔
اے گروہ مردم غور سے دیکھو قرآن کو اور سمجھو اوسکی
آیتون کو اور نظر کرو اوسکے محکمات کی طرف اور نہ پیروی
کرو اوسکے متشابہات کی پس واللہ نہ بیان کریگا واسطے
تمھارے اوسکے حکمون کو اور نہ واضح کریگا واسطے
تمھارے اوسکی تفسیر کو مگر یہ شخص کہ مین اوسکے ہاتھ
کو پکڑے ہوئے ہون اور اوسکو بلند کئے ہوئے ہون
اپنی طرف اور اوسکے بازو کو اوٹھائے ہوئے ہون اور
تمکو اس بات کا بتانے والا ہون کہ مین جسکا مولی ہون پس
علی بھی اوسکا مولی ہے اور یہ علی بن ابیطالب میرا بھائی ہے
اور میرا وصی ہے اور ولایت اوسکی اللہ عزوجل کی طرف
سے ہے کہ اوسنے میرے اوپر نازل کی ہے۔
اے گروہ مردم تحقیق علی اور پاکیزہ لوگ میری

من ولدی هم الثقل الاصغر و القرآن الثقل الاکبر فکل واحد منهم منبئ عن صاحبه موافق له لن يفترقا حتى يردا علىّ الحوض هم امناء الله فی خلقه و حکمائه فی ارضه الا وقد اديت الا وقد بلغت الا وقد اسمعت الا وقد اوضحت الا و ان الله عزّ وجلّ قال و انا قلت عن الله عز و جل الا انه ليس امير المومنين غير اخی هذا ولا تحلّ امرة المومنين بعدی لاحد غيره ثم ضرب بيده الى عضده فرفعه وكان منذ اول ما صعد رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم شال عليا حتى صارت رجله مع ركبة[1] رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم قال معاشر الناس هذا علی اخی ووصيی وواعی[2] علمی وخليفتی علی امتی و علی تفسير كتاب الله عز وجل والداعی

اولاد مین سے وہی ثقل اصغر ہین اور قرآن ثقل اکبر ہے پس ہر ایک خبر دینے والا ہے اپنی ساتھی سے موافق ہے واسطے اوسکے یعنی قرآن اہلبیت کے مراتب کی خبر دینے والا ہے اور اہل بیت قرآن کے معنی بیان کرنے والے اور یہ دونون ایک دوسرے سے موافق ہین ہرگز نہ جدا ہونگے یہ دونون یہانتک کہ وارد ہون میرے پاس حوض کوثر پر یہ لوگ امین ہین خدا کے اوسکی خلق مین اور حکیم ہین اوسکی طرف سے اوسکی زمین مین آگاہ ہو کہ تحقیق کہ ادا کیا مین نے رسالت کو آگاہ ہو کہ تحقیق پہونچادیا مین نے آگاہ ہو کہ تحقیق سنا دیا مین نے آگاہ ہو کہ تحقیق واضح کر دیا مین نے آگاہ ہو کہ تحقیق اللہ عز وجل نے فرمایا ہے اور مین کہتا ہون اللہ عز وجل کے جانب سے کہ آگاہ ہو کہ تحقیق نہین ہے کوئی امیر المومنین سوا میرے اس بھائی کے اور نہین حلال ہے امارت مومنون کی بعد میرے واسطے کسی شخص کے سوا اوسکے (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ) بعد اوسکے رسولخدا نے اپنے ہاتھ سے علی علیہ السلام کا بازو پکڑا پھر اونکو بلند کیا اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ جب سے کہ منبر پر تشریف لے گئے تھے علی کو اوٹھائے ہوئے تھے یہانتک کہ آپ کے پانون رسولخدا صلعم کے زانو کے برابر ہوگئے بعد اوسکے فرمایا رسولخدا نے کہ اے گروہ مردم یہ علی ہے میرا بھائی اور میرا وصی اور یاد رکھنے والا میرے علم کا اور خلیفہ میرا

---

[1] جیسے اس خطبہ مین حضرت علی کے پاے مبارک رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زانوی اقدس تک پہونچ گئے تھے ویسے ہی دیکھو خطبہ تاریخ روضۃ الصفا صفحہ کتاب ہذا ۱۲۔

[2] اس خطبہ مبارکہ مین واعی علمی ہے یعنی علی یاد رکھنے والا میرے علم کا ہے۔ اور اس لفظ مبارک کے ثبوت مین خود کلام الٰہی ناطق ہے جیسا کہ سورہ الحاقہ مین ہے تعیها اذن واعیة یعنی تاکہ یاد رکھین اوس نصیحت کو ایسے کان کہ جو سننے والے اور یاد رکھنے والے ہین اکثر تفاسیر مین آیہ مبارکہ سے مراد گوش مبارک علی علیہ السلام ہین چنانچہ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۶ صفحہ ۲۶۰ مین ہے اخرج سعید بن منصور و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ عن مکحول قال لما نزلت و تعیها اذن واعیة قال رسول اللہ صلعم سالت ربی ان یجعلها اذن علی قال مکحول فکان علی یقول ما سمعت من رسول اللہ صلعم فنسیتہ الخ وحفاظ حدیث نے مکحول سے روایت کی ہے کہ جسوقت نازل ہوی یہ آیت و تعیها اذن واعیہ فرمایا رسولخدا نے کہ مین نے سوال کیا ہے اپنے پروردگار سے اس بات کا کہ گردانے اون کانون کو کہ جنکی صفت اس آیت مین ہے کان علی کے مکحول نے کہا ہے کہ علی کہتے تھے کہ مین نے رسولخدا سے کوئی بات نہین سنی کہ جسکو بھول گیا ہون۔

الیہ و العامل بما یرضاہ والمحارب
لاعدائہ والموالی علی طاعتہ و
الناھی عن معصیتہ خلیفۃ رسول اللہ
وامیر المومنین[۵۱] وامام الھادی
وقاتل الناکثین والقاسطین
والمارقین[۵۲] بامر اللہ اقول
ما یبدل القول لدیّ بامر
ربی اقول اللھم وال من
والاہ وعاد من عاداہ والعن
من انکرہ واغضب علی
جحد حقہ اللھم انک انزلت علی
ان الامامۃ بعدی لعلی ولیّک
عند تبیانی ذٰلک ونصبی ایّاہ
بما اکملت لعبادک من
دینھم واتممت علیھم بنعمتک
ورضیت لھم الاسلام دینا
فقلت ومن یتبغ غیر الاسلام
دینا فلن یقبل منہ وھو فی
الاخرۃ من الخاسرین اللھم انی
اشھدک وکفی بک شھیدا
انی قد بلغت

معاشر الناس انما اکمل اللہ

میری امت پر اور تفسیر کتاب اللہ عزوجل پر اور بلانے
والا طرف اوسکے اور عمل کرنیوالا ساتھ اوس چیز کے کہ اللہ کو
راضی رکھے اور لڑنے والا دشمنان خدا سے اور یاری کرنے
والا طاعت خدا پر اور منع کرنے والا اوسکی معصیت سے
خلیفہ رسولخدا کا اور امیر مومنون کا اور امام ہدایت
کرنے والا اور قتل کرنے والا ناکثین اور قاسطین و مارقین
کا بحکم خدا کہتا ہون مین کہ نہین بدلی جاتی ہے بات میرے
پاس ساتھ حکم پروردگار میری کے کہتا ہون مین کہ اے
اللہ دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن
رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو اور لعنت کر اوس شخص
پر جو انکار کرے اوسکا اور غضب نازل کر اوس شخص پر
جو انکار کرے اوسکے حق کا اے اللہ تحقیق تونے نازل کیا
اوپر میرے یہ امر کہ امامت بعد میرے واسطے علی کے ہے کہ
جو تیرا ولی ہے قریب بیان کرنے میرے کے اس بات کو اور
نصب کرنے میرے کے اوسکو بسبب اسکے کہ کامل کیا تونے
واسطے اپنے بندون کے اونکے دین کو اور تمام کیا تونے
اون پر اپنی نعمت کو اور راضی ہوا تو اون سے از روی
دین اسلام کے پس فرمایا تونے ترجمہ آیت اور جو شخص کہ
طلب کرے سوا اسلام کے کوئی دین تو نہ قبول کیا جائیگا
اوس سے اور وہ شخص آخرت مین ہے نقصان پانے
والا اے میرے اللہ مین تجکو گواہ کرتا ہون اور
تو کافی گواہ ہے کہ تحقیق پہونچا دیا مین نے تیری رسالت کو

اے گروہ مردم سوا اسکے نہین ہے کہ کامل کیا ہے

۵۱ مودۃ القربی سید علی ہمدانی کے مودۃ رابعہ مین حدیث ششم مین ہے۔ وعن حذیفۃ قال قال رسول اللہ لو علم الناس ان علیا متی سمی امیر المومنین ما انکروا فضلہ سمی امیر المومنین وآدم بین الروح والجسد۔ اور حذیفہ سے مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ اگر لوگون کو معلوم ہو کہ علی کب امیر المومنین کے نام زد ہوئے تو کبھی انکی فضیلت کا انکار نکرین علی اسوقت امیر المومنین کے نام سے نام زد ہوئے جبکہ آدم علیہ السلام روح اور بدن کے درمیان تھے۔

۵۲ قال ابن الاثیر فی النہایہ الناکثین اصحاب الجمل والقاسطین اہل صفین والمارقین الخوارج ابن اثیر نہایہ مین لکھتے ہین کہ ناکثین سے اہل جمل اور قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہین۔

عزوجل دینکم بامامته فمن لم یأتمّ به وبمن یقوم مقامه من ولدی من صلبه الی یوم القیامة والعرض علی الله عزّ و جلّ فاولئك الذین حبطت اعمالهم وفی النار هم خالدون لا یخفّف عنهم العذاب ولا هم ینظرون

اللہ عزوجل نے تمہارے دین کو بسبب اوسکے امامت کے پس جو شخص نہ امام سمجھے اوسکو اور اوس شخص کو کہ جو اوسکا قائم مقام ہو میری اولاد مین سے کہ جو علی کے پشت سے ہو گی قیامت تک اور اوس دن تک کہ سامنے ہونگے لوگ اللہ عزوجل کے پس یہ لوگ کہ جو علی اور اوسکی اولاد کو امام نہ سمجھین ایسے لوگ ہین کہ برباد ہو گئے اعمال اونکے اور آتش جہنم مین وہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہین نہ کم کیا جائیگا اون سے عذاب اور نہ وہ مہلت دیئے جائینگے۔

معاشر الناس هذا علی انصرکم بی واحقکم بی واقربکم الیّ واعزّکم علیّ والله عزوجل وانا عنه راضیان وما نزلت آیة رضی الّا فیه وما خاطب الله الذین امنوا الّا بدأ به ولا نزلت آیة المدح فی القرآن الّا فیه ولا شهد الله بالجنة فی هل اتی[۱] علی الانسان الّا له ولا انزلها فی سواه ولا مدح بها غیره

اے گروہ مردم یہ علی ہے کہ تم سے زیادہ میری مدد کرنے والا ہے اور تم سے زیادہ میرے اوپر اوسکا حق ہے اور تم سے زیادہ میرا قریب ہے اور تم سے زیادہ مجھکو عزیز ہے اور اللہ عزوجل اور مین دونون اوس سے راضی ہین اور نہین نازل ہوی کوئی آیت رضامندی کی مگر اوسکے باب مین اور نہین خطاب کیا اللہ نے مومنون سے مگر ابتدا کے ساتھ اوسکے اور نہین نازل ہوی کوئی آیت مدح کی قرآن مین مگر اوسی کے باب مین اور نہین گواہی دی اللہ نے ساتھ جنت کے بیچ سورہ ھل اتی کے مگر واسطے اوسکے اور نہین نازل کیا اللہ نے اس سورہ کو سوا اوسکے اور کسی کے باب مین اور نہین مدح کی اللہ نے ساتھ اس سورہ کے اوسکے غیر کے۔

معاشر الناس سیکون من بعدی ائمة یدعون الی النار و یوم القیامة لا ینصرون معاشر الناس

اے گروہ مردم عنقریب ہونگے میرے بعد ایسے امام کہ بلائینگے طرف آتش دوزخ کے اور بروز قیامت نہ مدد کئے جائینگے وہ لوگ اے گروہ مردم تحقیق اللہ اور مین اون لوگون نے

---

[۱] یہ سورہ ہل اتی علی الانسان جسکی آیت ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا واقع ہے۔ شبلی صاحب اپنے سیرت النبی حصہ اول صفحہ ۲۴۴ مین صرف اسقدر لکھتے ہین "قرآن مجید مین جہان خدا نے بندگان خاص کے اوصاف بتلائے ہین وہان فرمایا ہے (ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا) چونکہ یہ سورۂ مبارکہ خاص جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے شان مین اترا ہے اسلئے شبلی صاحب بندگان خاص لکھکر رہگئے۔ حالانکہ عقد الفرید مین جہان اوس مشہور مناظرہ کا ذکر ہے جس مین مامون الرشید ایک طرف اور چالیس فقہا مشاہیر کا مد مقابل تھا اوس مین سورہ ہل اتی کا جناب علی علیہ السلام کے شان مین نازل ہونا قبول کیا گیا ہے۔ اور تفسیر در منثور سیوطی جلد ۶ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ مصر مین یہ حدیث ہے واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس فی قولہ ویطعمون الطعام علی حبہ الآیۃ قال نزلت ہذہ الآیۃ فی علی بن ابیطالب وفاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم۔ یہی مضمون تفسیر فتح القدیر شوکانی حصہ چہارم مین ہے۔ اور دیکھو تفسیر ابی سعود حاشیہ جلد ۸ صفحہ ۳۹۶ وتفسیر فخر الدین رازی جلد ۸ صفحہ ۱۹۹ مطبوعہ مصر ۱۳۰۷ھ اور تفسیر اسباب النزول واحدی صفحہ ۳۳۱ مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ

ان اللہ وانا بریئان منہم ۔	دونون بری ہین ۔
معاشر الناس ان اللہ قد امرنی	اے گروہ مردم تحقیق اللہ نے مجھکو امر فرمایا اور نہی
و نہانی وقد امرت علیا و	فرمائی اور مین نے علیؑ کو امر کیا اور نہی کی پس جان لیا اوسنے
نہیتہ فعلم الامر والنہی من	امر ونہی کو اپنے پروردگار عز وجل کی طرف سے پس سنو تم لوگ
ربہ عز وجل فاسمعوا لامرہ تسلموا	اوس کے حکم کو تاکہ سالم رہو تم اور اطاعت کرو تم اوسکی
و اطیعوہ تہتدوا وانتہوا لنہیہ	تاکہ ہدایت پاؤ تم اور باز رہو تم بسبب اوسکے منع کرنے
ترشدوا وصیروا الی مرادہ	کے پس رشد پاؤ تم اور جاؤ تم طرف اوسکے مراد کے اور نہ
ولا تتفرق[۱] بکم السبل عن سبیلہ	متفرق کردین تمکو راستے اوسی علی کی راہ سے مین صراط مستقیم
انا الصراط المستقیم الذی	ہون کہ حکم کیا ہے اللہ نے میری پیروی کرنے کا پھر علی میرے
امرکم باتباعی ثم علیؑ من	بعد صراط مستقیم ہی پھر میری اولاد ہے جو علی کی پشت سے
بعدی ثم ولدی من صلبہ ائمۃ	ہے وہ لوگ ایسے امام ہین کہ ہدایت کرینگے ساتھ حق کے اور
یہدون الی الحق وبہ یعدلون	ساتھ اوسی حق کے عدل کرینگے بعد اوسکے پڑھا حضرت نے
ثم قرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	الحمد للہ رب العالمین آخر سورہ تک اور فرمایا کہ میرے باب
الحمد للہ رب العلمین الی آخرہا وقال	مین یہ سورہ نازل ہوا ہے اور اونہین آئمہ کے باب مین
فیّ نزلت وفیہم نزلت ولہم عمّت و	نازل ہوا ہے اور اونکے واسطے عام ہے اور اونہین کیلئے
بایّاہم خصّت اولئک اولیاء اللہ لا	مخصوص ہے وہ لوگ دوست ہین خدا کے کہ نہ خوف
خوف علیہم ولا ہم یحزنون الا ان	ہے اون پر اور نہ وہ لوگ غمگین ہونگے یعنی قیامت مین
حزب اللہ ہم الغالبون +++++	آگاہ ہو کہ تحقیق گروہ اللہ کا جو ہے وہی لوگ غالب ہین
معاشر الناس القران یعرفکم	اے گروہ مردم قرآن بتاتا ہے تمکو کہ تحقیق ائمہ بعد
ان الائمۃ من بعدہ ولدہ وعرفتکم انہ	اوسکے اوسکی اولاد سے ہونگے اور مین نے بھی تمکو بتا
منی وانا منہ حیث یقول اللہ عزوجل	دیا ہے کہ وہ یعنی علی مجھسے ہے اور مین اوس سے ہون

[۱] یہ حصہ خطبہ مبارکہ کا آخر آیہ کریمہ سورہ انعام کے اس آیت کی تفسیر مین ہے ۔ وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ اور یہ (یعنی محمدؐ کا) کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اوسی پر چلے جاؤ اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمکو خدا کے راستہ سے جدا کر کے تتر بتر کر دینگے چنانچہ تفسیر فتح البیان مولوی صدیق حسن خان صفحہ ۲۴۳ جلد سیوم مین ہے ۔ اخرج احمد وابن حمید والبزار والنسائی وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ والحاکم وصححہ وابن مردویہ عن ابن مسعود قال خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطا بیدہ ثم قال ہذا سبیل اللہ مستقیما ثم خط خطوطا عن یمین ذلک الخط وعن شمالہ ثم قال وہذہ السبل لیس منہا سبیل الا علیہ شیطان یدعوا الیہ ثم قرا ہذہ الآیۃ وقال ابن عباس السبل الضلالات ۔ یعنی امام احمد وابن حمید والبزار والنسائی وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ اور حاکم اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ راہ خدا ہے جو سیدھی ہے پھر کچھ خطوط داہنے بائین کھینچے اور فرمایا کہ یہ وہ راستے ہین کہ جن پر شیطان مسلط ہے اور انکی طرف دعوت دیتا ہے پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی ابن عباس نے کہا ہے کہ اس سے گمراہی کے راستے مراد ہین ۔ اور اسی آیت کی تفسیر مین امام قندوزی حنفی اپنے ینابیع المودۃ صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ مین لکھتے ہین فی المناقب عن محمد الباقر وجعفر الصادق علیہما السلام قالا الصراط المستقیم الامام ولا تتبعوا السبل یعنی غیر الامام فتفرق بکم عن سبیلہ وعن سبیلہ ۔

وجعلها کلمۃ[۱] باقیۃ فی عقبہ وقلت لن تضلوا ما تمسکتم بھما ++++	جس جگہ کہ فرمایا ہے اللہ عز وجل نے کہ گردانا ابراہیم نے اوسکو ایسی بات کہ جو باقی رہنے والی ہے اوسکی اولاد مین اور کہہ چکا ہون مین کہ نہ گمراہ ہوگے تم لوگ جب تک کہ تمسک کروگے تم ساتھ اونہین دو نون کے یعنی ساتھ قرآن اور اہل بیت کے
معاشر الناس من یطع اللہ و رسولہ وعلیا والائمۃ الذین ذکرتھم فقد فاز فوزا عظیما ۔	اے گروہ مردم جو شخص اطاعت کرے اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور علی کی اور ان امامون کی کہ ذکر کیا ہے مین نے اونکا پس تحقیق رستگاری پائی اوسنے رستگاری عظیم ۔

جس طرح رسولخدا نے حضرت علی کے بارے مین فرمایا ہے کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون ویسے ہی حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے مین بھی وارد ہے چنانچہ صحیح ترمذی ابواب المناقب مین ہے ۔

قال الترمذی حدثنا الحسن بن عرفۃ نا اسمعیل بن عیاش عن عبداللہ بن عثمان بن خیثم عن سعید بن راشد عن یعلے بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط ھذا حدیث حسن (ترجمہ) کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہمسے حسن بن عرفہ نے اسمعیل بن عیاش سے کہا اوس نے حدیث کی ہمسے عبداللہ بن عثمان بن خیثم نے سعید بن راشد سے اوس نے یعلی بن مرہ سے کہ فرمایا رسولخدا نے حسین مجھسے ہے اور مین حسین سے ہون دوست رکھتا ہے اللہ اوسکو جو حسین کو دوست رکھتا ہے حسین ایک سبط ہے اسباط سے یہ حدیث حسن ہے اسباط جمع ہے یعنی نو فرزند حسین کے اسباط ہین اور حضرت امام حسینؑ ایک سبط ہین یہ دس ہوئے اور اون جناب کے بڑے بھائی حضرت حسن علیہ السلام یہ سبط اکبر ہین جو مع اپنے پدر جناب علی علیہ السلام ابو السبطین کے اثنا عشر ائمہ ہوگئے یہی سب کے سب صراط مستقیم ہین جیسا کہ حضرت پیغمبر صلوات اللہ علیہ وآلہ نے خطبہ مین ارشاد فرمایا ہے ۔

چنانچہ ملا باذل رحمہ اللہ نے جو خطبہ مبارکہ کو نظم کیا ہے اس موقع کی یہ نظم نقل کیجاتی ہے ۔

منم ایہا الناس آن مستقیم	صراطی کہ پروردگار علیم	بہ تبعیت آن شدہ رہنمائے	بود از پے من علی پیشوائے
چنین از پے او ہمان چند تن	کہ از صلب وے اند اولاد من	بتحقیق باشند امامان دین	بحق رہنمائے عدالت گزین
وزان بعد الحمد را با لتمام	بخواند و بفرمود خیر الانام	کہ نازل شد این سورہ در شان من	بشان ہمان جانشینان من
ور ایشان بود عام وز بہر شان	بود خاص بے شرکت دیگران	کہ ایشان بوند اولیائے خدا	بر آن سرور آن خوف نبود روا
نباشند خود نیز اندوہناک	کہ بودند در حکم یزدان پاک	بدانید اے مردمان آشکار	کہ غالب بود لشکر کردگار

ارشاد پیغمبر سے خود حضرت کا صراط مستقیم ہونا اور بعد رسولخدا جناب علی اور اونکی اولاد کا صراط مستقیم ہونا یعنی سورۂ فاتحہ کا محمد وآل محمد کے شان مین نازل ہونا اور اونہین کے لئے عام اور خاص ہونا حدیث پیغمبر سے معلوم کرچکے ۔

---

[۱] اور آیہ کریمہ جعلہا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ کی تفسیر مین ینابیع المودۃ صفحہ ۱۱۵ مین ہے فی المناقب الثابت الثمالی عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ امیر المومنین علی علیہم السلام قال فینا نزل قول اللہ عزّ وجلّ وجعلہا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ اے جعل الامامۃ فی عقب الحسین الی یوم القیمۃ ۔

چنانچہ روی الثعلبی فی تفسیرہ قال مسلم بن حیان سمعت ابا بریدۃ یقول صراط محمد وآلہ یعنی امام ثعلبی نے اپنی تفسیر مین مسلم بن حیان سے روایت کی ہے کہ ابا بریدہ نے کہا ہے کہ صراط المستقیم سے مراد محمد اور آل محمد ہین۔

اور تفسیر معالم التنزیل بغوی مین ہے قال ابو العالیۃ والحسن رسول اللہ وآلہ وصاحباہ یعنی صاحب معالم التنزیل بغوی نے لکھا ہے کہ ابو العالیہ اور حسن بصری نے روایت کی ہے کہ صراط مستقیم رسول اللہ اور اونکے آل اور اصحاب مراد ہین۔

وقال عبد الرحمن بن زید ان رسول اللہ واہلبیتہ اور عبد الرحمن بن زید نے کہا ہے کہ صراط المستقیم رسول خدا اور اونکے اہل بیت ہین۔

یہ سورۂ فاتحہ سہ ترجمہ قرآن مجید سے نقل ہے۔ اول ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی دوسرا شاہ رفیع الدین تیسرا ترجمہ شاہ عبد القادر ہے۔

سُورَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ آيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (۱)

بنام خدائے بخشایندہ مہربان

شروع کرتا ہون ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (۴)	الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (۳)	الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۲)
خداوند روز جزا	بخشایندہ مہربان	ستایش خدا راست پروردگار عالمہا
خداوند دن جزا کا	بخشش کرنے والا مہربان	سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالمون کا
مالک انصاف کے دن کا	بہت مہربان نہایت رحم والا	سب تعریف اللہ کی ہے جو صاحب سارے جہان کا ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۶)	اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (۵)
بنما ما را راہ راست	ترا می پرستیم و از تو مدد می طلبیم
دکھا ہمکو راہ سیدھی	تجھی کو عبادت کرتے ہین ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہین ہم
چلا ہمکو راہ سیدھی	تجھی کو ہم بندگی کرین اور تجھی سے مدد چاہین

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (۷)

راہ آنانکہ اکرام کردۂ بر ایشان بجز آنانکہ خشم گرفتہ شد بر آنہا و بجز گمراہان — [۱] فتح الرحمن

راہ اون لوگون کی کہ نعمت کی ہے تونے اوپر اونکے سوای اون کے جو غصہ کیا گیا اوپر اونکے اور نہ گمراہون کی

راہ اونکی جن پر تونے فضل کیا نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے — [۲] موضح القرآن

---

[۱] فتح الرحمن شاہ ولی اللہ صاحب ہے۔ مراد از آنانکہ اکرام کردہ شد بر آنہا چار فرقہ اند نبیین صدیقین شہدا و صالحین و مراد از آنانکہ خشم گرفتہ شد بر آنہا یہود اند و گمراہان نصاری الہی قبول کن دعا ہمارا (فتح الرحمن ۱۲) [۲] موضح القرآن شاہ عبد القادر۔ جن پر تونے فضل کیا اون سے چار فرقے مراد ہین نبیین اور صدیقین اور شہدا و صالحین جن پر غصہ ہوا اون سے یہود اور گمراہون سے نصارا مراد ہین یہ سورت اللہ صاحب نے بندون کے زبان سے فرمائی کہ اس طرح کہا کرین۔

شاہ ولی اللہ اور انکے بیٹے شاہ عبد القادر سورہ فاتحہ کے منعم علیہم کو چار فرقے مراد لیتے ہین یہ چار فرقے نہین ہین بلکہ یہ ایک جماعت ہے اور وہ محمد وآل محمد علیہم السلام ہین جو آل ابراہیم واسمعیل علیہم السلام ہین جن پر نماز مین درود بھی ہے اور سلام بھی ہے درود

اللھم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و آل ابراھیم انک حمید مجید

پھر السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اس دوسرے سلام مین جو لفظ عباد اللہ الصالحین ہے یہی آل محمد ہین جسکے لفظ عباد اللہ کے لئے دیکھو سورہ ہل اتی۔

چنانچہ کتاب منصب امامت مولوی محمد اسمعیل شہید نبیرہ شاہ ولی اللہ صـ۴۲ مطبوعہ فاروقی دہلی سورہ ہل اتی کے اس آیہ مبارکہ کی تفسیر مین ہے۔

ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا عینا یشرب بھا عباد اللہ یفجرونھا تفجیرا

بیشک نیکوکار لوگ شراب کے وہ ساغر پئین گے جسمین کافور کی آمیزش ہوگی یہ ایک چشمہ ہے جسمین خدا کے خاص بندے پئین گے اور جہان چاہینگے بہا لیجائینگے مراد عباد اللہ درین مقام حضرت مرتضیٰ وحضرت زہرا و امامین شہیدین علیہم السلام (ملا منصب امامت صـ۴۲)

اور دسورہ ہل اتی کے لئے، دیکھو تفسیر عزیزی فارسی ملقب بہ فتح العزیز پارہ ۲۹ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور جسکی تفسیر صفحہ ۲۳۰ سے شروع ہے۔

واز ہمین مقام گفتہ اند کہ حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ ملک دنیا را بنان جو خود گرفتہ اند وملک عقبیٰ را بسہ نان خریدہ اند۔	اسی مقام مین کہا گیا ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے دنیا کو اپنے نان سے اور عقبیٰ کو سہ نان سے خرید لیا ہے۔

اور صالح کے لئے دیکھو آیہ سورہ تحریم صالح المومنین جس سے مراد خاص جناب امیر علیہ السلام ہین دیکھو تفسیر ثعلبی وحسینی در فتح البیان مولوی صدیق حسن خان در فتح القدیر شوکانی وغیرہ۔ عن اسماء بنت عمیس قالت سمعت النبی صلعم یقول صالح المومنین علی ابن ابیطالب اخرجہ ابن مردویہ۔ فتح البیان جلد ۹ صـ۲۲۸

ایک جماعت ہونے کا ثبوت شاہ عبد القادر سے

قولہ تعالیٰ ومن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون۔ اور جن لوگون سے پیدا کیا ہم نے ایک جماعت ہے کہ راہ دکھاتے ہین ساتھ حق کے اور ساتھ اسکے عدل کرتے ہین جسکی تفسیر مین شاہ عبد القادر لکھتے ہین یعنی شرع پر ۱۲ موضح القرآن

اسی شرع پر رسولخدا نے بروز غدیر خم جناب علی علیہ السلام کو امیر مقرر کیا دیکھو کتاب حدیقۃ الحقیقۃ[1] حکیم سنائی[2] صـ۲۹۹ کا ساتوان شعر مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۶ء

نائب مصطفی بروز غدیر — کرد برشرع خود مراد امیر

اور ایک جماعت ہونے کا ثبوت شاہ ولی اللہ سے۔ ازالۃ الخفا صـ۹ مطبوعہ صدیقی بریلی ۱۲۸۶ھ مین ہے۔

واین جماعت کہ بوضع طبعی خلفای انبیا اند در شریعت مسمی اند بصدیقین وشہدا وصالحین واین مضمون مستفاد میشود ازین دو آیہ کریمہ قال اللہ تعالیٰ علی لسان عبادہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

---

[1] کشف الظنون مین ہے۔ حدیقۃ الحقیقۃ وشریعۃ الطریقۃ المعروف بفخری نامہ فارسی منظوم لابی المجد مجدود آدم الشہیر الحکیم السنائی المتوفی خمس وخمسین وخمسمائۃ ۵۵۵ھ۔

[2] مرحوم حکیم سنائی کی مثنوی مولوی روم جن سے کہ بشنو از قول سنائی دو سہ حرف تا وقعت انی برکو شد آن حکیم غزنوی شیخ کبیر گفتہ است این پند نیکو یاد گیر

وقال الله تبارك وتعالى اولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا اور یہ جماعت یعنی صدیقین وشہدا وصالحین کی جو وضع طبعی سے خلفاء انبیا ہین جنکا نام شریعت مین الفاظ مذکورہ سے ہے یہ مضمون ان دو آیتون سے فائدہ دیتا ہے۔

پہلی آیت بندون کے زبان سے خدا نے ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ ترجمہ سورہ فاتحہ مین گذرا۔ اور دوسری آیت کا حاصل ترجمہ یہ لوگ ساتھ اون لوگون کے ہین کہ نعمت کی ہے اللہ نے اوپر اون کے پیغمبرون سے صدیقون سے اور شہیدون سے اور صالحون سے اور اچھے ہین یہ لوگ رفیق۔

عبارت مذکورہ سے پہلے لفظ جماعت کے ثبوت کی یہ عبارت ہے۔

از میان امت جمعے ہستند کہ جوہر نفس ایشان قریب بجوہر نفوس انبیا مخلوق شدہ واین جماعت دراصل فطرت خلفاء انبیا اند یعنی اس امت مین ایک ایسی جماعت ہے کہ جنکی خلقت جوہر نفوس انبیا کے قریب خلق کی گئی ہے اور یہی جماعت اصل فطرت مین خلفاء انبیا ہین۔ (صفحہ ۹ ازالۃ الخفا)

جب یہ امر متحقق ہو گیا کہ سورہ فاتحہ مین جو جماعت منعم علیہم ہے وہ نبیین سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہین جو خاتم النبیین ہین جنکے بعد تین فرد ین خلفاء انبیا کی ہین پس سورہ فاتحہ مین نبوت کے بعد خلافت یعنی امامت ہے اور اونکی تعداد بارہ کی ثابت ہے پس وہ ائمہ اثناعشر علیہم السلام ہین۔

جنکو شاہ ولی اللہ نے چار فرقے قرار دیکر لکھا تھا او نہین کی عبارت (مذکورہ) مین لفظ جماعت لکھا ہے جس سے یہ امر واضح ومبین ہو گیا۔ کہ اس امت مین ایک جماعت ایسی ہے جو جوہر نفوس انبیا کے قریب پیدا کی گئی ہے اور وہی اصل وحقیقت مین خلفاء انبیا ہین پس وہی منعم علیہم ہین اور وہ آل محمد علیہم السلام ہین جنکے اول جناب علی علیہ السلام صدیقین سے اور پھر جناب حسنین مجتبیٰ علیہما السلام شہدا سے اور باقی نو اولاد جناب امام حسین علیہ السلام صالحین سے یہ سب اثناعشر ائمہ ہو گئے۔ دیکھنا یہ ہے کہ بعد رسو لخدا اصحاب سورہ فاتحہ کو نماز مین پڑھتے ہوئے کس کی راہ پر چلنے یا ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے تھے نیز تابعین کسکی راہ پر چلنا تصور کرتے تھے۔

تفسیر معالم التنزیل بغوی مین عکرمہ کا قول مذکور ہے قال عکرمة النبیون ھھنا محمد والصدیق ابوبکر والشہداء عمر وعثمان وعلی والصالحین سایر الصحابة یعنی عکرمہ کہتا ہے کہ نبیین سے مراد محمد رسول اللہ اور صدیق سے ابوبکر اور شہدا مین عمر وعثمان اور علیؑ اور صالحین مین کل صحابہ ہین۔

عکرمہ کا یہی طریقہ تھا جسکا وہ راوی ہے جسکی حقیقت کلام آلہی کے خلاف ہے کیونکہ حضرات منعم علیہم آل ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام سے ہین کیونکہ انہین کو نبوت وامامت دیگئی ہے۔

خود کلام مجید مین لفظ صدیق وصدیقہ جن کے لئے آیا ہے مثل حضرت ادریسؑ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یوسفؑ پیغمبران کے اور حضرت مریم صدیقہ غیر انبیا مین یہ سب کے سب مصطفےٰ ومجتبیٰ اور منعم علیہم ہین یہی وجہ ہے کہ رسالتمآب نے جناب امیرؑ کو صدیق اکبر اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو صدیقہ کبریٰ ارشاد فرمایا ہے (دیکھو صفحہ ۲۶۲ سطر ۱۵۔ کتاب ہذا)

ایسے ہی لفظ شہداء ہے چنانچہ آخر سورہ حج مین شہداء علی الناس انھین کے لئے مخصوص ہے جو مجتبیٰ ہو چکے ہین ۔
نیز صالحین وہی لوگ ہین جو مجتبیٰ کئے جا چکے ہین جسکی یہ آیت دلالت کرتی ہے دیکھو (سورہ نون والقلم) فاجتبٰہ ربہ فجعلہ
من الصالحین ۔ پس برگزیدش پروردگار او پس ساخت از جملہ صالحان (فتح الرحمٰن)
اس آیہ کریمہ نے عکرمہ کے سایر الصحابہ کو داخلہ صالحین سے خارج کر دیا پس آیہ منعم علیہم مین جو لفظ صدیقین ہے اوس سے
جناب علی مرتضیٰ اور لفظ شہداء سے حضرت حسین مجتبیٰ اور لفظ صالحین سے نو اولاد امام حسین علیہ السلام اسباط پیغمبر سے مراد
ہین یہ کل بارہ اشخاص ہوئے یہی آل محمد ہین جو اصل وحقیقت مین خلفاء انبیا ہین جنکی خلقت جوہر انبیا سے خلق کی گئی ہے ۔
یہی حضرات مصطفےٰ اور مجتبیٰ اور مرتضیٰ اور مختار کے الفاظ سے منتخب ہو کر آیہ تطہیر مین داخل ہین مثال کے لئے دیکھو آیہ تطہیر مریم
(سورہ آل عمران) ۔

یامریم ان اللہ اصطفٰک وطہرک	اے مریم تمکو خدا نے مصطفےٰ کر کے طاہرہ قرار دیا اور سارے
واصطفٰک علی نساء العالمین	دنیا وجہان کی عورتون مین سے تمکو منتخب کیا ۔

دیکھو پہلی آیت جس مین لفظ اجتبیٰ مقدم ہے صالحین پر اور اس آیہ مریم مین اصطفیٰ مقدم ہے طہارت پر اس رتبہ کے بعد
حضرت مریم صدیقہ قرار پائین قولہ تعالیٰ وامہ صدیقۃ اور اونکی مان (یعنی حضرت عیسیٰ کی) صدیقہ تھین دیکھو (سورہ مائدہ) ۔
یہ انتخاب خدا نے اپنے ہی اختیار مین رکھا ہے چنانچہ بمصداق القرآن یفسر بعضہ بعضاً سے یہ آیت سورہ قصص کی لکھی جاتی ہے ۔

وربک یخلق ما یشاء ویختار وما کان	اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور
لہم الخیرۃ ط	جسے چاہتا ہے انتخاب کرتا ہے یہ انتخاب لوگون کے اختیار مین نہین ہے

چنانچہ خدا نے جب حضرت ابراہیم کو صراط مستقیم اور ہادی قرار دیا تو سب سے پہلے مجتبیٰ گردانا ۔ دیکھو آیہ (سورۃ النحل)

ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ط	اس مین شک ہی نہین کہ ابراہیم (لوگون کے) پیشوا خدا کے
ولم یک من المشرکین شاکرا	فرمان بردار بندے اور باطل سے کترا کے چلنے والے اور مشرکین سے
لانعمہ اجتبٰہ وھدٰہ الی	(ہرگز) نہ تھے اسکی نعمتون کے شکرگذار اونکو خدا نے منتخب کر لیا تھا
صراط مستقیم	اور اپنی سیدھی راہ کی اونھین ہدایت کی تھی ۔

دوسری جگہ سورہ انعام مین ذریت ابراہیم کے لئے جس مین سترہ انبیا مذکور ہین جنکے شمول مین جناب موسیٰ وہارون نبی اسرائیل
سے ہین خدا فرماتا ہے ۔

واجتبینٰہم وھدینٰہم الی صراط مستقیم	اور اونکو منتخب کیا اور اونھین سیدھے راہ کی ہدایت کی

اور سورہ والصافات مین صرف حضرت موسیٰ وہارون کے لئے خدا کا یہ قول ہے ۔

وھدینٰھما الصراط المستقیم و	اور دونون کو سیدھی راہ کی ہدایت کی اور بعد کے
ترکنا علیھما فی الآخرین سلام علی	آنے والون مین اونکا ذکر خیر باقی رکھا (ہر جگہ) موسیٰ اور
موسیٰ وھارون	ہارون پر سلام (ہی) سلام ہے ۔

دیکھو حضرت ابراہیم کا ذکر ضمیر واحد سے اور ذریت ابراہیم کا ضمیر جمع سے اور موسی و ہارون کا تذکرہ صیغہ تثنیہ سے خدا نے اپنے قول مین فرمایا ہے۔

آیات موصوفہ سے صراط مستقیم ہونا اونہین حضرات کا ثابت ہوگیا جنکا انتخاب خدا نے مصطفے المجتبی سے کر چکا ہے۔ پس سورۂ فاتحہ مین منعم علیہم محمد و آل محمد علیہم السلام ہین جن پر بدون درود بھیجے ہوئے نماز مقبول نہین ویسے ہی سورہ فاتحہ جس مین سات آیتین ہین بلکہ کل سورۂ فاتحہ کے نماز نہین ہوتی دیکھو صحیح ترمذی کی یہ حدیث عن عبادۃ بن الصامت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب وفی الباب عن ابی ہریرۃ وعائشۃ وانس وابی قتادۃ وعبد اللہ بن عمرو قال ابو عیسی حدیث عبادۃ بن صامت حدیث حسن صحیح عبادہ بن صامت نے رسولخدا سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے نہین نماز ہوتی اوس شخص کی جو فاتحہ الکتاب نہ پڑھے اور اس باب مین روایت ہے ابوہریرہ اور عائشہ اور انس اور ابو قتادہ اور عبد اللہ بن عمرو سے کہا ابو عیسی ترمذی نے کہ حدیث عبادہ بن صامت حسن صحیح ہے۔

اور صحیح ترمذی ابواب تفسیر القرآن مین یہ تفسیر آیہ کریمہ سبعا من المثانی والقرآن العظیم کے وارد ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم الحمد للہ ام القرآن وام الکتاب والسبع المثانی ہذا حدیث حسن صحیح ابوہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے الحمد للہ ام القرآن وام الکتاب اور سات آیتین ہین کہ دہرائی جاتی ہین یہ حدیث حسن صحیح ہے اور تفسیر بیضاوی مطبوعہ اسلامبول ص۳۳ مین ہے۔ روی ابو ہریرۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال فاتحۃ الکتاب سبع آیات اولہن بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یعنی ابوہریرہ نے رسولخدا سے روایت کی ہے کہ فاتحۃ الکتاب مین سات آیات ہین پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے

اور شاہ ولی اللہ اپنے فارسی ترجمہ موسومہ فتح الرحمن مین آیہ کریمہ ولقد آتینٰک سبعا من المثانی والقرآن العظیم کا ترجمہ لکھتے ہین ہر آئینہ دادیم ترا ہفت آیت از آنچہ در نماز مکرر خواندہ میشود یعنی سورہ فاتحہ ودادیم ترا قرآن بزرگ (فتح الرحمن مطبوعہ ہاشمی پریس) اور اردو تفسیر موضح القرآن شاہ عبد القادر مین ہے۔ سات آیتین وظیفہ کما سورہ فاتحہ کو اور بڑے درجہ کا قرآن بھی کہا اسکو۔

اور تفسیر فتح العزیز سورہ بقر شاہ عبد العزیز ص۳۰ مطبوعہ چھاپہ محمدی حاجی ولی محمد ۱۲۶۴ھ مین ہے۔

واعمال محسوسہ در نماز ہفت رکن وآیات این سورہ نیز ہفت ارکان سبعہ نماز قیام ورکوع وقومہ وسجدہ اولی وجلسہ بین السجدتین وسجدہ ثانیہ وقعدہ است۔ پس بسم اللہ الرحمن الرحیم را مقابل قیام تصور باید نمود وقیام ابتدای اعمال نماز است الحمد للہ رب العالمین مقابل رکوع است الخ اور ص۳۵ مین ہے واز انجملہ است سبع المثانی یعنی ہفت آیتے کہ تکرار کردہ میشود در ہر نماز وآن ہفت آیت این است بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ مفتاح باب ذکر است والحمد للہ رب العالمین کہ مفتاح باب شکر است الخ اور ص۹ مین ہے۔ پس قسم اول آنچہ متعلق بہ تسمیہ است این ست کہ جمیع علوم در چہار کتاب الٰہی مندرج است وقرآن مجید حاوی آن جمیع علوم ست وعلوم قرآن در سورہ فاتحہ وعلوم سورہ فاتحہ در بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلوم بسم اللہ در حرف با ترجمہ پس پہلی قسم جو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے متعلق ہے یہ ہے کہ تمام علوم خدا چار کتابون (توریت زبور انجیل اور قرآن) مین سموئے ہوئے ہین اور قرآن مجید اون کل علوم پر حاوی ہے اور کل علوم اوس مین موجود ہین اور قرآن کے کل علوم سورہ فاتحہ مین ہین اور سورہ فاتحہ کے سارے علوم بسم اللہ الرحمن الرحیم مین اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سب علوم بائے بسم اللہ مین ہین —

(یہان تک لکھ کر شاہ عبدالعزیز خاموش ہوگئے) لیکن امام سلیمان قندوزی حنفی اپنے کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۶۹ مطبوعہ اسلامبول سنہ ۱۳۰۱ھ مین لکھتے ہین۔

وفی الدر المنظم اعلم ان جمیع	اور در منظوم مین ہے کہ تمامی کتب سماویہ کے
اسرار الکتب سماویۃ فی القرآن	اسرار قرآن مین جمع ہین اور جمیع علوم قرآن سورہ فاتحہ
وجمیع ما فی القرآن فی الفاتحۃ	مین اور سورہ فاتحہ کے اسرار بسم اللہ مین ہین اور کل
وجمیع ما فی الفاتحۃ فی البسملۃ	اسرار بسم اللہ کے بائے بسم اللہ مین اور بائے بسم اللہ کے
وجمیع ما فی البسملۃ فی الباء البسملۃ وجمیع	اسرار اوسکے نقطہ مین ہے امام علی کرم اللہ وجہہ سے
ما فی باء البسملۃ فی النقطۃ التی ھی تحت الباء	مروی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ مین وہ نقطہ ہون جو بائے بسم اللہ
قال الامام علی کرم اللہ وجہہ انا النقطۃ التی تحت الباء	کے نیچے ہے۔

وفی المناقب و لما اراد اھل الشام ان یجعلوا القرآن حکماً بصفین قال الامام علی رضی اللہ عنہ انا القرآن الناطق ۔ اور مناقب مین ہے کہ جب اہل شام نے چاہا کہ قرآن کو حکم بنائین تو امام علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا مین قرآن ناطق ہون۔

جب ہم سورہ فاتحہ اور اوسکی سات آیتون کے ثبوت سے جسکی پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے فارغ ہو چکے اور یہ بھی دکھلا چکے کہ بدون سورہ فاتحہ (یعنی سات آیتون کے) پڑھے ہوئے نماز نہین ہوتی تو اب ہمکو یہ دکھلانا ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان نماز مین سورہ فاتحہ کی ابتدا کہان سے کرتے تھے نیز منعم علیہم کے جماعت کے بارے مین رسو خدا اور رسو خدا کے بعد کس کی راہ پر چلنے کی یا ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے تھے کیونکہ رسو خدا نے حجۃ الوداع مین پھر مکرر غدیر خم مین قرآن اور عترتی اہل بیتی کو حبل اللہ اور ثقلین وخلیفتین وامرین کے الفاظ سے صحابہ مذکورین سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا تھا کہ جو ان ہر دو سے متمسک ہوگا وہ ہرگز گمراہ نہوگا اور یہ دونون ایک دوسرے سے حوض (کوثر) تک علٰحدہ نہونگے۔ اسکے بعد حضرت علی علیہ السلام کے بازو کو پکڑ کر منبر پر کھڑے ہوکر بلند فرماکر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث ارشاد فرمایا ہے جسکو ہم شرح وبسط سے ثابت کر چکے ہین دیکھو حدیث ثقلین وحدیث غدیر جس مین ابوعوانہ نے سلیمان اعمش کے واسطہ ابوطفیل اور زید بن ارقم سے روایت کی ہے دیکھو ص ۲۹۳۔

لیکن حدیثون سے حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان کا نماز مین سورہ فاتحہ کی چھ آیتون کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ترک کرکے الحمد للہ سے شروع کرتے تھے۔

چنانچہ صحیح بخاری۔ جلد اول ص ۸۳ باب ما یقول بعد التکبیر مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۰ھ مین ہے۔

حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبۃ	کہا بخاری نے کہ حدیث کی ہمسے حفص بن عمر نے کہا حدیث کی

ل۵ یہ شہاب الدین محمود بن عبداللہ بغدادی الوسی زادہ اپنے تفسیر روح المعانی مین بذکر بحث لوح محفوظ لکھتے ہین یہ تمام الاسکان مالا نزاع فیہ والیس الکلام الا فی الوقوع و ورود ذلک عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم واجلۃ اصحابہ کالصدیق والفاروق وذی النورین وباب مدینۃ العلم والنقطۃ تحت الباء رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین (منقول عبقات الانوار مدینہ ج۔ اول ص ۵۰۲)

عن قتادة عن انس ان النبی صلعم وابا بکر	ہم سے شعبہ نے قتادہ سے اونے انس سے روایت کی ہے
وعمر کانوا یفتتحون الصلوٰة بالحمد للہ رب العلمین	کہ نبی صلعم اور ابو بکر اور عمر افتتاح نماز الحمد سے کرتے تھے۔

اور صحیح ترمذی۔ جلد اول۔ باب افتتاح القرأة بالحمد للہ رب العالمین یعنی باب شروع کرنے قرات ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے ہے۔

قال الترمذی حدثنا قتیبة نا ابو عوانة عن	کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے قتیبہ نے کہا حدیث
قتادة عن انس قال کان رسول اللہ صلے اللہ	کی ہم سے ابو عوانہ نے قتادہ سے اونے انس سے کہا
علیہ وسلم و ابو بکر و عمر و عثمان	اوس نے کہ رسول اللہ اور ابو بکر اور عمر اور عثمان قرأت
یفتتحون القرأة بالحمد للہ رب العالمین	کو ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے شروع کرتے تھے
قال ابو عیسی، ھذا حدیث حسن صحیح والعمل	کہا ابو عیسی (ترمذی) نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور عمل
علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب	اہل علم کے نزدیک نبی صلعم کے صحابہ اور تابعین اور
النبی والتابعین من بعدھم کانوا	من بعد ہم سے اسی پر ہے یہ لوگ قرأت کو ساتھ
یفتتحون بالحمد للہ رب العالمین	الحمد للہ رب العالمین کے شروع کرتے تھے۔

تنبیہ:۔ حدیث مذکورہ میں انس نے رسول مقبول کو بھی شامل کیا ہے جسکا شمول اس حدیث ابن عباسؓ مخرجہ ترمذی سے بالکل غلط اور باطل ہے۔

باب من رای الجھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔	باب جس شخص نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو جہر سے پڑھنا جائز رکھا
قال الترمذی حدثنا احمد بن عبدة نا المعتمر	کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے احمد بن عبدہ نے کہا
بن سلیمان قال حدثنی اسمعیل بن حماد	حدیث کی ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا حدیث کی مجھسے اسمعیل
عن ابی خالد عن ابن عباس قال	بن حماد نے ابی خالد سے اونے ابن عباس سے روایت کی
کان النبی صلعم یفتتحون صلوٰته	ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کو ساتھ بسم اللہ
ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم	الرحمٰن الرحیم کے شروع کرتے تھے۔

جسکے تائید کی یہ حدیث جناب امیر المومنینؑ علیہ السلام کے سند کی جنھون نے صحابہ سے سات سال[1] پہلے رسول اللہ کے ساتھ ساتھ نماز پڑھتے رہے لکھی جاتی ہے چنانچہ (سیرت حلبیہ انسان العیون فی سیرة الامین والمامون جلد اول ص۲۷۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں ہے:۔

عن علی کرم اللہ وجہہ کمافی اسباب النزول للواحدی انہا نزلت بمکة من کنز تحت العرش وبہا عنہ لما قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکة فقال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العلمین (ترجمہ) سیرت حلبیہ مین جناب علی کرم اللہ وجہہ سے جیسا کہ امام واحدی نے اپنے اسباب نزول مین وارد کیا ہے۔ روایت کی ہے کہ آیہ کریمہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مکہ مین خزانہ تحت العرش سے نازل ہوا اور اوسی مین حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ جب رسول مقبول مکہ مین (نماز کے لئے) کھڑے ہوئے تو

[1] ینابیع المودة ص۶۰ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۲ھ مین ہے ابن ماجہ القزوینی واحمد فی مسندہ وابو نعیم الحافظ والثعلبی والحموینی اخرجا جمیعا باسانیدہم عن عباد بن عبد اللہ قال قال علیؑ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی الا کذاب لقد صلیت قبل الناس بسبع سنین۔

آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین کہا جسکے تائید کی یہ روایت کتاب معارج النبوۃ مولانا معین الدین کے رکن ثالث صفحہ ۱۲ و ۱۳ مطبوعہ مطبع نور لاہور سنہ ۱۲۹۲ھ سے لکھی جاتی ہے۔

اما اول سورہ از روایات متقدمہ چنان معلوم شد کہ سورہ اقرا بودہ و در روایتے آنست کہ یا ایہا المدثر بودہ و در روایتے دیگر از خدیجہ رضی آوردہ اند کہ سورہ فاتحۃ الکتاب بودہ و در روایت آنست کہ پیغمبر صلوات اللہ وسلامہ علیہ باوے فرمود بدرستیکہ چون تنہا میشوم آوازے می شنوم کہ یا محمد یا محمد و ہیچ گوئندہ نمی بینم خوف بر من غالب میشود و از آنجا می گریزم خدیجہ آنحضرت را بنزد ورقہ برد تا صورت واقعہ را تقریر فرمود ورقہ گفت دیگر چنین مکن ہر وقت کہ آن ندائے شنوی در محل خود قرار گیر تا دیگر چہ میگوید آنحضرت کہ این نوبت ندا شنید بر جائے خود بایستاد جواب داد کہ لبیک نداکنندہ گفت بگوئی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ بعد از ان گفت بگو بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین تا آخر سورہ فاتحۃ الکتاب بخواند۔	لیکن اگلی روایتون سے یہ معلوم ہوا کہ پہلا سورہ سورہ اقرا تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ (پہلا سورہ) سورہ یا ایہا المدثر تھا اور دوسری روایت لوگون نے حضرت خدیجہ کے زبانی یہ بیان کی ہے کہ (سورہ اول) سورہ فاتحہ یعنی الحمد تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ پیغمبر صلوات اللہ وسلامہ نے حضرت خدیجہ سے ارشاد فرمایا کہ جسوقت مین اکیلا ہوتا ہون ایک آواز غیبی سنتا ہون اور کوئی کہتا ہے یا محمد یا محمد اور کہنے والا مجکو دکھائی نہین دیتا مین ڈرجاتا ہون اور وہان سے چلا جاتا ہون یہ سنکر حضرت خدیجہ آنحضرت کو ورقہ کے پاس لے گئین اور اون سے واقعہ مذکور بیان کیا ورقہ نے کہا آیندہ ایسا کرنا جب وہ آواز سننا تو اپنے مقام پر ٹھہرے رہنا (وہان سے نہ ہٹنا) اور دیکھنا کہ کہنے والا کیا کہتا ہے اسکے بعد جب آنحضرت نے وہ آواز سنی اپنی جگہ پر کھڑے رہے اور اوس آواز کے جواب مین لبیک فرمایا منادی نے کہا کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ اسکے بعد ندا دینے والے نے کہا کہو بسم اللہ الرحمن الحمد للہ رب العالمین تا اینکہ کل سورہ فاتحہ پڑھا۔

اور اسباب النزول واحدی کے صفحہ ۱۱ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۱۵ھ مین ہے۔

عن عبد اللہ بن نافع عن ابیہ عن ابن عمر قال نزلت بسم اللہ الرحمن الرحیم فی کل سورۃ۔	عبد اللہ بن نافع نے اپنے پدر (نافع) سے اونے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ آیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کل سورہ مین نازل ہوا ہے۔

شرح وقایہ ترجمہ اردو نور الہدایہ صفحہ ۹۶ مطبوعہ رزاقی کانپور سے صحیح مسلم اور صحیح نسائی کی روایتین مع دیگر

روایتون کے لکھی جاتی ہین۔

اور روایت مسلم کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی ہین نے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان کے پس نہ سنا مین نے کسی کو اون مین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم "

امام شافعی کے نزدیک تسمیہ باواز بلند پڑھے کہ جز فاتحہ ہے اونکے نزدیک اور بہت سی حدیثین صحیح وارد ہوئی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین قرات کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے "

صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نسائی مین ہے نعیم مجمر سے کہ نماز پڑھی مین نے پیچھے ابوہریرہ کے سو پڑھی اونہون نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر پڑھی فاتحہ یہان تک کہ پہونچے ولا الضالین تک پھر کہی آمین پھر سلام پھیر کر کہا قسم ہے اوس ذات کی جس کے قبضہ مین میری جان ہے تحقیق میری نماز مشابہ تر ہے ساتھ نماز رسول اللہ کے۔ کہا ابن خزیمہ نے نہین شک ہے اسکی صحت مین اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم جھر کو نہین۔ کیونکہ جایز ہے سننا نعیم مجمر کا باوجود آہستہ پڑھنے ابوہریرہ کے کیونکہ جب تک مبالغہ نکرے اخفا مین تب تک سنائی دیتا ہے خصوصًا پاس والے مقتدی کو اور صحیح ہے عبد اللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ جھر کرتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو کہا حاکم نے صحیح ہے بغیر علت کے اور صحیح کیا اسکو دارقطنی نے "

پس صحیح ترمذی والی روایت ابن عباس کی روایتًا و درایتًا صحیح ہو گئی نیز ابوہریرہ کی روایت صحیح نسائی کی جناب سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام کا پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم سے سورہ فاتحہ یا سبع المثانی کا قرات فرمانا کتاب اللہ کے مطابق ثابت ہو گیا۔ جس نے انس کی روایت مخرجہ بخاری و مسلم و ترمذی کے اول شق کو کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم چھوڑکر سورہ فاتحہ پڑھتے تھے مطلقًا باطل و دروغ کر دیا۔ پس خلفاء ثلاثہ کا صرف چھ آیتون سے قرات کرنا صحیح ہو گیا جسپر بقول ترمذی صحابہ اور تابعین اور اونکے بعد کے عمل کرتے رہے۔

اور روایت جناب امیر علیہ السلام کی اوپر گذری کہ رسولخدا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین تا آخر سورہ نماز مین پڑھتے تھے اور فخر الدین رازی نے اپنے تفسیر کبیر مین بعد ذکر اس امر کے کہ جناب علی علیہ السلام جھر کرتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اور کہا ہے

ومن اقتدی فی دینہ بعلی فقد اھتدی	اور جس شخص نے اپنے دین مین علی کی اقتدا کی اوسنے
واصاب الحق والدلیل علیہ قولہ صلعم	بیشک ہدایت پائی کیونکہ رسو اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ
اللھم ادر الحق معہ حیثما دار	خداوندا پھیر دے حق کو جدہر علی پھرین۔

پس خلفاء ثلاثہ اور اونکے تبعین صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا یہان تک کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی کا عمل قرآن اور رسولخدا کے خلاف صرف چھ آیتون سے قرات کرنا غلط راستہ کے چلنے کو ثابت کرتا ہے نیز نماز کا سبع مثانی یعنی سات آیتون کے خلاف ناقص اور ناتمام ہونا اور آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر کے مخالف ہونے کو ظاہر کرتا ہے جس سے بھی رسول اللہ کے بعد جناب امیر علیہ السلام باب مدینۃ العلم ونقطہ تحت الباء اور ہادی اور مہدی اور مہتدی کا اولو الامر ہونا روز روشن کی طرح ثابت ہے پس سورہ فاتحۃ الکتاب مین جو نبی صلوات اللہ علیہ کے بعد منعم علیہم کی جماعت صدیقین وشہدا وصالحین کی ہے وہی اولو الامر یعنی امام ہے وہ آل محمد علیہم السلام ہین جنکی تعداد بخاری ومسلم و ترمذی وغیرہ مین اثنا عشر امیرًا اثنا عشر خلیفۃً واثنا عشر

عظیماً کی جابر بن سمرہ و ابن مسعود کے حدیثوں مین ہے
اور شاہ عبد العزیز نے اپنے تفسیر فتح العزیز سورہ بقر کے صث مین ساتوین آیت سورہ فاتحہ کے بارے مین یہ تفصیل و تشریح لکھے ہین۔

نیز منعم علیہ را مقابلے آوردہ اند کہ مغضوب	یعنی منعم علیہ کو مغضوب علیہ کے مقابل مین
علیہ است وضالین کہ در مقابل مہتدین است	لائے اور ضالین کے مقابلہ مین جسکا مقابلہ مہتدین سے
مناسب مقابلہ منعم علیہم می نماید لیکن چون	ہونا چاہیئے منعم علیہم سے اسکا مقابلہ مناسب نہین مگر
منعم علیہم بالیقین مہتدین بلکہ ہادین اند چہ راہ	چونکہ معلوم ہے کہ منعم علیہم بالیقین مہتدی ہین بلکہ ہادی
آنہا طلب می کنند و ہدایت بآن راہ میخواہد ناچار	ہین کیونکہ ہدایت اونکو طلب کرتی ہے اور اونکو چاہتی
ضالین نیز در مقابل منعم علیہم افتادند۔	ہے مجبوراً ضالین مقابلہ منعم علیہم مین پڑا۔

اور فتاوائے شاہ عبد العزیز سے جناب علی مرتضیٰ کا ہادی مہتدی ہونا کہ تلقیب ایشان بذوالقرنین ولیعسوب الدین و صدیق و فاروق و سابق و یعسوب الامۃ و یعسوب قریش و بیضۃ البلد و امین و شریف و ہادی و مہتدی و ذوی الاذن الواعی مروی و ثابت کے الفاظ سے اور تفسیر عزیزی پارہ سورہ الحاقہ مین امیر المومنین کو یعسوب المومنین سے قبول کر چکے ہین دیکھو کتاب الاکمال مولف صہ ۹۵ اور دیکھو صہ ۳۰ و ۳۱ کتاب اکمال مذکورہ۔

پس سورہ فاتحۃ الکتاب مین خاتم النبیین کے بعد جماعت منعم علیہم مین اول منعم علیہ جناب امیر علیہ السلام خاتم الوصیین بالیقین ہین۔

اور اسی سورہ فاتحۃ الکتاب یا سبع المثانی کو قرآن عظیم بھی کہا ہے اور قرآن علی کے ساتھ اور علی قرآن کے ساتھ مشہور حدیث ہے جسکی آخری حدیث ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی کے نمبر ۶۶ کی لکھی جاتی ہے۔

اخرج ابن عقدۃ عن طریق عروۃ بن	ابن عقدہ نے عروہ بن خارجہ کے طریق حضرت
خارجۃ عن فاطمۃ الزہراء قال سمعت	فاطمہ زہرا سے روایت کی ہے کہ مین نے اپنے پدر رسولخدا
ابی صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی	صلعم سے مرض الموت مین یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اور او سوقت
قبض فیہ یقول وقد امتلأت الحجرۃ من	حضرت کا حجرہ صحابہ سے بھرا ہوا تھا کہ اے لوگو مین بہت
اصحابہ ایہا الناس یوشك ان اقبض	جلد دنیا سے رخصت ہونے والا ہون اور تمکو جتلائے دیتا
قبضاً سریعاً وقد قدمت الیکم القول	ہون تاکہ میرے گردن پر بار نرہے کہ مین تمھارے پاس دو
معذرۃ الیکم انی مخلف فیکم کتاب	چیزین چھوڑتا ہون ایک تو اپنے خدا کی کتاب اور ایک اپنی
ربی عزوجل وعترتی اہل بیتی ثم	عترت اہل بیت یہ فرماکر علی کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا کہ یہ علی
اخذ بید علی فقال ہذا علی مع القرآن	ہے قرآن کے ساتھ اور قرآن اسکے ساتھ یہ دونون ایک دوسرے
والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا	سے جدا نہونگے تا آنکہ میرے پاس حوض پر پہونچین وہان تم سے
علی الحوض فاسئلکم ما تخلفونی فیہما۔	پوچھونگا کہ تم نے میرے بعد انکے ساتھ کیا سلوک کیا۔

جیسے حضرت ابن عباس اور ابوہریرہ کی روایت سے کامل سورہ فاتحہ یعنی سات آیتوں سے رسولخدا کا قرأت فرمانا انس کی روایت مخرجہ صحیحین و ترمذی کے اول شق کو باطل کر دیا ویسے ہی ابوہریرہ نے حضرت عمر کی اوس روایت صحیحین و ترمذی کو جس مین آیہ اکمال دین کا نزول بروز عرفہ جمعہ مذکور ہے اوس صحیح اسناد حدیث مندرجہ صفحہ ۲۱۹ سے غلط اور باطل کر دیا جس مین ابوہریرہ نے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو رسولخدا کے ارشاد حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے بعد آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کا نازل ہونا وارد کیا ہے جو ابن عباس کی روایت آیہ تبلیغ و تاکید کے نزول ۱۸ ذیحجہ اور ۸۱ یوم آخری مدت رسولخدا کے عمر کے مطابقت مین ہے۔

اور جسکی تائید ابوسعید خدری کے روایت مندرجہ صفحہ ۲۰۰ سے ہو چکی ہے جبکہ رسولخدا غدیر خم مین جناب علی علیہ السلام کو نصب کر کے اونکے ولایت یعنی خلافت و امامت کی ندا کی تو جبرئیل علیہ السلام آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا لیکر نازل ہوئے۔ اسی ولایت یا امامت کا سوال روز محشر امت سے عموماً اور صحابہ و امہات مومنین سے خصوصاً ہوگا جنکو رسولخدا نے غدیر خم کے مقام مین خیمہ علی علیہ السلام مین بھیجکر تہنیت ولایت کے سلسلہ مین عہد و پیمان لے لیا تھا۔ چنانچہ اونہین ابوسعید خدری سے یہ روایت مروی ہے۔

جسکو امام قندوزی حنفی نے اپنے کتاب ینابیع المودۃ کے صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۲ھ مین اور سید علی ہمدانی نے اپنے مودۃ القربیٰ کے مودۃ نہم مین وارد کیا ہے۔

عن ابی سعید الخدری رض قال قال رسول اللہ	ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آنحضرت نے آیہ وقفوھم
صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالی وقفوھم	انھم مسئولون (اور ٹھہراؤ اونکو اون سے سوال کیا جائیگا) کی تفسیر
انھم مسئولون عن ولایۃ علی و	مین فرمایا ہے کہ اون سے علی علیہ السلام کے ولایت کا سوال کیا
کان ھذا مراد الواحدی بقولہ انھم	جائیگا اور یہی مراد واحدی کی ہے آیت انھم مسئولون مین کہ
مسئولون عن ولایۃ علی و اھل البیت	ولایت علی اور اہل بیت کی ہے اسلئے کہ اللہ تعالی نے مودۃ فی القربیٰ
لان اللہ افترض المودۃ فی القربیٰ فتکون علیھم المطالبۃ	کو واجب گردانا ہے اور اسی کا مطالبہ کیا ہے۔

روایت مذکورہ کی مؤید یہ روایت ہے جسکو اوسی کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۹۱ مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۱ھ سے نقل کیا جاتا ہے۔

فی تفسیر قولہ تعالی لتسئلن یومئذ عن	تم سے اوس دن نعمتون کے بابت ضرور باز پرس ہوگی
النعیم فی ینابیع المودۃ ابو نعیم الحافظ	ینابیع المودۃ مین آیہ موصوفہ کی تفسیر مین حافظ ابونعیم نے
بسندہ عن جعفر الصادق رضی اللہ عنہ فی	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ
ھذہ الآیۃ قال النعیم ولایۃ امیر المومنین	نعیم سے ولایت جناب امیر المومنین علی علیہ السلام
علی بن ابیطالب کرم اللہ وجھہ	مراد ہے۔

یہ ہین ائمہ اہلسنت کے احادیث و تصریحات جسکے بعد کوئی شبہ باقی نہیں رہتا اور مطلب آفتاب سے زیادہ روشن ہوجاتا ہے۔

تمت کلمت ربک صدقا و عدلا لامبدل لکلماتہ۔

احقر سید مرتضی حسین

(ایرایاں ضلع فتحپور) ۲۷ شعبان ۱۳۵۱ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۳۲ء

قطعۂ تاریخ طبع کتاب "تکمیل"

سخن سنج رفیع المنزلت، ادیب والا مرتبت وحید الزمن عالیجناب مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب المتخلص بہ اشہر

متوطن "بہیرہ سادات ضلع فتح پور" ہیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول فتح پور

مرتضیٰ آنکہ حسین است بکیش — موبد نبض شناسِ رنجور
چون بتصحیح وفاتِ احمدؐ — یوم فوتِ نبوی آنچہ صحیحست
مرتضیٰ صاحبِ تکمیل آن را — کار تبلیغ بانجام رسید
روز کے چند چو از خمّ غدیر — بُردہ و یک ز ربیع الاوّل
گوید این سانحہ زین نوع حکیم — تا بتاریخِ دہ و یک کہ بُن
روز ہشتاد و یک آید بشمار

ہست ذو الفہم و خبردار و عقیل — بغرض در دربائے زعلیل
کس نپرداخت محقق نہ نبیل — ثابتش کرد ببرہانِ دلیل
مینویسد بنگر زین تفصیل — آیہ آمد ز خداوند جلیل
رفت شادی بالم شد تبدیل — یازدہ سال بدہ کن تعویل
کان ندان بہ پیمبر تمہیل — روز دوشنبہ بد و تیرہ چو بیل
گر شماری چو خردمند جلیل

در پزشکیست پزشکِ حاذق — جان بلب آید اگر بیمارے
کرد تالیف حکیم اکمل — جانشینی علیؑ ہم ضمناً
ہجدہ و یوم خمیس از ذی الحجہ — دینِ حق گشتہ ز کملت عزیز
ارتحال نبوی را ہنگام — روز دوشنبہ رسول مقبول
گر ز ہجدہ مہ ذی الحجہ کہ بود — در چہ مہ ماہِ ربیع الاولے
در ہمین روزکِ ہشتاد و یکم

گو ندارد بہ اداوات مثیل — گر دوش دست شفا بخش کفیل
در ہمان باب کتابِ تکمیل — کرد ثابت باسانید جزیل
داد خمّ را چو محمدؐ تفضیل — و ودلی نقض حسد گشت ذلیل
در رسیدہ ز قضا گشت علیل — حیف بگذشت ازین دار رحیل
پنجشنبہ لشماری چو عقیل — در سن یازدہم بے تسویل
روز دوشنبہ نبی شد تحلیل

سال ہجری و مسیحی بنویس — اشہر ابیش مکن زین تطویل

گفت اشہر بشنو تاریخش — بیدل است سراپا تکمیل
۱۳۵۱ھ

بے شش و پنج بگو گفت سرش — فلک قبا جان حق شد تکمیل
۱۳۵۱ھ

سالِ طبعش دگر اشہر انیست — جلوہ آرائے صداقت تکمیل
۱۳۵۱ھ

از سر آنش شد این سالِ مسیح — نام مرغوب طبائع تکمیل
۱۹۳۲ء

عیسوی سال دگر باز شنو — سرفراز است کتابِ تکمیل
۱۹۳۲ء

آخری سالِ مسیحی نیست — رافع لمع مضامین تکمیل
۱۹۳۲ء

ناظرین ملاحظہ سے پہلے کتاب ہذا کو غلطنامہ سے درست کر لین

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
٢	٢٦	ح	تحویز	تجویز	٢٢	٢	م	سہیلی	ابن کثیر	٣٩	٢٢	ح	الایتہ	الآیتہ	٥٦	٣	م	خذلیقہ	حذیفہ
٤	٢١	〃	الثلاثتہ	الثلاثتہ	٢٥	١٠	م	کمی	کمی	〃	〃	〃	ص١٤٣	ص٤٣	〃	٧	〃	باالجفتہ	بالجحفتہ
〃	٣١	〃	ساختگی	ساختگی	〃	١٩	〃	وجہیہ	وجہہ	〃	〃	〃	لیدن	لیڈن	〃	١٠	〃	تجتھن	تحتھن
٥	٢٥	م	غلیہ	علیہ	٢٧	٣	م	متعارقہ	متعارفہ	〃	٢٣	〃	بالیاقر	بالباقر	〃	١١	〃	اغدا	غدا
٦	١١	م	کیے	کئے	〃	١٢	〃	کتبب	کتب	〃	٢٧	〃	رکف	وکف	〃	١٥	〃	نبألی	تبألی
〃	١٨	ح	لیے	لئے	〃	١٤	〃	مجی	محیی	〃	〃	〃	رروی	وروی	〃	١٩	〃	تقول	نقول
〃	٢٩	ح	مطبوعہ	مطبع	〃	٢٤	〃	غظیم	عظیم	٤	٧	م	خدلیفہ	حذیفہ	〃	٢٠	〃	مجزاک	فجزاک
〃	٣٠	〃	بفسیر	تفسیر	٢٨	١٠	م	وسلے	وسے	〃	٢٠	〃	ولہ	ولن	〃	٢٥	〃	الآ	الا
〃	〃	〃	مبسرہ	میسرہ	〃	٢٠	ح	نودی	نووی	٤٤	٢	م	مشھد	ستشھد	〃	〃	〃	اکا	الا
〃	٣٢	〃	١٦١	٢٦١	〃	٢٦	〃	حن	من	٤٨	٨	م	عذیر	غذیر	٥٧	١	م	فرفعا	فرفعھا
٧	٦	م	نیبب	انیب	〃	〃	〃	نہین	تہین	〃	١٣	〃	بکتر	بکثر	〃	٥	〃	صغا	صنحا
〃	١٨	〃	سفر	صفر	〃	٢٨	〃	سہ	عسلہ	٥٠	٣	م	حذری	خذری	〃	١٤	〃	الجنیر	الجبیر
〃	٣٠	ح	الکلمت	المکلت	٢٩	٢	م	کہ دمہ	کہ ومہ	〃	١٠	〃	جمجفہ	جحفہ	٥٨	٧	م	بعذیر	لبجدیر
٨	٣	م	پیدرھوان	پندرھوان	〃	٦	〃	خرف	حرف	〃	٢٣	〃	نسوح	منسوخ	٥٩	٨	م	کہ	کی کہ
〃	١٢	〃	سہ	سلہ	〃	١٢	〃	زود	زود	〃	٢٥	〃	جنانچہ	چنانچہ	٦٠	٢	م	دے	دے
〃	١٨	〃	ہے	۔	〃	٢٠	ح	خطبیا	خطیبا	٥١	٢	م	عیاس	عیاش	٦١	٩	م	حذری	خدری
〃	٢٣	〃	شنبہ	دوشنبہ	〃	〃	〃	غنیتہ	غنیتہ	〃	٢٢	〃	عذیر	غدیر	〃	١٢	〃	نودی	نووی
〃	٢٦	〃	آنجاز	آغاز	٣٠	٤	م	دوستانہ	دوستانہ	٥٢	١٢	م	بیہ	بید	٦٢	١١	م	ص١٤٣	ص٤٣
٩	١١	م	الکاز	الحجاز	〃	١٥	ح	ادر	او	〃	١٤	〃	وال	وال	〃	٢٢	〃	تحیشو	تحتشو
〃	٢	〃	عنہ	سنہ	〃	١٨	〃	دودن	دودن	〃	٢٤	م	مین حضرت	مین نے حضرت	٦٤	٦	م	حذنی	خدری
١١	٥	م	مصنت	مصنف	〃	٢٢		سنہ	سنتہ	〃	٢٥	〃	نے	سے	〃	١٠	〃	الخمس	الخمیس
١٢	١٥	م	لو	لو	〃	٣٠	〃	ابتی	ابنی	〃	〃	〃	فخطب	محطب	〃	١٤	〃	الملکت	الملت
〃	٢٠	ح	رضہ	روض	٣١	٢٥	ح	٣٤	١٣٤	٥٣	١	م	واثنئ	واثنی	٦٥	١٠	م	خودب	شوذب
															〃	٢٠	ح	طبقات	طبقات ابن سعد
〃	٢٣	〃	عشر	عشرۃ	〃	٢٩	〃	سنہ١٤	سنہ١٤	〃	١٦	〃	جحفہ	جحفہ	٦٦	١٣	م	الحیبنی	الحسینی
〃	٢٨	〃	القعدہ	القعدۃ	〃	٣٠	〃	ہوگئی	رہ گئی	〃	〃	〃	عذیر	غدیر	〃	١٧	〃	الحذری	الخدری
١٣	١	م	مفیرین	مفسرین	٣٢	٥	م	رجانی	رجحانی	〃	٢٦	〃	ھی	فی	٦٨	٥٧	ح	سیر	پر
١٤	٣	م	پچیسوین	پچیسوین	〃	٦	〃	پامالی	پایائی	٥٤	١	م	لبعضہ	لبعضہ	٦٩	١	م	حذری	خدری
〃	٨	م	سرایسامہ	سریۃ اسامۃ	〃	٧	〃	حیرانی	جیرانی	〃	٣	〃	النضرف	النصرف	٧١	٩	م	ازنکم	ازنکم
〃	〃	〃	قریہ	قریۃ	〃	١١	〃	موئد	مؤید	〃	١٣	〃	م	م	〃	٢٥	ح	شکر	لشکر
〃	٩	〃	حارثہ	حارثۃ	٣٤	١٢	ح	روابۃ	روایۃ	〃	٢٥	〃	الآ	الا	٧٣	٩	م	ہ	ع
〃	١٢	〃	لاسامہ	لاسامۃ	〃	١٧	〃	تودی	نووی	〃	٢٦	〃	تردوا	تردوا	〃	٢٠	〃	والل	وال
〃	٢٤	〃	عہدریہ	عبدربہ	٣٧	٢	م	خاج	حاج	٥٥	١١	م	قادل	فادل	〃	〃	〃	النفر	النصر
١٥	١٩	م	نشان	شنبہ	〃	١٦	ح	الحمد سلام	الحمد لله سلام	〃	١٣	〃	امہ	امۃ	〃	٢٣	〃	تبا	تبا
١٦	١٦	م	کے سے	سے	〃	٣٤	〃	نباتنہ	نباتۃ	〃	١٥	〃	نغل	ثقل	٧٤	٥	〃	الاکلال	اکلال
〃	〃	〃	دوشنبہ	دوشنبہ	٣٨	٢٨	ح	ابن جریج	ابن جریج	〃	١٨	〃	جبیر	خبیر	〃	٢٦	ح	مخضہ	مخمصۃ
٢٢	١	م	چاردن	چاردن	٣٩	٤٩	م	خذیفہ	حذیفہ	〃	٢٤	〃	وال	وال	٧٥	٣	م	ترسے	ترسے

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۷۶	۱۲	م	دال	وال	۱۰۴	۱۸	م	کی	کے	۱۴۶	۷	م	روی	روی	۱۵۵	۱۵	″	بھوپال	بریلی
۷۸	۲۹	ح	سبب	سب	۱۰۵	۱۴	″	آلاحرہ	الآخرہ	″	۱۱	″	ذربہ	ذریۃ	″	۱۷	″	وکرت	ذکر
۷۹	۶	م	سب	شب	″	۱۶	″	کی	کے	″	۱۳	″	اونکے	اوسکے	″	۲۴	″	لصلوا	تصلوا
۸۰	۱۱	م	اسول	رسول	۱۰۶	۴	م	ماموربن	مامورین	″	۲۵	″	دوسرے	دوسری	۱۵۶	۱	ح	سنہ ۲۲۰ھ	سنہ ۲۲۱ھ
″	۲۰	م	للدما	للدعا	۱۰۹	۲۳	م	حنش	حبیس	۱۴۲	۳	م	سرواء	سرار	″	۴	م	امین	یمین
″	۲۶	″	استخلصہ	استخلفہ	″	۲۴	″	″	″	۱۴۳	۸	م	نافع ابن عمر	نافع بن عمر	۱۵۹	۲۹	ح	البخاری	البخاری
۸۱	۲۵	″	ذلد	ولد	″	۲۷	″	سے	کے	″	۵	″	لیدن	لیڈن	۱۶۰	۱۴	م	مومنہ	مومنۃ
۸۲	۶	م	صدیق	صدق	۱۱۲	۱۴	م	لیدن	لیڈن	″	۲۲	ح	ناریخ	تاریخ	۱۶۱	۲	م	رو	دو
″	۱۰	م	موتید	مؤید	″	۲۴	ح	المخرومی	المخزومی	″	۲۵	″	عینیہ	عیینۃ	″	۴	″	یلایا	بلایا
۸۳	۳	م	فعلی	فعلی	۱۱۳	۲	م	معت	مضت	۱۴۴	۹	م	لیدن	لیڈن	۱۶۵	۲۹	م	سبلع	سبع
″	۴	″	دالی	وال	″	۱۲	ح	عالشتہ	عائشۃ	″	۱۳	″	بیدٖ	جلدٖ	۱۶۶	۵	م	ف	و
۸۴	۴	″	دال	وال	″	۲۷	″	الحعی	النخعی	۱۴۵	۱۲	م	معنبت	معت	″	۲۳	ح	النخفی	النخعی
″	۲۳	″	ندعو	ندعوا	۱۱۴	۱۹	″	بقول	بقول	۱۴۶	۲	م	حزری	جزری	″	۲۴	ح	التعذیب	التہذیب
۸۶	۱۱	م	پابند	پابند	″	۲۶	″	یڑھے	پڑھے	″	۲۶	ح	الخاف	اتحاف	″	۲۵	″	النخفی	النخعی
″	۲۵	ح	النجرین	النحریر	″	۲۷	″	ھروسہ	بھروسہ	″	۳۲	″	پورب	یورپ	″	۳۱	″	طالقۃ	طائفۃ
″	۲۹	″	وحمہ	رحمہ	″	″	″	اتہاریٹی	اتھارٹی	″	۳۳	″	لیدن	لیڈن	۱۶۸	۶	م	نبتی	ابنتی
۸۸	۱۵	م	دحل	دخل	″	۲۸	″	لیدن	لیڈن	۱۴۷	۱۴	م	لیدن	لیڈن	۱۷۰	۲۴	ح	صنعہ	صنعۃ
۸۹	۱۲	م	انغا	انفا	۱۱۵	۱۶	م	تخار	بخار	″	۱۶	″	ازوجہ	زوجہ	″	۲۶	″	الحضم	الخصم
۹۰	۴	م	حصرت	حضرت	۱۱۶	۱۰	″	قطیفہ	قطیفۃ	۱۴۹	۱	م	وکین	دکین	۱۷۱	۹	م	عمرۃ	عمرۃ
۹۰	۷	″	نغسہ	نفسہ	″	۲۰	ح	سند	سند	″	۲۲	″	مین	بن	″	″	″	بتت	بنت
″	″	″	اقراروں	اقراروں	″	۳۲	″	اورادر	اور	۱۵۰	۵	م	او	و	″	۱۰	″	بحمش	بخمس
″	″	″	دابس	والپس	۱۱۹	۷	م	لقاسم	القاسم	″	۹	″	قالوا	قال	″	۱۳	″	الخلیفۃ	الحلیفۃ
″	۱۰	″	تلاوہ	تلاوۃ	۱۲۱	۲	م	اولیس	اولین	″	۱۴	″	بموتہ	بنوتہ	۱۷۲	۲۲	ح	لیدن	لیڈن
″	″	″	نعد	بعد	″	۵	″	کے	کیلئے	″	۱۷	″	لیدن	لیڈن	۱۷۳	۶	م	د	و
″	۱۳	″	نقی	نفی	″	۱۹	″	تعطنون	تطعنون	″	۲۳	ح	اذی	اری	″	۲۴	ح	لرتا	کرتا
۹۲	۶	م	ذاخل	داخل	۱۲۴	۵	م	اشا	اسامہ	۱۵۱	۲۷	″	علیہا	علیہا	″	۲۸	″	حدثیا	حدثنا
″	۹	″	رور	روز	۱۲۶	۱۹	م	یقولی	یقول	۱۵۲	۷	م	کے	کا	″	۳۲	″	السیدری	السدوسی
۹۳	۲۲	″	عیاسی	عباسی	″	″	″	الفدوا	انقدوا	۱۵۳	۱۷	م	حذری	خدری	۱۷۴	۴	م	بلکم	لکم
۹۴	۱۰	″	دالام	والامام	۱۲۷	۱۳	م	یعنی	نعی	″	۲۶	ح	زیاض	ریاض	۱۷۵	۳۰	ح	بھی	بھی
″	۱۱	″	جدزی	جزری	″	۲۷	ح	بتر	نیز	″	۲۷	″	النفرۃ	النضرۃ	۱۷۶	۲۷	م	ابن	این
″	۲۶	″	ملحاقظ	ملحافظ	۱۳۳	۱۹	م	وباربکری	دیاربکری						۱۷۷	۷	م	اذاصنقی	اذا ستسقی
۹۸	۱۶	م	لیدن	لیڈن	″		″	لیدن	لیڈن	۱۵۴	۴	م	کا	اور					
″	۱۹	″	یرند	یزید	″	۲۵	ح	ینجم	ینجم	″	۲۳	ح	غیر	عیر	″	۹	″	غلیہ	علیہ
۹۹	۱۴	م	گذربن	گذرین	۱۳۴	۳	م	لیدن	لیڈن	″	۲۵	″	یربد	یرید	″	۲۰	″	مطالق	مطابق
″	۱۵	″	فاسکلر	فاسکل	″	۸	″	وباربکری	دیاربکری	″	۲۶	″	الطرای	الطبری	″	۲۳	ح	جحاج	حجاج
″	۱۸	″	لیدن	لیڈن	۱۳۵	۲۷	ح	روضہ الشہدا	روضۃ الشہدا	″	۲۸	″	خمسہ	حمسۃ	″	۲۷	″	سلاعلام	الاعلام
۱۰۳	۸	م	خلافتہ	خلافۃ	″	۲۸	″	ماہ	سماہ	۱۵۵	۳	م	تحقیق	بحقیق	۱۷۸	۱۵	م	دال	وال
										″	۸	″	فالنظروا	فانظروا	″	۱۷	ح	رباج	رباح

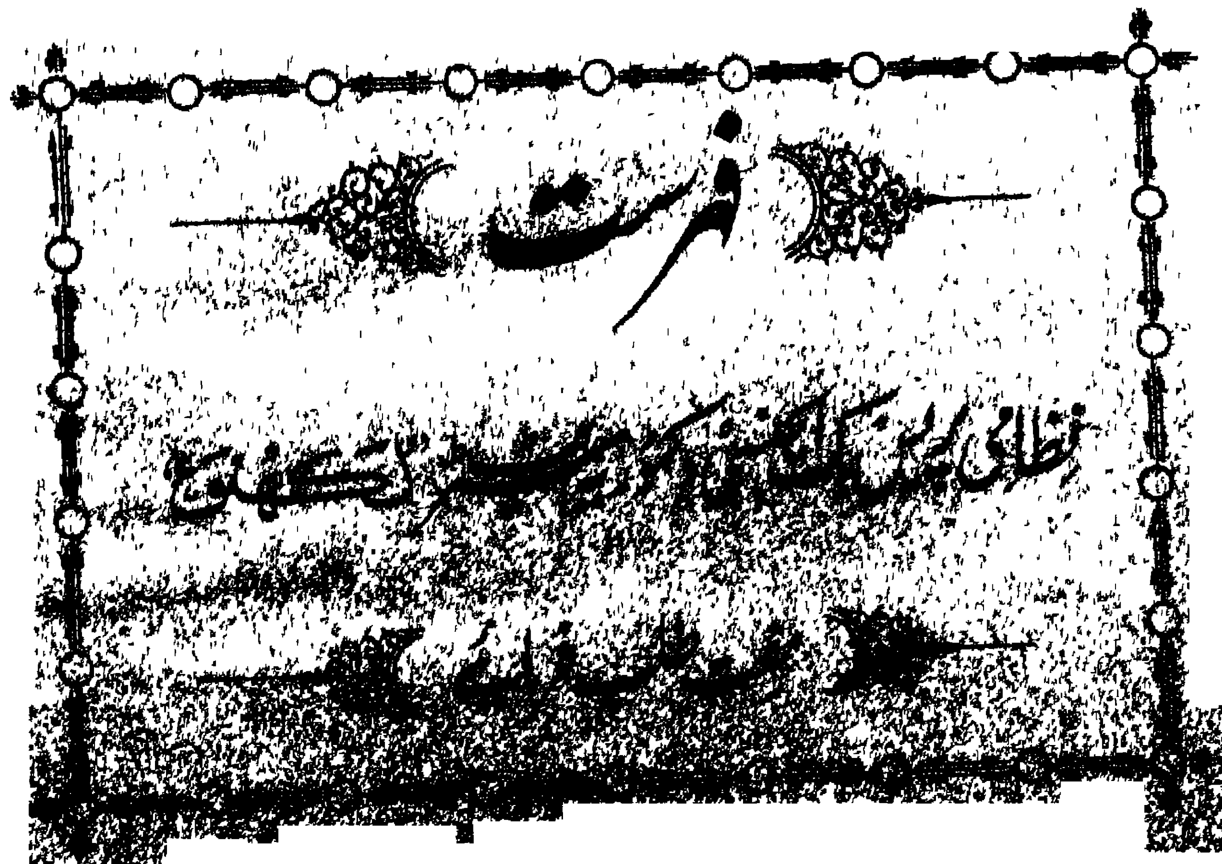
صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۱۸۱	۱	م	صما	ھما	۲۱۳	۱۵	م	کہ	-	۲۴۶	۲۱	م	مجلد	جلد	۲۷۵	۲۵	ح	جحفہ	جحفہ
〃	۲	〃	حریرۃ	ھریرۃ	۲۱۴	۱۹	ح	بقدیر	بتقدیر	۲۴۷	۷	م	حجحت	حجت	۲۷۶	۵	م	مجلد	جلد
〃	〃	〃	اھا	انھا	〃	۲۲	〃	وارو	وارد	〃	۲۳	ح	الضامت	الصامت	〃	۸	〃	بخاری	نخاوی
〃	۳	〃	حذری	خدری	۲۱۵	۱	م	یہولون	یہویون	۲۴۹	۱۷	م	رحمتر	رحمتہ	۲۸۱	۱۴	ح	جرطبری	جریرطبری
۱۸۳	۹	م	یںس	یُنس	〃	۵	〃	لنلم	لعلم	۲۵۰	۲۶	ح	الطیاسی	الطیالسی	〃	۲۷	〃	افریقیتہ	افریقیۃ
〃	۱۳	〃	نجحۃ	حجۃ	〃	۲۴	ح	لیدن	لیڈن	۲۵۱	۱۸	م	لبیئاک	لبیک	〃	۲۹	〃	عنیلیۃ	عیینۃ
〃	۱۵	〃	کافران	کافران	۲۱۶	۲۴	〃	لیلۃ	للیلۃ	〃	۲۲	ح	عبنہ	عنہ	۲۸۲	۲۰	ح	نجاری	بخاری
۱۸۴	۷	م	المنسب	المستیب	۲۱۷	۶	م	کتانکم	کنا نکم	۲۵۴	۲۰	م	طمازی	طازی	〃	۲۷	〃	البوزرعتہ	البوزرعۃ
〃	۱۸		محمد	محمد	〃	۲۶	ح	پسند	بسند	۲۵۸	۳	م	دل	ولد	۲۸۳	۲	م	البنبی	النبی
۱۸۵	۲	م	باقی ہیں	باقی رہیں	۲۱۸	۳	م	زراعت	زغت	۲۵۹	۱۳	م	ملادیا	ملادیا	〃	۶	〃	ببر	بہر
۱۸۵	〃	〃	یقین	یقیں															
۱۸۶	۲۶	ح	جتلاف	اختلاف	〃	۲۱	ح	خسین	حسین	〃	۱۴	〃	عبدالمللب	عبدالمطلب	۲۸۴	۲۲	م	کی	کہ
〃	۲۸	〃	تلثمائتہ	تلثمائتہ	۲۲۰	۲۳	〃	توثمق	توثیق	۲۶۰	۱۱	م	انا	انّ	۲۸۵	۵	م	تیسرں	تیسری
〃	۲۹	〃	۵۵۷ھ	۵۷۰ھ	〃	۲۶	〃	بہ	یہ	۲۶۱	۱۲	〃	بیتلی	ابتلی	〃	۱۰	〃	۳۲۹	۲۳۹
۱۸۸	۹	م	مبہر	نمبر	〃	۲۸	〃	ہے	ہے	〃	۱۴	〃	لیئال	لیال	۲۸۶	۸	م	آتیتن	آئتین
۱۹۰	۹	م	حذری	خدری	۲۲۱	۲	م	فراتے	فرماتے	〃	〃	〃	عہد	عہدی	〃	۱۱	〃	مجلد	جلد
〃	۲۴	〃	حجمت	حجت	〃	۸	〃	حجمت	حجت	۲۶۲	۱	م	الخنی	آلہی	〃	۱۳	〃	آنضر	نصر
〃	۲۶	〃	لغم	نعم	۲۲۲	۸	م	ضرہ	ضمرۃ	〃	۱۸	〃	حج	حج	〃	۱۵	〃	سنعبہ	شعبۃ
۱۹۱	۳	م	المضباء	العضباء	〃	۹	〃	شرجیل	شرحبیل	〃	۲۵	〃	بناتتر	نباتہ	〃	۲۰	ح	پورپ	یورپ
۱۹۲	۵	〃	قال	قال	۲۲۴	۹	م	الرحل	الرجل	۲۶۳	۱۸	〃	بحارالانوار	بحارالانوار	〃	۲۱	〃	الامامیتہ	الامامیۃ
۱۹۴	۱۶	〃	الٰہی	الٰہی	۲۲۵	۲۵	ح	خلہ	جملہ	〃	۲۵	〃	دیثا	دیتا	〃	〃	〃	جبید	جنید
۱۹۵	۴	〃	خدیفہ	حذیفہ	۲۲۷	۱۳	م	علی	علی انّ	۲۶۴	۱۲	〃	وصیت	وصیت	〃	۲۶	〃	اد	او
〃	۷	〃	خدیفہ	حذیفہ	〃	۲۶	〃	لال	دال	〃	۱۹	〃	صبحیع	ضجیع	۲۸۸	۲۷	〃	ابضاً	ایضاً
〃	۱۹	〃	تو	۔	〃	۴	〃	جیف	خبف	۲۶۶	۱۰	〃	دکجاک	دیکھاک	۲۸۹	۱۵	〃	غالبؒ	غالب
۱۹۶	۹	〃	تہفیت	تہنیت	۲۲۸	۴	م	منفا	متھا	۲۶۹	۲۰	ح	مبیئی	بمبئی	〃	〃	〃	ساکتی	ساکنی
۱۹۹	۹	〃	کتہ	کثر	〃	۲۱	〃	تصبن	تھین	〃	۲۲	م	الضاری	انصاری	〃	۱۹	〃	دلکتاب	وکتاب
۲۰۱	۱۱	م	دکر	ذکر	۲۳۰	۷	〃	تحفہ	جحفہ	۲۷۰	۱	〃	لیدن	لیڈن	〃	〃	〃	کثبرۃ	کثیرۃ
〃	۱۲	〃	سنطاقا	ستنطاقا	〃	۲۰	〃	عسترقی	عترقی	〃	۱۹	〃	اینا	اتینا	〃	۲۲	〃	اوہ	او
〃	۲۰	〃	لاشتغال	لاشتغال	〃	〃	〃	اینی	اینی	۲۷۱	۱۰	〃	النصر	النضر	۲۹۰	۳	م	محقق	متحقق
〃	〃	〃	مامر	بامر	۲۳۱	۱۸	〃	تھاتھا	تھا	〃	〃	〃	نصر	نضر	〃	۲۰	〃	المدینۃ	المدینۃ
۲۰۴	۴	〃	لیدن	لیڈن	۲۳۳	۱۹	〃	ذی لحجہ	ذی الحجہ	〃	۲۴	ح	نفوا	کفرا	۲۹۱	۲۶	ح	۹۵ھ	۵۹ھ
۲۰۶	۸	〃	۳ھ	۱۳ھ	۲۳۴	۲	〃	زاعت	زراعت	۲۷۳	۴	م	ابنانا	انبانا	۲۹۲	۱	م	،	فعلی مولاہ
۲۰۷	۱۴	م	جریح	جریج	۲۴۰	۱۳	〃	عمرہ	عمرۃ	〃	۲۷	〃	فرفہا	فرفعہا	۲۹۳	۱	〃	البیت	الست
۲۰۹	۲۲	〃	ام معید	ام معبد	〃	۱۸	〃	صبتہ	عیینۃ	۲۷۴	۱	م	دجاد	وعاد	۲۹۴	۱۸	〃	لغم	نعم
۲۱۰	۲۷	〃	۵۲	۲۸	۲۴۱	۵	〃	النشیرق	التشریق	〃	۶	〃	الشبکونی	الشکونی	۲۹۵	۳	〃	غدیرحم	غدیرخم
۲۱۱	۲	〃	لیدن	لیڈن	۲۴۳	۱	〃	خذیفہ	حذیفہ	〃	۲۲	ح	الخفائص	الخصائص	۲۹۶	۷	〃	سبرویہ	شیرویہ
〃	۲۱	ح	〃	〃	۲۴۶	۳۱	〃	مندرک	مستدرک	۲۷۵	۹	م	بدایہ	بدایۃ	۲۹۷	۳	〃	ابیطالب	ابیطالب

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
٢٩٧	١٥	م	التعاسا	التعاميا	٣٢٢	٢٠	ح	ليدن	ليڈن	٣٤٨	١	ح	حاسيه	حاشيه	٣٦٧	١٢	م	خلافت	خلافت
〃	١٦	〃	اوز	اور	〃	٣٠	〃	ذکرد	ذکره	〃	٣	م	طيب	طيب	٣٦٩	٥	م	بدو	بدون
٢٩٨	٢٦	ح	دنی	وفی	٣٢٤	٢	م	يحيعوا	يجمعوا	〃	٦	〃	است	است	〃	〃	〃	النلی	النبی
٢٩٩	١	م	مستدرک	مستدرک	٣٢٦	٢٠	〃	سرنا	صرنا	〃	١١	〃	راقعی	واقعی	〃	٦	〃	الکتاب	الکتاب
〃	٢٣	〃	نجاری	بخاری	〃	〃	〃	الضار	انصار	〃	١٢	〃	کر	کرد	〃	〃	〃	نی	فی
٣٠٠	١٢	م	لستهد	نشهد	٣٢٨	٢٧	〃	اُ ينی	اُ بنی	٣٤٩	٦	م	ناقرمانی	نافرمانی	٣٧٠	٧	م	البسنملة	البسملة
〃	٢٠	〃	قندوری	قندوزی	٣٣٤	٨	〃	عذا	هذا	〃	١٧	〃	نقط	لفظ	٣٧١	١	م	الس	انس
٣٠٤	١	م	تم	ثم	〃	١١	〃	قنفد	قنفذ	٣٥١	٥	〃	فلن	فلن	〃	٢	〃	الحمد	الحمدلله
٣٠٦	٢٥	ح	ليدن	ليڈن	٣٣٥	٢٥	م	کا دوا	کا دوا	٣٥٢	٢	〃	لوودت	لوودث	〃	٢٣	م	نمکة	بمکة
٣٠٧	٣١	〃	قابی	قابلی	٣٣٨	٧	〃	جتجتم	اتجتهم	〃	١٤	〃	یاذل	یاذل	〃	٢٤	〃	حیرت	سیرت
٣٠٨	٢	م	صاحب	صاحب	٣٤١	١٦	〃	غلے	علے	٣٥٣	١٠	م	عقبه	عقبة	〃	٢٧	ح	ماجه	ماجة
٣٠٩	١	〃	الجفة	الحفة	٣٤٣	٣	〃	بتارت	بشارت	٣٥٤	٩	م	والاامام	والامام	〃	〃	〃	الجموینی	الحموینی
٣١٢	١٧	〃	حرجه	خرجه	〃	١٤	م	ص ٣٤٥ / ص ٢٥٦	ص ٣١٤ / ص ٢٥٧	٣٥٦	٢٦	〃	خرام	حرام	〃	٢٨	〃	لا	لا
٣١٥	٨	〃	اغراف	اعراف	〃	١٥	〃	تارتح	تاریخ	٣٥٧	١٩	〃	کی	کے	〃	〃	〃	صلت	صلیت
٣١٦	١٩	〃	دروازه	دروازه	٣٤٤	٢٠	〃	ص ٢٦٠	ص ٢٦٢	٣٥٨	١٥	〃	وانشاک	والشاک	٣٧٣	٤	م	ہے	ہے
٣١٧	٢٧	ح	اضاری	انصاری	٣٤٥	١٦	〃	ر م	روم	〃	١٧	〃	حبافی	حبانی	〃	٨	〃	تحقیق	تحقیق
٣١٩	٣	م	برق	بن	〃	١٨	〃	مقشر	منتشر	٣٦٥	٢٢	〃	لغمت	النعمت	〃	٩	〃	کبونکه	کیونکه
٣٢٠	٢٣	ح	بے پروا	بے پرواه	〃	٢٤	ح	تافی	تانی	〃	٢٧	ح	االمین	المین	٣٧٤	١٢	〃	ص ١٩٥	ص ٩٥
٣٢١	٢	م	عثیرشک	عشیرتک	٣٤٦	٢٦	م	سے	اُسی	٣٦٦	١٨	م	ابن مردوبه	ابن مردویه	٣٧٥	٤	〃	س	من
〃	٧	〃	تے	نے	٣٤٧	٥	〃	ابهام الدین	ایها الذین	〃	٢٢	〃	اوما	اورا	〃	٢٦	〃	البیت	السنت
٣٢٢	١	م	ادعولهم	ادعوکم	〃	١٨	〃	لیسرل	لیسرلی	〃	٢٥	〃	المستقم	المستقیم					

کتاب نجم امرزا محمد جواد صاحب کے نظامی پریس میں طبع ہو کر رہنمائے خاص و عام ہوئی

عاجز

سید مرتضی حسین


فہرست